تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد چہارم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ھ

امیر معاویہؓ سے شہادت حسینؓ تک

حصہ اول

([illegible])

حضرت امام حسینؓ اور جنگ سے پہلے کے تفصیلی حالات

ترجمہ: سید حیدر علی طباطبائی

[illegible]

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک

کے
اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت وطباعت دائمی
تصحیح و ترتیب و تبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری

مالک نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب ______ تاریخ طبری، تاریخ الامم والملوک
مصنف ______ علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری
ناشر ______ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع ______ جدید کمپیوٹر ایڈیشن اپریل ۲۰۰۳ء
ایڈیشن ______ آفسٹ

نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور حکومت

از

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

ابو جعفر ابن جریر طبری کی مشہور و معروف تاریخ "تاریخ الامم والملوک" کے اردو ترجمہ کی یہ چوتھی جلد پیش خدمت ہے۔ یہ کتاب اگرچہ تاریخ کی پہلی کتاب نہیں۔ طبری سے پہلے بھی تاریخیں لکھی گئیں مثلاً ابن اسحٰق، ابن حبیب بغدادی، واقدی اور علامہ ابن قتیبہ و [illegible] زمانہ طبری سے پہلے کا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس سے پہلے کوئی جامع و مکمل تاریخ اسلام [illegible] ہیں۔ اس لیے [illegible] اس تاریخ کو وہ ارفع مقام حاصل ہے جو اب تک کسی کو نصیب نہیں۔

یہ چوتھی جلد جس زمانے کے واقعات پر مشتمل ہے وہ اسلامی تاریخ کا اہم ترین دور ہے۔ یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ۴۱ھ میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بیعت کرنے سے امت کی ایک [illegible] کا زمانہ ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام امت کو تباہی سے بچانے [illegible] اپنے وقت میں سب سے [illegible] آنحضرت ﷺ نے جن بزرگوں کو [illegible] ان میں سے آخری صاحب اقتدار صحابی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی، رسول اللہ ﷺ کے کاتب وحی، حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے فرزند، حضرت [illegible] عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قریبی رشتہ دار، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے زیادہ [illegible] اپنے زمانہ میں سب سے [illegible] لکھنے والے بزرگ تھے۔

[illegible] امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ پہلے دور کی فتوحات کا زمانہ ہے جب کہ [illegible] کابل اور افغانستان تک [illegible] خیبر تک پہنچ گئے تھے۔ [illegible] افریقہ میں [illegible] حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible]

متحدہ قوم بننے کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہے ان سب کی تکمیل کی۔

تاریخ کا یہ حصہ اسی دور کے حالات پر مشتمل ہے۔ ۶۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد ہی تاریخ اسلام کا سب سے زیادہ مشہور اور دردناک حادثہ واقعہ کربلا پیش آیا۔ یہ واقعہ پیش نہ آیا ہوتا تو بہت اچھا ہوتا لیکن تاریخ کا دھارا کبھی کبھی انسانی ہاتھوں سے باہر نکل جاتا ہے جس کے بعد ایسے ہی واقعات جنم لیتے ہیں جیسے آج بھی فلسطین میں جیسے کہ سامراجی طاقتوں کا خون بہا دیا جاتا ہے وہ اس وقت کسی کو علم نہ تھا اس کے بعد اس آگ کو روک نہیں سکے، یہاں تک کہ خاندانِ نبوت کے چشم و چراغ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقدس خون سے بھی یہ آگ نہ بجھ سکی۔

عام طور پر لوگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دشمنی کے جو قصے مشہور ہیں ان کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس کا صحیح اندازہ کرنے کے لیے ہم کو یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مصاحب تھے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی زیاد بن ابی سفیان حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے فارس کے گورنر تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زیاد بن ابی سفیان پر پورا اعتماد تھا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بردبار اور بھلا سمجھتے تھے اور ہمیشہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مورد الطاف رہے۔

نفیس اکیڈمی اپنی بساط و وسائل کے پیش نظر تیزی سے تاریخ طبری کا مکمل سیٹ شائع کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ مگر ایک مجبوری درپیش یہ ہے کہ مترجمین نے ۲۱ھ سے ۴۰ھ تک کے واقعات جو طبری کے سات سو صفحات پر مشتمل ہیں ان کا اردو ترجمہ ہی نہیں کیا۔ تاریخ طبری حصہ سوم (خلافت راشدہ حصہ دوم) کا ترجمہ جلد از جلد ہونے پر بھی چند ماہ کی مدت ضرور لگے گی۔ اگر حصہ سوم کے انتظار میں بقیہ حصوں کی اشاعت روک دی جاتی ہے تو ناظرین کو بڑا نقصان ہوتا۔ اس لیے تیسرے حصہ کا انتظار کیے بغیر کتاب شائع ہو رہی ہے اور جیسے ہی تیسرے حصے کا ترجمہ ہوگا سب سے پہلے اس کی اشاعت عمل میں آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

خدائے برتر و اعلیٰ کے فضل و کرم سے تاریخ طبری کا مکمل سیٹ تیار ہو کر اب شائع ہو گیا ہے۔ اس میں خلافت راشدہ حصہ دوم کا ترجمہ بھی شامل ہے۔

* * *

فہرست موضوعات

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
پہلا باب		**باب ۲**		[illegible]	۴۱
امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ	۲۳	بغاوت خوارج	۳۲	خوارج کی روانگی	//
بیعت امام حسن رضی اللہ عنہ	//	امیر مدینہ مروان بن الحکم	//	مغیرہ کی خوارج کے خلاف تقریر	//
قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی معزولی	//	[illegible]	//	رؤسائے قبائل کا تعاون	۴۲
اہل عراق کی بدعہدی	۲۴	[illegible]	//	صعصعہ کی قبیلہ عبدالقیس میں تقریر	//
قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی بیعت	۲۵	حیان بن ظبیان	۳۳	مستورد اور [illegible]	۴۳
مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی عملی تدبیر	//	حیان بن ظبیان کی روانگی [illegible]	//	[illegible] کے اشعار	۴۴
۴۱ھ کے واقعات	۲۶	خوارج کی تحریک [illegible]	۳۴	معقل کی خوارج سے [illegible]	//
امام حسن رضی اللہ عنہ کی دستبرداری	//	مستورد بن علفہ کا انتخاب	//	صعصعہ بن صوحان	۴۵
امام حسن رضی اللہ عنہ کی آخری تقریر	//	[illegible]	//	معقل بن قیس کی روانگی	//
عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حکومت	۲۷	مغیرہ اور عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ	۳۵	معقل بن قیس کا [illegible]	۴۶
قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی مصالحت	//	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو زیاد سے خطرہ	//	[illegible]	//
امام حسن رضی اللہ عنہ کی روانگی کوفہ	۲۸	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیاد پر [illegible]	۳۶	عبداللہ بن عقبہ الغنوی	//
خوارج اور اہل کوفہ کی لڑائی	//	عبداللہ بن خازم اور زیاد	//	مستورد کا نامہ سماک بن عبید	//
امارت کوفہ پر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا		امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور زیاد کی		عبداللہ بن عقبہ کی واپسی	۴۷
تقرر	//	مصالحت	//	عبداللہ بن عقبہ اور [illegible]	//
حمران کی بغاوت	۲۹	[illegible]	۳۸	مستورد کا [illegible] سے خطاب	۴۹
ابوبکرہ کی حق گوئی	//	۴۳ھ کے واقعات	۳۹	خوارج کا [illegible]	۴۰
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زیاد سے مطالبہ	//	عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات	//	معقل بن قیس کا تعاقب	//
آل زیاد کا مال	۳۰	مستورد بن علفہ خارجی	//	ابوالرواغ اور خوارج کی جھڑپیں	۵۰
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زیاد پر [illegible]	//	[illegible] کے مکان پر [illegible]	//	معقل کا خط بنام ابوالرواغ	//
عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا امارت بصرہ		مستورد بن علفہ کی روانگی حیرہ	۴۰	معقل بن قیس کی آمد	۵۱
[illegible]	۳۱	[illegible]	//	معقل بن قیس اور مستورد کی جنگ	//

خوارج کی پسپائی	۵۲	[illegible] کی بیعت	۶۲	۴۷ھ کے واقعات	״
خوارج کا [illegible] اتفاق	״	ابن عامر کی [illegible] غلطی	״	[illegible]	
[illegible]	۵۳	ابن عامر کی معزولی	۶۳	[illegible]	״
[illegible]	״	ابن عامر اور زیاد بن ابی سفیان [illegible]	״	[illegible]	״
خالد بن [illegible]		امیر معاویہ [illegible]	״	امیر حج عتبہ بن ابی سفیان	״
[illegible]	۵۴	امیر حج [illegible]	۶۴	۴۸ھ کے واقعات	۷۲
[illegible] معقل کی [illegible]	۔	۴۴ھ کے واقعات	״	[illegible] بن قیس کا حج	۔
[illegible]	״	حارث بن عبداللہ ازدی کی معزولی	״	امیر حج مروان بن حکم	״
خوارج کا فرار	۵۵	زیاد بن ابی سفیان [illegible]		۴۹ھ کے واقعات	״
ابو الرواع کا تعاقب	״	تقریر	״	مروان بن حکم	״
[illegible] کا [illegible]	۵۶	زیاد کی [illegible]	۶۵	کوفہ میں طاعون کی وبا	״
معقل بن قیس پر خوارج کا حملہ	״	[illegible]	״	امیر حج سعید بن عاص	۷۳
معقل بن قیس کا تعاقب	״	عبداللہ بن [illegible]	۶۷	۵۰ھ کے واقعات	״
عبداللہ بن عقبہ غنوی	۵۷	[illegible]	״	مغیرہ بن شعبہ ثقفی کی وفات	״
عبداللہ بن عقبہ کا فرار	״	[illegible] کی تقسیم	۶۸	زیاد کا کوفہ میں خطبہ	״
عبداللہ بن عقبہ کی واپسی	״	[illegible]	״	ابن حصین کا قتل	״
ابو الرواع کا مشورہ	۵۸	[illegible]	״	[illegible] کے خلاف شکایت	۷۴
[illegible] خوارج کی [illegible]	״	خراسان کی تقسیم	״	[illegible]	״
ابو الرواع کی جنگ	۵۹	[illegible]	۶۹	[illegible]	״
مستورد کا قتل	״	[illegible]	״	[illegible]	۷۵
[illegible]	۶۰	امارت خراسان پر حکم بن عمرو کا تقرر	״	[illegible]	״
[illegible]	״	حکم بن عمرو کی وفات	״	[illegible]	״
[illegible]	״	امیر حج [illegible]	״	امیر معاویہ [illegible] کے	۷۰
[illegible]	״	۴۶ھ کے واقعات	״	[illegible]	״
[illegible]	۶۱	عبدالرحمن بن خالد کا انتقال	״	[illegible]	۷۶
باب ۳		ابن اثال کا قتل	״	[illegible]	״
زیاد بن ابی سفیان	۶۲	[illegible]	״	عقبہ بن نافع کی معزولی	״
[illegible]	״	امیر حج عتبہ بن ابی سفیان	۷۱	ابوموسیٰ اشعری [illegible] کی وفات	۷۷

زیاد بن ابی سفیان اور فرزدق	۷۷	[illegible] کا قتل	۸۸	[illegible] کی روانگی	۹۷
سعید بن العاص کے تاثرات	۷۸	[illegible] کی گرفتاری	״	[illegible] بن [illegible] کی طلبی	۹۸
فرزدق کے خلاف زیاد	״	قیس بن [illegible] کی گرفتاری	״	[illegible] بن [illegible] کے [illegible]	״
فرزدق کا فرار	״	[illegible]	״	[illegible]	״
فرزدق کی [illegible] کی پناہ	۷۹	[illegible] کی تلاش	۸۹	[illegible]	
فرزدق کو سعید بن العاص سے امان		[illegible]	״	انجام	״
طلبی	۸۰	[illegible]	״	[illegible] کی روانگی	۹۹
فرزدق کے [illegible] کی مدح میں اشعار	״	قیس بن [illegible] کی رہائی	۹۰	[illegible]	۱۰۰
[illegible]	۸۱	[illegible]	״	[illegible] کا انجام	״
باب ۴		حجر بن عدی کی [illegible] کی تفصیل	״	[illegible]	״
حجر بن عدی	۸۲	حجر اور [illegible] کا قتل	۹۱	[illegible] اصحاب حجر	۱۰۱
۵۱ھ کے واقعات	״	حجر بن عدی کی [illegible]	״	[illegible] کا انتقام	״
امیر معاویہ کا مغیرہ بن شعبہ کو حکم	״	حجر بن عدی کا قتل	״	[illegible] امیر معاویہ [illegible]	״
[illegible] کی [illegible]	״	قبیصہ بن ضبیعہ کی گرفتاری	۹۲	[illegible]	״
حجر بن عدی	۸۳	قیس بن [illegible] کی گرفتاری و رہائی	״	[illegible]	״
مغیرہ بن شعبہ [illegible] کے [illegible] کی		[illegible] کی گرفتاری	״	[illegible]	
مخالفت	״	[illegible]	۹۳	حجر بن عدی کی [illegible]	۱۰۲
مغیرہ بن شعبہ [illegible]	״	[illegible]	״	حجر بن عدی [illegible]	״
مغیرہ بن شعبہ کی وفات	۸۴	حجر بن عدی کے خلاف گواہی	۹۴	[illegible]	۱۰۳
زیاد اور حجر بن عدی	״	[illegible]	۹۵	[illegible]	״
حجر بن عدی اور امیر معاویہ [illegible] کی		[illegible]		[illegible]	
[illegible]	۸۵	[illegible]	״	[illegible]	۱۰۵
حجر بن عدی سے متعلق [illegible] روایت	״	[illegible]	״	[illegible]	۱۰۶
حجر بن عدی [illegible]	۸۶	حجر اور اصحاب حجر کی روانگی	۹۶	[illegible]	״
[illegible]	״	زیاد کا امیر معاویہ کے نام خط	״	باب ۵	
عبد اللہ بن [illegible] کا [illegible]	״	[illegible]	״	[illegible]	۱۰۷
[illegible]	۸۷	[illegible]	۹۷	۵۳ھ کے واقعات	״
[illegible]	״	حجر بن عدی اور [illegible]	״	[illegible] کی وفات	״

امیر حج سعید بن العاص	؍؍	مغیرہ بن شعبہ کی معزولی	؍؍	خوارج کے متعلق زیاد کا مشورہ	؍؍
۵۳ھ کے واقعات	؍؍	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید کی ولی عہدی		عتریس بن عرقوب شیبانی کا تعارف	؍؍
جزیرہ روڈس کی فتح	؍؍	کے متعلق مشورہ	۱۱۵	حیان بن ظبیان کا مشورہ	۱۲۲
حضرت عبداللہ بن عمر کی بددعا	؍؍	عبید بن کعب نمیری کی رائے	؍؍	خوارج کا خروج	؍؍
زیاد کی وفات	۱۰۸	یزید کی ولی عہدی کے متعلق زیاد کا جواب	۱۰۶	[illegible]	؍؍
زیاد کی [illegible] فرزدق کے اشعار	؍؍	ولی عہدی کی بیعت کی کوشش	؍؍	عروہ بن ادیہ کی ابن زیاد سے سخت	
ربیع بن زیاد کی زندگی سے بیزاری		امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور [illegible]		کلامی	۱۲۳
اور موت	؍؍	[illegible] کی گفتگو	؍؍	عروہ بن ادیہ کا قتل	؍؍
سمرہ بن جندب کی معزولی	۱۰۹	ابن زبیر کا جواب	؍؍	ابو بلال مرداس [illegible]	؍؍
امیر حج سعید بن العاص	؍؍	ابن عمر کی گفتگو	۱۱۷	ابو بلال مرداس کی [illegible]	۱۲۴
۵۴ھ کے واقعات	؍؍	عبدالرحمٰن بن ابی بکر [illegible]	؍؍	مرداس کا خروج	؍؍
جزیرہ سے مسلمانوں کی واپسی	؍؍	[illegible]	؍؍	امیر حج ولید بن عتبہ	؍؍
سعید بن العاص کی معزولی	۱۱۰	سعید بن عثمان کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے		۵۹ھ کے واقعات	؍؍
امارت مدینہ پر مروان بن حکم کا تقرر	؍؍	خطاب	۱۱۸	عبدالرحمٰن بن زیاد کا امارت خراسان	
مروان اور سعید بن العاص کی گفتگو	؍؍	امارت خراسان پر سعید بن عثمان کا		پر تقرر	؍؍
عبیداللہ بن زیاد	۱۱۱	تقرر	؍؍	عبدالرحمٰن بن زیاد کی معزولی	۱۲۵
امارت خراسان پر عبیداللہ بن زیاد کا		ابن عثمان اور اہل سغد کا مقابلہ	؍؍	شرفائے عراق کا وفد	؍؍
تقرر	۱۱۲	اہل سغد کی شکست	۱۱۹	احنف بن قیس کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو	
ابن زیاد کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت	؍؍	سعید بن عثمان کا خراسان سے فرار	؍؍	مشورہ	؍؍
ابن زیاد کی روانگی خراسان	؍؍	**باب ۲**		یزید بن مفرغ حمیری	۱۲۶
بخارا کی فتح	۱۱۳	عبیداللہ بن زیاد	۱۲۰	عباد بن زیاد کی ہجو	؍؍
عبیداللہ بن زیاد کی شجاعت	؍؍	۵۷ھ کے واقعات	؍؍	عباد بن زیاد کی ابن مفرغ [illegible]	؍؍
امیر حج مروان بن حکم	؍؍	مروان بن حکم کی معزولی	؍؍	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابن مفرغ	۱۲۷
۵۵ھ کے واقعات	؍؍	۵۸ھ کے واقعات	؍؍	عبدالرحمٰن بن حکم اور عبیداللہ بن زیاد	
عبداللہ بن عمرو بن غیلان کی معزولی	؍؍	حضرت [illegible] کی وفات	؍؍	میں مصالحت	؍؍
امارت بصرہ پر ابن زیاد کا تقرر	۱۱۴	خوارج کی [illegible]	؍؍	ابن مفرغ کی [illegible]	۱۲۸
۵۶ھ کے واقعات	؍؍	حیان بن ظبیان [illegible]	۱۲۱	ابن مفرغ اور ابن زیاد [illegible]	؍؍
[illegible] کی وفات	؍؍	معاذ کی [illegible]	؍؍	امیر حج عثمان بن محمد	[illegible]

باب ۷

وفات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۱۲۹
۶۰ھ کے واقعات 〃
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یزید کو نصیحت 〃
وصیت کے متعلق دوسری روایت 〃
وصیت کا مضمون ۱۳۰
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمر 〃
مرض موت 〃
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا آخری دن ۱۳۱
مال کے متعلق وصیت 〃
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین 〃
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب ۱۳۲
ازواج و اولاد 〃
نائلہ بنت عمارہ کلبیہ 〃
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متفرق حالات ۱۳۳
دربان کا تقرر 〃
دیوان خاتم کا قیام 〃
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص 〃
حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۱۳۴
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ 〃
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول 〃
ابو بردہ کے لیے یزید کی سفارش 〃
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور احنف بن قیس ۱۳۵
ربیعہ بن عسل کی بیوقوفی 〃
قبیلہ مضر میں کمینگی 〃
قیصر کی پیش قدمی 〃
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ہدایات ۱۳۶
امیہ بن عبداللہ کی بحالی 〃
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اعتراف 〃
زیاد بن عمرو اور بصرہ کی امارت 〃
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پسندیدگی ۱۳۷
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عبدالرحمٰن بن حکم کو نصیحت 〃
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور مروان 〃
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علم ۱۳۸
عبداللہ بن جعفر اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ 〃
ابن عباس کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے 〃

باب ۸

یزید بن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۱۳۹
یزید کا ولید بن عتبہ کے نام خط 〃
ولید بن عتبہ اور مروان بن حکم 〃
مروان بن حکم کا ولید کو مشورہ 〃
امام حسین رضی اللہ عنہ کی طلبی ۱۴۰
امام حسین رضی اللہ عنہ اور ولید بن عتبہ کی ملاقات 〃
امام حسین رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم میں تلخ کلامی 〃
ولید بن عتبہ کا امام حسین رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے سے انکار ۴۱
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طلبی 〃
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا فرار 〃
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا تعاقب 〃
امام حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی مکہ ۱۴۲
محمد بن حنفیہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی گفتگو 〃
محمد بن حنفیہ کا مشورہ 〃
ابو سعید مقبری کی روایت ۱۴۳
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیعت سے انکار 〃
امام حسین رضی اللہ عنہ کی مکہ میں آمد 〃
ولید بن عتبہ کی معزولی 〃
امیر مدینہ عمرو بن سعید ۱۴۴
رئیس شرطہ عمرو بن زبیر کے مظالم 〃
ابن سعید کی مکہ پر فوج کشی 〃
عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ کا خط بنام عبداللہ بن زبیر ۱۴۵
عبداللہ بن صفوان 〃
عبداللہ بن صفوان کی رہائی 〃
عمرو بن زبیر کی گرفتاری 〃
ابن زبیر کے متعلق یزید کی قسم ۱۴۶
مکہ پر فوج کشی پر ابو شریح کی مذمت 〃
عمرو بن زبیر کا خاتمہ 〃

باب ۹

مسلم بن عقیل ۱۴۷
مسلم بن عقیل کی روانگی کوفہ 〃
مسلم بن عقیل کی کوفہ میں آمد 〃
امارت کوفہ پر ابن زیاد کا تقرر 〃
بنی تمیم کے نام حسین کی تحریر 〃
ہانی بن عروہ کی طلبی ۱۴۸
ہانی بن عروہ کی گرفتاری 〃
قصر ابن زیاد کا محاصرہ 〃

[illegible]

عبداللہ بن یسار اور ابن سعد	۱۹۷	امام زین العابدین کا بیان	//	یزید بن معقل اور بریر کا مباہلہ	۲۱۵
ابن سعد کی امام حسینؓ پر فوج کشی	//	حضرت زینب کی آہ و زاری	//	یزید بن معقل کا قتل	//
کثیر بن عبداللہ کو حکم	//	حضرت زینبؓ و امام حسینؓ کی گفتگو		بریر بن حضیر پر حملہ	//
قرہ بن قیس حنظلی کی سفارت	۱۹۸	جواب	۲۰۶	عمرو بن قرظہ کا قتل	۲۱۶
ابن سعد کا خط بنام ابن زیاد	//	حسینی قافلہ کی عبادت گزاری	//	یزید بن سفیان کا قتل	//
ابن زیاد کا پانی پر قبضہ کرنے کا حکم	۱۹۹	خندق کی کھدائی	//	مزاحم بن حریث کا خاتمہ	//
عبداللہ بن ابی حصین کو امام حسینؓ کی بددعا		حسینی لشکر کی ترتیب	۲۰۷	عمرو بن حجاج کا حسینی لشکر پر حملہ	۲۱۷
الفرات کی بندش	//	ابن سعد کی صف بندی	//	حسینی لشکر کا پہلا زخمی	//
عبداللہ بن ابی حصین کا انجام	//	عبدالرحمن بن عبد ربہ اور بریر بن حضیر	//	معرکہ کربلا کے پہلے شہید کی وصیت	//
حسینی قافلہ پر شدت پیاس کا غلبہ	//	امام حسینؓ کی دعا	۲۰۸	عبداللہ بن عمیر کلبی کی شہادت	//
امام حسینؓ اور ابن سعد کی ملاقات	//	شمر بن ذی الجوشن کی بدکلامی	//	اصحاب حسینؓ کا شدید حملہ	۲۱۸
امام حسینؓ کی تین شرائط	۲۲۰	جنگ میں پہل کرنے سے امام حسینؓ		عمرو بن حجاج کا لڑنے سے گریز	//
شمر بن ذی الجوشن کی فتنہ انگیزی	//	کی ممانعت	//	دو بدو شمشیر زنی	//
ابن زیاد کا جنگ کرنے کا حکم	۲۰۱	امام حسینؓ کا تاریخی خطبہ	۲۰۹	ابن شمر کا بیان	//
عصر کے بعد [illegible]	//	زہیر بن قین کا خطاب	۲۱۰	حسینی خیموں پر حملہ	۲۱۹
ابن سعد کا جنگ کرنے کا قصد	//	زہیر بن قین اور شمر بن ذی الجوشن	۲۱۱	ام وہب کی شہادت	//
امام حسینؓ کو رسول ﷺ کی		زہیر بن قین کو واپسی کا حکم	//	شمر کا امام حسینؓ کے خیمہ پر حملہ	//
بشارت	۲۰۲	حر کی ابن سعد سے گفتگو	//	شمر ذی الجوشن کی پسپائی	۲۲۰
حضرت عباسؓ بن علیؓ	//	حر کی حسینی لشکر کی طرف پیش قدمی	۲۱۲	حبیب بن مظاہر کی شہادت	//
زہیر بن قین اور عزرہ کی گفتگو	//	حر کی ابن سعد سے علیحدگی	//	قاسم بن حبیب کا انتقام	//
ایک رات کی مہلت	۲۰۳	حر کا اپنے فعل سے توبہ	//	زہیر بن قین کا رجز	۲۲۱
امام حسینؓ کی اپنے عزیزوں کو جانے		ابن سعد کا پہلا تیر	۲۱۳	زہیر بن قین اور حر کی شجاعت	//
کی اجازت	//	عبداللہ بن عمیر کلبی	//	نماز خوف	//
ضحاک بن عبداللہ اور مالک بن نضر	۲۰۴	یسار اور سالم کا قتل	//	نافع بن ہلال کی شجاعت اور شہادت	//
آل عقیل کا جذبہ جہاد	//	ام وہب کا جذبہ جانثاری	۲۱۴	پسران عزرہ غفاری کی تمنا	۲۲۲
مسلم بن عوسجہ اور سعد بن عبداللہ کا		عبداللہ بن حوزہ کا انجام	//	سیف و مالک کی بے قراری	//
استقلال	۲۰۵	مسروق بن وائل کا ابن حوزہ کے		حنظلہ بن اسعد کا اپنے قبیلہ سے	
زہیر بن قین کی حمیت	//	متعلق بیان	//	خطاب	//

[illegible] کی آمد	۲۲۳	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible] کی شہادت	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	۲۲۹	[illegible]	
[illegible]		[illegible]	〃	[illegible]	۲۳۷
شہادت	〃	[illegible]	۲۳۰	امام زین العابدین [illegible]	〃
[illegible]	۲۲۴	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]		اہل بیت سے [illegible]	〃	[illegible]	۲۳۸
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	۲۳۱	[illegible]	〃
[illegible]		[illegible]	〃	[illegible]	۲۳۹
[illegible]	۲۲۵	[illegible]	〃	[illegible]	۲۴۰
[illegible]	〃	[illegible]	۲۳۲	[illegible]	〃
[illegible]	〃	شہدائے کربلا	〃	[illegible]	
[illegible]	۲۲۶	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]		اہل بیت کی روانگی [illegible]	〃	حضرت عبداللہ بن جعفر کا صبر و [illegible]	۲۴۱
شہادت	〃	سر حسین سے ابن زیاد کی گستاخی	۲۳۳	[illegible]	〃
[illegible]	〃	حضرت زینب [illegible]	〃	[illegible]	۲۴۲
[illegible]		[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	۲۳۴	عبیداللہ بن زیاد	۲۴۳
امام حسین [illegible]	〃	حضرت زینب [illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	۲۲۷	[illegible]	〃	ابو بلال مرداس خارجی	۲۴۴
[illegible]		عبداللہ بن عفیف ازدی	۲۳۵	ابو بلال کا قتل	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	۲۴۵
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
امام حسین [illegible] خطبہ	〃	[illegible]		[illegible]	〃
امام حسین [illegible]	۲۲۸	[illegible]	〃	[illegible]	۲۴۶
[illegible]		اہل بیت کی روانگی [illegible]	۲۳۶	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]		[illegible]	〃

[illegible]

مسلم بن زیاد کی خراسان سے روانگی ,,
امارت خراسان پر ابن خازم کا تقرر ۲۹۹
ابن خازم کا مرو پر قبضہ ,,
عمرو بن مرثد کا قتل ,,
قبیلہ بکر بن وائل کا ہرات میں اجتماع ۳۰۰
ابن خازم اور ابن ثعلبہ کی جھڑپیں ,,
ہلال ضبی کی مصالحت کی کوشش ,,
بنی صہیب کا مصالحت سے انکار ۳۰۱
زہیر بن حیان کا ترکوں پر حملہ ,,
بنو تمیم کے اشعار ,,
ابن خازم اور ابن ثعلبہ کی فیصلہ کن جنگ ۳۰۲
ابن ثعلبہ کی شکست ,,
ابن خازم کا ہرات پر قبضہ ۳۰۳

باب ۱۳

توابین ۳۰۳
کوفہ کے رؤسائے شیعہ ,,
مسیب فزاری کا شہادت حسینؓ پر اسف ,,
رفاعہ بجلی کی تقریر ۳۰۵
عبداللہ بن وال اور عبداللہ بن سعد کی تقریر ,,
سلیمان بن صرد کا خطبہ ,,
خالد بن سعد اور ابو المعتمر کی پیشکش ۳۰۶
سلیمان بن صرد کا خط بنام سعد بن حذیفہ ,,
سعد بن حذیفہ کا شیعان اہل بیت سے خطاب ۳۰۷
سلیمان بن صرد کی دعوت کی تحریر ۳۰۸
سعد بن حذیفہ کا خط بنام سلیمان بن صرد ,,
مثنیٰ بن مخربہ عبدی کا خط بنام سلیمان بن صرد ,,
خون خواہان اہل بیت کی جنگی تیاری ۳۰۹
سلیمان بن صرد کا مشورہ ,,
عبیداللہ بن مری کا خطبہ ,,
امارت کوفہ پر عبداللہ بن یزید کا تقرر ۳۱۰
مختار ثقفی کی کوفہ میں آمد ,,
ابن صرد اور مختار کے خلاف شکایت ۳
عبداللہ بن یزید اور شیبانی کی گفتگو ,,
عبداللہ بن یزید کا اہل کوفہ سے خطاب ,,
ابراہیم بن محمد کی ابن یزید کے خلاف تقریر ۳۱۲
مسیب کی عبداللہ بن یزید پر تنقید ,,
مسیب اور عبداللہ بن وال کی ابن یزید کی عیب جوئی ۳۱۳
ابن زبیر اور خوارج ,,
ابن زبیر اور خوارج میں اتحاد ,,
ابن زبیر اور خوارج میں علیحدگی ۳۱۴
ابن ہلال خارجی کی حضرت عثمان بن عفان کے خلاف تقریر ,,
ابن زبیر کی حضرت عثمانؓ کے بارے میں جوابی تقریر ۳۱۵
خوارج کی ابن زبیر سے علیحدگی ,,
منتشر خوارج کی روانگی ,,
بصری خوارج کی ابن ازرق کے پاس روانگی ۳۱۶
خوارج کے عقائد ,,
ابن ازرق کا خط بنام صفاریہ و اباضیہ ,,
ابن صفار اور ابن اباض میں اختلاف ۳۱۷
مختار ثقفی اور مسلم بن عقیل ,,
مختار ثقفی کی رو پوشی ۳۱۸
مختار ثقفی کی گرفتاری ,,
مختار کے لئے عبداللہ بن عمرؓ کی سفارش ,,
مختار ثقفی کی رہائی ,,
مختار ثقفی اور ابن عرق کی گفتگو ۳۱۹
مختار ثقفی کا انتقام لینے کا عزم ,,
ابن العرق کی مختار کے متعلق حجاج سے گفتگو ۳۲۰
ابن زبیر اور مختار ثقفی ,,
مختار ثقفی کی مکہ میں آمد ,,
عباس بن سہل اور مختار ثقفی کی گفتگو ۳۲۱
ابن زبیر اور مختار ثقفی کی ملاقات ,,
ابن زبیر اور مختار ثقفی میں معاہدہ ۳۲۲
ابن زبیر کی حمایت میں شامیوں سے جنگ ,,
جنگ میں خوارج کی شرکت ,,
مختار ثقفی کی مراجعت ۳۲۳
مختار ثقفی کی ابن زبیر سے کشیدگی ,,
مختار ثقفی کی واپسی کوفہ ۳۲۴
مختار ثقفی کی عبیدہ بدی سے ملاقات ,,
مختار ثقفی کی اسمٰعیل بن طلحہ سے ملاقات ,,
مختار ثقفی کی دعوت ۳۲۵
شیعان اہل بیت و مختار ثقفی کی ملاقات ,,

[illegible]	//	زید کا [illegible]	//	مختار ثقفی کی [illegible]	//
مہلب بن ابی صفرہ [illegible]	//	مختار بن ابی عبید ثقفی کی [illegible]	//	مختار ثقفی کی [illegible]	//
مہلب کی خارجیوں سے جنگ [illegible]	۳۵۳	مختار اور ابن مطیع کی جنگ	۳۶۰	مختار ثقفی کی [illegible]	۳۶۶
حارث بن ربیعہ [illegible]	//	ابن مطیع اور [illegible] کا مقابلہ	//	[illegible]	
مہلب کی کامیابی	//	[illegible]	//	[illegible]	//
خارجیوں اور عبیداللہ بن [illegible]		مختار اور ابن مطیع [illegible]	//	عبدالرحمن بن [illegible] کی تقریر	//
تکرار	۳۵۴	ابن مطیع [illegible]	۳۶۱	عبدالرحمن بن شریح اور ابراہیم کی	
مہلب کی جنگی ترتیب	//	[illegible] کا انتقام	//	ملاقات	۳۶۷
خوارج کی شکست	//	باب ۱۵		عبدالرحمن کی ابن حنفیہ سے گفتگو	//
مہلب کی خوارج سے مسلسل جنگ	۳۵۵	۶۶ھ کے واقعات	۳۶۲	محمد بن حنفیہ کا خطبہ	//
خارجی سردار عبیداللہ بن [illegible] قتل	//	[illegible]	//	مختار ثقفی کی پریشانی	۳۶۸
خوارج کا فرار	//	مختار [illegible]	//	مختار ثقفی کے [illegible]	//
مہلب کا خط [illegible]	۳۵۶	مختار کی اطاعت	//	عبدالرحمن بن شریح [illegible]	
ابن عبداللہ کا جواب بنام مہلب	//	مختار ثقفی کا خط بنام حضرت عبداللہ بن		[illegible]	//
[illegible]	۳۵۷	زبیر	//	ابراہیم بن الاشتر کی [illegible]	
مہلب کا [illegible]	//	حضرت عبداللہ بن [illegible]		[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	ابراہیم سے مختار کی ملاقات	۳۶۹
[illegible] مہلب کی [illegible]	//	مختار ثقفی کی [illegible]	//	[illegible] کا ابراہیم سے خطاب	//
مہلب کا اہواز میں قیام	۳۵۸	مختار ثقفی کی [illegible]	//	ابراہیم بن الاشتر کی [illegible]	//
[illegible] مقتولین کی تعداد	//	مختار ثقفی کی [illegible]	//	مختار ثقفی اور ابن اشتر کی ملاقات	۳۷۰
امیر کوفہ عبداللہ بن یزید کی برطرفی	//	[illegible]		[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۳۶۴	ابراہیم بن اشتر کی [illegible]	//
ابراہیم [illegible]	//	[illegible] سے متعلق		ابراہیم بن [illegible]	۳۷۱
امیر [illegible] حضرت عبداللہ بن [illegible]	//	[illegible]	//	ابن الاشتر [illegible]	//
[illegible]	۳۵۹	ابراہیم بن [illegible]	//	مختار ثقفی اور ابن الاشتر کی [illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۳۶۵	[illegible]	۳۷۲
[illegible]		[illegible]	//	ابن اشتر کی [illegible]	//

ابن اشتر کو گرفتار کرنے کا قصد	〃	راشد بن ایاس کا خاتمہ	〃	کوچ	〃
ایاس بن مضارب کا خاتمہ	۳۲۳	حسان بن فائد کی پسپائی	〃	ابن ہمام کی امان	۳۳۷
ابن اشتر اور مختار کی ملاقات	〃	ابن الاشتر کا شبث پر حملہ	۳۳۰	زائدہ بن قدامہ کا جواب	〃
مختار ثقفی کا خروج	〃	عمرو بن الحجاج کا ابن مطیع کو مشورہ	〃	ابن شمیط اور یزید بن انس میں	
ابراہیم بن الاشتر کی مختار سے بیعت	〃	ابن مطیع کا فوج سے خطاب	〃	معرکہ	〃
زحر بن قیس کا ابن اشتر پر حملہ	۳۲۴	مختار ثقفی کا [illegible] میں قیام	〃	باب ۱۹	
زحر بن قیس کی پسپائی	〃	مختار ثقفی کی قصر کوفہ کی جانب پیش		قاتلین حسین ؓ کا انجام	۳۳۸
ابراہیم بن اشتر کا [illegible] میں قیام	〃	قدمی	۳۳۱	عبیداللہ بن زیاد کی [illegible]	〃
سوید بن عبدالرحمن کا ابن الاشتر پر حملہ	〃	[illegible]	〃	عبیداللہ بن زیاد کی روانگی موصل	〃
سوید بن عبدالرحمن کی پسپائی	۳۲۵	ابن الاشتر کی ہدایت	〃	عبدالرحمن بن سعید کی مختار ثقفی سے	
ابراہیم بن الاشتر کی پیش قدمی	〃	ابن مساحق کی شکست و امان	۳۳۲	امداد طلبی	〃
شبث کا ابن مطیع کو مشورہ	〃	قصر کوفہ کا محاصرہ	〃	یزید بن انس کو موصل بھیجنے کا حکم	〃
بنو شاکر کا اقدام حسین بن [illegible] کی		شبث کا ابن مطیع کو مشورہ	〃	یزید بن انس کی روانگی	〃
[illegible]	〃	اشراف کوفہ کا شبث کی رائے سے		مختار ثقفی کی ہدایات	۳۳۹
بنو شاکر کا خروج	۳۲۶	اتفاق	۳۳۳	عبدالرحمن بن سعید کی معزولی	〃
بنی شبام کا خروج	〃	قصر کوفہ پر مختار ثقفی کا قبضہ	〃	ربیعہ بن المخارق اور عبداللہ بن حملہ	
مرادیوں کا بیان	〃	مختار ثقفی کا اہل کوفہ سے خطاب	〃	کی روانگی	〃
مرادیوں کا مسجد شبام میں اجتماع	〃	مختار ثقفی کی بیعت	۳۳۴	یزید بن انس کی ہدایات	〃
شبث بن ربعی	〃	منذر بن حسان کی [illegible]	〃	جنگ کا آغاز	۳۴۰
شبث بن ربعی کی اطلاعات	۳۲۷	مختار ثقفی کا ابن مطیع سے حسن سلوک	〃	ربیعہ بن المخارق کا قتل	〃
شبث بن ربعی کی پیش قدمی	〃	مال غنیمت کی تقسیم	〃	[illegible]	〃
نعیم بن ہبیرہ کا شبث پر حملہ	〃	مختار ثقفی پر موالی کا اعتراض	۳۳۵	عبداللہ بن حملہ الخثعمی کی آمد	۳۴۱
ابن اشتر اور نعیم بن ہبیرہ کی روانگی	۳۲۸	فوجی دستوں کی روانگی	〃	عبداللہ بن حملہ کی شکست	〃
نعیم بن ہبیرہ کا قتل	〃	محمد بن اشعث بن قیس کی [illegible]	〃	عبداللہ بن حملہ کا قتل	〃
سعر بن [illegible]	〃	قاضی شریح کی علیحدگی	〃	یزید بن انس کا انتقال	〃
مختار ثقفی کی پیش قدمی	〃	عبداللہ بن ہمام کا قصیدہ	۳۳۶	ورقاء بن عازب کا ہمراہیوں سے	
یزید بن انس کا فوج سے خطاب	〃	ابن ہمام اور یزید بن انس	〃	خطبہ	〃
ابن الاشتر اور شمر بن ذی الجوشن کا مقابلہ	۳۲۹	یزید بن انس اور ابن [illegible]		ابراہیم بن الاشتر کی روانگی	۳۴۲

اشراف کوفہ کے مختار ثقفی پر		یمنیہ	״	عمرو بن سعد کا قتل	۴۰۶
اعتراضات	״	رفاعہ بن شداد کا قتل	״	حفص بن عمرو بن سعد کا قتل	״
شبث اور مختار ثقفی کی ملاقات	۳۹۳	یزید بن عمیر کا خاتمہ	۳۹۹	عمر بن سعد کے قتل کی وجہ	۴۰۷
موالیوں کی بے دلی کی شکایت	״	ابن الیشکر کا قتل	״	مختار ثقفی کا محمد بن الحنفیہ کے نام خط	״
شبث کا اشراف کوفہ سے مشورہ	״	یزید بن الحارث اور ان کے ساتھیوں		حکیم بن طفیل الطائی کی گرفتاری	״
عبدالرحمن بن مخنف کی مخالفت	״	کی مزاحمت	״	حکیم بن طفیل الطائی کا قتل	״
مختار ثقفی پر حملہ کا منصوبہ	۳۹۴	عمرو بن الحجاج کی روپوشی	۴۰۰	حضرت عدی بن حاتمؓ کی	
عبدالرحمن بن سعید ہمدانی کا خروج	״	فرات بن زحر کی تدفین	״	سفارش	۴۰۸
بنی بجیلہ اور ازد کا خروج	״	دولاب پر شمر کا حملہ	״	حضرت عدی بن حاتمؓ کی ابن	
کنی کے احاطہ میں اجتماع	״	شمر ذی الجوشن کا خط بنام ابن زبیر	״	کامل سے تکرار	״
ابراہیم بن اشتر کی طلبی	״	شمر بن ذی الجوشن کا قتل	۴۰۱	مرہ بن منقذ کا فرار	״
اہل کوفہ کی ناکہ بندی	۳۹۵	سراقہ بن مرداس کی دوبارہ گرفتاری	״	زید بن رقاد کا انجام	۴۰۹
شمر بن ذی الجوشن کی مع جماعت احاطہ		سراقہ بن مرداس کی رہائی	״	عثمان بن انس اور عبداللہ بن عقبہ کا	
سلول	״	عبدالرحمن بن سعید کا بیان	۴۰۲	فرار	״
ابراہیم بن اشتر کی واپسی	״	شرحبیل بن ذی الکلاع کا اظہار افسوس	״	عبداللہ بن عروہ خثعمی کا فرار	״
شبث کا مختار ثقفی کو پیغام	״	شرحبیل کا قتل	״	عمر بن صبیح کا قتل	״
رفاعہ بن شداد کی امامت	۳۹۶	عمر بن سعید بن قیس کی شجاعت	״	حیاط بن ابی زرعہ اور عبدالرحمن بن	
اقرس بن عمر الازدی	״	احاطہ سبیع کا محاصرہ	۴۰۳	سنان کا قتل	۴۱۰
ابراہیم بن الاشتر کی مضریوں پر فتح		عبداللہ بن اسید اور حسن بن مالک کا		محمد بن الاشعث کا فرار	״
یابی	״	قتل	״	مثنیٰ بن مخربہ العبدی	״
احمر اور عبداللہ بن کامل کی پیش قدمی	״	مالک بن بشیر بدی کا انجام	״	مثنیٰ بن مخربہ العبدی کا خروج	۴۱۱
احمر اور عبداللہ کے دستوں کی پسپائی	۳۹۷	زیاد بن مالک اور عمران بن خالد کا قتل	۴۰۴	عباد حصین اور قیس بن الہیثم کے	
عبداللہ بن قراد الخثعمی کی کمک	״	عبداللہ اور عبدالرحمن بجلی کا قتل	״	دستوں کی روانگی	״
عبداللہ بن قراد کی احاطہ سبیع کی طرف		عثمان بن خالد اور ابو اسماء بشر کا قتل	״	ابن حصین کی شکست	״
پیش قدمی	״	خولی بن یزید اصبحی کا قتل	۴۰۵	عباد کا مثنیٰ کے رسالہ پر حملہ	״
عبداللہ بن شریک نہدی کی کمک	״	مختار ثقفی کا ابن سعد کے قتل کا ارادہ	״	زیاد بن عمرو العتکی کا قبائل سے احتجاج	״
حسان بن فائد عبسی کی موت	۳۹۸	عمر بن سعد کو مختار کے ارادہ کی اطلاع	״	مثنیٰ بن مخربہ العبدی کی مراجعت	۴۱۲
جبانہ اہل الفراس کے دستے کی جانب کی		عمر بن سعد کو مختار ثقفی کا امان نامہ	״	مختار ثقفی کی ... اور زید بن عمرو کو	

[illegible]	.	[illegible]		[illegible]	۲۱۰
مختار ثقفی کا [illegible]	״	[illegible]	۲۰۶	[illegible]	״
[illegible]	.	[illegible]	״	[illegible] کا انجام	״
ابن زیاد [illegible]	۲۰۳	[illegible]		[illegible]	۲۱۱
[illegible]	״	مختار ثقفی کا [illegible]	״	[illegible] کا قتل	״
[illegible]	״	محمد بن الحنفیہ [illegible]	۲۰۷	[illegible]	״
مختار ثقفی کی [illegible]	״	محمد بن الحنفیہ [illegible] کا پیغام	״	[illegible]	۲۱۲
[illegible]	۲۰۴	محمد بن الحنفیہ کی [illegible]	״	ابراہیم بن اشتر [illegible]	״
[illegible]		محمد بن الحنفیہ [illegible]	״	کرسی کا [illegible]	״
حالات	״	مختار ثقفی [illegible]	۲۰۸	مختار ثقفی کی [illegible]	״
[illegible]	״	مختار ثقفی کے [illegible]	״	کرسی کے متعلق [illegible]	۲۱۳
مختار ثقفی کی [illegible]	״	محمد بن الحنفیہ کی رہائی	״	کرسی کا واقعہ	״
مختار ثقفی کی [illegible]	۲۰۵	محمد بن الحنفیہ [illegible]	۲۰۹	کرسی کے متعلق [illegible]	.
[illegible]	״	ابن زیاد [illegible]	״	کرسی کے متعلق [illegible]	״
[illegible]	״	ابراہیم [illegible]	״	[illegible]	۲۱۴
[illegible]		[illegible]	.	کرسی [illegible]	״
حالات	״	ابن زیاد کی [illegible] شکست	۲۱۰	٭٭٭٭	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ۱

امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

بیعت امام حسن رضی اللہ عنہ

۴۰ھ میں حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کی بیعت ہوئی سب سے پہلے قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر بیعت کی کہ ہاتھ بڑھائیے میں آپ سے تعاون (خدا کی کتاب) اور اس کے نبی ﷺ کی سنت اور مفسدوں سے جنگ کرنے پر بیعت کرتا ہوں۔ حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی کتاب اور نبی (ﷺ) کی سنت پر کیونکہ یہ سب شرطوں پر شامل ہے۔ قیس رضی اللہ عنہ نے بیعت کر لی اور چپ ہو گیا پھر اور لوگوں نے بیعت کی۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی معزولی:

علی رضی اللہ عنہ نے مقدمہ لشکر اہل عراق پر جو آذربائیجان والے تھے۔ یہ [illegible] اور ان کا لشکر پر جو عرب سے ترتیب دیا تھا اور شمار میں چالیس ہزار تھے جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے مرنے پر بیعت کی تھی قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو افسر مقرر کیا تھا اور قیس اسی مہم کے لئے رہے۔ اسی اثناء میں علی رضی اللہ عنہ کا قتل واقع ہوا اور اہل عراق نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا۔ حسن رضی اللہ عنہ جنگ کرنا نہ چاہتے تھے وہ یہ چاہتے تھے کہ جو کچھ ممکن ہو سکے اپنی ذات کے لیے معاویہ رضی اللہ عنہ سے لے کر جماعت میں شامل ہو جائیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ میری رائے سے اتفاق نہ کریں گے اس لیے ان کو معزول کر کے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر کیا۔ ابن

---

[1] مترجم صاحب نے لکھا ہے [illegible] حضرت قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ [illegible] (ترجمہ) [illegible] معلوم ہوتے ہیں کہ قیس [illegible] ہاتھ پر [illegible] (مترجم)

[2] حضرت قیس رضی اللہ عنہ [illegible] موت کے خطرے [illegible] اور خود حضرت [illegible] تھے۔ (مترجم)

[3] تاریخ طبری [illegible] ۴۰ھ کے [illegible] حضرت امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی [illegible] ان واقعات سے [illegible] ......

[illegible]

دونوں کے مابین [illegible] بات [illegible] تو حسن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا [illegible] سے زیادہ [illegible] جاتا ہے۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی علیحدگی

جب [illegible] حسن رضی اللہ عنہ [illegible] امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت [illegible] اور قیس [illegible] اس وقت مقدمہ [illegible] فوج [illegible] قیس نے [illegible] اطاعت اختیار کر لی [illegible] امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے بیعت کر لی۔ قیس اور لوگوں سے علیحدہ ہو گئے [illegible] حسن رضی اللہ عنہ کے بیت المال میں جو کچھ تھا وہ سب ان کو [illegible] دارابجرد کا خراج [illegible] کے بیت المال میں جو کچھ [illegible] حسن رضی اللہ عنہ نے لے لیے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی جعلی تحریر

جب [illegible] حج [illegible] تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام سے ایک جعلی تحریر [illegible] لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس خوف سے [illegible] عرفہ کے دن [illegible] بعض لوگ کہتے ہیں [illegible] عتبہ بن ابی سفیان [illegible] آنے والے ہیں۔ [illegible] مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جلدی کی۔

اسی سال [illegible] امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام میں امیر کہتے تھے اور علی رضی اللہ عنہ کو عراق میں امیر المومنین [illegible] جب علی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین کہنے لگے

* * *

سنہ ۴۱ھ کے واقعات

امام حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری

اسی سال حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حکومت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں داخل ہو کر لوگوں سے خلافت کی بیعت لی۔

اہل عراق نے جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے خلافت کی بیعت کی تو حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ شرط کی کہ تم لوگ میری بات کو سننا میری اطاعت کرنا جس سے میں صلح کروں اس سے صلح کرنا جس سے جنگ کروں اس سے جنگ کرنا۔ اس شرط سے عراق والوں کے دلوں میں شک آ گیا۔ انھوں نے کہا یہ شخص ہمارے کام کا نہیں ان کا ارادہ جنگ کرنے کا نہیں ہے۔ غرض حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کو تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ ان پر برچھی کا وار کیا گیا جو اوچھا پڑا۔ اب ان لوگوں کی طرف سے ان کے دل میں بغض اور وحشت زیادہ ہو گئی۔ انھوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت کی اور اپنے شرائط لکھ کر بھیجے کہ اگر تم انھیں منظور کر لو تو میں اطاعت کروں گا اور تم پر اس عہد کا وفا کرنا لازم ہوگا۔ یہ خط حسن رضی اللہ عنہ کا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اب پہنچا جب کہ خود معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک سادہ کاغذ پر اپنی مہر کر کے پہلے ہی حسن رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا تھا کہ اس کاغذ پر جو جو شرطیں تمہارا جی چاہے لکھ دو مجھے سب منظور ہیں۔ حسن رضی اللہ عنہ کو جب یہ مہری کاغذ پہنچا تو انھوں نے اس سے پہلے معاویہ رضی اللہ عنہ کو جو شرطیں لکھی تھیں ان سے کئی چند در چند زیادہ شرائط اس کاغذ پر لکھے اور اپنے پاس اس معاہدہ کو رکھ چھوڑا۔ ادھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ کے پہلے شرائط کو روک لیا۔ جب حسن رضی اللہ عنہ و معاویہ رضی اللہ عنہ میں ملاقات ہوئی تو حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے انھیں شرائط کے پورا کرنے کا سوال کیا جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے مہری کاغذ پر لکھے ہوئے تھے معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے منظور کرنے سے انکار کر دیا اور کہا جو تم نے پہلے شرائط بھیجے تھے جب تمہارا خط پہنچا میں نے اسی وقت منظور کر لیا تھا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تمہارا خط جب مجھے پہنچا میں نے اس پر شرائط لکھے ہیں جن کا تم نے عہد کیا ہے۔

غرض اس باب میں دونوں میں اختلاف ہو گیا تو پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ کی کسی شرط کو بھی پورا نہ کیا۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کی کوفہ میں تقریر

کوفہ میں مجمع ہوا تو عمرو بن عاص نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حسن رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ بھی تقریر کریں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات گوارا نہ ہوئی پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو کہ وہ تقریر کریں؟ عمرو نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ تقریر میں عاجز ہیں۔ اس باب میں عمرو نے ایسا اصرار کیا کہ آخر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ماننا پڑا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجلس میں آ کر تقریر کی پھر ایک شخص کو حکم دیا۔ اس نے حسن رضی اللہ عنہ کو پکار کر کہا کہ اٹھیے اس مجمع میں تقریر کیجیے۔ انھوں نے فوراً خطبہ کا آغاز کیا تشہد پڑھا اس کے بعد کہا ایہا الناس خدا نے ہم میں سے پہلے شخص کے ذریعے سے تمہاری ہدایت کی اور ہم ہی میں سے آخر شخص کے ذریعے سے تم کو قتل و خون سے بچا لیا اور حکومت کی ایک مدت معین ہے اور دنیا دست بدست (پھرا کرتی) ہے اور حق تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرما چکا ہے۔ وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّہٗ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سے رکھتا ہے وہ ہمارے تمہارے درمیان حاضر ہے اور وہ رب ہے ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾ اور جو لوگ ظلم کرتے ہیں ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کس انقلاب میں مبتلا ہونے والے ہیں اب بسر نے ان کے قتل کا ارادہ کیا ابوبکرہ نے اس سے آ کے کہا میرے اور میرے بھائی کے لڑکوں کو تو نے بے گناہ پکڑ لیا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے تو معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس شرط پر صلح کی ہے کہ اصحاب علی رضی اللہ عنہ جہاں ہیں ان کے لیے امن ہے تجھے ان لڑکوں پر اور ان کے باپ پر ہاتھ ڈالنے کا کوئی حق نہیں ہے بسر نے کہا تیرے بھائی کے ذمے مال ہے کھا گیا دبا بیٹھا ہے۔ کہا اس کے ذمہ جو کچھ ہے سب میرے ذمے ہے میرے بھتیجوں کو اتنی مہلت دے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا رقعہ ان کی رہائی کے لیے لے آؤں بسر نے کچھ روز کی مہلت دے کر کہا اگر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رقعہ ان کی رہائی کے لیے تم نہ لائے تو میں انہیں قتل کر ڈالوں گا۔ یا یہ کہ زیاد امیر المومنین کے پاس چلا آئے۔

آل زیاد کو امان:

ابوبکرہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ میں جب پہنچے ہیں تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہیں ابوبکرہ ملاقات کو آئے ہو یا تمھیں کچھ کام ہے ابوبکرہ نے کہا جھوٹ کیوں کہوں میں تو کام سے آیا ہوں معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوبکرہ تم کامیاب ہو گئے ہم تمہاری بزرگی کو مانتے ہیں تم اس کے اہل ہو۔ کیا کام ہے تمہارا۔ ابوبکرہ نے کہا میرے بھائی زیاد کو امان دو اور بسر کے نام ایک رقعہ لکھ دو کہ اس کے لڑکوں کو رہا کر دے اور ان سے تعرض نہ کرے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا زیاد کے لڑکوں کے لیے جیسا تم پوچھو لکھے دیتا ہوں لیکن زیاد کے پاس مسلمانوں کا مال ہے اسے ادا کر دے تو پھر ہمیں اس سے کوئی تعرض نہیں۔ ابوبکرہ نے کہا امیر المومنین اس کے پاس کچھ ہے تو ان شاء اللہ آپ کو دے دے گا ٹال نہ کرے گا۔ معاویہ نے بسر کے نام یہ رقعہ لکھ کر ابوبکرہ کو دے دیا کہ ابوبکرہ کے لڑکوں میں سے کسی سے تعرض نہ کرے پھر کہا اے ابوبکرہ مجھے کچھ نصیحت کرتے ہو۔ کہا ہاں امیر المومنین میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے نفس پر اور اپنی رعایا پر نظر رکھو کہ ایک امر بزرگ حق تعالیٰ کی خدا کی خلافت کا تم نے اپنے سر لیا ہے تو خدا سے ڈرتے رہو اس لیے کہ تمہارے لیے ایک حد مقرر ہے اس سے تم آگے نہیں بڑھ سکتے اور پیچھے تمہارے ایک وقت ہے جو بہت جلد آ رہا ہے قریب ہے کہ مدت تمہاری پوری ہو جائے اور وقت پہنچے اور تم کو اس کے سامنے جانا ہے۔ وہ تمہارے معاملات کی باز پرس کرے گا اور تم سے زیادہ تمہارے حالات کو جانتا ہے اسے حساب لینا ہے اور جتا دینا ہے کہ کوئی خدائے عزوجل کی مرضی سے بڑھ کر کسی شے کو نہ رکھنا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیاد کو دھمکی:

روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ جب ہوا معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو جب ہی ایک خط لکھا تھا اور اس میں دھمکی دی تھی۔ زیاد نے سب کے سامنے یہ تقریر کی کہ مجھ کو بڑا تعجب ہے پسر ہند جگر خوار سے تعجب ہوتا ہے کہ مجھے دھمکی دیتا ہے اور میرے اور اس کے درمیان میں رسول اللہ ﷺ کے دو ابن عم یعنی ابن عباس و حسن رضی اللہ عنہما بھی موجود ہیں جن کے ساتھ نوے ہزار ہا ہزار کاندھے پر تلواریں رکھے ہوئے جنگ سے منہ موڑنے والے نہیں مجھے موقع ملے تو ایک بڑے سخت لڑنے والے سے ان کا سابقہ پڑے گا زیاد اس وقت تک ملک فارس کا حاکم رہا جب تک کہ حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح نہیں کر لی اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا داخلہ کوفہ میں نہیں ہو گیا۔ اب زیاد ایک قلعہ میں بیٹھ رہا جسے قلعہ زیاد کہتے ہیں۔

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر کو والی بصرہ اور عامل حرب سجستان و خراسان مقرر کیا۔

عبداللہ بن عامر کا امارت بصرہ پر قبضہ

معاویہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن ابی سفیان کو بصرہ روانہ کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ عبداللہ بن عامر نے یہ گفتگو کی کہ بصرہ میں میرا مال اور امانتیں ہیں۔ اگر مجھے وہاں نہ بھیجا جائے گا تو وہ ضائع ہو جائیں گی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں کو عامل بصرہ مقرر کر دیا اور سجستان اور خراسان کو بھی انہیں کے متعلق کیا اور ۴۱ھ میں بصرہ میں داخل ہوئے۔ زید بن جبلہ نے چاہا کہ پولیس فوج ان کو ملے ابن عامر نے منظور نہ کیا اور حبیب بن شہاب شامی کو رئیس فوج مقرر کیا۔ یہاں قیس بن ہیثم سلمی کو بھی لیا جاتا ہے اور عمرو بن یثربی ضبی کے بھائی عمیرہ بن یثربی ضبی کو قاضی مقرر کیا۔ ابن عامر کے زمانہ حکومت میں یزید بن مالک باہلی نے جس کی ناک پر ایک ضرب کا نشان ہونے کے سبب سے عرب اسے خطیم کہا کرتے تھے سہم بن غالب ہجیمی کے ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف میں خروج کیا۔ ان لوگوں کی پل پر آ کر صبح ہوئی۔ پل کے پاس عبادہ بن قرص لیثی جو کہ بنی لیث سے تھے اور شرف صحابیت بھی ان کو حاصل تھا نماز پڑھ رہے تھے یہ اپنا مخالف سمجھے اور انہیں قتل کر ڈالا پھر ابن عامر سے امان مانگی۔ ابن عامر نے ان کو امان دے کر معاویہ کو لکھ بھیجا کہ میں نے تمہاری طرف سے ان کو امان دے دی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ یہ ایسا عہد ہے کہ اگر تم نے پورا کیا ہوتا تو مجھ سے باز پرس نہ ہوتی غرض ابن عامر کے معزول ہونے تک وہ سب لوگ امن و امان کے ساتھ رہے۔

اسی سال علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور واقدی کا قول ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے سے پہلے ہی ۴۰ھ میں پیدا ہوئے۔

اس سال حسب قول ابو معشر عتبہ بن ابی سفیان نے اور بروایت واقدی عنبسہ بن ابی سفیان نے امارت حج کی ہے۔

* * *

باب ۲

بغاوت خوارج

۴۲ھ کے واقعات

والی مدینہ مروان بن الحکم:

اس سال مسلمانوں نے الان اور رومیوں سے جہاد کیا اور ان کو شکست دی اور بطریقوں کی ایک جماعت کو قتل کیا گیا ہے کہا جاتا ہے کہ حجاج بن یوسف اسی سال پیدا ہوا۔

حضرت معاویہ نے اس سال مروان بن الحکم کو والی مدینہ مقرر کیا اور مروان نے عبداللہ بن حارث بن نوفل کو قاضی مقرر کیا تھا اور مکہ پر معاویہ نے خالد بن عاص بن ہشام کو مقرر کیا کوفہ کے حاکم اس سال بھی ان کی طرف سے مغیرہ بن شعبہ ہی تھے اور شریح قاضی تھے اور بصرہ پر عبداللہ بن عامر اور منصب قضا پر عمرو بن یثربی تھے اور خراسان پر ابن عامر کی طرف سے قیس بن ہیثم تھے قیس نے خراسان میں دو برس حکومت کی اور پھر ان کو معزول کر دیا گیا ہے۔ معاویہ کو جب منصب خلافت حاصل ہوا تو قیس کو خراسان پر والی مقرر کیا تھا اس کے بعد خراسان کو ابن عامر کے ماتحت کر دیا ابن عامر نے قیس ہی کو خدمت پر بحال رکھا۔

اس سال نہروان کے بقیۃ السیف میں سے جو خوارج بچ گئے تھے اور علیؓ نے ان کو معاف کر دیا تھا [illegible]۔

شہادت علیؓ کے بعد خوارج کا خطبہ حسرت:

حیان بن ظبیان سلمی خارجی نہروان کے چار سو زخمیوں میں تھے جن لوگوں کو علیؓ نے معاف کر دیا تھا [illegible] اہل و عیال میں رہا پھر [illegible] اپنے ہم مذہب لوگوں کے ساتھ رے کی طرف چلا گیا [illegible] یہاں تک کہ علی کرم اللہ وجہہ کے قتل کی خبر آئی تو حیان نے ان سب کو جو ساتھ آئے تھے [illegible] بھی تھا اور [illegible] کہ [illegible] حمد و ثنا کے بعد کہا [illegible] ہمارا بھائی ابن ملجم مرادی علی بن ابی طالب کو قتل کرنے کے لئے [illegible]

[illegible]

[illegible] نہ تھا تو اسے ناگوار گزرتا تھا۔

* * *

حیان بن ظبیان

ذکر ہے کہ حیان بن ظبیان نے اپنے اصحاب سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کے لیے بقا نہیں لکھی۔ ایک دن سب مر جائیں گے۔ وہ دن دور نہیں اور بیٹے اپنی زندگی بسر کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کو موت کا ذائقہ چکھاتے ہیں اور وہ اپنے نیک عملوں کے ساتھ رخصت ہوتے ہیں اور اسے دنیا کو چھوڑنا پڑتا ہے جس کے چھوڑنے پر وہی لوگ روتے ہیں جو اس کے عیال کے ہاتھ میں ہیں۔ اس لیے جو شخص کہ دین حق سے محبت رکھتا ہے وہ اس زندگی سے بے زاری چاہتا ہے۔ خدا کی قسم ہم کو اب اپنے دشمن کی طرف چلنا چاہیے۔ اپنے بھائیوں سے ملیں گے وہاں کو ہم امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ان سے جہاد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کیونکہ اب ترک جہاد میں ہمارے لیے کوئی عذر نہیں ہے۔ ہمارے حق پر قائم ہیں۔ ہدایت کی راہ کو اختیار کیا ہے ان سے ہم کو قصاص لینا چاہیے جنھوں نے ہمارے بھائیوں کو قتل کیا ہے وہ دنیا اہل جگہ سے نظر چھپے ہیں۔ اگر خدا نے ان پر ہمیں فتح یاب کیا تو ہم وہ راہ اختیار کریں گے جو زیادہ تر پسندیدہ اور ہدایت و استقامت والی ہے اور کتاب حکم خدا کے موافق ہے کہ ان سے ہمارے دل ٹھنڈے ہوں گے اور اگر ہم سب قتل ہو گئے تو ظالموں کے ہاتھ سے چھٹکارا پانے میں ہمارے لیے راحت ہے اور اپنے بزرگوں کی پیروی بھی ہے۔ یہ سن کر سب نے کہا کہ ہم سب کا یہی قول ہے جو آپ نے کہا اور جو رائے آپ نے دی ہم سب اسی کی متابعت کرتے ہیں۔ ہمارے دلوں میں [illegible] ہم تیرے ساتھ ہیں اور تو ہم سے پہلے کہہ چکا ہے۔

حیان بن ظبیان کی روانگی کوفہ:

ابن ظبیان جب کوفہ جانے کے لیے مستعد ہوا تو کوفہ کی طرف اس مضمون کے شعر پڑھتا جاتا تھا:

'' دو حق پرست جو اگر قتل ہو گئے ان کے بعد میرے دل کو میرے سوا قرار نہیں۔ اس کے سوا کچھ خواہش ہے کہ اللہ تعظیم ساتھ لیے ہوئے کوچ پر کوچ کروں۔ اللہ کی طرف تم لوگوں کو بلاؤں اور اللہ کی راہ میں قطع مسافت کروں۔ شیطان ہمارے سے بہر طور گزر جائے تو پھر کبھی کی دعوت کا [illegible] نہ ہوں گا [illegible] تمہیں [illegible] ہوں گا۔ جو میری نصرت کرنے والا تو جب ہے کہ تم سے الگ ہے جو میرا دوست ہے ساتھ چلیں گے اللہ کی طرف [illegible] ہوں گا۔''

غرض کوفہ میں پہنچ کر [illegible] کے گھر میں [illegible] معاذ بن جوین طائی [illegible] کے گھر جمع ہوئے جہاں ان کے ساتھ رہا پایا [illegible] اچھا [illegible] اور ان میں [illegible] لوگ آ آ کر [illegible] تھے کہ ان کا قصد [illegible] جب [illegible] خوارج [illegible] سب [illegible] کا [illegible] ہے کہ [illegible] اب خدا کی [illegible] اپنے [illegible] ہونے [illegible] اختلاف [illegible] جب [illegible] کی طرف سے [illegible] نہ دیا تھا خوارج [illegible] دوسرے سے ذکر کرتے تھے اور [illegible] ان کا قصد [illegible] کے ظلم و زیادتی [illegible] جہاد [illegible]

خوارج کی تین اہم شخصیتیں

مغیرہ نے سنا کہ خوارج تین شخصوں سے رجوع کرتے تھے۔ مستورد بن علفہ تیمی، حیان بن ظبیان سلمی، معاذ بن جوین بن حصین طائی۔ یہ شخص زید بن حصین کا ابن عم تھا۔ زید ان لوگوں میں ہے جن کو علی علیہ السلام نے نہروان میں قتل کیا اور یہ معاذ خوارج کے ان چار سو زخمیوں میں تھا جن کو علیؓ نے معاف کر دیا تھا۔ یہ سب کے سب حیان بن ظبیان کے گھر میں جمع ہوئے اور یہ مشورہ کرنے لگے کہ کس کو رئیس مقرر کریں۔ مستورد نے کہا اے مسلمانو اے مومنو جیسا تم چاہتے ہو خدا دکھائے اور جو بات تم کو ناگوار ہو اس کو تم سے دور رکھے۔ جس کو چاہو اپنا رئیس بنا لو۔ قسم ہے اس خدا کی جو آنکھوں کے اشارے اور دلوں کی چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے تم میں سے کوئی بھی ہو رئیس بنے مجھے ذرا دریغ نہ ہوگا۔ ہم کو دنیا کی عزت کی پروا نہیں ہے صرف دنیا میں باقی رہنے کی کوئی سبیل ہے جس گھر میں ہمیشہ رہنا ہے اس کے سوا ہم کچھ نہیں چاہتے۔ حیان بن ظبیان نے کہا مجھ سے پوچھو تو مجھے ریاست کی خواہش نہیں ہے تم دونوں میں سے جس کو چاہو اپنے بھائیوں میں سے پسند کرتا ہوں۔ غور کرو تم اپنے میں سے کس شخص کے لیے چاہتے ہو کہ اس کا نام سب سے پہلے میں لے کر بیعت کروں گا۔ معاذ بن جوین نے کہا جب تم دونوں جو کہ صلاح و دین و رتبہ میں مساوات اہل اسلام میں ہو اور بے طلب رہتے ہو یہ بات کہتے ہو تو پھر کون مسلمانوں کی سرداری کرے گا۔ ہر شخص تو اس کام کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جب سب لوگ رتبہ میں برابر ہیں تو چاہیے کہ مسلمانوں کی ریاست وہ کرے جو معاملہ و جنگ میں زیادہ بصیرت رکھتا ہو اور کتاب اللہ جانتا ہو اور اس بوجھ کے اٹھانے کی سب سے زیادہ طاقت رکھتا ہو اور تم دونوں بحمد اللہ اس کام کے لیے سزاوار ہو۔ تم دونوں میں سے کوئی اس کام کو اپنے ذمہ لے لے۔ ان دونوں نے کہا تم اپنے ذمہ اس کام کو لو ہم نے تم کو انتخاب کیا۔ الحمد للہ تم اپنے دین اور اپنی رائے میں کامل ہو۔ معاذ نے کہا تم دونوں سن میں مجھ سے بڑے ہو چاہیے کہ تمہیں میں سے کوئی اس کام کو اختیار کرے۔

مستورد بن علفہ کا انتخاب:

یہ سن کر خوارج میں سے جو لوگ وہاں موجود تھے کہنے لگے کہ ہم تم تینوں شخصوں کو ہم پسند کرتے ہیں۔ جس کو تم چاہو رئیس مقرر کر دو۔ تم تینوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس نے اپنے ساتھ والے سے یہ نہ کہا ہو کہ "تم اس کام کو اپنے ذمہ لو میں تم کو منتخب کرتا ہوں اور خود مجھے اس کی خواہش نہیں ہے"۔ جب یہ بحث دیر تک رہی تو حیان بن ظبیان نے مستورد سے کہا کہ معاذ بن جوین نے مجھ سے اور تم سے کہا ہے کہ تم دونوں ہی میں رئیس بنے اس سبب سے کہ دونوں مجھ سے سن میں بڑے ہو۔ یہی قول میرا ہے کہ تمہارے ہوتے میں رئیس نہیں ہو سکتا اس سبب سے کہ تم مجھ سے سن میں بڑے ہو۔ اپنا ہاتھ لاؤ میں تم سے بیعت کرتا ہوں۔ مستورد نے ہاتھ پھیلا دیا۔ حیان نے اس سے بیعت کی پھر معاذ بن جوین نے بیعت کی پھر سب لوگوں نے بیعت کی۔ یہ واقعہ جمادی الآخری میں ہوا۔ پھر سب نے وعدہ کیا کہ سامان کریں اور آمادہ و مستعد رہیں اور غرۂ شعبان ۴۳ھ میں خروج کریں پھر وہ اپنے ساز و سامان میں مصروف ہو گئے۔

بسر بن ارطاۃ کا دورہ مکہ و یمن:

اسی سال بسر بن ارطاۃ نے مدینہ مکہ یمن کا دورہ کیا اور مسلمانوں میں سے جسے چاہا قتل کیا۔ مدینہ میں پہنچ کر بسر نے لوگوں کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیاد کو پیشکش

[illegible]

عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور زیاد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دیا ہے۔)

امیر معاویہ [illegible] اور زیاد میں مصالحت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جائے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ اور وہ کوفہ روانہ ہو گیا۔ اور مغیرہ نے اس کے ساتھ تعظیم و اکرام کا سلوک جاری رکھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ کو لکھ بھیجا کہ زیاد، جماعت میں زیاد، سلیمان بن صرد اور حجر بن عدی اور شبث بن ربعی اور ابن الکواء اور عمرو بن الحمق کو شریک ہونے دیں۔ کیونکہ یہ سب ایک جا پر یہ لوگ مغیرہ کے ساتھ نماز پڑھنے کو حاضر ہوا کرتے تھے۔

باب الفیل:

یہ بھی روایت ہے کہ زیاد کوفہ میں آیا اور نماز ہونے لگی تو مغیرہ نے اس سے کہا تم آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ۔ زیاد نے کہا میں ایسا نہیں کر سکتا آپ کی ریاست میں نماز پڑھانے کے لیے تم مجھ سے اولیٰ ہو۔ اور ایک دفعہ مغیرہ کے پاس ام ایوب بنت عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط بیٹھی تھی کہ زیاد آیا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ام ایوب کو زیاد کے سامنے کر دیا اور کہا ابو مغیرہ سے پردہ نہیں چاہیے۔ مغیرہ کے مرنے کے بعد زیاد نے اس عورت سے عقد کر لیا۔ ابھی وہ کمسن تھی۔ چنانچہ زیاد کے پاس ایک ہاتھی تھا۔ اسے زیاد کے حکم سے ام ایوب کے سامنے لا کھڑا کر دیتے تھے اور وہ اسے دیکھا کرتی تھی۔ اس دروازہ کا نام ہی باب الفیل ہو گیا۔

اس سال عتبہ بن ابی سفیان نے لوگوں کو حج کرایا۔

❖ ❖ ❖

۴۳ھ کے واقعات

عمرو بن عاص کی وفات:

واقدی کا زعم ہے کہ بسر بن ارطاۃ نے اس سال روم سے جنگ کی اور ان کی سرزمین پر جاڑوں کی فصل گزاری اور قسطنطنیہ تک پہنچ گیا۔ مگر راویان اہل تاریخ اس خبر کو غلط کہتے ہیں ان کا بیان ہے کہ سرزمین روم پر بسر کو کبھی کوئی جاڑا نہیں گزرا۔ اسی سال عمرو بن عاص نے مصر میں عید فطر کے دن رحلت کی۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں چار برس اور عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دو مہینے کم چار برس اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک مہینہ کم دو برس انھوں نے مصر میں حکومت کی ہے۔

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عاص رضی اللہ عنہ کو باپ کے مرنے کے بعد والی مصر مقرر کیا حسب قول واقدی دو برس کے قریب یہ والی مصر رہے۔

اسی سال مدینہ میں مسلمانوں نے اقتدا کیا ان کی نماز مروان بن حکم نے پڑھائی۔

اسی سال بعض مورخین کہتے ہیں کہ مستورد بن علفہ خارجی قتل کیا گیا بعض کہتے ہیں کہ ۴۲ھ میں قتل ہوا۔

مستورد بن علفہ خارجی:

چنانچہ ہم کہہ چکے ہیں کہ وہ خوارج جو ہمراہ ان کے کچھ تھے اور دوسرے ملک میں تھے اور ان کے علاوہ دوسرے بھی سب کے سب تین شخصوں سے رجوع کرتے تھے ان میں سے مستورد بن علفہ تیمی تھا اور انھوں نے مستورد سے بیعت لی تھی اور اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ غرہ شعبان ۴۳ھ میں خروج کریں گے۔ قبیصہ بن دمون نے جو مغیرہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں پولیس افسر تھا مغیرہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچائی کہ خوارج نے حیان بن ظبیان کے گھر میں جمع ہو کر یہ طے کیا ہے کہ غرہ شعبان میں تم پر خروج کر دیں گے۔ یہ شخص بنی ثقیف کے حلیفوں میں تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کی اصل حضرموت والے صدف سے ہے۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ کوتوالی کی جمعیت لے کر جاؤ اور حیان بن ظبیان کے مکان کو گھیر لو اور میرے پاس لے آؤ سب کو کہ یہ خروج کرنا چاہتے ہیں۔ قبیصہ جمعیت اور بہت سے لوگ ساتھ لے کر روانہ ہوا۔

حیان بن ظبیان کے مکان کا محاصرہ:

حیان بن ظبیان کو پتا بھی نہ تھا کہ ناگہاں وہ پہرا ان کے گھر میں لوٹ کر آ گئے۔ اسی وقت معاذ بن جوین اور کوئی بیس شخص اور ان دونوں کے اصحاب میں وہاں موجود تھے اور ان کی عورت جو کہ بیوہ یا ام ولد تھی فوراً اٹھی اور سب کی تلواریں بچھونوں کے نیچے اس نے چھپا دیں۔ یہ لوگ جھپٹے کہ اپنی اپنی تلوار اٹھائیں ان کے واسطے کوئی تلوار نہ تھی۔ سب نے خود کو گرفتار کرا دیا۔ قبیصہ سب کو لے کر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کا کیوں تم نے ارادہ کیا؟ ان لوگوں نے کہا ہم نے اس بات کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں مجھے سب خبر ملی اور اس کی تصدیق تمھارے اس اجتماع سے ہوتی

[illegible]

[illegible] ایک بڑی جماعت

[illegible]

[illegible] علی بن ابی [illegible]

[illegible] علی بن ابی [illegible]

[illegible]

خوارج کی روانگی:

[illegible]

مغیرہ [illegible] کی خوارج کے خلاف تقریر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کے واسطے اختیار کیا اور جس دین پر تم قائم رہے یہ وہی ہے جب کہ خدا نے اپنے رسول کو اپنے پاس بلا لیا۔ ان کے بعد لوگوں میں اختلاف پڑا، ایک گروہ تو بہت قدم رہا، ایک گروہ مرتد ہو گیا۔ ایک گروہ نے بے پروائی کی۔ ایک گروہ نے تامل کیا۔ تم نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم بجا لائے سب سے پہلے جس کے دین پر وہ تھے اسے لازم کر لیا اور مرتدوں سے یہاں تک قتال کیا کہ دین تمام ہو گیا۔ اور خدا نے ظالموں کو ہلاک کیا اسی سبب سے خدا نے ہر شے میں برکت ہی برکت دی تھی۔ یہ خیر و برکت ہم میں باقی رہی۔ یہاں تک کہ امت کے درمیان اختلاف پڑ گیا۔ ایک گروہ نے کہا ہم طلحہ و زبیر و عائشہ کا ساتھ دیتے ہیں۔ ایک گروہ نے کہا ہم اہل مغرب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک گروہ نے عبداللہ بن وہب راسبی کا ساتھ دیا۔ تم خدا سے ڈرتے رہے اور اتقیاء سے علاقہ رکھتے رہے کہ ہم کو کسی سے مطلب نہیں ہم اہل بیت کے ہیں جن کے سبب سے خدا نے پہلی ہی مرتبہ شرف بخشا تھا۔ تم پر بھی حق یہی ہے کہ تم بھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑ دیا یہاں تک کہ خدا نے دوسرے دور جو لوگ تمہارے سبب سے ہدایت و راستی رکھتے تھے ان کے ہاتھوں بیعت توڑنے والوں کو (ناکثین) (جنگ جمل میں) اور دین سے نکل جانے والوں کو (مارقین) (جنگ نہروان میں) ہلاک کیا۔ (مصنف نے یہاں اہل شام کا ذکر اس سبب سے ترک کیا کہ اس وقت انہیں کی بادشاہی تھی) اور اس فرقہ مارقین سے بڑھ کر خدا کو کوئی دشمن نہیں ہے کہ اہل بیت کا تمام مسلمانوں کا کوئی دشمن ان سے بڑھ کر نہیں تھا۔ انہوں نے ہمارے امام کو چھوڑ دیا۔ ہمارے خون کو حلال سمجھے۔ ہم کو کافر بنایا۔ تو اس بات سے ڈرو کہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کو اپنے گھر میں جگہ دو اور ان کے حال کو چھپاؤ۔ اس فرقہ مارقین کے ساتھ دشمنی کرنے میں تم کو سب کے تمام قبائل سے بڑھ کر احتیاط کرنا چاہیے اور میں اس بات کی تحقیق کروں گا اور دیکھوں گا اگر مجھ سے سچ سچ بیان کر دیا جائے تو میں ان کی خونریزی کو موجب تقرب الٰہی سمجھوں گا۔ اس لیے کہ ان کا خون بہانا حلال ہے۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ بنی عبدالقیس میں کچھ لوگ تمہارے قوم کے خوب پہچانتے ہیں اور تمہارے حال سے وہ خوب واقف ہیں۔ ان کو ایسا موقع نہ دو کہ وہ تم پر ہاتھ ڈالیں۔ ہم اور تم ایسے ہی سے بچ جاؤ گے انہیں دیتے نہیں۔ یہ کہہ کر وہ منبر سے اتر کر بیٹھ گیا اور اس کی قوم کے سب لوگوں نے یہی کہا کہ خدا ان پر لعنت کرے اور ان سے بیزار ہے قسم ہے خدا کی ہم ان کو پناہ نہ دیں گے اور اگر ہم کو ان کا حال معلوم ہو جائے گا تو ضرور تم کو مطلع کر دیں گے۔

مستورد اور سلیم بن محدوج

بس ایک شخص سلیم بن محدوج تھا کہ اس نے زبان سے کچھ نہ کہا۔ وہ غمگین و ناخوش اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا اسے گوارا نہ تھا کہ اپنے رفقاء کو پکڑ لے۔ اور وہ اس بات کو برا سمجھتا تھا کہ ان کے ساتھ بدسلوکی کی جائے ان لوگوں پر بہت بھاری تھا یہ کہ ان کو اذیت کرائے اپنے گھر میں گرفتار کر لے یہ کہ پھر وہ بھی ہلاک ہوں اور رہ جائیں۔ پھر سلیم اپنے گھر میں داخل ہوا اور مستورد کے پاس اس کے رفقاء بھی آئے ان میں کوئی ایسا تھا جس نے یہ خبر بیان کی ہو کہ مغیرہ بن شعبہ نے لوگوں کے سامنے کیا تقریر کی تھی اور روسائے قبائل کیا خبر لے کر آئے اور انہوں نے کیا تقریر کی اور سب نے مستورد سے کہا کہ ہم کو یہاں سے چلے جانا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے ہی قبیلہ میں نہ گرفتار ہو جاؤ۔ اس نے پوچھا جس طرح تمام قبائل کے روسا نے اپنے اپنے قبیلہ میں تقریر کی تھی عبدالقیس کے رئیس نے اپنے لوگوں میں کچھ تقریر نہیں کی، کہا کیوں نہیں۔ مستورد نے کہا صاحب خانہ نے تو مجھ سے کچھ ذکر نہیں کیا۔ لوگوں نے کہا اسے شرم مانع ہوئی ہوگی جو تم سے اس بات کا ذکر نہیں کیا۔ اس نے ابن محدوج کو بلا بھیجا اور پوچھا، کہا میں نے سنا ہے کہ تمہارے امیر نے اصحاب کے باب میں مقرر ہو کے رئیس نے اپنے اپنے قبیلہ میں جو تقریر کی ہے تو میں پوچھتا

معقل بن قیس کو ہدایت

[illegible]

اعلان جہاد و تیاری

[illegible]

عبداللہ بن عقبہ غنوی:

[illegible]

[illegible] مبارک بن [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مستورد کا خوارج سے خطاب

[illegible]

ان الذين كفروا سواء عليهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا يؤمنون. ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة ولهم عذاب عظيم.

[illegible]

[illegible]

پر بیٹھے تھے ناکام رہے کہ اب سب نے سب ہی کو [illegible]۔

خوارج کا مذار میں قیام:

ہم لوگ اب دجلہ کے کنارے کنارے چلے جرجرایا میں پہنچ کر دجلہ عبور کیا پھر اسی طرح بڑھتے جوخی میں مذار تک پہنچ گئے اور وہاں مقام کیا۔ عبداللہ بن عقبہ غنوی کہتے ہیں: جس مقام میں ہم تھے وہ جب ابن عامر کو معلوم ہوا انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ مغیرہ نے خوارج کے لیے کس کو سردار لشکر کیا اور کتنے لوگ روانہ کیے ہیں؟ لوگوں نے سب حال تعداد لشکر کا بیان کیا اور کہا کہ خود معقل نے ایک مرد شریف و دیندار اسی بات کی وجہ سے تھا اور ان کے ساتھ خوارج سے لڑ بھی چکا تھا روانہ کیا ہے اور وہ ہیں کے ساتھ حضرت علیؓ کے شیعوں میں خوارج سے عداوت ہے کر دیا۔ ابن عامر نے کہا اچھی تدبیر کی۔ پھر شریک بن اعور حارثی کو بلا بھیجا۔ یہ بھی حضرت علیؓ کی رائے پر تھا۔ اس سے کہا: تم بافوج کے [illegible] تین ہزار آدمی انتخاب کر کے ساتھ لے کر روانہ ہو اور ان کا پیچھا کرو یہاں تک کہ سرحد بصرہ سے ان کو نکال دے یا ان کو قتل کر ڈالے۔ شریک نے میدان میں پکار کر دشمنان خدا کے قتال کے لیے بصرہ کے ان لوگوں کو ساتھ لے کر نکلو جو ان سے قتال کو حلال سمجھتے ہیں۔ شریک کے پاس کئی آ گئے۔ ان لوگوں سے شیعہ علیؓ مراد ہیں لیکن ابن عامر کو یہ نام بتا کر معلوم ہوا اس نے ایک انتخاب کیا ہے اور بیشتر ان کی وجہ سے جن کا شبہ و شیعوں کا سا تھا اور ان کے رؤسا ان کی بات مانتے تھے۔ شریک نے بہت سے اہل بصرہ کو لیا اور ان لوگوں کو ساتھ لے کر مقام مذار کی طرف مستورد بن علفہ کے تعاقب میں روانہ ہوا۔

معقل بن قیس کا تعاقب:

معقل بن قیس کوفہ سے نکل کر سورا میں ایک دن ٹھہرا۔ پھر اس نے اصحاب میں جو نامی گرامی لوگ تھے سب اس کے گرد آ کر جمع ہو گئے۔ اندیشہ یہ تھا کہ دشمن کہیں آگے نکل نہ جائیں اس لیے کچھ لوگوں کو طلیعہ کے طور پر روانہ کر کے باقی لوگ بھی بہت جلد سورا سے روانہ ہو کر مقام کوثی میں آ کر ایک دن اور ٹھہرے۔ جو لوگ ابھی تک پیچھے رہ گئے تھے یہاں وہ بھی سب آ کر جمع ہو گئے۔ یہاں سے کوچ کرتے گئے سب ساتھ رہے۔ جب مدائن کے قریب پہنچے تو لوگوں نے خبر لی۔ شہر والوں سے معلوم ہوا کہ دشمن وہاں سے روانہ ہو گئے۔ یہ بات سب کو شاق گزری اور یہی خیال ہوا کہ اب بہت تھکنا پڑے گا اور زحمت ہو گی۔ [illegible] معقل بن قیس شہر بہرسیر کے پاس آ کر پل پر ٹھہرا، شہر میں نہیں گیا۔ سماک بن عبید عبسی اس کے سلام کو آیا اور اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ وہ [illegible] جو سامان لے کر آئے جو تمام لشکر کے لیے کافی ہوا۔ معقل بن قیس نے تین دن مدائن میں مقام کیا اور اپنے اصحاب کو جمع کر کے کہا: یہ فرقہ گمراہ باغی یہی چاہتا ہے کہ یہاں سے کسی طرف نکل جائے کہ تم لوگ ان کے تعاقب میں تھک کر متفرق پریشان ہو جاؤ۔ جب ان سے مقابلہ ہو جائے تو تم لوگ تھکے ماندے ہو اور جس طرح تم کو تھکنا پڑے گا ان کو بھی تو تھکنا پڑے گا اور پیچھے ابو الرواغ شاکری کو تین سو سوار دے کر ان لوگوں کے پیچھے روانہ کیا اور خود اس کے پیچھے مدائن سے روانہ ہوا۔ ابو الرواغ لوگوں سے پوچھتا ہوا جدھر سنا کہ وہ گئے ہیں اسی طرف اپنا بھی رخ کرتا۔ یہاں ان کے تعاقب میں جرجرایا سے پار ہو گیا۔ پھر جدھر ان کے جانے کا راستہ تھا خود بھی ادھر چلا۔ اسی طریقے کو اس نے رکھا۔ آ کر مقام مذار میں جہاں خوارج ٹھہرے ہوئے تھے جا پہنچا اور اپنے اصحاب سے اس باب میں مشورہ کیا کہ معقل کے آنے سے پیشتر لڑائی شروع کرے یا انتظار کرے۔ بعض نے کہا ہم لوگ جنگ میں جلدی نہ کریں، یہی ہمارا امیر آ

[illegible]

[illegible] جو کوئی اس رستے سے جاتا تھا کسی [illegible] معقل [illegible] اس کے اصحاب [illegible] کے ساتھ [illegible] پوچھتا تھا [illegible] پوچھتا تھا [illegible] آئے تو [illegible] پہنچ گئے ہیں [illegible] کرے تو آپ بھائیوں کے پاس پہنچنے میں جلدی کریں وہ تمہارے دشمن کے مقابلے میں پہنچ گئے ہیں مجھے تو امید ہے کہ تمہارے پہنچنے سے پہلے ہی دشمنوں کو خدا ہلاک کر دے گا۔

معقل بن قیس کی آمد:

[illegible] صاحبان قوت و شجاعت [illegible] ان میں [illegible] کو لے کر وہاں سے چلا اور بہت سرعت کے ساتھ چلا [illegible] کے قریب پہنچا تو [illegible] کی طرف [illegible] والے بھی [illegible] ہم [illegible] کے مقابلے میں [illegible] ان سے [illegible] اور ان کے رعب میں آ گئے [illegible] مستورد [illegible] اس کے اصحاب کے مقابل [illegible] اور ادھر سے معقل بھی سواروں کو لیے ہوئے آ پہنچا آفتاب غروب ہو چکا تھا [illegible] اپنے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی [illegible] نے بھی [illegible] اپنے رفقاء کے ساتھ [illegible] نماز پڑھی [illegible] معقل بن قیس [illegible] کے پاس آیا [illegible] ان لوگوں کے [illegible] آپ [illegible] معقل نے کہا بہت اچھی رائے ہے۔

معقل بن قیس اور مستورد کی جنگ:

[illegible] بھاگ کھڑے ہوئے معقل اپنی جگہ سے [illegible] میدان میں [illegible] ان کے ساتھ [illegible] اور بہت سے [illegible] کے قریب [illegible] اور جب مستورد اور اس کے اصحاب ان پر [illegible] لوگوں نے [illegible] اور تلواروں [illegible] ایک جماعت [illegible] معقل کے [illegible] مسکین بن عامر نے [illegible] صاحب [illegible] پکار کر کہا [illegible] کہاں بھاگے جاتے ہو [illegible] اس نے [illegible] کے ساتھ بہت [illegible] معقل اور [illegible] اس کے ساتھ [illegible] تھے اپنے [illegible] معقل نے ان سے [illegible] مسکین بن عامر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

> [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خالد بن صفوان اور شبیب بن شیبہ کا اختلاف

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

شریک بن عبد اللہ اور معتزلی کی گفتگو

یہ حال دیکھا تو شریک نے سب سے [illegible]

جرجرائی کا معرکہ

جس وقت مجھے معلوم ہوا [illegible]

خبر لائے، خوش ہوئے لیکن جب اب مستورد نے پیچھے پیچھے ہو لیے [illegible] مدائن میں ان سے مقابلہ کریں اور آگے کسی [illegible] آپ کے تو دو بھی چار ہو رہے ہیں۔ معقل نے ابوالرواغ کو بلا کر کہا اپنے ساتھ جو لوگ تھے ان کو لے کر تم خوارج کے پیچھے جاؤ اور یہ ہے کہ پیچھے تک وہیں [illegible] آپ کے آنے سے پہلے ہی ان [illegible] تو جب ان سے [illegible] معقل نے تیری مدد چاہی اور [illegible] بھی خوارج کے تعاقب میں روانہ ہوا اور بہت جلدی کرتے ہوئے چلا تو خوارج ابھی پہنچے ہی تھے کہ ان کے پیچھے پیچھے ابوالرواغ بھی جا پہنچا تو سب لوگ اتر چکے تھے تو آفتاب نکل رہا تھا یہ بھی سب کے ساتھ اتر پڑا۔ خوارج کیا دیکھتے ہیں کہ پھر وہی ابوالرواغ اور وہی مقدمہ فوج آپہنچی [illegible] لیکن ان سے زیادہ [illegible] جانے والے ہیں۔ غرض انہوں نے حملہ کر دیا اب وہ بھی سوار ان کو روکنے کو نکلے [illegible] ایک ساعت تک انہیں سواروں میں [illegible] رہی۔ ایک امیر [illegible] اہتمام لیے رہے جب یہ حالت دیکھی سب مل کر ایک ساتھ حملہ کیا کہ [illegible] لوگوں کا دل [illegible] گیا اور میدان ان کے ہاتھ رہا۔ ابوالرواغ نے اب پکار کر [illegible] بزدل [illegible] کیا بری طرح سے تم نے جنگ کی پھر سے پاس آ [illegible] غرض کوئی سوار [illegible] تھے اور دشمن کی طرف یہ شعر پڑھتا ہوا متوجہ ہوا:

"آپ مرد اور بہادر وہ ہے جس پر دل [illegible] ایسے وقت میں طاری ہو جس وقت کہ بزدل پر بھاگنے کی نوبت آ رہی ہو۔

ملامت کرنے والے! اس بات کا یقین ہو گیا کہ [illegible] جب خوف و خطرہ سامنے ہوتا ہے تو ایک حیرت انگیز پہلوان سب سے آگے رہنے والا میں ہی ہوتا ہوں۔"

اب وہ دشمنوں پر جا پڑا اور دیر تک زد و کشت میں مصروف رہا۔

خوارج کا فرار

اس اثنا میں اس کے ساتھ والے لوگ بھی ہر طرف سے آ کر شریک ہو گئے اور ایسے سخت حملے کیے کہ خوارج جس جگہ سے چلے تھے ادھر ہی پلٹ جانے پر مجبور ہوئے۔ پھر کچھ مستورد اور اس کے اصحاب کو اندیشہ ہوا کہ معقل اگر اسی وقت تعاقب میں آ گیا تو ان لوگوں کے قتل کرنے میں کوئی امر اس کا مانع نہ ہوگا۔ غرض وہ اور اس کے اصحاب نکل کھڑے ہوئے [illegible] تک پہنچے ان کے پیچھے پیچھے ابوالرواغ اس کے پیچھے معقل بن قیس۔ جبل کی راہ سے چلے مستورد اب یہاں سے بڑھ کے شہر کی طرف بڑھا۔ سماک بن عبید کو یہ خبر ہوئی وہ دجلہ کے پار اتر کے اپنے اصحاب اور اہل مدائن کو لے کر نکلا، مدائن کے دروازہ پر صف بندی کر دی اور شہر پناہ پر تیر اندازوں کو بٹھا دیا۔ خوارج کو یہ خبر پہنچی تو وہ ادھر سے پلٹ گئے اور ساباط میں جا اترے۔

ابوالرواغ کا تعاقب

ادھر ابوالرواغ ان کا پیچھا کرتا ہوا مدائن تک سماک بن عبید کے پاس پہنچا اس نے بتایا کہ اس رخ پر وہ لوگ گئے ہیں۔ ابوالرواغ اسی رخ پر چلا اور ساباط میں پہنچ کر ان کے مقابلے میں اترا۔ مستورد نے اپنے اصحاب سے کہا: یہ لوگ جو ابوالرواغ کے ساتھ تمہارے مقابل ہیں معقل کے خاص اصحاب میں ہیں۔ واللہ اس نے تمہارے لیے اپنے [illegible] سے ساتھ

[illegible]

پل نہر الملک کا قیام

[illegible]

معقل بن قیس پر خوارج کا حملہ

[illegible]

معقل بن قیس کا خاتمہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبداللہ بن عقبہ غنوی

[illegible]

عبداللہ بن عتبہ کا فرار

[illegible]

عبداللہ بن عتبہ کا اعلان

[illegible]

[illegible]

ابوالحارث کا مشورہ

[illegible]

[illegible] کی ترتیب جنگ

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی جنگ

[illegible]

مستورد کا قتل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

باب ۳

زیاد بن ابو سفیان

۴۴ھ کے واقعات

امیر بصرہ ابن عامر کی شکایت:

اسی سال عبدالرحمن بن خالد بن ولید کے ساتھ مسلمان بلاد روم میں داخل ہوئے اور وہیں جاڑا بسر کیا اور بسر بن ارطاۃ نے دریا میں جنگ کی۔ اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عامر کو حکومت بصرہ سے معزول کر دیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ ابن عامر بہت نرم دل اور کریم الخلق تھا۔ بدکاروں کی رسی دراز کر دیتا تھا اسی سبب سے اس کے زمانہ میں بصرہ بالکل ہی بگڑ گیا۔ ابن عامر نے زیاد سے اہل بصرہ کی شکایت کی اس نے کہا تلوار میان سے نکال کر ان کی خبر لو۔ اس نے کہا میں ان کی اصلاح کے لیے اپنے کسی کی خونریزی مجھے گوارا نہیں۔ ابن عامر کی حکومت اس قدر ضعیف تھی کہ کسی کو سزا نہ دیتا تھا۔ [illegible] لوگوں نے [illegible] تو اس نے یہ جواب دیا کہ مجھے لوگوں سے الفت ہے جس کے باپ یا بھائی کا ہاتھ میں نے قطع کیا ہے اس سے [illegible] اسی زمانے میں ابن الکواء معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے بصرہ کا حال اس سے پوچھا اس نے کہا بصرہ میں جو لوگوں کا غلبہ ہے اور حاکم وہاں کا کمزور ہے۔ ابن عامر کو جب یہ خبر ملی تو اس نے طفیل بن عوف یشکری کو خراسان کا حاکم مقرر کر دیا۔ اس سبب سے کہ ابن الکواء کو اس سے عداوت تھی۔ اس پر ابن الکواء نے کہا [illegible] ابن عامر نے [illegible] کہ طفیل کے حاکم خراسان ہونے سے مجھ پر چوٹ چلائی۔ خدا کی قسم [illegible] یشکری [illegible] سب سے [illegible] عداوت [illegible] یہ سبب ہوا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابن عامر کو معزول کر دینے کا اور حارث بن عبداللہ ازدی کو وہاں بھیج دیا گیا۔

روایت ہے کہ ابن عامر نے لوگوں سے پوچھا سب سے زیادہ ابن الکواء کا دشمن کون ہے عبداللہ بن ابی شیخ کا نام لیا گیا اس نے اسی کو خراسان مقرر کیا تو جب یہ ابن الکواء نے وہ بات کہی جس کو ذکر ابھی کیا۔

ابن عامر کی دمشق میں طلبی

ایک روایت یہ ہے کہ ابن عامر نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک وفد روانہ کیا یہ لوگ اس وقت پہنچے جس وقت ابن الکواء بھی وہیں آیا ہوا تھا اور ان میں ابن الکواء کی [illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے عراق خصوصاً اہل بصرہ کا حال پوچھا۔ ابن الکواء بولا امیر المومنین اہل بصرہ [illegible] لوگ [illegible] حکومت کی طرف سے [illegible] اس نے [illegible] ابن عامر کو معاویہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں بہت ہی [illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ نے [illegible] اہل بصرہ کی طرف سے کیا کہہ رہے ہو وہ لوگ خود یہاں موجود ہیں۔ یہ وفد جب بصرہ کو واپس ہوا تو ابن عامر سے سب ماجرا بیان کیا اس پر ابن عامر کو غصہ آیا اور کہنے لگا اہل عراق میں سب سے زیادہ کون شخص ابن الکواء سے عداوت رکھتا ہے عبداللہ بن ابی شیخ یشکری کا نام لیا گیا اور اس نے [illegible] جب ابن الکواء [illegible] جب ابن عامر [illegible] بصرہ کی

[illegible]

ابن عامر کی معزولی

[illegible]

ابن عامر اور زیاد بن ابی سفیان میں رنجش

[illegible]

امیر معاویہ ؓ اور ابن عامر میں مصالحت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خوارج کے واقعات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رہے۔ اس نے کہا مجھے سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب انہوں نے قبیصہ بن [illegible] کو بلوایا اور یہی بات ان سے کی اس نے منظور کر لیا۔ مغیرہ بن شعبہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے کہ وہ معذور ہو گئے اور بار بار ان سے درخواست کی کہ مجھے معزول کر دیں۔ مجھے [illegible] مقام قرقیسا جو [illegible] میں واقع ہے مجھ کو عنایت کیجئے۔ یہ سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان سے شر و فساد کا اندیشہ ہوا قسم کھا کر کہا کہ واللہ تم اپنی خدمت پر واپس چلے جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بدگمانی اور زیادہ بڑھ گئی اور ان کو واپس جانا ہی پڑا۔ رات گئے وقت پہنچے اور [illegible] کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک نگہبان نے قصر کے اندر سے پوچھا کون ہے؟ [illegible] کھٹکھٹانے سے ہم سب لوگوں میں تشویش پھیل گئی [illegible] خوف ہوا کہ اب [illegible] آئے [illegible] سے [illegible] خیر مقدم [illegible] مغیرہ رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھا:

"اے ام عمرو جب میں دور کے سفر پر آمادہ ہوا [illegible]۔"

اور کہا [illegible] کے پاس [illegible] ہوا ہے [illegible] کے [illegible] یہاں سے [illegible] روانہ ہوئے اور پہنچ [illegible] کے پاس [illegible]۔

زیاد کی بصرہ میں آمد:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو بصرہ و خراسان و سجستان کا حاکم کیا پھر ہند و بحرین و عمان بھی ان کے تحت کر دیئے آخر ربیع الآخر یا غرہ جمادی الاولیٰ ۴۵ھ میں زیاد بصرہ میں داخل ہوا۔ اس وقت فسق و فجور بصرہ میں علانیہ طور پر پھیلا ہوا تھا۔ زیاد نے خطبہ بترا (جس میں حمد باری تعالیٰ سے ابتداء نہیں کی گئی تھی) پڑھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حمد باری تعالیٰ بھی کی تھی۔

خطبہ زیاد:

خدا کے افضال و احسان کا شکر ہے اور ہم اس سے مزید [illegible] کے خواستگار ہیں۔ خداوندا جس طرح تو نے ہمیں نعم عطا فرمائی ہیں اسی طرح شکر نعمت کے ادا کرنے کی توفیق بھی ہم کو دے۔

[illegible] جہالت اندھا دھند گمراہی اور بدکاری [illegible] کو ہمیشہ کے لیے مشتعل کر دیتی ہے۔ [illegible] ہیں جن سے نالائق لوگ [illegible] کرتے ہیں اور عقلا [illegible] لپیٹ لیتے ہیں [illegible] سے [illegible] باتیں [illegible] جاتے ہیں۔ [illegible] گویا تم نے کتاب خدا کو نہیں پڑھا [illegible] اطاعت گزاروں کے لیے کیا ثواب اور گناہگاروں کے لیے کیسا دردناک عذاب مہیا کیا ہے جس سے [illegible] تم بھی ان لوگوں میں ہو جن کی آنکھوں میں دنیا نے خاک جھونک دی ہے جن کے کانوں میں [illegible] نے [illegible] جنہوں نے باقی کو چھوڑ کر فانی کو پسند کیا۔ دیکھتے نہیں کہ تم نے اسلام میں وہ بدعت کی جو پہلے کسی نے نہیں کی۔ خرابات کھلے بندے [illegible] کمزوروں کو [illegible] دیا [illegible] کوئی [illegible] نہیں [illegible] دن [illegible] اور رات کی [illegible] تم میں [illegible] بہت کم نے خیال کیا [illegible] جاہل کی پردہ پوشی کرتے ہو۔

تم میں سے ہر شخص [illegible] نالائق کی [illegible] گویا [illegible] عذاب کو [illegible] قیامت کا اندیشہ [illegible] نالائقوں کے [illegible] ہو جاتا [illegible] پھر تم جہاں کے لائق رہے [illegible] اس طرح [illegible] انہوں نے اسلام کی [illegible] ہتک حرمت کی اور پھر تمہارے [illegible] پشت

گوشۂ رسوائی میں آ کر چھپ رہے جب تک میں ان کی جائے پناہ کو زمیں دوز اور برباد نہ کر ڈالوں مجھے کھانا پینا حرام ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس امر کا انجام بھی اسی طرح درست ہو گا جس طرح آغاز ہوا۔ نرمی کی جائے مگر ایسی جس میں کمزوری نہ ہو۔ سختی کی جائے مگر ایسی کہ جس میں جبر و تشدد نہ ہو۔ واللہ میں غلام کے عوض خود آقا سے، مسافر کے عوض مقیم سے، متوجہ ہو کر آنے والے کے عوض منہ پھیر کر جانے والے سے، بیمار کا تندرست سے مواخذہ کروں گا۔ کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے دوست سے ملے گا تو بے ساختہ اس کی زبان پر یہی ہو گا انج سعد فقد هلک سعید[1] یا یہ ہو گا کہ تمہاری برچھیاں میرے لیے سیدھی ہو جائیں گی۔

منبر پر جھوٹ کہنا بڑی رسوائی کا باعث ہوتا ہے۔ تم پر جب کوئی جھوٹ ثابت ہو جائے تو میری نافرمانی کرنا تمہیں جائز ہے۔ تم میں سے کسی کی چوری ہو جائے تو اس کے نقصان کا ضامن میں ہوں۔ دیکھو شب گردی کی شکایت میرے پاس نہ آنے پائے جو شب گرد گرفتار ہو کر میرے پاس آئے گا میں اس کو قتل ہی کر ڈالوں گا۔ میں تمہیں اتنی مہلت دیتا ہوں جتنے عرصے میں کوفہ تک خبر لے جائیں اور واپس آ جائیں۔ دیکھو کسی سے دعوائے جاہلیت میں نہ سننے پاؤں۔ جس کو میں سنوں گا کہ یا آل زید سے پکارتا ہے میں اس کی زبان ہی کاٹ ڈالوں گا۔ تم لوگوں نے وہ حرکتیں نکالی ہیں جو پہلے نہ تھیں۔ ہم نے بھی ہر گناہ کے لیے سزا نکال رکھی ہے۔ جو کسی کو ڈبو دے گا تو میں بھی اس کو ڈبو دوں گا۔ کوئی آگ لگائے گا تو میں بھی اسے جلا دوں گا۔ کوئی شخص کسی کے گھر میں سیندھ دے گا تو میں بھی اس کے قلب میں سوراخ کر دوں گا۔ کوئی اگر کسی شخص کے لیے قبر کھودے گا میں اسی کو اس میں گاڑ دوں گا۔ اپنے ہاتھ کو اپنی زبان کو مجھ پر دراز نہ کرنا میں بھی اپنا ہاتھ اپنی ایذا رسانی تم سے باز رکھوں گا۔

عام رسم و دستور کے خلاف کوئی حرکت کسی سے سرزد ہو گی تو میں اس کی گردن مار دوں گا۔ میرے اور کچھ لوگوں کے درمیان عداوت چلی آئی ہے۔ اب میں نے ان باتوں کو کانوں کے پیچھے اور قدموں کے نیچے ڈال دیا۔ تم میں جو نیک لوگ ہیں انہیں چاہیے کہ نیکی کو زیادہ کریں۔ جو بد لوگ ہیں اپنی بدی سے باز آئیں۔ اگر میں جان جاؤں کہ میری دشمنی کسی شخص کو مارے ڈالتی ہے۔ تب بھی میں اس کا پردہ فاش نہ کروں جب تک کہ وہ کھلم کھلا دشمنی علانیہ میرے سامنے ظاہر نہ کرے۔ اس صورت میں اسے میں مہلت نہ دوں گا۔ سب اپنے کاموں میں از سر نو مصروف ہو جاؤ اور اپنے خیالات کو درست کر لو۔ کتنے ہی لوگ ہمارے آنے سے رنجیدہ ہوئے ہیں جو خوش ہو جائیں گے اور کتنے ہی لوگ میرے آنے سے خوش ہوئے ہیں۔ وہ رنجیدہ ہو جائیں گے۔

ایہا الناس ہم لوگ تمہارے رئیس ہیں تمہاری حمایت کرنے والے ہیں خدا نے جو حکومت ہمیں عطا کی۔ اسی کی رو سے ہم تم پر حکم چلائیں گے خدا نے جو مال ہمیں بخشا ہے اس سے ہم تمہاری حمایت کریں گے۔ ہمارا حق تم پر یہ ہے کہ ہماری مرضی کے موافق ہماری اطاعت کرو اور تمہارا حق ہم پر یہ ہے کہ اپنی اس حکومت میں عدل کریں۔ ہماری خیر خواہی کر کے تم اپنے کو ہمارے عدل کا اور داد کا مستحق بناؤ۔ اور یہ جان لو کہ کسی امر کی کوتاہی بھی کروں تو تین باتوں میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ کوئی حاجت مند آدمی رات کو بھی میرے پاس آئے گا تو میں اس سے روپوشی نہ کروں گا۔ کسی کی تنخواہ اور وظیفہ کو میں وقت پر ادا ہونے سے نہ روکوں گا۔ تمہارے لیے کسی فوج کو بھی نہ روکوں گا۔

---

[1] یعنی اے سعد تو بچ جا سعید تو ہلاک ہو چکا۔

تمہیں یہ چاہیے کہ اپنے امراء کی بہتری کے لیے خدا سے دعا کرو۔ یہ سب تمہارے مربی ہیں تمہیں ادب سکھانے والے اور تمہاری پناہ کی جگہ ہیں۔ جب تم درست ہو جاؤ گے اور نیک ہو جاؤ گے تو وہ بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔ ان کی طرف سے دل میں بغض نہ رکھو ایسا سے تم غم و غصے میں مبتلا رہو گے۔ اپنی حاجت کے طلب گار رہو گے جو پوری ہو جائے تو تم کو ضرر پہنچائے گی۔ میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہر ایک کی ہر ایک کے مقابلے میں مدد کیا کرے۔ جب دیکھنا کہ میں تم لوگوں میں کوئی حکم جاری کرنا چاہتا ہوں تو اسے آسانی سے پورا ہونے دو۔ اور قسم بخدا تم میں سے بہت لوگ میرے ہاتھ سے مارے جائیں گے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ میرے کشتوں میں شامل ہونے سے حذر کرے۔

عبداللہ بن اہتم اور زیاد:

عبداللہ بن اہتم نے کھڑے ہو کر کہا: اے امیر! میں اعتراف کرتا ہوں کہ خدا نے آپ کو دانائی اور قوت فیصلہ عنایت فرمائی ہے زیاد نے کہا: تم نے غلط کہا۔ یہ مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام کو ملا تھا۔ احنف نے کہا: اے امیر! آپ نے جو کچھ کہا خوب ہے لیکن آزمائش کے بعد ثنا اور عطا کے بعد حمد ہونی چاہیے۔ ہم کوئی تعریف نہ کریں گے جب تک امتحان نہ کر لیں۔ زیاد نے کہا: یہ ٹھیک ہے۔ پھر ابن ادیہ اٹھا اور کہنے لگا کہ تم نے جو کچھ بیان کیا خدا نے اس کے خلاف خبر دی ہے فرماتا ہے:

﴿ وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴾

"یعنی حضرت موسیٰ اور ابراہیم کی کتاب میں لکھا ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور انسان جیسا کرے گا ویسا پائے گا"۔

اے زیاد! تم نے جو وعدہ کیا اس سے بہتر خدا نے ہم سے وعدہ کیا۔ زیاد نے جواب دیا کہ تم لوگ جو بات چاہتے ہو ہم خون کے دریا میں تیرے بغیر وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔

شعبی کی روایت یہ نقل ہے کہ میں نے جس خوش بیان کو تقریر کرتے سنا ہے۔ دل چاہا کہ اب خاموش ہو جائے۔ کہیں کچھ بہک کر غلط موقع نہ دے مگر زیاد ایسا تھا کہ جس قدر زیادہ تقریر کرتا اس کا کلام اتنا ہی عمدہ ہوتا جاتا۔

اہل بصرہ پر پابندیاں:

زیاد نے خدمت شرطہ عبداللہ بن حصن کو دی اور لوگوں کو اتنی مہلت دی کہ کوفہ تک خبر پہنچ کر واپس آ سکے اور عشاء کی نماز سب کے بعد پڑھا کرتا تھا اور کسی شخص سے کہتا تھا کہ سورہ بقرہ یا اتنی بڑی اور سورۃ قرآن ترتیل سے پڑھے۔ جب تلاوت کر چکتا اس سے فارغ ہونے کے بعد اتنا توقف کرتا تھا کہ چلنے والا مقام خریبہ تک پہنچ جائے۔ اب صاحب شرطہ کو حکم ہوتا تھا کہ نکلو۔ وہ جسے پائے قتل کرے۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ کسی اعرابی کو زیاد کے پاس پکڑ لائے۔ زیاد نے پوچھا کہ جو حکم پکارا گیا تھا تو نے سنا؟ تو اس نے کہا خدا کی قسم نہیں سنا۔ میں اپنی دودھ والی اونٹنی کو لیے ہوئے آیا تو رات ہو گئی اور مجبور ہو کر ایک مقام پر صبح تک ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا۔ مجھے مطلق علم نہیں ہے کہ امیر نے کیا حکم دیا ہے۔ زیاد نے جواب دیا واللہ! مجھے یقین ہے کہ تو سچ کہتا ہے لیکن تیرے قتل کرنے میں اس امت کی بہتری ہے۔ حکم دیا اور اس کی گردن مار دی۔ زیاد پہلا شخص ہے جس نے احکام شاہی کو بہت شدید کر دیا۔ جس نے معاویہ ؓ کی سلطنت کو مستحکم کر دیا۔ جس نے لوگوں کو اطاعت گزاری پر مجبور کیا۔ جس نے سزا دینے میں سبقت کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سپاہی پہرہ پر مقرر کیے تھے کہ وہ مسجد کو چھوڑ کر کہیں جا سکتے نہ تھے۔ شیبان جو صاحب مقبرہ شیبان اور قبیلہ بنی سعد سے تھے ان کا سردار تھا۔

خراسان کی تقسیم:

زیاد نے خراسان کے چار صوبے کر دیئے تھے۔ مرو پر امیر بن احمر یشکری کو۔ ابرشہر پر خلید بن عبداللہ حنفی کو۔ مرو روذ و فاریاب و طالقان پر قیس بن الہیثم کو، ہرات و بادغیس و قادس و پوشنج پر نافع بن خالد طاحی کو مقرر کیا تھا۔

نافع پر عتاب:

ایک وقت نافع پر زیاد نے عتاب کیا قید کر لیا اور ایک لاکھ کوئی کہتا ہے آٹھ لاکھ کا جرمانہ اس کے نام پر لکھا۔ سبب یہ ہوا کہ زیاد کے پاس فاوذہر کا بنا ہوا ایک خوانچہ کسی نے بھیجا تو اس کے چاروں پائے فاوذہر کے تھے۔ نافع نے ایک پایہ اس کا نکال کر سونے کا پایہ لگا دیا۔ خوانچہ اپنے غلام کے ہاتھ زیاد کے پاس روانہ کیا اس کا نام زید تھا۔ یہ نافع کے تمام امور میں بہت دخیل تھا۔ اس نے زیاد سے نافع کی شکایت کی۔ اس سے کہہ دیا کہ نافع نے آپ کے ساتھ خیانت کی ہے خوانچہ کا ایک پایہ نکال کر اس کی جگہ سونے کا پایہ لگا دیا ہے۔

نافع کی رہائی:

چند شخص بزرگان ازد میں سے جن میں سیف بن وہب معنی شریف قوم تھا زیاد کے پاس آئے وہ مسواک کر رہا تھا۔ سیف نے یہ شعر پڑھا

اذکر بنا تسویف اقرابنا   یا ابجر اذ انت الینا فقیر

ترجمہ: "یعنی مقام حتو میں گھوڑوں کو روک کر ہمارا ٹھیر جانا ذرا یاد کر۔ جب کہ تجھے اس بات کی ضرورت تھی"۔

صبرہ نے ایک زمانے میں زیاد کو پناہ دی تھی اس شعر میں وہی بات زیاد کو یاد دلائی ہے۔ زیاد نے کہا ہاں یعنی مجھے یاد ہے اور اپنا عصا منگوا کر مسواک سے جرمانہ کو مٹا دیا۔ اور نافع کو قید سے رہا کیا۔

پھر زیاد نے نافع و خلید و امیر کو معزول کر کے حکم بن عمرو بن مجدع بن حذیم کو حاکم مقرر کیا۔ نعیلہ غفار کا بھائی تھا لیکن یہ لوگ بہت کم تھے اس سبب سے غفاری کہلاتے ہیں۔

امارت خراسان پر حکم بن عمرو کا تقرر:

حکم بن عمرو نے طخارستان میں جہاد کیا غنیمت میں مال کثیر حاصل ہوا۔ اس کے بعد انھوں نے انتقال کیا، مرتے وقت انس بن ابی اناس بن زنیم کو اپنا خلیفہ کیا اور زیاد کو لکھ بھیجا کہ میں نے اس شخص کو خدا کے لیے اور مسلمانوں کے لیے تمہارے لیے انتخاب کیا۔ زیاد نے یہ دیکھ کر کہا خداوندا میں اس شخص کو نہ تیرے دین کے لیے نہ مسلمانوں کے لیے نہ اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور خلید کے نام پر ولایت خراسان کا فرمان لکھ بھیجا۔ اس کے بعد ربیع بن زیاد حارثی کو پچاس ہزار کی سپاہ کے ساتھ خراسان روانہ کیا ان میں پچیس ہزار بصرہ کے لوگ تھے ربیع ان کا سردار تھا پچیس ہزار کوفہ کے تھے اور عبداللہ بن ابی عقیل ان کا سردار تھا اور سب کے سب ربیع بن زیاد کے ماتحت تھے۔

امیر حج مروان بن حکم:

مروان بن حکم والی مدینہ نے اس سال امارت حج کی۔ دوسرے ممالک کے والی اس سال وہی لوگ تھے جو گذشتہ برسوں میں تھے جن کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کوفہ کے امیر اور شریح قاضی تھے زیاد بصرہ کا والی تھا اور اسی سال عبدالرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے زمین روم میں جاڑا بسر کیا۔

۴۶ھ کے واقعات

عبدالرحمن بن خالد رضی اللہ عنہ کا انتقال:

اس سال مالک بن ہبیرہ نے زمین روم میں جاڑا بسر کیا عبدالرحمن بن خالد رضی اللہ عنہ یا مالک بن ہبیرہ سکونی کا ذکر بھی ہو گیا ہے اس سال عبدالرحمن بن خالد رضی اللہ عنہ زمین روم سے حمص کی طرف آئے۔ ابن اثال نصرانی نے شربت میں زہر ملا کر انہیں دے دیا کہا جاتا ہے کہ انہوں نے وہ شربت پی لیا۔ اسی زہر سے ان کا کام تمام ہو گیا۔ سبب اس کا یہ ہوا کہ ملک شام میں عبدالرحمن بن خالد رضی اللہ عنہ کی شان بہت بڑھ گئی تھی۔ لوگ ان کے باعث ان کی طرف مائل تھے۔ ان کے والد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے آثار لوگوں کے پاس موجود تھے۔ دوسرے زمین روم میں مسلمانوں کے لیے ان کی جو کوششیں تھیں ان کا رعب و دبدبہ تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ تک کو ان سے خوف ہو گیا کہ ان کے سبب سے شرارت پہنچے اس خیال سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن اثال کو حکم دیا کہ ان کے قتل کا کوئی حیلہ نکالے اور اس بات کی ضمانت کر لی کہ اگر اس نے ایسا کیا تو عمر بھر کے لیے خراج اس سے معاف ہو جائے گا۔ اور حمص کے خراج کی تحصیل اس کے متعلق کر دی جائے گی۔ ابن اثال نے اپنے کسی غلام کے ہاتھ عبدالرحمن کے پاس زہر ملا ہوا شربت بھیجا۔ وہ پی کر حمص میں مر گئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن اثال سے جو جو وعدے کیے تھے پورے کر دیئے۔ خراج اسے معاف ہو گیا اور حمص کی تحصیل اس کے متعلق ہو گئی۔

ابن اثال کا قتل:

عبدالرحمن کا بیٹا خالد مدینہ میں جو آیا تو ایک دن عروہ بن زبیر سے ملا۔ بات چیت میں سلام کیا تو عروہ نے کہا تم کون ہو۔ کہا خالد بن عبدالرحمن۔ عروہ نے حضرت سے کہا کہ ابن اثال کی کیا خبر ہے۔ خالد اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا۔ سیدھا حمص پہنچا اور ابن اثال کی گھات میں رہنے لگا۔ دیکھا ایک دن وہ سوار چلا جا رہا ہے۔ خالد نے بڑھ کر روکا اور تلوار لگا کر اسے قتل کر ڈالا۔ یہ خبر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو چند دن کو قید کر لیا اور اس سے خون بہا لینے کا حکم دیا مگر اس کے عوض میں قتل نہیں کیا۔ اب خالد پھر مدینہ آیا اور عروہ سے ملا۔ اور سلام کیا۔ عروہ نے کہا کہو ابن اثال کی کیا خبر ہے۔ خالد نے کہا ابن اثال کی طرف سے تو میں نے آپ کو بے فکر کر دیا لیکن ذرا یہ تو بتائیے کہ ابن جرموز کی کیا خبر ہے۔ عروہ نے جواب میں سکوت کیا۔

خطیم بن غالب خارجی کا قتل

اسی سال خطیم اور سہم بن غالب ہجیمی نے خروج کیا اور تحکیم[1] کرنے لگے سبب یہ ہوا کہ زیاد کو جب حکومت حاصل ہوئی تو سہم

---

[1] خوارج کا ایک فرقہ ہے۔ لا حکم الا للہ ان کا شعار تھا۔

بن غالب اور خطیم نے جس کا نام یزید بن مالک باہلی ہے خروج کیا۔ سہم کا ارادہ تھا کہ ... تو پہلے وہ اہواز کی طرف چلا گیا اور بغاوت کی اور تحکیم کا نعرہ بلند کیا۔ پھر واپس آیا اور چھپ گیا اور ابن عامر سے امان طلب کی۔ جب زیاد آیا تو اس نے اسے گرفتار کر کے قتل کیا اور اپنے دروازہ پر سولی پر لٹکا دیا۔ خطیم کو زیاد نے بحرین کی طرف جلا وطن کر دیا تھا، پھر اسے واپس آنے کی اجازت دی اور کہا کہ تم اپنے شہر کے حدود سے باہر نہ جانا اور مسلم بن عمرو سے کہا کہ تم اس کے ضامن ہو۔ وہ ایک رات اپنے گھر پر نہیں رہا۔ اس کے بعد مسلم نے بتایا کہ خطیم رات گھر پر نہیں رہا تو زیاد نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ قتل کیا گیا اور باہلہ میں پھینک دیا گیا۔

امیر حج عتبہ بن ابی سفیان:

اس سال عتبہ بن ابی سفیان نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ وہ مکہ کا والی تھا۔

سنہ ۴۷ھ کے واقعات

اس سال مالک بن ہبیرہ نے سرزمین روم میں اور ابو عبدالرحمن قینی نے انطاکیہ میں جہاد کیا۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ولایت مصر سے معزولی:

اسی سال عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ولایت مصر سے معزول ہوئے اور معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ کو ولایت مصر پر مامور کیا۔ واقدی کہتے ہیں کہ انہوں نے مصر سے مغرب کا رخ کیا۔ وہ ابن حدیج عثمانی تھے۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی ابن حدیج رضی اللہ عنہ سے جب کہ وہ معاویہ کے پاس آ رہے تھے ملاقات ہوئی۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن حدیج رضی اللہ عنہ تم معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت کا صلہ لینے آئے ہو کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو تم نے اس لیے قتل کیا تاکہ مصر کی حکومت مل جائے تو مل گئی۔ ابن حدیج رضی اللہ عنہ نے کہا محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو برتاؤ کیا تھا اس کے بدلے میں نے ان کو قتل کیا۔ اس پر عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے طلب گار ہوتے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا اس میں شریک نہ ہو جاتے۔ جب کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ کیا تو تم سب سے پہلے شخص ہو جس نے ان کی بیعت کی۔

کوہستان غور و فراوندہ کی جنگ:

بعض علماء کہتے ہیں کہ اسی سال زیاد نے حکم بن عمرو غفاری کو خراسان کی امارت دی اور انہوں نے کوہستان غور و فراوندہ میں جنگ کی۔ ان کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ ان سے بہت سا مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے۔ حکم نے ۵۰ھ میں مرو میں انتقال کیا۔ اس روایت میں جو اختلاف ہے اسے ہم ان شاء اللہ آگے بیان کریں گے۔

امیر حج عنبسہ بن ابی سفیان

اس سال امیر حج عنبسہ بن ابی سفیان یا عتبہ بن ابی سفیان نے حج کیا۔ عمال وہی سب تھے جو گزشتہ سال تھے۔

۴۸ھ کے واقعات

عبداللہ بن قیس کا جہاد

اس سال ابو عبدالرحمن قینی نے انطاکیہ میں جاڑا بسر کیا اور عبداللہ بن قیس فزاری نے گرمیوں کا جہاد کیا اور مالک بن ہبیرہ سکونی نے دریا میں جنگ کی اور عقبہ بن عامر جہنی نے اہل مصر کو ساتھ لے کر دریا میں جنگ کی اور اہل مدینہ بھی ساتھ تھے اہل مدینہ کے رئیس منذر بن زبیر تھے اور ان سب کے رئیس اعلیٰ خالد بن عبدالرحمن بن خالد بن ولید تھے۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ اسی سال زیاد نے غالب بن فضالہ لیثی رضی اللہ عنہ کو والی خراسان مقرر کر کے روانہ کیا یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں تھے۔

امیر حج مروان بن حکم:

مروان بن حکم نے اس سال لوگوں کے ساتھ حج کیا مروان کو اپنی معزولی کا اندیشہ تھا اس زمانے میں تھا اس لیے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا عتاب تھا پہلے فدک مروان کو دے دیا تھا پھر لے لیا۔ شہروں کے عمال وہی لوگ تھے جو سال گذشتہ میں تھے۔

۴۹ھ کے واقعات

اس سال مالک بن ہبیرہ نے زمین روم میں جاڑا بسر کیا۔

فضالہ بن عبید نے جربہ میں جنگ کی جاڑا بھی وہیں کاٹا فتح حاصل ہوئی اور بہت سے قیدی ہاتھ آئے۔

اور عبداللہ بن کرز بجلی نے گرمیوں میں چڑھائی کی۔

اور عقبہ بن نافع نے دریا میں جنگ کی اور اہل مصر کے ساتھ جاڑا بسر کیا۔

اور یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے روم میں جنگ کی یہاں تک کہ قسطنطنیہ تک پہنچ گیا ابن عباس و ابن عمر و ابن زبیر و ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم اس کے ساتھ تھے۔

مروان بن حکم:

اس سال مروان بن حکم کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ربیع الاول میں مدینے سے معزول کیا اور سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو ربیع الاول یا ربیع الآخر میں مدینہ کا امیر کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مروان کی حکومت مدینہ میں آٹھ برس دو مہینے رہی۔ مروان کی معزولی کے وقت عبداللہ بن حارث بن نوفل مدینہ کے قاضی تھے۔ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر کے ابو سلمہ بن عبدالرحمن بن عوف کو قاضی مقرر کیا۔

کوفہ میں طاعون کی وبا

کہا گیا ہے کہ اسی سال کوفہ میں طاعون آیا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ طاعون کے خوف سے بھاگ گئے تھے جب طاعون دفع ہو گیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۰ھ کے واقعات

اس سال بسر بن ابی ارطاۃ اور سفیان بن عوف ازدی نے رومی سرزمین پر جنگ کی [illegible] فضالہ بن عبید انصاری نے دریائی جنگ کی۔

مغیرہ بن شعبہ کی وفات

[illegible]

زیاد کا کوفہ میں خطبہ

[illegible]

ابن حصین کا قتل

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔

عمرو بن حمق کے خلاف شکایت

[illegible] عمرو بن حمق [illegible]

[illegible] ختم ہو گیا۔

[illegible] تھے۔

بھیڑیوں کا قتل:

ایک شخص [illegible]

[illegible] ہو گیا۔

[illegible] سب کے سب [illegible] آئے تھے۔

عمرو کی سواری:

عمرو شہر سے باہر [illegible] ایک شخص نکل آیا [illegible]

[illegible]

[illegible]

قریب و زحاف کا خروج

[illegible]

[illegible]

فرقہ حروریہ کا قتل عام

[illegible]

منبر رسول اللہ ﷺ کی منتقلی کا ارادہ

[illegible]

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی منبر رسول ﷺ کے متعلق معذرت:

[illegible]

[illegible]

حجرہ رسول اللہ ﷺ کی عظمت:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شہر قیروان کی تعمیر:

[illegible]

عقبہ بن نافع کی معزولی

[illegible]

[illegible] سلطنت نے اپنے نام پورا کیا [illegible] اور [illegible] سے [illegible]

معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات تک [illegible] مصر و مغرب سلطنت [illegible] رہے۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی وفات

اسی سال ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ ایک روایت ہے کہ ۵۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

زیاد بن ابی سفیان اور فرزدق۔

اسی سال زیاد نے فرزدق کے حاضر کرنے کا حکم دیا۔ نہشل اور فقیم نے اس کی شکایت کی تھی اور یہ بھاگ کر سعید بن العاص کے پاس مدینہ چلا آیا۔ سعید رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی پناہ میں لے لیا۔ سبب اس کا یہ تھا کہ فرزدق نے بیان کیا ہے کہ میں نے اشہب بن رمیلہ اور بعیث کی ہجو کی تھی وہ دونوں [illegible] بنی نہشل و بنی فقیم نے زیاد سے میری فریاد کی [illegible] مسعود نہشلی نے بھی فریاد کی [illegible] زیاد نہ سمجھا کہ یہ کس کی شکایت کر رہے ہیں۔ [illegible] کپڑے سب [illegible] تھے تو زیاد سمجھا۔ فرزدق کا بیان ہے کہ میرے باپ غالب نے اپنے [illegible] کہ [illegible] اہل و عیال کے لیے [illegible] میں آ کر سب [illegible] ان کی قیمت لے کر اپنے ایک کپڑے میں باندھ لی [illegible] ایک شخص [illegible] میں نے [illegible] سے پوچھا [illegible] ان کا [illegible] ابن غالب بن صعصعہ [illegible] جب [illegible] ایک شخص نے مجھ سے کہا ابن غالب اپنی چادر بھی [illegible] میں نے [illegible] اپنا قمیص بھی اتار [illegible] قمیص بھی [illegible] میں نے [illegible] میرے جسم پر تہبند کے سوا کچھ نہ [illegible] لوگوں نے کہا تہبند بھی [illegible] میں نے کہا تہبند تو میں نہیں دوں گا [illegible] اس کے بعد [illegible] کہ مجھے اس کے [illegible] ایک شخص گھوڑے پر سوار میرے پاس [illegible] مجھے [illegible] اور [illegible] اپنے پیچھے مجھے بٹھا لیا اور لے گیا [illegible] تھے [illegible] بن صعصعہ [illegible] میرے [illegible] وہ دونوں [illegible] تھے [illegible] کے پاس [illegible] ان کو قید کر [illegible] آپ کے [illegible] انہوں نے [illegible] قید [illegible] ان کی [illegible] ایک [illegible] خط [illegible] نہیں ہو سکتے [illegible] انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے باپ نے [illegible] میں نے سب سے کہہ دیا [illegible] میں [illegible] سے [illegible] اور غالب کے پاس پہنچا۔ [illegible] مجھ سے پوچھنے لگے تم [illegible] میں نے سارا حال بیان کر دیا۔ [illegible] "بے شک تیرے [illegible] اور شفقت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرا" جب سے زیاد کے [illegible]

اس کی طرف سے کدورت تھی۔

امیر معاویہ ؓ اور حتات

ایک روایت یہ ہے کہ ابھی فرزدق شاعر نہیں سمجھا جاتا تھا کہ احنف بن قیس، ... بن ... تمیمی سے اور جاریہ بن قدامہ سعدی اور حتات بن یزید مجاشعی معاویہ بن ابی سفیان کے پاس آئے۔ ... جب یہ حاضر ہوئے معاویہ ؓ نے ہر ایک شخص کو ایک لاکھ دیے۔ حتات کو ستر ہزار دیے۔ یہ لوگ رخصت ہو کر چلے، راستے میں ایک نے دوسرے سے پوچھا سب نے اپنے اپنے انعام کی مقدار بیان کر دی۔ سب کو معلوم ہوا کہ حتات کو ستر ہزار ملے ہیں۔ وہ یہیں سے پلٹا اور معاویہ ؓ کے پاس پھر پہنچا۔ معاویہ ؓ نے پوچھا: اے ابو منازل پلٹ کیوں آئے؟ اس نے جواب دیا کہ آپ نے بنی تمیم میں مجھے ذلیل کیا۔ کیا میرا حسب خاندان سے کیسا ہوں؟ کیا میں معزز نہیں ہوں؟ کیا میں اپنے قبیلہ کا رئیس نہیں ہوں؟ معاویہ ؓ نے کہا: یہ بات سچ ہے۔ اس نے کہا پھر آپ نے اور سب کو چھوڑ کر میرے ساتھ خست کیوں کی؟ معاویہ ؓ نے کہا ان لوگوں کو روپیہ دے کر ان کا دین میں نے مول لے لیا اور تم کو تمہارے ایمان پر چھوڑ دیا وہ تمہارے اعتقاد پر، عثمان بن عفان ؓ کے ساتھ تم کو حب ہے۔ یہ شخص عثمانی تھا۔ اس نے کہا مجھ سے بھی میرا دین مول لے لیجئے۔ معاویہ ؓ نے اس کے لیے بھی انعام پورا کر دینے کا حکم دے دیا۔ جب لوگوں نے اس بات میں معاویہ ؓ پر طعن کی تو اس کا باقی انعام موقوف رکھا۔ اس بات پر فرزدق نے معاویہ ؓ کی شکایت اور اپنی مفاخرت میں ایک قصیدہ کہا۔ اس پر معاویہ ؓ نے حتات کے متعلقین کو وہ تمام روپیہ دے دیا۔ اس قصیدے سے بھی زیادہ فرزدق ... کی شہرت ... ہوا۔

فرزدق کے خلاف نالش:

جب نہشل و فقیم نے اس پر نالش کی تو زیاد اور بھی برافروختہ ہوا اور اس کے در پے ہوا۔ یہ بھاگ کر ... سعید بن عاص کے پاس مدینہ آیا وہ وہاں کے حاکم تھے۔ ... اور ... سے ... ہو گئی۔ ... مجھے چھوڑ دینے میں تمہارے پاس ... آیا ہوں ... تم نے ... بات ... کہا ... فرزدق تھی ان ... میرے خیال میں یہ بات آتی ہے کہ تمام ... جاؤں۔ ... جب تک ... میرے پاس رہو تمہارے لیے ... ہے ... سے ... ہوں۔ فرزدق ایک ... کے لیے ... نکل گیا۔ جب ... اس وقت فرزدق نے ... کی مدح میں ... قصیدہ ... فرزدق نکل گیا۔

فرزدق کا فرار

اس نے ... میں ... ایک اعرابی ... سے ... آیا۔ ... بن ... کی ... فرزدق کو ... ایک جانب سے نکال دیا۔ ... اس ... فرزدق نے ... کے ... مجھے ... اس نے ... کہا

... تھا۔

کہا ہے کہ اس شعر [illegible] یہ محمد بن سلام جمحی نے بیان کی ہے اور ابو الحکم [illegible] نے بھی بیان کی ہے کہ فرزدق مدینہ میں پہنچا۔ [illegible] ان لوگوں کی مجالس [illegible] بہت سے قصے [illegible] گئے ہیں۔ پس فرزدق نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب بار [illegible] ہوتا تو [illegible] میں [illegible] جاتا۔ [illegible] اس نے حال [illegible] جہاں آسمانوں اور [illegible] یہاں تک [illegible] جب تک [illegible] فرزدق کہتا ہے [illegible] بہت اہتمام ہونے لگا۔ [illegible] اپنے گھر سے نکلا [illegible] بیٹھے ہوئے راستہ میں [illegible] میرے پاس سے [illegible] تھا۔ جب رات ہوئی تو میں اپنی [illegible] کے لوگوں میں [illegible] چلا آیا یہاں شہرت ہو گئی اور میں نے [illegible] ارادے سے آیا کہ وہاں جا کر [illegible] ہوں گا۔ [illegible] دیکھا ایک شخص [illegible] بیٹھا ہوا [illegible] سامنے کے دروازے کے اندر آیا۔ یہاں سب لوگوں نے فرزدق کی [illegible] گیا تو [illegible] کر دی۔ پھر وہ [illegible] اور سب [illegible] فرزدق [illegible] تھوڑی دیر [illegible] رہے سب پھر چلے گئے۔

فرزدق کی روانگی حجاز

صبح میرے پاس آ کر ان لوگوں نے کہا [illegible] سے نکل [illegible] کی طرف [illegible] مجھے [illegible] ہم سب کو تو نے خراب کیا تھا۔ سب نے [illegible] کی قیمت [illegible] میرے لیے [illegible] کے ساتھ [illegible] تھا۔ غرض ہم [illegible] کی طرف روانہ ہوئے [illegible] کے آنے کی [illegible] تھی۔ [illegible] ہم نے [illegible] نے [illegible] اس نے کہا ہاں [illegible] سب [illegible] ہوئے ہیں۔ [illegible] کا نام ہے [illegible] دونوں وہاں [illegible] تھے۔ فرزدق کہتا ہے میں نے پوچھا [illegible] ہیں۔ [illegible] ایک دن [illegible] میں نے [illegible] غرض ہم [illegible] ہوئے جو [illegible] ہمارے ساتھ [illegible] تھی۔ میں نے [illegible] پوچھا [illegible] کی طرف دیکھو تو [illegible] مقام سے ہم [illegible] چلے جاتے ہیں اور [illegible] ہمارے ساتھ ساتھ [illegible] اس نے کہا [illegible] بات [illegible] ہم دونوں آدمی [illegible] ہاتھ [illegible] میں نے [illegible] کے پیچھے تو [illegible] کی طرف آئے ہیں۔ [illegible] ہم دونوں [illegible] چھپ گئے اس وقت میں نے پوچھا [illegible] نے کہا [illegible] چلا جائے گا۔ [illegible] اور [illegible] کا بیٹا تھا [illegible] اس وقت فرزدق نے یہ شعر

[illegible]

[illegible] [illegible] ہے۔

فرزدق کی سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات

فرزدق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] بیان کیا ہے۔

فرزدق کے امیر کی مدح میں اشعار

سعید نے کہا [illegible] [illegible]

و کوم تنعم الاضیاف عینا   وتصبح فی مبارکها ثقالا

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

۱۔ فرزدق کے دیوان میں اس قصیدے کے دو شعر یوں ہیں:

تری الغر الجحاجح من قریش   اذا ما الامر فی الحدثان غالا

قیاما ینظرون الی سعید   کأنهم یرون به هلالا

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] پہلا شعر یوں بیان ہوا ہے۔

تری الغر الجحاجح من قریش   اذا ما الخطب فی الحدثان غالا

[illegible] (مترجم)

نے خواب میں دیکھا کہ مدینہ کی ایک گلی میں سے میں جا رہا ہوں گویا میں ہوں کہ یک بیک گلی میں سے ایک آنکھ پر چوٹ پڑی جاتی ہے میں اس سے بچ کر نکل گیا۔ اس کے بعد جب یہ واقعہ ہوا اور وہ شخص کا سر کاٹ دیا گیا ان کے بیچ میں سے ایک سے پاس آ کر کہنے لگا ہو جاؤ کہ بھاگ رہے تھے تو یہ خیال کیا اور پانچ سے وہ اس کو پاتے تھے۔ اور سعید سے کہا جو اہل شعراء سے کہتے تھیا آج اس پر کوئی خوف نہیں ہے۔ فرزدق نے اس بارے میں چند اشعار کہے جن کا مضمون یہ ہے۔

> ”کوئی زیاد کو میرا یہ پیام دے کہ میں سعید کی پناہ میں آ گیا ہوں اور سعید نبی کا حامی ہے اس کی طرف بھاگ جانے کی کوئی سے دیکھ سکتے۔ اب تم کسی چالاکی سے بات تک یہاں میں داخل ہو جا۔“

اس کے علاوہ اور بھی اسی مضمون کی نظمیں اس نے کہیں۔ فرزدق زیاد کے مرنے تک مدینہ ہی میں رہا۔

اسی سال حکم بن عمرو غفاری۔ کوہستان اشل کی جنگ سے واپس ہو کر مرو میں پہنچ کر وفات پائی۔

کوہستان اشل کی مہم:

زیاد نے حکم کو خراسان میں یہ لکھ کر بھیجا تھا کہ کوہستان اشل میں ریچھ دنبوں کے چمڑے رکھے ہیں اور ظروف ان کے ہوتے ہیں۔ حکم نے اس قوم پر لشکر کشی کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ یہ سب لوگ بیچ میں آ گئے۔ انھوں نے تمام راستے اور درے کو بند کر دیے۔ حکم کو لشکر سمیت گھیر لیا۔ آخر حکم عاجز آ گئے کچھ نہ بن پڑا۔ اب انہوں نے یہ کام مہلب کے حوالہ کیا۔ مہلب نے کسی حیلہ سے دشمن کے ایک شخص کو گرفتار کر لیا۔ اس سے کہا یا تو اپنا قتل ہونا گوارا کر یا اس محاصرہ سے ہمارے نکل جانے کی کوئی تدبیر بتا۔ اس نے کہا ان راستوں میں سے کسی راہ میں آگ روشن کرو اور مال غنیمت کو بھی ادھر روانہ کرو۔ وہ لوگ جب دیکھیں گے کہ تم اس راستہ سے نکل چلے تو سب کے سب اسی طرف جمع ہو جائیں گے اور دوسری راہوں کو چھوڑ دیں گے۔ جب یہ ہو تو فوراً پلٹ کر دوسرے راستہ کی طرف مڑ جانا جب تک وہ پہنچیں تم نکل جاؤ گے۔ سب نے اسی پر عمل کیا اور اسی حیلہ سے نجات پائی اور بہت کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ حکم جب اس جنگ سے واپس آ گئے تو سارا لشکر مہلب کے حوالے کر دیا۔ پہاڑی قوم کا جو لوگ گرفتار ہو کر رہے تھے ان کو قتل کر دیا۔ ان میں سب سے ایک شخص کو بنا کر وہاں کے اطراف میں رہا تھا جس کے مضمون سے وطن میں رہنے کی آرزو اور اہل وطن سے ملنے کا شوق تھا۔ یہ لوگ اسے حکم کے پاس لے گئے حکم نے حال پوچھا تو اس نے بیان کیا۔ میں اپنا سردار تھا اپنے حکم کے ہاتھ بیچ کر نکل کھڑا ہوا۔ کسی بلندی کی پہاڑ تک پہنچ کر اس ملک میں آ پڑا ہوں۔ حکم نے اس شخص کو زیاد کے پاس عراق بھیج دیا۔

* * *

باب ۳

حجر بن عدی رضی اللہ عنہ

۵۱ھ کے واقعات

اس سال فضالہ بن عبید نے زمین روم میں جاڑا بسر کیا اور بسر بن ابی ارطاۃ نے صائفہ کی جنگ کی اور حجر بن عدی رضی اللہ عنہ مع اصحاب قتل کیے گئے۔

امیر معاویہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما:

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ۴۱ھ میں جب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو والی کوفہ مقرر کیا تو مغیرہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا حمد و ثنا کے بعد کہا۔ عاقل کو بار بار متنبہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر متلمس کا ایک شعر اسی مضمون کا پڑھا اور کہا کہ مرد عاقل بات کو بے کہے ہوئے سمجھ لیتا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ بہت سی باتیں تم کو سمجھاؤں مگر اس ذکر کو چھوڑے دیتا ہوں کہ تمہاری بصیرت و دانائی پر مجھے بھروسا ہے کہ تم خوب جانتے ہو کن باتوں میں میری خوشنودی میری حکومت کی ترقی میری رعیت کی بہتری ہے۔ ہاں ایک امر کا ذکر کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے میں ان کی مذمت کرنے میں اور عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے طلب مغفرت و رحمت کرنے میں اور اصحاب علی رضی اللہ عنہ کی عیب جوئی میں ان کو اپنے سے دور رکھنے میں ان کی بات نہ سننے میں اس کے برخلاف شیعہ عثمان رضی اللہ عنہ کی مدح گری میں ان سے سابقت کرنے میں ان کی بات مان لینے میں تم کوتاہی نہ کرنا۔ یہ سن کر مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس سے پہلے اور لوگوں کو آزما چکا ہوں وہ بھی مجھے آزما کر دیکھ چکے ہیں اور حاکم رہ چکا ہوں۔ کسی کو ٹال دینے کی اجازت دینے میں گرا دینے میں مجھ پر کبھی الزام نہیں آیا۔ اب تم بھی آزما لینا یا تو مجھ سے خوش ہو گے یا ناراض ہو جاؤ گے۔ پھر کہا ان شاء اللہ خوش ہو گے۔ شعبی کہتے ہیں مغیرہ رضی اللہ عنہ کے بعد ایسا کوئی حاکم نہیں آیا اگرچہ ان حاکموں میں بھی جو ان کے بعد ہوئے بہت سے نیک شخص تھے۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے سات برس چند مہینے معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ میں حکومت کی ہے اور بڑے نیک سیرت امن و عافیت کے دل سے خواہش مند رہے تھے مگر علی رضی اللہ عنہ کو برا کہنا ان کی مذمت کرنا قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنا ان کی عیب جوئی کرنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت و مغفرت اور ان کے اصحاب کے لیے پاکباز ہونے کی شہادت دینا انہوں نے کبھی ترک نہیں کیا۔

حکم بن عمرو غفاری کی وفات:

حکم اپنی راہ سے الگ ہو کر ہرات کی طرف چلے آئے تھے۔ پھر یہاں سے مرو کی طرف پلٹ گئے۔ زیاد کو مال غنیمت کی خبر پہنچی تو حکم کو لکھا۔ امیر المومنین نے مجھ کو لکھ بھیجا ہے کہ سونا چاندی اور تمام عمدہ چیزیں ان کے لیے نکال لی جائیں۔ جب تک یہ چیزیں نکال نہ لی جائیں ہرگز مال غنیمت میں کچھ تصرف نہ کرنا۔ حکم نے اس کے جواب میں لکھا۔ تیرا خط پہنچا تو بیان کرتا ہے کہ امیر المومنین نے مجھے لکھ بھیجا ہے کہ سونا چاندی اور تمام عمدہ چیزیں ان کے لیے نکال لی جائیں اور ہرگز ہرگز مال غنیمت میں تصرف نہ کرنا خدا نے

عزوجل کا حکم امیر المومنین کے حکم سے پیشتر آ چکا ہے اور واللہ مرد خدا ترس کے لیے زمین و آسمان کی راہیں بند بھی ہو جائیں جب بھی حق سبحانہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی راستہ نکال ہی دے گا۔ اور لوگوں سے کہا جو اپنا اپنا حصہ لے لو۔ سب لوگ آ گئے۔ حکم نے خمس الگ کر کے تمام مال غنیمت لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ اس پر زیاد نے اسے لکھا اگر میں زندہ رہا تو تیرے ٹکڑے اڑا دوں گا۔ حکم نے دعا کی پروردگارا تیرے پاس آنے میں میرے لیے بہتری ہو تو مجھے بلا لے۔ اس کے بعد ہی ان کا انتقال ہوا۔ مرتے وقت انس بن ابی اناس کو اپنا جانشین کر گئے۔

حجر بن عدی رضی اللہ عنہ:

یہی بات سن کر حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کہتے تھے وہ تو تمہیں بلکہ تم لوگوں کا خدا برا کرے وہ لعنت کرے۔ پھر کھڑے ہو جاتے تھے اور کہتے تھے خدا عزوجل فرماتا ہے۔ كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ (جس کا یہ ترجمہ ہے) ”خدا کی راہ میں گواہی دے کر عدل و انصاف کو قائم کرو۔“ میں گواہی دیتا ہوں کہ جن لوگوں کی تم مذمت کرتے ہو جن کو تم عیب لگاتے ہو وہی فضل و بزرگی کے سزاوار ہیں اور جن کو بے لوث ہونا تم ثابت کرتے ہو جن کی ستائش کر رہے ہو وہی مذمت کے قابل ہیں۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر کہتے تھے اے حجر میں تمہارا حاکم ہوں بس اسی سبب سے تیر تمہارا نکل گیا۔ اے حجر وائے ہو تم پر بادشاہ سے اور اس کے قہر و غضب سے خوف کرتے رہو۔ ایک دفعہ کا غضب ہی تم ایسے کتنوں کی تباہی کا باعث ہوتا ہے۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ اتنا کہہ کر درگزر کرتے تھے چشم پوشی کر جاتے تھے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے خطبہ کی مخالفت۔

یہی ہوتا رہا یہاں تک کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی امارت کے آخر زمانہ میں خطبہ پڑھا اور علی و عثمان رضی اللہ عنہما کے باب میں جو بات ہمیشہ وہ کہا کرتے تھے وہی کہی اور اس طور پر کہنے لگے خداوندا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر رحم کر ان سے درگزر کر انہیں نیکی کی اچھی جزا دے۔ انہوں نے تیری کتاب پر عمل کیا تیرے پیغمبر ﷺ کی سنت کا اتباع کیا۔ انہوں نے ہم لوگوں میں اتفاق قائم رکھا ہم میں خونریزی نہ ہونے دی اور ناحق وہ قتل کیے گئے۔ خداوندا ان کے انصار پر ان کے دوستوں اور محبوں اور ان کے خون کا قصاص لینے والوں پر رحم فرما۔ اور ان کے قاتلوں پر بددعا کی۔ یہ سن کر حجر بن عدی اٹھ کھڑے ہوئے مغیرہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر اس طرح ایک نعرہ بلند کیا کہ مسجد میں جتنے لوگ بیٹھے تھے اور جو باہر تھے سب نے سنا۔ کہا کس شخص کے دھوکے میں تم آئے ہوئے ہو اس بات کو کیا سمجھ سکتے ہو بڑھاپے کے سبب سے عقل جاتی رہی ہے۔ اے شخص ہماری تنخواہوں اور عطیوں کے جاری ہونے کا اب حکم دے دو۔ تم نے ہمارے روزینے بند کر رکھے ہیں اس کا تمہیں کیا اختیار ہے۔ تم سے پیشتر جو حاکم تھے انہوں نے کبھی اس بات کی طمع نہیں کی۔ اس کے علاوہ تم نے امیر المومنین کی مذمت اور مجرمین کی ستائش کو شیوہ اختیار کیا ہے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی نرم پالیسی:

یہ سن کر مسجد میں کوئی دو ثلث سے زیادہ آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا قسم بخدا حجر نے سچ کہا اور نیکی کی۔ ہماری تنخواہوں اور عطیات کے جاری کر دینے کا حکم دو۔ تمہارے اس قول سے تو ہم کو کوئی نفع نہیں حاصل ہوتا۔ اس میں تو ذرا بھی ہمارا فائدہ نہیں۔ اسی طرح کی بہت سی باتیں سب لوگ کہتے رہے۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ منبر سے اتر کر اندر چلے گئے اور ان کی قوم کے لوگوں نے ان کے پاس آ کے

[illegible]

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی وفات

[illegible]

زیاد اور حجر بن عدی رضی اللہ عنہ

[illegible]

[illegible]

حجر بن عدی اور امیر معاویہ ؓ کی گفتگو

[illegible] السلام علیکم یا امیر المؤمنین [illegible]

حجر بن عدی ؓ کے متعلق دوسری روایت:

[illegible]

[illegible]

اہل کوفہ یہ کیا ایک ہاتھ سے مجھ کو مارتے ہو اور دوسرے سے پٹی باندھتے ہو۔ جسم تمہارا ہے میرے ساتھ اور نفس تمہارے حجر کے ساتھ یہ بکواسی احمق دیوانہ تم خود تو میرے ساتھ ہو اور تمہارے بھائی بیٹے برادری والے حجر کے ساتھ ہیں۔ قسم بخدا اس بات سے تمہاری مقصد اور بے وفائی اور ریاکاری ثابت ہوتی ہے اب تم لوگ اپنے بے قصور ہونے کا ثبوت دو ورنہ میں کچھ لوگوں کو لا کر ساری بے رخی کی تمہاری نکال دیتا ہوں۔

حجر بن عدی سے اہل کوفہ کی علیحدگی:

یہ سنتے ہی سب زیاد کی طرف یہ کہتے ہوئے لپکے۔ معاذ اللہ یہ ہو سکتا ہے کہ امیر المومنین کی اطاعت اور آپ کی اور جس بات میں آپ کی مرضی ہو اس کے سوا اس معاملے میں ہماری رائے کچھ اور ہو۔ جس بات میں آپ کے ساتھ ہماری اطاعت اور حجر کے ساتھ ہماری مخالفت کا ثبوت ہو جائے آپ ہمیں اسی بات کا حکم دے کر دیکھئے۔ زیاد نے کہا تم سب اٹھ کھڑے ہو یہ لوگ جو حجر کو گھیرے ہوئے ہیں ان کے پاس جاؤ تو تم میں ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے بھائی بیٹے کو قرابت داروں کو اپنی برادری کے لوگوں میں سے جو تمہارا کہنا مانے اس کو یہاں تک کہ جس کو تم حجر سے علیحدہ کر سکتے ہو علیحدہ کر لو ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اکثر لوگ جو حجر کے ساتھ والے تھے ان کو حجر سے علیحدہ کر دیا۔ زیاد نے جب دیکھا کہ حجر کے ساتھ والے زیادہ تر ان کا ساتھ چھوڑ کر الگ ہو گئے تو صاحب شرط سے کہا اب حجر کے پاس جا کر دیکھو وہ آنے پر راضی ہوں تو میرے پاس لے آؤ نہیں تو اپنے سپاہیوں کو حکم دینا کہ بازار میں سے ستونوں کو اکھاڑیں اور انہیں ستونوں سے ان لوگوں پر حملہ کر کے حجر کو میرے پاس لے آئیں اور جو روکے اسے ماریں۔ غرض صاحب شرط حجر کے پاس آیا اور کہا کہ امیر کے پاس حاضر ہو۔ ان کے اصحاب نے کہا ایسا نہ ہوگا۔ ہم اس کا کہنا نہیں کرتے ہم اس کے پاس نہیں آتے۔

اصحاب حجر پر حملہ:

اس نے اپنے ساتھ والوں سے کہہ دیا کہ بازار کے ستونوں پر حملہ کرو یہ لوگ دوڑے وہ ستون کھینچ لائے۔ اس وقت ابو عمرطہ نے حجر سے کہا کہ تمہارے لوگوں میں سے کسی کے پاس سوا میرے تلوار نہیں ہے۔ ایک تلوار سے تو کام نہیں نکل سکتا۔ حجر نے کہا پھر کیا رائے ہے۔ اس نے کہا اب یہاں سے نکلو۔ اپنے لوگوں میں چلے آؤ وہ ضرور تمہیں بچا لیں گے۔ زیاد اس وقت منبر پر تھا منبر پر کھڑا ہو کر دیکھ رہا تھا۔ اس کے لوگ لٹھ لیے ہوئے حجر کے اصحاب پر پل پڑے بکر بن عبید نے عمرو بن حمق کے سر پر لٹھ مارا اور وہ گر پڑے ابو سفیان بن عویمر اور عجلان بن ربیعہ ان کو اٹھا کر عبید اللہ بن مالک کے گھر میں لے گئے۔ یہ تینوں شخص ازدی تھے عمرو اپنے نکلنے کے وقت تک اسی گھر میں پوشیدہ رہے۔

عبد اللہ بن عوف کا انتقام:

عبد اللہ بن عوف کہتا ہے کہ قتل مصعب سے ایک سال پیشتر جب ہم لوگ غزوہ باجمیرا سے واپس ہوئے ہیں تو میں نے بکر بن عبید کو دیکھا کہ راہ میں میرے ساتھ ساتھ چلا آ رہا ہے جب سے اس نے عمرو کو لٹھ مارا تھا قسم بخدا اس دن سے میں نے کبھی اسے دیکھا ہی نہ تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ کہیں دیکھوں گا تو اسے پہچانوں گا بھی نہیں۔ اب اسے دیکھتے ہی مجھے گمان ہوا کہ یہ وہی شخص ہے۔ کوفہ کی بستی اس وقت سامنے سے دکھائی دے رہی تھی۔ مجھے یہ کہتے ہوئے کہ عمرو کو اسی نے لٹھ مارا تھا کراہت معلوم ہوئی کہ وہ مجھے

[illegible]

[illegible]

[illegible] گرفتاری

[illegible]

کوفہ میں خانہ جنگی کی ابتداء

[illegible] مختار کے اصحاب میں سے بہت لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے [illegible]

> "اے گروہ [illegible] کیا تم [illegible] کوئی [illegible] نہیں ہے۔"

[illegible] مختار کے پاس چلے آئے۔

صائدین کا محلہ

زیاد نے منبر پر کہا کہ تم میں ہمدان و تمیم و ہوازن (بنی) اعصر و مذحج و اسد و غطفان ہیں وہ سب کندہ کے محلے کی طرف روانہ ہوں۔ وہاں سے حجر کے پاس جائیں اور اسے میرے پاس لے آئیں۔ پھر کہا: یہ بات مناسب نہ معلوم ہوئی کہ مضر کو یمن کے ساتھ روانہ کرے مبادا دونوں فرقوں میں اختلاف اور جھگڑا پیدا ہو جائے اور ان کی حمیت کو ضرر پہنچے۔ یہ سوچ کر زیاد نے حکم دیا کہ تمیم و ہوازن و بنی اعصر و اسد و غطفان و مذحج و ہمدان کو فقط کندہ کے محلے میں جانا چاہیے اور حجر کو میرے پاس لے آنا چاہیے اور باقی اہل یمن صائدین کے محلے کی طرف روانہ ہوں اور حجر کو میرے پاس لائیں۔ یہ سن کر قبیلہ ازد و بجیلہ و خثعم و انصار و خزاعہ و قضاعہ کے لوگ روانہ ہوئے اور صائدین کے محلے میں جا کر اتر پڑے۔

بنی کندہ کی گرفتاری:

حضر موت والے اہل یمن کے ساتھ اس لیے نہیں گئے کہ انہیں کندہ سے تعلق تھا اس سبب سے کہ اہل حضر موت بنی کندہ کے ساتھ رہتے تھے انہیں حجر کے تعاقب میں جانا گوارا نہ ہوا۔ صائدین کے محلے میں رؤسائے اہل یمن نے حجر کے باب میں باہم مشورہ کیا۔ عبدالرحمٰن بن مخنف نے کہا میں جو بات کہتا ہوں اس کو قبول کرو تو مجھے امید ہے کہ تم لوگ ملامت و معصیت سے بچ جاؤ گے میری رائے یہ ہے کہ تم لوگ جلدی نہ کرو ہمدان و مذحج کے نوجوان یہ کام کر گزریں گے اور تم اپنی قوم اور اپنے رئیس کے ساتھ برائی کرنے سے جو فعل تمہیں ناگوار ہے بچ جاؤ گے۔ سب نے اس رائے کو اختیار کیا۔ مگر زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ یہ خبر ملی کہ ہمدان و مذحج محلہ بنی کندہ میں داخل ہو گئے اور بنی جبلہ میں سے جس جس کو پایا گرفتار کر لیا۔ یہ سن کر اہل یمن بنی کندہ کے گھروں کی طرف گئے اور ان سے عذر کیا۔ اس کی خبر زیاد کو پہنچی تو اس نے مذحج و ہمدان کی ستائش کی اور تمام اہل یمن کی مذمت۔

قیس بن یزید کی گرفتاری:

حجر جس وقت اپنے گھر پہنچے اور انہوں نے دیکھا کہ ان کی قوم کے لوگ ان کے ساتھ کم رہ گئے ہیں اور یہ خبر بھی پہنچی کہ مذحج و ہمدان کندہ کے محلے میں اور تمام اہل یمن صائدین کے محلے میں اترے ہوئے ہیں تو انہوں نے اپنے اصحاب سے کہا "تم سب چلے جاؤ تمہاری قوم کے لوگ جو تمہارے مقابلے میں جمع ہوئے ہیں وہ تم ان سے لڑ نہیں سکتے اور میں نہیں چاہتا کہ تم کو معرض ہلاکت میں ڈال دوں۔" یہ سن کر وہ لوگ واپس جانا چاہتے تھے کہ مذحج و ہمدان کے سواروں میں سے جو لوگ اول فوج میں تھے ان تک آ پہنچے۔ یہ دیکھ کر عمیر بن یزید و قیس بن یزید و عبیدہ بن عمرو بدی و عبدالرحمٰن بن محرز طمحی و قیس بن شمر ان سواروں پر پلٹ پڑے اور مصروف جنگ ہوئے۔ ایک ساعت تک حجر کی حمایت میں مشغول کارزار رہے۔ آخر زخمی ہو گئے اور قیس بن یزید گرفتار ہو گئے۔ باقی لوگ بچ کر نکل گئے حجر نے ان سے کہا "تمہارا بھلا ہو سب متفرق ہو جاؤ جنگ نہ کرو۔ میں خود کسی گلی سے نکلا جاتا ہوں۔ پھر بنی حوت کی طرف چلا جاؤں گا"۔

سلیم بن یزید کی جاں نثاری:

چلتے چلتے ان میں سے ایک شخص کے گھر تک حجر پہنچ گئے اس کا نام سلیم بن یزید تھا۔ یہ گھر کے اندر گئے اور لوگ ان کے تعاقب میں آئے اور اس گھر تک آ پہنچے۔ سلیم نے تلوار اٹھائی ہمراہان کے مقابلے میں نکلنا چاہا۔ یہ دیکھ کر اس کی بیٹیاں رونے لگیں۔ حجر نے کہا

آ گرفتار کیا اور ہے۔ اس نے جواب دیا "واللہ میرا ارادہ یہ ہے کہ ان لوگوں سے کہوں کہ تمہارے پاس سے چلے جائیں اگر مان گئے تو خیر نہیں تو وہی تلوار ہے جس کے قبضہ میں میرا ہاتھ پڑ گیا ہے تمہاری حمایت میں ان سے جنگ کروں گا" حجر نے کہا تیرا بھلا ہو اے میں نے تو تیری بیبیوں کو مصیبت میں ڈال دیا۔ سلیم نے جواب دیا "بچوں کی موت کا متکفل میں بھی ان کا رازق بھی مگر نہیں اس حی قیوم کے سوا جس کو موت نہیں میں کبھی کسی نعمت کے لیے منت و زاری کا خریدار نہیں ہوں گا۔ میری زندگی میں جب تک تلوار کا قبضہ میرے ہاتھ میں ہے میرے گھر سے تم پر ہو کر کبھی نہیں جا سکتے۔ اگر میں تمہاری حمایت میں قتل ہو جاؤں تو تمہارے دل میں جو آئے کرنا۔" حجر نے پوچھا کیا اس مکان میں کوئی ایسی دیوار نہیں ہے کہ میں اس پر سے چلا جاؤں یا کوئی ایسا دروازہ نہیں ہے کہ میں اس میں سے نکل جاؤں ہو سکتا ہے کہ خدائے عز و جل مجھ کو بھی اور تم کو بھی محفوظ رکھے۔ یہ لوگ جب تمہارے گھر سے مجھے گرفتار نہ کر پائیں گے تو تم کو کوئی ضرر نہ پہنچے۔ سلیم نے کہا ہاں یہ دروازہ ہے اس میں سے نکل کر نخع کے محلہ میں اور اس کے سوا اپنی قوم کے محلوں میں تم پہنچ سکتے ہو۔

حجر اور جوانان بنی ذہل:

حجر اس مکان سے نکل گئے۔ چلتے چلتے بنی ذہل میں پہنچے۔ ان لوگوں نے بیان کیا ابھی ابھی وہ لوگ تمہیں تلاش کرتے ہوئے ادھر سے گزرے ہیں تمہارا پتا لگا رہے ہیں۔ حجر نے کہا میں یہاں سے بھی بھاگتا ہوں غرض نکل کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ ساتھ جوانان بنی ذہل بھی اس سبب سے کچھ لوگ چلے کہ شاہراہ سے دور دور گلیوں میں سے انہیں لے کر گزر رہے تھے چلتے چلتے قبیلہ نخع میں پہنچے۔ یہاں پہنچ کر حجر نے ان جوانوں سے کہا خدا تم پر رحم کرے اب یہاں سے پلٹ جاؤ۔ یہ سن کر سب پلٹ گئے۔

حجر کی قبیلہ نخع میں روپوشی:

اور حجر اشتر نخعی کے بھائی عبداللہ بن حارث کے مکان کی طرف چلے گھر کے اندر گئے۔ عبداللہ نے بکشادہ پیشانی و کمال بشاشت ملاقات کی فرش بچھائے ان کا بستر لگوایا۔ یہیں کچھ ہو رہا تھا کہ کسی نے آ کر حجر سے کہا کہ اہل شرطہ قبیلہ نخع میں تم کو پوچھتے پھرتے ہیں۔ سبب اس کا یہ ہوا کہ ایک سیاہ فام چھوکری جس کو سب ادما ادما کہہ کر پکارتے تھے ان لوگوں کو ملی۔ اور ان سے پوچھنے لگی تم کسے ڈھونڈ رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہم حجر کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ کہنے لگی تو وہ یہ ہیں میں نے اسے قبیلہ نخع میں دیکھا۔ اب یہ لوگ قبیلہ نخع کی طرف پلٹ پڑے یہ خبر سن کر حجر رات ہی کو عبداللہ کے گھر سے بھیس بدل کر نکلے اور عبداللہ بن حارث بھی ان کے ساتھ سوار ہو کر چلے۔ ربیعہ بن ناجد ازدی کے مکان پر آ کر قبیلہ ازد میں حجر اترے ایک دن رات یہیں قیام کیا۔ حجر پر قابو پانے سے اہل شرطہ جب عاجز آ گئے۔

زیاد کی محمد بن اشعث کو دھمکی:

تو زیاد نے محمد بن اشعث کو بلا کر کہا اے ابو میثا! یا تو حجر کو میرے پاس لے کر آ نہیں تو قسم بخدا تیرا ایک ایک درخت کٹوا ڈالوں گا اور ایک ایک گھر تیرا کھدوا ڈالوں گا اور اس پر بھی تجھے بچا نہ چھوڑوں گا۔ تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ اس نے کہا اتنی مہلت دیجئے کہ میں اسے ڈھونڈ لوں۔ زیاد نے کہا تین دن کی مہلت تجھے دی۔ اگر اسے تو لے آیا تو خیر ورنہ اپنے کو زندوں میں شمار نہ کرنا۔ اور ابن اشعث کو زندان کی طرف لے چلے۔ چہرے پر اس کے ہوائیاں اڑ رہی تھیں منہ کے بل کھینچتے ہوئے اسے لے جا رہے تھے حجر بن یزید کندی نے زیاد سے اس کی سفارش کی کہ میں ضامن ہوتا ہوں اسے چھوڑ دیجئے کہ حجر کو ڈھونڈ لے۔ وہ آزاد ہو کر جس طرح

[illegible] ہے قبیلہ کی حفاظت [illegible] بلکہ تم [illegible] میں ہوتے ہو۔ ان کے [illegible] [illegible] تم سے [illegible] تو [illegible] موت کی صورت [illegible] گا۔ اگر [illegible] وقت میں تم [illegible] ہوں۔ ابن یزید نے کہا وہ [illegible] نے اسے چھوڑ دیا۔

قیس بن یزید کی گرفتاری و رہائی

قیس بن یزید کو اسیر کر کے لائے۔ تو زیاد نے ان سے کہا [illegible] سب سے کہہ دیا کہ قیس کو چھوڑ دینا چاہیے۔ عثمانؓ پر [illegible] کو عقیدہ ہے اور صفین میں امیر المومنین کی رفاقت میں جو کام تم نے کیا ہے لوگوں کو خوب معلوم ہے یہ کہہ کر اس نے قیس کو بلا بھیجا۔ جب وہ سامنے آیا تو کہا میں خوب جانتا ہوں کہ حجر کی حمایت میں جو تم نے جنگ کی وہ اس سبب سے نہ کی کہ تم نے اس کا عقیدہ اختیار کر لیا ہو۔ وہ ایک آن بان کی بات تھی کہ تم نے اس کا ساتھ دیا۔ میں نے یہ قصور تمہارا معاف کر دیا۔ میں [illegible] کہ تم [illegible] اور [illegible] لیکن جب تک تم اپنے بھائی عمیر کو میرے پاس حاضر نہ کرو میں تم کو نہ چھوڑوں گا۔ قیس نے کہا ان شاء اللہ میں حاضر کر دوں گا۔ زیاد نے کہا تمہارا اس کا کون ضامن ہوتا ہے۔ بولا کہ حجر بن یزید میرا اور اس کا ضامن ہو جائے گا۔ اس پر حجر بن یزید نے کہا ہاں میں ان کو لا کر پاس حاضر کرنے کا ضامن ہوتا ہوں کہ آپ نے جو ان کو اطمینان ہو جائے۔ زیاد نے کہا۔ ایسا ہی ہوگا۔ یہ دونوں جا کر عمیر کو لے آئے [illegible] تو حکم ہوا وہ زنجیروں میں جکڑ دیا گیا اور۔

عمیر بن یزید کی مشروط رہائی

لوگوں نے اسے زمین سے [illegible] کے قریب [illegible] پڑا رہا۔ پھر [illegible] سے [illegible] طرف اس کے ساتھ [illegible] ابن [illegible] سے کہنے لگا [illegible] کیا اس کو جان و مال کی امان نہیں دی گئی ہے؟ زیاد نے کہا ہاں اسے جان و مال کی امان دی ہے۔ میں اس کا خون بہانا نہیں [illegible] کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا خدا سلامت رکھے اس کے لیے تو موت کا سامنا ہے۔ قریب مرگ ہو گیا ہے اور [illegible] وہاں تھے سب [illegible] ہو گئے اور زیاد کے پاس آ کر گفتگو کرنے لگے۔ اس نے کہا تم سب اس کے ضامن ہو۔ [illegible] اس نے [illegible] ہے [illegible] کی تو [illegible] سے [illegible] لے آؤ گے اور [illegible] گے۔ سب نے کہا ہاں ہم ضامن ہیں۔ اس ضمانت پر اس نے عمیر کو چھوڑ دیا۔

حجر بن عدی کی شرط حوالگی کی پیشکش:

[illegible] کہتے ہیں ایک رات ایک دن حجر بن عدی نے قوم [illegible] کے ایک اصفہانی غلام [illegible] کو محمد بن الاشعث کے پاس یہ پیام دے کر بھیجا کہ [illegible] نے ہمارے ساتھ جو سلوک کیا اس کی خبر تم کو پہنچی ہوگی۔ [illegible] اگر تمہارے پاس خود چلا آتا ہوں۔ تم اپنی قوم میں سے [illegible] لوگوں کو جمع کر کے اس کے پاس جاؤ اور اس سے میرے لیے [illegible] کے سامنے ہو کر روانہ معاویہؓ کے پاس بھیج دے۔ [illegible] محمد بن اشعث حجر بن یزید و جریر بن عبداللہ اور عبداللہ بن حارث [illegible] بھائی کے پاس گیا اور ان لوگوں کو لے کر زیاد کے پاس آیا۔ ان لوگوں نے زیاد سے گفتگو کی اور حجر کے لیے اس باب میں امان کے طلب ہوئے [illegible] معاویہؓ کے پاس [illegible] سے [illegible]

میں گرا دیں۔ زیاد نے منظور کیا۔ ابن حریث نے حجر سے اٹھنے کے لیے حجر کے ہاتھ کو پکڑ کر کہا کہ ہم نے جو بات تم چاہتے تھے زیاد سے طے کر لی۔ یہ سن کر حجر چلے، اب چپکے آئیں۔ یہ لوگ دروازے سے ہو کر زیاد کے سامنے گئے۔

حجر اور زیاد کی گفتگو:

زیاد نے کہا ابو عبدالرحمن مرحبا۔ زمانہ جنگ میں بھی لڑتے تھے اور جب لوگوں میں امن ہے جب بھی لڑنے کو تیار ہو۔ یہی مثل ہوئی کہ اپنے ہی جوتوں کو لے جانے والی نے قتل کروا دیا۔ حجر نے کہا میں نے اطاعت سے سرکشی نہیں کی نہ جماعت سے علیحدگی کی۔ میں اپنی بیعت پر قائم ہوں۔ زیاد نے کہا یہ دعویٰ اے حجر اور کہاں۔ ایک ہاتھ سے تم زخمی کرو دوسرے سے اپنی اطاعت دکھاؤ۔ جب خدا نے ہمارے قابو میں تجھے لے دیا اب ہمیں خوش کرنا چاہتا ہے، واللہ بڑی بے وقت بات ہوگی۔ حجر نے پوچھا کیا تم نے امان نہیں دی ہے کہ میں معاویہؓ کے پاس چلا جاؤں اور وہ میرے بارے میں جو چاہیں رائے قائم کریں۔ زیاد نے کہا ہاں یہ ہمیں منظور ہے۔ ان کو قید خانہ میں لے جاؤ۔ جب وہ زیاد کے پاس سے ہٹا دیئے گئے تو کہنے لگا قسم خدا کی اگر امان نہ دی ہوتی تو یہیں سے وہ ہل نہ سکتا یہاں تک کہ اس کی جان نکال جاتی۔ قسم تھی اس کی تب تو کوئی ان کے لیے میں اپنی جان دیتا۔ زیاد کے پاس سے حجر جب زندان کی طرف لے جائے گئے تو جیسا کہ ٹھنڈی ہوا سے پکار کر کہا پروردگار میں اپنی بیعت پر قائم ہوں نہ میں اسے چھوڑوں گا نہ چھوڑنا چاہتا ہوں۔ یہ شخص خدا اور خلق کی اطاعت کے لیے صبح کا وقت تھا اور بہت سردی پڑ رہی تھی۔ حجر اس وقت برنس (ابتدائے اسلام کی ایک خاص وضع کی ٹوپی) پہنے ہوئے تھے۔ دس دن انہیں قید میں رکھا اور اب زیاد کو ان رؤساء کی تلاش ہوئی جو حجر کے اصحاب میں تھے۔

عمرو بن حمق کی گرفتاری:

عمرو بن حمق اور رفاعہ بن شداد کوفہ سے نکل گئے۔ مدائن میں پہنچے۔ پھر وہاں سے بھی چلے سرزمین موصل میں آئے۔ یہاں ایک پہاڑ میں یہ دونوں چھپ رہے۔ اس گاؤں کے عامل کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ دو شخص اس پہاڑ کے دامن میں چھپے ہوئے ہیں۔ اسے ان دونوں پر شبہ ہوا۔ یہ شخص قبیلہ ہمدان سے تھا۔ نام اس کا عبداللہ بن ابی بلتعہ تھا۔ اپنے ساتھ سواروں کو اور اہل شہر کو لے کر یہ پہاڑ کی طرف آیا۔ جب ان دونوں شخصوں تک پہنچا تو دونوں نکل آئے۔ عمرو مستسقی تھا۔ اس کے پیٹ میں پانی اتر آیا تھا۔ وہ اپنے کو بچا نہیں سکتا تھا۔ رفاعہ بن شداد قوی ہیکل جوان تھا۔ وہ اپنے بادپا فرس پر سوار ہوگیا۔ اور عمرو سے کہا کہ تمہاری طرف سے لڑتا ہوں۔ انہوں نے کہا تمہارے لڑنے سے مجھے کیا نفع پہنچے گا۔ اگر ہو سکے تو اپنی جان بچا کر نکل جاؤ۔ اس نے ان سب پر حملہ کیا وہ سب منتشر ہو گئے۔ یہ نکل گیا اور گھوڑا اسے لے بھاگا۔ لوگ تعاقب میں سوار ہوئے۔ رفاعہ بلا کا تیرانداز شخص تھا جو سوار قریب پہنچتا تھا تیر مار کر اسے زخمی کر دیتا تھا یا اس کے گھوڑے کو زخمی کر دیتا تھا۔ آخر اسے چھوڑ کر سب پلٹ آئے۔ عمرو گرفتار ہو گئے۔ پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں وہ شخص ہوں جسے چھوڑ دو گے تو تمہارے لیے اچھا ہوگا اور اگر قتل کرو گے تو تمہارے لیے برا ہوگا۔ ان لوگوں نے بہت پوچھا مگر اس نے کچھ نہ بتایا۔

عمرو بن حمق کا قتل:

ابن ابی بلتعہ نے اسے موصل کے عامل عبدالرحمن بن عثمان ثقفی کے پاس بھیج دیا۔ اس نے دیکھتے ہی عمرو کو پہچان لیا اور معاویہؓ کو اس کا حال لکھ بھیجا۔ معاویہؓ نے جواب میں اسے لکھا کہ اس نے عثمانؓ کو تیر کی بھال سے جو اس کے پاس موجود تھی نو زخم لگائے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بکیر بن حمران الاحمری کو جو کہ وہاں کے تابعین میں سے تھا کچھ لوگ اپنے اصحاب میں سے ساتھ کر کے روانہ کیا۔ یہ لوگ عبداللہ کی طلب میں نکلے۔ ان کو عدی بن حاتم ؓ کی مسجد میں پایا۔ مسجد کے باہر انہیں لے آئے اور ارادہ کیا کہ زیاد کے پاس لے جائیں۔ وہ معزز شخص تھے۔ انہوں نے نہ مانا ان لوگوں سے جدال وقتال کرنے لگے انہوں نے بھی ان کو زخمی کر ڈالا اور سے پتھر برسا دیے۔ آخر وہ زمین پر گر پڑے۔ ان کی کنیز میثاء بولی: اے بنی طے کیا عبداللہ بن خلیفہ کو تم حوالے کر دو گے؟ تمہاری زبان اور تمہاری سنان کو حرب سے یہ سن کر احمری کو یہ اندیشہ ہوا کہ بنی طے جمع ہو جائیں گے تو جان بچانا مشکل ہو گا یہ سوچ کر کھڑا ہوا احمری۔ طے کی عورتیں باہر نکل پڑیں اور عبداللہ کو گھر میں لے گئیں۔ اور احمری نے زیاد کے پاس جا کر یہ کہا کہ بنی طے نے مجھ پر ہجوم کیا۔ میں تاب مقاومت نہ لا سکا۔ تیرے پاس چلا آیا۔ اب زیاد نے عدی ؓ کے لیے لوگوں کو بھیجا۔ وہ اس وقت مسجد میں تھے۔ غرض انہیں قید کر لیا۔ اور کہا عبداللہ کو میرے پاس لاؤ۔ عدی ؓ کو عبداللہ کی خبر بھی نہ تھی انہوں نے جواب دیا: جس شخص کو لوگوں نے قتل کیا ہوا سے تیرے پاس لانے میں کس طرح جاؤں۔ مجھ کو میرے گھر جانے دو تو دیکھوں اگر لوگوں نے قتل کیا ہو گا تو یہ بہانہ کر دوں گا۔ مجھ کو کچھ بھی معلوم نہیں وہ کہاں ہے اور اس کا کیا حال ہے۔ غرض زیاد نے انہیں قید رکھا۔

عدی بن حاتم ؓ کا کوفہ سے اخراج:

اور اہل شہر میں یمن اور مضر اور ربیعہ کے لوگوں میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جو عدی ؓ کے لیے بے تاب نہ ہو گیا ہو۔ یہ سب لوگ زیاد کے پاس آئے اور عدی ؓ کے باب میں گفتگو کی۔ عبداللہ کو لوگ نکال لے گئے وہ بحتر میں جا کر چھپ رہے اور عدی ؓ سے کہلا بھیجا اگر آپ کی مرضی ہو تو میں نکل آؤں اور اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دے دوں تو میں اس امر کے ہونے کے لیے موجود ہوں۔ عدی ؓ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ واللہ اگر تم میرے قدم کے نیچے بھی چھپے ہوتے تو میں قدم سے ہٹاتا بھی نہیں۔ اب زیاد نے عدی ؓ کو بلا کر کہا کہ میں تجھے اس شرط پر چھوڑے دیتا ہوں کہ عبداللہ کو شہر سے نکال دینے کا مجھ سے اقرار کرو اور اسے پہاڑوں کی طرف روانہ کر دو۔ عدی ؓ نے اسے قبول کیا اور عبداللہ سے کہلا بھیجا کہ تم پہاڑوں کی طرف نکل جاؤ۔ اگر زیاد کے غیظ و غضب میں سکون ہو جائے گا تو میں تمہارے بارے میں اس سے گفتگو کروں گا۔ ان شاء اللہ پھر تم شہر میں چلے آؤ گے۔ غرض عبداللہ پہاڑوں کی طرف نکل گئے۔

کریم بن عفیف خثعمی کو زیاد کے پاس لے آئے۔ پوچھا: تیرا کیا نام ہے؟ کہا میں کریم بن عفیف ہوں۔ کہا واہ کیا نام تیرا اور تیرے باپ کا کیسا اچھا ہے اور فعل تیرا اور عقیدہ تیرا کیسا برا ہے۔ کہا کہ ہاں واللہ میرے عقیدہ کا حال تو اب تجھے معلوم ہوا ہے۔

روسائے ارباع کی گواہی:

اس طرح زیاد نے بارہ آدمی اصحاب حجر ؓ میں سے قید خانہ میں جمع کیے اب روسائے ارباع[1] کو بلایا۔ ان سے کہا کہ حجر کے جو افعال تم نے دیکھے ہیں اس کے گواہ ہو جاؤ۔ اس زمانہ میں یہ لوگ روسائے ارباع تھے۔ عمرو بن حریث ربع اہل مدینہ پر۔ خالد بن

---

[1] اہل شہر کی تقسیم چار ربعوں میں تھی ہر ربع کا ایک رئیس ہوتا تھا جو روسائے ارباع کہلاتے تھے۔ (مترجم)

اور قیس بن ولید [illegible] خالد بن عرفطہ اور ابو بردہ بن ابی موسیٰ [illegible] تھے۔ ان چاروں نے اس مضمون کی گواہی دی کہ حجر نے اپنے پاس لوگوں کو جمع کیا، خلیفہ کو برا کہا، امیر المومنین سے جنگ کے لیے لوگوں کو بلایا اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ آل ابی طالب کے سوا کسی کے لیے خلافت شایان نہیں ہے اور شہر میں شورش برپا کر کے امیر المومنین کے عامل کو نکال دیا اور ابو تراب کی طرف سے عذر داری کی اور ان پر ترحم کیا۔ ان کے دشمنوں اور ان سے جنگ کرنے والوں سے براءت کی۔ اور یہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں ان کے اصحاب کے سرگروہ ہیں اور انہیں کا سا عقیدہ رکھتے ہیں۔ [illegible] ہو جائے۔ [illegible] جو اقوال [illegible] زیاد نے [illegible] ان اقوال [illegible] جب رات ہوئی تو زیاد نے [illegible] کافی [illegible] بھی اپنی جگہ [illegible] زیاد نے [illegible] کی شہادت پر نظر ڈالی۔ اور یہ کہہ کر کہ یہ شہادت قطعی نہیں، میں چاہتا ہوں کہ چار سے زیادہ گواہ ہوں۔

حجر بن عدیؓ کے خلاف گواہی

ابو بردہ نے اس شہادت کا مسودہ اس طرح لکھا ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ بات ہے جس کی ابو بردہ بن ابی موسیٰ رضائے الٰہی کے لیے شہادت دیتے ہیں کہ حجر بن عدی نے اطاعت و جماعت ترک کیا اور خلیفہ پر لعنت کی، جنگ و فتنہ [illegible] لوگوں کو بلایا اور اپنے پاس لوگوں کو جمع کیا کہ وہ بیعت توڑ ڈالیں اور امیر المومنین معاویہؓ کو خلافت سے معزول کر دیں اور خدا سے کھلم کھلا کفر کیا۔ زیاد نے اس شہادت کو دیکھ کر کہا کہ اسی طرح کی شہادت تم سب دو۔ واللہ میں اس خائن احمق کی گردن کاٹنے کی پوری کوشش کروں گا۔ پھر چاروں رؤسائے ارباع نے بھی ابو بردہ کی شہادت کے مثل گواہی دی۔ اس کے بعد زیاد نے سب لوگوں کو بلوا کر کہا کہ جس طرح رؤسائے ارباع نے گواہی دی ہے تم بھی شہادت دو اور وہ نوشتہ پڑھ کر سنا دیا۔ سب سے پہلے عناق بن شرحبیل تیمی نے اٹھ کر کہا کہ میرا نام بھی لکھ دیجیے۔ زیاد نے کہا پہلے قریش کے ناموں سے شروع کرو پھر عناق کا نام لکھو اور ان لوگوں کے جن کی خیر خواہی و راستی و درستی کو امیر المومنین بھی جانتے ہیں اور ہم بھی۔ غرض ان لوگوں کے نام لکھے گئے ہیں: اسحاق بن طلحہ، موسیٰ بن طلحہ، اسماعیل بن طلحہ، منذر بن زبیر، عمارہ بن عقبہ اور عبد الرحمن بن ہناد اور عمر بن سعد بن ابی وقاص، عامر بن مسعود، محرز بن جاریہ، عبید اللہ بن مسلم حضرمی نے گواہی دی۔ پھر عناق بن شرحبیل، وائل بن حجر حضرمی، کثیر بن شہاب حارثی اور قطن بن عبد اللہ نے گواہی دی۔ سری بن وقاص حارثی کی شہادت بھی لکھ لی گئی حالانکہ وہ اس وقت وہاں موجود نہ تھا۔ اپنی خدمت پر گیا ہوا تھا۔ پھر سائب بن اقرع ثقفی و شبث بن ربعی اور عبد اللہ بن ابی عقیل ثقفی اور مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی اور قعقاع بن شور ذہلی کی شہادتیں لکھی گئیں۔ پھر شداد بن بزیعہ کا نام لکھا گیا تو زیاد نے کہا کیا اس کا کوئی باپ نہیں ہے جس کی طرف نسبت دی جائے؟ گواہوں سے اس کو نکال ڈالو۔ کسی نے کہا یہ حضین کا بھائی ہے اور حضین تو منذر کا بیٹا ہے۔ زیاد نے کہا اسے بھی اس کے باپ کی طرف منسوب کر کے لکھو۔ غرض ان کا نام شداد بن منذر لکھ دیا گیا۔ شداد کو یہ خبر پہنچی تو کہنے لگا تف ہے اس حرام زادے پر کیا اس کی ماں اس کے باپ سے زیادہ مشہور نہیں۔ واللہ اس کی نسبت اس کی ماں سمیہ کے ساتھ دی جائے۔ پھر حجار بن ابجر عجلی کی گواہی لی گئی۔

بنی ربیعہ کی گواہی

ان گواہوں میں جو لوگ بنی ربیعہ سے تھے تو [illegible] بیان [illegible] حجر کے خلاف میں گواہی دی ہے۔ تو میں نے جواب دیا کہ ان کی قوم سے بہت سے لوگوں نے ان کے خلاف میں گواہی دی ہے ہم بھی گواہی دیں۔ پھر عمرو بن حجاج زبیدی اور لبید بن عطارد تمیمی اور محمد بن عمیر تمیمی اور [illegible] عبدالرحمن [illegible] کی گواہی [illegible] ان کی گواہی لکھی گئی۔ پھر عمر بن [illegible] کے دونوں بیٹے شداد اور مروان اور محصن بن ثعلبہ نے گواہی دی۔ ہیثم بن اسود نخعی [illegible] کی گواہی بھی لکھی گئی۔ پھر عبدالرحمن بن قیس اسدی اور ربیع بن وائل کے دونوں بیٹے حارث اور شداد اور کریب بن سلمہ جعفی اور عبدالرحمن بن ابی سبرہ جعفی اور زحر بن قیس جعفی اور قدامہ بن عجلان ازدی اور عزرہ بن قیس [illegible] کی گواہیاں بھی لکھی گئیں۔

مختار بن عبید اور عروہ بن مغیرہ کا گواہی سے گریز:

مختار بن ابی عبید اور عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو بھی بلایا گیا کہ حجر کے خلاف میں گواہی دیں تو وہ دونوں ٹال گئے۔ پھر عمر بن قیس ذی اللحیہ وائلی اور ہانی بن حیوہ وادعی نے گواہی دی۔ ستر گواہ سب نے اس پر زیاد نے کہا کہ ان لوگوں کے سوا جو صاحب حسب و دیندار ہیں اور سب کے نام نکال دو۔ جو لوگ گواہی سے نکالے گئے ان میں عبداللہ بن حجاج تغلبی بھی تھا۔ [illegible] نے بعد کی اسے لوگ گواہوں میں شامل ہے۔ زیاد نے [illegible] ایک [illegible] کتاب میں لکھی گئی تھی تحریر زیاد نے وائل بن حجر حضرمی اور کثیر بن شہاب حارثی کے حوالے کی اور ان دونوں کو حجر اور ان کے اصحاب پر عامل مقرر کیا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو لے کر روانہ ہوں۔ گواہوں میں شریح بن حارث اور شریح بن ہانی حارثی کا بھی نام لکھا گیا تو شریح قاضی کا بیان ہے کہ زیاد نے مجھ سے حجر کا حال پوچھا تھا۔ میں نے کہا وہ روزہ دار اور شب زندہ دار آدمی ہیں۔ اور شریح بن ہانی کہتے ہیں میں نے گواہی دی ہی نہیں۔ جب مجھے خبر ہوئی کہ میری گواہی بھی لکھی گئی ہے تو میں نے زیاد کو ملامت کی اور اسے جھوٹا کہا۔ وائل بن حجر و کثیر بن شہاب رات کے وقت سب لوگوں کو لے کر روانہ ہوئے۔ صاحب شرطہ بھی ساتھ تھے۔ [illegible] کوفہ کے باہر تک ان کو نکال آئے۔

قبیصہ کا استقلال:

جب یہ لوگ مرج عذرا تک پہنچے تو قبیصہ نے اپنے گھر کی طرف ایک نظر ڈالی دیکھا کہ بیٹیاں ان کی کھڑکی پر چڑھی ہوئی دیکھ رہی ہیں۔ انہوں نے وائل و کثیر سے کہا کہ مجھے اتنی اجازت دو کہ میں اپنی بیٹیوں کو وصیت کر دوں۔ دونوں نے اجازت دے دی۔ جب یہ گھر کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ لڑکیاں رو رہی ہیں۔ پہلے تو خاموش رہے پھر ان سے کہا کہ چپ ہو جاؤ سب چپ ہو گئیں تو کہا خدا سے ڈرو اور صبر کرو۔ میں اس سفر میں اپنے پروردگار سے امید رکھتا ہوں کہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور مجھے حاصل ہو گی یا تو شہادت ہو گی اور وہ بہترین سعادت ہے یا شاید [illegible] عافیت کے ساتھ واپس چلا آؤں گا۔ اور جو رزق تم کو [illegible] دیتا تھا اور تمہاری پرورش میں میرا [illegible] تھا وہ خدا تعالیٰ ہے۔ وہ زندہ ہے اس کے لیے موت نہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ تم کو ضائع نہ ہونے دے گا۔ اور تمہارے بارے میں میری حفاظت کرے گا۔ قبیصہ یہ کہہ کر پلٹے۔ یہاں سے پھرے اور اپنی بستی والوں کی طرف سے گزرے۔ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے خدا سے ان کے لیے دعا کرنے لگے۔ کہا مجھے اپنی جان [illegible]

[illegible]

حجر اور اصحاب حجر کی روانگی

[illegible]

زیاد کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام خط

[illegible]

شریح بن ہانی کی اپنی گواہی سے برات

[illegible]

ان کا مال لینا حرام ہے۔ اب چاہو ان کو قتل کر دو چاہو چھوڑ دو۔ معاویہؓ نے یہ خط وائل و کثیر کو پڑھ کر سنایا اور یہ کہا کہ معلوم ہوتا ہے انھوں نے خود اپنے لوگوں کی شہادت سے علیحدہ کر لیا۔ غرض یہ لوگ مرج عذراء میں قید رہے اور معاویہؓ نے زیاد کو لکھا۔ حجر بن عدی اور ان کے اصحاب اور ان کے خلاف میں جو شہادت تمہاری جانب سے ہوئی ہے اس باب میں جو کچھ بیان کیا ہے میں نے سمجھا میں نے غور کیا تو کبھی یہ رائے ہوئی کہ ان کو چھوڑ دینے سے قتل کرنا افضل ہے اور کبھی یہ رائے ہوئی کہ ان کے قتل کرنے سے معاف کر دینا افضل ہے۔ والسلام۔

زیاد کا قتل حجر پر اصرار

زیاد نے اس کے جواب میں معاویہؓ کو لکھا کہ میں نے آپ کے خط کو پڑھا اور آپ کی رائے کو سمجھا۔ مجھے تعجب ہوتا ہے کہ حجر اور اس کے اصحاب کے بارے میں آپ کو کیا اشتباہ ہوا۔ جو لوگ ان کے احوال سے زیادہ واقف ہیں انھوں نے تو ان کے خلاف میں گواہیاں دیں اور آپ سن چکے۔ اب اگر اس شہر پر قبضہ رکھنا چاہتے ہیں تو حجر کو اور ان کے اصحاب کو ہرگز میرے پاس واپس نہ بھیجئے گا۔ یزید بن حجیہ یہ خط لے کر روانہ ہوا اور مرج عذراء میں پہنچا۔ ان قیدیوں سے کہا اب تمہارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ میں ایک خط لے کر آیا ہوں جس کا انجام قتل ہے۔ اب جو کچھ تم اپنے حق میں بہتر سمجھتے ہو مجھ سے بیان کر دو کہ میں اس باب میں کچھ کر سکوں۔ حجر نے کہا کہ معاویہؓ کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم لوگ اپنی بیعت پر قائم ہیں نہ اسے چھوڑنا چاہتے ہیں نہ اسے چھوڑیں گے۔ جنھوں نے ہمارے خلاف میں شہادت دی ہے وہ سب ہمارے دشمن اور بدخواہ ہیں۔ یزید یہ خط لے کر معاویہؓ کے پاس آیا۔ معاویہؓ نے زیاد کا خط پڑھ لیا تو حجر کا پیغام بھی سنا دیا۔ معاویہؓ نے اس کا جواب دیا کہ زیاد کو ہم حجر سے بڑھ کر راست گو سمجھتے ہیں۔ اس پر عبدالرحمن بن ام الحکم ثقفی یا عثمان بن عمیر ثقفی اور دونوں میں سے کوئی ایک تھا۔

حجر بن عدی اور عامر بن اسود عجلی

اہل شام وہاں سے اٹھے اور ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ معاویہؓ نے اور عبدالرحمن نے کیا کہہ دیا تھا۔ نعمان بن بشیرؓ سے آ کر عبدالرحمن کا قول انھوں نے بیان کیا۔ نعمان نے کہا سب لوگ مارے جائیں گے۔ عامر بن اسود عجلی بھی مرج عذراء میں ابھی تک تھا اس نے معاویہؓ کے پاس جانے کا قصد کیا اور دو شخصوں کو جو یزید نے بھیجا تھا ان کا ذکر کرے۔ اس کو جاتے دیکھ کر حجر بن عدی زنجیر کو کھڑکھڑاتے ہوئے اٹھے اور کہا اے عامر ایک بات میری سن لے معاویہؓ سے کہہ دے کہ ہم لوگوں کا خون بہانا ان پر حرام ہے اور یہ کہہ دے کہ ہم لوگوں کو امان مل چکی ہے اور صلح کر چکے ہیں۔ اسے خدا سے ڈرے، ہمارے باب میں غور کرے۔ حجر نے بار بار عامر سے یہی بات کہی۔ عامر نے کہا میں سمجھ گیا تم تو بہت الفت کرتے ہو۔ حجر نے کہا میرے لیے کسی کی برائی نہیں ہوئی۔ مجھ کو تو انعام ہو گا اور کرامت ہو گی۔ اور حجر کو کھینچ لے جائیں گے اور قتل کر دیں گے تو یہ بڑی بات ہے۔ مجھے کہاں خبر ہے۔ یہ جانے شامت کیسی ہے اس بات پر عامر کو شرمندگی سی ہوئی کہنے لگا واللہ یہ بات نہیں ہے۔ میں ضرور تمہارا پیغام پہنچا دوں گا اور ضرور ہر ایک کا قول کہہ دوں گا۔ اکثر کا بیان ہے کہ اس نے کہہ بھی دیا۔

عامر بن اسود عجلی کی سفارش:

عامر نے معاویہؓ سے ان دونوں شخصوں کا ذکر کیا تو یزید بن اسد بجلی اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے امیر المؤمنین دونوں ابن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مالک بن ہبیرہ کی حجر کے لیے سفارش

[illegible]

شریح بن ہانی کا خط

[illegible]

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حجر اور اصحاب حجر کو پیغام

[illegible]

تمہارے دشمنوں کی گواہی سے تم پر قتل کرنا ان کے لیے جو تم سے ہو چکا ہے مگر امیر نے معاف کر دیا ہے اگر تم اس شخص پر تبرا کرو تو ہم سب کو چھوڑ دیں۔ ان لوگوں نے جواب دیا خدا کی قسم ہم تو ایسا نہیں کرنے کے۔ پھر ان کے لیے قبریں کھودنے کا حکم دے دیا گیا قبریں کھود دی گئیں کفن سب کے لیے آ گئے۔ رات بھر یہ لوگ نماز پڑھتے رہے۔ صبح ہوئی تو اصحاب معاویہ ؓ نے ان سے کہا اے قوم تمہاری طولانی نمازیں اور دعائیں ہم نے دیکھ لیں۔ عثمان ؓ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے کہا کہ وہ تو پہلے شخص ہیں جس نے ظلم کیا اور ناحق پر عمل کیا۔ یہ سن کر اصحاب معاویہ ؓ نے کہا امیر المومنین تم کو خوب پہچانتے تھے۔ پھر ان کو قتل کرنے کو اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اس شخص سے تبرا کرو۔ انہوں نے جواب دیا ہم تو ان سے تولی رکھتے ہیں اور ان سے جس نے تبرا کیا ہم بھی اس سے تبرا کرتے ہیں۔ اب ایک ایک شخص نے ایک ایک شخص کو قتل کرنے کے لیے لیا۔ قبیصہ بن ضبیعہ عبسی کا حصہ پڑا۔ قبیصہ نے کہا میرے تیرے خاندان میں شر ہے مجھ کو کوئی اور شخص قتل کرے۔ اس نے کہا کچھ قرابت کا ہونا اس وقت تم سے کام آیا ہے کہا۔ اس نے حضرمی کو اور قضاعی نے قبیصہ کو قتل کیا۔ پھر حجر نے ان لوگوں سے کہا مجھے وضو کر لینے دو۔ کہا لو جب وضو کر چکے تو کہا دو رکعت نماز بھی پڑھ لینے دو۔ خدا کی قسم میں نے جب کبھی وضو کیا ہے دو رکعت نماز ضرور پڑھی ہے۔ کہا پڑھ لو۔ پھر نماز پڑھ کر ادھر آئے اور کہنے لگے واللہ اتنی مختصر نماز میں نے کبھی نہیں پڑھی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم خیال کرو گے کہ مجھے موت سے اضطراب ہے تو جی چاہتا تھا کہ اس نماز میں طول دیتا۔ پھر کہا خداوندا! ہم لوگ تجھ سے مدد چاہتے ہیں اپنی امت کے مقابلہ میں اہل کوفہ نے ہمارے خلاف گواہی دی اور اہل شام ہم کو قتل کر رہے ہیں۔ واللہ اگر تم مجھ کو قتل کرتے ہو تو میں وہ مسلمانوں میں پہلا شخص ہوں جو اس وادی شام میں ہلاک ہوا۔ اور پہلا شخص میں ہوں جس پر یہاں کے کتے بھونکے۔ یہ سن کر ایک اعور ہدبہ قضاعی تلوار کھینچے ہوئے ان کی طرف بڑھا اور ان کے ہاتھ پاؤں میں تھرتھری پڑ گئی۔ وہ کہنے لگا ہاں تم تو کہتے تھے کہ موت سے تم کو اضطراب نہیں ہے۔ لو ابھی تمہیں چھوڑے دیتے ہیں اپنے صاحب سے برأت کا اقرار کر لو۔ حجر نے کہا کیوں نہ مجھے اضطراب نہ ہو۔ دیکھو تو یہاں قبر کھدی ہے کفن سامنے پھیلا ہوا ہے تلوار سر پر کھنچی ہوئی ہے اور واللہ اس اضطراب میں بھی ایسا کلمہ منہ سے نہ نکالوں گا جس سے خدا ناراض ہو۔ یہ سن کر ہدبہ نے ان کو قتل کیا۔ پھر سب بڑھے اور ایک ایک کر کے قتل کرنے لگے یہاں تک کہ چھ آدمی قتل ہو گئے۔

کریم بن عفیف خثعمی کا بیان:

عبدالرحمن بن حسان عنزی اور کریم بن عفیف خثعمی نے کہا ہم دونوں کو امیر المومنین کے پاس بھیج دو۔ اس شخص کے باب میں جو کلمہ وہ کہتے ہیں ہم بھی اسی طرح کہہ دیں گے۔ ان دونوں آدمیوں کے احوال معاویہ ؓ کے پاس ان لوگوں نے کہلا بھیجے تو معاویہ ؓ نے کہا ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ۔ جب یہ دونوں شخص معاویہ ؓ کے سامنے گئے تو خثعمی نے کہا "اے معاویہ ؓ اللہ سے ڈر۔ اس دار فانی سے دار الآخرۃ کی طرف تجھے لے جایا جائے گا وہاں اس بات کا جواب دینا ہے کہ ہم کو تو نے کیوں قتل کیا ہمارا خون تو نے کیوں بہایا۔ معاویہ ؓ نے پوچھا علی ؓ کے باب میں تو کیا کہتا ہے کہا جو تم کہتے ہو۔ پوچھا علی ؓ جس دین پر تھے کیا تو اس دین سے برأت کرے گا۔ انہوں نے جواب نہ دیا اور معاویہ ؓ نے بھی جواب دینے سے کراہت کی۔ شمر بن عبداللہ خثعمی نے اٹھ کر کہا اے امیر المومنین یہ میرا ابن عم ہے مجھے بخش دیجیے۔ معاویہ ؓ نے کہا اچھا۔ میں اسے مہینہ بھر تک قید

[illegible]

عبدالرحمٰن عنزی کی حق گوئی

[illegible]

عبدالرحمٰن عنزی کا انجام

[illegible]

شہداء کے اسمائے گرامی

[illegible]

[illegible]

امان پانے والے اصحاب حجر:

کریم بن عفیف خثعمی ۔ عبداللہ بن حویہ تمیمی ۔ عاصم بن عوف بجلی ۔ ورقاء بن سمی بجلی ۔ ارقم بن عبداللہ کندی ۔ عتبہ بن الاخنس سعدی ۔ سعد بن نمران ہمدانی ۔ یہ کل سات شخص ہیں ۔

مالک بن ہبیرہ سکونی کا جوش انتقام:

مالک بن ہبیرہ سکونی کی سفارش کو بھی حجر کی جاں بخشی کے لیے معاویہ ؓ نے جب نہ مانا اور بنی کندہ اور بنی سکون اور بہت سے لوگ اہل یمن سے اس کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے یہ بات کہی: "واللہ ہمیں معاویہ ؓ کی اتنی پروا نہیں ہے جتنی ان کو ہم لوگوں کی ضرورت ہے۔ ہم کو نہیں کیا قوم میں سے ان کا بدل مل جائے گا۔ لیکن ان کا بدل نہیں مل سکتا۔ چلو حجر کو ان لوگوں کی قید سے چھڑا لائیں۔" یہ کہہ کر سب کے سب گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ انہیں یقین تھا کہ سب لوگ عذرا میں ہوں گے۔ ابھی پہنچے بھی نہیں تھے کہ سامنے قاتلوں کو دیکھا کہ اس کی طرف سے چلے آ رہے ہیں۔ اور انہوں نے جو یہ دیکھا کہ مالک کے ساتھ بہت سے لوگ چلے آ رہے ہیں تو سمجھ گئے کہ حجر کے چھڑانے کو آ رہے ہیں۔ مالک نے ان سے پوچھا کیا خبر ہے؟ ایک شخص نے کہا ان لوگوں نے توبہ کر لی ہے ہم معاویہ ؓ کے پاس یہی کہنے کو جا رہے ہیں۔ مالک نے سکوت کیا اور عذرا کی طرف متوجہ ہوا۔ ایک شخص ادھر سے آ رہا تھا اس سے خبر ملی کہ وہ لوگ قتل ہو گئے۔ مالک پکارا کہ ان قاتلوں کو میرے پاس پکڑ لاؤ۔ کچھ سوار بھی ان کے تعاقب میں دوڑائے۔ مگر وہ نکل گئے تھے اور معاویہ ؓ کے پاس جا کر مالک بن ہبیرہ کا اور اس کے ساتھ کے لوگوں کا قصہ تھا سب بیان کر دیا۔ معاویہ ؓ نے کہا ٹھہر جاؤ نہیں یہ ایک جوش تھا جو ان سے آ گیا تھا اب ٹھنڈا ہو گیا ہوگا۔

مالک بن ہبیرہ اور امیر معاویہ ؓ میں مصالحت:

مالک جو وہاں سے واپس ہوا تو سیدھا اپنے گھر چلا گیا۔ معاویہ ؓ کے پاس گیا بھی نہیں۔ معاویہ ؓ نے بلا بھیجا تو اس نے آنے سے انکار کیا۔ جب رات ہوئی تو معاویہ ؓ نے ایک لاکھ درہم اس کے پاس بھیج دیے اور یہ کہلا بھیجا کہ امیر المومنین نے جو حجر کے باب میں تمہاری سفارش کو نہیں مانا تو محض تمہاری اور تمہارے اصحاب کی بہتری کے خیال سے تھا کہ پھر جنگ و جدال کی مصیبت نہ پڑ جائے۔ حجر بن عدی اگر زندہ رہتا تو اس بات کا اندیشہ تھا کہ تم کو اور تمہارے اصحاب کو اس سے لڑنے کے لیے جانا پڑتا اور یہ جنگ سے مسلمانوں کی ایسی بڑی بلا ہوتی جو حجر کے قتل سے کہیں بڑھ کر ہے۔ مالک نے یہ ہدیہ قبول کر لیا اور خوش ہو گیا اور صبح کو اپنی ساری جمعیت سمیت معاویہ ؓ کے پاس آ کر رضامندی کا اظہار کیا۔

امیر معاویہ ؓ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اظہار ناراضگی:

عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجر اور اصحاب حجر کے لیے عبدالرحمٰن بن حارث کو معاویہ ؓ کے پاس بھیجا تھا۔ جب معاویہ ؓ کے پاس پہنچے تو وہ لوگ قتل ہو چکے تھے۔ عبدالرحمٰن نے پوچھا کہ ابوسفیان کا سا حلم جو تم میں تھا وہ آپ سے کھو دیا؟ کہا جب سے تم ایسے اہل حلم نے مجھے چھوڑ دیا۔ ابن سمیہ نے جو کہا وہ میں نے مان لیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں اگر ایسا نہ ہوتا کہ جب ہم کسی چیز کو متغیر کرتے ہیں تو اس سے زیادہ مشکلات ہم پر الٹ پڑتی ہیں جن میں ہم تھے ہم ضرور حجر کے قتل کو متغیر کر دیتے۔ بخدا میرے علم میں تو یہ ہے کہ وہ شخص روزہ دار تھا۔ حج و عمرہ کا بجا لانے والا تھا۔ معاویہ ؓ نے جب حج کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر کھڑے ہو کر اذن

[illegible]

طرف سے ہے۔

حجر بن عدی کی شہادت پر مرثیہ

[illegible]

حجر بن عدی پر دوسرا مرثیہ

[illegible]

[illegible]

ہائے قوم اگر اس کی مدد کرتی

تو ایک آدمی اس پر تلوار نہ اٹھا سکتا

قیس بن عباد کی شہادت:

پھر ایک اور شخص نے کچھ شعر کہے کہ بنی ہند کو ابھارا تھا کہ قیس بن عباد سے جو صیفی بن فسیل کا ہم قوم تھا۔ پھر قیس بن عباد اور اسے وہیں قتل کر دیا۔ ابن الاشعث کے معرکوں میں شریک ہو کر جنہوں نے جنگ آزمائی کی۔ حجاج سے حوشب نے چغلی کی (حوشب بنی ہمدان میں سے تھا) کہ ایک شخص ہم لوگوں میں ہے جو فتنہ انگیز اور سلطنتوں کے خلاف ہے۔ عراق میں کوئی فتنہ ایسا نہیں ہوا جس میں وہ شریک نہ ہوا ہو ترابی ہے ابوتراب پر لعن کرتا ہے ابن اشعث کے ساتھ اس نے بھی خروج کیا تھا۔ ان کے سب معرکوں میں شریک تھا اور لوگوں کو بغاوت پر آمادہ کرتا تھا۔ جب ان سب لوگوں کو قضا نے ہلاک کر دیا تو اب خانہ نشین ہو کر بیٹھا ہے۔" حجاج نے یہ سن کر قیس بن عباد کے گرفتار کرنے کے لیے لوگوں کو بھیجا اور اس کی گردن ماری۔ قیس کے برادری والوں نے حوشب کے خاندان سے شکایت کی کہ تم نے ہمارے ایک عزیز کی سعایت کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ تم لوگوں نے بھی تو ہمارے ایک عزیز (صیفی بن فسیل) کی سعایت کی تھی۔

عبداللہ بن خلیفہ کا قصیدہ:

عدی بن حاتم طائی صحابی رسول اللہ ﷺ کو زیاد نے اس شرط پر زندان سے رہا کیا تھا کہ وہ اپنے ابن عم عبداللہ بن خلیفہ کو شہر سے نکال دیں اور کہا جب تک کوفہ میں میری حکومت ہے وہ یہاں نہ آنے پائے۔ عدی کی سفارش سے ان کو پہاڑوں میں جگہ دی گئی تھی وہاں سے عدی بن حاتم کو برابر لکھا کرتے تھے کہ مجھ کو بلا لیجئے اور عدی ان کو امید دلاتے رہتے تھے آخر ایک قصیدہ انہوں نے لکھ کر بھیجا۔ (مضمون)

ہائے ان دوستوں کو جو تمام کر دیئے گئے

اور موت کے گھاٹ سے پی کر آئے تھے

موت نے انہیں پا لیا اور جس کا وقت آ جاتا ہے

پھر وہ کسی طرح تاخیر نہیں کر سکتا

جب بھی جنگ کی آگ بھڑکتی تھی اور تیز ہو جاتی تھی

وہی لوگ میرے انصار تھے اور میری سپر بن جاتے تھے

ان کے بعد مجھے دنیا کی کسی چیز کی خواہش

نہیں ہے نہ زندگی کی طلب رہا ہے

واللہ! جب تک میں قبر میں نہ چلا جاؤں اور زندہ ہوں

ان کی یاد مجھے کبھی نہ بھولے گی

سلام ہو اللہ کا ان پر ہمیشہ

اور باران رحمت انہیں سیراب کرتے

اسی مقام میں حجر رحمت خدا سے واصل ہوئے اور حجر وہ شخص ہیں جن پر خدا انعام کرے۔

حجر کی قبر پر ہمیشہ روز حشر تک باران رحمت کے ڈونگرے برستے رہیں اور حجر زندگی رہے

اے حجر تمہارے بعد اب خوف خدا سے اب حق پر زبان کھولے گا اور لوگوں کا یہ حال ہے کہ ظلم کا ذکر سن کر اس کے مٹانے پر آمادہ ہو جائے۔

تو کیا اچھا برادر ایمانی تھا۔ مجھے یہ امید ہے کہ خلد کی نعمتیں تجھے ملیں گی کہ تو خوش ہو جائے گا۔

جہاد میں شمشیر زنی کا حق تو ادا کرتا تھا۔ نیکی کا اچھا اور بدی کو برا سمجھنے والا تو تھا

تم لوگوں نے سعادت حاصل کی مرتے مرتے صائب الرائے اور ثابت قدم تھے جو کہ میں نے کسی کو نہیں پایا۔

جب تک آسمان پر ستارہ چمکتا ہے اور دنیا میں فاختہ چہک چہک کر گاتی ہے میں تم کو یاد کیا کروں گا۔

یہ میرا قول ہے اور غلط نہیں کہتا ہوں کہ اے ابن طفیل مجھے اس کا اندیشہ تھا کہ تمہارے ہوتے بھی گرفتار کر لیا جاؤں گا۔

تمہارا برا ہو تم نے اپنے بھائی کی طرف سے جنگ نہ کی وہ دعا کرتے رہ گئے خدا تمہارا حال تباہ کر دے۔

تم لوگ مجھے چھوڑ کر اس طرح منتشر ہو گئے گویا قبیلہ ایاد و عصبہ میں ایک اجنبی شخص میں تھا کہ مجھے گرفتار کرا دیا۔

اب ہر ایک قبیلہ میں کیا میرا سا شخص کام کو ملے گا کیا مجھ سا شخص تم پاؤ گے جب کبھی کوئی دن پڑے گا۔

جب کہ جنگ آ کے پہنچ جائے گی اور حریف جانبازی کا دامن گردان کر نیزہ بازی کرے گا تو کون شخص مجھ سا تمہاری نصرت کو آئے گا۔

میرا تو یہ حال ہے کہ شہر سے نکالا ہوا کوہستان کی طرف بھاگا پھرتا ہوں۔ ہاں اگر خدا چاہتا تو یہ حالت بدل دیتا۔

میرے دشمن نے میرے دار ہجرت سے مجھے نکال دیا میں خدا کی مشیت و تقدیر پر راضی ہوں۔

خود میری قوم نے بے گناہ مجھے دشمن کے حوالے کر دیا۔ جیسے وہ میری یاوری والے اور میرے خاندان کے لوگ نہ تھے۔

ابن مخنف کی قوم مرے اگر وہ مخالف ہو کر بدل جائے تو اب مجھے نصرت کے لیے نہ پکاریں۔

میں نے الحضرمیوں کو لے کر ان کے ساتھ جنگ نہیں کی جب وہ ہمدان و خضرا کو لے کر ان پر حملہ کیا۔

اے ہمدان اگر تو شرق کی طرف توجہ کرے تو میرا چاہا تم معہ ہمدانیوں اور مذحج تو پہنچا ہے۔

اور قوم میں نکال دے کے لوگوں کو کیا میں تم لوگوں میں مستحق عزت و بزرگ شخص نہ تھا؟

کیا تم بھول گئے کہ جنگ میں جب میں لوگوں کے سامنے تھا میں نے قسم کھائی تھی کہ میں کبھی پیٹھ نہ پھیروں گا۔

وہ میرا حملہ کرنا میدان میں جب کہ میرے ساتھ والے خود وہاں بھی نہ پہنچے ہوئے تھے۔ وہ میرا قتل کرنا اس مرد جانباز کو جو مجھ تک پہنچے ہوئے تھا۔

وہ طوفان کا واقعہ جس میں بھائی حرث نے پیادہ تنہا مدد شوہر کی تھی؟

تم بھول گئے میرا آپ صفین میں جنگ کرنا کہ جب میں شہسواروں کی پشت میں نیزے کر رہا تھی۔

خدا بھلا کرے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا اور جزا دے ان کو کہ مجھے چھوڑ دیا اور میری نصرت نہ کی۔

جس رات بنی عدی بھاگ رہے تھے ذرا بھی تمہارا کام نہ نکل سکا اس وقت تمہاری نصرت کے لیے یہ بات کہ میں تو بچا اے ابن حاتم رضی اللہ عنہ کیا تم بھول گئے؟

میں نے دشمنوں کے نرغہ کو تم پر سے منتشر کر دیا یہاں تک کہ وہ تتر بتر ہو گئے اور میں نے بیعت کر لی کہ ایک دہشت زدہ غریب بھی ہوں۔

سب نے پیٹھ دکھا دی اب میرے سامنے کوئی نہ ٹھہر سکا وہ لوگ سمجھے کہ شیر نیستاں کا سامنا ہے۔

میں نے ایسے وقت میں تم لوگوں کی نصرت کی کہ جو قریب تھا وہ بد دل ہو چکا تھا اور جو دور تھا وہ دور نکل گیا تھا میں تنہا متوجہ ہوا۔

اس کا عوض میرے ساتھ یہ ہوا کہ تم لوگوں کے سامنے مجھے گھسیٹ کر لے جائیں اور ذلیل کیا جاؤں اور قید کیا جاؤں۔

کتنے قول وعدے تم نے مجھ سے کیے کہ بلا لو گے مجھے ان وعدوں سے مجھ کو کچھ بھی نفع نہ ہوا۔

اب یہ بڑی بات ہے کہ کبھی اونٹنیوں کو چرا رہا ہوں کبھی چرواہے کے ساتھ بکریوں کے پیچھے بسر کرتا پھرتا ہوں۔

کبھی سواروں کی ترکتاز کو تلوار کھینچ کر میں نے روکا تھا جب کہ بزدل الٹے پاؤں جھک کر چلا جاتا تھا۔

شہسواروں کی چڑھائی پر جانے والی فوج کا تعاقب بھی گھوڑے کو دوڑا کر میں نے نہیں کیا تھا۔

میں نے ایام کی بعض راتوں کو ایک ایسی فوج سے جو مثل سمندر کے تھی اضطراب میں ڈال دیا تھا اور مظفر و منصور ہو کر واپس بھی نہیں ہوا تھا۔

مجھے تو دیں یا شہر دیں میں شہسواروں کے ساتھ برچھیاں دیتے کسی نے نہیں دیکھا تھا میں نے کند سے جنگ نہیں کی تھی۔

دنیا کی خوبیوں نے مجھ سے کنارا کیا۔ جو شے اس کی خوشگوار تھی وہ اب میرے لیے ناگوار ہو گئی۔

میری قوم والوں کا خدا بھلا کرے اگرچہ میں ان میں نہیں اگرچہ انھوں نے مجھے ضائع کر دیا اور بے وفائی کی۔

اگرچہ میں ان سے دور ہوں محبوس ہوں ان کے بعد دنیا اور زندگانی دنیا میں کچھ لطف نہیں۔

ابن خلیفہ زیاد کے مرنے سے پیشتر طی کے پہاڑوں میں مر گئے حجر سے محمد بن الاشعث کے بے وفائی کرنے پر عبیدہ کندی نے بھی چند شعر کہے ہیں۔

امارت خراسان پر خلید بن عبداللہ کا تقرر:

اسی سال زیاد نے ربیع بن زیاد حارثی کو خراسان کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔ حکم بن غفاری نے مرتے وقت اپنی جگہ انس بن ابی اناس کو خراسان پر مقرر کر دیا تھا انھی انس نے حکم کے جنازے پر نماز پڑھی اور خالد بن عبداللہ کے گھر میں دفن ہوئے۔ یہ خلید بن عبداللہ حنفی کے بھائی تھے۔ حکم نے زیاد کو بھی اس تقرر کی اطلاع دے دی تھی۔ زیاد نے انس کو معزول کر کے ان کی جگہ خلید کو مقرر کر دیا۔ انس نے زیاد کی ہجو میں کچھ شعر کہے مہینہ بھر کے بعد اس نے خلید کو بھی معزول کر دیا اور خراسان پر ۵۱ھ میں ربیع کو مقرر کر دیا۔ لوگ اپنے عیال سمیت خراسان میں جا کر بس گئے پھر اسے بھی معزول کیا۔

فتح بلخ:

ربیع نے صلح کر کے بلخ کو فتح کیا۔ احنف بن قیس سے بھی اس سے پہلے اہلِ بلخ صلح کر چکے تھے مگر پھر شہر کے دروازے بند کر کے بیٹھ رہے تھے اور قہستان کو بھی بزورِ شمشیر ربیع نے فتح کیا۔ اس کے اطراف میں ترکوں کو قتل کر کے شکست دی۔ ایک نیزک طرخان باقی رہ گیا تھا اسے قتیبہ بن مسلم نے اپنے دورِ حکومت میں قتل کیا۔ ربیع اپنے غلام فرخ اور اپنی کنیز شریفہ کو ساتھ لیے ہوئے ماوراء النہر کو گئے تھے سالم و غانم عبور کر گیا۔ فرخ اس سے قبل نہر کے پار جا چکا تھا۔ ربیع نے اسے غلامی سے آزاد کر دیا۔ حکم بن عمرو نے بھی اپنے عہدِ امارت میں نہر کو عبور کیا تھا مگر فتح یاب نہ ہوئے تھے۔ اہلِ اسلام میں سب سے پہلے حکم کے ایک غلام آزاد نے اس نہر کا پانی پیالہ بھر لیا۔ خود پیا اور حکم کو دیا۔ حکم نے پانی سے وضو کیا اور نہر کے اس پار جا کر دو رکعت نماز پڑھی۔

امیرِ حج یزید بن معاویہ رحمہ اللہ:

اس سال یزید بن معاویہ رحمہ اللہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اور حاکمِ مدینہ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ تھے۔ کوفہ، بصرہ اور تمام ملکِ مشرق کا حاکم زیاد تھا۔ کوفہ میں شریح قاضی تھے اور بصرہ میں عمیرہ بن یثربی۔

* * *

باب ۵

یزید کی ولی عہدی

۵۲ھ کے حالات

سفیان بن عوف الازدی کی وفات:

بعض مورخین کہتے ہیں کہ سفیان بن عوف الازدی نے زمین روم پر اس سال جہاد کیا وہیں جاڑوں تک قیام کیا اور وہیں وفات پائی اور عبداللہ بن مسعدہ فزاری کو اپنا جانشین کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سال زمین روم پر بسر بن ارطاۃ نے فوجوں کے ساتھ جاڑا بسر کیا۔ انھیں لوگوں میں سفیان بن عوف بھی تھے۔ اسی سال محمد بن عبداللہ ثقفی نے جنگ صائفہ کی ہے۔[1]

امیر حج سعید بن عاص رضی اللہ عنہ:

اس سال سعید بن عاص رضی اللہ عنہ امیر حج تھے اور شہروں کے حکام وہی لوگ تھے جو ۵۱ھ میں تھے۔

۵۳ھ کے حالات

جزیرہ رودس کی فتح:

اسی سال عبدالرحمن بن ام الحکم ثقفی نے زمین روم میں جاڑا بسر کیا۔ اسی سال جنادہ بن ابی امیہ ازدی نے جزیرہ رودس کو فتح کیا۔ مسلمان وہاں کے زراعت کی زمینیں اور مویشی خرید کے اپنے ریوڑوں کے گرد و پیش چرایا کرتے تھے۔ جب شام ہو جاتی تھی تو سب جانوروں کو قلعہ کے اندر لے جاتے تھے ان لوگوں کے پاس ایک ملاح تھا وہ انھیں دریائی دشمنوں کے خطرے سے ہوشیار کر دیتا تھا اس سے سب ہوشیار رہتے تھے یہ لوگ دریاؤں پر غضب کے دلیر تھے سمندر میں انھیں روک لیتے تھے۔ ان کے جہازوں کی ناکہ بندی کرتے تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے عطیات وسیع ایسی مقرر کر دی تھیں اور دشمن پر ان کا خوف چھایا ہوا تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد یزید نے سب کو وہاں سے بلا لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بددعا:

اسی سال زیاد کوفہ میں پانچ برس حکومت کرنے کے بعد اپنی جگہ سمرہ بن جندب کو چھوڑ کر ماہ رمضان میں ہلاک ہو گیا۔ اس نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا کہ عراق کو میں نے بائیں ہاتھ سے ضبط کر لیا ہے مگر داہنا ہاتھ خالی ہی رہتا ہے۔ ایک روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس بات پر حجاز اور اس کے اطراف بھی زیاد کی حکومت میں شامل کر دیے اور ایک اور روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس بات پر حجاز کا ملک ان کے داہنے ہاتھ میں دے دیا اور قاصد اس کے نام کا فرمان لے کر ہیثم بن اسود نخعی کے ہاتھ روانہ کیا۔ اہل حجاز کو یہ خبر معلوم ہوئی تو کچھ لوگ عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے یہ مصیبت بیان کی انھوں نے کہا کہ تم اس کے لیے بددعا کرو اس کے شر سے نجات پاؤ گے یہ کہہ کر وہ اور سب لوگ قبلہ کی طرف مڑے اور اس کے لیے بددعا کرنے لگے

---

[1] صائفہ ۔ علی بیضہ فصل صیف یعنی گرمی میں جو جنگ ہوا کرتی اس وجہ سے عرب اس جنگ کو صائفہ کہتے تھے۔

مکالمہ غیر معتبر ہے۔

زیاد کی علالت:

اس ارادے کے بعد جب جمعہ کی نوبت آئی تو ادھر لوگ مسجد میں جمع ہو رہے تھے [illegible] زیاد کو طاعون اس کی انگلی میں نکلا قاضی شریح کو بلوا بھیجا۔ [illegible] ان سے کہا دیکھو میں اس مرض میں مبتلا ہوا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں ہاتھ کٹوا ڈالو کیا مشورہ دیتے ہو۔ شریح نے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ تم کٹے ہاتھ سے خدا کے حضور پہنچو اور اجل قریب آ گئی ہو تو خدا کے روبرو [illegible] ملاقات کرو گے اور بچ گئے تو لوگ کہیں گے کہ خدا کی ملاقات سے تو کراہت رکھتی [illegible] جس میں اس کی [illegible] اپنا ہاتھ کٹا ہوا [illegible] زیاد نے اس کے کہنے پر عمل کیا۔

شریح جب اس کے پاس سے نکلے تو سب نے حال پوچھا۔ شریح نے جو مشورہ دیا تھا بیان کر دیا۔ لوگوں نے ان کو ملامت کی کہ کیوں تم نے ہاتھ کٹوانے کا مشورہ نہ دیا تھا۔ شریح نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مشورہ دینے والا قابل اعتماد ہے [illegible] اور [illegible] قطع کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا جب آگ اور داغنے کے آلات اس نے دیکھے تو مضطرب ہو کر ارادہ سے باز آیا مرنے کا وقت قریب آیا تو اس کے بیٹے نے کہا بابا تمہارے کفن کے لیے میں نے ساٹھ کپڑے مہیا کر رکھے ہیں۔ کہا اے فرزند تیرے باپ کے لیے اب وقت آ پہنچا کہ [illegible] کپڑوں سے بہتر لباس [illegible] جب وہ مر گیا تو [illegible] ایک جانب [illegible] میں دفن ہوا۔ [illegible] حکومت پر پانچ برس رہا۔

زیاد کی ہجو میں فرزدق کے اشعار:

مسکین دارمی نے ایک شعر میں یہ مضمون باندھا تھا کہ جب سے ہم نے زیاد [illegible] کی اطاعت [illegible] نصیحت ہوئی۔ فرزدق نے ابھی تک زیاد کی ہجو میں [illegible] مسکین کا [illegible] کر کے چند اشعار کہے جن میں یہ مضمون بھی تھا کہ مسکین [illegible] رو رہا ہے [illegible] شخص کو رو رہا ہے جو [illegible] اپنے زمانے کا [illegible] تھا۔ مسکین نے بھی اس کے جواب میں چند شعر کہے پھر فرزدق نے اس مضمون کو نظم کیا کہ زیاد [illegible] دو بھی [illegible] میں درج کیے ہیں۔

ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے زیاد کو دیکھا ہے [illegible] داڑھی سفید اور [illegible] بیٹھے [illegible] ایک [illegible] سوار [illegible] کر رہی تھی۔

ربیع بن زیاد کی زبان سے زیاد کی وفات:

[illegible] ربیع بن زیاد حارثی [illegible] کی طرف سے [illegible] خراسان کے [illegible] تھے [illegible] حکومت [illegible] پاس [illegible] کے بیٹے عبداللہ [illegible] اپنے حکومت کر کے [illegible] مر گئے [illegible] حکومت کا [illegible] زیاد نے [illegible] خراسان میں اس وقت پہنچا [illegible] عبداللہ بن ربیع [illegible] خراسان [illegible] کر گئے تھے زیاد [illegible] ربیع نے ایک دن خراسان میں حجر بن عدی کے ذکر [illegible] عرب [illegible] قتل ہو کر [illegible]

گے۔ حجر کے قتل کے وقت اگر سب کھڑے ہو جاتے تو ایک شخص بھی ان مجبوروں سے قتل کیا جاتا؟ انھوں نے قتل ہونا گوارا کرلیا اور خود وہ قتل ہو گئے اس گفتگو کے ایک ہفتہ بعد جمعہ کو صبح گھر سے نکلے تو بے ہوش ہو گئے۔

لوگوں سے کہا: حضرات میں زندگی سے بیزار ہو گیا ہوں اس وقت میں دعا مانگتا ہوں سب صاحب آمین کہیں۔

دونوں ہاتھ نماز کے بعد بلند کر کے انھوں نے یہ دعا کی "خداوندا! تیرے پاس میرے لیے کچھ بہتری ہے تو مجھے جلد اپنے پاس بلا لے" سب نے آمین کی اور وہ باہر سے نکلے۔ جائے نماز سے ابھی اٹھے نہ تھے کہ گر پڑے۔ لوگ اٹھا کر گھر میں لے گئے بس اسی دن مر گئے۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی معزولی:

زیاد کے مرنے پر خلیفہ خراسان میں اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بصرہ کا حاکم تھا اور جب زیاد نائب ہونے لگا تو کوفہ میں عبداللہ بن خالد کو اپنا جانشین کر گیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کے بعد سمرہ کو چھ مہینے اور بصرہ کی حکومت پر رکھا اس کے بعد معزول کر دیا۔ سمرہ کہا کرتا تھا: خدا لعنت کرے معاویہ رضی اللہ عنہ پر جیسی اطاعت میں نے کی اگر خدا کی کرتا تو عذاب ابدی سے نجات پاتا۔ ایک شخص ذکر کرتا ہے کہ میں مسجد کی طرف گزرا۔ وہاں ایک مرد نے سمرہ کو آ کر اپنے مال کی زکوٰۃ دی اور نماز پڑھنے لگا یکایک ایک شخص نے آ کر اس کی گردن مار دی کہ سر تو مسجد میں تھا اور بدن کچھ باہر تھا اسی اثنا میں ابوبکرہ کا گذر ہوا انھوں نے یہ آیت پڑھی جس کا مضمون یہ ہے "جس نے زکوٰۃ دی اور ذکر خدا کیا اور نماز پڑھی وہ اس کے لیے فلاح ہے" ایک شخص کہتا ہے میں نے سمرہ کو دیکھا سخت سردی میں مبتلا ہو کر بہت بری موت مرا۔ ایک مرتبہ کچھ لوگ سمرہ کے پاس لائے گئے اور چند شخص پہلے ہی سے وہاں تھے ہر ایک شخص سے پوچھا جاتا تھا کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا تھا اللہ وحدہٗ لاشریک ہے محمد ﷺ خدا کے بندے اور رسول ہیں ﷺ میں اور مذہب حروریت سے بیزار ہوں" اس کے بعد اس کی گردن ماری جاتی تھی اسی طرح چھبیس شخص قتل ہوئے۔

امیر حج سعید بن عاص رضی اللہ عنہ:

اس سال امیر حج سعید بن عاص رضی اللہ عنہ تھے اور حاکم مدینہ بھی سعید بن عاص رضی اللہ عنہ تھے۔ حاکم کوفہ زیاد کے بعد عبداللہ بن خالد اور حاکم بصرہ سمرہ تھے اور حاکم خراسان خلیفہ بن عبداللہ حنفی تھے۔

۵۴ھ کے واقعات

جزیرے سے مسلمانوں کی واپسی:

اس سال محمد بن مالک نے زمین روم میں جاڑا بسر کیا اور معن بن یزید سلمی نے گرمیوں میں جہاد کیا۔ جنادہ بن ابی امیہ نے دریائے قسطنطنیہ کے قریب جزیرہ ارواد فتح کیا۔ مسلمان اس جزیرے میں مدتوں ٹھہرے تقریباً سات برس تک مجاہدین رہے انھی لوگوں میں سے مجاہد اور کعب کا بھتیجا تبیع کہتا تھا کہ دیکھو یہ زینہ جب اکھڑ جائے گا تو ہم لوگ اس جزیرے سے واپس ہوں گے ایک شدت کی آندھی آئی اور وہ زینہ اکھڑ گیا۔ ادھر معاویہ رضی اللہ عنہ کی موت آئی اس کے ساتھ ہی یزید کا خط پہنچا کہ سب لوگوں کو جزیرے سے چلا آنا چاہیے سب واپس ہو گئے پھر وہ جزیرہ ویران ہو گیا اور رومیوں کو اطمینان نصیب ہوا۔

مروان نے کہا: اے عاص تم پر یہ امر مخفی نہ تھا کہ تم کو حکم ہوا اور تم نے تعمیل نہ کی اور مجھ سے ڈر گئے ہو۔

سعید نے کہا: میں ایسا نہ کرتا کیونکہ اگر میں تمہارا گھر گراتا تو احسان جتاتے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کا منشور یہ تھا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان عداوت پڑ جائے۔

مروان نے کہا: میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تم تو ہم سے بھی زیادہ تعلقات کا لحاظ رکھتے ہو۔

آخر مروان سعید کا گھر بغیر گرائے واپس چلا گیا۔ سعید معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے ابا عثمان! بیٹا عبدالملک کا کیا حال ہے۔

سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کی حکومت میں اس نے آپ کے احکام کے نافذ کرنے میں سرگرمی دکھائی ہے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مروان کی مثل ہے کہ کہیں پانی روٹی کی تلاش میں لگے۔

سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں امیر المومنین ایسا نہیں ہے وہ ایک قوم سے وابستہ ہوا ہے کہ جب ان کا ہاتھ نکل جاتا ہے تو دور کھینچتا درست ہے جن کے قریب نہ جائیں وہ جیسا شخص ہے ویسا ہی ہمارے لیے اور بعض ہے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: مروان میں اور تم میں منافرت کیونکر پیدا ہوئی۔

سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے اپنی عزت کا مجھ سے خوف تھا مجھے اپنی عزت کا اس سے خوف تھا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم اب اس کو کیونکر دیکھنا چاہتے ہو۔

سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اسے حاضر و غائب خوش رکھنا چاہتا ہوں۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابا عثمان تم کو اس مصیبت میں ہم نے چھوڑ دیا۔

سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں امیر المومنین ایسا ہی ہے میں نے اپنا بار اٹھا لیا اور آپ نے مجھے اختیار کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی حالانکہ میں تو آپ کا عزیز و قریب تھا۔ آپ بلاتے تو مجھے تو حاضر ہو جاتا اگر مجھ سے آپ دور رہتے تو صبر کر لیا جاتا۔

عبیداللہ بن زیاد

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے سمرہ بن جندب کو بصرہ سے معزول کر کے عبداللہ بن عمرو بن غیلان کو مقرر کیا اس نے قسمت شرطہ پر عبداللہ بن حصین کو مقرر کیا۔ ابن غیلان چھ مہینے تک امیر بصرہ رہا۔

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبیداللہ بن زیاد کو والی خراسان مقرر کیا۔ زیاد کے مرنے کے بعد عبیداللہ امیر ہو کر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا

معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے بھائی نے کوفہ کی حکومت پر کسے نائب چھوڑا ہے۔

عبیداللہ نے کہا: عبداللہ بن خالد بن اسید کو

پھر پوچھا بصرہ کا حاکم کسے مقرر کیا۔

یعنی جسے اس نے چھوڑ دیا ہے۔ (مترجم)

کہا: سمرہ بن جندب فزاری کو۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے باپ نے تم کو خدمت دی ہوتی تو میں بھی دیتا۔

عبیداللہ نے کہا: خدا کے لیے بتائیے آپ کے بعد کوئی مجھ سے کہے کہ تمہارے باپ اور چچا نے تم کو خدمت دی ہوتی تو میں بھی دیتا اس کا کیا جواب دوں۔

امارت خراسان پر عبیداللہ بن زیاد کا تقرر:

اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی عادت یہ تھی جہاں کسی شخص کو کسی منصب سے سرفراز کرنا چاہا پہلے اسے طائف کی حکومت عطا کی۔ اگر دیکھا کہ اس نے کام اچھا کیا اور پسند آ گیا تو مکہ کا حاکم بھی اسے بنا دیا۔ اگر اس نے مکہ میں بھی اچھی طرح حکومت کی اور جس خدمت پر مامور ہوا اسے خوبی کے ساتھ بجا لایا تو اس کی حکومت میں مدینہ کو بھی منضم کر دیا۔ تو جہاں کسی شخص کو طائف میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا لوگ کہنے لگے ابجد شروع ہوئی۔ جب مکہ کی امارت بھی اسے ملی تو سب کہتے تھے اب قرآن کی نوبت آئی۔ جب مدینہ بھی اس کی حکومت میں شامل ہو گیا تو کہتے تھے اب یہ فاضل ہو گیا۔

ابن زیاد کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

غرض عبیداللہ کی تقریر سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے والی خراسان مقرر کر دیا۔ پھر یہ کہا: "تمہارے لیے بھی میرے وہی احکام ہیں جو احکام میرے دوسرے عہدہ داروں کے لیے ہیں اس کے علاوہ تمہاری قرابت کے لحاظ سے تمہیں میں وصیت کرتا ہوں کہ تمہیں میرے ساتھ خصوصیت ہے قلیل کے لیے کثیر کو ہرگز نہ چھوڑنا اور اپنے نفس کا محاسبہ اپنے ہی نفس سے کرنا اور تمہارے اور دشمن کے درمیان جو معاملہ ہو اس میں وفائے عہد کا لحاظ رکھنا کہ اس میں تم پر اور تمہارے حسب سے ہم پر بوجھ کم پڑے گا اور لوگوں کے لیے اپنا دروازہ کھلا رکھنا کہ تم کو ان کے حالات معلوم ہوتے رہیں گے وہ اور تم برابر ہو اور جب کسی مہم کا قصد کرنا تو لوگوں پر اسے ظاہر کر دینا کہ صاحب غرض کا اس میں دخل نہ ہونے پائے اور جب اس مہم کو انجام دینا تمہارے امکان میں ہو تو ہرگز تمہاری بات کو کوئی رد نہ کرنے پائے اور جنگ میں اگر دشمن زمین کے اوپر تم پر غالب بھی ہو جائیں تو یہ سمجھو کہ زمین کے اندر وہ تم پر غالب نہیں ہو سکتے اگر تمہارے رفقاء پر ایسا وقت پڑ جائے کہ اپنی جان سے تم کو ان کی مدد کرنا چاہیے تو ایسا ہی تم کو کرنا چاہیے اور تلوار بھی اگر کاٹ نہ سکتی ہو قبضہ سے جدا نہ کرنا اور خوف خدا کرنا اور اس سے بڑھ کر کسی چیز کو ایسا نہ سمجھنا کہ خوف خدا میں بے شک ثواب ہے اور آبرو کو اپنی داغ سے بچائے رکھنا اور کسی سے عہد کرنا تو اسے پورا کرنا اور اپنے کسی عزم کو جب تک مستحکم نہ ہونے پائے ظاہر نہ کرنا۔ جب ظاہر ہو جائے تو ہرگز کوئی مخالفت نہ کرنے پائے اور جب دشمن سے لڑائی چھڑ جائے تو جتنی فوج تمہارے پاس ہے اس سے زیادہ ہونی چاہیے اور تقسیم غنیمت قرآن کے موافق ہونی چاہیے اور کسی کو ایسی چیز کا لالچ نہ دینا جس کا مستحق وہ نہ ہو اور نہ کسی کو اس کے حق سے مایوس کرنا۔" یہ کہہ کے اسے رخصت کیا۔

ابن زیاد کی روانگی خراسان:

۵۳ھ کے آخر کا یہ واقعہ ہے عبیداللہ کا سن اس زمانے میں پچیس برس کا تھا۔ پہلے روانہ ہونے سے پیشتر اسلم بن زرعہ کلابی کو اس نے خراسان کی طرف روانہ کیا پھر خود شام سے خراسان روانہ ہوا اور اس کے ساتھ جعدہ بن قیس نمری زیاد کا مرثیہ پڑھتا ہوا

تھا عبیداللہ ایک [illegible] شخص [illegible] تھے [illegible] خراسان جب پہنچے تو [illegible] سے قتل کیا۔

بخارا کی فتح

اور عبیداللہ [illegible] پہلا شخص ہے جس نے لشکر کے ساتھ [illegible] پہاڑوں کو [illegible] وہاں جا کر [illegible] بیکند کو [illegible] فتح کر لیا۔ [illegible] بخارا [illegible] ہیں۔ عبیداللہ [illegible] ترکوں نے [illegible] ایک جراب [illegible] دوسری [illegible] قیمت دو لاکھ [illegible]۔

عبیداللہ بن زیاد کی شجاعت:

ابو [illegible] کہتے ہیں [illegible] عبیداللہ بن زیاد سے [illegible] خراسان میں [illegible] لوگوں کی نگاہوں سے چھپ جاتا تھا۔ [illegible] عبیداللہ [illegible] خراسان کی [illegible] کے لیے [illegible] جانا [illegible] عبیداللہ بن زیاد [illegible]

تو [illegible]۔

امیر حج مروان بن حکم

اس سال مروان امیر حج تھا اور مدینہ کا حاکم بھی وہی تھا [illegible] عبداللہ بن خالد [illegible] بصرہ [illegible] عبیداللہ بن زیاد تھا۔

۵۵ھ کے واقعات

اس سال سفیان بن عوف ازدی نے [illegible] روم میں [illegible] بعض لوگ کہتے ہیں کہ عمرو بن محرز نے اس سال کے جاڑے میں [illegible] عبداللہ بن قیس فزاری نے [illegible] مالک بن عبداللہ کا نام لیتے ہیں۔

عبداللہ بن عمرو بن غیلان کی معزولی

اس سال معاویہ بن ابی سفیان نے عبداللہ بن عمرو بن غیلان کو بصرے سے معزول کر کے عبیداللہ بن زیاد کو بصرہ پر مقرر کیا [illegible] ایک شخص نے [illegible] ایک [illegible]

---

۱ [illegible]

سے جو خطا ہونے والی تھی ہو گئی اور امیر نے سزا بھی اسے قرار واقعی دے دی لیکن اب ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ یہ خبر امیر المومنین کو پہنچ جائے گی تو وہاں سے بھی کوئی عذاب کسی خاص شخص پر یا برادری پر نازل ہو جائے گا۔ اس لیے آپ مناسب سمجھیں تو خود ہی امیر المومنین کے نام ایک خط لکھ کر ہمیں دے دیجیے ہم اپنے لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ بھجوا دیں گے۔ مطلب یہ ہو کہ شبہ سے ہاتھ کاٹا گیا ہے جرم واضح نہیں ہے۔ عبداللہ بن عمرو نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھ کر انہیں دے دیا۔ سال بھر یا چھ مہینے یہ خط پڑا رہا اس کے بعد عبداللہ خود معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا یا یہ واقعہ لکھ کر روانہ کر دیا اور بنی ضبہ بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے انھوں نے کہا امیر المومنین عبداللہ نے ہمارے ایک بھائی کا ہاتھ ناحق کٹوا ڈالا۔ یہ خط ان کا آپ کے نام موجود ہے معاویہ رضی اللہ عنہ نے خط پڑھ کر کہا کہ میرے مقرر کیے ہوئے امیروں سے قصاص لیا جائے یہ تو درست نہیں۔ کسی طرح ممکن نہیں ہو سکتا ہاں اگر تم کہو تو دیت دلوا دوں۔ یہ لوگ دیت دینے پر راضی ہو گئے معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے انہیں دیت دلوا دی اور عبداللہ بن غیلان کو معزول کر دیا۔

امارت بصرہ پر ابن زیاد کا تقرر:

پھر ان سے کہا جس کو تم پسند کرو اسی کو تمہارا امیر مقرر کر دوں۔ انہوں نے کہا "امیر المومنین جسے چاہیں ہمارا امیر کر دیں" اور ابن عامر کے باب میں اہل بصرہ کی جو رائے تھی وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہلے سے معلوم تھی۔

ان سے پوچھا: کیا ابن عامر کو تم پسند کرتے ہو۔ وہ تو ایسا شخص ہے جس کی عفت، طہارت، شرف سے تم خوب واقف ہو۔

سب نے کہا: امیر المومنین ہم سے زیادہ واقف ہیں۔

ان لوگوں کے آزمانے کے لیے معاویہ رضی اللہ عنہ نے بار بار اسی بات کو ان کے سامنے دہرایا پھر کہا تو لو میں نے اپنے بھتیجے عبیداللہ بن زیاد کو تمہارا امیر مقرر کیا۔ عبیداللہ نے اسلم بن زرعہ کو والی خراسان مقرر کیا یہ شخص نہ لڑا نہ کچھ فتح کیا اور عبداللہ بن حصن کو اپنا امیر شرطہ معین کیا پہلے زرارہ بن اوفی کو قاضی کا عہدہ دیا پھر اسے معزول کر کے ابن اذینہ کو مقرر کیا۔

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن خالد کو کوفے سے معزول کر کے ضحاک بن قیس فہری کو اس کی جگہ مقرر کیا۔

امیر حج اس سال بھی مروان بن حکم تھا۔

۵۶ھ کے واقعات

متفرق واقعات:

اس سال جنادہ بن ابی امیہ نے روم میں جاڑا بسر کیا۔ بعض نے عبدالرحمن بن مسعود کا نام لیا ہے اور سمندر میں یزید بن شجرہ رہاوی نے اور خشکی میں عیاض بن حارث نے رومیوں سے جنگ کی۔

اور اسی سال ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے امامت حج کی۔

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے رجب میں عمرہ کیا۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا استعفیٰ اور تقرری:

اس سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو ولی عہد کیا اور لوگوں سے اس کے لیے بیعت لی اس کا سبب یہ ہوا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے

معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے مغیرہ کی شکایت کی اور مستعفی ہونا چاہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے استعفیٰ منظور کر لیا اور سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مقرر کر دیا۔ یہ خبر ابن خنیس کو جب مغیرہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اس سے یہ حال بیان کر دیا کہ وقت سعید کے پاس رخت سفر باندھا جا رہا تھا اس نے مغیرہ رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ امیر المومنین تم سے آزردہ ہیں۔ میں نے تمہارے کاتب ابن خنیس کو سعید بن عاص کے پاس دیکھا اس سے یہ خبر پاتا ہوں کہ امیر المومنین اب تم کو کوفہ کا معزول کرنے والے ہیں۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اسے تو یہ کہنا چاہیے تھا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کیا کر رہا ہے۔ تم کام کے ساتھ واپس آنے والے ہو تم بھی یزید کے پاس جاؤ۔ پس مغیرہ رضی اللہ عنہ نے یزید کے پاس جا کر بیعت لینے کا ذکر کیا۔ یزید نے یہ ذکر اپنے باپ تک پہنچا دیا اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پھر مغیرہ رضی اللہ عنہ کی امارت کوفہ پر بحال کر دی اور حکم دیا کہ یزید کی بیعت کے لیے کوشش کریں۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ کوفہ میں ہوا ابن خنیس نے آ کر کہا۔ واللہ میں نے کوئی خیانت نہیں کی آپ کے ساتھ کبھی بدعہدی نہیں کی آپ کی عزت کو میں جانتا ہوں بات اتنی ہے کہ سعید بن عاص کا مجھ پر احسان ہے انھوں نے میرے ساتھ نیکی کی یہ اتفاق ہے۔ میں نے ان کی شکر گزاری کی تو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے شکریہ ادا کیا اور اس بات میں ایک وفد بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید کی جانشینی کے متعلق مشورہ

معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو خط لکھ کر اس باب میں مشورہ مانگا۔ زیاد نے عبید بن کعب نمیری کو بلا کر کہا کہ مشورہ کے لیے کوئی نہ کوئی امین ضرور ہوتا ہے اور دو چیزیں ایسی ہیں جس نے لوگوں کو تباہ کر رکھا ہے۔ ایک تو راز کا افشا اور نااہل کی خیر خواہی۔ راز تو دو ہی شخص کے پاس محفوظ ہو سکتے ہیں یا تو وہ شخص جو آخرت کا امیدوار ہو یا دنیا کا شریف النفس جو اپنی عزت کے بچانے کی عقل رکھتا ہو۔ میں نے یہ دونوں وصف تم میں دیکھے ہیں اور مجھے بھروسہ ہے۔ اس وقت میں نے تم کو ایک ایسی بات کہنے کے لیے بلایا ہے کہ یزید کے لیے بیعت لینے کا انھوں نے ارادہ ظاہر کیا ہے اور اس بات پر لوگوں کے بگڑ جانے کا خوف بھی ہے اور ان کے اتفاق کرنے کی امید بھی ہے اور اس باب میں مجھ سے مشورہ طلب کرتے ہیں لیکن اسلام کا تعلق اور ذمہ داری بہت بڑی چیز ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ یزید کی طبیعت میں کوتاہی و کاہلی بہت ہے اس پر شکار کا بھی شوق ہے بہتر یہ ہے کہ تم میری طرف سے امیر المومنین کے پاس جاؤ اور یزید کے حالات جو میں نے بیان کیے ہیں ان سے بیان کرو اور یہ کہو کہ ابھی تامل کیجئے آپ جو چاہتے ہیں یہ بات ہو کر رہے گی۔ جلدی نہ کیجئے۔ جس تاخیر میں مطلب ہو وہ اس جلدی سے بہتر ہے جس میں مقصود ہی فوت ہو جائے؟

تم یہ بتا دو۔

عبید نے کہا: کیا اس کے علاوہ کوئی اور بات آپ کے خیال میں نہیں۔

زیاد نے کہا: اور کیا بات ہو سکتی ہے۔

عبید بن کعب نمیری کی رائے:

عبید نے کہا معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے پر اعتراض نہ کرنا چاہیے ان کے بیٹے کی طرف سے ان کو نفرت دلانا مناسب نہیں ہے۔ میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے چھپ کر یزید سے ملاقات کروں گا اور تمہاری طرف سے یہ کہوں گا کہ امیر المومنین نے تمہاری بیعت کے باب میں مجھ سے مشورہ طلب کیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمہارے بعض امور سے لوگ بیزار ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ تمہاری بیعت میں وہ

[illegible]

[illegible] کے متعلق زیاد کا جواب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ولی عہدی کی بیعت کی کوشش:

[illegible]

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی گفتگو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کہا ہاں

[illegible]

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا جواب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کہا: ہاں

[illegible]

[illegible]

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی گوشہ نشینی:

اب معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور ان سے نرمی و محبت کی باتیں کیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو قتل کی دھمکی:

[illegible]

کہا: میں سمجھتا ہوں میرے حق میں یہی بہتر ہے۔

کہا میں ارادہ کر چکا ہوں کہ تم کو قتل کر دوں گا۔

کہا تو ایسا کرے گا تو ساتھ ہی خدا تجھ پر دنیا میں لعنت بھی بھیجے گا اور آخرت میں تجھے دوزخ میں ڈال دے گا۔

اس روایت میں ابن عباس کا جواب مذکور نہیں ہے۔

اس سال مدینہ کا عامل مروان بن حکم تھا۔ کوفہ پر ضحاک بن قیس۔ بصرہ پر عبیداللہ بن زیاد۔ خراسان پر سعید بن عثمان عامل تھے۔

سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خطاب:

سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے حکومت خراسان طلب کیا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہاں تو عبیداللہ بن زیاد ہے۔

سعید نے کہا سنو! تم سے میرے باپ نے سلوک کیا اور تمہیں اس قدر بلند کیا کہ تم ان کے سلوک کے سبب سے اس حد تک پہنچ گئے کہ کوئی بازی نہیں لگا سکتا نہ کوئی برابری کر سکتا ہے تم نے ان کی جانفشانی کا شکریہ ان کے احسانوں کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور مجھ پر اس کو یعنی یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کو مقدم کر دیا اور اس کے لیے لوگوں سے بیعت لی۔ واللہ! میرا باپ اس کے باپ سے بہتر میری ماں اس کی ماں سے اور میں خود اس سے بہتر ہوں۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارے باپ کی جانفشانی کا عوض کرنا مجھ پر واجب ہے۔ یہی تو اس کا عوض تھا کہ میں نے ان کے خون کا بدلہ لیا۔ یہاں تک کہ تمام امور سنبھل گئے۔ اور اپنے اس طرح آمادہ ہو جانے پر مجھ کو کچھ پشیمانی نہیں ہوئی۔ اپنے باپ کو اس کے باپ سے جو تم نے افضل کہا تو واللہ تمہارے باپ مجھ سے بہتر اور رسول اللہ ﷺ سے قریب تر ہیں۔ رہی ماں کہ اس کی ماں سے جو تم نے بہتر کہا تو یہ کوئی انکار نہیں ہو سکتا۔ زن قریشیہ بہتر ہے زن کلبیہ سے۔ تم خود کو جو اس سے بہتر سمجھتے ہو۔ شاید اس بات کو میں پسند کرتا کہ تم سا شخص اور یزید کے معاملے میں خرابی ڈالے۔

امارت خراسان پر سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ کا تقرر:

یزید کہنے لگا: امیر المومنین یہ تو آپ کا ابن عم ہے آپ سے بہتر کون ان کے حال پر نظر التفات کر سکتا ہے میرے بارے میں یہ آپ سے خفا ہیں۔ ان کو راضی کر لیجیے۔ اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعید کو خراسان کے جنگ و جدال کا اور اسحاق بن طلحہ کو خراج کا حاکم مقرر کر دیا۔ اسحاق معاویہ رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی ہیں ان کی ماں ام ابان عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی ہیں۔ جب رے میں اسحاق پہنچے تو انتقال کیا اور سعید ہی خراج و جنگ خراسان کے حاکم مقرر ہو گئے۔

سعید جب خراسان کی طرف روانہ ہوئے ہیں تو ان کے ساتھ یہ سب لوگ بھی تھے:

اوس بن ثعلبہ تیمی صاحب قصر اوس
طلحہ بن عبداللہ بن خلف خزاعی
مہلب بن ابی صفرہ
ربیعہ بن عسل خاندان بنی عمرو بن یربوع سے

ابن عثمان رضی اللہ عنہ اور اہل صغد کا مقابلہ:

قہستان کے مقام میں اعرابیوں کا ایک گروہ قافلہ تجارت کی رہزنی کیا کرتا تھا۔ لوگوں نے سعید سے کہا کہ یہاں ایک گروہ ہے

جو قتل و غارت گری و رہزنی کیا کرتے تھے۔ ان کے سبب سے راہ پر خطر ہو گئی تھی۔ ان [illegible] ساتھ [illegible] لیے ہوئے۔ جب تک ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے آیا [illegible] تھے [illegible]۔ ان کے ساتھ اپنے اپنے [illegible] تھے جن کے باب میں چند شعر کسی نے کہے ہیں۔ سعید نے معرکہ [illegible] یہاں اہل صغد مقابلہ کو نکلے۔ شام تک سب نے اپنے مقام پر جمے رہے پھر بغیر جنگ کیے واپس ہوئے۔ مالک بن ریب نے سعید کی ہجو میں یہ شعر کہے

''اہل صغد کے مقابلے کے دن بھی تم [illegible] ادھر ادھر کا [illegible] رہا۔ تجھ پر یہ خوف ہوا کہ کہیں تیری موت نہ آ جائے۔''

اہل صغد کی شکست

دوسرے دن سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ نے صف آرائی کی اور قوم صغد نے مقابلہ کیا۔ سعید نے جنگ کی۔ ان کو شکست دی۔ ان کے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ آخر انھوں نے صلح کر لی۔ اور پچاس لڑکے امراء خاندان کے سعید کے پاس بطور یرغمال بھیج دیے۔ سعید نے لوٹ کر ترمذ میں مقام کیا۔ پھر بجائے اس کے کہ ان لوگوں کے ساتھ اپنے عہد پورے کریں ان سب لڑکوں کو ساتھ لیے ہوئے مدینہ چلے آئے۔

سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ کا خراسان سے فرار

سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ جب خراسان میں داخل ہوئے تھے تو یہاں اسلم بن زرعہ کلابی عبید اللہ بن زیاد کی طرف سے حکومت کر رہا تھا۔ اب بھی اسلم اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ آخر عبید اللہ بن زیاد کی طرف سے دوبارہ امارت ولایت خراسان کا اسلم ہی کے نام پر آیا۔ سعید نے جب یہ دیکھا تو راتوں رات خراسان سے نکل گئے۔ سعید کی ایک آنکھ تیر [illegible] ان کے چہرے سے [illegible] پڑا۔ سعید کہا کرتے تھے اس آنکھ کے بدلے بنی حرب کے ایک شخص کو میں ضرور قتل کروں گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر اسلم کی شکایت انھوں نے پیش کی۔ مگر یہ تمام شکایتیں بے فائدہ ہو گئے۔ ہمام بن قبیصہ نمیری معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا اس کی دونوں آنکھیں غصے کے مارے لال ہو رہی ہیں۔ کہا کہ [illegible] ہمام تمھاری [illegible] ہو رہی ہیں۔ ہمام نے جواب دیا کہ صفین میں تو اس سے زیادہ سرخ تھیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس بات سے صدمہ ہوا۔ جب سعید نے یہ دیکھا تو اسلم کی شکایت سے باز آ گئے۔ غرض اسلم بدستور ابن زیاد کی طرف سے خراسان کا حاکم رہا۔

◆ ◆ ◆

باب ۶

عبیداللہ بن زیاد

۵۷ھ کے واقعات

مروان بن حکم کی معزولی:

اس سال عبداللہ بن قیس نے سرزمین روم میں جاڑا بسر کیا۔ ذیقعدہ میں مروان حکومت مدینہ سے معزول ہوا۔ مؤرخین میں سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو معزول کر کے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو مدینہ کا حاکم کیا۔ بعض کہتے ہیں اس سال بھی مدینہ مروان کی حکومت میں رہا۔ کوفہ کا حاکم ضحاک بن قیس اور بصرہ کا عبیداللہ بن زیاد تھا۔ سعید بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اس سال والی خراسان تھے۔

۵۸ھ کے واقعات

متفرق واقعات:

بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ اس سال کے ذیقعدہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو معزول کر کے ولید کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔ اس سال کوئی کہتا ہے کہ یزید بن شجرہ دریا میں کشتیوں میں قتل ہوئے کوئی بیان کرتا ہے کہ عمرو بن یزید جہنی نے اس سال زمین روم میں جاڑا بسر کیا تھا وہ قتل بھی ہوئے کسی کا قول ہے جنادہ بن ابی امیہ نے اس سال دریا میں رومیوں سے جنگ کی تھی۔

اس سال ولید بن عتبہ بن ابی سفیان امیر حاج تھا۔

خوارج کی سرکوبی:

اس سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ ثقفی کو کوفہ کا حاکم کر کے ضحاک بن قیس کو وہاں کی حکومت سے معزول کیا۔ یہ عبدالرحمٰن معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ام الحکم کا بیٹا ہے۔ اس کے عہد میں اسی سال یہ واقعہ گذرا کہ جن خوارج نے مستورد سے بیعت کی تھی ان میں سے جو لوگ مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ لگ گئے تھے انہیں جیل میں ڈال دیا تھا اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کے مرنے کے بعد وہ قید خانہ سے نکل آئے تھے۔ اب ان لوگوں نے خروج کیا۔ حیان بن ظبیان سلمی نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور حمد و ثنائے باری تعالیٰ بجا لا کر یہ کہا:

خدائے عزوجل نے ہم سب پر جہاد واجب کیا ہے ہم میں سے کچھ اپنی جان نثار کر چکے اور کچھ منتظر ہیں۔ وہ نیک بندے تھے جو اپنے مرتبہ پر فائز ہو چکے اب جو شخص ہم میں سے منتظر ہے وہ بھی انہیں میں سے ہے جو اپنی جان نثار کر چکے اور نیکی میں سبقت لے گئے۔ تو اب جو شخص تم میں خدا کا اور اس کے ثواب کا طالب ہو اسے چاہیے کہ اپنے ساتھیوں اپنے بھائیوں کی راہ پر چلے خدا اسے ثواب دنیا اور بہترین ثواب آخرت عطا کرے گا۔ خدا نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

حیان بن ظبیان خارجی کی بیعت

معاذ بن جوین طائی نے [illegible]

پھر سب لوگوں نے حیان بن ظبیان سے [illegible] بیعت کی۔ [illegible]

[illegible]

معاذ کی رائے

معاذ نے [illegible]

خروج کے متعلق حیان کا مشورہ

حیان بن ظبیان نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] شیبانی کا اعتراف

[illegible] شیبانی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے؟

[illegible]

حیان بن ظبیان کا مشورہ:

[illegible]

خوارج کا اجتماع:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابوالقاسم اور ابن ملجم کی ناکامی

[illegible]

نے کہا میں اس سے بہتر ولایت مصر کا تجھ کو حاکم کر دوں گا۔ اب یہ مصر کی طرف روانہ ہوا اور ابن حدیج کو خبر لگی یہ خبر سنتے ہی مصر سے نکلا۔ دو منزلیں طے کی تھیں کہ یہ راہ میں مل گیا ابن حدیج نے کہا اپنے ماموں کے پاس پھر سے واپس چلا جا۔ ہمارے کوفی بھائیوں کے ساتھ جو بدسلوکی تو نے کی۔ ہمارے ساتھ نہیں کر سکتا۔ یہ وہیں سے واپس ہوا۔

اور ابن حدیج بھی معاویہؓ کے پاس آیا۔ یہ جب آتا تھا تو رستہ آراستہ ہوتا تھا گنبد اس کے لیے نصب کیے جاتے تھے۔ معاویہؓ کے پاس پہنچا تو ام الحکم بھی وہیں بیٹھی ہوئی تھی۔ پوچھنے لگی۔ امیر المومنین یہ کون ہے؟ معاویہؓ نے کہا آہا ابن حدیج کیسے آئے۔ ان کا قدم مبارک ہو، ہمیں ان کے احوال سنانے۔ ابن حدیج نے کہا ام الحکم ذرا آہستہ بولو۔ واللہ تو نے شوہر ایسا کیا جو شریف نہیں۔ بیٹا ایسا جنا جو نجیب نہیں۔ تو چاہتی ہے کہ بیٹا ہم لوگوں پر حکومت کرے اور ہمارے کوفی بھائیوں کے ساتھ جو سلوک اس نے کیا وہی ہمارے ساتھ بھی کرے۔ خدا اس کو رسوا کرے۔ اگر ہم سے ایسا کرتا تو ہم بھی ایک دھول جڑتے کہ سر جھک جاتا۔ یہ حضرت جو بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ مانع تھے۔ اب معاویہؓ نے ام الحکم سے کہا کہ بس کرو۔

عروہ بن ادیہ کی ابن زیاد سے سخت کلامی:

اس سال عبیداللہ بن زیاد نے خوارج پر بہت سختی کی۔ ایک انبوہ کثیر کو گرفتار کر کے قتل کیا ایک جماعت کو جنگ میں قتل کیا۔ سبب یہ اس کا ہوا کہ ابن زیاد ایک گھوڑ دوڑ میں آیا۔ گھوڑوں کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک خلقت جمع تھی۔ ان میں ابو بلال کا بھائی عروہ بن ادیہ ابن زیاد کے پاس آ کر کہنے لگا۔ ہم سے پہلی جو قومیں گذری ہیں ان میں پانچ خصلتیں تھیں کہ اب وہ ہم میں آ گئیں۔ کیا ہر ٹیلے پر تم کھیل کھیل کر اپنی ایک نشانی چھوڑو گے۔ اور قلعے بنا رہے ہو شاید ہمیشہ تم رہا کرو گے۔ اور جب حملہ کرو گے تو جباروں کا سا حملہ کرو گے۔ دو باتیں اور بھی راوی کو یاد نہ رہیں۔ یہ سن کر ابن زیاد کو یہ شبہ ہوا کہ اس کے ساتھ کوئی جماعت اس کے اصحاب کی ضرور ہے ورنہ میرے سامنے ایسی گستاخی نہ کرتا۔ گھڑ دوڑ کو چھوڑ کر ابن زیاد اٹھ کھڑا ہوا اور سوار ہو گیا۔

عروہ بن ادیہ کا قتل:

عروہ سے لوگوں نے کہا تم نے یہ حرکت کی وہ ضرور تمہیں قتل کرے گا۔ یہ روپوش ہو گیا۔ ابن زیاد اس کی تلاش میں تھا۔ کوفہ میں جو یہ آیا تو پکڑ لیا گیا ابن زیاد کے سامنے لایا گیا اس نے حکم دیا اور اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ ڈالے گئے۔ اس کے بعد ابن زیاد نے اسے بلا کر پوچھا کہو کیا مزاج ہے۔ عروہ نے کہا تو نے میری دنیا کو خراب کیا اور اپنی آخرت کو۔ اس بات پر اسے قتل کیا۔ پھر کسی کو اس کی بیٹی کے پاس بھیجا اور اسے بھی قتل کیا۔

ابو بلال مرداس بن ادیہ:

اس کا بھائی ابو بلال مرداس بن ادیہ اس سے پیشتر خوارج کے ساتھ ابن زیاد کی قید میں تھا۔ زندان کا نگران اس کی عبادت و ریاضت کو دیکھ کر اسے رات کو اجازت دے دیتا تھا کہ وہ چلا جائے صبح کو پھر آ کے زندان میں آ جایا کرتا تھا۔ مرداس کے دوستوں میں ایک شخص ابن زیاد کی صحبت میں رہتا تھا۔ ایک رات ابن زیاد نے خوارج کا ذکر کیا اور یہ ارادہ ظاہر کیا کہ صبح کو ان سب کو قتل کر ڈالے گا۔ یہ شخص مرداس کے گھر پر گئے۔ ان لوگوں سے یہ خبر بیان کی اور کہا مرداس سے زندان میں کہلا بھیجو کہ کسی کو وصیت کرے وہ قتل کیے جائیں گے۔ مرداس نے بھی یہ بات سن لی۔ زندان کے نگران کو بھی خبر ہو گئی اسے اس پر تشویش لاحق ہوئی کہ مبادا مرداس کو یہ خبر ہو جائے اور وہ

صبح تو وہ زندان میں آ گئے ۔

ابو بلال مرداس کا پابندیٔ عہد:

جب مرداس کے واپس آنے کا وقت آیا تو دیکھا کہ وہ آ پہنچے۔ زندان کے نگران نے پوچھا کہ امیر نے جو فیصلہ کیا ہے تمہیں معلوم ہے؟ انھوں نے کہا ہاں معلوم ہے۔ اس نے کہا پھر بھی تم چلے آئے؟ کہا ہاں چلا آیا۔ تمہارے احسان کا عوض یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ میرے سبب سے تم کو سزا ملے۔ صبح ہوتے ہی ابن زیاد نے خوارج کو قتل کرنا شروع کیا۔ مرداس کو بلایا یہ حاضر ہوئے۔ صاحب زندان ابن زیاد کا مربی تھا وہ دوڑا اور اس کے قدم پکڑ لیے اور یہ کہا کہ اس شخص کو مجھے بخش دو۔ اور سارا قصہ اس کو بتایا۔ ابن زیاد نے مرداس کو اسے بخش دیا اور رہا کر دیا۔

مرداس کا خروج:

اب اسی زمانہ میں مرداس نے چالیس آدمیوں کو ساتھ لے کر اہواز میں جا کر خروج کیا۔ ابن زیاد نے ان کے مقابلہ میں ایک فوج ابن حصن تمیمی کی سرکردگی میں روانہ کی۔ خوارج نے اس کے ساتھیوں کو قتل کر کے اسے شکست دی۔ قبیلہ تیم اللہ بن ثعلبہ کے ایک شخص نے اس واقعہ پر یہ تین شعر کہے مضمون یہ ہے

دو ہزار شخص جو تمہارے عزم میں دیندار تھے۔ تعجب ہے ان کو مقام آسک میں چالیس آدمی قتل کر کے رکھ دیں۔
تمہیں باطل پر ہو تمہارا زعم غلط ہے یہ خوارج ہی دیندار ہیں۔
تم خوب جانتے ہو یہی وہ جماعت قلیل ہے کہ جماعت کثیر کے مقابل میں ان کی نصرت کی گئی۔

تیسرا شعر (جس میں آیۂ کریمہ کم من فئۃ کی طرف اشارہ ہے) بعض روایات میں نہیں ہے۔

اس سال کیسرہ بن ہرثمہ قاضی بصرہ فوت ہو گیا اس کی جگہ ہشام بن ہبیرہ مقرر ہوا۔

امیر حج ولید بن عتبہ:

اس سال حاکم کوفہ عبدالرحمن بن ام الحکم ۔ ضحاک بن قیس فہری تھا۔ اور بصرہ میں عبیداللہ بن زیاد کوفہ کے قاضی شریح تھے اور امیر حاج ولید بن عتبہ۔

۵۹ھ کے واقعات

عمرو بن مرہ جہنی نے سرحد روم کے میدان میں اس سال جاڑے بسر کیے۔ دریا میں جہاد اس سال نہیں ہوا۔ بعض مورخین کہتے ہیں دریا میں جہاد جنادہ بن ابی امیہ نے جاری رکھا۔

عبدالرحمن بن ام الحکم کے کوفہ سے معزول ہونے کا سبب اس سے پیشتر بیان ہوا ہے۔ اس سال وہ معزول ہوا اس کی جگہ نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے۔

عبدالرحمن بن زیاد کا امارت خراسان پر تقرر:

اسی سال عبدالرحمن بن زیاد بن سمیہ کو معاویہ بن ابی سفیان نے خراسان کا حاکم مقرر کیا۔ سبب یہ ہوا کہ عبدالرحمن معاویہ کے پاس آئے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبدالرحمٰن بن زیاد کی معزولی

[illegible]

[illegible] عراق کا وفد

[illegible]

احنف بن قیس کا امیر معاویہ [illegible]

[illegible]

یزید بن مفرغ حمیری:

اسی سال یزید بن مفرغ حمیری نے عباد بن زیاد کی ہجو کی اور ابن زیاد نے اسے قید کر لیا اور یہ واقعات پیش آئے۔ جب عباد سجستان گیا تو یزید بھی عباد بن زیاد کے ساتھ سجستان میں تھا۔ ایک جنگ ترک سے ہوئی۔ یزید کی طرف سے قتال ہوا، چارہ کی قلت تھی۔ اس زمانہ میں عباد کے لشکر میں گھوڑوں کے لیے چارہ کی بہت قلت تھی۔ یزید ابن مفرغ نے ایک شعر کہا جس کا مضمون یہ تھا

"کاش یہ داڑھیاں گھاس ہوتیں تو مسلمانوں کے گھوڑوں کے آگے ڈال دی جاتیں۔"

عباد بن زیاد کی ہجو

عباد بن زیاد کی ڈاڑھی بڑی لمبی تھی۔ یہ شعر اسے سنایا گیا اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ یہ شعر اس نے کہا ہے۔ عباد نے یزید کو گرفتار کرنا چاہا۔ یہ بھاگ کر نکل گیا اور عباد کی ہجو میں بہت سے قصیدے کہے۔ یہ بھاگ کر یہاں سے بصرہ کی طرف چلا اور عبیداللہ بصرہ سے معاویہ کے پاس جا رہا تھا۔ عباد نے اس کی ہجو کے کچھ اشعار عبیداللہ کو لکھ کر بھیج دیئے۔ عبیداللہ نے وہ شعر پڑھے۔ جب معاویہ کی خدمت میں گیا تو سب پڑھ کر سنائے اور ابن مفرغ کے قتل کرنے کی اجازت چاہی۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے قتل کرنے کی اجازت نہ دی اور کہا اسے سزا دو۔ قتل کی حد تک نہ پہنچے۔ ادھر ابن مفرغ بصرہ پہنچا، وہاں اس نے احنف بن قیس کی پناہ میں رہنے کی اس نے خواہش کی۔ احنف نے کہا ابن سمیہ کے خلاف میں تجھے پناہ نہیں دے سکتا۔ ہاں اگر تو کہے تو شعرائے بنی تمیم کے تیروں سے تجھے بچا لوں۔ اس نے کہا ان لوگوں کے تیروں کی مجھے پروا نہیں ہے۔

اب یہ خالد بن عبداللہ کے پاس آیا، اس نے دھتکار دیا۔ امیہ کے پاس آیا، اس نے دھتکار دیا۔ عمر بن معمر کے پاس آیا، اس نے دھتکار دیا۔

منذر بن جارود کی ابن مفرغ کو امان:

آخر میں منذر بن جارود کے پاس آیا، اس نے پناہ دی، اپنے گھر میں اسے رکھ لیا۔ منذر کی بیٹی بحریہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس تھی۔ جب عبیداللہ بصرہ میں آیا تو اسے خبر ہو گئی کہ ابن مفرغ منذر کے یہاں ہے۔ ادھر منذر عبیداللہ کے پاس سلام کے لیے آیا۔ اسی موقع پر عبیداللہ نے منذر کے گھر پر اپنے سپاہیوں کو بھیج دیا، ان لوگوں نے جاتے ہی ابن مفرغ کو گرفتار کر لیا۔ منذر عبیداللہ کے پاس بیٹھا تھا، دیکھا کہ ابن مفرغ اس کے سر پر کھڑا ہے۔ یکایک منذر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا: امیر میں نے اسے پناہ دی ہے۔ عبیداللہ نے کہا تمہاری اور تمہارے باپ کی تو یہ مدح کرے گا اور میری اور میرے باپ کی ہجو کرتا ہے، پھر بھی میرے خلاف تم اسے پناہ دیتے ہو۔ عبیداللہ کے حکم سے اسے مسہل پلا دی گئی۔ پلا کر گدھے پر سوار کیا، اسے تشہیر کرنے کو لے چلے۔ پیچھے پیچھے بچے ساتھ تھے، دست آتے جاتے تھے اور لوگ بازاروں میں گھما رہے تھے۔ یہ تماشا دیکھ کر ایک فارسی نے پوچھا "این چیست" ابن مفرغ نے جواب دیا:

"آب است و نبیذ است، عصارات زبیب است، سمیہ روسپی است"

پھر منذر کی آزادی کے کچھ شعر پڑھے اور عبیداللہ سے خطاب کر کے یہ شعر پڑھا (مضمون)

"تو نے جس تجارت میں مجھے کھینچا وہ بے نفع ثابت ہوئی۔ میں نے جو تجارت کی تھی اس میں ایمان تو کھو دیا مگر
ہاتھ کچھ نہ آیا اور دین بھی گیا۔"

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابن مفرغ:

عبیداللہ نے ابن مفرغ کو عباد کے پاس سجستان میں بھیج دیا۔ یمن کے لوگ جو شام میں تھے اہل یمن تھے انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں گفتگو کی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک قاصد عباد کے پاس روانہ کیا۔ عباد نے ابن مفرغ کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کر دیا جب یہ دمشق میں آئے تو انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدح میں اشعار کہے (مضمون)

"اے خلیفہ! ہماری حکومت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ مجھے تو ایک خچر کی سواری ہی تو اب وہ اب آزاد ہے اپنی جان کی
قسم ہے کہ کسی قوم سے تعلق رکھنے والے ہر قوم کے لیے ظالم انسان سے چھڑا دیا۔
تو یہ احسان کیا ہے میں شکر اس کا ادا کروں گا اور شکر کا ادا کرنا یہ ایک حق ہے۔"

معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے آ کے یہ رونے لگا اور کہا یہ قصور دیکھا ہے جو مجھ پر گزری ہے وہ کسی مسلمان پر نہ بیتی ہوگی۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم نے یہ قصیدہ کہا یا نہیں کہا۔

"معاویہ بن حرب کو ایک مرد یمانی کی طرف سے یہ پیغام پہنچا دو۔"

کہا: "قسم ہے اس خدا کی جس نے امیر المومنین کے حق کو عظیم کیا ہے میں نے یہ نہیں کہا"۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ بھی تم نے نہیں کہا کہ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ تیری ماں چادر اتار کر ابوسفیان کے پاس مباشرت کے لیے نہیں گئی"۔

اور بھی بہت سے شعر ہیں جن میں تو نے زیاد کی ہجو کی ہے جا میں نے تیرا قصور معاف کیا اگر ہم کسی سے بدلہ لیتے تو تجھ کو کبھی نہ چھوڑتے۔ جا جہاں جی میں آئے وہاں رہو۔

پہلے یہ موصل میں رہا پھر بصرہ میں آیا عبیداللہ کے پاس گیا اس نے امان دی۔

عبدالرحمن بن حکم اور عبیداللہ بن زیاد میں مصالحت:

ایک روایت یہ ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ پوچھا کہ تم نے یہ قصیدہ کہا یا نہیں کہا کہ معاویہ بن حرب کو ایک مرد یمانی کی طرف سے یہ پیغام پہنچا دو تو ابن مفرغ نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے نہیں کہا ہے یہ تو مروان کے بھائی عبدالرحمن بن حکم نے کہا ہے اور اس نے زیاد کی ہجو کا بہانہ مجھے بنایا اس سے غصہ ہوا۔ معاویہ رنجیدہ بھی تھا۔

یہ سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمن پر غصہ آ گیا اس کا وظیفہ بند کر دیا اور اسے سخت تکلیف پہنچی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے کہا تو کہا کہ میں اس سے خوش نہیں ہوں گا جب تک کہ عبیداللہ کو خوش نہ کرے۔ عبدالرحمن عراق میں عبیداللہ کے خوش کرنے کو گیا اور اس کی مدح میں یہ شعر کہے: (مضمون)

"تیری ذات سے خاندان حرب میں زیادتی ہو گئی ہے تجھ کو اپنا قوت بازو سمجھتا ہوں۔
میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تو میرا بھائی ہے۔ میرا ابن عم ہے بلکہ میرے بزرگوں میں ہے تیرا مرتبہ تو مجھ سے کہیں بڑھا ہے"۔

عبیداللہ نے اس کے جواب میں کہا مگر تو مجھے برائی سے یاد کرتا ہے۔ پھر اسے قتل کرا دیا۔

ابن مفرغ کی روانگی اہواز

ابن مفرغ جب موصل میں تھا تو اس نے ایک عورت سے عقد کیا تھا۔ شب زفاف کی صبح کو وہ شکار کو چلا گیا۔ دیکھا کہ ایک دہقان تھا، گدھے پر سوار چلا آتا ہے۔ ابن مفرغ نے پوچھا کہاں سے آتا ہے، اس نے کہا اہواز سے۔ پوچھا کہ مسرقان کی نہر کا کیا حال ہے؟ کہا ویسی ہی ہے۔ یہ سن کر ابن مفرغ بصرہ کی طرف چل کھڑا ہوا۔ اپنی عورت کو طلاق دے دی۔

ابن مفرغ کو ابن زیاد کی امان

عبیداللہ کے پاس بصرہ پہنچا۔ اس نے امان دی تو اس نے اس سے کرمان میں رہنے کی اجازت مانگی۔ عبیداللہ نے اسے اجازت بھی دی اور اپنے عامل کے نام جو کرمان میں تھا ایک خط بھی لکھ دیا کہ اس کے ساتھ اچھی طرح پیش آئے اور اکرام کرے۔ خط لے کر ابن مفرغ کرمان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس زمانہ میں شریک بن الاعور حارثی عبیداللہ کی طرف سے کرمان کا حاکم تھا۔

امیر حج عثمان بن محمد

اس سال عثمان بن محمد بن ابی سفیان امیر حج تھا اور والی مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان۔ کوفہ میں نعمان بن بشیر حاکم تھے اور قضا پر شریح۔ بصرہ میں عبیداللہ بن زیاد اور قضا پر ہشام بن ہبیرہ۔ خراسان پر عبدالرحمن بن زیاد۔ سجستان پر عباد بن زیاد اور کرمان پر عبیداللہ بن زیاد کی طرف سے شریک بن الاعور تھا۔

* * *

باب ۷

وفات امیر معاویہ ؓ

۶۰ھ کے واقعات:

اس سال مالک بن عبداللہ نے سوریہ میں جہاد کیا اور جنادہ بن ابی امیہ نے رودس میں داخل ہو کر وہاں کے شہر کو منہدم کر دیا۔

اسی سال عبیداللہ چند سفیروں کو لیے ہوئے معاویہ ؓ کے پاس آیا اور معاویہ ؓ نے ان لوگوں سے اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لی۔

امیر معاویہ ؓ کی یزید کو وصیت:

اسی سال معاویہ ؓ کو مرض موت لاحق ہوا، یزید کو بلا بھیجا اور کہا بیٹا! میں نے تجھے زحمت و مشقت سفر سے بچا لیا تیرے لیے ہر امر کو سہل کر دیا تیرے لیے دشمنوں کو میں نے رام کر دیا۔ تیرے لیے عرب کی گردنوں کو میں نے جھکا دیا۔ تیرے لیے میں نے جو کچھ جمع کیا ہے وہ کسی نے نہ کیا ہوگا۔ مجھے اس بات کا اندیشہ نہیں ہے کہ امر خلافت جو تیرے لیے مستحکم ہو چکا ہے قریش میں سے چار شخصوں کے سوا کوئی تجھ سے اس باب میں نزاع کرے گا۔ حسین بن علی و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن زبیر و عبدالرحمن بن ابی بکر ؓ۔ ان میں سے عبداللہ بن عمر ؓ کا تو عبادت نے کام تمام کر دیا ہے اور جب وہ دیکھیں گے کہ ان کے سوا اب کوئی باقی نہیں رہا تو وہ بھی تجھ سے بیعت کر لیں گے اور حسین بن علی ؓ کو عراق کے لوگ جب تک خروج پر آمادہ نہ کر لیں گے ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ اگر تجھ پر خروج کریں اور تو ان پر قابو پا جائے تو درگزر کرنا۔ ان کو قرابت قریبہ حاصل ہے اور بہت بڑا حق رکھتے ہیں۔

پھر ابوبکر ؓ وہ شخص ہے کہ اپنے اصحاب کو جو کام کرتے دیکھے گا یہ خود بھی کرے گا اسے عورتوں اور لہو و لعب کے سوا کسی بات کا خیال نہیں۔ ہاں جو شخص کہ شیر کی طرح تیری گھات میں بیٹھے گا اور لومڑی کی طرح تجھے دھوکا دے گا۔ جب اسے موقع ملے گا حملہ کر دے گا۔ وہ ابن زبیر ؓ ہے۔ اگر ایسی حرکت وہ تیرے ساتھ کرے اور تیرے قابو میں آ جائے تو اس کے ٹکڑے اڑا دینا۔

وصیت کے متعلق دوسری روایت:

ایک روایت یہ ہے کہ جب معاویہ ؓ کی موت کا وقت قریب آیا اور یہ واقعہ ۶۰ھ کا ہے اور یزید اس وقت موجود نہ تھا آپ نے صاحب شرطہ ضحاک بن قیس فہری کو اور مسلم بن عقبہ مری کو بلایا اور ان دونوں شخصوں سے وصیت کی اور کہا میری وصیت یزید کو پہنچا دینا کہ اہل حجاز کے حال پر نظر رکھنا وہ تیری قوم کے لوگ ہیں۔ ان میں سے جو کوئی تیرے پاس آئے اس کا اکرام کرنا اور جو دور رہیں ان کا خیال رکھنا۔ اور اہل عراق کے حال پر نظر رکھنا۔ اگر تجھ سے روز روز وہ یہ سوال کریں کہ ان کے عامل کو بدل دے تو بدل دیا کرنا۔ ایک عامل کو معزول کر دینا میں اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ ایک لاکھ تلوار تیرے مقابلے میں کھنچ جائے۔ اور اہل شام کے حال پر نظر رکھنا ان کو ہمراز اور دمساز بنائے رکھنا۔

اگر دشمن کی طرف سے کوئی مہم تجھے درپیش ہو تو ان کے ذریعے سے انتقام لینا جب ظفر مند ہو جانا تو اہل شام کو ان کے وطن کی طرف واپس کر دینا۔ غیر شہروں میں وہ رہیں گے تو اپنی وضع نہیں بچا سکیں گے اور قریش میں تین شخصوں کے سوا مجھے کسی کا خوف نہیں

ہے۔ حسین بن علیؓ و عبداللہ بن عمرؓ و عبداللہ بن زبیرؓ ہیں۔ تو ابن عمرؓ تو [illegible] کے طالب نہ ہوں گے۔ حسین بن علیؓ جو سبک آدمی ہیں اہل عراق ایسے ہیں کہ جن لوگوں نے ان کے باپ کو قتل کیا اور ان کے بھائی کا ساتھ چھوڑا، یاد رکھنا انہیں لوگوں کے ذریعے سے تجھے حسینؓ کی طرف سے بھی نجات ہو سکے گا۔ اگر ان پر [illegible] کر کہ ان کو قرابت قریبہ حاصل ہے۔ بہت بڑا ان کا حق ہے اور محمد ﷺ کے یہ نواسے ہیں۔

رہے ابن زبیرؓ [illegible] ہاں اگر کوئی ایسا شخص آتا ہے تب بھی معافی کی درخواست [illegible] پر قریب دیکھو تو ان سے مقابلہ کے لیے تیار رہنا اگر صلح کا طالب ہو تو قبول کر لینا جہاں تک تم سے ہو سکے اپنی قوم کی خونریزی سے بچتے رہنا۔

معاویہ بن ابی سفیانؓ کے مرنے پر سب کا اتفاق ہے کہ رجب ۶۰ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ اس میں اختلاف ہے کہ رجب کی پہلی تاریخ تھی یا چودھویں یا پندرھویں تھی اور پنجشنبہ۔

مدت حکومت:

[illegible] معاویہؓ سے [illegible] نے بیعت کی امام حسن بن علیؓ نے جمادی الاولیٰ ۴۱ھ میں بیعت کی۔ اور وفات معاویہؓ کی ۶۰ھ میں ہوئی۔ مدت خلافت انیس برس تین مہینے کی۔ یہ بھی روایت ہے کہ اہل شام نے ذیقعدہ ۳۷ھ میں جب حکمین متفرق ہو گئے ہیں معاویہؓ سے بیعت خلافت کر لی تھی اور اس سے پیشتر طلب خون عثمانؓ کی بیعت لوگوں نے کی تھی۔ جب ربیع الاول ۴۱ھ میں امام حسن بن علیؓ نے صلح کر کے امر خلافت معاویہؓ کے حوالہ کر دیا تو اور سب لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔

واقدی کا بیان ہے: معاملہ اتفاق ہوا۔ اور رجب ۶۰ھ کی پانچویں کو پنجشنبہ کے دن دمشق میں معاویہؓ کی وفات ہوئی۔ مدت امارت انیس برس تین مہینے ستائیس دن ہوئے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ علیؓ کی موت اور معاویہؓ کی موت میں انیس برس دس مہینے تین دن کا فاصلہ ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ انیس برس کم تین مہینے مدت خلافت ہے۔

امیر معاویہؓ کی عمر:

ولید نے زہری سے [illegible] پوچھا کہ معاویہؓ کی عمر کتنے سال کی تھی۔ ولید سے کہا [illegible] برس کی عمر تھی۔ کسی روایت میں تہتر کسی میں اٹھتر کسی میں اسی کسی میں پچاسی سال کی عمر کہی ہے۔

مرض الموت:

معاویہؓ کو جب مرض الموت ہوا اور لوگ کہنے لگے کہ یہ مرض الموت ہے تو اپنے گھر کے لوگوں سے معاویہؓ نے کہا: میری آنکھوں میں سرمہ لگاؤ۔ میرے سر میں تیل ڈال دو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا تیل لگا کر چہرہ کو ان کے چکنا کر دیا۔ اس کے بعد ان کے لیے فرش بچھا دیا۔ ان کو تکیے سے لگا کر بٹھا دیا۔ پھر کہا لوگوں کو آنے دو۔ کھڑے کھڑے سلام کریں کوئی بیٹھے نہیں۔ لوگ آتے تھے کھڑے کھڑے سلام کرتے تھے۔ دیکھتے تھے کہ سرمہ لگائے ہوئے ہیں۔ تیل ڈالے ہوئے ہیں تو کہتے تھے کہ تم کہتے تھے ان کا وقت آ گیا ہے یہ تو سب سے زیادہ تندرست ہیں۔ جب لوگ سب باہر چلے گئے تو معاویہؓ نے یہ شعر پڑھے (مضمون)

'' جب سے انسان موت کے پنجے میں آیا پھر میں نے دیکھا کہ کوئی تعویذ نفع نہیں بخشتا۔ ''

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا آخری دن:

کہا جاتا ہے کہ جس زمانے میں مرض لاحق ہوا اور جس میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ اس مرض میں دونوں بیٹیاں ان کی جس وقت کہ ان کی کروٹیں بدلا رہی تھیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تم اس شخص کو الٹ پلٹ کر رہی ہو جو دولت کے جمع کرنے میں ماہر تھا اگر عذاب سے بچ کر بڑھاپے تک دولت جمع کیا اور دنیا سے جاتے رہے۔ پھر ایک شعر پڑھا۔ اسی مرض میں یہ بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک قمیص پہنا دی تھی میں نے اسے رکھ چھوڑا ہے اور ایک دن حضرت ﷺ نے ناخن ترشے تھے میں نے ان تراشوں کو اٹھا لیا اور ایک شیشی میں اسے رکھوا دیا ہے جب میں مر جاؤں تو وہ قمیص مجھے پہنا دینا اور ان تراشوں کو ریزہ ریزہ کر کے میری آنکھوں میں اور میرے منہ میں چھڑک دینا۔ امید ہے کہ اللہ ان کی برکت سے مجھ پر رحم کرے گا۔ یہ کہہ کر اشہب بن رمیلہ نہشلی کے شعر پڑھے جو اس نے قوم بنی دارم کی مدح میں کہے تھے۔ (مضمون)

'' جب ان میں سے کوئی سردار مر جائے گا تو اس کا بیٹا اس کا قائم مقام ہو جائے گا یا بیٹا تو بقدر سعادت ہی۔
ساتھ کا جو تعلق رہا جائے گا۔ ادب یہ وہ جڑیں ہیں جن سے اب زمین کے نیچے ہوئے ہیں کہ جن کو پھوٹے ہوئے ہیں۔ ''

ان کی بیٹیوں میں سے کسی نے یا کسی شخص نے کہا: نہیں امیر المؤمنین ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ اس مرض کو دفع کر دے گا پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پھر پڑھا

'' جہاں انسان موت کے پنجے میں آیا میں نے دیکھا پھر کوئی تعویذ نفع نہیں کرتا۔ ''

مال کے متعلق وصیت:

اس کے بعد بے ہوشی طاری ہوگئی پھر جب ہوش آیا تو گھر والے جو موجود تھے ان سے کہا کہ خدائے عزوجل سے ڈرتے رہو کیونکہ جو اس سے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں محفوظ رکھتا ہے اور جو کوئی خدا سے نہیں ڈرتا اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اس کے بعد قضا کر گئے۔ وفات کے وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آدھے مال کو بیت المال میں بھیجنے کی وصیت کی تھی اس سے یہ مطلب تھا کہ باقی مال پاک ہو جائے۔ اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانے کے عاملوں کا آدھا مال اسباب لیا کرتے تھے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین:

معاویہ رضی اللہ عنہ کے مرتے وقت یزید موجود نہ تھا ضحاک بن قیس فہری نے نماز جنازہ ان کی پڑھی۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ضحاک نکل آیا اپنے دونوں ہاتھوں پر کفن دھرے ہوئے منبر پر گیا۔ حمد و ثنائے باری تعالیٰ بجا لایا اور کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ عرب کے سردار تھے ان سے عرب کی شان و شوکت تھی۔ خدائے عزوجل نے ان کے ذریعے سے شر و فساد کو ختم کیا تھا ان کو اپنے بندوں کا بادشاہ بنایا ان کے ہاتھ سے ملک فتح ہوئے۔ خود وہ مر گئے۔ یہ ان کا کفن ہے۔ یہی کفن اب ہم انہیں پہنا دیں گے اور انہیں قبر میں اتار دیں گے اور انہیں ان کے اعمال کے ساتھ چھوڑ دیں گے پھر قیامت تک زمانہ برزخ ہے۔ تم لوگوں میں جو کوئی شریک ہونا چاہے وہ پچھلے پہر کے وقت حاضر ہو جائے۔ یزید حوارین میں تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیماری کا حال لکھ کر ان کے پاس بھیج دیا تھا وہ اس وقت پہنچا جب معاویہ رضی اللہ عنہ کو دفن کر چکے تھے۔ قبر پر آ کر اس نے نماز پڑھی۔ دعا کی اس کے بعد گھر آیا۔ اور چند شعر کا مرثیہ کہا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب

نسب معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ وہ ابو سفیان کے بیٹے ہیں۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ کا نام صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب ہے۔ ان کی ماں کا نام ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ہے اور کنیت ابو عبدالرحمن ہے۔

ازواج و اولاد

ان کی ازواج میں میسون بنت بحدل [illegible]

[illegible]

نائلہ بنت عمارہ کلبیہ

نائلہ بنت عمارہ کلبیہ سے بھی معاویہ رضی اللہ عنہ نے شادی کی [illegible]

[illegible]

* * *

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متفرق حالات

دربان کا تقرر:

معاویہ رضی اللہ عنہ سے جب خلافت کی بیعت ہوئی تو انہوں نے شرطہ پر قیس بن حمزہ ہمدانی کو مقرر کیا۔ پھر اس کو معزول کر کے زمیل بن عمرو عذری یا سکسکی کو یہ عہدہ دیا۔ ان کا کاتب اور دفتر کا کام کرنے والا سرجون بن منصور رومی تھا۔ دربانوں کا افسر ان کا ایک غلام آزاد تھا۔ جس کا نام مختار تھا یا مالک ابو المخارق۔ یہ شخص حمیر کا غلام آزاد تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے دربان مقرر کیے۔ سپاہیوں کا افسر ان کا غلام سعد تھا۔ قاضی ان کے عہد کا فضالہ بن عبید انصاری تھا ان کے مرنے کے بعد ابو ادریس عائذ اللہ بن عبداللہ خولانی کو قاضی مقرر کیا تھا۔

دیوان خاتم کا قیام:

دیوان خاتم پر عبداللہ بن محصن حمیری تھا اور معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے دیوان خاتم مقرر کیا اور سبب اس کا یہ ہوا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن زبیر کی کفالت کرنے کے لیے اور ان کا قرض ادا کرنے کے لیے ایک لاکھ درہم کا زیاد کے نام رقعہ لکھ دیا تھا۔ عمرو نے اس فرمان کی مہر توڑ کر لاکھ کے بدلے دو لاکھ کر دیئے۔ زیاد نے جب حساب بھیجا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ اب زیاد نے عمرو سے مواخذہ کیا کہ اس مال کو واپس کرے اور اسے قید بھی کر دیا۔ آخر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھائی کی طرف سے مال ادا کیا۔ اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیوان خاتم کو قائم کیا اور مراسلات پر گرہ بند لگائے جانے لگے۔ پیشتر اس کا رواج بھی نہ تھا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا تھا کہ قیصر و کسریٰ کے حیلہ اور پرفن ہونے کا تم ذکر کیا کرتے ہو تمہارے یہاں بھی تو معاویہ رضی اللہ عنہ موجود ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اہل مصر کو ساتھ لیے ہوئے ایک دفعہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان لوگوں کو سکھا دیا کہ پسر ہند کے سامنے جاؤ تو امیر المومنین کہہ کر اسے سلام کرنا۔ اس سے اس کی نظر میں تمہاری عظمت ہوگی اور جہاں تک بن پڑے تعظیم میں کمی نہ کرنا۔ جب وہ لوگ سب آنے لگے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے حاجبوں سے کہہ دیا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پسر نابغہ نے ان لوگوں کے نزدیک میرے رتبہ کو کم کر دیا ہے۔ دیکھو جب یہ آئیں تو جہاں تک ہو سکے ان کو خوب جھکانا۔ دوستانہ طور پر جو شخص پہلے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا وہ ابن الخیاط تھا۔ حاجبوں نے اسے بہت ہی پریشان کر دیا تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کہنے لگا السلام علیک یا رسول اللہ۔ پھر پے در پے لوگ آنے لگے اور اسی طرح کا سلام سب نے کیا۔ جب وہاں سے نکلے تو ابن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔ خدا کی مار تم لوگوں پر۔ میں نے تو منع کیا تھا کہ امیر المومنین کہہ کر اسے سلام نہ کرنا۔ تم نے رسول اللہ کہہ کر سلام کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے سر پر عمامہ رہتا تھا اور سرمہ لگائے ہوتے تھے اور جب کبھی اپنا عمامہ کو پہنتے تھے اور سرمہ لگاتے تھے تو بہت خوبصورت معلوم ہوتے تھے۔

---

۱ یہاں کا ایک فقرہ ابن اثیر نے کہ چھوڑ دیا ہے۔

حضرت عمر ؓ اور امیر معاویہ ؓ

حضرت عمر ؓ جب ملک شام میں آئے تو معاویہ ؓ نے خدم و حشم کے ساتھ ان سے ملاقات کی اور اسی طرح شام کے خدم و حشم کے ساتھ ان کے پاس گئے۔ عمر ؓ نے کہا: معاویہ ؓ تم صبح و شام اسی خدم و حشم کے ساتھ پھرتے ہو اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم خدم و حشم ساتھ لے کر نکلتے ہو اور یہ بھی میں نے سنا کہ تم گھر میں بیٹھے رہتے ہو اور اہل حاجت تمہارے دروازے پر پڑے رہتے ہیں۔ معاویہ ؓ نے کہا امیر المومنین! دشمن یہاں سے بہت قریب ہے ان کے جاسوس وقت بہت سے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ شوکت اسلام کو دیکھیں۔ عمر ؓ نے کہا: یہ تو ایک دانا کا فریب ہے۔ معاویہ ؓ نے کہا امیر المومنین! آپ جیسا فرمائیں میں ویسا ہی عمل کروں۔ عمر ؓ نے کہا میں نے جب کسی بات پر تم کو ٹوکا ہے تم نے مجھے عاجز کر دیا ہے۔ اس باب میں نہ میں تم کو حکم دیتا ہوں نہ منع کرتا ہوں۔

امیر معاویہ ؓ اور مغیرہ بن شعبہ ؓ

مغیرہ ؓ نے معاویہ ؓ کو لکھا: میرا سن زیادہ ہو گیا ہے، ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں۔ قریش میرے دشمن ہو گئے ہیں تو مجھے معزول کرنا چاہو تو کر دو۔ معاویہ ؓ نے جواب میں لکھا: تمہارا خط مجھے پہنچا تم لکھتے ہو کہ میرا سن زیادہ ہو گیا ہے میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہاری عمر کا فائدہ تمہیں کو پہنچا۔ تم ذکر کرتے ہو کہ قریش میرے دشمن ہو گئے ہیں۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کے سوا تمہیں کسی سے فائدہ نہیں پہنچا اور تم نے سوال کیا ہے کہ میں تمہیں معزول کر دوں۔ لو میں نے تم کو معزول کر دیا۔ اگر تم سچے ہو تو سمجھو میں نے تمہاری بات کو قبول کر لیا اور اگر تم مکر کرتے ہو تو میں نے بھی تم سے مکر کیا۔

امیر معاویہ ؓ کا قول:

معاویہ ؓ کا قول ہے کہ جو شخص اصیل ہو کر اپنے مال کا انتظام نہ کرے علم اس میں نہ ہو وہ اپنے خاندان سے الگ ہے اور جو شخص باغی ہو کر ترقی چاہے وہ خود بھی اپنے خاندان سے الگ ہے۔ بادشاہی کی طاقت و شجاعت و سخاوت عجیب نہیں کی۔ ایک دن معاویہ ؓ کھانا کھا رہے تھے ان کے ساتھ عبداللہ بن ابی بکرہ اور ان کا بیٹا بھی تھا۔ بیٹے نے بہت سا کھانا کھا لیا۔ معاویہ ؓ نے گوشۂ چشم سے اس کی طرف نگاہ کی وہ بھی سمجھ گئے۔ باپ نے چاہا کہ لڑکے کو اشارہ کریں وہ جب تک فارغ نہ ہوا اس نے کھانے سے سر ہی نہ اٹھایا۔ عبداللہ نے باہر آ کر اس سے ملامت کی لیکن اس نے پھر بے تمیزی کی۔ پھر معاویہ ؓ کے پاس آیا تو لڑکا ساتھ نہ تھا۔ معاویہ ؓ نے پوچھا۔ تمہارا بیٹا تمہارے ساتھ کہاں ہے؟ کہا بیمار ہو گیا۔ معاویہ ؓ نے کہا میں کہتا تھا کہ یہ کھانا اسے بیمار کر دے گا۔

ابوبردہ کے لیے یزید کی سفارش

ایک دفعہ ابو موسیٰ ؓ کے بیٹے ابوبردہ ٹوپی سر پر پہنے ہوئے معاویہ ؓ کے پاس آئے اور کہا السلام علیک یا امین اللہ۔ معاویہ ؓ نے وعلیک السلام۔ جب وہ چلے گئے تو معاویہ ؓ نے کہا یہ ڈرتا اس لیے آیا تھا کہ میں اسے کوئی خدمت دوں۔ واللہ! کوئی خدمت اسے میں نہ دوں گا۔ ابوبردہ کہتے ہیں معاویہ ؓ کو ایک زخم لگا تھا میں انہیں دنوں میں ان کے پاس گیا۔ مجھ سے کہا مجھے میرے پاس آ کر دیکھو۔ میں نے دیکھا تو زخم میں سیاہی رنگ پکڑ گئی تھی۔ میں نے کہا امیر المومنین! آپ کے لیے کوئی خوف کی بات نہیں ہے اسی وقت یزید بھی آ گیا۔ معاویہ ؓ نے کہا اگر کبھی حکومت کی کچھ خدمت دو تو ان کو دو۔ ان کے والد میرے دوست تھے۔

یہ بات کہی یا اس قسم کی کوئی بات کہی تھی اور کہا کہ ہاں جنگ صفین کے موقع کے کچھ نے دیکھے وہ انہوں نے نقل کیے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور محمد بن اشعث:

ایک روز معاویہ رضی اللہ عنہ نے احنف کے لیے اذن دیا کہ اسے بلایا جائے۔ اور سب سے پہلے اس کو بلانے کے لیے اذن ہوا ہی گیا تھا۔ محمد بن اشعث بھی اس کے بعد چلا آیا، اور احنف اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیچ میں بیٹھ گیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پہلے ان کو بلانے کا یہ مطلب نہ تھا کہ تم ان سے دلی محبت رکھتے ہو۔ مگر تمہارے اس فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ تم اس میں اپنی ذلت سمجھے۔ ہم جس طرح تمہارے امور کا اختیار رکھتے ہیں، تمہارے فوق دینے کا بھی اختیار رکھتے ہیں۔ ہم جو بات تم سے چاہیں تم بھی اسی بات کی ہم سے خواہش کرو، تمہاری بھلائی اسی میں ہے۔

ربیعہ بن عسل یربوعی:

ربیعہ بن عسل یربوعی نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کسی امر کی درخواست کی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے ستو پلانے کے لیے کہا اور پوچھا، ربیعہ تمہاری طرف سے لوگوں کو کیا جواب ہے؟ اس نے کہا لوگوں میں اختلاف ہے۔ کوئی قرض ادا کیے بغیر نہیں رہتا۔ پوچھا تم پر کس قدر قرض ہے؟ کہا میں نے بھی ان کے کسی قرض میں کمی نہیں کی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم یہ چاہتے ہو کہ ان سے بھی زیادہ قرض لے دوں؟ ربیعہ نے کہا امیرالمومنین مجھے گھر بنانے کے لیے بارہ ہزار لٹھے دے دیجئے۔ پوچھا تمہارا گھر کہاں ہے؟ کہا بصرہ میں، اور اس کا اتنا بڑا مکان ہے جس کی درازی دو فرسخ تک میں اور دو فرسخ تک چوڑان ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارا گھر بصرہ میں ہے یا بصرہ گھر میں ہے؟ اس کا ایک بیٹا ابن ہبیرہ کے پاس گیا، اس سے کہا کہ امیرالمومنین نے [illegible] میں بھی قوم کا بیٹا ہوں، والد نے میرے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس [illegible] کی درخواست کی تھی۔ ابن ہبیرہ نے کہا تم سے پوچھا کیا کر رہا ہے۔ کہا [illegible] آگے بیٹھے ہیں۔ ابن ہبیرہ نے کہا تمہارے والد کی سمجھ داری تھی۔

عتبہ اور عنبسہ میں کشیدگی:

ابوسفیان کے دونوں بیٹوں عتبہ اور عنبسہ میں ایک دفعہ کچھ نزاع واقع ہوئی۔ عتبہ ہند کے پیٹ سے تھا اور عنبسہ ابوازیہر دوسی کی بیٹی کے پیٹ سے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عنبسہ پر عتاب کیا۔ عنبسہ نے کہا امیرالمومنین آپ بھی مجھ سے برہم ہوتے ہیں؟ کہا اسے عتبہ ہند کا بیٹا ہے۔ عنبسہ نے کہا ہم سب تو ایک ہی سے تعلق رکھتے تھے، اب ہند نے ہم کو جدا جدا کر دیا۔ اگر میں ہند کے پیٹ سے نہیں ہوں تو کیا ہوا، میری ماں کوئی ایسی تھی جس کی قرابت پر دوسرے بزرگ فخر کرتے ہیں، جس کا باپ بڑھاپے میں مہمانوں کا شفیق، ضعیفوں کا ملجا و ماویٰ، دمشق میں لوگوں کی نگرانی کرتی ہیں۔ تمام یا ایسی ہی باتوں سے [illegible] اس کی خبر گیری کرتی ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اب پھر تمہاری نسبت میں کبھی زبان سے نہ نکالوں گا۔

قیصر کی پیش قدمی:

ایک شب معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس خبر آئی کہ قیصر روم فوجیں لیے ہوئے [illegible] کی طرف آ رہا ہے، اور ناتل بن قیس جذامی فلسطین

ل [illegible]

پر غالب آ گیا اور بیت المال وہاں کا اس نے لے لیا اور اہل مصر میں سے جو لوگ زندان میں تھے بھاگ گئے اور علی بن ابی طالب بھی لوگوں کو لیے ہوئے تمہارے قصد میں آ رہے ہیں۔ معاویہؓ نے موذن کو حکم دیا کہ اسی وقت اذان دے۔ اور آدھی رات ہو گئی تھی۔ عمرو بن عاص نے معاویہؓ سے آ کر پوچھا کہ مجھے کیوں بلا بھیجا۔ معاویہؓ نے کہا میں نے تو کسی کو نہیں بھیجا۔ عمرو نے کہا اس وقت جو اذان ہوئی ہے وہ میرے ہی لیے ہوئی ہے۔

امیر معاویہؓ کی عمرو بن العاصؓ کو ہدایات

معاویہؓ نے کہا جو ہر کمانوں کے تیر تھے وہ چل گئے عمروؓ نے کہا یہ لوگ جو تمہارے زندان سے نکل گئے ہیں۔ خدا عزوجل کے زندان میں تو ہیں۔ یہ سب خوارج ہیں ان کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ تم یہ حکم دے دو کہ جو شخص ان سب سے کسی شخص کو گرفتار کر کے یا اس کا سر لے کر دے گا اسے انعام اسی کے خون بہا کے برابر ملے گا۔ اسی طرح سب کے سب تمہارے پاس آ جائیں گے۔ قیصر سے تم صلح کر لو اسے مال اور خلعت دینا وہ اسی میں خوش ہو جائے گا۔ ہاں ابن قیس کے باب میں تم جو کہنا چاہو میں کہہ سکتا ہوں کہ اس نے مذہب کے جوش میں یہ حرکت نہیں کی ہے جو کچھ دیا گیا ہے اسی کا وہ طالب تھا تم اسے ایک دو لفظ جو کچھ اس نے لیا ہے معاف کر دو اور اسے معلوم ہونے دو کہ وہ تمہارے قابو میں آ جائے تو تم نے اس سے مطمئن نہ ہونا۔ اپنا زور اور اپنی تلوار اس کام میں لگا دینا کہ تمہارے امام کا خون اسی پر ہے۔

ابرہہ بن صباح کی رہائی:

زندان سے ابرہہ بن صباح کے سوا سب کے سب بھاگ گئے تھے معاویہؓ نے اس سے پوچھا اپنے ساتھیوں کے ساتھ تم کیوں نہیں بھاگے اس نے کہا مجھ کو علیؓ کا بغض یا حب معاویہؓ نے مجھے نہیں روک رکھا بلکہ میں نکل ہی نہ سکا۔ یہ سن کر معاویہؓ نے اسے بھی رہا کر دیا۔

امیر معاویہؓ کا اعتراف:

شام کے ایک قریہ سے کسی ضلع کی طرف معاویہؓ جا رہے تھے شام کے ایک مکان میں اتر پڑے کہ گرمی تھی ان کے لیے فرش ہو گیا۔ ابن مسعدہ بھی ان کے پاس بیٹھے تھے اس طرف سے اونٹوں کی قطاریں اونٹنیاں گھوڑے گھوڑیاں گذریں تو معاویہؓ نے کہا اے ابن مسعدہ خدا ابوبکرؓ پر رحم کرے نہ تو انہوں نے دنیا کی خواہش کی۔ اور عثمانؓ نے دنیا سے فائدہ لیا اور دنیا نے ان سے۔ ہمارا یہ حال ہے کہ دنیا میں غرق ہو گئے۔ یہ کہہ کر کچھ پشیمان ہونے پھر کہنے لگے۔ واللہ یہ تو بادشاہی ہے کہ خدا نے ہم کو عطا کی۔

زید بن عمرؓ اور بسر بن ارطاۃ:

عمرو بن عاصؓ نے معاویہؓ کو لکھا کہ ملک مصر کی جاگیر ان کو جو عطا ہوئی ہے وہ ان کے بیٹے عبداللہ بن عمروؓ کو بھی ملے۔ معاویہؓ نے کہا ابو عبداللہؓ نے یہ کیا تحریر لکھا ہے دیکھو تم لوگ گواہ رہو۔ میں ان کے بعد دوبارہ ان کے اس عہد

۱؎ ظاہرا یہ سب مال غنیمت تھا۔ مترجم

آزاد کر دوں گا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب میں نے دیکھا تھا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible] ہیں۔ یہ فاروق رضی اللہ عنہ کے قدم بقدم ہیں۔ تم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ نے راضی کر لیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بلند ہمتی

معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے [illegible] جب معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

جب اپنی اولاد کے یہاں اولاد ہو [illegible] سے [illegible] قریب [illegible]
بیماریوں کی [illegible] [illegible] ہو تو پھر [illegible] کے [illegible] زندگی [illegible] ہے

جب چھ پشت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عبدالرحمن بن حکم کو نصیحت

عبدالرحمن بن حکم سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا بیٹے [illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بات تو وہ کرو [illegible] [illegible] [illegible]

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور مروان

معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مروان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] عبدالمطلب کا نام نہیں لیا۔ لوگوں نے [illegible] مروان نے کہا تو دونوں کے بیٹوں [illegible] اپنے بیٹے کے برابر نہیں سمجھتے۔ ایک شخص نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کون لوگ آپ کو زیادہ عزیز [illegible] ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے [illegible] جو سب سے زیادہ مجھ [illegible] متعلق ہوتے ہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حلم:

معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بندہ کو جو نعمتیں عطا ہوئی ہیں ان میں سب سے افضل یہ ہے کہ جب اس کی تعریف کی جائے تو وہ [illegible] کرے۔ جب اسے عطا کیا جائے تو وہ بھی شکر کرتا رہے۔ جب مصیبت پڑے تو صبر کرے۔ غصہ آ جائے تو صبر کرے۔ قادر ہونے پر بخش دے۔ [illegible] کرے تو بخشوا لے۔ وعدہ کرے تو اسے پورا کرے۔ ایک شخص نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے [illegible] درازی اور پھر اس میں بھی زیادتی کی۔ کسی نے کہا [illegible] آپ [illegible] سے کام لیتے ہیں۔ [illegible] اس وقت تک لوگوں کی زبانیں [illegible] جب تک وہ ہماری بادشاہی میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔

عبداللہ بن جعفر اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن جعفر کو گانے بجانے پر [illegible]۔ ایک دن ابن جعفر رضی اللہ عنہ [illegible] ہوئے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے [illegible] ایک پاؤں اور دوسرے پاؤں پر [illegible] تھے۔ ابن جعفر نے [illegible] سے کہا گاؤ۔ اس کے گانے کے [illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے گانے پر پاؤں ہلانے لگے۔ ابن جعفر نے کہا۔ امیر المومنین ذرا ٹھہرئیے [illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا [illegible] کریم کی طبیعت [illegible] والی ہوتی ہے۔ ایک دفعہ عبداللہ بن جعفر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان کے ساتھ [illegible] غلام [illegible] تھا [illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن جعفر سے کہا بیان کریں کیا کام ہے؟ ابن جعفر نے [illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون شخص [illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اسے اندر [illegible] دروازے [illegible] گیت گانے لگا [illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ نے تعریف کی اور کام [illegible] پورا کر دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے:

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ بادشاہی کا حقدار معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ لوگوں [illegible] کے لیے ان کا [illegible] ایک وادی [illegible] تھا [illegible] ابن زبیر [illegible] تھے۔ [illegible] میں نے [illegible] صحبت میں [illegible] ان سے بڑھ کر [illegible] عبداللہ رضی اللہ عنہ کی صحبت [illegible] ان سے [illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا [illegible] ان سے [illegible] اس سے بے نیاز [illegible]

---

۱ [illegible] کے ترجمہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

باب ۸

یزید بن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید سے لوگوں نے بیعت خلافت کی۔ یہ واقعہ رجب کی چودھویں یا بائیسویں کا ہے۔ بعض نصف رجب لکھتے ہیں۔ اس نے عبید اللہ بن زیاد کو بصرہ میں اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں بحال رکھا۔ مدینہ کا امیر ولید بن عتبہ بن ابو سفیان تھا اور مکہ کا عمرو بن سعید بن العاص۔ یزید جب والی ملک ہوا تو اسے اس کے سوا کوئی فکر نہ تھی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب اپنے بعد اس کے ولی عہد کرنے کے لیے لوگوں سے بیعت طلب کی ہے تو جن لوگوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے کہنے پر بیعت نہیں کی ان سے بیعت لی جائے اور ان کی طرف سے فراغت حاصل کی جائے۔

یزید کا ولید بن عتبہ کے نام خط:

اسی بنا پر اس نے ولید بن عتبہ کو یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"امیر المومنین یزید کی طرف سے ولید بن عتبہ کو معلوم ہو کہ معاویہ رضی اللہ عنہ خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ تھے۔ خدا نے ان کو کرامت وخلافت وعطائے حکومت سے سرفراز کیا تھا۔ جتنی عمر ان کی لکھی ہوئی تھی اس وقت تک زندہ رہے۔ جب مدت تمام ہوگئی مر گئے خدا ان پر رحم کرے کہ زندگی بھر اچھی حالت میں رہے اور نیکوکار و پرہیزگار ہو کر مرے۔ والسلام۔
ایک پرچہ میں یہ لکھا کہ حسین اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہم سے بیعت لینے میں سختی کرو اور جب تک بیعت نہ کر لیں ذرا انہیں مہلت نہ دو۔"

ولید بن عتبہ اور مروان بن حکم:

معاویہ رضی اللہ عنہ کی خبر مرگ سے ولید کو تشویش ہوئی ایک امر عظیم سمجھا اور مروان بن حکم کے پاس کسی کو بھیج کر بلوایا۔ ولید جس روز مدینہ میں آیا ہے مروان بھی بہت کراہت کے ساتھ پیش آیا تھا اس بات پر ولید نے اپنی صحبت میں اسے گالیاں دی تھیں یہ خبر مروان کو ہوئی تو اس نے ولید سے ملنا ترک کر دیا اور اس سے قطع تعلق کیا تھا۔ اس کو اتنا زمانہ گذرا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خبر مرگ ولید کو پہنچی۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہلاک ہونے کو ولید نے امر عظیم سمجھا اور ان کے ساتھ ان لوگوں سے بیعت لینے کا اسے حکم ہوا تو اس وقت مروان سے مشورہ لینے پر وہ مجبور ہوا اور اسے بلا بھیجا۔ جب اس نے یزید کا خط مروان کو پڑھ کر سنایا تو مروان نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اور رحمہ اللہ۔

مروان بن حکم کا ولید کو مشورہ:

ولید نے اس باب میں اس سے مشورہ چاہا۔ پوچھا تمہاری کیا رائے ہے ہم کو کیا کرنا چاہیے مروان نے جواب دیا کہ میری رائے یہ ہے کہ اسی وقت ان لوگوں کو بلا بھیجو۔ جب وہ آئیں تو ان سے یزید کی بیعت اور اطاعت گذاری کا اقرار لو وہ مان جائیں تو

تم ابھی بلا بھیجو اور ان سے بیعت لو۔ انکار کریں تو سب کی گردن مار دو۔ ان کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے مرنے کی خبر ہونے سے پہلے پہلے۔ اگر انہیں یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مر گئے تو ان میں سے ہر شخص کسی طرف جا کھڑا ہوگا اور مخالفت ظاہر کر کے دعوت دینے لگے گا۔ اور اپنے طور پر لوگوں کو اپنی امامت پر بلانے لگے گا۔ لیکن ابن عمر تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ لڑائی کو پسند کریں یا حکومت کی ان کو خواہش ہو۔ ہاں بے مانگے یہ حکومت ان کے سر ڈال دی جائے تو اور بات ہے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی طلبی:

غرض عبداللہ بن عمرو بن عثمان ایک نوجوان لڑکا ان دونوں شخصوں کے بلانے کے لیے بھیجا گیا۔ اس نے مسجد میں ان دونوں کو پایا۔ وہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اس نے آ کر کہا کہ امیر نے تم دونوں آدمیوں کو طلب کیا ہے۔ وقت یہ ایسا تھا کہ ولید اس وقت لوگوں سے نہیں ملتا تھا۔ نہ یہ دونوں شخص بھی ایسے وقت اس سے ملنے کو جاتے تھے۔ دونوں نے جواب دیا۔ تم چلو ہم بھی آتے ہیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس وقت تو ولید کسی سے ملتا نہیں پھر کیوں ہم لوگوں کو بلایا ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا میں سمجھتا ہوں ان لوگوں کا فرعون ہلاک ہو گیا ہے ہم کو اس لیے بلا بھیجا ہے کہ اس خبر کے شائع ہونے سے پہلے بیعت کے لیے ہم پر مواخذہ کرے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔ پوچھا تمہارا کیا ارادہ ہے؟ کہا اسی وقت اپنے جوانوں کو ساتھ لے کر ولید کے پاس جاتا ہوں۔ دروازہ پر ان لوگوں کو روک دوں گا اور خود اس کے پاس جاؤں گا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ اور ولید بن عتبہ کی ملاقات:

ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم اس کے پاس گئے تو مجھے تمہاری جان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا میں اسی طرح جاؤں گا کہ نکل بھی سکوں۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے خادموں کو اور عزیزوں کو ساتھ لے کر چلے۔ ولید کے دروازہ پر پہنچے تو ساتھ کے لوگوں سے کہا کہ میں اندر جاتا ہوں اگر میں تم کو پکاروں یا تم سنو کہ ولید نے بلند آواز کی تو تم سب کے سب اندر چلے آنا۔ نہیں تو جب تک میں باہر نہ آؤں اپنی جگہ پر موجود رہنا۔ یہ کہہ کر داخل ہوئے اور سلام علیک یا امیر کہا۔ مروان اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے موت معاویہ رضی اللہ عنہ سے انجان ہو کر کہا۔ میل رکھنا ترک ملاقات سے بہتر ہے۔ خدا نے تم دونوں کے دلوں میں صفائی کر دی۔ دونوں نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ حسین رضی اللہ عنہ آ کر بیٹھ گئے تو ولید نے خط پڑھ کر سنایا۔ معاویہ کے مرنے کی خبر دی اور بیعت کا طالب ہوا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم میں تلخ کلامی

حسین رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور کہا کہ خدا معاویہ رضی اللہ عنہ پر رحم کرے اور تمہارا اجر زیادہ کرے۔ بیعت کا جو تم نے مجھ سے سوال کیا تو مجھ جیسا شخص پوشیدہ طور پر بیعت کرنے والا نہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ تم کو بھی مجھ سے پوشیدہ طور پر بیعت لینے کی جرأت نہ کرنا چاہیے۔ مجھ سے لوگوں کے سامنے علانیہ بیعت لینا چاہیے۔ ولید نے کہا: اچھا! حسین رضی اللہ عنہ نے کہا جب لوگوں کے مجمع میں تم سب سے بیعت لو گے تو ان کے ساتھ ہی ہم سے بھی چاہو تو ایک ہی بات ہے۔ ولید عافیت پسند تھا کہنے لگا۔ بسم اللہ آپ تشریف لے جائیے۔ سب لوگوں کے مجمع ہی میں ہم سے ملئے گا۔ مروان بول اٹھا اگر اس وقت بغیر بیعت کیے یہ تمہارے پاس سے چلے گئے تو واللہ پھر جب تک کہ تم میں اور ان میں بہت کشت و خون نہ ہو اس طرح تمہارے قابو میں یہ نہ آئیں گے تو واللہ پھر قید کر لو۔

تمہارے پاس سے نکلنے نہ پائیں۔ بیعت کریں تو خیر نہیں تو ان کی گردن مار دو۔ حسین رضی اللہ عنہ اٹھ کر کھڑے ہوئے اور کہا ابن الزرقاء، کیا تو مجھے قتل کرے گا یا یہ قتل کرے گا۔ واللہ تو نے جھوٹ بکا مارا۔ یہ کہہ کر نکلتے ہوئے چلے گئے۔ اپنے اصحاب میں آ گئے۔ وہ سب گھیر کر لیے ہوئے اپنے مکان پر آ گئے۔

ولید بن عتبہ کا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے سے انکار:

مروان نے ولید سے جا کر کہا تم نے میرا کہنا نہ مانا۔ حسین رضی اللہ عنہ کے لیے ایسا موقع تم کو اب کبھی نہیں ملے گا۔ ولید نے کہا اے مروان کسی اور شخص کو ملامت کرو۔ تم نے مجھے ایسا مشورہ دیا ہے جس میں میرے دین کی تباہی تھی۔ واللہ حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے عوض ساری دنیا کا مال و ملک جہاں تک آفتاب طلوع و غروب کرتا ہے مجھ کو مل جائے تو مجھے منظور نہیں۔ سبحان اللہ حسین رضی اللہ عنہ کو ایک بیعت کے نہ کرنے پر میں قتل کروں۔ واللہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جس شخص سے خون حسین رضی اللہ عنہ کی باز پرس ہو وہ قیامت کے دن خدا کے سامنے خفیف المیزان ٹھہرے گا۔ مروان نے کہا اگر تمہاری رائے یہ ہے تو جو کچھ تم نے کیا بہت ہی اچھا کام کیا۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طلبی:

یہ کل ولید کی رائے کی تائید کرنے کو مروان نے کہا تھا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر اپنے گھر میں آ کر چھپ رہے۔ ولید نے ان کے پاس کسی کو بھیجا تو معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنے تمام اصحاب کو جمع کر کے اپنی حفاظت کر لی ہے۔ اس پر ولید نے زیادہ تر اصرار کیا۔ بہت سے لوگوں کو پے در پے ان کے پاس بھیجا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے تو یہ کہا کہ ٹھہرو ہم بھی غور کر لو تم بھی غور کر لیں، تم بھی سوچ لو ہم بھی سوچ لیں۔ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ساتھ جلدی نہ کرو میں ضرور آتا ہوں ذرا مجھے تو مہلت دو۔ ان پر وہ لوگ ان دونوں آدمیوں سے نہایت مصر ہوئے۔ دن رہے سے رات گئے تک اصرار کرتے رہے۔ حسین رضی اللہ عنہ کو بہت ہی طرح دیتے رہے۔ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس ولید نے اپنے غلاموں کو بھیجا انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں۔ پکار پکار کر کہا۔ اے کاہلیہ کا بیٹا امیر کے پاس چل نہیں تو واللہ وہ تجھے قتل کر دیں گے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس دن کو رات گئے تک یہ کہہ کر ٹالا کہ میں بھی آتا ہوں۔ جب ان لوگوں نے شدت کی تو کہا "پے در پے تم لوگوں کے آنے سے اور میرے پاس اتنے لوگوں کو دیکھنے سے مجھے کھٹکا ہو گیا ہے تم لوگ میرے ساتھ جلدی نہ کرو۔ میں خود امیر کے پاس کسی کو بھیجتا ہوں کہ ان کی رائے ان کا حکم معلوم ہو۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنے بھائی جعفر بن زبیر رضی اللہ عنہ کو امیر کے پاس بھیجا۔ انہوں نے جا کر کہا۔ خدا کے واسطے عبداللہ رضی اللہ عنہ پر سختی کرنے سے باز رہئے۔ آپ نے پے در پے لوگوں کو بھیج کر انہیں اندیشہ مند و خائف کر دیا ہے۔ صبح کو ان شاء اللہ وہ آپ کے پاس آ جائیں گے۔ اپنے لوگوں کو حکم دیجئے کہ وہ میرے مکان پر سے چلے جائیں۔ ولید نے اپنے لوگوں کو بلوایا وہ سب چلے آئے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا فرار:

ابن زبیر رضی اللہ عنہ رات ہی کو گھر سے نکل کر فرع کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کے بھائی جعفر کے سوا کوئی شخص ساتھ نہ تھا۔ بڑے رستے کو تعاقب کے خوف سے انہوں نے ترک کیا اور مکہ کی طرف چلے۔ صبح ہوئی تو ولید نے ان کے پاس کسی کو بھیجا۔ معلوم ہوا کہ وہ نکل گئے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا تعاقب:

مروان نے کہا میں قسم کھاتا ہوں کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ کی طرف جاتے ہیں۔ ولید نے اسی سوار ابن زبیر کے تعاقب میں

لوگوں کو دوڑایا۔ بنی امیہ کے اسی سوار [illegible] ایک [illegible] نہ پا سکے۔ [illegible]
[illegible] ڈھونڈتے پھرے مگر نہ پا سکے۔ جب پلٹ آئے۔ [illegible] شام کے وقت
ان کے پاس لوگوں کو بھیجا انہوں نے کہا [illegible] صبح ہونے دو [illegible] ان لوگوں نے بھی اصرار نہیں کیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی مکہ:

حسین رضی اللہ عنہ اسی رات [illegible] جب [illegible] تو حسین [illegible] اتوار کی شب [illegible] نکل گئے۔ ابن زبیر ان سے ایک شب پہلے روز شنبہ کو رات کو نکلے تھے اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ [illegible] جب [illegible] تو [illegible] شعر زبان سے نکلا

"[illegible] اپنی پناہ [illegible]"

یہ سن کر ابو سعید مقبری نے کہا [illegible] ان کا مطلب تھا [illegible] کا خیال [illegible] آپ [illegible] زبان پر یہ شعر [illegible] بات کے لئے [illegible] حسین [illegible] محمد بن حنفیہ [illegible] تمام اہل بیت کو [illegible] تھے۔

محمد بن حنفیہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی گفتگو

محمد بن حنفیہ نے [illegible] بھائی جان آپ سے بڑھ کر کوئی [illegible] اور خیر خواہی کا حق آپ سے بڑھ کر کسی کے لئے [illegible] یزید [illegible] اپنے لوگوں کے ساتھ [illegible] شہروں سے جہاں تک ہو سکے الگ رہیے۔ اور اپنے قاصدوں کو لوگوں کے پاس بھیجئے [illegible] آپ سے بیعت کر لیں [illegible] آپ سے بیعت کر لیں تو خدا کا شکر ہے۔ اگر کسی دوسرے کی بیعت پر متفق ہو گئے تو [illegible] آپ کے دین و عقل [illegible] فضیلت [illegible] کوئی فرق نہیں پہنچے گا۔ [illegible] مجھے [illegible] بات کا ڈر ہے [illegible] اختلاف پڑ جائے۔ ایک گروہ آپ کے ساتھ ہو اور [illegible] آپ کے خلاف ہو۔ [illegible] آپ کی طرف [illegible] آپ [illegible] اور [illegible] سب [illegible] ہوں۔

محمد بن حنفیہ کا مشورہ:

حسین رضی اللہ عنہ نے کہا بھائی کہاں جاؤں؟ [illegible] مکہ میں [illegible] اگر وہاں اطمینان حاصل ہو جائے تو بہتر، اور اگر [illegible] ریگستانوں اور پہاڑوں کی طرف نکل جائیے۔ ایک مقام سے [illegible] دوسرے [illegible] دیکھتے رہیے کہ لوگوں کا [illegible] حال ہوتا ہے [illegible] صواب اور مقتضائے عقل [illegible] بات ہے [illegible] حسین نے [illegible] محمد بن حنفیہ کے مشورہ [illegible] جواب [illegible] خیر خواہی [illegible] امید ہے کہ تمہاری رائے درست اور موافق ہوگی۔

ابو سعید مقبری کی روایت:

ابو سعید مقبری کہتا ہے میں نے مسجد میں حسین رضی اللہ عنہ کو آتے ہوئے دیکھا دو شخصوں کے درمیان چل رہے تھے کبھی اس طرف بوجھ ڈال دیتے تھے کبھی اس طرف اور (یزید) ابن مفرغ کے یہ دو شعر زبان پر تھے۔ مضمون یہ تھا:

شہسواری کا پھر میں نام نہ لوں پھر نہ رکھوں یزید نام اپنا
میں گوارا کروں اگر ذلت اپنے جینے کو ہے حرام اپنا

اسی وقت میں نے دل میں کہا واللہ یہ کچھ اور ہی ارادہ رکھتے ہیں جو یہ شعر پڑھتے ہیں۔ ابھی دو ہی دن گزرے تھے کہ مکہ کو روانہ ہو گئے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیعت سے انکار:

اب ولید نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور کہا یزید سے بیعت کرو۔ کہا سب لوگ جب بیعت کر لیں گے تو میں بھی بیعت کروں گا۔ ایک شخص بول اٹھا "تمہیں بیعت کرنے سے کون سا امر مانع ہے تم یہی چاہتے ہو کہ لوگوں کے درمیان اختلاف پیدا ہو۔ کشت و خون ہو۔ سب فنا ہو جائیں۔ جب یہ مصیبت گزر جائے تو سب کہیں اب تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہا ان سے بیعت لے لو"۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہ نہیں چاہتا کہ کشت و خون ہو۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگوں میں اختلاف پیدا ہو۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ سب لوگ فنا ہو جائیں۔

میں اتنا ہی کہتا ہوں کہ سب لوگ بیعت کر لیں گے اور میرے سوا کوئی باقی نہ رہے گا تو میں بھی بیعت کر لوں گا۔ غرض عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے حال پر چھوڑ دیا کہ کوئی ان کو ذرا سا دھڑکا بھی نہ تھا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی مکہ میں آمد:

ابن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں پہنچے وہاں عمرو بن سعید حاکم تھا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو کہا میں پناہ لینے آیا ہوں۔ لوگوں کے ساتھ نماز اور افعال میں شریک نہ ہوتے تھے۔ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کنارے توقف کرتے تھے سب کے بعد انہیں ساتھیوں کے ساتھ نماز و اعمال بجا لاتے تھے۔ حسین رضی اللہ عنہ جب مکہ کی طرف چلے تو یہ آیت پڑھی فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ "یعنی (موسیٰ) ڈرتے امید کرتے ہوئے شہر سے نکلے کہا پروردگارا تو ظالم قوم کے ہاتھ سے مجھے نجات دے۔" جب مکہ میں حسین رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو یہ آیت پڑھی "وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَى رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ "یعنی جب موسیٰ مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو کہا امید ہے کہ میرا مالک مجھے سیدھے رستے پر لگا دے۔

ولید بن عتبہ کی معزولی:

اسی سال رمضان میں ولید بن عتبہ کو مدینہ سے یزید نے معزول کر کے عمرو بن سعید اشدق کو مقرر کیا۔ عمرو بن سعید رمضان میں مدینہ میں داخل ہوا۔

واقدی کہتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خبر مرگ اور یزید کی بیعت کا حکم جب ولید کو پہنچا ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ مدینہ میں نہ تھے اور ابن زبیر و حسین رضی اللہ عنہ کو جب بیعت کے لیے بلایا تو انہوں نے انکار کیا اور اسی رات کو مکہ روانہ ہو گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ و ابن عمر رضی اللہ عنہ مکہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عمرو بن زبیر کا قصد بجانب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ:

غرض انیس روانہ ہو کر مقام ذی طوی میں اور عمرو بن زبیر مقام ابطح میں اترے۔ یہاں سے عمرو بن زبیر نے اپنے بھائی کو کہلا بھیجا کہ خلیفہ کی قسم پوری ہو جانے دو یعنی گردن میں چاندی کی طوق یا زنجیر جو دکھائی نہ دے ڈال لو اور لوگوں کو آپس میں نہ لڑاؤ۔ خدا سے ڈرو کہ تم اس شہر میں ہو جہاں جنگ و جدال حرام ہے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنے وقت یا مسجد الحرام میں رہوں گا۔

عبداللہ بن صفوان:

ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن صفوان کو ذی طوی کی طرف سے انیس کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ عبداللہ بن صفوان کے ساتھ وہ لوگ بھی سب شریک ہو گئے جو بیرون مکہ مقیم تھے۔ انیس پر حملہ کیا۔ جنگ میں اسے شکست دے دی۔ عمرو کے لشکر میں سے ایک جماعت نے اس کا بھی ساتھ چھوڑ دیا اور وہ علقمہ کے گھر میں چلا گیا۔ اس کا بھائی عبیدہ بن زبیر اس سے ملنے آیا اور اسے پناہ دی۔ پھر عبیدہ بن زبیر عبداللہ کے پاس جا کر کہنے لگا کہ میں نے عمرو کو پناہ دے دی۔ عبداللہ بولے کہ تم نے لوگوں کو ظلم سے بچانے کو اسے پناہ دے دی۔ یہ تو کسی طرح درست نہیں۔

عبداللہ بن صفوان کی برہمی:

ایک روایت یہ ہے کہ عمرو بن زبیر، انیس بن یزید کے حکم سے مدینہ سے روانہ ہوئے تھے۔ عمرو کوہ صفا کے قریب اپنے مکان میں اور انیس ذی طوی میں اترا۔ عمرو نماز پڑھایا کرتا تھا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی سب کے ساتھ اس کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔ وہاں سے دونوں بھائی ہاتھ میں ہاتھ انگلیوں میں انگلیاں ڈالے ہوئے نکلتے تھے۔ قریش میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جو عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ملنے کو نہ آیا ہو۔ بس ایک عبداللہ بن صفوان تھا کہ نہیں آتا تھا۔ اس پر عمرو نے کہا تعجب ہے کہ عبداللہ بن صفوان میرے پاس نہیں آیا۔ واللہ اگر میں اس کی طرف رخ کرتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ سارا قبیلہ بنی جمح اور ان کے سوا اس کے حلیف بھی اس کے شریک ہوں میرے مقابلہ میں کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ کلمہ اس کی زبان سے نکلا تھا کہ حریف کے کان تک پہنچ گیا۔ وہ بہت برافروختہ ہوا۔ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ تم تو اپنے بھائی کی ملاقات میں مست ہو۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ابو صفوان بھلا میں اور اس کی ساتھی مانوں۔ واللہ ایک چیونٹی بھی اس کے استیصال کرنے میں مجھ سے مدد چاہے تو میں اس سے بھی مدد مانگوں گا۔

عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ کی گرفتاری:

اس پر ابن صفوان نے کہا۔ انیس کی طرف سے میں تم کو مطمئن کیے دیتا ہوں۔ اپنے بھائی کی طرف سے تم مجھ کو مطمئن کر دو۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے اقرار کر لیا۔ ابو ابن صفوان انیس کے روبرو ہو کر ذی طوی کی طرف روانہ ہوا۔ اہل مکہ کا ایک گروہ کثیر اور بہت سے اعوان و انصار کو ساتھ لیے ہوئے انیس کے لشکر پر جا پڑا اسے شکست دی۔ اس کے ساتھیوں کو پراگندہ کر دیا۔ جو بھاگا وہ قتل کیا جو زخمی ہو گئے تھے انہیں امان دی۔ اور مصعب بن عبدالرحمن عمرو کے استیصال کرنے کو روانہ ہوا۔ اس کی ساری جمعیت اسے چھوڑ کر پراگندہ ہو گئی۔ حریف عمرو کے گرفتار کرنے کو پہنچ گیا۔ اس وقت عبیدہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا۔ آؤ میں تمہیں پناہ دیتا ہوں۔ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا۔ میں نے عمرو کو پناہ دی ہے آپ بھی اسے پناہ دے دیجیے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پناہ دینے سے انکار کیا اور جس جس شخص کو عمرو نے مدینہ میں پٹوایا تھا ان سب کے قصاص میں عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عمرو کو پٹوایا۔ پھر زندان عارم میں اسے قید کیا۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے متعلق یزید کی قسم:

یہ بھی روایت ہے کہ ذیقعدہ ۶۰ھ میں عمرو بن سعید حاکم ہو کر مدینہ میں آیا۔ اس نے عمرو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنی شرطہ مقرر کر کے یہ بات کہی کہ امیر المومنین نے قسم کھائی ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ جب تک زنجیروں میں جکڑا ہوا میرے سامنے نہ لایا جائے گا اس کی بیعت میں قبول نہ کروں گا۔ امیر المومنین کی قسم کو پورا کرنا ضرور ہے۔ میں چاندی یا سونے کی ہلکی سی زنجیر بنوا دوں گا اس پر کالا برنس وہ پہن لے۔ زنجیر چھپ جائے گی۔ جھنکار سنائی دے گی۔

مکہ پر فوج کشی پر ابو شریح رضی اللہ عنہ کی مخالفت:

عمرو بن سعید جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے قتال کرنے پر مستعد ہوا تو ابو شریح رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ مکہ سے قتال نہ کر۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ خدا نے ایک ساعت کے لیے مکہ میں قتال کرنے کی مجھے اجازت دی تھی۔ جب وہ ساعت گزر گئی تو پھر ویسا ہی حرام ہو گیا۔ عمرو نے اس کے کہنے کی سماعت نہ کی اور کہا اے شیخ ہم تم سے زیادہ حرمت مکہ کو ہم جانتے ہیں۔ اب عمرو نے عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ، انیس اور ربیع غلام محمد بن عبداللہ کے ساتھ دو ہزار آدمی روانہ کیے۔ اہل مکہ نے ان سے مقابلہ کیا۔ انیس بن عمرو بھاگ کر چلا گیا۔ تمیس اور ان کے ساتھ بہت سے لوگ مارے گئے اور عمرو کے لشکر کو بھی شکست ہوئی۔

عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ کا خاتمہ:

عبیدہ نے اپنے بھائی عمرو سے کہا کہ تمہارا میں ضامن ہوں اور تمہیں پناہ دینے کو میں ذمہ دار ہوں اور اسے لیے ہوئے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے خبیث تیرے چہرے پر یہ خون کیسا ہے۔ عمرو نے جواب میں یہ شعر پڑھا:

"ہم لوگوں کے زخم ایڑیوں کی طرف خون چھلکاتے نہیں ہوتے بلکہ قدموں کی طرف ٹپکاتے ہیں"۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے قید کر لیا اور عبیدہ کے ذمہ کو توڑ ڈالا اور کہا کیا میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ اس فاسق کو پناہ دو جو خدا کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال سمجھتا ہے۔ اس کے بعد عمرو نے جن جن لوگوں کو پٹوایا تھا ان سب کا بدلہ اس سے لیا۔ ابن منذر اور اس کے بیٹے نے اپنا بدلہ لینے سے انکار کیا اور عمرو کوڑوں کی مار سے مر گیا۔

* * *

باب ۹

مسلم بن عقیلؓ کا سفر

مسلم بن عقیلؓ رحمہ کی روانگی کوفہ

حسین بن علیؓ [illegible] ان کے پاس [illegible] [illegible] اپنے بھائی [illegible] چچا کے بیٹے ہیں۔ [illegible] مسلم بن عقیل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلم [illegible] ہمراہ [illegible]

مسلم بن عقیلؓ رحمہ کی کوفہ میں آمد

مسلم کوفہ آئے تو [illegible] ایک شخص کے یہاں اترے [illegible] ان کے آنے کا [illegible] بیعت کرنے لگے۔ [illegible] نعمان بن بشیر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بات [illegible] نعمان [illegible]

امارت کوفہ پر ابن زیاد کا تقرر

یزید نے اپنے [illegible] کو بلایا سرجون اس کا نام تھا اور وہ [illegible] سب حال اس سے بیان کیا۔ سرجون نے کہا اگر معاویہ [illegible] زندہ ہوتے تو آپ ان کی بات قبول کر لیتے۔ یزید نے کہا ہاں [illegible] کوفہ کے لیے عبیداللہ بن زیاد سے بہتر کوئی نہیں۔ [illegible] حکومت [illegible] عبیداللہ [illegible] حکومت بصرہ کے ساتھ کوفہ کی حکومت بھی [illegible] مسلم بن عقیل [illegible] قتل [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کے غلام کی گرفتاری

عبیداللہ [illegible] [illegible]

زور پیدا کرے۔ اسی طرح لطف و دلدہی وہ کرتا رہا، آخر اہل کوفہ میں سے ایک بڑے بوڑھے کے پاس جو بیعت لیا کرتا تھا اسے کسی نے بھیج دیا۔ یہ اس سے ملا اور سب حال بیان کیا۔ شیخ نے کہا تمہارے ملنے سے میں خوش بھی ہوا اور رنج بھی مجھے ہوا۔ خدا نے تم کو ہدایت کی اس سے تو دل خوش ہو مگر ہمارا کام ابھی کچا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہیں یہ بھید سب سے ظاہر ہو۔ یہ کہہ کر وہ شیخ غلام کو اندر لے گیا۔ مال اس سے لے لیا اور اس سے بیعت لی۔ غلام نے عبیداللہ کے پاس آ کر سب حال کہہ دیا۔ عبیداللہ جب کوفہ میں آیا تو مسلم بن عقیل ابھی تک جس گھر میں تھے اسے چھوڑ کر ہانی بن عروہ مرادی کے گھر میں چلے آئے۔ اور حسین بن علی کو لکھ بھیجا کہ بارہ ہزار شخصوں نے بیعت کر لی ہے آپ ضرور تشریف لے آئیے۔

ہانی بن عروہ کی طلبی:

ادھر عبیداللہ نے رؤسائے کوفہ سے پوچھا کہ سب لوگوں کے ساتھ ہانی بن عروہ میرے پاس کیوں نہیں آئے۔ یہ سن کر محمد بن اشعث اپنی برادری کے لوگوں کو لیے ہوئے ہانی کے پاس آیا۔ دیکھا کہ وہ دروازے پر بیٹھے ہیں۔ ان سے کہا کہ حاکم نے ابھی تمہارا ذکر کیا اور یہ کہا کہ انہوں نے آنے میں بہت تاخیر کی۔ تم کو اس کے پاس جانا چاہیے۔ یہ لوگ اسی طرح اصرار کرتے رہے۔ آخر ہانی سوار ہو کر ان لوگوں کے ساتھ عبیداللہ کے پاس چلے آئے۔ اس وقت قاضی شریح بھی وہاں موجود تھے۔ ہانی کو دیکھ کر عبیداللہ نے شریح سے کہا۔ لو احمق گرفتار اپنے پاؤں سے ہمارے پاس چلا آیا۔ ہانی نے جب اسے سلام کیا تو کہنے لگا کہ مسلم بن عقیل کہاں ہیں۔ ہانی نے کہا میں نہیں جانتا۔

ہانی بن عروہ کی گرفتاری:

عبیداللہ نے اپنے غلام کو جو درہم لے کر گیا تھا بلایا۔ جب وہ ہانی کے سامنے آیا تو یہ اسے دیکھ کر سہم گئے۔ کہنے لگے امیر کا خدا بھلا کرے واللہ مسلم بن عقیل کو میں نے اپنے گھر میں نہیں بلایا وہ خود سے آئے اور اپنے تئیں میرے اوپر ڈال دیا۔ عبیداللہ نے کہا ان کو میرے پاس لاؤ۔ ہانی نے جواب دیا۔ واللہ اگر میرے پاؤں کے نیچے وہ چھپے ہوئے ہوتے تو میں وہاں سے قدم نہ ہٹاتا۔ عبیداللہ نے حکم دیا کہ اسے میرے قریب لاؤ۔ ہانی کو اس کے قریب لے گئے۔ اس نے ان پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ بھوں ان کی زخمی ہو گئی۔ ہانی نے ایک سپاہی کی تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ اسے میان سے نکالیں مگر لوگوں نے روک لیا۔ عبیداللہ نے کہا کہ تمہارا قتل کرنا خدا نے اب حلال کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر قید کا حکم اس نے دیا اور قصر کی ایک جانب وہ محبوس کر دیے گئے۔

قصر ابن زیاد کا محاصرہ:

ایک روایت یہ ہے کہ جو شخص عبیداللہ کے پاس ہانی کو لے کر آیا۔ وہ عمرو بن حجاج زبیدی تھا۔ ہانی اس حالت میں تھے کہ یہ

---

1 اس مقام پر طبری کی عربی عبارت یہ ہے: [illegible] عمرو بن الحجاج [illegible] رسول الله صلی الله علیه وسلم [illegible] صلی الله علیه وسلم [illegible] فی الجنة [illegible] فی النار [illegible]

خبر قبیلہ مذحج کو پہنچ گئی۔ قصر ابن زیاد کے دروازہ پر ایک شور بلند ہوا۔ وہ یہ کہہ رہے تھے کہ ہانی کیا مار ڈالا گیا؟ لوگوں نے کہا مذحج کے لوگ ہیں۔ ابن زیاد نے شریح سے کہا ”آپ ان لوگوں کے پاس جا کر انھیں مطلع کیجیے کہ میں نے ہانی کو گفتگو کرنے کے لیے باقی رکھا ہے قتل نہیں کیا ہے“ اور اپنے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک غلام کو جاسوسی کے لیے بھیجا کہ دیکھو شریح کیا گفتگو کرتے ہیں۔ شریح کا گزر ہانی کی طرف سے ہوا تو ہانی نے کہا ”اے شریح! خدا سے ڈرو یہ شخص مجھے قتل کرنے والا ہے“ شریح نے قصر کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا ”تم کے لیے کچھ خطرہ نہیں ہے اور وہ زندہ ہیں، امیر نے گفتگو کرنے کے لیے ہی انھیں روک رکھا ہے“ سب پکار اٹھے ”شریح سچ کہتے ہیں۔ تمہارے سردار کے بے خطر رہنے کا کچھ اندیشہ نہیں ہے۔“ یہ سن کر وہ سب منتشر ہو گئے۔ مسلم بن عقیل کو یہ خبر پہنچی تو انھوں نے اپنے انصار کو جمع کرنے کے لیے منادی کرا دی اور اہل کوفہ میں سے چار ہزار آدمی ان کے پاس جمع ہو گئے۔

مسلم بن عقیل کے ساتھ کوفیوں کی بدعہدی

مسلم بن عقیل نے مقدمۃ الجیش کو آگے بڑھایا، میمنہ و میسرہ کو درست کیا اور خود قلب لشکر میں آ گئے۔ عبیداللہ کی طرف رخ کیا ادھر عبیداللہ نے رؤسائے اہل کوفہ کو بلا کر اپنے پاس خاص قصر میں جمع کر لیا۔ مسلم کا لشکر جب قصر کے دروازہ پر پہنچا تو یہ رؤسا قصر پر چڑھ کر اپنے اپنے برادری والوں کے سامنے آئے اور انھیں سمجھا سمجھا کر واپس کرنے لگے۔ اب لوگ مسلم بن عقیل کے پاس سے سرکنے لگے۔ شام ہوتے ہوتے صرف پانچ سو آدمی رہ گئے۔ جب شب کی تاریکی پھیل گئی تو وہ بھی ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ مسلم تنہا گلیوں میں پھرتے پھرتے ایک مکان کے دروازہ پر بیٹھ گئے۔ ایک عورت نکل کر آئی تو اس سے پانی مانگا۔ اس نے پانی لا کر پلا دیا اور پھر اندر چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر نکلی اور دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا بندۂ خدا تیرے یہاں بیٹھنے سے مجھے اندیشہ ہوتا ہے یہاں سے اٹھ جا۔ کہا مسلم بن عقیل مجھے ہی کہتے ہیں۔ کیا تمہارے یہاں پناہ لینے کی کوئی جگہ ہے۔ اس عورت نے کہا اندر چلے آؤ جگہ ہے۔

مسلم بن عقیل کی گرفتاری

اس عورت کا لڑکا محمد بن اشعث کے خاندان والوں میں تھا۔ اسے جب یہ حال معلوم ہوا تو ابن اشعث سے جا کر کہا۔ اس نے جا کر عبیداللہ کو خبر دی۔ عبیداللہ نے اپنے صاحب شرط عمرو بن حریث مخزومی کو روانہ کیا اور محمد بن اشعث کے لڑکے عبدالرحمٰن کو اس کے ساتھ کر دیا۔ مسلم بن عقیل کو خبر ہوئی کہ گھر چاروں طرف سے گھیر لیا ہے انھوں نے تلوار کھینچ لی اور باہر آ کر قتال میں مصروف ہو گئے۔ عبدالرحمٰن نے کہا تمہارے لیے امان ہے۔ انھوں نے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا۔ اور وہ انھیں لیے ہوئے عبیداللہ کے پاس

---

۱ ...... جس وقت ابن زیاد ہانی کے گھر میں تھا اس وقت شریک نے مسلم سے کہا تھا کہ جب میں پانی مانگوں تو تم نکل کر اسے قتل کر دینا؟ مگر مسلم نے اسے قتل نہ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہانی نے کہا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ میرے گھر میں بے خبری میں دھوکا سے قتل کیا جائے۔ اس وجہ سے مسلم نے کچھ نہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ مسلم کے پاس ایک حدیث رسول اللہ ﷺ سے پہنچی تھی کہ آپ نے فرمایا: ”ایمان نے بے خبری میں قتل کو باندھ دیا ہے مومن بے خبری میں قتل نہیں کرتا۔“

۲ ...... شور سے وہ نعرے مراد ہیں کہ جب وہ پکارے جائیں تو سب قبیلہ اپنے کام پر آمادہ ہو جائے۔

[illegible]

امام حسین رضی اللہ عنہ و عبداللہ بن مطیع کی گفتگو

[illegible]

اہل مکہ کی امام حسین رضی اللہ عنہ سے عقیدت

[illegible]

[illegible]

سلیمان بن صرد کا شیعان علی رضی اللہ عنہ سے خطاب

[illegible]

امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ آنے کی دعوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو سلیمان بن صرد و مسیب بن نجبہ، رفاعہ بن شداد اور حبیب بن مظاہر اور ان کے شیعہ مومنین و مسلمین کی طرف سے۔ سلام علیک، ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اما بعد، ہر تعریف اس کے لیے ہے جس نے آپ کے دشمن جابر و سرکش کو ہلاک کیا، جس نے اس امت کی حکومت کو بالجبر چھین لیا تھا۔ ان کی مرضی کے بغیر ان کا حاکم بن بیٹھا تھا۔ نیک بندوں کو اس نے قتل کرا دیا اور بدکاروں کو رہنے دیا اور خدا کا مال ظالموں میں بانٹ دیتا تھا۔ خدا اس کو اسی طرح دور کرے جس طرح ثمود دور ہوئے۔ ہم لوگوں کا کوئی امام نہیں، آپ تشریف لائیے۔ شاید آپ کی وجہ سے خدا ہم سب کو حق پر جمع کر دے۔ نعمان بن بشیر گورنر قصر امارت میں ہے، ہم جمعہ میں ان کا ساتھ نہیں دیتے، نہ عیدگاہ میں ان کے ساتھ جاتے ہیں۔ ہمیں اگر معلوم ہو جائے کہ آپ ہمارے پاس تشریف لا رہے ہیں تو ہم ان کو یہاں سے نکال دیں گے، یہاں تک کہ وہ شام میں ان شاء اللہ چلا جائے گا۔ والسلام و رحمۃ اللہ علیک۔"

کوفیوں کے خطوط بنام امام حسین رضی اللہ عنہ:

اس خط کو عبداللہ بن سبع ہمدانی اور عبداللہ بن وال کے ہاتھ روانہ کیا اور تاکید کی کہ بہت جلد پہنچا دیں۔ دونوں تیزی سے چل کر روانہ ہوئے۔ پہلی رمضان کی دسویں تاریخ مکہ میں حسین رضی اللہ عنہ کو پہنچے۔ اس خط کے روانہ کرنے کے دو دن بعد اہل کوفہ نے قیس بن مسہر صیداوی اور عبدالرحمن بن عبداللہ ارحبی اور عمارہ بن عبید سلولی کے ہاتھ قریب قریب ڈیڑھ سو خط روانہ کیے، ایک ایک شخص کی طرف سے، دو دو کی طرف سے، چار چار کی طرف سے۔ پھر دو دن کے بعد ہانی بن ہانی سبیعی و سعید بن عبداللہ حنفی کے ہاتھ یہ خط روانہ کیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو ان کے شیعہ مومنین و مسلمین کی طرف سے۔ جلد روانہ ہو جائیے، لوگ آپ کے منتظر ہیں۔ سب لوگ ساتھ میں آپ ہی کی رائے ہے۔ جلدی کیجیے جلدی کیجیے۔ والسلام علیک۔ اور شبث بن ربعی اور حجار بن ابجر اور یزید بن حارث اور یزید بن رویم اور عروہ بن قیس اور عمرو بن حجاج زبیدی اور محمد بن عمیر تمیمی نے لکھا: زمین سرسبز ہو گئی، میوے پختہ ہو گئے ہیں۔ چشمے چھلک رہے ہیں۔ آپ جب جی چاہے آئیے، آپ کا لشکر یہاں تیار موجود ہے۔ یہ سب پیامبر ایک ہی وقت میں حضرت کے پاس پہنچے۔ آپ نے خطوں کو پڑھا، پیامبروں سے لوگوں کا حال دریافت کیا۔ ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی جو سب پیامبروں کے آخر میں پہنچے تھے، آپ نے جواب لکھ دیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا خط بنام اہل کوفہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے جماعت مومنین و مسلمین کو۔ ہانی و سعید تم لوگوں کے خط لے کر میرے پاس آئے۔ تمہارے قاصدوں میں یہ دونوں شخص سب کے آخر میں وارد ہوئے۔ جو کچھ تم نے لکھا اور بیان کیا اور تم سب لوگوں کا یہ قول کہ "ہمارا کوئی امام نہیں ہے، آپ آئیے۔ شاید اللہ آپ کے سبب سے ہم کو حق و ہدایت پر متفق کر دے" مجھے معلوم ہوا۔ میں نے اپنے بھائی ابن عم مسلم بن عقیل کو جو میرے اہل بیت میں سے اور میرے معتمد ہیں، تمہارے پاس روانہ کیا ہے۔ میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ تم لوگوں کا حال اور سب کی رائے وہ مجھ کو لکھ بھیجیں۔ اگر انہوں نے لکھا کہ تمہاری جماعت کے لوگ اور صاحب فضل و عقل تم میں سے سب اس بات پر متفق ہو گئے ہیں جس امر کے لیے تمہارے قاصد میرے پاس آئے ہیں اور

ہو جائے جیسا کہ تمہارے خطوں میں جو میں نے پڑھے ہیں، تو میں بہت جلد ان شاء اللہ تم لوگوں کے پاس چلا آؤں گا۔ اپنی جان کی قسم امام وہی شخص ہو سکتا ہے جو کتاب اللہ پر عمل کرے، عدل کو شیوہ بنائے، حق کا طرفدار ہو اور ذات الٰہی پر اپنے کو وقف کر دے۔ والسلام۔

ماریہ بنت سعد

بصرہ میں ایک عورت بنی عبد قیس میں سے ماریہ بنت سعد یا بنت منقذ تھی۔ مذہب تشیع رکھتی تھی۔ گھر اس کا تھا۔ بصرہ کے چند شیعہ اس کے گھر میں جمع ہوا کرتے تھے، اس گھر سے یہ لوگ بہت مانوس تھے، وہاں آ کر باتیں کیا کرتے تھے۔ کچھ دنوں میں ابن زیاد کو حسینؓ کے اس طرف آنے کی خبر پہنچی۔ اس نے بصرہ میں اپنے عامل کو لکھ بھیجا کہ نگہبان مقرر کرے اور راستہ بند کر دے۔

یزید بن نبیط:

یزید بن نبیط بنی عبد قیس میں سے ایک شخص تھا، اس نے حسینؓ کی طرف چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس کے دس بیٹے تھے، ان سے کہا تم میں سے کون میرا ساتھ دیتا ہے؟ دو بیٹے اس کے عبداللہ اور عبیداللہ ساتھ چلنے پر تیار ہوئے۔ اس عورت کے گھر میں ابن نبیط نے اپنے دوستوں سے کہا: میں نے نکل چلنے کا ارادہ کر لیا ہے، اب میں نکلا جاتا ہوں۔ لوگوں نے کہا: ہم ڈرتے ہیں کہ ابن زیاد کے اصحاب تم کو گرفتار نہ کر لیں۔ اس نے کہا: واللہ اگر اونٹوں کے پاؤں ہموار زمین پر پڑ گئے تو مجھے کوئی پکڑ نہیں سکتا۔

غرض روانہ ہو گیا اور راستہ کاٹتا ہوا حسینؓ تک جا پہنچا۔ یعنی مقام ابطح میں جہاں حسینؓ فروکش تھے ابن نبیط وہاں آیا۔ امام حسینؓ کو اس کے آنے کی خبر ہو گئی تھی، وہ خود اس سے ملنے کے لیے اس کی فرودگاہ پر گئے ہوئے تھے۔ لوگوں نے اس سے کہا: وہ تو تمہاری منزل پر گئے ہوئے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ بھی واپس ہوا۔ یہاں حسینؓ نے جب اسے نہ پایا تو حسینؓ اس کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔ جب وہ واپس آیا تو دیکھا کہ آپ تو اس کی فرودگاہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ پڑھا "بفضل خدا و رحمت باری" بڑی خوشی کی بات ہے۔ یہ کہہ کر اس نے سلام کیا، سامنے بیٹھ گیا اور جس ارادے سے آیا تھا اسے بیان کیا۔ آپ نے اس کے لیے دعائے خیر کی۔ پھر وہ آپ ہی کے ساتھ رہا یہاں تک کہ شریک جنگ ہو کر آپ کی رفاقت میں لڑا اور آپ ہی کے ساتھ وہ اور اس کے دونوں بیٹے قتل ہو گئے۔

مسلم بن عقیلؓ کے ساتھ کے دو رہبروں کی موت:

مسلم بن عقیلؓ کو آپ نے بلا کر قیس بن مسہر صیداوی، عمارہ بن عبید سلولی، عبدالرحمن بن عبداللہ ارحبی کے ساتھ روانہ کیا۔ خوف خدا، تقویٰ، راز پوشی، نرمی کرنے کا انہیں حکم دیا اور یہ بات کہی کہ اگر لوگ متفق اور مستعد ہیں تو بہت جلد اس کی اطلاع دینا۔ مسلمؓ روانہ ہوئے، مدینہ میں پہنچے، مسجد نبوی میں نماز پڑھی، اپنے لوگوں سے رخصت ہوئے۔ قیس کے ایک قبیلے کے دو راہبروں کو اجرت پر ٹھہرایا۔ یہ دونوں راہبر ان کو لے کر چلے، راستہ بھول گئے، گم ہو گئے، شدت کی پیاس سب پر غالب آئی۔ دونوں نے کہا: سیدھا راستہ یہی ہے، جب تک پانی نہ ملے چلے جائیے۔ سب قریب تھا کہ مر جائیں۔ مسلمؓ نے قیس بن مسہر کے ہاتھ حسینؓ کو بطن خبیت سے خط لکھ کر بھیجا کہ دو راہبروں کو ساتھ لے کر میں نکلا تھا، وہ راستے میں بھٹک گئے۔ ہم سب پیاس کی شدت سے بے حال ہو گئے، دونوں راہ بتانے والے بیچارے مر گئے۔ ہم لوگ چلتے چلتے پانی تک پہنچ گئے اور

حالت میں گزارا۔ اسی جگہ جان نکل گئی۔ یہاں جس جگہ یہ حادثہ ہوا اس مقام کا نام مضیق ہے۔ (مسلم بن عقیل نے) حضرت کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور لکھا کہ میں اس سے شگون بد لیتا ہوں مجھے اس کام سے معاف رکھیے اور کسی اور کو بھیج دیجئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا: مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ تمہیں خوف تو نہیں پیدا ہو گیا جس کام کے لیے میں نے تم کو بھیجا ہے۔ اس سے معافی چاہتے ہو۔ تم جدھر بڑھے ہو ادھر ہی قدم بڑھاؤ جہاں کی طرف جاتے ہو وہاں جاؤ۔

جس شخص کو یہ خط مسلم رحمۃ اللہ نے سنایا تھا اس سے کہتے تھے مجھے اپنی جان کا اس میں کچھ خوف نہ تھا۔

ابن مسیب کا گھر

مسلم رحمۃ اللہ یہاں سے روانہ ہوئے اور طی کے پانی پر جا کر اترے۔ پھر جب وہاں سے چلنے لگے تو ایک شخص کو شکار کھیلتے دیکھا۔ یہ اس کے قریب پہنچے تھے کہ اس نے ایک ہرن کو تیر مارا اور اس کے گرتے ہی جا پہنچا اور ذبح کر ڈالا۔ یہ دیکھ کر مسلم رحمۃ اللہ نے کہا ان شاء اللہ دشمن بھی مارا جائے گا۔ پھر یہاں سے روانہ ہوئے تو کوفہ میں داخل ہوئے۔ مختار بن ابی عبید کے یہاں اترے۔ یہ وہی گھر ہے جسے اس زمانہ میں ابن مسیب کا گھر کہتے ہیں۔ شیعہ ان کے پاس آنے جانے لگے۔ جب لوگوں کا ان کے پاس مجمع ہو گیا تو مسلم رحمۃ اللہ نے سب کو حسین رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ کر سنایا۔ خط کو سن کر سب رونے لگے۔

عابس بن ابی شبیب شاکری:

اس وقت عابس بن ابی شبیب شاکری اٹھ کھڑا ہوا اور حق تعالیٰ کی حمد و ثنا بجا لا کر کہا اور لوگوں کی طرف سے تو میں کچھ نہیں کہتا، مجھے نہیں معلوم کہ ان کے دل میں کیا ہے۔ میں ان کی طرف سے واللہ آپ کو دھوکا نہیں دینا چاہتا۔ میں آپ سے وہی بات کہتا ہوں جس پر اپنے دل کو آمادہ کر چکا ہوں۔ واللہ جب آپ مجھے پکاریں گے میں حاضر ہوں گا۔ آپ کے ساتھ آپ کے دشمن سے قتال کروں گا۔ آپ کے لیے اپنی تلوار سے مارا کروں گا اس وقت تک کہ جان دوں جب تک کہ حق تعالیٰ سے ملاقات کروں۔ اس سے مجھے رضائے خدا کے سوا اور کچھ مطلب نہیں۔

حبیب بن مظاہر فقعسی۔

اس کے بعد حبیب بن مظاہر فقعسی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا۔ رحمت خدا ہو تم پر اپنے دل کی بات جو کچھ تم کو کہنا تھی تم نے مختصر لفظوں میں کہہ دی ہے۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میرا بھی یہی ارادہ ہے جو ان کا ہے۔ پھر حنفی نے بھی یہی بات کہی۔ اس وقت حجاج بن علی نے محمد بن بشر سے پوچھا کہ تم بھی کچھ کہنا چاہتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے اصحاب کامیاب ہوں یہ نہیں چاہتا کہ میں قتل ہو جاؤں اور میں جھوٹ بولنا نہیں چاہتا۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ والی کوفہ کا خطبہ

غرض شیعہ اس وقت مسلم کے پاس جمع ہونے لگے۔ یہاں تک کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو خبر ہو گئی۔ نعمان باہر نکلے۔ منبر پر گئے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا بجا لائے اور کہا۔ بندگان خدا! خدا سے ڈرو۔ فتنہ و فساد کی طرف نہ دوڑو۔ اس میں لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ خونریزی ہوتی ہے مال و متاع چھین لیا جاتا ہے۔ نعمان رضی اللہ عنہ ایک بردبار زاہد شخص تھے۔ عبادت و عافیت کے خواہاں تھے۔ انہوں نے کہا جو مجھ سے جنگ و جدال نہیں کرے گا میں بھی اس سے جنگ آزمائی نہ کروں گا۔ جو مجھ پر حملہ نہیں کرے گا۔ میں بھی اس

پر حملہ آور نہیں ہوں گا۔ میں تمہارے ساتھ درشتی نہ کروں گا۔ میں افتراء اور بدگمانی اور تہمت پر گرفت نہ کروں گا لیکن اگر تم نے روگردانی کی، بیعت کو توڑا، اپنے امام سے مخالفت کی تو قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ جب تک میرے قبضہ میں تلوار رہے گی۔ میں تم پر وار کیے جاؤں گا خواہ تم میں سے کوئی میرا مددگار نہ ہو۔ مجھے امید ہے کہ تم لوگوں میں حق کے طرف دار ان لوگوں سے زیادہ ہوں گے جن کو باطل نے تباہ کر رکھا ہے۔

عبداللہ بن مسلم حضرمی کی نعمان رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایت:

یہ سن کر عبداللہ بن مسلم حضرمی جو بنی امیہ کے ہوا خواہوں میں تھا اٹھ کھڑا ہوا اور کہا یہ جو تم کہہ رہے ہو یہ بات بغیر سختی کے درست نہیں ہو سکتی۔ اپنے اور اپنے دشمن کے درمیان جو رائے تم نے قائم کی ہے یہ کمزوروں کی رائے ہے۔ نعمان نے کہا کہ اطاعت خدا کے ساتھ ساتھ میرا شمار کمزوروں میں ہو تو اس سے بہتر ہے کہ معصیت خدا کے ساتھ معززوں میں شمار ہو۔ یہ کہہ کر نعمان رضی اللہ عنہ منبر سے اتر آئے اور عبداللہ حضرمی نے وہاں سے اٹھ کر یزید کو لکھا کہ مسلم بن عقیل رحمہ اللہ کوفہ میں آ گئے ہیں۔ شیعوں نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے نام پر ان سے بیعت کر لی ہے۔ اگر تمہیں کوفہ کی ضرورت ہے تو کسی زبردست شخص کو حاکم کر کے بھیجو جو تمہارے حکم کو یہاں جاری کرے۔ تمہارے دشمن کے ساتھ وہ سلوک کرے جو تم خود کرتے۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ یا تو کمزور ہیں یا کمزور بنے ہوئے ہیں۔ یہ پہلا شخص یہی ہے جس نے یزید کو لکھا۔ اس کے بعد عمارہ بن عقبہ نے اسی مضمون کا خط لکھا۔ اس کے بعد عمر بن سعد نے یزید کو لکھا۔ یزید کے پاس روانہ کیے گئے۔

یزید کا سرجون سے مشورہ:

یہ سب خط یزید کے پاس پہنچے تو اس نے سرجون معاویہ رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد کو بلا بھیجا۔ پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف آ رہے ہیں۔ مسلم بن عقیل رحمہ اللہ کوفہ میں ان کے لیے بیعت لے رہے ہیں۔ نعمان رضی اللہ عنہ کی کمزوری کا حال اور ان کی ناگوار گفتگو سب مجھے معلوم ہوئی۔ یہ کہہ کر یزید نے خطوں کو بھی دکھایا اور یہ پوچھا کہ کس کو کوفہ کا حاکم کروں۔ عبیداللہ بن زیاد پر ان دنوں میں یزید کا عتاب تھا۔ سرجون نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت تمہارے سامنے زندہ کر دیے جائیں تو تم ان کی رائے کو مانو گے۔ یزید نے کہا ہاں! یہ سن کر سرجون نے معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصیت نامہ نکالا کہ عبیداللہ کو حاکم کوفہ کرنا اور کہا یہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے ہے۔ وہ مرتے وقت اس نوشتہ پر عمل کرنے کا حکم دے گئے ہیں۔ یزید نے اس رائے پر عمل کیا۔ عبیداللہ کو بصرہ اور کوفہ دونوں کا حاکم کر دیا۔ امور حکومت کوفہ کا فرمان اس کے نام پر لکھوایا۔ مسلم بن عمرو باہلی موجود تھے۔ انہیں بلایا اور فرمان ان کو دے کر عبیداللہ کے پاس بصرہ روانہ کیا۔

یزید کا خط بنام ابن زیاد:

فرمان کے ساتھ یہ خط بھی تھا۔ میرے شیعہ جو کوفہ میں ہیں انہوں نے مجھے لکھا ہے کہ کوفہ میں ابن عقیل مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لیے جمعیتیں تیار کر رہے ہیں۔ میرا یہ خط دیکھتے ہی تم کوفہ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ وہاں جا کر ابن عقیل کو اس طرح ڈھونڈو جیسے کوئی نگینہ کو ڈھونڈتا ہے۔ انہیں یا تو گرفتار کر لینا یا قتل کر ڈالنا یا شہر سے نکال دینا۔ والسلام۔ مسلم باہلی بصرہ میں عبیداللہ کے پاس پہنچا۔ عبیداللہ نے سامان سفر کی درستی اور تیاری کا حکم دیا کہ دوسرے ہی دن کوفہ روانہ ہو جائے۔

امام حسینؓ کی طرف سے خطوط بنام اشراف بصرہ:

امام حسینؓ بن علیؓ نے اپنے ایک غلام سلیمان کے ہاتھ بصرہ کے پانچ سرداروں کے اور اشراف بصرہ کو خط لکھ کر روانہ کیا۔ ان لوگوں میں، مالک بن مسمع بکری، احنف بن قیس، اور منذر بن جارود، مسعود بن عمرو اور قیس بن الہیثم اور عمرو بن عبید اللہ بن معمر ہے۔ ہر ایک کو مضمون ایک سا تھا۔ اما بعد! خدا نے محمد ﷺ کو اپنی مخلوقات میں برگزیدہ کیا تھا۔ نبوت سے ان کو سرفراز کیا اور رسالت کے لیے ان کو انتخاب فرمایا۔ پھر جب ان سے بندوں کی خیر خواہی کر چکے اور ان کے پیام کو پہنچا چکے تو حق تعالیٰ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔ ہم لوگ ان کے اہل بیت، دوست، وارث اور ان کی جگہ کے سب سے زیادہ حق دار تھے۔ ہماری قوم کے لوگوں نے اس امر میں اپنے تئیں ہم پر ترجیح دی۔ ہم بھی راضی ہو گئے، افتراق سے ڈرے اور عافیت کو اچھا سمجھے۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ جنہوں نے اس امر کا انتخاب کیا ہے بہ نسبت ان کے ہم حق کے لائق ہیں۔ انہوں نے احسان کیا، اصلاح کی، حق کے طالب رہے، خدا ان پر رحم کرے ہم کو بخشے اور ان کے گناہوں کو بخش دے۔ میں نے اپنا قاصد تم لوگوں کے پاس یہ خط دے کر روانہ کیا ہے۔ میں تم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف دعوت دیتا ہوں، میں دیکھتا ہوں کہ سنت رسول اللہ ﷺ مٹائی گئی ہے، اور بدعت کو رواج دیا ہے۔ اگر تم لوگ میری بات سنو گے اور میری اطاعت کرو گے تو میں تم کو راہ ہدایت پر لگا دوں گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ شرفائے بصرہ میں سے جس جس نے اس خط کو پڑھا اس نے چھپا رکھا۔ سوا منذر بن جارود کے کہ یہ ڈرا کہ مبادا یہ عبید اللہ کی چال ہو اور وہ ہم لوگوں کو آزمانا چاہتا ہو، وہ عبید اللہ کے پاس قاصد کو لیے ہوئے چلے آئے اور خط کو اسے دکھا دیا۔

عبید اللہ بن زیاد کا اہل بصرہ سے خطاب:

عبید اللہ نے اسی وقت قاصد کی گردن مار دی، پھر منبر پر گیا، حمد و ثنا کے بعد کہا: واللہ! کوئی مہم مشکل سے مشکل ہو میرے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتی، کسی کی دھمکی کی میں پروا نہیں کرتا، جو مجھ سے عداوت رکھے میں اس کے لیے عذاب ہوں، جو کوئی مجھ سے جنگ آزمائی کرے میں اس کے حق میں زہر ہوں۔ جس نے کسی قدر قبیلے سے تیر اندازی کی اس نے انصاف کی بات کی[1]۔ اے اہل بصرہ! مجھے امیر المومنین نے کوفہ کا حاکم مقرر کیا ہے، میں کل سویرے ادھر روانہ ہو جاؤں گا۔ تم لوگوں میں عثمان ابن زیاد کو اپنا جانشین کیے جاتا ہوں۔ دیکھو خلاف و عداوت سے بچے رہنا۔ قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر تم میں سے کسی شخص کی مخالفت کا حال مجھے معلوم ہوگا، تو میں اس کو، اس کے سرغنہ کو، اس کے حامی کو قتل کر ڈالوں گا۔ نزدیک والے کو بعید کے عوض میں پکڑوں گا، یہاں تک کہ سب میری اطاعت کرنے لگیں اور تم میں کوئی مخالفت و سرکشی کرنے والا نہ رہے۔ میں زیاد کا بیٹا ہوں۔ روئے زمین پر جتنے لوگ ہیں سب سے زیادہ اس کے ساتھ میں مشابہت رکھتا ہوں۔ مجھ کو کسی ماموں یا چچا کے ساتھ مشابہت نہیں ہے۔

ابن زیاد کی بصرہ سے روانگی:

اس نے دوسرے دن اسی نے اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو جانشین کیا اور مسلم بن عمرو باہلی، شریک بن اعور حارثی اور تمام حشم و خدم اور اہل و عیال کو ساتھ لے کر بصرہ سے کوفہ روانہ ہوا۔ کالا عمامہ سر پر رکھے، ڈھاٹا باندھے ہوئے کوفہ میں داخل ہوا۔ یہاں سب لوگ

---

[1] [illegible] مقابلہ [illegible] ۱۲

[illegible]

عبیداللہ بن زیاد [illegible]

[illegible]

عبداللہ بن [illegible]

[illegible]

[illegible]

دکھائی دیتے تھے تو ان کو دیکھ کر مجھے درد ہوتا تھا۔ اس نے کہا خدا کی قسم اب یہ نہیں ہو سکتا۔

ابن زیاد کی کوفہ میں آمد:

ابن زیاد جب کوفہ آیا تو اس نے سیاہ عمامہ باندھا تھا اور منہ پر ڈھاٹا باندھے ہوئے تھا۔ جس جس مجمع پر سے یہ گزرتا تھا اور لوگ اسے دیکھتے تھے سب سمجھتے تھے کہ حسین بن علیؓ ہیں۔ سب پکار کر کہتے تھے مرحبا اے فرزند رسول خدا! یہ کیفیت جب اس نے دیکھی تو خفا ہوتا جاتا تھا۔ لوگ گھروں سے نکل نکل کر اس کے پیچھے چلے آتے تھے۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے جو لوگوں کا یہ حال دیکھا تو اس نے قصر کا دروازہ اندر سے بند کر دیا کہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ والے اندر نہ آنے پائیں۔ عبیداللہ دروازے پر پہنچ گیا اور نعمان رضی اللہ عنہ کو بھی یقین تھا کہ حسین رضی اللہ عنہ ہیں اور تمام خلق خدا ان کے ساتھ ہے۔ نعمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ میرے پاس سے چلے جائیے۔ میں اپنی امانت آپ کے حوالے نہیں کروں گا۔ مجھے آپ کا قتل کرنا بھی منظور نہیں ہے۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور ابن زیاد:

عبیداللہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر دونوں لشکروں کے درمیان جا کر کہا "ارے کھول، تیرا بھلا نہ ہو، بڑی دیر ہو گئی" اس کے پیچھے ایک شخص نے اس کی آواز پہچان لی۔ اس نے سب سے کہہ دیا "رب کعبہ کی قسم یہ تو ابن مرجانہ ہے"۔ انھوں نے جواب دیا وائے ہو تم پر حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ نعمان رضی اللہ عنہ نے اب دروازہ کھول دیا۔ ابن زیاد قصر میں داخل ہوا اور لوگوں کے لیے دروازہ بند کر لیا گیا۔ وہ سب منتشر ہو گئے۔ صبح ہوئی تو ابن زیاد منبر پر گیا اور کہا کہ "میرے ساتھ ساتھ اظہار اطاعت کرتے ہوئے جو لوگ آئے اور سمجھے کہ حسین رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور شہر پر قابض ہو گئے ہیں۔ انھوں نے حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ دشمنی کی ہے۔ واللہ! میں نے تم میں سے کسی کو پہچانا نہیں۔" یہ کہہ کر منبر سے اتر آیا۔ اور اس کو یہ خبر مل گئی کہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ ایک شب پہلے ابن زیاد سے پہنچ چکے ہیں اور وہ کوفہ میں اترے ہوئے ہیں۔ بنی تمیم کے ایک غلام کو ابن زیاد نے بلایا اسے کچھ مال دیا اور کہا کہ تو بھی ان لوگوں کا ساتھ اختیار کر لے اور اسی مال سے ان کی اعانت کر۔ ہانی و مسلم کو ڈھونڈ۔ اور ہانی کے یہاں جا کر اتر پڑا۔ غلام ہانی کے پاس آیا۔ ان سے کہا کہ میں شیعہ ہوں اور میں کچھ مال لے کر آیا ہوں۔

ابن زیاد کے قتل کا منصوبہ:

شریک بن اعور بیمار ہو کر ہانی کے یہاں آئے ان سے کہا کہ مسلم سے کہیے یہاں موجود رہیں۔ عبیداللہ میری عیادت کو یہاں آئے گا۔ پھر مسلم رضی اللہ عنہ سے شریک نے پوچھا کہ عبیداللہ کے قتل کا آپ کو موقع دوں تو آپ اسے تلوار ماریں گے؟ مسلم نے کہا ہاں! واللہ میں اسے ماروں گا۔ اور عبیداللہ شریک کی عیادت کے لیے ہانی کے گھر میں آیا۔ شریک مسلم سے کہہ چکے تھے کہ جب میں کہوں مجھے پانی پلا دو تو تم نکل کر اس پر وار کرنا۔ عبیداللہ آ کر شریک کے بستر پر بیٹھ گیا اور مہران اس کے پاس کھڑا ہو گیا۔ شریک نے کہا مجھے پانی پلا دو۔ ایک چھوکری کٹورا لے کر آئی۔ مسلم کو دیکھ کر پلٹ گئی۔ شریک نے پھر کہا مجھے پانی پلا دو۔ پھر تیسری دفعہ کہا وائے ہو تم پر پانی سے مجھے پرہیز کراتے ہو۔ مجھے پانی پلا دو اس میں میری جان بھی چلی جائے تو جائے۔ مہران تاڑ گیا۔ اس نے عبیداللہ کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ شریک نے کہا اے امیر میں تم سے کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ کہا کہ میں پھر آؤں گا۔ اب مہران اسے دھکیلتا ہوا لے کے چلا اور کہا واللہ! تمھارے قتل کرنے کا سامان تھا۔ عبیداللہ نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے میں تو شریک کی خاطر کرتا ہوں

اور پھر ہانی کے گھر میں جس طرح پہنچے یہ سب اسی کا مضمون ہے۔

ہانی بن عروہ اور ابن زیاد کی گفتگو:

اس نے دو شخصوں کو یعنی اسماء بن خارجہ اور محمد بن اشعث کو بلا بھیجا۔ ان سے کہا ہانی کیوں نہیں آتے؟ انھوں نے کہا ہانی بیمار ہیں۔ دیتے تو کہیں آئیں گے۔ کہا اس کو ان سے کیا واسطہ۔ ایسا نہیں۔ وہ قصر میں آتا ہے۔ تم دونوں جاؤ اور کہو کہ ہم پر ہمارا حق ہے تو ان کو ادا کرو۔ دونوں گئے اور ہانی کو لے آئے۔ ہانی نے کہا کہ وہ چاہے گا تو ضرور قتل کرے گا۔ بے اصرار کرنے سے ہار جانے کے بعد ہانی کو لے آئے۔ عبید اللہ کا جب سامنا ہوا۔ ہانی آگے بیٹھ گئے اور دونوں آدمی ان کے دائیں بائیں ہو کر بیٹھے۔ عبید اللہ نے دور سے دیکھا تو ہانی کو پہچان لیا۔ ان کے ساتھ ساتھ چلے۔ دروازہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کیا۔ عبید اللہ نے کہا ہانی تمہیں کیا نہیں معلوم کہ میرا باپ جب اس شہر میں آیا تو اس نے تمہارے باپ کا اور حجر کے ساتھ اور ان شیعوں میں سے ہر ایک کو قتل کیے ہوئے کسی کو نہیں چھوڑا۔ پھر جو کچھ ہوا وہ بھی تم کو معلوم ہے۔ پھر تم نے وہ یہ کیا طرح پیش آیا۔ پھر امیر کو اسے تمہاری طرف سے میں نے یہ لکھا کہ میری حاجت تم سے ہانی کے باب میں ہے۔ ہانی نے کہا یہ کیا بات ہے۔ کہا یہ کام بھی تم کرو گے کہ تم نے اپنے گھر میں ایک شخص کو چھپا رکھا ہے تاکہ وہ مجھے قتل کر ڈالے۔ ہانی نے کہا میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ عبید اللہ نے پھر کہا کہ اس غلام کو بلاؤ جو ان لوگوں کی جاسوسی پر مقرر ہو گیا تھا۔

ہانی بن عروہ پر ابن زیاد کا حملہ:

ہانی اس کو دیکھ کر سمجھ گئے۔ اس نے سب حال کہہ دیا۔ ہانی بولا کہ اے امیر جو خبر تم کو پہنچی ہے سچ ہے مگر میں ہرگز تمہارے احسان کو نہیں بھولوں گا۔ تمہارے لیے اور تمہارے اہل و عیال کے لیے امن ہے جو تمہارے دل میں آئے یہاں سے چلے جاؤ۔ عبید اللہ کچھ سوچنے لگا۔ مہران اس کے پاس عصا لیے ہوئے کھڑا تھا۔ پکارا ہائے غضب یہ جلاہا تمہاری سلطنت میں تم کو امان دیتا ہے۔ اس نے مہران سے کہا اسے پکڑو۔ اس نے عصا رکھ دیا اور دونوں ہاتھ ہانی کے پکڑ لیے اور ان کے چہرہ کو بلند کیا۔ عبید اللہ نے عصا لے کر ان کے چہرہ پر مارا کہ اس کی ہڈی ناک کی ٹوٹ گئی اور خون ان کی داڑھی پر بہنے لگا۔ پھر ان کے چہرے پر مارتے گئے یہاں تک کہ ان کی [illegible] ٹوٹ گئی۔

قبیلہ مذحج کا محاصرہ

لوگوں نے شور و غل کی آواز سنی۔ قبیلہ مذحج جمع ہو گئے۔ ان لوگوں نے قصر کو گھیر لیا۔ عبید اللہ نے حکم دیا کہ ہانی کو لے جا کر کسی کوٹھری میں ڈال دو۔ پھر مہران کو حکم دیا کہ ان کے پاس شریح کو لے جائے۔ وہ شریح کو لے گیا۔ ان کے ساتھ [illegible] اہل شرط بھی تھے آئے۔ ہانی نے کہا شریح تم دیکھتے ہو میرے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ میں زندہ ہوں۔ ہانی نے یہ [illegible] دیکھ کر بھی تم سمجھتے ہو کہ میں زندہ ہوں؟ میری قوم کے لوگ سے کہہ دو اگر دس آدمی بھی آ جائیں گے تو یہ مجھے قتل کرے گا۔ اب شریح عبید اللہ کے پاس آئے۔ کہا ہانی تو زندہ ہیں مگر زخمی ہو گئے ہیں۔ [illegible] اس وقت اپنی رعیت پر عتاب کرتے ہو تم [illegible] ہو۔ باہر جا کر ان لوگوں کو سمجھا دو۔ شریح باہر گئے تو عبید اللہ نے ایک شخص کو ان کے ساتھ کر دیا۔ شریح نے کہا یہ کیا شور ہے؟ وہ شخص زندہ ہے۔ صاحب نے ایک ضرب سے [illegible] ہے اس سے وہ مرے نہیں گے۔ خود بھی اور اس شخص کو بھی دیکھ آؤ۔ ابھی یہاں سے چلے جاؤ۔

مسلم بن عقیل [illegible] ہانی بن عروہ

[illegible]

آخری [illegible]

[illegible]

شریک بن اعور کی علالت:

[illegible]

ما تنظرون بسلمی ان تحیوها   اسقنیها وان کانت بها نفسی

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

عبید اللہ اٹھا اور چلا گیا۔

شریک بن اعور کی وفات

جب مسلم باہر آئے شریک بن اعور نے پوچھا اسے تم نے کیوں قتل نہ کیا؟ کہا دو امر مانع ہوئے۔ ایک تو یہ کہ ہانی کو گوارا نہ ہوا کہ ان کے گھر میں یہ امر واقع ہو۔ دوسری بات یہ ہوئی کہ لوگ نبی ﷺ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ ناگہاں قتل کرنے والے کو ایمان مانع ہے اور مومن کو ناگہاں قتل کرنا نہ چاہیے۔ ہانی نے کہا واللہ اگر اسے قتل کرتے تو ایک فاسق فاجر اور کافر غدار کو قتل کرتے۔ مگر مجھ کو گوارا نہ تھا کہ یہ میرے گھر میں قتل ہو۔ شریک بن اعور اس کے بعد تین دن اور زندہ رہے پھر مر گئے۔ عبید اللہ نے ان کی نماز پڑھی۔ مسلم و ہانی کے قتل کے بعد عبید اللہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ شریک کی زبانی جو شعر پڑھتے ہوئے اس نے سنا تھا وہ مسلم کو آمادہ کر رہے تھے کہ نکلیں اور اسے قتل کریں۔ یہ سن کر عبید اللہ نے کہا میں اب کسی عراقی کے جنازہ پر نماز نہ پڑھوں گا۔ اور واللہ اگر زیاد کی قبر یہاں نہ ہوتی تو میں شریک کی قبر کھدوا ڈالتا۔

معقل کی جاسوسی:

غرض شریک کے مرنے کے بعد مسلم بن عوسجہ، معقل کو مسلم بن عقیل کے پاس لے گئے اور اس کا سب حال بیان کر دیا۔ ابن عقیل نے اس سے بیعت لی اور ابوثمامہ صائدی کو حکم دیا کہ معقل جو مال لے کر آیا ہے لے لیں۔ یہ خدمت انہیں کے سپرد تھی کہ مال پر قبضہ کریں۔ بعض لوگوں کی اس سے اعانت کرتے تھے، ہتھیار خریدتے تھے اور اس کام میں بڑی فکر رکھتے تھے۔ ابوثمامہ عرب کے بہادروں اور شیعوں میں سے تھے۔ معقل سب سے پہلے ان کی صحبت میں آ جاتا اور سب کے آخر میں جاتا تھا۔ تمام خبریں سنا کرتا تھا اور تمام امور کو جان لیتا تھا اور جا جا کر ابن زیاد کے کان میں پھونکتا تھا۔

ہانی بن عروہ کی مصنوعی علالت:

ہانی پہلے ابن زیاد کے پاس صبح و شام جایا کرتے تھے۔ جب مسلم ان کے یہاں آ کر اترے تو انہوں نے وہیں کی آمد و رفت ترک کر دی، خود کو بیمار بنا لیا۔ گھر سے نکلنا موقوف کر دیا۔ ابن زیاد نے ان کے بلانے کے لیے محمد بن اشعث و اسماء بن خارجہ و عمرو بن حجاج زبیدی کو روانہ کیا۔ انہی عمرو کی بیٹی روعہ ہانی کی زوجہ تھیں۔ یحییٰ بن ابی الحسن نے بعض سے نقل کیا ہے کہتے ہیں اسماء اس بات سے بے خبر تھا کہ ابن زیاد نے ہانی کو کیوں بلایا ہے لیکن محمد بن اشعث اس کے ارادے سے واقف تھا۔ یہ سب لوگ جب ہانی کو لے کر پہنچے ہیں تو ابن زیاد کے پاس قاضی شریح بھی موجود تھے اور اسی دن ابن زیاد [illegible] ساتھ قاضی شریح کی طرف دیکھ کر ابن زیاد نے یہ شعر پڑھا:

"میں اس سے عطا کا ارادہ کرتا ہوں اور وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ اپنے دوست مرادی کے لیے مجھ سے عذر پیش کرو۔"

ہانی کی یرغمال کی پیشکش:

پھر ہانی سے پوچھا کیوں ہانی! امیر المومنین اور عامۂ مسلمین کے بیچ تمہارے گھر میں یہ کیسے سامان ہو رہے ہیں۔ مسلم کو اپنے گھر میں تم نے رکھا اور ان کے لیے ہتھیار اور مردانِ جنگی اور گھروں میں تم نے جمع کیے۔ ہانی نے انکار کیا تو اس نے معقل کو سامنے بلا کر کھڑا کر دیا۔ ہانی مجبور ہو گئے انہوں نے صاف صاف سب حال بیان کر دیا کہ مسلم ہی خود سے میرے گھر میں چلے آئے وہ

ان کے متعلق جو کچھ تم نے سنا وہ سب سچ ہے۔ اب مجھ سے جیسے عہد و پیمان تم چاہو لے لو کہ میں تمہارے ساتھ کوئی برائی نہیں کرنے کا۔ اگر کہو تو بطور یرغمال تمہارے پاس کسی کو رکھ دوں اس وقت تک کے لیے کہ میں یہاں سے جا کر مسلم سے کہہ دوں کہ میرے گھر سے جہاں ان کا جی چاہے چلے جائیں۔ تاکہ میں ان کی ذمہ داری سے بری ہو جاؤں۔ ابن زیاد نے کہا واللہ جب تک مسلم کو میرے پاس نہ لاؤ تم ہرگز یہاں سے جا نہیں سکتے۔ کہا واللہ میں ہرگز ان کو تمہارے پاس نہیں لاؤں گا۔ اپنے مہمان کو تمہارے پاس لاؤں کہ تم قتل کرو۔ کہا واللہ تمہیں لانا ہوگا۔ کہا واللہ کبھی نہیں لاؤں گا۔

ہانی بن عروہ اور مسلم باہلی

جب تکرار بڑھ گئی تو مسلم باہلی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس وقت تک کوفہ میں اس کے سوا کوئی شامی یا بصری نہ تھا۔ اس نے دیکھا کہ ہانی اپنی بات کی پچ کر رہے ہیں اور مسلم کے حوالے کر دینے میں ابن زیاد کی بات نہیں مانتے۔ کہا خدا امیر کا بھلا کرے ذرا ہانی سے مجھے گفتگو کر لینے دو اور ہانی سے کہا۔ ذرا ادھر آؤ میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ہانی اٹھے اور ابن زیاد سے کچھ دور جا کر اس سے گفتگو کرنے لگے۔ اب بھی یہ دونوں اس سے قریب تھے۔ اس کے سامنے ہی تھے۔ جب دونوں کی آواز بلند ہوتی تھی تو وہ سن سکتا تھا۔ جب آہستہ بات کرتے تھے تو نہیں سن سکتا تھا۔

مسلم نے کہا اے ہانی خدا کے واسطے اپنے تئیں قتل نہ کراؤ اپنی قوم اور برادری والوں پر بلا نہ لاؤ۔ واللہ! مجھے تمہارے قتل ہونے کا افسوس ہوتا ہے۔ اور ہانی اپنے دل میں سمجھ رہے تھے کہ برادری کے لوگ آتے ہی ہوں گے اس نے کہا یہ شخص (ابن عقیل) ان لوگوں کے ابن العم ہے یہ ان کو قتل نہیں کریں گے نہ کسی طرح کا ضرر ان کو پہنچے گا۔ انہیں ان کے حوالے کر دو۔ اس میں تمہارے لیے نہ کوئی رسوائی ہے نہ کوئی منقصت ہے۔ تم تو انہیں حاکم وقت کے حوالے کرو گے۔ ہانی نے کہا نہیں واللہ! میری بڑی ذلت اور رسوائی ہے میں زندہ موجود ہوں صحیح و سلامت ہوں، دیکھتا ہوں سنتا ہوں دست و بازو میں طاقت رکھتا ہوں۔ میرے اعوان و انصار بہت ہیں۔ پھر بھی جسے میں نے پناہ دی ہے۔ جو میرا مہمان ہے اسے حوالے کر دوں۔ واللہ! اگر میں اس وقت تنہا ہوتا۔ بے یار و مددگار ہوتا جب بھی اپنی جان جب تک نہ دے دیتا اس وقت تک اسے حوالے نہ کرتا۔ باہلی ان کو قسمیں دیے جاتا تھا اور وہ کہے جاتے تھے۔ واللہ! میں کبھی حوالے نہ کروں گا۔

ہانی کی ابن زیاد کو دھمکی

عبیداللہ نے یہ بات سن کر کہا اسے میرے قریب لاؤ۔ ہانی کو لوگ اس کے قریب لے گئے۔ کہا اسے میرے پاس لاؤ ورنہ واللہ تیری گردن مار دوں گا۔

ہانی نے کہا پھر تو یہاں تلواریں بھی بہت چمکیں گی۔

کہا کیا افسوس ہے تیرے حال پر مجھے تلوار سے ڈراتا ہے۔ ہانی کو یہ خیال تھا کہ ان کی برادری کے لوگ انہیں اب بچا لیں گے۔

ابن زیاد نے کہا میرے قریب اسے لاؤ۔

قریب لائے تو ان کے چہرہ کو چھڑی کے نیچے دھر لیا ناک اور پیشانی اور رخسار پر مسلسل چھڑیاں مارے جاتا تھا کہ ناک کے

ٹکڑے ہو گئے۔ پھر سے ان کے خون میں ڈوب گئے رخساروں اور ماتھے کا گوشت ان کی داڑھی پر آ گیا۔ آخر چھڑی ٹوٹ گئی۔ ہانی نے ایک سپاہی کی تلوار پر ہاتھ ڈالا تھا مگر اس نے ان کے ہاتھ سے جھٹک کر چھڑا لیا۔ اس پر عبیداللہ نے کہا

حروریت اختیار کی؟ تو نے اپنا خون مباح کر دیا۔ اب تجھے قتل کرنا ہمیں مباح ہو گیا۔ اسے کھینچ کر ایک کوٹھڑی میں لے جا کر ڈال دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ پہرہ بٹھا دو۔ اسماء نے کھڑے ہو کر کہا کیا ہم پیغامبر تھے؟ اب ہماری بات سے غدر ہوا اور کیا پر تو کر رہا تھا؟ تو نے ہمیں حکم دیا کہ ہانی کو لے کر آئیں۔ جب ہم لائے اور وہ تیرے اندر آئے تو چہرہ ان کا تو نے زخمی کر دیا ان کے خون سے ان کی داڑھی کو تو نے رنگ دیا اور ان کے قتل کرنے کو بھی کہہ رہا ہے۔ عبیداللہ: تو یہ لو۔ تم بھی یہاں موجود ہو۔ پھر اپنے سے کچھ دور اس کو بھی مارا پیٹا اور قید کر دیا۔ محمد بن اشعث نے کہا۔ ہم تو امیر کی رائے پر راضی ہیں۔ ہمارے لیے بہتری اس میں ہو یا برائی۔ سزا اور جزا امیر کا کام ہے۔

قاضی شریح کی گواہی:

عمرو بن حجاج کو یہ خبر پہنچی کہ ہانی قتل ہو گئے۔ وہ بنی مذحج کو ساتھ لیے ہوئے آئے۔ قصر کو گھیر لیا اور پکارے کہ میں عمرو بن حجاج ہوں اور میرے ساتھ بنی مذحج کے شہسوار اور جنگجو ہیں۔ ہم نے اطاعت سے روگردانی نہیں کی ہے۔ ہم نے جماعت کا ساتھ نہیں چھوڑا ہے۔ ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ ہمارا شیخ قتل کیا جا چکا ہے اور یہ امر ہم کو سخت ناگوار گزرا ہے۔ عبیداللہ سے لوگوں نے کہا کہ بنی مذحج دروازے پر کھڑے ہیں۔ اس نے قاضی شریح سے کہا ان کے رئیس کو جا کر دیکھو۔ اور وہاں سے باہر جا کر کہو کہ وہ زندہ ہے۔ کسی نے قتل نہیں کیا ہے میں خود دیکھ کر آیا ہوں۔ غرض شریح نے جا کر ان کو دیکھا وہ خود بیان کرتے ہیں۔

قاضی شریح اور ہانی بن عروہ:

مجھے دیکھ کر ہانی نے کہا دہائی ہے خدا کی اور مسلمانوں کی۔ کیا میری برادری والے مر گئے۔ وہ دیندار لوگ کہاں چلے گئے۔ سب نکلے اپنے دشمن اور دشمن کے بیٹے کے، مجھ کو چھوڑ کر گم ہو گئے اور اس وقت خون ان کی داڑھی پر جاری تھا کہ قصر کے دروازہ پر یکایک شور کی آواز سنائی دی اور میں وہاں سے نکلا اور ہانی میرے پیچھے آ کر کہنے لگے۔ شریح! بنی مذحج کی آواز یہ ہے۔ یہ سب مسلمان میرے شیعہ ہیں۔ دس آدمی بھی ان میں سے مجھ تک پہنچ جائیں تو مجھے چھڑا لے جائیں۔ میں نکل کے ان لوگوں کے سامنے گیا۔ عبیداللہ نے میرے ساتھ اپنے لشکر میں سے حمید بن بکر احمری کو کر دیا تھا اور یہ اگر یہ شخص میرے ساتھ نہ ہوتا تو ہانی کے برادری والوں کو ان کا پیام میں ضرور پہنچا دیتا۔ غرض جب میں نکل کر ان کے سامنے گیا تو میں نے کہا ”امیر کو تم لوگوں کے یہاں آنے کی خبر ہوئی اور اپنے رئیس کے باب میں جو کچھ تمہارا خیال ہے اسے معلوم ہوا تو مجھے یہ حکم دیا کہ تمہارے رئیس کے پاس جاؤں۔ میں ان کے پاس گیا اور انہیں دیکھ آیا۔ تو مجھے یہ حکم دیا کہ تم سے مل کر تمہیں مطلع کر دوں کہ وہ زندہ ہیں ان کے قتل ہونے کی خبر جو تمہیں پہنچی ہے وہ غلط ہے“۔ یہ سن کر عمرو نے اور اس کے ساتھ والوں نے کہا۔ شکر خدا کا کہ وہ قتل نہیں ہوئے اور سب چلے گئے۔

ابن زیاد کا مسجد سے فرار:

ایک روایت یہ ہے کہ عبیداللہ نے ہانی کو جب مارا ہے اور قید کیا ہے تو اندیشہ ہوا کہ لوگ اس پر حملہ کر دیں گے وہ تمام

اپنے اہل شرط اور خدم اور شرفائے کوفہ کے ساتھ منبر پر چڑھا اور حمد و ثنا کے بعد کہا لوگو اطاعت خدا کی اور اپنے امیروں کی اطاعت کو مضبوط پکڑو۔ اختلاف و افتراق سے بچے رہو کہ ہلاک و ذلیل ہو گے قتل ہو گے ستائے جاؤ گے۔ محروم رہو گے۔ بھائی تمہارا وہی ہے جو تم سے سچ کہے۔ جس نے ڈرا دیا اس نے حجت تمام کر دی۔ یہ کہہ کر منبر سے اترنا چاہتا تھا کہ ابھی اترنے نہ پایا تھا کہ کھجور فروشوں کی طرف سے تماشائی مسجد میں گھس آئے اور کہنے لگے کہ ابن عقیل آ گئے ابن عقیل آ گئے۔ یہ سنتے ہی عبیداللہ دوڑ کر قصر میں چلا گیا اور سب دروازے بند کر لیے۔

مسلم بن عقیل کے پاس لوگوں کا اجتماع

عبداللہ بن حازم کہتے ہیں کہ ابن عقیل نے قصر کی طرف مجھے بھیجا تھا کہ ہانی کی خبر لاؤں۔ جب ہانی کو عبیداللہ نے مارا اور قید کر لیا تو میں نے گھوڑے پر زین کسا اور میں سوار ہوا اور سب سے پہلے میں ہی نے مسلم بن عقیل کو خبر پہنچائی۔ قبیلہ مراد کی عورتیں جمع ہو گئی تھیں اور وہ واویلا کر رہی تھیں۔ میں نے مسلم سے سب حال بیان کر دیا۔ اس وقت مسلم کے گرد ان مکانوں میں ان کے چار ہزار اصحاب جمع ہو گئے تھے۔ اور اٹھارہ ہزار آدمی ان سے بیعت کر چکے تھے۔ مسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے انصار میں یا منصور امت کہہ کر پکاروں۔ میں نے پکار کر کہا۔ یا منصور امت۔ اہل کوفہ کو بھی پکار پکار کر جمع کیا۔ سب کے سب مسلم کے پاس جمع ہو گئے۔

ابن عقیل کی قصر ابن زیاد کی طرف پیش قدمی

مسلم نے ربع کندہ و ربیعہ کا علم عبیداللہ بن عمرو بن عزیز کندی کو دیا اور کہا تم سواروں کے آگے آگے ہو کر چلو۔ قبیلہ مذحج و بنی اسد کا علم مسلم نے مسلم بن عوسجہ اسدی کو دیا اور کہا تم پیدل فوج کو لے کر اترو۔ تمیم و ہمدان کا علم ابو ثمامہ صائدی کو اور ربع اہل مدینہ کا علم عباس بن جعدہ جدلی کو دیا اور قصر کی طرف بڑھے۔ عبیداللہ کو جب مسلم کے آنے کی خبر پہنچی تو اس نے قصر میں پناہ لی اور سب دروازے بند کر لیے۔ عباس جعدی کہتے ہیں کہ ہم چار ہزار آدمی ابن عقیل کے ساتھ چلے تھے۔ جب قصر تک پہنچے تو ہم تین سو رہ گئے تھے۔ مسلم قبیلہ مراد کے ساتھ قصر تک پہنچے اور اسے گھیر لیا۔ پھر لوگ آنے لگے اور تھوڑی دیر میں مسجد لوگوں سے بھر گئی اور بازار بھی اور شام تک سب جمع ہوتے چلے گئے۔

ابن زیاد کی پریشانی:

عبیداللہ بہت مضطرب ہوا بڑا سبب یہ تھا کہ دروازہ قصر کے سوا کوئی اس کے لیے جائے پناہ نہ تھی۔ فقط تیس سپاہی اہل شہر میں سے اس کے پاس تھے اور بیس شخص شرفا اور گھر کے لوگ اور غلام اس کے ساتھ تھے۔ قصر کا جو دروازہ رومیوں کے محلے کی طرف تھا اس سے ابن زیاد کے پاس شرفا آمد و رفت کرتے تھے۔ ابن زیاد کے پاس جو لوگ تھے وہ بلندی پر سے ان لوگوں کو دیکھتے تھے اور ڈرتے تھے کہ وہ کہیں پتھر نہ ماریں یا گالیاں نہ دیں اور ان کا یہ حال تھا کہ عبیداللہ اور اس کے باپ کو گالیاں دے رہے تھے۔ عبیداللہ نے کثیر بن شہاب حارثی کو بلا کر حکم دیا کہ قبیلہ مذحج کے جو لوگ اس کی اطاعت میں ہیں انہیں ساتھ لے کر کوفہ میں پھرے اور ابن عقیل کا ساتھ چھوڑنے پر لوگوں کو آمادہ کرے۔ ان کو جنگ کا خوف دلائے۔ ان کو حکومت کی سزا سے ڈرائے اور محمد بن اشعث کو حکم دیا کہ کندہ و حضرموت کے جو لوگ اس کی اطاعت میں ہیں ان کو ساتھ لے کر نکلے اور امان کا علم بلند کرے کہ جو شخص ان

سر پا سکے تب امان ہے۔

عبدالاعلیٰ کی گرفتاری:

اس طرح کے اعلام عام سن کر اور حجار اور شمر ذی الجوشن کو دیتے اور وہاں سے قوم جو اس کے پاس موجود تھے۔ ان کو روک رکھا کہ وہاں سے نکلنے نہ پائیں۔ اس لیے کہ امیر کے پاس بہت کم لوگ ہیں۔ کثیر لوگوں کے اکٹھا کرنے کے لیے نکلا۔ اس نے دیکھا بنی کلب کا ایک شخص عبدالاعلیٰ مسلح ہو کر کچھ لوگوں کے ساتھ ابن عقیل کے پاس جانا چاہتا ہے۔ کثیر نے اسے گرفتار کیا اور ابن زیاد کے پاس لے گیا۔ اس نے ابن زیاد سے کہا میں تو تیرے ہی پاس آتا تھا۔ ابن زیاد نے جواب دیا ہاں تو نے وعدہ بھی مجھ سے کیا تھا۔ پھر حکم دیا کہ اسے قید کر لو۔

عمارہ بن صلخب کی گرفتاری:

ابن اشعث قصر سے نکل کر محلہ بنی عمارہ میں آ کر ٹھہرا۔ اس نے دیکھا عمارہ بن صلخب ہتھیار لگائے ہوئے ابن عقیل کے پاس جانا چاہتا ہے۔ ابن اشعث نے اسے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ اس نے قید کر دیا۔ ابن عقیل نے محمد بن اشعث کے مقابلہ میں عبدالرحمان بن شریح شبامی کو مسجد سے روانہ کیا۔ اس ہجوم کو دیکھ کر ابن اشعث روگردانی کرنے لگا اور پیچھے ہٹنے لگا۔ اور قعقاع نے ابن اشعث کے پاس کہلا بھیجا کہ میں نے عرار کی طرف سے ابن عقیل پر حملہ کیا وہ اپنے مقام سے پیچھے ہٹ گئے۔ ابن اشعث رومی کی طرف سے ابن زیاد کے پاس پہنچا۔ جب کثیر اور محمد بن اشعث اور قعقاع اپنی اپنی برادری کے لوگوں میں سے جنہوں نے ان کی بات سنی اکثر کو ساتھ لیے ہوئے ابن زیاد کے پاس جمع ہو کر آ گئے تو کثیر نے اس سے کہا اور یہ سب کے سب ابن زیاد کے خیرخواہوں میں تھے کہ خدا بھلا کرے امیر کا اس وقت آپ کے قصر میں بہت لوگ آپ کے پاس موجود ہیں۔ اشراف شہر اہل شرطہ آپ کے گھر والے اور تمام خدام آپ کے۔ ہم سب کو لے کر آپ ان لوگوں پر جلد جلد باہر نکلیے۔ عبیداللہ نے اس کا کہنا نہ مانا۔ اور شبث بن ربعی کو علم دے کر باہر نکالا۔ ابن عقیل کے ساتھ جو لوگ تھے وہ شام تک تکبیر کہتے رہے۔ اور حملہ کرتے رہے اور ان کا حملہ بہت شدید ہو گیا۔

ابن زیاد کی شرفائے شہر کو ہدایت:

اب عبیداللہ نے اشراف شہر کو بلا کر جمع کیا اور ان سے کہا بلندی پر چڑھ کر ان لوگوں کے سامنے جاؤ اور ان میں سے جو اطاعت کریں انہیں انعام و اکرام کا امیدوار کرو اور جو نافرمانی کریں ان کو محروم رہنے اور سزا پانے کا خوف دلاؤ۔ اور ان کو آگاہ کر دو کہ ان کے لیے شام سے فوج بھی روانہ ہو چکی ہے۔ غرض اشراف شہر بلندی پر چڑھ کر سب کے سامنے آئے۔

کثیر بن شہاب کی تقریر:

اور سب سے پہلے کثیر بن شہاب نے تقریر کی، آفتاب غروب ہونے کو تھا۔ جب تک وہ کہتا ہی رہا "لوگو! اپنے گھروں کی طرف واپس جاؤ۔ شر و فساد میں جلدی نہ کرو۔ خود کو اپنے ہاتھوں قتل نہ کراؤ۔ دیکھو امیر المؤمنین یزید کی فوج بھی چل چکی ہیں۔ سنو! امیر نے خدا سے یہ عہد کر لیا ہے کہ اگر تم اس سے جنگ پر آمادہ رہے اور اسی شام کو یہاں سے واپس نہ ہوئے تو تمہاری ذریت کو عطا سے محروم کر دے گا اور تمہارے جنگجوؤں کو غزوات اہل شام میں متفرق کر دے گا۔ بے گناہ کی جگہ گناہ گار کو اور غائب کے عوض میں

جاؤ مجھ کو قتل کر ڈالے گا۔ جس جس نے نافرمانی کی ہے ان سب سے بے پروا ہے ایک کو بھی نہ چھوڑے گا''۔ اور تمام اشراف شہر نے بھی اسی طرح کی تقریر کی۔

اہل کوفہ کی عہد شکنی:

ان کی گفتگو سن سن کر لوگ متفرق ہونے لگے اور جانے لگے۔ ایک ایک عورت اپنے بیٹے یا بھائی کے پاس آتی تھی اور کہتی تھی کہ یہاں سے چلو، لوگ تمہارے لیے بہت ہیں۔ کوئی مرد اپنے بیٹے یا بھائی کے پاس آتا تھا اور کہتا تھا کل اہل شام آ جائیں گے تو تم ان سے کیونکر جنگ کر سکو گے۔ چلو یہاں سے اور وہ اس کے ساتھ چلا جاتا تھا۔ اسی طرح لوگ متفرق ہو کر گھٹتے رہے۔ شام تک ابن عقیل کے پاس تیس شخصوں سے زیادہ نہ رہ گئے تھے۔ جب نماز مغرب ہو گئی تو اب بھی ابن عقیل کے پاس تیس شخصوں سے زیادہ شریک نہ تھے۔ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ شام ہو گئی اور ان کے ساتھ یہی چند شخص رہ گئے ہیں تو وہ نکلے اور ابواب کندہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ دروازے تک پہنچے تھے کہ دس آدمی رہ گئے۔ دروازے سے باہر نکلے تو کوئی بھی ساتھ نہ تھا۔ اب جو مڑ کر دیکھتے ہیں تو کوئی ایسا بھی نہ تھا کہ راستہ بتائے یا کسی گھر میں لے جائے یا دشمن کا سامنا ہو جائے تو ان کے آڑے آئے۔ بے مقصد اٹھائے ہوئے یہ کوفہ کی گلیوں میں چاروں طرف مڑ مڑ کر دیکھتے جاتے تھے۔

مسلم بن عقیل کی بے بسی اور طوعہ:

یہ بھی نہ معلوم تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں۔ چلتے چلتے بنی جبلہ کندہ کے محلّہ میں ایک عورت کے دروازہ پر پہنچے۔ اس عورت کا نام طوعہ تھا۔ یہ اشعث بن قیس کی ام الولد تھی۔ اس نے جب آزاد کر دیا تو اسید حضرمی نے اس سے عقد کر لیا۔ بلال اس کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ بلال بھی لوگوں کے ساتھ ابن زیاد کے ساتھ گیا ہوا تھا۔ یہ دروازہ پر کھڑی ہوئی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ ابن عقیل نے اسے سلام کیا۔ اس نے جواب سلام دیا۔ ابن عقیل نے کہا نیک بخت تھوڑا پانی مجھے پلا دے۔ اس نے پانی لا کر پلایا۔ مسلم وہیں بیٹھ گئے۔ عورت پانی کا برتن رکھ کر پھر باہر آئی کہنے لگی: بندۂ خدا پانی تو تم نے پی لیا؟ کہا: ہاں پی لیا۔ کہا: اچھا اب اپنے گھر جاؤ۔ مسلم چپ ہو رہے۔ اتنے میں وہ پھر باہر آئی اور یہی بات پھر کہی۔ اب بھی مسلم چپ رہے تو اس نے کہا: سبحان اللہ اے بندۂ خدا اب اپنے گھر جا، خدا تیرا بھلا کرے۔ میرے دروازہ پر تمہارا بیٹھنا اچھا نہیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتی۔

طوعہ کی مسلم بن عقیل کو امان:

یہ سن کر مسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: اے نیک بخت اس شہر میں میرا گھر ہے نہ کنبہ، نہ عزیز و اقارب ہیں۔ تم مجھ پر احسان کرو اور ثواب کماؤ شاید میں بھی اس کا عوض کبھی کر دوں گا۔ اس نے کہا: اے شخص یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کہا: میں مسلم بن عقیل ہوں۔ ان لوگوں نے مجھ سے دغا کی۔ مجھے دھوکا دیا۔ پوچھا: کیا تمہیں مسلم ہو؟ کہا: ہاں۔ کہا: اب گھر کے اندر چلے آؤ۔ ایک حجرہ میں انہیں کر دیا۔ یہ حجرہ اس حجرہ کے علاوہ تھا جس میں وہ خود رہا کرتی تھی۔ ان کے لیے اس نے فرش کیا، کھانا لے کر آئی۔ مسلم نے کچھ نہیں کھایا۔ اتنے میں اس کا بیٹا آ گیا۔ اس نے ماں کو دیکھا کہ بار بار اس حجرہ میں جاتی آتی ہے۔ کہنے لگا: تیرے اس حجرہ میں بار بار آنے جانے سے مجھ کو شک ہوتا ہے کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے۔ اس نے کہا: بیٹا یہ بات نہ پوچھو۔ اسے ضد ہوئی اس نے کہا: میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ مجھے بتا دو۔ کہنے لگی: بیٹا جا کے کام کر مجھ سے کچھ نہ پوچھ۔ بہت اصرار کرنے لگا تو اس نے کہا اچھا کسی سے کچھ نہ کہنا اس

[illegible]

پھر لوگوں کو مسجد میں حاضر ہونے کی منادی:

[illegible]

[illegible] وقت تو قصر میں نہ جاؤں گا۔ اس نے سب کے ساتھ نماز پڑھی۔

ابن عقیل کی گرفتاری یا قتل کا اعلان

[illegible]

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

ابن زیاد اترا اور قصر میں چلا گیا۔ عمرو بن حریث کو ایک علم دے کر ابن زیاد نے لوگوں پر حاکم مقرر کر دیا تھا۔ صبح ہوئی تو اپنے مقام پر آ کے بیٹھ گیا۔ لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی۔ آئے ان میں سب لوگ محمد بن الاشعث بھی آیا۔ تو ابن زیاد نے کہا۔ ابن اشعث کا کیا پوچھنا جس پر بدگمانی و خیانت کا شبہ بھی نہیں ہو سکتا۔ پھر اپنے پہلو میں اسے بٹھا لیا۔

بلال بن اسید کی مخبری:

طوعہ کا بیٹا بلال بن اسید جس کی ماں نے مسلم کو گھر میں رکھا یا تھا۔ صبح ہوتے ہی محمد بن اشعث کے بیٹے عبدالرحمٰن کے پاس پہنچا اور اس سے کہہ دیا کہ مسلم میری ماں کے یہاں ہیں۔ عبدالرحمٰن اپنے باپ کے پاس آیا وہ ابن زیاد کے یہاں تھا۔ اس سے چپکے چپکے سب حال بیان کر دیا۔ ابن زیاد نے پوچھا تمہارے بیٹے نے کیا بات کہی ہے۔ اس نے کہا مسلم ہمارے قبیلے کے گھروں میں سے ایک گھر میں ہیں۔ ابن زیاد نے چھڑی لے کر اس کے پہلو میں چبھوئی اور کہا ابھی ان کو میرے پاس لے کر آؤ۔ ابن اشعث اٹھ کھڑا ہوا اور ابن زیاد نے عمرو بن حریث سے جو کہ مسجد میں اس کا جانشین مقرر ہوا تھا کہلا بھیجا کہ اپنی قوم میں سے ساٹھ یا ستر آدمی ابن الاشعث کے ساتھ کر دے۔

ابن الاشعث اور ابن عقیل کی جنگ:

ابن الاشعث کے ساتھ اس کے خاندان والوں کا بھیجنا ابن زیاد نے اچھا نہ سمجھا، وہ خوب جانتا تھا کہ ہر قوم کے لوگ مسلم کے جیسے شخص کا اپنے یہاں گرفتار ہو جانا گوارا نہ کریں گے اس نے عمرو بن عبید اللہ سلمی کے ماتحت ساٹھ یا ستر شخص قیس کے کر دیئے۔ اور یہ سب ابن الاشعث کے ساتھ اس گھر پر پہنچے جس میں مسلم تھے۔ گھوڑوں کی ٹاپ اور لوگوں کی آواز سن کر مسلم سمجھ گئے کہ مجھ پر دھاوا آ گیا۔ یہ تلوار لے کر ان لوگوں کی طرف بڑھے اور وہ لوگ گھر میں گھس پڑے۔ مسلم جھپٹ جھپٹ کے تلواریں مار مار کر سب کو گھر سے نکال دیا۔ انہوں نے پھر پلٹ کر حملہ کیا اور مسلم نے بھی اسی طرح مقابلہ کیا۔

مسلم بن عقیل جیسے کی شجاعت:

بکیر بن حمران الاحمری اور مسلم دونوں میں تلوار چلنے لگی۔ بکیر نے مسلم کے منہ پر تلوار ماری اوپر والا ہونٹ ان کا کٹ گیا نیچے کا ہونٹ بھی زخمی ہوا سامنے کے دو دانت گر گئے۔ مسلم نے اس کے سر پر کاری زخم لگایا پھر دوسری تلوار اس کے کاندھے پر ایسی زور سے لگائی کہ سینے تک اتر گئی ہوتی۔ یہ حالت دیکھ کر سب لوگ مکان کی پشت پر سے بلند ہو ہو کر ان پر پتھر برسانے لگے اور نرسل کی جھونپڑیاں آگ سے دہکا دہکا کر مکان کی چھت پر سے ڈالنے لگے۔ یہ دیکھ کر مسلم تلوار کھینچے ہوئے گلی میں ان سے لڑنے کو نکل آئے اور قتال میں مصروف ہو گئے۔

ابن عقیل کے لیے ابن الاشعث کی امان:

ابن الاشعث نے سامنے آ کر کہا اے شخص تمہارے لیے امان ہے۔ تم کیوں اپنے کو خود قتل کر رہے ہو۔ مسلم اسی طرح شمشیر زنی کرتے رہے اور رجز پڑھتے جاتے تھے (جس کا آخری مصرعہ یہ تھا)

أخاف أن أكذب أو أغرا

"مجھے یہ اندیشہ ہے کہ مجھ سے جھوٹ بولیں گے یا مجھے دھوکا دیں گے۔"

ابن الاشعث نے کہا کوئی تم سے جھوٹ نہیں بولے گا کوئی تمہارے ساتھ فریب نہیں کرے گا۔ کوئی تم کو دھوکا نہ دے گا۔ سب لوگ تمہاری برادری کے ہیں۔ تم کو قتل کرنا نہیں چاہتے نہ تم پر ہاتھ اٹھانا چاہتے ہیں۔ مسلم پتھروں کی مار سے زخموں میں چور ہو رہے تھے۔ جنگ کرنے کی طاقت ان میں باقی نہ رہی تھی اور ہانپ رہے تھے۔ اسی مکان کے ایک جانب دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ ابن الاشعث ان کے قریب آ کر کہنے لگا آپ کے لیے امان ہے۔ مسلمؓ نے کہا میرے لیے امان ہے کہا کہ ہاں امان ہے اور سب لوگ پکارے کہ آپ کے لیے امان ہے۔ بس ایک سلمی تھا کہ وہ یہ کہہ کر وہاں سے الگ ہو گیا کہ مجھے اس امر میں کوئی دخل نہیں ہے۔

مسلم بن عقیل کی گرفتاری اور بے کسی:

مسلم نے کہا "اگر تم لوگ مجھے امان نہ دیتے تو میں تمہارے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دیتا"۔ ایک خچر پر ان کو سوار کر دیا اور سب کے سب ہجوم کر کے آ گئے۔ مسلمؓ نے تلوار گلے میں ڈال لی تھی ان لوگوں نے تلوار ان کے گلے سے نکال لی۔ اس وقت مسلم بن عقیل کو اپنی جان کے بچنے سے مایوسی ہو گئی۔ آنسو آنکھوں میں بھر لائے اور کہا یہ پہلی دغا میرے ساتھ کی۔ ابن الاشعث نے کہا مجھے امید ہے کہ تمہارے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ مسلمؓ نے کہا بس امید ہی امید ہے۔ امان جو تم نے دی تھی وہ کیا ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور رونے لگے۔ سلمی نے مسلمؓ سے کہا کہ جو شخص اس امر کا طلب گار ہو جس بات کے تم طالب تھے اس پر جب ایسی مصیبت پڑ جائے" وہ تو اس طرح نہ روئے گا۔

ابن الاشعث سے ابن عقیل کی وصیت:

مسلمؓ نے کہا اگرچہ ایک چشم زدن کے لیے بھی میں اپنی جان کا تلف ہونا گوارا نہیں کرتا پھر بھی میں اپنی موت کے لیے نہیں رو رہا ہوں نہ میں اپنے قتل کا غم کر رہا ہوں۔ میں تو اپنے عزیزوں کے لیے رو رہا ہوں جو میرے پاس آنے والے ہیں۔ میں حسین بن علیؓ اور ان کی اولاد کے لیے رو رہا ہوں۔ یہ کہہ کر ابن الاشعث کی طرف متوجہ ہوئے کہا اے بندۂ خدا! میں سمجھتا ہوں کہ تو مجھے امان تو نہیں دے سکے گا۔ بھلا اتنا سلوک میرے ساتھ تو کرے گا کہ اپنے کسی آدمی کو میری طرف سے حسین بن علیؓ کے پاس بھیج دے۔ وہ آج ہی کل میں تم لوگوں کے پاس آنے کو روانہ ہو چکے ہوں گے اور اہل بیت بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔ تم جو میری یہ بے تابی دیکھ رہے ہو وہ محض اسی سبب سے ہے۔ میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دے کہ "مسلمؓ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ گرفتار ہو چکے ہیں یہ نہیں چاہتے کہ آپ یہاں آئیں اور قتل کیے جائیں۔ آپ اہل بیت کو لے کر پلٹ جائیے۔ کوفیوں کے دھوکے میں نہ آئیے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن سے پیچھا چھڑانے کے لیے آپ کے والد مرنے اور قتل ہو جانے کی آرزو رکھتے تھے۔ اہل کوفہ آپ سے بھی جھوٹ بولے مجھ سے بھی جھوٹ بولے۔ جس کو فریب دو اس کی رائے"۔ ابن الاشعث نے کہا واللہ میں ایسا ہی کروں گا اور ابن زیاد سے بھی کہہ دوں گا کہ تم کو میں امان دے چکا ہوں۔

ابن الاشعث کا قاصد:

ابن الاشعث نے ایاس طائی کو جو کہ ایک شاعر تھا اور ان کے پاس بہت آیا جایا کرتا تھا بلا بھیجا۔ اس سے کہا تم حسین بن علیؓ کے پاس روانہ ہو جاؤ اور یہ خط ان کو پہنچا دو۔ خط میں جو جو باتیں مسلمؓ نے کہی تھیں وہ سب اس نے لکھ دیں اور کہا لو یہ زاد راہ ہے۔ یہ

میرا یہ سفر ہے۔ یہ تمہارے عیال کے دینے کے لیے کافی ہے۔ ان سے کہو میرے پاس اب کچھ نہیں ہے۔ جو وقت تھا وہ گزر گیا ہو چکا ہے۔ ابن اشعث نے کہا تو ایاس روانہ ہوا۔ چار دن کی مدت میں منزل زبالہ میں حسین سے ملا اور خط ان کو دے دیا۔ پڑھ کر کہا: جو مقدر میں ہے وہ ہو کے رہے گا۔ اللہ ہی سے اپنی جانوں کے تلف ہونے اور قوم کی بدعہدی کرنے کو ہم نے خدا پر رکھا۔ مسلم کوفہ کے گھر میں جب تھے اور اٹھارہ ہزار آدمی نے ان سے بیعت کی ہے تو عابس بن ابی شبیب کے ہاتھ حسین کو خط لکھ بھیج چکے تھے: "پیامبر اپنے لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا۔ کوفہ کے اٹھارہ ہزار آدمیوں نے بیعت کی ہے جلدی میرے خط کو دیکھتے ہی اس طرف روانہ ہو جیے۔ سب لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔ آل معاویہ سے ان کو کچھ مطلب نہیں نہ وہ ان کی خواہش رکھتے ہیں۔ والسلام"۔

ابن زیاد کا امان دینے سے انکار:

ابن اشعث مسلم کو لیے ہوئے قصر کوفہ کے دروازے پر آیا اور اذن طلب کیا۔ اذن مل گیا۔ اس نے ابن زیاد سے مسلم کا سب ماجرا اور بکیر نے جو ان پر کیا سب بیان کیا۔ ابن زیاد نے کہا: خدا اس کا برا کرے۔ اس کے بعد ابن اشعث نے امان دینے کا ذکر کیا۔ ابن زیاد نے کہا: تم امان دینے والے کون؟ تم کو اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ جا کر ان کو امان دو۔ تمہیں تو اس لیے بھیجا تھا کہ میرے پاس ان کو لے آؤ۔ ابن اشعث یہ سن کر چپ ہو رہے۔ مسلم قصر کے دروازے پر جب پہنچے پیاس کے مارے جاتے تھے۔ وہاں دروازے پر کچھ لوگ اذن کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں عمارہ بن عقبہ، عمرو بن حریث، مسلم بن عمرو، کثیر بن شہاب بھی تھے۔

مسلم بن عمرو باہلی کی گستاخی:

قصر کے دروازے پر ٹھنڈے پانی کی ایک صراحی رکھی ہوئی تھی۔ مسلم بن عقیل نے کہا: مجھے اس میں سے تھوڑا سا پانی پلا دو۔ ابن عمرو نے جواب دیا: دیکھو کیا ٹھنڈا پانی ہے۔ واللہ! اس میں سے ایک بوند بھی تم کو نہ ملے گی۔ آتش دوزخ کا کھولتا ہوا پانی تم پینے آئے گا۔" مسلم نے پوچھا: ارے تو کون شخص ہے؟ کہا: "میں اس شخص کا فرزند ہوں کہ جب تو نے حق کا انکار کیا تو اس نے اعتراف کیا۔ جب تو نے کھوٹا پن ظاہر کیا تو اس نے خلوص دکھایا۔ جب تو نے نافرمانی اور مخالفت کی تو اس نے بات مانی اور اطاعت کی۔ میں مسلم بن عمرو باہلی ہوں۔" مسلم نے کہا: "تیری ماں تجھ پر روئے۔ کیسا بے رحم و بدزبان تو ہے۔ کیسا سنگ دل و درشت طبیعت تو ہے۔ اے ابن باہلہ دوزخ کے عذاب اور اس کے کھولتے ہوئے پانی کا زیادہ تو سزاوار ہے۔" مسلم یہ کہہ کر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ اور عمرو بن حریث نے اپنے غلام سلیمان کو بھیجا وہ ایک برتن میں پانی لے کر آیا اور مسلم کو پلایا۔

مسلم بن عقیل رحمۃ کی پانی پینے سے محرومی:

ایک روایت یہ ہے کہ عمارہ نے اپنے غلام قیس کو بھیجا وہ ایک کوزہ لے کر آیا۔ اس پر رومال پڑا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ایک کٹورا تھا۔ کٹورے میں پانی انڈیل کر مسلم کو اس نے پلایا۔ یہ جب پینا چاہتے تھے۔ کٹورا خون سے بھر جاتا تھا۔ جب تیسری دفعہ انہوں نے کٹورا بھر دیا اور مسلم نے پینے کا ارادہ کیا تو سامنے کے دونوں دانت کٹورے میں آ رہے۔ مسلم نے کہا: "الحمدللہ میری قسمت میں پانی ہوتا تو میں پی چکا۔" اب مسلم کو ابن زیاد کے سامنے لے گئے تو انہوں نے اسے سلام نہیں کیا۔ ایک سپاہی بولا: تم امیر کو سلام نہیں کرتے۔ مسلم نے کہا: امیر مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو پھر سلام کیا۔ اور اگر قتل کرنا نہیں چاہتا تو بے شک بہت دفعہ میں سلام کروں گا۔ ابن

[illegible]

کہا پھر اس کا اہل کون ہے؟

کہا امیر المومنین یزید

کہا ہر حالت میں شکر ہے خدا کا ہم نے اپنا اور تمہارا انصاف خدا پر رکھا

کہا تیرا کیا یہ گمان ہے کہ تم لوگوں کا بھی اس امارت میں کچھ حق ہے۔

کہا واللہ گمان نہیں ہے بلکہ یقین ہے۔

کہا خدا کی قسم میں اس طرح تجھے قتل کروں گا کہ اسلام میں کوئی اس طرح سے قتل نہ ہوا ہو گا۔

کہا ہاں سب سے زیادہ اسلام میں جو ظلم کی بدعتیں ہوئی ہیں ان کے پیدا کرنے کا تو ہی سزاوار ہے۔ بری طرح سے قتل کرنا، بے دردی سے مثلہ کرنا، بد نفسی، بد عادتی سب تیرا ہی حصہ ہے اور دنیا بھر میں تجھ سے بڑھ کر کوئی اس کا سزاوار نہیں ہے۔

ابن زیاد کی ہرزہ سرائی:

ابن سمیہ نے اب مسلم اور حسینؑ اور عقیل اور علیؑ کو گالیاں دینا شروع کیں اور مسلم نے سکوت کیا۔ اہل تاریخ کا خیال ہے کہ ابن زیاد نے مسلم کو پانی دینے کا حکم دیا۔ ٹھیکری کے برتن میں انہیں پانی پلایا۔ پھر ان سے کہا اس واسطے تجھے اس برتن میں پانی دیا کہ تیرے پینے سے دوسرا برتن حرام ہو جاتا۔ پھر لوگوں سے کہا اسے قصر کی چھت پر لے جاؤ اور گردن مار دو اور سر کے ساتھ جسم کو بھی نیچے پھینک دو۔ اب مسلم ابن اشعث کی طرف متوجہ ہوئے کہا تو نے مجھے امان دی تھی، واللہ! میں تو تیرے حوالے نہ ہوتا۔ اب میرے بچانے کو تلوار لے کر اٹھ۔ تیری بات جاتی ہے۔ [illegible] ابن زیاد نے کہا واللہ! اگر مجھ میں [illegible] تو مجھے [illegible]۔ ابن زیاد نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جس نے ان کے سر پر اور شانہ پر تلوار ماری تھی۔ بکر ابن حمران احمری ہے۔ لوگ اسے بلا لائے۔ کہا کوٹھے پر لے جا کر تو ہی ان کی گردن مار۔

مسلم بن عقیلؑ کی شہادت

مسلم بن عقیل کو کوٹھے پر لے کے چلے۔ وہ تکبیر و استغفار و صلوات پڑھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے: خداوندا! ہمارا اور ان لوگوں کا انصاف تو ہی کر جنہوں نے ہم کو دھوکا دیا، ہم سے جھوٹ بولے، ہمیں ذلیل کیا۔ قصر کی اس چھت کی جانب جہاں آج قصابوں کی دکانیں ہیں مسلم کو لے گئے۔ وہاں ان کی گردن ماری اور سر کے ساتھ جسم کو بھی نیچے پھینک دیا۔ بکیر جس نے مسلم کو قتل کیا تھا کوٹھے سے اترا تو ابن زیاد نے پوچھا اسے قتل کر دیا؟ بکیر نے کہا ہاں، پوچھا جب تم اسے کوٹھے پر لے جا رہے تھے تو کیا کہتا جاتا تھا۔ کہا تکبیر و تسبیح و استغفار پڑھتا جاتا تھا۔ جب میں نے قتل کرنے کو اپنی طرف اسے کھینچا تو کہا خداوندا! ہمارا اور ان لوگوں کا انصاف تو ہی کر جنہوں نے ہم سے جھوٹ بولے، جنہوں نے ہمیں دھوکا دیا، ہمیں چھوڑ دیا، ہمیں قتل کیا۔ میں نے کہا ادھر سے قریب آ۔ خدا کا شکر ہے کہ تجھ سے اپنا قصاص لینے کے لیے مجھے موقع ملا۔ یہ کہہ کر میں نے تلوار کا ایک وار کیا اور وہ بیکار گیا۔ تو مسلم بن عقیل نے مجھ سے کہا بندۂ خدا یہ جو کچھ تو نے خراش ڈالی ہے کیا اس میں تیرے زخم کا بدلہ نہیں ہو گیا۔ ابن زیاد نے کہا مرتے وقت بھی یہ فخر! بکیر نے کہا پھر

---

۱ [illegible]

[illegible] میں قتل کیا۔

ابن اشعث کی ہانی کے لیے سفارش

محمد بن اشعث نے کھڑے ہو کر ہانی کے بارے میں ابن زیاد سے گفتگو کی اور کہا آپ واقف ہیں ہانی کا اور ان کے خاندان کا شہر میں اور اہل عرب میں کیا مرتبہ ہے۔ اور ان کی قوم کو یہ بات معلوم ہے کہ میں اور میرا ساتھی ہانی کو آپ کے پاس لے کے آئے ہیں۔ میں خدا کا واسطہ دے کر آپ سے کہتا ہوں کہ اسے مجھے بخش دیجیے۔ مجھے اس کی قوم سے عداوت مول لینا گوارا نہیں۔ معلوم ہے کہ اہل شہر میں بہت عزت رکھتے ہیں اور یمن کی جماعت ان کے ساتھ لگی ہے۔ ابن زیاد نے وعدہ کیا تھا کہ ایسا ہی کروں گا۔ جب مسلم بن عقیل کے بارے میں جو کچھ ہونے والا تھا ہو چکا تو اس کی رائے بدل گئی۔ ابن اشعث سے جو وعدہ کیا تھا اس کے پورا کرنے سے انکار کیا۔

ہانی بن عروہ کو قتل کرنے کا حکم

مسلم کے قتل ہوتے ہی ابن زیاد نے حکم دیا کہ ہانی کو بازار میں لے جا کر ان کی گردن مارو۔ ہانی کو بازار میں اسی مقام پر لے گئے۔ جہاں بکریاں بکتی تھیں۔ ان کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں اور بار بار وہ کہتے جاتے تھے۔ کہاں ہیں بنی مذحج؟ آج میری کمک نہیں کرتے۔ جب دیکھا کوئی کمک کو نہیں آتا تو اپنے ہاتھ کو زور سے کھینچا اور رسی میں سے نکال لیا اور کہا: ارے کوئی عصا نہیں، کوئی چھری نہیں، کوئی پتھر نہیں ہے۔ وقت کی کوئی ہڈی بھی نہیں کہ انسان اسی کو لے کر اپنی جان بچانے کے لیے ہاتھ پاؤں مارے۔ یہ سنتے ہی سب کے سب لوگ ان پر پل پڑے۔ رسی کو پھر انہوں نے باندھ دیا اور ان سے کہا۔ اپنی گردن آگے بڑھاؤ۔ کہا میں ایسا سخی نہیں ہوں کہ اپنا سر دے دوں۔ میں اپنی جان لینے میں تمہاری مدد نہیں کروں گا۔

ہانی بن عروہ کا قتل

ابن زیاد کے ایک غلام ترکی نے جس کا نام رشید تھا، ان پر وار کیا۔ تلوار نے کچھ کام نہ دیا۔ ہانی کہنے لگے۔ خدا ہی کے پاس جانا ہے۔ خداوندا اپنی رحمت و رضوان میں مجھ کو لے لے۔ ترکی نے دوسرا وار کیا، ان کو قتل کیا۔ پھر اس غلام ترکی کو عبدالرحمٰن بن حصین نے مقام خازر میں ابن زیاد کے ساتھ دیکھا۔ لوگ کہہ رہے تھے۔ دیکھو ہانی کا قاتل یہی ہے۔ یہ سن کر ابن حصین نے کہا کہ میں اس کو قتل نہ کروں یا اس کے پیچھے [illegible] نہ پاؤں تو خدا مجھے نہ رکھے۔ یہ کہتے ہی اس پر نیزہ کا وار کر کے وہیں قتل کیا۔

عبدالاعلیٰ کلبی کا قتل:

ابن زیاد مسلم و ہانی کو قتل کر چکا تو عبدالاعلیٰ کلبی کو بلایا۔ یہ وہی شخص ہے۔ کثیر بن شہاب جسے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لے آیا تھا۔ ابن زیاد نے اس سے کہا اپنا حال بیان کرو۔ اس نے کہا خدا آپ کا بھلا کرے میں اس لیے نکلا تھا کہ دیکھوں لوگ کیا کر رہے ہیں۔ تب مجھے ابن شہاب نے گرفتار کر لیا۔ ابن زیاد نے کہا اگر تم اس لیے نکلے تھے تو شدید و غلیظ قسمیں کھا کر بیان کرو۔ اس شخص نے قسم کھانے سے انکار کیا۔ حکم دیا اسے جبانہ سبیع میں لے جا کر گردن مارو۔ سب اسے لے کر چلے اور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اٹھائیسویں تاریخ اتوار کے دن مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور شعبان کی تیسری شب جمعہ تھی کہ مکہ میں داخل ہوئے۔ مکہ میں شعبان، رمضان، شوال، ذیقعدہ میں قیام کیا۔ پھر ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ منگل کے دن روز ترویہ مکہ سے نکلے۔ اسی دن مسلمؓ نے خروج کیا تھا۔ مسلمؓ کے ساتھ مختار اور عبداللہ بن حارث بھی نکلے تھے۔ مختار سبز علم لیے ہوئے تھے۔ عمرو بن حریث کے مکان پر آ کر انہوں نے علم گاڑ دیا اور کہا میں تو اس لیے نکلا ہوں کہ عمرو کو روکے رہوں۔ اور عبداللہ بن حارث سرخ علم لیے ہوئے تھے اور سرخ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ مسلم جب قصر کی طرف بڑھے تو اشعث اور قعقاع و شبث نے مسلم بن عقیل کا اور ان کے اصحاب کا مقابلہ کیا اور فریقین میں بڑی خونریز جنگ ہوئی۔ شبث کہتے تھے کہ ان لوگوں کو رات ہو جانے دو تو متفرق ہو جائیں گے۔ قعقاع کہتے تھے کہ تم نے سب کے راستے روک رکھے ہیں۔ نکل جانے کی راہ دے دو سب چلے جائیں گے۔ عبیداللہ بن زیاد نے مختار اور عبداللہ کے گرفتار کرنے کا لوگوں کو حکم دیا اور انعام اس کے لیے مقرر کر دیا۔ دونوں شخص گرفتار ہو کر آئے اور قید کر لیے گئے۔

* * *

باب ۲

حضرت امام حسین ؓ

عمرو بن عبدالرحمٰن کی حضرت حسین ؓ سے درخواست:

عمر بن عبدالرحمٰن مخزومی کا بیان ہے کہ اہل عراق کے خط جب حسین ؓ کے پاس آ گئے اور انھوں نے عراق کی طرف روانہ ہونے کا تہیہ کر لیا تو میں ان کے پاس گیا۔ اور ابھی وہ مکہ ہی میں تھے۔ میں نے حمد و ثنائے حق تعالیٰ کے بعد کہا۔ برادر میں آپ کے پاس ایک حاجت لے کر آیا ہوں۔ سے میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی خیر خواہی کا لحاظ ہے۔ اگر آپ مجھے خیر خواہ سمجھتے ہیں تو میں کہوں ورنہ جیسا ارادہ ہے باز رہوں۔ کہا کہو کیوں نہیں کہتے۔ بخدا تمہارا شمار ان میں نہیں جن سے کسی امر بد یا فعل قبیح کا وہم و گمان ہے۔ میں نے کہا سنتا ہوں آپ عراق کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ اس سفر میں آپ کے لیے مجھے اندیشہ ہے آپ اس شہر میں جاتے ہیں جس میں عمال اور امراء ہیں۔ ان کے پاس خزانہ ہے۔ لوگ درہم و دینار کے غلام ہیں۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ جن لوگوں نے آپ سے نصرت کا وعدہ کیا ہے اور آپ کے جن دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہیں آپ کا ساتھ چھوڑ کر انہی کے ہو کر آپ سے آمادۂ پیکار نہ ہو جائیں۔ کہا برادر تمہیں خدا جزائے خیر دے۔ واللہ! مجھے یقین ہے کہ تم نے خیر خواہی کی بات کی اور عقل کی بات کہی۔ جو مقدر میں ہے وہ تو ہوگا۔ میں تمہاری رائے پر عمل کروں یا نہ کروں۔ مگر تم کو سب سے بہتر مشیر و خیر خواہ سمجھتا ہوں۔ میں وہاں سے اٹھ کر حارث بن خالد بن عاص کے پاس آیا۔ پوچھنے لگا تم حسین ؓ کے پاس گئے تھے۔ میں نے کہا گیا تھا۔ پوچھا تم نے کیا کہا ان سے انھوں نے کیا کہا تم سے۔ میں نے بیان کیا کہ میں نے یہ کہا تھا ان سے۔ انھوں نے یہ کہا مجھ سے۔ کہنے لگا خدا کے گھر و رب کعبہ کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں کہ تم نے خیر خواہی کا حق ان سے کیا۔ بہت نیک رائے ہے جو تم نے ان کو دی۔ اب چاہیں وہ مانیں یا نہ مانیں۔

عبداللہ بن عباس ؓ کی مخالفت:

عبداللہ بن عباس ؓ نے حسین ؓ کی روانگی کا ذکر سنا تو حسین ؓ کے پاس آئے۔ کہا بھائی لوگوں میں چرچا ہے کہ آپ عراق کی طرف روانہ ہونے کو ہیں مجھ سے بیان تو کیجیے آپ کیا قصد رکھتے ہیں۔ کہا ان شاء اللہ تعالیٰ انہی دو دن کے اندر روانہ ہو جاؤں گا۔ ابن عباس ؓ نے کہا میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں ایسا نہ کیجیے۔ خدا آپ پر رحم کرے مجھے یہ تو بتا دیجیے کہ آپ ان لوگوں میں جاتے ہیں جنہوں نے اپنے حاکم کو قتل کر ڈالا ہے اپنے شہروں کا انتظام کر چکے ہیں۔ اپنے دشمن کو وہاں سے نکال چکے ہیں۔ اگر یہ سب کچھ یہ لوگ کر چکے ہیں تو آپ جائیے اور اگر یہ بات ہے کہ انھوں نے فقط آپ کو بلایا ہے اور حاکم ان پر اسی طرح مسلط ہے اور اسی کے عمال شہروں سے خراج وصول کر رہے ہیں تو آپ کو جنگ و جدال کے واسطے بلا رہے ہیں۔ مجھے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ آپ کو دھوکا دیں گے آپ کو جھٹلائیں گے آپ کی مخالفت کریں گے آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے اور اگر آپ پر حملہ کریں گے تو ان کا حملہ سب سے سخت تر ہوگا۔ حسین ؓ نے جواب دیا میں خدا سے خیر کا طالب ہوں اور دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے متعلق امام حسین رضی اللہ عنہ کی رائے:

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھ سے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بہت دیر تک باتیں کرتے رہے پھر کہنے لگے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قوم کو ہم کیوں چھوڑ دیں کیوں ان سے دور رہیں۔ ہم مہاجرین کی اولاد ہیں ہم اور ان سے بڑھ کر ریاست کے اہل ہیں۔ بتائیے آپ کا کیا ارادہ ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا میرا دل تو یہی کہتا ہے کہ کوفہ میں چلا جاؤں۔ وہاں کے اشراف نے اور میرے شیعوں نے مجھے خط لکھے ہیں۔ و میں خدا سے خیر کا خواستگار ہوں۔ یہ سن کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کے شیعوں کے مثل اگر میرے لوگ وہاں ہوتے تو میں اس سے انحراف نہ کرتا۔ یہ کہہ کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں مجھ سے بدگمان نہ ہوں تو کہا اگر آپ حجاز ہی میں رہ کر اس ریاست کا ارادہ کریں تو کوئی بھی ان شاء اللہ آپ کی مخالفت نہ کرے گا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اٹھ کر چلے گئے تو حسین رضی اللہ عنہ کہنے لگے اس شخص کو دنیا کی کسی شے کی تمنا نہیں ہے جتنی اس بات کی ہے کہ میں حجاز سے عراق کی طرف چلا جاؤں یہ خوب جانتا ہے کہ میرے ہوتے اسے ریاست نہیں مل سکتی۔ لوگ اسے میرے برابر نہیں سمجھتے اس لیے چاہتا ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں اور اس کے لیے میدان خالی ہو جائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حسین رضی اللہ عنہ کو یمن جانے کا مشورہ۔

پھر اسی دن شام کو یا دوسرے دن صبح کو حسین رضی اللہ عنہ کے پاس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آئے اور کہا ابن عم میں چاہتا ہوں کہ صبر کروں مگر مجھے صبر نہیں آتا۔ اس راہ میں مجھے آپ کے ہلاک اور تباہ ہونے کا خوف ہے۔ اہل عراق دغا باز لوگ ہیں ہرگز ان کے پاس نہ جاؤ۔ اسی شہر میں قیام کرو کہ تم اہل حجاز کے رئیس ہو اگر اہل عراق تم کو بلاتے ہیں تو انہیں لکھو کہ پہلے دشمن سے پیچھا چھڑا لیں۔ اس کے بعد ان کے پاس جاؤ۔ اگر تم اس بات کو نہیں مانتے اور یہاں سے نکل جانا منظور ہے تو یمن کی طرف چلے جاؤ۔ وہاں قلعے ہیں درے ہیں یہ ایک عریض و طویل ملک ہے۔ تمہارے باپ کے شیعہ وہاں موجود ہیں تم سب سے الگ رہ کر لوگوں سے خط و کتابت کرنا اپنے قاصدوں کو بھیجو۔ اس طریقہ میں مجھے امید ہے کہ جو بات تم چاہتے ہو امن و عافیت کے ساتھ تم کو حاصل ہو جائے گی۔ حسین رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا برادر واللہ میں جانتا ہوں کہ تم میرے خیر خواہ و شفیق ہو لیکن میں تو روانگی کا مصمم ارادہ کر چکا ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اہل بیت کے ساتھ جانے پر مخالفت:

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تم جاتے ہی ہو تو عورتوں کو بچوں کو ساتھ لے کر نہ جاؤ۔ واللہ مجھے ڈر ہے کہ جس طرح عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح تم بھی اپنی عورتوں اور بچوں کے سامنے قتل نہ کیے جاؤ۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ تم نے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی مراد پوری کر دی کہ حجاز کو ان کے لیے چھوڑ دیا خود نکل کر چلے۔ تمہارے ہوتے کوئی ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا تھا۔ قسم ہے خدائے وحدہ لا شریک کی اگر میں یہ سمجھتا کہ اس وقت میں تم سے دست و گریبان ہو جاؤں اور میرے اور تمہارے تماشہ کو لوگ جمع ہو جائیں تو تم میرا کہنا مان لو گے تو میں ایسا ہی کرتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ یہاں سے اٹھ کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف گزرے کہا اے ابن زبیر رضی اللہ عنہ تمہاری مراد پوری ہوئی پھر اس مضمون کے شعر پڑھے۔

اے چنڈول سبزہ زار کی رہنے والی میدان خالی ہے انڈے بچے نکال چہچہا کر
جب تک تیرا جی چاہے چونچیں مار حسین تو عراق کو چلے اب تو حجاز کو نہ چھوڑ

امام حسین وابن زبیر رضی اللہ عنہ کی گفتگو

ایک روایت یہ ہے کہ بعض راویوں نے بیان کیا کہ ہم نے حسین اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو چاشت کے وقت حجر اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کے درمیان کھڑے ہوئے دیکھا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے تھے کہ اگر آپ یہاں رہنا چاہیں تو یہ منصب آپ سنبھالیں ہم آپ کی مدد کریں گے آپ کے ساتھ خیر خواہی کریں گے اور آپ سے بیعت کریں گے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میرے باپ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ایک مینڈھا ہوگا جس کی وجہ سے مکہ کی حرمت حلال کی جائے گی میں پسند نہیں کرتا کہ وہ مینڈھا میں ہوں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا آپ یہاں رہئے خلافت میرے سپرد کر دیجئے آپ کی اطاعت کی جائے گی کوئی بات آپ کے خلاف نہ کی جائے گی۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں یہ بھی نہیں چاہتا۔ پھر دونوں آہستہ آہستہ باتیں کرتے رہے۔ جب ظہر کا وقت ہوا اور لوگ منیٰ کی طرف چلے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ صفا و مروہ کے درمیان دوڑے۔ بال ترشوائے اور عمرے کا احرام کھول کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مکہ میں جنگ کرنے سے انکار

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ انہوں نے مکہ میں دیکھا کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تھے ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حسین رضی اللہ عنہ سے کہا ابن فاطمہ ذرا میری بات سنو۔ حسین رضی اللہ عنہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے چپکے چپکے باتیں کیں۔ پھر ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے تم جانتے ہو ابن زبیر کیا کہہ رہے ہیں؟ ہم لوگوں نے عرض کیا ہم آپ پر فدا ہوں ہم نہیں جانتے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کہتے ہیں آپ اسی مسجد میں رہئے میں آپ کی خاطر لوگوں کو جمع کر دوں گا۔ پھر حسین رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ ایک بالشت حرم کے باہر قتل کیا جاؤں تو یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ ایک بالشت حرم کے اندر قتل ہوں۔ خدا کی قسم اگر میں حشرات الارض میں سے کسی کے بھی بل میں ہوں گا تو بھی یہ لوگ مجھے وہاں سے نکال لیں گے اور جو ان کا مطلب ہے اسے پورا کر کے ہی رہیں گے۔ واللہ یہ لوگ ایسا ظلم کریں گے جیسا یہود نے روز سبت کیا تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ میں جھڑپ

جب حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے نکلے تو عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کے بھیجے ہوئے لوگ یحییٰ بن سعید کی سرکردگی میں سامنے سے آئے اور کہا آپ کہاں جاتے ہیں؟ واپس چلئے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے ان کا کہنا نہ مانا اور آگے بڑھے۔ دونوں طرف کے لوگوں میں ہاتھا پائی ہونے لگی کوڑے چلنے لگے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے اور ان کے رفقاء نے سخت مقاومت کی اور حسین رضی اللہ عنہ اپنے جانے والے رستے کی طرف بڑھے۔ ان لوگوں نے پکار کر کہا اے حسین! تم خدا سے نہیں ڈرتے کہ جماعت سے نکلے جاتے ہو اور امت میں تفرقہ ڈالتے ہو۔ حسین رضی اللہ عنہ نے قول باری تعالیٰ سے یہ آیت پڑھی: لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بریء مما تعملون۔ ترجمہ: میرے اعمال میرے ساتھ ہیں تمہارے اعمال تمہارے ساتھ ہیں تم میرے اعمال سے بری ہو میں تمہارے اعمال سے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی فرزدق شاعر سے ملاقات

حسین رضی اللہ عنہ جب مقام تنعیم میں پہنچے تو ایک قافلہ ملا جو یمن سے آ رہا تھا۔ بحیر بن ریسان حمیری عامل یمن نے یزید کے پاس اپنا قافلہ بھیجا تھا اس میں ورس اور حلے تھے (ورس زعفران سے مشابہ ایک بوٹی ہے) حسین رضی اللہ عنہ نے سب چیزیں

لے لیں اور اونٹ والوں سے کہا کہ کسی پر جبر نہیں کرتا تم میں سے جو کوئی ہمارے ساتھ عراق تک چلے گا میں اسے کرایہ پورا دوں گا۔ اور اچھی طرح پیش آؤں گا۔ اور جو کوئی یہیں سے الگ ہونا چاہے گا اسے یہاں تک کا کرایہ دے دوں گا۔ غرض ان لوگوں میں سے جن لوگوں نے جانا چاہا ان کا حساب کر دیا گیا اور خاطر خواہ ان کی اجرت دے دی گئی۔ جو لوگ آپ کے ساتھ رہے انہیں کرایہ بھی دیا اور لباس بھی۔ آپ جب مقام صفاح تک پہنچے تو فرزدق بن غالب شاعر نے آپ کو ٹھہرایا کہنے لگا۔ خداوند عالم آپ کی امید و مراد کو خاطر خواہ پورا کرے۔ حسین ؓ نے اس سے کہا: یہ تو بیان کرو کہ لوگوں کو تم کس حالت میں چھوڑ کر آئے ہو۔ فرزدق نے عرض کیا آپ نے اس شخص سے یہ سوال کیا جو خوب واقف ہے۔ لوگوں کے دل آپ کی طرف مائل ہیں اور تلواریں ان کی بنی امیہ کی اعانت کے لیے ہیں اور یہ حکم آسمان سے اترتا ہے اور خدا ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ حسین ؓ نے کہا تم نے سچ کہا خدا ہی کی طرف سے حکم ہے اور خدا ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے اور ہر روز وہ مصروف ہے اگر حکم آسمانی ہمارے خاطر خواہ ہوگا تو ہم اس کی نعمت کا شکر بجا لائیں گے اور وہی ادائے شکر کی توفیق دینے والا ہے اور اگر حکم آسمانی ہمارے ارادہ کے خلاف ہوا تو جس کی نیت حق پر ہے جس کی خصلت میں تقویٰ ہے اس پر الزام نہیں ہو سکتا۔ یہ کہہ کر حسین ؓ نے اونٹ کو آگے بڑھایا۔ السلام علیک کہا اور دونوں آدمی اپنے اپنے رستے الگ ہو گئے۔

فرزدق بن غالب کا بیان:

خود فرزدق کا بیان ہے کہ میں اپنی ماں کو ساتھ لے کر حج کو گیا تھا۔ ان کے اونٹ کو میں ہانک رہا تھا۔ یہ دن حج کے تھے اور ۶۰ھ کا واقعہ ہے کہ میں حرم میں داخل ہوا۔ میں نے حسین بن علی ؓ کو مکہ کے باہر پایا اور تلواریں اور ڈھالیں ان کے ساتھ تھیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ قطار کس کے ساتھ ہے معلوم ہوا کہ حسین بن علی ؓ کا قافلہ ہے۔ میں آپ کے پاس گیا اور میں نے پوچھا اے فرزند رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں کیا جلدی تھی کہ آپ حج کو چھوڑ کر چلے۔ کہا میں جلدی نہ کرتا تو گرفتار کر لیا جاتا۔ پھر مجھ سے پوچھا تم کون شخص ہو میں نے کہا "میں عراق کا ایک شخص ہوں"۔ پس واللہ تعالیٰ مجھ سے یہ پوچھا اور اسی جواب کو کافی سمجھے۔ پھر یہ پوچھا کہ جن لوگوں میں سے تم آتے ہو ان کا حال مجھ سے بیان کرو۔ میں نے جواب دیا لوگوں کے دل آپ کی طرف ہیں اور تلواریں بنی امیہ کی طرف ہیں اور حکم خدا کے ہاتھ میں ہے۔ یہ سن کر آپ نے کہا تم نے سچ کہا۔ اس کے بعد میں نے کچھ باتیں دریافت کیں نذر اور اعمال حج کے باب میں سب آپ نے بتا دیں۔ فرزدق کو عراق میں برسام ہو گیا تھا اس کی زبان میں ثقل پایا جاتا تھا۔

فرزدق کی عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے ملاقات:

فرزدق کہتا ہے پھر میں آگے بڑھا تو میں نے دیکھا کہ حرم میں ایک شاندار خیمہ نصب ہے۔ میں قریب گیا تو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ کا خیمہ ہے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے حسین بن علی ؓ کی ملاقات کا حال بیان کر دیا۔ عبداللہ ؓ نے کہا ارے تو بھی ان کے ساتھ کیوں نہ چلا گیا واللہ وہ ضرور بادشاہی حاصل کر لیں گے ان کے اور ان کے اصحاب کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھانا ٹھیک نہیں درست۔ فرزدق کہتا ہے یہ سن کر واللہ! میرا ارادہ ہوا کہ میں بھی حضرت کے ساتھ ہو جاؤں۔ عبداللہ ؓ کی بات میرے دل میں اتر گئی۔ اس کے ساتھ ہی پیغمبروں کے قتل ہو جانے کے واقعات مجھے یاد آ گئے اور اسی خیال نے مجھے آپ

کے ساتھ جانے سے روکا۔ میں اپنے اہل و عیال میں جو عسفان میں تھے چلا آیا۔ ابھی میں وہیں ٹھہرا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کوفہ سے خط لیے ہوئے ایک قافلہ چلا آ رہا ہے۔ میں اس کے پیچھے چلا ان لوگوں کو پکارا، جب ان سے پوچھا کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہے تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ وہ قتل ہو گئے۔ پھر عبداللہ بن عمرو بن عاص کی بات پر حیرت کرتا ہوا واپس آیا۔ اس زمانہ میں سب لوگ یہی کہا کرتے تھے اور شب و روز اسی واقعہ کے انتظار میں رہتے تھے

فرزدق کی ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے بدگمانی

اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو کہا کرتا تھا کہ درحقیقت یہ مجھے قتل حسین کے وقت ان کے ساتھ نہ پانے کا کہ میرا خاتمہ بخیر ہو جانے کا۔ میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم زمین وہط کو کیوں نہیں بیچ ڈالتے۔ کہنے لگا کہ فلاں شخص پر اور معاویہ رضی اللہ عنہ اور تجھ پر خدا لعنت کرے۔ میں نے کہا تجھی پر خدا لعنت کرے۔ یہ سن کر وہ اور بھی زیادہ سخت ملامت کرنے لگا اور اس وقت اس کے نوکروں میں سے کوئی اس کے پاس نہ تھا کہ مجھے کچھ ضرر پہنچاتا۔ میں وہاں سے اٹھ آیا۔ اس نے مجھے پکارا نہیں۔ وہط ایک احاطہ طائف میں تھا عبداللہ رضی اللہ عنہ خود اس کا مالک تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس زمین کو مول لینا چاہا بہت کچھ مال اس کا دیا مگر کسی طرح بیچنے پر راضی نہ ہوئے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے سفر میں بہت جلدی کی۔ کسی شے کی طرف مڑ کر نہ دیکھا یہاں تک کہ ذات عرق میں آ کر اترے۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا خط بنام حضرت حسین رضی اللہ عنہ

علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ مکہ سے نکلے تو عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے عون و محمد اپنے دونوں فرزندوں کے ساتھ ایک خط حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ میرا خط دیکھتے ہی واپس چلے آیئے۔ مجھے خوف آتا ہے کہ آپ جہاں جا رہے ہیں وہاں آپ ہلاک اور اہل بیت تباہ ہو جائیں۔ آپ اگر ہلاک ہوئے تو دنیا میں اندھیرا ہو جائے گا۔ اہل ہدایت کے رہنما اور اہل ایمان کا سہارا آپ ہی کی ذات ہے۔ روانگی میں جلدی نہ کیجیے۔ اس خط کے پیچھے میں بھی آتا ہوں والسلام۔ اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اس سے گفتگو کی اور کہا حسین رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھو جس میں انہیں امان دینے کا اور ان سے مہربانی اور احسان کرنے کا وعدہ ہو اور ان کو لکھو کہ واپس چلے آئیں۔ شاید ان کو تمہارے خط سے اطمینان ہو جائے اور راہ سے پلٹ آئیں۔ عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ نے کہا جو تمہارا جی چاہے لکھ کر میرے پاس لے آؤ میں اس پر مہر کر دوں گا۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ خط لکھ کر عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے اور یہ کہا اس پر مہر کر کے اپنے بھائی یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ روانہ کر دو۔ یحییٰ کے جانے سے ان کو اطمینان ہو جائے گا۔ اور مجھ کو یقین ہو جائے گا کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے دل سے لکھا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کا حکم

عمرو بن سعید نے ایسا ہی کیا۔ یحییٰ جو یزید کی طرف سے مکہ کا حاکم تھا قرشی یحییٰ و عبداللہ بن جعفر دونوں آپ کے پاس پہنچے۔ یحییٰ نے خط دیا اور دونوں شخصوں نے بہت اصرار کیا۔ آپ نے یہ عذر کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے حکم دیا ہے اسے میں بجا لاؤں گا۔ اس میں ضرر ہو یا میرے لیے نفع ہو۔ دونوں شخصوں نے پوچھا کہ وہ کیا خواب ہے؟ آپ نے کہا نہ میں نے کسی سے بیان کیا ہے نہ بیان کروں گا۔ یہاں تک کہ اپنے خدا سے ملاقات کروں گا۔

عمرو بن سعید کا حضرت حسین کے لیے امان نامہ

[illegible]

برادران مسلم کا قصاص پر اصرار

[illegible]

عمر بن سعد بن ابی وقاص کو امارت رے کا لالچ

[illegible]

ابن سعد بن ابی وقاص کی حضرت حسین [illegible]

[illegible]

دیں چلا جاؤں یا مجھے یزید کے پاس چلا جانے دو یا کسی سرحدی طرف نکل جاؤں۔ غرض عمرو بن سعد نے اس بات کو قبول کر لیا۔ ابن زیاد نے منع کر دیا جب تک اپنا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں نہ دے دیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ حسین لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور ان کے ساتھی سب کے سب مارے گئے۔ ان کے ساتھ جو لوگ شہید ہوئے ان میں سترہ نوجوان ان کے اہل بیت میں سے تھے اور ایک تیر آ کر ایک بچے کو لگا جو آپ کی گود میں تھا۔ حسین اس کا خون پونچھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ خداوندا ہمارے اور ان لوگوں کا فیصلہ کر جنہوں نے ہماری مدد کرنے کے لیے ہمیں بلایا اور ہمیں قتل کر رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ایک چادر منگائی اور اسے پھاڑ کر گلے میں ڈال لیا۔ پھر تلوار لے کر نکلے لڑتے لڑتے مارے گئے۔ صلوات اللہ علیہ۔ آپ کو بنی مذحج میں سے ایک شخص نے قتل کیا اور آپ کا سر کاٹ کر ابن زیاد کے پاس لے گیا اور نظم میں یہ مضمون ادا کیا۔

میرے اونٹوں کو سیم و زر سے لاد دے　　میں نے بادشاہ جلیل القدر کو قتل کیا
میں نے اسے قتل کیا جس کے ماں باپ بہترین خلق ہیں　　اور جو نسب کے اعتبار سے خود بھی بہترین خلق ہے

ابو برزہ اسلمی کی جرأت کا اظہار حق:

ابن زیاد نے اس شخص کو مع حسین کے سر کے یزید کے پاس بھیج دیا۔ اس وقت اس کے پاس ابو برزہ اسلمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے حسین کا سر یزید کے سامنے رکھ دیا۔ وہ چھڑی سے آپ کے دانتوں کو کھٹکھٹاتا جاتا تھا اور یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ مضمون

اپنے پیاروں کو خود ہم نے قتل　　وہ بھی تو سرکش تھے نافرمان تھے

ابو برزہ کہنے لگے اپنی چھڑی کو ہٹا۔ واللہ میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا دہن ان کے دہن پر رکھ کر بوسہ لیتے تھے۔ اس کے بعد ابن سعد نے حسین کے حرم، عیال و اطفال کو ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا۔ آپ کے اہل بیت کے مردوں میں سے سوا ایک بیمار لڑکے کے کوئی باقی نہ رہا تھا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ اسے بھی قتل کر دو۔ زینب ان سے چمٹ گئیں اور کہا [illegible] جب تک مجھے قتل نہ کرے گا اسے نہیں قتل کر سکتا۔ ابن زیاد کو ترس آ گیا اس ارادہ سے باز آیا اور سب کو یزید کے پاس بھیج دیا۔ یہ لوگ جب یزید کے پاس پہنچے تو اس نے اہل شام میں سے جو اس کے درباریوں میں تھے سب کو جمع کیا۔ اس کے بعد اہل بیت کو دربار میں لائے۔ اہل دربار نے فتح کی مبارکباد دی۔ انہی لوگوں میں سے ایک شخص نے جس کی آنکھیں نیلی تھیں اور رنگ سرخ تھا۔ اہل بیت میں سے ایک لڑکی کی طرف دیکھا اور کہا امیر المومنین اس کو مجھے عنایت کیجئے۔ زینب نے کہا واللہ یہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ دین اسلام سے خارج نہ ہو جائے نہ یزید کو یہ اختیار ہے نہ تجھے۔ اور اس شامی نے پھر وہی سوال کیا تو یزید نے کہا اس ارادہ سے باز آ۔

اہل بیت کا [illegible]

اس کے بعد اہل بیت کو اپنے محل میں ٹھہرا دیا۔ پھر ان کی روانگی کا سامان کر کے سب کو مدینہ کی طرف روانہ کر دیا۔ جب اہل

---

[1] مراد لوگوں کے سر [illegible] جو ہم کو عزیز [illegible]

جب مدینہ میں داخل ہوئے تو خاندان عبدالمطلب کی ایک بی بی بال کھولے ہوئے آستین سر پر رکھے استقبال کو نکلیں۔ روتی جاتی تھیں اور کہہ رہی تھیں

تم لوگ کیا جواب دو گے جب پیغمبر تم سے پوچھیں گے۔
کہ تم نے آخری امت ہو کر کیا سلوک کیا میرے بعد میری اولاد سے میرے اہل بیت سے۔
کچھ تو ان میں سے قیدی ہیں کچھ قتل کیے گئے خاک و خون میں آلودہ پڑے ہیں۔
میں نے جو تم کو ہدایت کی اس کا عوض یہ تھا کہ میرے خاندان سے میرے بعد تم برائی کرو۔

مسجد کی بے حرمتی:

دوسری روایت یہ ہے کہ حسین بن علی کو اہل کوفہ نے لکھا تھا کہ ایک لاکھ آدمی آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ نے مسلم بن عقیل کو روانہ کیا۔ مسلم کوفہ میں آئے اور ہانی بن عروہ کے گھر میں اترے۔ مسلم کے پاس لوگ آ آ کر جمع ہونے لگے۔ ابن زیاد کو خبر ہوئی اس نے ہانی کو بلا بھیجا اور کہا مجھ سے تم واقف نہیں ہو۔ تمہارا گھر ابن عقیل کے لیے ہے۔ تم نے مجھ سے کیوں چھپایا؟ ہانی نے کہا ہاں تھا۔ پھر اس نے پوچھا چھپا دیا ہے؟ ہانی نے جواب دیا۔ اس کا عوض یہ ہے کہ میں تم کو بچا لوں گا۔ کہنے لگا تم مجھ کو بچاؤ گے اور ہاتھ میں عصا تھا کر ہانی کو مارا۔ ناک توڑ دیا۔ پھر حکم دیا کہ ان کی مشکیں کس لی جائیں۔ پھر قید کر دیے گئے۔ یہ خبر مسلم کو پہنچی وہ ایک [illegible] ہزار آدمی لے کر نکلے۔ ابن زیاد نے جب یہ دیکھا تو قصر کا پھاٹک بند کر دیا اور ایک منادی کو حکم دیا اس نے ندا کی اے لشکر خدا جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ کسی نے اس کا جواب نہ دیا۔ ابن زیاد کو گمان ہو گیا کہ وہ گھر گیا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ اسی شب کو مسجد انصار کے پاس میں نے مسلم کو اور ان کے ساتھیوں کو دیکھا کہ جہاں جاتے تھے کسی گلی میں مڑتے تھے تو تیس چالیس آدمی ان کا ساتھ چھوڑ کر الگ ہو جاتے تھے۔ جب اندھیری رات میں مسلم بازار تک پہنچے اور کوفہ کے محلوں میں چلے گئے تو ابن زیاد سے کسی نے کہا ہمیں تو واللہ دونوں طرح معلوم ہوتا ہے کہ گلی کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ اس نے حکم دیا مسجد کی چھت پر آگ ڈالی گئی اور نرسل کی جالیاں جو مسجد میں تھیں ان میں آگ لگا دی گئی۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ مسجد میں کوئی پچاس آدمی ہیں۔ یہ دیکھ کر ابن زیاد آیا اور منبر پر چڑھا۔ لوگوں کو حکم دیا کہ ہر ہر قبیلے کے لوگ الگ الگ ہو جائیں۔ پھر تو یہ سب کے سب اپنے اپنے رئیس کے پاس جمع ہو گئے اور خود مسلم سے لڑنے لگے۔ مسلم بری طرح زخمی ہو گئے۔ ان کے ساتھ جب یہ لوگ آپ کے پاس سے ہٹ گئے۔ مسلم وہاں سے نکلے اور بنی کندہ کے محلے میں ایک گھر میں چلے گئے۔ محمد بن اشعث عبیداللہ بن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص نے آ کر اس سے چپکے چپکے بیان کیا کہ مسلم فلاں شخص کے گھر میں ہیں۔ ابن زیاد نے پوچھا اس نے کیا کہا۔ ابن اشعث نے کہا یہ کہتا ہے کہ مسلم فلاں شخص کے گھر میں ہے۔

شام و بصرہ کے راستوں کی ناکہ بندی:

ابن زیاد نے دو شخصوں کو مسلم کو پکڑ لانے کے لیے روانہ کیا۔ یہ دونوں مسلم کے پاس گئے۔ دیکھا کہ وہ ایک قطیفہ بچھائے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے ان سے کہا کہ تم کو امان ہے کہ اپنے تئیں ہمارے حوالے کر دو۔ دونوں کہنے لگے کہ امیر نے تم کو بلایا ہے۔ مسلم نے کہا تم مجھ سے عہد و پیمان تو کرو۔ انہوں نے کہا ہمیں اس کا اختیار نہیں ہے۔ مسلم ان دونوں شخصوں سے تلوار لے کر لڑنے

پاس چلے گئے۔ اس نے تحریر دیا اور حسین کو ساتھ لے کر [illegible] کچھ نہ کہا۔ بولا نہ پھر حضرت اس لیے آیا تھا کہ یزید سے ملاقات کروں۔ مجھ سے حسین نے ان کے بعد ان سے [illegible] ان کی گردن مار دی۔ پھر یہ [illegible] قصر سے [illegible] اور ہانی کو حکم [illegible] کناسہ [illegible] اس روز سے سولی دے دی جائے۔ حسین رضی اللہ عنہ [illegible] کی جانب [illegible] اسی طرف آ رہے تھے۔ وہ [illegible] راستہ میں ملے۔ آپ نے ان سے حال پوچھا۔ انہوں نے کہا آپ لوٹ جائیے میں کسی طرح کی بھلائی آپ کے لیے پیچھے نہیں چھوڑ آیا ہوں۔ یہ سن کر آپ نے پھر کے پیچھے چلے جانے کے لیے قصد کر لیا۔ مگر مسلم کے بھائیوں نے [illegible] لیا۔ آپ اتر پڑے اور ان لوگوں کو خیمہ [illegible] کا [illegible] دیے گئے۔

ابن زیاد کے حکم کی تعمیل پر اصرار:

ابن زیاد نے عمر بن سعد و شمر بن ذی الجوشن و حصین بن نمیر کو بھیجا تو آپ نے ان کو خدا و دین کا واسطہ دے کر کہا کہ مجھے امیر المومنین کے پاس چلا جانے دو، وہاں جا کر ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں گا۔ ان لوگوں نے جواب دیا: نہیں، مگر یہ کہ آپ ابن زیاد کے حکم پر راضی ہو جاؤ۔ وہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور جن لوگوں کو ابن زیاد نے بھیجا تھا ان میں حر بن یزید حنظلی بھی ایک رسالے کے رئیس تھے۔ انہوں نے جب حسین رضی اللہ عنہ کی درخواست سنی تو ان لوگوں سے کہنے لگے۔ یہ تم سے جو درخواست کرتے ہیں قبول نہ کرو گے؟ واللہ اگر ترک و دیلم میں سے کوئی بھی یہ درخواست تم سے کرتا تو اس کا بھی رد کرنا تم کو جائز نہ تھا۔ انہوں نے حکم ابن زیاد کے سوا ہر بات کا انکار کر دیا۔ حر بن یزید نے اپنے گھوڑے کا منہ پھیر دیا۔ اور حسین رضی اللہ عنہ و انصار حسین رضی اللہ عنہ کی طرف چلے۔ یہ لوگ سمجھے کہ حر ہم سے لڑنے کو آ رہا ہے۔ جب حر حضرت کے قریب آ گئے تو اپنی سپر الٹی کر لی۔ اور سب کو سلام کیا۔ اس کے بعد ابن زیاد کی فوج پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے دو شخصوں کو قتل کیا اور خود بھی قتل ہو گئے۔ خدا ان پر رحمت کرے۔

زہیر بن قین کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

زہیر بن قین حج کو گئے تھے۔ راہ میں حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور وہ بھی آپ کے ساتھ ہو گئے۔ ابن ابی بحریہ مرادی اور عمرو بن حجاج و معن سلمی اور دو شخص اور بھی آپ کے ساتھ چلے آئے۔ ایک شخص نے دیکھا کہ شیوخ کوفہ میں سے بڑے لوگ ایک ٹیلے پر کھڑے ہوئے رو رہے ہیں اور کہتے جاتے ہیں یا اللہ مدد کر۔ یہ دیکھ کر اس شخص نے کہا: ”دشمنان خدا کیوں نہیں اتر جاتے اور کیوں ان کی مدد نہیں کرتے“۔ اسی اثناء میں اس نے دیکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ جبہ پہنے ابن زیاد کی فوج سے باتیں کر رہے ہیں۔ باتیں کر کے آپ ہٹے تو بنی تمیم کے ایک شخص نے جس کا نام عمر طہوی تھا، آپ کو ایک تیر مارا۔ میں کہتا ہوں تیر آپ کے دونوں شانوں کے درمیان جبہ میں اٹکا ہوا لٹک رہا تھا۔ جب ان لوگوں نے کسی طرح آپ کی بات کو نہ قبول کیا تو آپ اپنی صف میں واپس چلے آئے۔ اس وقت سو آدمیوں کے قریب آپ کے ساتھ تھے۔ پانچ فرزند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے، سولہ شخص بنی ہاشم میں سے، ایک شخص بنی سلیم میں سے ان کا حلیف تھا اور ایک شخص بنی کنانہ میں سے ان کا حلیف تھا اور ابن عمر بن زیاد بھی انہی میں تھا۔

ابن زیاد کے عتاب کی ابن سعد کو اطلاع:

ایک شخص کہتا ہے کہ میں عمر بن سعد کے ساتھ پانی پی رہا تھا۔ وہاں میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا۔ اس نے چپکے چپکے ابن سعد سے باتیں کیں۔ وہ کہتا تھا ابن زیاد نے جویریہ بن بدر تمیمی کو یہ حکم دے کر بھیجا ہے کہ اگر تم حسین رضی اللہ عنہ و انصار

[illegible]

راس الجالوت کا یزید کے متعلق بیان:

[illegible]

حصین بن نمیر کی روانگی

ابن زیاد کو جب یہ معلوم ہوا کہ حسین مکہ سے کوفہ کی طرف آ رہے ہیں تو اس نے اپنے صاحب شرط حصین بن نمیر کو روانہ کیا [illegible] قادسیہ [illegible] قطقطانہ [illegible] لوگوں نے [illegible] حسین رضی اللہ عنہ [illegible] عراق کی طرف آ رہے ہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا حاجر میں قیام

بطن الرمہ [illegible] حسین رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ [illegible] قیس بن مسہر صیداوی [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم [illegible] حسین بن علی [illegible]

ہوں اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ مسلم بن عقیل رحمۃ اللہ کا خط مجھے پہنچا۔ تم لوگوں نے حسن عقیدہ اور تم سب کے میری مدد پر اور میرے حق کی طلب پر متفق ہونے کا حال مجھے معلوم ہوا۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ہم پر احسان کرے۔ اور تم لوگوں کو اس بات کا اجر عظیم دے۔ میں تمہارے پاس آنے کے لیے ذی الحجہ کی آٹھویں کو منگل کے دن روز ترویہ مکہ سے روانہ ہو چکا۔ جب میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تو اپنے کام میں جلدی کرو اور کوشش کرو۔ میں انہی دنوں میں تمہارے پاس ان شاء اللہ آ جاؤں گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔

مسلم نے اپنے قتل سے ستائیس دن پیشتر آپ کو یہ خط لکھا تھا۔ (مثل ہے) کہ رائد[1] اپنے لوگوں سے غلط بات نہ کہے گا۔ جماعت اہل کوفہ کے ساتھ ہے میرا خط پڑھتے کے ساتھ ہی ادھر روانہ ہو جائیے والسلام علیک۔ آپ بچوں اور بیبیوں کو ساتھ لیے ہوئے اسی طرح روانہ ہوئے کہ ذرا کہیں نہ ٹھہرتے تھے۔

قاصد امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت:

آپ کا خط لے کر قیس بن مسہر صیداوی کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب قادسیہ تک پہنچے تو ابن نمیر نے ان کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ ابن زیاد نے ان سے کہا کہ قصر پر چڑھ جاؤ اور کذاب ابن کذاب پر سب و شتم کرو۔ قیس چڑھ گئے۔ قصر پر سے کہا "ایہا الناس حسین بن علی رضی اللہ عنہ بہترین خلق اللہ فرزند فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ ہیں اور میں ان کا قاصد ہوں کہ تم لوگوں کے پاس آیا ہوں میں نے ان کو مقام حاجر میں چھوڑا ہے۔ ان کی نصرت کے لیے تم سب جاؤ"۔ یہ کہہ کر قیس نے ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے طلب مغفرت کی۔ ابن زیاد نے حکم دیا قصر پر سے وہ نیچے گرا دیے گئے۔ چور چور ہو گئے اور مر گئے۔

عبداللہ بن مطیع عدوی:

حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کی راہ میں عرب کے ایک چشمہ پر پہنچے۔ وہاں عبداللہ بن مطیع عدوی بھی اترے ہوئے تھے۔ انھوں نے جو آپ کو دیکھا تو اٹھے اور آپ کے پاس آئے۔ آپ کو آپ کی سواری سے اتروا لیا اور کہا یا ابن رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کے ادھر آنے کا کیا سبب ہوا؟ آپ نے کہا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مرنے کا واقعہ تو تم نے سنا ہو گا۔ اس واقعہ کے بعد اہل عراق نے اپنی طرف مجھ کو دعوت دی۔ یہ سن کر عبداللہ ابن مطیع نے کہا یا ابن رسول اللہ ﷺ! خدا کے واسطے حرمت اسلام کو ضائع نہ کیجیے۔ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ حرمت رسول اللہ ﷺ کا خیال کیجیے۔ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ حرمت عرب کا خیال رکھیے۔ واللہ! اگر آپ اس منصب کے طالب ہوں گے جو بنی امیہ کے قبضہ میں ہے تو وہ آپ کو ضرور قتل کریں گے۔ اور جب آپ کو قتل کیا تو پھر آپ کے بعد وہ کسی کی پروا نہ کریں گے۔ واللہ آپ حرمت اسلام و حرمت قریش و حرمت عرب کو ضائع کر دیں گے آپ ایسا نہ کیجیے۔ آپ کوفہ میں نہ جائیے۔ آپ بنی امیہ سے تعرض نہ کیجیے۔ آپ نے روانہ ہو جانے کے سوا کسی بات کو نہ مانا روانہ ہوئے اور موضع زرود تک جہاں پانی بھی تھا پہنچ گئے۔

زہیر بن قین کا جذبہ شہادت

زہیر بن قین بجلی کا قافلہ مکہ سے ہو کر آتا تھا۔ حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ ہو گیا تھا۔ ان لوگوں کو کسی منزل میں بھی آپ کا ساتھ ہونا گوارا

---

[1] رائد اس شخص کو کہتے ہیں جو پانی اور سبزہ کی تلاش میں بھیجا جائے۔ ۱۲

[illegible]

عبداللہ بن یقطر:

[illegible]

شہادت مسلم بن عقیل کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اطلاع:

[illegible]

دیکھا تھا کہ ہاں دیکھا تھا اور میں اس سے پوچھنا چاہتا تھا۔ ہم نے کہا آپ کو اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ ہم کو سب خبر اس سے مل چکی ہے۔ وہ ہمیں لوگوں میں کا ایک شخص ہے بنی اسد میں سے ہے۔ رائے والا، سچا، فضل و عقل والا ہے۔ اس نے ہم سے بیان کیا کہ وہ کوفہ سے ابھی نہیں نکلا تھا کہ مسلم و ہانی قتل ہو چکے تھے۔ اس نے دیکھا کہ ان دونوں کے پاؤں پکڑ کر بازار میں کھینچے ہوئے لئے جاتے تھے۔ یہ سن کر آپ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون خدا کی رحمت ہو دونوں پر۔ آپ بار بار یہی کہتے رہے۔ ہم نے کہا ہم آپ کو خدا کی قسم دے کر کہتے ہیں کہ اپنی جان کا اور اپنے اہل بیت کا خیال کیجئے اسی جگہ سے پلٹ جائیے۔ کوفہ میں کوئی آپ کا یار و مددگار ہے نہ آپ کے شیعہ ہیں۔ بلکہ ہمیں تو خوف اس بات کا ہے کہ وہ لوگ آپ کی مخالفت کریں گے۔

آل عقیل کے اصرار پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا عزم کوفہ:

یہ سن کر عقیل بن ابی طالب کے فرزند اٹھ کھڑے ہوئے یہ کہتے ہوئے واللہ! جب تک بدلہ ہم نہ لے لیں گے یا جو ہمارے بھائی کا حال ہوا وہی ہمارا نہ ہوگا۔ اس جگہ سے ہم نہ سرکیں گے۔ یہ سن کر آپ نے دونوں بھائیوں کی طرف دیکھا اور کہا ان لوگوں کے بعد زندگی کا کچھ لطف نہیں۔ ہم سمجھ گئے کہ آپ نے کوفہ کی طرف جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ ہم نے کہا۔ خدا آپ کے لیے بہتری کرے۔ آپ نے جواب میں کہا خدا تم دونوں پر رحمت کرے۔ آپ کے بعض انصار نے یہ کہا کیا مسلم بن عقیل جیسے ہیں؟ آپ کوفہ میں آپ جائیں گے تو سب آپ کی طرف دوڑیں گے۔ آپ صبح کا انتظار کرتے رہے۔ جب وقت سحر ہوا تو خادموں سے غلاموں سے کہا۔ پانی بہت لے کر چلو۔ ان لوگوں نے پانی بھر لیا اور بہت زیادہ بھر لیا پھر سب وہاں سے روانہ ہو گئے چلتے چلتے منزل زبالہ میں پہنچے۔

عبداللہ بن یقطر کی شہادت کی اطلاع:

راہ میں جہاں جہاں سے آپ پانی لیتے تھے وہاں کے لوگ آپ کے ساتھ ہو لیتے تھے۔ زبالہ میں آپ کو اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن یقطر کے قتل کی خبر ملی۔ ان کو آپ نے راستے ہی سے مسلم کے پاس بھیجا تھا۔ ابھی آپ کو یہ نہ معلوم تھا کہ مسلم قتل ہو گئے۔ ابن یقطر قادسیہ تک پہنچے تھے کہ حصین بن نمیر کے سواروں نے انہیں گرفتار کر لیا اور ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ اس نے کہا قصر پر چڑھ جا اور کذاب بن کذاب پر لعنت کر کے پھر وہاں سے اتر تو میں تیرے باب میں حکم دوں۔ عبداللہ بن یقطر کوٹھے پر چڑھ گئے۔ جب سب لوگوں کا سامنا ہوا تو پکارے "ایہا الناس! میں حسین بن فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کا ایلچی ہوں کہ اس ابن مرجانہ پسر سمیہ ولد الحرام کے مقابلہ میں ان کی نصرت اور مدد کرو۔" ابن زیاد کے حکم سے وہ قصر پر سے زمین پر گرا دیئے گئے۔ ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ ابھی کچھ جان باقی تھی کہ ایک شخص نے آ کر ذبح کر ڈالا۔ اس کا نام عبدالملک بن عمیر لخمی تھا۔ لوگوں نے اس حرکت پر اس پر اعتراض کیا تو اس نے کہا میں چاہتا تھا کہ اس کی مشکل جلد آسان ہو جائے۔ ایک راوی کہتا ہے جس نے ذبح کیا وہ عبدالملک بن عمیر نہ تھا وہ ایک گورا دراز قد شخص عبدالملک سے مشابہ تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اپنے ہمراہیوں سے خطاب:

یہ خبر جب آپ کو ملی تو آپ نے سب لوگوں کو ایک تحریر پڑھ کر سنائی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ایک بہت ہی سخت واقعہ کی خبر مجھے پہنچی ہے۔ مسلم بن عقیل، ہانی بن عروہ، عبداللہ بن یقطر قتل کیے گئے۔ ہمارے شیعوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔ تم میں سے جو کوئی

جانا چاہے چلا جائے۔ میں نے تم سے اپنا ذمہ اٹھا لیا۔ یہ سنتے ہی وہ سب لوگ متفرق ہو گئے۔ کوئی داہنی جانب چلا گیا، کوئی بائیں طرف۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ اب وہی لوگ رہ گئے جو مدینہ سے آپ کے ساتھ چلے تھے یا کچھ اور تھے۔ اور آپ نے جو ایسا کیا تو یہ سمجھ کر کیا کہ جو اعراب آپ کے ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں سمجھے ہوئے ہیں کہ حسین رضی اللہ عنہ کسی ایسے شہر میں جاتے ہیں جہاں سب لوگ ان کی اطاعت پر آمادہ ہیں۔ آپ نے مناسب نہ سمجھا کہ ان کو ساتھ لے چلیں۔ جب تک کہ ان کو معلوم نہ ہو جائے کہ کہاں جاتے ہیں۔ آپ کو یقین تھا کہ ان کو مفصل حال معلوم ہو جائے گا تو پھر وہی لوگ ساتھ دیں گے جو ہمارا ساتھ دینے والے میرے ساتھ مرنے والے ہوں گے۔ باقی سب متفرق ہو جائیں گے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بطن العقبہ میں قیام:

صبح ہوئی تو آپ نے غلاموں کو حکم دیا۔ پانی ساتھ لیں اور بہت زیادہ لیں۔ پھر یہاں سے روانہ ہوئے اور بطن العقبہ میں جا کر اترے۔ بنی عکرمہ کے ایک شخص نے حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ آپ نے سب حال بیان کر دیا۔ اس نے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ پلٹ جائیے۔ واللہ آپ بھالوں اور تلواروں میں چلے جا رہے ہیں۔ جن لوگوں نے آپ کو بلایا ہے اگر آپ کو جنگ و جدال کی زحمت سے بچا لیتے خود ہی سب کا بندوبست کر چکے ہوتے۔ اس کے بعد آپ جاتے تو قرین مصلحت تھا۔ آپ نے جو حال بیان کیا ہے اس صورت میں تو کیونکر آپ جائیں گے۔ آپ نے جواب دیا۔ اے بندۂ خدا میں جانتا ہوں جو رائے تم نے دی بالکل ٹھیک ہے لیکن مشیت خدا سے چارہ نہیں۔ اس کے بعد آپ روانہ ہو گئے۔

امیر حج عمرو بن سعید:

اسی سال یزید نے رمضان میں ولید بن عتبہ کو مکہ سے معزول کر دیا اور عمرو بن سعید بن عاص کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ اسی نے لوگوں کے ساتھ اس سال حج کیا اور مکہ و مدینہ کا حاکم تھا اور عبید اللہ بن زیاد کوفہ و بصرہ وغیرہ کا۔ اور شریح بن حارث کوفے کے قاضی تھے اور ہشام بن ہبیرہ بصرے کے۔

* * *

باب ۱۱

سانحہ کربلا

۶۱ھ شروع ہوا

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا شراف میں قیام:

حسین رضی اللہ عنہ نے منزل شراف میں مقام کیا۔ صبح کے وقت خادموں کو حکم دیا کہ پانی بھر لیں۔ انھوں نے بہت سا پانی ساتھ لے لیا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے تو صبح سے لے کر راستے کو پامال کرتے رہے یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی اور ایک شخص پکارا اللہ اکبر۔ آپ نے بھی کہا اللہ اکبر اور پوچھا کہ اللہ اکبر تم نے کس بات پر کہا۔ اس نے کہا مجھے خرمے کے درخت دکھائی دے رہے ہیں۔ بنی اسد میں سے دو شخص آپ سے کہنے لگے۔ ہم نے تو کبھی یہاں خرمے کے درخت نہیں دیکھے تھے۔ انھوں نے کہا نہیں تو مقدمہ لشکر کا رسالہ معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے کہا مجھے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے لیے یہاں کوئی ایسی جگہ ملتی ہے کہ اس کو پس پشت رکھ کر ان لوگوں سے ایک ہی رخ سے سامنا کریں۔ دونوں شخصوں نے کہا آپ کے پہلو میں ذو حسم[1] موجود ہے آپ بائیں جانب مڑ جائیے۔ ان لوگوں سے پہلے آپ وہاں پہنچ جائیں تو جو بات آپ چاہتے ہیں وہ حاصل ہے۔ آپ بائیں طرف مڑے ساتھ ہی وہ رسالے کے سوار بھی آ پہنچے۔ انھوں نے جو دیکھا کہ آپ راہ کو چھوڑ کر دوسری طرف مڑ چلے تو وہ بھی اسی طرف مڑے۔ ان کی برچھیوں کے پھل شہد کی مکھیوں کے غول معلوم ہوتے تھے۔ ان کے علموں کی پھریریاں گدھ کے پروں کی طرح پھیلی ہوئی تھیں۔ سواروں سے پیشتر آپ ہی ذو حسم تک پہنچ گئے اور وہیں اتر پڑے۔ حکم دیا خیمے نصب ہو گئے۔

حر کا لشکر:

ہزار سواروں کا رسالہ لیے ہوئے حر ابن یزید دوپہر میں آپ کے مقابل آ کر ٹھہرا۔ دیکھا آپ اور آپ کے اصحاب عمامے باندھے ہوئے ہیں۔ آپ نے خادموں کو حکم دیا کہ سب لوگوں کو پانی پلا کر ان کی پیاس بجھا دو۔ اور گھوڑوں کو بھی پانی دکھا دو۔ خدام اٹھ کھڑے ہوئے۔ رسالے کے سواروں کو پانی پلا پلا کر سیراب کر دیا۔ پھر کاسے کٹورے طشت بھر بھر کر گھوڑوں کے سامنے لے گئے۔ گھوڑا جب تین یا چار یا پانچ دفعہ پانی میں منہ ڈال چکتا تھا تو ظرف کو ہٹا کر دوسرے گھوڑے کو پانی پلاتے تھے اسی طرح سب گھوڑوں کو پانی پلا دیا۔

حر کے ایک سپاہی سے حسن سلوک:

حر کے رسالے کا ایک شخص جو پیچھے رہ گیا تھا وہ بیان کرتا ہے آپ نے جب میری اور گھوڑے کی حالت جو پیاس سے ہو رہی تھی

---

[1] ذو حسم ایک مقام ہے۔

دیکھی تو کہا راویہ کو بٹھاؤ۔ میں مشک کو راویہ سمجھا تو آپ نے کہا اونٹ کو بٹھاؤ۔ میں نے اونٹ کو بٹھا دیا تو کہا پیو۔ میں جب پیتا تو مشک سے پانی اونڈل جاتا تھا۔ آپ نے کہا مشک کے دہانے کو موڑ دو۔ مجھ سے ٹھیک نہ ہوا۔ آپ خود اٹھ کر آئے اور دہانے کو موڑ دیا۔ میں نے پانی پیا اپنے گھوڑے کو پلایا۔ آپ کی طرف قادسیہ سے حر آئے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ ابن زیاد کو جب یہ خبر ملی کہ حسین بن علی آ رہے ہیں تو اس نے حصین بن نمیر کو جو اس کے پولیس کا افسر تھا روانہ کیا۔ حکم دیا کہ قادسیہ میں ٹھہرے اور قطقطانہ سے خفان تک ناکے باندھے اور حر کو ہزار سواروں سے ان کے آگے بڑھا دیا کہ حسین بن علی سے مزاحمت کرے۔ حر آپ کو روکے رہا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نماز ظہر کی امامت

یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا۔ آپ نے حجاج بن مسروق جعفی کو حکم دیا کہ اذان کہیں۔ انہوں نے اذان دی اور اقامت کی باری آئی تو آپ تہمد اور چادر اوڑھے اور نعلین پہنے ہوئے نکلے۔ حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور کہا: ایہا الناس تمہارے نزدیک اللہ سے اور تم سب لوگوں سے میں ایک عذر کرتا ہوں کہ جب تک تم لوگوں کے خط اور تمہارے قاصد یہ پیغام لے کر میرے پاس نہیں آئے کہ آپ آ جائیے۔ ہمارا کوئی امام نہیں ہے۔ شاید آپ کے سبب سے خدا ہم سب لوگوں کو ہدایت پر متفق کر دے، اس وقت تک میں تمہارے پاس نہیں آیا۔ اب اگر تم اسی قول پر ہو تو میں تمہارے پاس آ گیا۔ تم مجھ سے عہد و پیمان کرو جس پر مجھے اطمینان ہو جائے تو میں تمہارے شہر چلوں۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے اور میرا آنا تم کو ناگوار ہے تو جہاں سے میں آیا ہوں وہاں واپس چلا جاؤں۔ یہ سن کر سب نے سکوت کیا۔ موذن سے کہا اقامت کہو۔ اس نے اقامت کہی تو حسین رضی اللہ عنہ نے حر سے پوچھا تم لوگ الگ نماز پڑھو گے؟ حر نے کہا نہیں ہم سب آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ آپ نے سب کو نماز پڑھائی اور اپنے خیمہ میں چلے گئے۔ اور آپ کے انصار سب آپ کے پاس جمع ہو گئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا لشکر حر سے خطاب

حر اپنی جگہ پر جہاں پہلے سے وہ تھا واپس آیا۔ اس کے لیے خیمہ نصب ہو چکا تھا۔ اس خیمہ میں چلا گیا۔ کچھ لوگ اس کے ہمراہیوں میں سے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ باقی لوگ اپنی اپنی صفوں میں واپس آئے اور پھر گئے۔ ہر ایک شخص نے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑی اور گھوڑوں کے سایہ میں آ کر بیٹھ گئے۔ عصر کا وقت ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ روانہ ہونے کے لیے سب تیار ہو جائیں۔ پھر آپ خیمہ سے نکلے موذن کو حکم دیا۔ اس نے نماز عصر کے لیے پکارا اور اقامت کہی۔ آپ آگے بڑھے سب کو نماز پڑھائی۔ سلام پھیرا۔ پھر سب کی طرف متوجہ ہو کر حمد و ثنائے الہی بجا لائے۔ پھر کہا: ایہا الناس اگر تم خوف خدا کرو گے اور حق داروں کے حق کو پہچانو گے تو خوشنودی خدا کا باعث ہوگا۔ ہم اہل بیت نبی ہیں اور یہ لوگ جو تم پر حکومت کرنے کا دعویٰ رکھتے ہیں جس کا انہیں حق نہیں ہے۔ اور تمہارے ساتھ ظلم و تعدی سے پیش آتے ہیں۔ اس امر کے لیے ان سے ہم سزاوار ہیں۔ اگر تم کو ہم سے کراہت ہے اور ہمارے حق سے تم واقف نہیں ہو اور اپنے خطوں میں اور اپنے پیغامیوں کی زبانی تم نے جو مجھ سے کہلا بھیجا ہے اب وہ تمہاری رائے نہیں ہے تو میں تمہارے پاس سے واپس چلا جاؤں۔ حر نے جواب میں کہا واللہ مجھے نہیں معلوم وہ کیسے خطوط ہیں جن کا ذکر آپ فرما رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے عقبہ بن سمعان سے کہا وہ دونوں تھیلے جن میں ان لوگوں کے خط ہیں لے آؤ۔ عقبہ دونوں

[illegible]

حر کی مراجعت [illegible] حضرت حسین [illegible] کا [illegible]

آپ نے [illegible]

حر کا حضرت حسین [illegible] کو مشورہ

[illegible]

حضرت حسین [illegible] کا بیضہ میں خطبہ

[illegible]

بات تمہاری کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہی سلوک تم نے میرے باپ، میرے بھائی، میرے ابن عم مسلم کے ساتھ کیا ہے۔ جس نے تم پر بھروسہ کیا اس نے اپنے نفس پر ستم کیا۔ لیکن تم چوک گئے اور اپنا حصہ برباد کر دیا۔ خدا اب تم سے بے نیاز کر دے گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت حسینؓ کا ذی حسم میں خطبہ

ذی حسم میں جو خطبہ آپ نے پڑھا وہ ایک روایت میں یوں مروی ہے۔ حمد و ثنائے الٰہی کے بعد آپ نے کہا تم لوگ دیکھ رہے ہو کیا حال ہو رہا ہے۔ دنیا بدل گئی، بھلائی نہیں باقی، نیکیاں رو گرداں ہو گئیں اور باطل کی قدر ہو رہی ہے۔ اب رہا کیا ہے؟ برتن کا دھوون رہ گیا اور بہل زندگانی اور ناگوار چارہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حق پر عمل نہیں ہوتا۔ باطل سے پرہیز کیا جاتا۔ مومن کو اب چاہیے کہ حق پر رہ کر خدا سے ملاقات کرے۔ میں دیکھتا ہوں کہ مرنا تو شہادت ہے۔ اور ظالموں میں زندگی بسر کرنا ناگوار امر ہے۔

زہیر بن قین بجلی کا جذبہ جہاد:

یہ سن کر زہیر بن قین اٹھ کھڑے ہوئے اپنے ساتھ کے لوگوں سے کہا تم کچھ کہتے ہو یا میں کہوں۔ انھوں نے کہا آپ ہی کہیے۔ زہیر نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہا۔ یا ابن رسول اللہ ﷺ خدا آپ کا بھلا کرے! آپ کے ارشاد کو ہم نے سنا۔ واللہ اگر دنیا ہمارے لیے باقی رہنے والی ہوتی۔ ہم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوتے اور آپ کی نصرت و غمخواری میں ہمیں دنیا کو چھوڑنا پڑتا تو ہم اس دنیا میں رہنے سے اس کے چھوڑنے کو آپ کے ساتھ بہتر سمجھتے۔ آپ نے یہ سن کر ان کے لیے دعائے خیر کی۔ حر آپ کے ساتھ ساتھ چلا آتا تھا اور آپ سے کہتا جاتا تھا یا حسینؓ میں خدا کا واسطہ آپ کو دیتا ہوں کہ اپنی جان کا خیال کیجیے۔ میں کہے دیتا ہوں آپ خود حملہ کریں گے تو قتل ہو جائیں گے یا آپ پر حملہ ہوا تو بھی آپ ہلاک ہوں گے۔ مجھے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے کہا تو مجھے مرنے سے ڈراتا ہے کیا یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ تم لوگ مجھ کو قتل کرو گے اس بات کے جواب میں وہی بات میں کہوں گا۔ جو بنی اوس میں سے ایک صحابی نے اپنے ابن عم سے کہی تھی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی نصرت کو چلے تھے ان سے کہا کہاں جاتے ہو مارے جاؤ گے انھوں نے جواب دیا۔ (شعر کا ترجمہ)

میں جاؤں گا اور موت سے اس شخص کو کیا ہے کی شرم
جس نے حق کی نیت کی ہو اور مسلم ہو کر جہاد کیا ہو
جس نے اپنی جان سے بندگان صالح کی غم خواری کی ہو
جس نے ہلاک ہونے والے خائن و ذلیل سے کنارہ کیا ہو

حر نے یہ بات سنی تو آپ کے پاس سے سرک گیا۔ حر اپنے اصحاب کے ساتھ ایک طرف چل رہا تھا اور حسینؓ دوسری طرف۔

طرماح ابن عدی کی آمد:

چلتے چلتے عذیب الہجانات تک پہنچے۔ یہاں تک نعمان کی اونٹنیاں کسی زمانے میں چرا کرتی تھیں (ہجانات اونٹنیوں کو کہتے ہیں) اس مقام میں آپ پہنچے ہی تھے کہ کوفہ سے چار شخص اونٹوں پر سوار نافع بن ہلال کا مشہور گھوڑا الکامل دوڑاتے ہوئے وارد ہوئے۔ اس گھوڑے کا نام کامل تھا اور طرماح ابن عدی اپنے گھوڑے پر سواران کے رہنما تھے وہ یہ شعر پڑھتے جاتے تھے:

اے ساربانی میرے گھوڑے سے گھبرا نہ جا
صبح ہونے سے پہلے ان سواروں کو لے کر روانہ ہو جا
یہ تمام سواروں میں اور سفر کرنے والوں میں سب سے بہتر ہیں
ان کو لیے ہوئے تو اس شخص کے پاس جا کر ٹھہر 13
جو کریم النسب و صاحب مجد کشادہ دل ہے
جسے خدا نیک امر خیر کے لیے یہاں لایا ہے
رہتی دنیا تک اس کو خدا سلامت رکھے

یہاں پہنچ کر ان لوگوں نے یہی شعر آپ کے سامنے پڑھے آپ نے فرمایا: خدا کی قسم میں امید کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ کی مشیت میں ہم لوگوں کا قتل ہو یا فتح مند ہوں دونوں طرح امر خیر ہے۔

حُر کا طرماح اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرنے کا قصد

ان لوگوں کو حُر نے روکا۔ آپ سے کہنے لگا: یہ سب لوگ جو کوفے سے آئے ہیں آپ کے ہمراہ والوں میں نہیں ہیں۔ میں ان لوگوں کو قید کروں گا یا واپس کر دوں گا۔ آپ نے کہا: جو بات میں اپنے لیے گوارا نہیں کرتا ان کے لیے بھی گوارا نہ کروں گا۔ یہ لوگ میرے انصار و اعوان ہیں۔ اور تم مجھ سے عہد کر چکے ہو کہ جب تک ابن زیاد کا خط تمہارے پاس نہ آئے گا تم مجھ سے کوئی تعرض نہ کرو گے۔ حُر نے کہا: درست ہے لیکن یہ لوگ تو آپ کے ساتھ نہیں آئے ہیں۔ آپ نے کہا: یہ میرے ساتھ والے ہیں یہ بھی ان لوگوں کے مثل ہیں جو میرے ساتھ آئے ہیں۔ جو بات مجھ سے تم کہہ چکے ہو اس پر قائم رہو ورنہ تم سے قتال کروں گا۔ یہ سن کر حُر اپنے ارادہ سے باز آیا۔ اب آپ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ جہاں سے تم آ رہے ہو وہاں کی کیا خبر ہے مجھ سے بیان کرو۔ مجمع بن عبداللہ عائذی ایک شخص انہیں چار شخصوں میں سے جو کوفے سے آئے تھے۔ کہنے لگے: بڑے لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ ان کو بڑی بڑی رشوتیں دی گئی ہیں ان کے تھیلے بھر دیئے گئے ہیں ان کو ہموار کیا ہے اور اپنا خیر خواہ بنا لیا ہے۔ یہ سب لوگ آپ کے خلاف متفق ہیں۔ رہے اور لوگ ان کا یہ حال ہے کہ دل سے آپ ہی کی طرف ہیں لیکن کل یہی لوگ آپ پر تلواریں کھینچے ہوئے آ پڑیں گے۔

قیس بن مسہر کی شہادت کا بیان:

آپ نے کہا: یہ بیان کرو میرا ایک پیامی تمہارے پاس آیا تھا وہ کون؟ آپ نے کہا: قیس بن مسہر صیداوی۔ انہوں نے کہا: ہاں ان کو حصین بن نمیر نے پکڑ کر ابن زیاد کے پاس بھیج دیا تھا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ آپ پر اور آپ کے باپ پر لعنت کریں۔ انہوں نے آپ پر اور آپ کے باپ پر صلوٰۃ بھیجی اور ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی اور لوگوں کو آپ کی نصرت کے لیے پکارا اور آپ کے آنے کی سب کو خبر دی۔ اس بات پر ابن زیاد نے حکم دیا اور وہ ایوان کی چوٹی سے نیچے گرا دیئے گئے۔ حسین علیہ السلام کی آنکھیں یہ سن کر ڈبڈبا آئیں آنسوؤں کو ضبط نہ کر سکے اور یہ آیت آپ نے پڑھی

''ان میں سے کوئی گذر گیا کوئی انتظار کر رہا ہے اور ان لوگوں نے ذرا بھی تبدیل نہیں کیا''۔

خداوندا ہم کو اور ان کو جنت بخشش عطا کر۔ اور ہم کو اور ان کو اپنے جوار رحمت اور اپنے ثواب کے ذخیرہ بخشش میں یکجا کر دے۔

طرماح کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوہ اجا پر جانے کا مشورہ:

طرماح بن عدی: آپ کے قریب آنے اور غور سے دیکھنے پر مجھے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے۔ اگر صرف یہی لوگ جو آپ کے ساتھ ہیں آپ سے قتال کریں تو کافی ہو جائیں۔ حالانکہ جب میں آپ کے پاس آنے کے لیے کوفہ سے نکلا تو وہاں اس سے ایک دن پہلے میدان میں اتنے لوگوں کو دیکھا کہ میں نے کبھی ایک مقام پر اتنا مجمع نہیں دیکھا تھا۔ میں نے ان کا سبب دریافت کیا تو کہا گیا کہ آج یہ لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں۔ ان کا جائزہ لینے کے بعد یہ سب لوگ حسین بن علی کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوں گے۔ اب میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ اگر ممکن ہو تو ایک قدم بھی ان کی طرف جانے کے لیے نہ اٹھائیے۔ اگر آپ کسی ایسے شہر میں جانا چاہتے ہوں۔ جہاں اللہ آپ کی حفاظت کرے کہ آپ اپنی رائے کا کام کر سکیں اور جو کام کرنا ہو اسے اچھی طرح سوچ سمجھ کر کر سکیں تو چلیے میں آپ کو اپنے علاقہ پہاڑ پر لے چلوں جسے اجا کہتے ہیں۔ واللہ ہم لوگ اسی پہاڑ پر شاہان غسان و حمیر اور نعمان ابن منذر اور ہر اسود و احمر سے محفوظ رہے ہیں۔ واللہ ہم کو کبھی یہ ذلت نصیب نہیں ہو سکی میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں اور موضع قریہ میں آپ کو اتار دوں گا۔ پھر اجا اور سلمیٰ میں بنی طے کے جو لوگ ہیں ان سے کہلا بھیجوں گا۔ واللہ دس دن کے اندر اندر آپ کے پاس بنی طے کے سوار اور پیادے پہنچ جائیں گے۔ آپ کا جب تک جی چاہے ہمارے یہاں رہیے۔ اگر کوئی واقعہ آپ کو پیش آئے تو میں آپ سے بیس ہزار بنی طے کے پہنچ جانے کا ذمہ دار ہوں جو آپ کے سامنے شمشیر زنی کریں گے۔ جب تک ان میں سے ایک شخص بھی زندہ رہے گا۔ آپ تک دشمن نہیں پہنچ سکے گا۔ آپ نے یہ سن کر کہا: خدا تجھے اور تیری قوم کو جزائے خیر دے۔ بات یہ ہے کہ ہم میں اور ان لوگوں میں ایک قول ہو چکا ہے جس کے سبب سے ہم واپس نہیں جا سکتے۔ نہیں معلوم کہ ہمارا اور ان کا انجام کیا ہو۔

طرماح کی روانگی کوفہ:

طرماح کہتے ہیں: آپ سے رخصت ہوا اور میں نے کہا۔ خداوند عالم جن و انس کے شر سے آپ کو بچائے۔ میں کوفہ سے کچھ غلہ وغیرہ اپنے اہل و عیال کے واسطے لے کر چلا ہوں۔ ان کو خرچ کرنے کے لیے کچھ میرے پاس موجود ہے۔ وہاں جا کر یہ سب چیزیں انھیں دے کر ان شاء اللہ آپ کے پاس آ جاؤں گا۔ اگر میں آپ تک پہنچ گیا تو واللہ میں بھی آپ کے انصار میں شامل ہو جاؤں گا۔ آپ نے کہا: رحمک اللہ! اگر تیرا یہ ارادہ ہے تو جلدی کرنا۔ اس سے مجھے معلوم ہوا کہ آپ کو آدمیوں کا اہتمام ہے کہ لوگ آپ کے شریک ہوں۔ جب ہی تو مجھے جلدی کرنے کو کہتے ہیں۔ میں اپنے اہل و عیال میں پہنچا جن چیزوں کی ان کو ضرورت تھی وہ ان کو دے کر میں نے وصیت کی۔ سب کہنے لگے اس دفعہ تم اس طرح رخصت ہوتے ہو کہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ میں نے اپنے ارادہ سے ان کو مطلع کر دیا اور بنی ثعل کی راہ سے میں روانہ ہوا۔ جب عذیب الہجانات تک پہنچا تھا کہ سماعہ بن بدر سے قتل حسین رضی اللہ عنہ کی خبر مجھے معلوم ہوئی، یہ سن کر میں واپس آ گیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبید اللہ بن الحر:

حسین رضی اللہ عنہ چلتے چلتے قصر بنی مقاتل میں جا کر اترے۔ دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہے۔ پوچھا یہ کس کا خیمہ ہے۔ معلوم ہوا عبید اللہ بن الحر جعفی کا ہے۔ کہا ان کو میرے پاس بلا لاؤ۔ کوئی شخص بلانے کو گیا۔ اس نے جا کر کہا: حسین بن علی رضی اللہ عنہ یہاں آئے ہیں تم کو

ہو گئے ہیں۔ ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ واللہ [illegible] کہ اگر آپ [illegible] کوفہ [illegible] حسین [illegible] آ گئے۔ واللہ میں نہیں چاہتا کہ زبان سے [illegible] پیغام پہنچا [illegible] آیا اور آپ سے صورت حال بیان کی [illegible] آپ نے [illegible] نے [illegible] سے [illegible] آپ [illegible] خوف [illegible] واللہ [illegible] اور [illegible] حسین ؓ [illegible] ان کے پاس سے [illegible] بات باقی تھی کہ آپ نے خیال کیا کہ [illegible] سے [illegible] ہیں۔

حضرت حسین ؓ کو شہادت کی بشارت

ایک ساعت رات گئے آپ پر اونگھ طاری ہوئی پھر آپ بیدار ہو گئے اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون والحمد للہ رب العالمین اور آپ بار بار یہ کہتے رہے تو آپ کے بیٹے علی بن الحسین ؓ آگے آئے اور کہا کہ آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون والحمد للہ رب العالمین کیوں پڑھا ہے؟ آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے مجھ پر اونگھ طاری ہو گئی تو میں نے ایک سوار کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ لوگ چل رہے ہیں اور موتیں ان کی طرف چل رہی ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ ہمیں ہماری موت کی خبر دی گئی ہے۔ انہوں نے عرض کیا اے ابا جان اللہ آپ کو برائی نہ دکھائے کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں اس ذات کی قسم جس کی طرف بندوں نے لوٹنا ہے ہم حق پر ہیں۔ علی بن الحسین ؓ نے کہا پھر ہمیں کچھ پرواہ نہیں جب ہم حق پر مریں گے۔ آپ نے فرمایا اللہ تجھے بہترین جزا دے جو کسی بیٹے کو اس کے باپ کی طرف سے ملتی ہے۔

حضرت حسین ؓ کا نینوی میں قیام

جب صبح ہوئی تو آپ اترے اور نماز پڑھی اور جلدی سے سوار ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ بائیں جانب چلنے لگے۔ آپ چاہتے تھے کہ ان کو متفرق کر دیں۔ پس حر بن یزید آپ کے پاس آتا تھا اور آپ کو واپس کر دیتا تھا اور ان کو روکتا تھا۔ جب ان کو سختی سے کوفہ کی طرف چلنے کے لیے روکتے تو وہ بھی رک جاتے تھے اور آگے ہو جاتے تھے وہ اسی طرح بائیں جانب چلتے رہے یہاں تک کہ نینوی پہنچے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں حسین ؓ نے قیام کیا ہے۔

ابن زیاد کے قاصد کی آمد:

اچانک ایک سوار ہتھیار لگائے کندھے پر کمان ڈالے کوفہ سے آتا دکھائی دیا۔ سب نے اس کے انتظار میں ٹھہر گئے۔ جب وہ آیا تو اس نے حر اور اس کے اصحاب کو سلام کیا اور حسین ؓ اور ان کے اصحاب کو سلام نہ کیا اور حر کو ابن زیاد کا خط دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ جب میرا قاصد اور خط تیرے پاس پہنچے تو حسین ؓ کو سختی سے روک لینا اور ان کو ایسی جگہ اتارنا جہاں چٹیل میدان ہو کوئی پناہ کی جگہ نہ ہو۔ جہاں پانی نہ ہو۔ میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ وہ تجھ سے جدا نہ ہو جب تک کہ تو میرے حکم کو پورا نہ کر دے۔ والسلام۔ جب حر نے خط پڑھا تو حسین ؓ سے کہا یہ امیر عبیداللہ بن زیاد کا خط ہے اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ جس مقام پر یہ خط پہنچے وہیں میں آپ کو سختی سے روک لوں اور یہ اس کا قاصد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

زہیر بن قین کا حملہ کرنے کا مشورہ

[illegible]

حضرت حسین بن علیؓ کا مقر (کربلا میں قیام)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جاتا تھا ہے۔ اس خط کو پڑھ کر لوگ باتیں کرنے لگے جب یہ اس نے پڑھا تو ابن سعد اس بات پر غور کرنے کے لیے ایک دن کی مہلت مانگی وہاں سے واپس آ کر اس نے اپنے دوستوں اور قرابتوں کو بلایا اور ان سے مشورہ کیا ہر ایک نے اس بات سے منع کیا تو اس کا بھانجا حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ ثقفی اس کے پاس آئے اور کہا ماموں جان خدا کے لیے حسینؓ کی مخالفت پر آمادہ نہ ہو اس میں اپنے خدا کی معصیت کی ہے اور قطع رحمی۔ واللہ تم دنیا سے نکل کی سلطنت اور تمام دنیا سے تم کو نکال جاتا تو وہ اس سے بہتر ہے کہ خدا کے ہاں حسینؓ کے خون میں آلودہ ہو کر تم جاؤ۔ ابن سعد نے کہا ان شاء اللہ یہی کروں گا۔

عبداللہ بن یسار اور ابن سعد:

ابن سعد کو جب یہ حکم ملا تو عبداللہ بن یسار جہنی اس کے پاس آئے۔ ابن سعد نے کہا میرے امیر نے مجھے حسینؓ کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا ہے اور میں نے انکار کر دیا۔ ابن یسار نے کہا خدا نے تم کو راہ ثواب دکھائی۔ خدا تم کو ہرگز اس قتل کا ارادہ نہ کرنے دے اور اس بلا کو ٹال دے۔ ایک غیر شخص اس کام کے لیے روانہ ہو۔ ابن یسار کہتے ہیں کہ میں ابن سعد کے پاس سے چلا آیا تو کسی نے آ کر خبر دی کہ ابن سعد حسینؓ کے مقابلہ پر جانے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہے۔ یہ سن کر ابن یسار پھر اس کے پاس گیا دیکھا بیٹھا ہوا ہے۔ مجھے آتے دیکھ کر منہ پھیر لیا۔ میں سمجھ گیا کہ اب اس نے لشکر کشی کا عزم کر لیا ہے اور یہاں سے چلا آیا۔ ابن سعد نے ابن زیاد سے کہا خدا آپ کا بھلا کرے۔ آپ نے مجھے حکومت دی میرے نام فرمان لکھ دیا سب نے سن لیا اب آپ کی رائے ہو تو اس حکم کو نافذ کر دیجیے۔ اور میرے بجائے اشراف کوفہ میں سے کسی کو یہ کام سپرد کیجیے جو جنگ میں آپ کی مرضی کے موافق ہو۔ مجھ سے زیادہ لڑائی کا تجربہ رکھتا ہو۔ حسینؓ کے مقابلہ پر اس کو بھیجیے۔ یہ کہہ کر ابن سعد نے چند لوگوں کے نام بھی لیے۔

ابن سعد کی حضرت حسینؓ پر فوج کشی:

ابن زیاد نے کہا اشراف اہل کوفہ کے نام مجھے کیا بتاتے ہو۔ میں تم سے یہ مشورہ نہیں چاہتا کہ کس کو مقرر کروں تم اگر لشکر لے کر جاتے ہو تو جاؤ ورنہ میرا فرمان واپس کر دو۔ ابن سعد نے جب اس کو بااصرار دیکھا تو کہا اچھا میں جاتا ہوں۔ وہ چار ہزار لشکر کے ساتھ نکلا اور دوسرے دن نینوا میں جہاں حسینؓ اترے تھے اس کے مقابل آن اترا۔ آپ سے مقابلہ کیا نہ کرتے۔ اور عزرہ بن قیس احمسی کو بلایا کہ حسینؓ کے پاس جا کر پوچھ کہ کیا ارادہ ہے اور یہاں کیوں آئے ہیں۔ عزرہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے آپ کو خط لکھ کر بلایا تھا اسے آپ کے سامنے جاتے ہوئے شرم آئی۔ ابن سعد نے لشکر کے اور رئیسوں سے کہا جنہوں نے آپ کو خط لکھے تھے ہر ایک سے جانے کو کہا سب نے انکار کیا سب کو یہی بات ناگوار ہوئی۔

کثیر بن عبداللہ شعبی:

یہ دیکھ کر کثیر بن عبداللہ شعبی اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ بڑا شہسوار دلیر تھا۔ مگر بات کا نہایت بے باک تھا اس نے کہا میں حسینؓ کے پاس جاتا ہوں اور آپ کہیں تو دھوکا دے کر ان کا کام بھی تمام کر دوں۔ ابن سعد نے کہا یہ نہیں چاہتا کہ اچانک قتل کرو۔ ہاں ان کے پاس جا کر یہ پوچھ کر آؤ کہ کیوں آئے ہیں۔ غرض یہ چلا ابو ثمامہ صائدی نے اسے آتے دیکھ کر آپ سے کہا اے ابا عبداللہ خدا آپ کا بھلا کرے۔ جو شخص آپ کے پاس آ رہا ہے یہ روئے زمین کا بدترین خونریز اور ناپاک ہے یہ کہہ کر

ابوثمامہ الصائدی نے حسین سے کہا [illegible] آپ کے پاس وہ شخص [illegible] تمام روئے زمین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] واپس چلا گیا اور ابن سعد سے واقعہ بیان کر دیا۔

قرہ بن قیس حنظلی کی سفارت

ابن سعد نے اب قرہ بن قیس حنظلی کو بلا کر کہا کہ [illegible] حسین [illegible] پوچھو [illegible] قرہ [illegible] آپ کے پاس [illegible] آپ نے [illegible] حاضرین سے پوچھا کہ کیا [illegible] حبیب بن مظاہر نے کہا ہاں [illegible] [illegible] میں جانتا تھا [illegible] [illegible] ابن سعد کا پیغام دیا۔ آپ نے جواب دیا کہ تمہارے شہر والوں نے مجھے لکھا تھا کہ آپ یہاں [illegible] اب اگر [illegible] واپس چلا جاؤں گا۔ حبیب بن مظاہر نے اس سے کہا [illegible] ان ظالموں میں [illegible] جن کے بزرگوں کی بدولت خدا نے تجھے [illegible] [illegible] اس نے کہا [illegible] کا جواب اسے پہنچا آؤں [illegible] پھر [illegible] میری رائے [illegible] ابن سعد کے پاس [illegible] بیان کیا۔

ابن سعد کا خط بنام ابن زیاد

ابن سعد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] زیاد نے یہ شعر پڑھا:

الآن اذ علقت مخالبنا بہ

یرجو النجاۃ ولات حین مناص

"اب جب وہ ہمارے پنجوں میں [illegible] تو نجات [illegible] اب بچنے کے لیے وقت نہیں"

اس کا جواب ابن سعد کو یہ لکھا

"تمہارا خط ملا اور جو کچھ تم نے لکھا ہے معلوم ہوا۔ حسین سے کہو کہ وہ اور ان کے سب ساتھی یزید بن معاویہ کی بیعت کر لیں۔ اگر انہوں نے بیعت کر لی تو پھر ہم جیسا مناسب سمجھیں گے کریں گے۔"

ابن زیاد کا پانی پر قبضہ کرنے کا حکم:

ابن سعد کو یہ خط پہنچا تو کہنے لگا میں سمجھ گیا ابن زیاد کو عافیت نہیں منظور ہے۔ ایک اور خط ابن زیاد کا ابن سعد کو آیا۔ اس میں یہ مضمون تھا کہ نہر کے اور حسین رضی اللہ عنہ کے درمیان حائل ہو جا۔ ایک بوند پانی وہ لوگ نہ پی سکیں۔ جو سلوک کہ تقی زکی مظلوم امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اس خط کو دیکھ کر ابن سعد نے عمرو بن حجاج کو پانسو سواروں کا افسر کر کے روانہ کیا۔ یہ لوگ نہر پر جا کر ٹھہرے اور نہر اور حسین رضی اللہ عنہ و اصحاب حسین رضی اللہ عنہ کے درمیان یہ سب حائل ہو گئے کہ ایک بوند بھر پانی ان سے نہ پینے پایا۔

عبداللہ بن ابی حصین کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بددعا:

یہ واقعہ آپ کے قتل ہونے سے تین دن پہلے کا ہے۔ آپ کے سامنے آ کر عبداللہ بن ابی حصین ازدی جو بنی بجیلہ میں شمار ہوتا تھا پکارا: اے حسین رضی اللہ عنہ! ذرا پانی کی طرف دیکھو کیسا آسمانی رنگ اس کا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ واللہ تم پیاسے مر جاؤ گے۔ ایک قطرہ بھی تم کو نہ ملے گا۔ آپ نے یہ سن کر کہا: خداوندا اس شخص کو پیاس کی ایذا دے کر قتل کر اور کبھی اس کی مغفرت نہ ہو۔

عبداللہ بن ابی حصین کا انجام:

اس کے بعد حمید بن مسلم اس کی بیماری میں عیادت کو گیا تھا وہ کہتا ہے: قسم ہے اس خدائے وحدہٗ لاشریک کی میں نے اسے دیکھا کہ پانی پیتا ہے اور پیاس پیاس کہے جاتا ہے، پھر قے کر دیتا ہے پھر پیتا ہے اور پھر پیاسا ہو جاتا ہے۔ یوں نہیں بجھتی۔ یہی حالت اس کی یکساں رہی تا آخر مر گیا۔

حسینی قافلہ پر شدت پیاس کا غلبہ:

جب آپ پر اور آپ کے انصار پر پیاس کا غلبہ ہوا تو آپ نے اپنے بھائی عباس بن علی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ تیس سوار، بیس پیادے، بیس مشکیں ان کے ساتھ کر دیں اور پانی کے لیے روانہ کیا۔ یہ لوگ رات کے وقت نہر کے قریب پہنچے۔ نافع ابن ہلال بجلی علم لیے ہوئے سب سے آگے بڑھ گئے۔ ابن حجاج کہنے لگا کون ہے؟ آؤ کیوں آئے ہو؟ نافع نے کہا ہم یہ پانی پینے آئے ہیں جس سے تم لوگوں نے ہم کو محروم کر رکھا ہے۔ کہا پانی پیو۔ کہا حسین رضی اللہ عنہ کو اور ان کے انصار کو تو دیکھتا ہے کہ پیاسے ہیں۔ جب ان کے واسطے بھی اس کا ایک قطرہ نہ ہوں گا۔ اتنے میں اور سب لوگ بھی اس کے سامنے آ گئے۔ ابن حجاج نے کہا ان لوگوں کو پانی پلانا ممکن نہیں۔ ہم اس مقام پر اسی لیے متعین کیے گئے ہیں کہ ان کو پانی نہ لینے دیں۔ نافع کے ساتھ والے جب آ گئے تو انھوں نے پیادوں سے کہا اپنی اپنی مشکیں بھر لو۔ پیادے دوڑ پڑے۔ سب نے مشکیں بھر لیں۔ ابن حجاج نے اپنے اصحاب کے ساتھ ان پر حملہ کیا۔ یہ دیکھ کر عباس بن علی رضی اللہ عنہ اور نافع بن ہلال نے بھی ان پر حملہ کیا سب کا منہ پھیر دیا۔ پھر اپنے خیموں کی طرف واپس ہونے لگے۔ پیادوں سے کہا نکل جاؤ اور خود دشمنوں کو روکنے کے لیے ٹھہرے رہے۔ عمرو بن حجاج اپنے اصحاب کے ساتھ پھر ان لوگوں پر پلٹ پڑا اور ہٹا دیا۔ اصحاب ابن حجاج میں سے ایک شخص پر نافع بن ہلال نے نیزہ کا وار کیا۔ سمجھا اچھا زخم آیا ہے۔ مگر بعد اس کے زخم پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔ انصار حسین رضی اللہ عنہ مشکیں لیے ہوئے آ گئے اور آپ کی خدمت میں پہنچا دیں۔

حسین رضی اللہ عنہ اور ابن سعد کی ملاقات:

حسین رضی اللہ عنہ نے عمرو بن قرظہ بن کعب انصاری کو عمر بن سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ آج رات کو میرے اور اپنے لشکروں کے

درمیان مجھ سے ملاقات کرو۔ ابن سعد بیس سوار ساتھ لے کر نکلا۔ آپ بھی بیس سوار ساتھ لے کر نکلے۔ جب ملاقات ہوئی تو آپ نے انصار سے کہا کہ سب ہٹ جائیں۔ ابن سعد نے بھی اپنے ہمراہیوں سے ہٹ جانے کو کہا سب وہاں سے اتنی دور ہٹ گئے جہاں تک آواز نہ پہنچتی تھی کسی نے کوئی بات نہ سنی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ باتوں میں بہت طول ہوا کہ تھوڑی رات گذر گئی۔ پھر اپنے اپنے اصحاب کے ساتھ اپنے اپنے لشکر میں چلے گئے۔ لوگوں نے اپنے پندار و گمان سے یہ مشہور کر دیا کہ حسین رضی اللہ عنہ نے ابن سعد سے کہا تو میرے ساتھ یزید کے پاس چل۔ دونوں لشکروں کو ہم یہیں چھوڑ دیں۔ ابن سعد نے کہا میرا گھر کھود ڈالا جائے گا۔ آپ نے کہا میں بنوا دوں گا۔ اس نے کہا میری جاگیر چھین لی جائے گی۔ آپ نے کہا اس سے بہتر میں تجھے اپنے مال میں سے دوں گا جو حجاز میں ہے۔ ابن سعد نے اسے گوارا نہ کیا۔ لوگوں میں اسی بات کا چرچا تھا۔ بغیر اس کے کہ کچھ سنا ہو یا کچھ جانتے ہوں ایک دوسرے سے یہی ذکر کرتا تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تین شرائط:

مجالد بن سعید اور ایک جماعت کا بیان ہے کہ آپ نے کہا تین باتوں میں سے ایک بات میرے لیے اختیار کرو۔ یا تو جہاں سے میں آیا ہوں وہیں چلا جاؤں۔ یا یہ کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دوں وہ اپنے اور میرے درمیان جو فیصلہ چاہے کرے یا یہ کہ مملکت اسلامی کی سرحدوں میں سے کسی سرحد پر مجھے روانہ کر دو۔ میں ان لوگوں کا ایک فرد بن کر رہوں گا۔ جو نفع و نقصان ان کے لیے ہے وہی میرے لیے بھی ہوگا۔ یہ روایت غلط ہے کہ آپ نے بیعت یزید کی پیشکش کی۔ جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں رکھ دوں گا۔ یا یہ کہ کسی سرحد کی طرف ہمارا راستہ کر دو کہ مجھے روانہ کر دو۔ بلکہ آپ نے یہ کہا مجھے اس وسیع و عریض زمین میں کسی طرف نکل جانے دو۔ میں دیکھوں کہ انجام کیا ہوتا ہے۔ ابن سعد سے آپ نے تین یا چار ملاقاتیں کیں۔ اس نے ابن زیاد کو لکھا: خدا نے آگ کے شعلہ کو بجھا دیا۔ اختلاف دور فرما دیا۔ امت کی بہتری چاہی۔ حسین رضی اللہ عنہ اس بات پر راضی ہیں کہ جہاں سے آئے ہیں وہیں چلے جائیں یا ممالک اسلامیہ کی سرحدوں میں سے جس سرحد پر ہم چاہیں انہیں بھیج دیں۔ وہاں ایک مسلمان کی حیثیت سے وہ رہیں گے ان کے حق میں وہی ہوگا جو سب کا ہوگا یا امیر المومنین یزید کے پاس جا کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیں گے۔ پھر وہ ان کے درمیان جو فیصلہ چاہیں کریں۔ اس میں آپ کی بھی خوشنودی ہے اور امت کی بھی بہتری ہے۔

شمر بن ذی الجوشن کی فتنہ انگیزی:

ابن زیاد نے خط پڑھ کر کہا ایسے شخص کا یہ خط ہے جو اپنے امیر کا خیر خواہ اور اپنی قوم کا مشفق ہے۔ اچھا میں نے قبول کیا۔ یہ سن کر شمر ذی الجوشن اٹھ کھڑا ہوا کہا یہ بات ان کی تو قبول کرتا ہے حالانکہ وہ تیری زمین پر آ کر ٹھہرے ہوئے ہیں تیرے پہلو میں موجود ہیں۔ واللہ تیری اطاعت کیے بغیر اگر وہ تیرے شہر سے چلے گئے تو قوت اقبال ان کے ساتھ ہوگی اور عجز و کمزوری تیرے حصے میں۔ یہ موقع ان کو نہ چاہیے ان کو تیرے سامنے ذلت ہے۔ مناسب یہ ہے کہ وہ اور ان کے انصار سب تیرے حکم پر سر جھکا دیں۔ اگر تو سزا دے تو تجھ کو حق ہے سزا کا۔ اگر معاف کر دے تو تجھ کو اختیار ہے۔ واللہ مجھ کو یہ خبر ملی ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ اور ابن سعد دونوں لشکروں کے درمیان رات رات بھر بیٹھے ہوئے باتیں کیا کرتے ہیں۔ ابن زیاد نے کہا بہت اچھی رائے تو نے دی ہے۔ ماننے کے قابل ہے۔

ابن زیاد کا جنگ کرنے کا حکم

پھر ابن زیاد نے شمر بن ذی الجوشن کو بلایا اور کہا یہ خط لے کر عمر بن سعد کے پاس جاؤ کہ حسین بن علی اور ان کے ساتھیوں سے کہو کہ وہ اور ان کے ساتھی میرے حکم پر ہتھیار ڈال دیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان سب کو اطاعت گزار حالت میں میرے پاس بھیج دے۔ اگر وہ انکار کریں تو ان سے قتال کرے۔ اگر ابن سعد ایسا کرے تو تم اس کی اطاعت کرنا اور اگر وہ انکار کرے تو ان لوگوں سے تم خود قتال کرنا تم ہی امیر لشکر ہو گے اور ابن سعد کی گردن مار کر اس کا سر میرے پاس بھیج دو۔ اور ابن زیاد نے عمر بن سعد کو لکھا اس کا مضمون یہ تھا: میں نے تجھے حسین بن علی کے پاس اس لیے نہیں بھیجا کہ تو ان سے ہاتھ روک لے یا ان کو مہلت دے یا ان کو امان دلائے۔ یا ان کی سلامتی چاہے یا ان کا سفارشی بن کر میرے سامنے آئے۔ سن! اگر حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھی میرے حکم پر سر جھکا دیں اور اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیں تو سب کو اطاعت گزار حالت میں میرے پاس بھیج دے۔ اگر وہ انکار کریں تو ان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دے اور ان کا مثلہ کرے کیونکہ وہ سب اسی کے سزاوار ہیں۔ حسین جب قتل ہو جائیں تو ان کے سینہ اور پشت پر گھوڑے دوڑا دینا کیونکہ وہ نافرمان قاطع رحم اور ظالم ہیں۔ میری رائے میں یہ بات نہیں ہے کہ اس سے مرنے کے بعد ان کو کوئی تکلیف پہنچے گی۔ لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ ان کے ساتھ یہ سلوک کروں گا۔ اگر تو ہمارے حکم کو جاری کرے گا تو ہم تجھ کو اطاعت گزار کی جزا دیں گے اور اگر تجھے یہ منظور نہیں ہے تو ہمارے کام سے اور ہمارے لشکر سے علیحدہ ہو جا۔ اور لشکر شمر کے حوالے کر دے۔ ہم نے اسے اپنے احکام دے دیے ہیں۔ والسلام

شمر کے بھانجوں کے لیے امان

شمر جب یہ خط لے کر روانہ ہوا اور اس کے ساتھ عبداللہ بن ابی المحل بھی تھے کہ ان کی پھوپھی ام البنین بنت حزام علی بن ابی طالب کی زوجہ تھیں ان سے عباس، عبداللہ، جعفر اور عثمان پیدا ہوئے تھے۔ عبداللہ بن ابی المحل نے ابن زیاد سے کہا خدا امیر کا بھلا کرے ہماری بہن کے بیٹے حسین کے ساتھ ہیں، اگر مناسب سمجھو تو ان کے لیے امان لکھ دو۔ ابن زیاد نے کہا بہت اچھا۔ کاتب کو حکم دیا اس نے امان کا فرمان لکھ دیا۔

ابن سعد کا جنگ کرنے کا قصد

عبداللہ نے وہ پروانہ [illegible] کے ہاتھ بھیجا کزمان ان کا غلام تھا۔ جب کزمان وہاں پہنچا تو ان کو بلایا اور کہا تمہارے ماموں نے تمہارے لیے امان بھیجی ہے۔ ان جوانوں نے کہا ہمارے ماموں کو سلام کہنا اور کہہ دینا ہم کو تمہاری امان کی ضرورت نہیں۔ ابن سمیہ کی امان سے خدا کی امان بہتر ہے۔ شمر جب ابن زیاد کا خط لے کر ابن سعد کے پاس پہنچا۔ ابن سعد نے شمر سے کہا وائے ہو تجھ پر خدا تیرا گھر برباد کرے تو کیا بری چیز لے کر میرے پاس آیا ہے۔ واللہ میرا گمان ہے کہ تو نے ہی اس کو [illegible] منع کیا ہوگا [illegible] ہم کو اصلاح کی امید تھی۔ واللہ حسین کبھی ان کے حکم کو تسلیم نہیں کریں گے۔ ان کے پہلو میں [illegible] دل ہے [illegible] شمر نے کہا بتا تیرا کیا ارادہ ہے [illegible] امیر کے حکم کی تعمیل کر [illegible] ورنہ مجھ پر چھوڑ [illegible]

دے۔ ابن سعد نے کہا نہیں تجھے لشکر نہیں مل سکتا۔ میں خود یہ کام کروں گا۔ شمر نے کہا اچھا تمہیں کرو۔ ابن سعد اب لشکر لے کر چلا۔ یہ محرم کی نویں تاریخ تھی۔ پنجشنبہ کا دن شام کا وقت تھا۔ شمر آ کر اصحاب حسینؓ کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا ہماری بہن کے بیٹے کہاں ہیں۔ یہ سن کر عباس و جعفر و عثمان بن علیؓ اس کے پاس آئے۔ کہا تجھے کیا کام ہے کیا کہتا ہے۔ کہا میری بہن کے فرزندو تمہارے لئے امان ہے۔ ان نوجوانوں نے جواب دیا خدا کی تجھ پر لعنت اور تیری امان پر لعنت تو ہمارا ماموں ہے۔ تو ہم کو امان دیتا اور رسول اللہ ﷺ کے فرزند کو امان نہیں۔ ابن سعد نے ندا کی "اے فوج خدا کے سوارو گھوڑوں پر چڑھو اور خوش ہو"۔

حضرت حسینؓ کو رسول اللہ ﷺ کی بشارت:

نماز عصر کے بعد اپنے لوگوں کو لے کر سوار ہوا اور ان لوگوں پر چڑھائی کر دی۔ اس وقت حسینؓ اپنے خیمہ کے سامنے اس ہیئت سے بیٹھے ہوئے تھے کہ دونوں گھٹنے بلند تھے اور تلوار پر ٹیکے ہوئے تھے۔ آپ نے گھٹنوں پر سر رکھ دیا۔ آپ کی بہن زینبؓ نے نزدیک سے شور کی آواز سنی تو بھائی کے پاس آئیں۔ کہا بھائی آپ نے سنا کہ لوگوں کی آوازیں قریب سے آ رہی ہیں۔ حسینؓ نے زانو سے سر اٹھایا اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے فرماتے ہیں تم ہمارے پاس آ ہو گے۔ بہن نے یہ سن کر اپنے منہ کو پیٹ لیا اور کہا ہائے۔ آپ نے کہا۔ تم پر وائے نہیں ہے بہن خدا تم پر رحم کرے چپ رہو۔

عباس بن علیؓ:

عباس بن علیؓ نے کہا بھائی وہ لوگ چڑھ آئے۔ یہ سن کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ کہا عباس تم پر فدا ہو جاؤں گھوڑے پر سوار ہو۔ بھائی ان لوگوں سے جا کر پوچھو پھر تم کیا چاہتے ہو تمہارا ارادہ کیا ہے۔ اور آنے کا کیا سبب ہے۔ عباسؓ کوئی بیس سوار اپنے ساتھ لے کر جن میں زہیر بن قین اور حبیب بن مظاہر بھی تھے ان لوگوں کے پاس گئے۔ کہا تمہارا ارادہ کیا ہے۔ تمہارے جی میں کیا آئی ہے۔ ان لوگوں نے کہا۔ امیر کا یہ حکم آیا ہے کہ تم لوگوں سے کہہ دیں کہ اس کے حکم پر سر جھکا دو نہیں تو ہم تم سے لڑیں گے۔ عباس نے کہا ذرا ٹھہرو میں ابی عبداللہ الحسینؓ کے پاس جا کر جو کچھ تم کہتے ہو ان سے عرض کر دوں۔ یہ لوگ ٹھہر گئے اور کہنے لگے۔ جاؤ ان کو خبر کر دو۔ پھر ہم سے آ کر بیان کرو کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ عباسؓ گھوڑا اڑا کر حسینؓ کے پاس یہ خبر لے کر چلے اور ان کے اصحاب ان لوگوں سے گفتگو کرنے کو ٹھہرے رہے۔ ابن مظاہرؓ نے زہیرؓ سے کہا چاہو تم ان لوگوں سے گفتگو کر دیکھو تو میں بھی کچھ کہوں۔ زہیر نے کہا تمہیں نے یہ ذکر نکالا ہے تمہیں ان سے گفتگو کرو۔ حبیب نے ان لوگوں سے خطاب کر کے کہا سنو کل کے دن خدا کے پاس جو لوگ آئیں گے۔ وہ قوم بہت برے وہی لوگ ٹھہریں گے۔ جنھوں نے اس کے نبی ﷺ کی ذریت کو ان کی عترت کو ان کے اہل بیت کو اور اس شہر کے عبادت گزاروں کو قتل کیا ہوگا۔ جو سحر کی ساعت عبادت میں گزارتے ہیں جن کی زبان پر ذکر خدا جاری رہتا ہے۔ یہ سب کر عزرہ بن قیس بولا۔ تم سے جہاں تک ہو سکے اپنے نفس کو پاک رکھو۔

زہیر بن قین اور عزرہ کی گفتگو:

زہیر نے اس سے کہا اے عزرہ خدا نے ان کے نفس کو پاک کیا ہے اور ان کو ہدایت کی ہے۔ اے عزرہ خدا سے ڈر۔ میں تیری خیر

---

[1] اس کے بعد یہ فقرہ ہے و کن امت علی طرحال ابن اثیر نے بھی اسے چھوڑ دیا ہے۔

[2] عرب اپنے ننھیال والوں کو ماموں کہتے ہیں۔

تو ان کو گرفتار کر لیں۔ اسے [illegible] نے ان کے واسطے امان نامہ [illegible] لوگوں کے ہاتھ [illegible] جو ان ظالموں کے ہیں [illegible] اہل بیت [illegible] ان لوگوں [illegible] ہم نے [illegible] کے پاس [illegible] ان سے [illegible] اس وقت [illegible] لوگوں میں جا [illegible] اپنی جان ان پر فدا کر دیں [illegible] خدا [illegible] ان کی حفاظت کر دیں۔

ایک رات کی مہلت

اتنے میں عباس بن علی [illegible] گھوڑے [illegible] ان لوگوں تک پہنچے اور ان سے کہا ابو عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ تم سے اس بات کا سوال کرتے ہیں کہ [illegible] تم سب واپس چلے جاؤ [illegible] اس باب میں غور کر لیں [illegible] رات کے درمیان اس باب میں [illegible] پھر [illegible] عمر بن سعد [illegible] تم [illegible] اس وقت ان لوگوں کو [illegible] اہل بیت سے [illegible] عمرو بن الحجاج زبیدی نے کہا سبحان اللہ [illegible] اگر یہ لوگ دیلم [illegible] ہوتے اور تجھ سے یہی سوال کرتے تو تجھے قبول کر لینا چاہیے تھا [illegible] قیس بن اشعث نے [illegible] ابن سعد نے کہا [illegible] اس وقت مہلت نہ دوں [illegible] جب حسین رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا [illegible] ان سے کہہ [illegible] آج کی رات ہم اپنے پروردگار کی عبادت کر لیں [illegible] استغفار کی کثرت کو کس قدر دوست رکھتا ہوں [illegible] ابن سعد کی طرف سے ایک قاصد ان لوگوں کے پاس آیا اور ایسے مقام پر کھڑا ہو کر جہاں سے آواز سنائی دے [illegible] کہا ہم نے تم لوگوں کو کل صبح تک مہلت دی ہے۔ اگر تم اطاعت کر لو گے تو ہم تم کو ابن زیاد کے پاس لے جائیں گے اور اگر انکار کرو گے تو ہم بھی تم کو نہیں چھوڑیں گے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اپنے ہمراہیوں کو چلے جانے کی اجازت

ابن سعد جب لشکر کو لے کر واپس گیا ہے اس وقت شام ہونے آئی تھی۔ تو حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے انصار کو جمع کیا علی بن

---

۱ [illegible] ابن سعد [illegible] قریب [illegible] ہے۔

حسین بن علی کہتے ہیں یہ دیکھ کر آپ کے قریب چلا گیا کہ سنوں کیا فرماتے ہیں۔ اور میں بیمار تھا۔ میں نے سنا کہ میرے والد اپنے انصار سے فرما رہے ہیں۔ میں خدائے تبارک و تعالیٰ کی بہترین حمد و ثنا بجا لاتا ہوں۔ اور راحت و مصیبت میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ خداوندا! میں تیرا شکر بجا لاتا ہوں کہ تو نے ہم کو نبوت کی کرامت دی۔ تو نے ہم کو قرآن کی تعلیم دی۔ تو نے ہم کو علم دین عطا کیا۔ تو نے ہم کو سماعت و بصارت و دل دیا۔ تو نے ہم کو مشرکوں میں نہیں بنایا۔ اس کے بعد مجھے یہ کہنا ہے کہ اپنے انصار سے افضل و بہتر انصار اور اپنے اہل بیت سے زیادہ وفادار اور فرماں بردار اہل بیت میں نے نہیں دیکھے۔ سنو میں سمجھ چکا ہوں کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں صبح کو ہم لوگوں کی قضا ہے۔ سنو! تم سب کے سب جب میں میری جدائی ہو چکی ہے۔ میری اجازت سے تم سب چلے جاؤ۔ میری طرف سے کوئی روک تم پر نہیں ہے۔ دیکھو رات کی تاریکی چھا گئی ہے اسے غنیمت سمجھو۔

ضحاک بن عبداللہ اور مالک بن نضر

اس سے پہلے ضحاک بن عبداللہ اور مالک بن نضر دو شخص آپ کے پاس آئے سلام کر کے بیٹھ گئے۔ آپ نے جواب سلام دے کر خیر مقدم کیا آنے کا سبب پوچھا۔ انھوں نے کہا ہم اس لئے آئے کہ آپ کو سلام کر لیں۔ آپ کی عافیت کی دعا خدا سے مانگیں۔ آپ سے ملاقات کر لیں۔ لوگوں کی حالت آپ سے بیان کر دیں سنئے ہم آپ سے کہے دیتے ہیں سب لوگ آپ سے لڑنے پر آمادہ ہیں آپ اپنے لئے کچھ فکر کریں۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا حسبی اللہ ونعم الوکیل۔ دونوں شخص کچھ شرمندہ ہوئے۔ خدا سے آپ کے لئے دعا مانگنے لگے۔ آپ نے کہا میری نصرت کو تمھیں کیا امر مانع ہے۔ مالک نے کہا میں قرضدار ہوں صاحب عیال ہوں۔ ضحاک نے کہا میں بھی قرضدار و عیال دار ہوں۔ لیکن جب کوئی لڑنے والا نہ رہے تو مجھے واپس جانے کی اجازت دے دیجئے گا۔ پھر میں آپ کی طرف سے قتال بھی کروں گا اگر دیکھوں گا کہ میرا نصرت کرنا آپ کے لئے نافع ہے۔ اور آپ کی مصیبت کو میں دفع کر سکتا ہوں۔ آپ نے کہا تم کو اجازت ہے۔ یہ کہہ کر ضحاک کہتا ہے میں وہیں ٹھہر رہا۔

آل عقیل کا جذبہ جہاد

جب شب آئی۔ تو آپ نے کہا دیکھو رات کی تاریکی چھا گئی ہے اسے غنیمت سمجھو۔ تم میں سے ایک ایک شخص میرے اہل بیت میں سے ایک ایک شخص کا ہاتھ پکڑ لے۔ پھر جب تک کہ اطمینان ہو تم سب اپنے اپنے قصبوں میں شہروں میں نکل جاؤ۔ یہ لوگ میرے ہی طلب گار ہیں۔ مجھے قتل کر لیں گے تو پھر کسی اور کا خیال بھی نہ کریں گے۔ یہ سن کر آپ کے بھائی بیٹے بھتیجے بھانجے سب کہنے لگے۔ ہم سے یہ نہ ہو گا کہ آپ کے بعد ہم زندہ رہیں خدا وہ دن ہمیں نہ دکھائے۔ سب سے پہلے عباس بن علی نے یہ کلمہ کہا پھر سب نے اسی طرح کے کلمے کہے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا اے اولاد عقیل مسلم کا قتل ہونا تمھارے لئے کافی ہے۔ تم چلے جاؤ میں اجازت دیتا ہوں۔ انھوں نے کہا لوگ کیا کہیں گے یہی کہیں گے کہ ہم اپنے بزرگ اپنے سردار اور ان کے ساتھ اپنے بنی عم کو جو بہترین عم تھے چھوڑ کر چلے آئے نہ ان کے ساتھ شریک ہو کر ایک تیر چلایا نہ برچھی کا وار کیا نہ کوئی تلوار کا ہاتھ مارا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان پر کیا گزری۔ ہرگز نہیں۔ واللہ ہم سے یہ نہ ہوگا۔ بلکہ ہم اپنی جانیں اپنا مال اپنے اہل و عیال کو آپ پر فدا کر دیں گے آپ کے ساتھ شریک ہو کر قتال کریں گے جو آپ کا حال ہو گا وہی ہمارا بھی ہو۔ خدا اس زندگی کو برا کرے جو آپ کے بعد ہو۔

مسلم بن عوسجہ اور سعد بن عبداللہ کا استقلال:

مسلم بن عوسجہ اسدی کھڑے ہوئے اور کہا کیا ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں اور ابھی خدا کے سامنے آپ کے حق سے ہم بری نہیں ہوئے۔ ہاں واللہ جب تک میرا برچھا ان لوگوں کے سینہ میں ٹوٹ کر نہ رہ جائے۔ جب تک قبضہ میرے ہاتھ میں ہے تلوار میں ان کی نہ مارلوں گا میں آپ سے جدا نہ ہوں گا۔ اگر ان سے لڑنے کے لیے ہتھیار میرے پاس نہ ہوں گے تو میں آپ کی نصرت میں ان کو پتھر مار مار کر آپ ہی کے ساتھ مر جاؤں گا۔ سعد بن عبداللہ نے کہا واللہ ہم آپ کو چھوڑ کر نہ جائیں گے۔ خدا یہ تو دیکھ لے کہ رسول اللہ کی غیبت میں ہم نے آپ کی حفاظت کی۔ واللہ اگر میں جانتا کہ میں قتل ہو جاؤں گا۔ پھر زندہ کیا جاؤں گا۔ پھر جلا دیا جاؤں گا۔ پھر میری خاک اڑا دی جائے گی۔ ستر مرتبہ یہی حالت مجھ پر گزرے گی۔ تو جب بھی آپ کی نصرت میں جب تک مجھے موت نہ آ جاتی آپ سے جدا نہ ہوتا۔ اور اب تو ایک ہی دفعہ قتل ہونا ہے۔ اور اس میں وہ شرف و کرامت ہے جسے ابد تک زوال نہیں۔ پھر میں اسے کیوں نہ حاصل کروں۔

زہیر بن قین کی استقامت:

زہیر بن قین نے کہا۔ واللہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ قتل ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں گا۔ پھر قتل کیا جاؤں۔ اسی طرح ہزار دفعہ قتل ہوں کہ خدا آپ کو اور آپ کے اہل بیت میں ان نوجوانوں کو بچا لے۔ اسی طرح ایک ہی طرز کے کلام آپ کے انصار میں ایک جماعت نے کیے۔ کہتے تھے واللہ آپ کو ہم چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ ہماری جانیں آپ پر فدا کر دیں گے۔ ہم اپنے ہاتھوں سے اپنی گردنوں سے اپنی پیشانیوں سے آپ کو بچائیں گے۔ ہم قتل ہو جائیں گے تو جو حق ہم پر عائد تھا وہ ادا ہو جائے۔

امام زین العابدین کا بیان:

علی بن حسین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اسی شام کا ذکر ہے۔ جس کی صبح کو میرے والد قتل ہوں گے۔ میں بیٹھا ہوا تھا اور میری پھوپھی زینب میری تیمارداری میں مصروف تھیں جب کہ میرے والد نے اپنے انصار کے ساتھ اپنے خیمہ میں تخلیہ کیا تھا۔ اس وقت حوی ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد کردہ آپ کے پاس تلوار کو بنا سنوار کر درست کر رہے تھے۔ اور آپ اس مضمون کے شعر پڑھ رہے تھے:

> "اے دہر! تف ہے تجھ پر تو کیا برا دوست ہے۔ تو صبح و شام کتنے دوست یا دشمن کو مار رکھتا ہے ایک کے عوض میں دوسرے کو قبول نہیں کرتا۔ اور یہ سب حکم خدا سے ہوتا ہے اور جو زندہ ہے اسی راہ چلا جاتا ہے۔"

ان اشعار کو آپ نے دو تین دفعہ پڑھا۔ میں سمجھ گیا اور میں جان گیا جو ارادہ آپ نے کیا تھا۔ مجھے بے اختیار رونا آیا۔ میں نے آنسوؤں کو ضبط کر لیا۔ خاموش رہا سمجھ گیا کہ مصیبت ٹوٹ پڑی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی آہ و زاری:

مگر میری پھوپھی نے بھی ان اشعار کو سن لیا۔ عورتوں کی طبیعت میں رقت اور بے صبری ہوتی ہے۔ خود کو سنبھال نہ سکیں۔ بے حد مضطرب ہوئیں اور کپڑا گھسیٹتی ہوئی آپ کے پاس پہنچیں۔ کہنے لگیں "وا مصیبتاہ" کاش آج مجھے موت آ گئی ہوتی۔ اے گذرے ہوؤں کے جانشین اے رہ جانے والوں کے شفیق بس آج میری ماں فاطمہ مر گئیں۔ میرے باپ نے میرے بھائی حسن رضی اللہ عنہ نے آج ہی رحلت کی

آپ نے ان کی طرف دیکھا کہنے لگے: بہن! ایسا نہ ہو کہ تمہیں شیطان تمہارے حلم کو زائل نہ کر دے۔ آپ نے کہا: یا ابو عبد اللہ! تم پر سے ماں باپ قربان، فدا میری جان تم پر ہو، تم نے مجھ کو بہت گھبرا دیا۔

حضرت زینب بہن کو حضرت حسین ؓ کی وصیت:

یہ سن کر آپ نے طبیعت کو سنبھالا اور آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور زینب کو صبر سے کہنے لگے۔ زینب نے کہا: بھائی! تمہیں مجبور کر کے قتل کریں گے۔ اس سے تو دل کو اور بھی صدمہ ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر اپنے منہ کو پیٹا۔ گریبان کو پھاڑ ڈالا۔ غش کھا کر گر پڑیں۔ حسین ؓ نے جب یہ دیکھا تو آپ اٹھ کر ان کے پاس آئے، چہرے پر پانی چھڑکا اور کہا: بہن! خدا کا خوف کرو، صبر سے کام لو۔ یہ بات سمجھ لو کہ زمین پر سب مرنے والے ہیں۔ اہل آسمان بھی باقی نہ رہیں گے۔ بس اللہ کی ذات ہے جس نے اپنی قدرت سے اس زمین کو پیدا کیا ہے اور وہ مخلوق کو زندہ کرے گا اور سب کے سب واپس آئیں گے اور وہ یکتا و تنہا ہے۔ سب چیزیں مٹ جانے والی ہیں۔ میرے باپ مجھ سے بہتر تھے۔ میری ماں مجھ سے بہتر تھیں۔ میرے بھائی مجھ سے بہتر تھے اور مجھے ان سب کو اور ہر مسلمان کو رسول اللہ ﷺ کے اسوہ پر چلنا چاہیے۔ اسی طرح کے کلمے کہہ کر آپ نے ان کو سمجھایا۔ پھر کہا: بہن! میں تم کو قسم دیتا ہوں، میری اس قسم کو پورا کرنا، میں مر جاؤں تو میرے غم میں گریبان کو چاک نہ کرنا، منہ کو نہ نوچنا، ہلاکت و موت کو نہ پکارنا۔ یہ کہہ کر آپ انہیں اپنے ساتھ لائے اور میرے پاس لا کر بٹھا گئے۔ پھر آپ خیمے سے باہر چلے گئے۔ اصحاب کو حکم دیا کہ خیموں کو قریب قریب اس طرح نصب کریں کہ طنابیں ایک دوسرے کے اندر ہوں اور (خیموں کا ایک حلقہ سا بن جائے) سب لوگ خود اس حلقہ کے درمیان رہیں۔ بس ایک رخ سے دشمن آنے والے ہیں مقابلے پر رہیں۔

حسینی جماعت کی شب بھر عبادت گزاری:

حسین ؓ اور ان کے اصحاب تمام رات بیدار رہے۔ سب نمازیں پڑھا کیے، استغفار کرتے رہے، دعا و تضرع میں مشغول رہے۔ سواروں کا ایک رسالہ جو ان لوگوں کی نگہبانی کرنے کو دشمن کی طرف سے مقرر ہوا تھا، ادھر سے گزرا۔ اس وقت آپ یہ آیت تلاوت کر رہے تھے:

> ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾
>
> "یہ کافر لوگ یہ نہ سمجھیں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں اس میں ان کے لیے بہتری ہے۔ ہم تو اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں کہ اور بھی گناہوں میں مبتلا ہو جائیں۔ ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ خدا ایسا نہیں کرے گا کہ تم لوگ جس حال میں ہو اسی حالت میں مومنوں کو رہنے دے۔ وہ ناپاک و پاک دونوں کو جدا کر کے رہے گا۔"

ابو حرب کی بدکلامی:

ان آیات کو رسالے کے لوگوں میں سے ایک شخص نے سنا اور کہنے لگا: قسم ہے رب کعبہ کی ہم ہی لوگ پاک ہیں۔ ہم تم لوگوں

[illegible] ایک شخص نے اسے پہچان کر [illegible]

حسینی لشکر کی ترتیب:

[illegible] حبیب بن مظاہر [illegible] عباس بن علی [illegible] خیموں کے پیچھے [illegible]

ابن سعد کے لشکر کی صف بندی:

[illegible]

عبدالرحمن بن عبد ربہ اور یزید بن حصین:

[illegible]

---

[1] [illegible]

کہ اس میں مشک حل کیا جائے۔ عمل ہو گیا اب خیمے کے اندر آپ نورہ لگانے کے لیے گئے۔ آپ کے اندر جاتے ہی نورہ لگانے کے لیے بڑھے۔ عبدالرحمن بن عبد ربہ انصاری چاہتے تھے کہ آپ کے بعد سب سے پہلے میں نورہ لگاؤں۔ ادھر بریر چاہتے تھے پہلے میں لگاؤں کہ خیمے کے در پر دونوں کا شانہ سے شانہ لڑ گیا۔ بریر عبدالرحمن سے ہنسی مذاق کرنے لگے۔ عبدالرحمن نے کہا مجھے معاف رکھو۔ یہ واللہ بیہودہ باتوں کا یہ وقت نہیں ہے۔ بریر نے کہا میری قوم کے سب لوگ خوب واقف ہیں کہ جوانی میں مجھے بیہودہ باتوں سے رغبت تھی نہ بڑھاپے میں کبھی رغبت ہوئی۔ لیکن واللہ اب جو واقعہ ہم لوگوں کو پیش آنے والا ہے میں اس کے خیال سے خوش ہو رہا ہوں۔ حوروں سے ملنے میں واللہ بس اتنی ہی دیر ہے کہ یہ لشکر والے تلواریں کھینچ کر ہم پر چڑھ آئیں اور مجھے تو آرزو ہے کہ وہ تلواریں کھینچ کر ہم سب پر آ پڑیں۔ غرض جب آپ نورہ سے فراغت کر چکے تو سب اصحاب نے یکے بعد دیگرے نورہ لگایا۔ جب آپ سوار ہوئے اور قرآن منگا کر اپنے سامنے رکھ لیا۔ آپ کے ساتھیوں نے آپ کے سامنے بہت شدید جنگ کی۔ راوی کہتا ہے کہ جب وہ لوگ قتل ہو گئے۔ تو میں وہاں سے سرک گیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی دعا:

ایک روایت یہ ہے کہ صبح کے وقت دشمنوں کا رسالہ جب حسین کی طرف بڑھا تو آپ نے دونوں ہاتھ اپنے بلند کیے اور کہا:

"خداوندا ہر مصیبت میں مجھے تجھ پر بھروسہ ہے۔ ہر سختی میں تجھی سے لو لگائے ہوئے ہوں۔ جو بلا مجھ پر نازل ہوئی اس میں تو ہی میرا سہارا ہے۔ تجھی پر بھروسہ ہے کتنی ہی آفتیں اس طرح کی پیش آ گئیں۔ جن میں دل بیٹھ جائے۔ جس کا کوئی چارہ کار نہ ہو۔ جس میں دوست ساتھ چھوڑ دے۔ جس میں دشمن خوشیاں منائے۔ میں نے تجھ پر بھروسہ کیا۔ تجھ سے اپنا درد دل کہا۔ تیرے سوا کسی سے کچھ واسطہ نہ چاہا۔ تو نے ان آفتوں کو ٹال دیا اور دفع کر دیا۔ ہر نعمت کا بخشنے والا ہر بھلائی کا مالک اور ہر مراد کا دینے والا تو ہے۔

شمر بن ذی الجوشن کی بدکلامی:

جب وہ لوگ ادھر متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ ان کے پیچھے آگ بھڑک رہی ہے۔ ایک شخص ان میں گھوڑا دوڑاتا ہوا ادھر سے گزرا۔ اس نے کسی سے کچھ بات نہیں کی۔ سیدھا خیموں کی طرف گیا۔ دیکھا تو آپ کے خیموں میں اسے کچھ دکھائی نہیں دیا۔ وہاں سے پلٹا اور پکار کر کہنے لگا۔ حسین روز قیامت سے پیشتر دنیا ہی میں تم نے آگ میں جانے کی جلدی کی۔ آپ نے پوچھا یہ کون شخص ہے شاید شمر بن ذی الجوشن ہوگا۔ لوگوں نے کہا ہاں! وہی ہے خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آپ نے جواب میں کہا: اے بکریاں چرانے والی کے بچے! آگ میں جلنے کا سزاوار تو ہے۔

جنگ میں پہل کرنے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ممانعت:

مسلم بن عوسجہ نے کہا اے ابن رسول اللہ ﷺ آپ پر فدا ہو جاؤں کہیے تو اسے تیر ماروں۔ میری زد پر ہے۔ تیر خطا نہ کرے گا۔ یہ فاسق بہت بڑے جباروں میں سے ہے۔ آپ نے کہا نہیں تیر نہ مارنا۔ ابتدا اپنی طرف سے کرنا مجھے گوارا نہیں۔ اور آپ کے ساتھ ایک گھوڑا تھا۔ اس کا نام لاحق تھا اس گھوڑے پر علی بن حسین کو سوار کیا۔ دشمن جب آ پہنچے تو آپ نے ناقہ طلب کیا۔ اس پر سوار ہوئے۔ بہت بلند آواز سے پکار کر کہنے لگے۔ لوگو! میری بات سن لو اور میرے ساتھ جلدی نہ کرو۔ تاکہ جو نصیحت تم سے کہنا ضروری ہے۔ مجھے کہہ لینے دو۔ اور تم لوگوں کے پاس چلے آنے کا عذر بھی کر لینے دو۔ اگر تم میرا عذر مان لو گے۔ میری

بات کو نہ جھٹلاتے۔ میرے ساتھ انصاف کرتے۔ تو تم نیکی حاصل کرتے۔ اور مجھ پر الزام بھی نہ ہوتا۔ اور اگر تم میرا عذر نہیں مانتے اور میرے ساتھ انصاف نہیں کرتے۔

فاجمعوا امرکم وشرکاءکم ثم لا یکن امرکم علیکم غمة ثم اقضوا الی ولا تنظرون ان ولیی اللہ الذی نزل الکتب وھو یتولی الصالحین ۔

ابھی تم اور تمہارے سارے شریک مل کر اپنا ارادہ پختہ کر لو۔ پھر تمہاری بات تم پر پوشیدہ نہ رہے۔ پھر جو تم کر سکتے ہو۔ پھر میرے ساتھ جو سلوک کرنا چاہتے ہو کر گزرو اور مجھے ذرا مہلت نہ دو۔ میرا تو حامی اللہ ہے۔ جس نے کتاب کو نازل کیا ہے۔ وہی تو نیک بندوں کو دوست رکھتا ہے۔

آپ کا یہ کلام آپ کی بہنوں نے جب سنا تو چلا چلا کر رونے لگیں۔ ان کی آواز بلند ہوئی۔ آپ نے اپنے بھائی عباس بن علی اور اپنے فرزند علی بن حسین کو ان کے پاس بھیجا کہ انہیں چپ کرائیں۔ ابھی تو انہیں بہت رونا ہے۔ یہ دونوں صاحب جب ان کو خاموش کرانے کے لیے چلے گئے تو آپ نے کہا ابن عباس نے کیا بات کہی تھی۔ ابن عباس نے آپ کو منع کیا تھا کہ اہل حرم کو ساتھ نہ لے جائیے۔ اب ان کے رونے کی آواز سن کر آپ کو ابن عباس کا کہنا یاد آ گیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا تاریخی خطبہ:

جب اہل حرم کے رونے کی آواز موقوف ہو گئی تو آپ نے حمد و ثنائے الٰہی کی اور اس کی شان کے لائق اس کا ذکر کیا۔ اور صلوات محمد ﷺ پر اور آپ کے ملائکہ اور انبیاء کے اوپر بھیجی۔ جو بلاغت کہ خدا نے عطا کیا تھا آپ نے بیان میں اس کے ذکر کی کوتاہی نہیں کی۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کسی ایک شخص کو ایسی بلیغ تقریر کرتے نہ اس سے پہلے کبھی سنا نہ اس کے بعد کبھی سنا۔ اس کے بعد آپ نے کہا: میرے حسب و نسب کا بیان کرو کہ میں کون ہوں۔ پھر اپنے اپنے دلوں سے پوچھو اور غور کرو کہ میرا قتل کرنا میری حرمت کا توڑنا تم لوگوں کے لیے حلال ہے۔ کیا میں تمہارے نبی ﷺ کا نواسہ نہیں ہوں۔ کیا میں ان کے وصی اور ابن عم کا فرزند نہیں ہوں۔ جو کہ خدا پر سب سے پہلے ایمان لائے اور خدا کے پاس سے ان کا رسول ﷺ جو پیغام لے کر آیا تھا۔ سب سے پہلے اس کی تصدیق کی۔ کیا سید الشہداء حمزہ میرے والد کے چچا نہیں ہیں۔ کیا جعفر طیار ذوالجناحین شہید میرے چچا نہیں ہیں۔ کیا تم میں سے کسی نے یہ نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے اور میرے بھائی کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ یہ دونوں جوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔ جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں یہ حق بات ہے۔ اگر تم میری تصدیق کرو گے۔ واللہ جب سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنے والے سے خدا بیزار ہوتا ہے۔ اور جھوٹ بنانے والے لوگوں کے جھوٹ سے ضرر پہنچتا ہے۔ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

اگر تم مجھ کو جھوٹا سمجھتے ہو تو سنو! تم ہی میں سے ایسے لوگ موجود ہیں۔ ان سے تم پوچھو تو وہ بیان کریں گے۔ جابر بن عبداللہ انصاری یا ابو سعید خدری یا سہل بن سعد ساعدی یا زید بن ارقم یا انس بن مالک ان سے پوچھ کر دیکھو۔ یہ لوگ تم سے بیان کریں گے کہ انہوں نے میرے اور میرے بھائی کی نسبت رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا ہے۔ کیا یہ امر بھی میرا خون بہانے میں تم لوگوں کو مانع نہیں ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

> [illegible]
>
> [illegible]

[illegible]

[illegible]

کرو۔ ذریت رسول اللہ ﷺ کی نصرت کرو۔ تم ان دونوں سے کل عہد حکومت میں برائی کے سوا کچھ نہ پاؤ گے۔ تمہاری آنکھیں یہ نکلوا لیتے ہیں۔ ہاتھ پیر کٹوا ڈالتے ہیں۔ ناک کان قطع کرتے ہیں۔ مثلہ کرتے ہیں۔ تمہیں کھجور کے تنوں پر چڑھا دیتے ہیں تمہارے بزرگوں کو قتل کیا ہے۔ جیسے حجر بن عدی اور ان کے اصحاب اور ہانی بن عروہ اور ان کے امثال کے لوگوں کو قتل کیا کرتے ہیں

زہیر بن قین اور شمر بن ذی الجوشن

یہ سن کر انہوں نے زہیر کو سخت برے کلمے کہے اور عبیداللہ بن زیاد کی ثنا کی اور اس کے حق میں دعا کی اور کہا ہم تو جب تک تمہارے سردار اور ان کے اصحاب کو قتل نہ کر لیں گے یا جب تک ان کو اور ان کے اصحاب کو گرفتار کر کے امیر عبیداللہ کے پاس نہ پہنچا دیں گے اس وقت تک یہاں سے قدم نہ ہٹائیں گے۔ زہیر نے کہا۔ بندگان خدا فاطمہؓ کی اولاد سمیہ کے بیٹے سے زیادہ نصرت و محبت کا حق رکھتی ہے۔ اگر تم ان کی نصرت نہیں کرتے تو خدا کے واسطے ان کے قتل سے تو باز آؤ۔ ان کو ان کے ابن عم یزید بن معاویہ پر چھوڑ دو۔ مجھے قسم ہے کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ یزید تمہاری طاعت کو ادنیٰ۔ حسینؓ کے قتل کے بغیر بھی راضی رہے گا۔ یہ سن کر شمر ذی الجوشن نے ایک تیر زہیر کو مارا اور کہا خاموش۔ خدا تیری کچک کچک کو خاموش کر دے تو نے ہم لوگوں کو بہت پریشان کر دیا۔ زہیر نے جواب دیا۔ اے اس باپ کے بیٹے جس کا موت ایڑیوں تک بہہ آتا تھا۔ میں تجھ سے خطاب نہیں کرتا۔ تو تو ڈھور ہے۔ واللہ میں نہیں جانتا ہوں کہ کتاب خدا کی دو آیتیں بھی تو نہیں سمجھ سکتا۔ سن لے قیامت کی رسوائی و عذاب الیم تجھے مبارک ہو۔ شمر نے کہا خدا تجھ کو اور تیرے رفیق کو ابھی قتل کرے گا۔ کہا تو تو مجھے موت سے کیا ڈراتا ہے۔ واللہ حسینؓ کے ساتھ مر جانا تم لوگوں کے ساتھ زندگانی جاوید سے بھی بہتر سمجھتا ہوں۔

زہیر بن قین کو واپسی کا حکم

یہ کہہ کر زہیر نے آواز بلند سب لوگوں کی طرف خطاب کر کے کہا۔ بندگان خدا! اس جفا جو کی باتوں پر اپنے دین سے نہ پھرو۔ واللہ محمد ﷺ کی شفاعت ان لوگوں تک نہ پہنچے گی۔ جنہوں نے ان حضرات کی ذریت و اہل بیت کا خون بہایا اور ان کے نصرت کرنے والوں اور ان کے اہل بیت کے بچانے والوں کو قتل کیا۔ کہتا ہے کہ ایک شخص نے زہیر کو پکارا اور کہا ابو عبداللہ تم سے کہتے ہیں۔ اب چلے آؤ اور فرماتے ہیں قسم ہے اپنی جان کی اگر مومن آل فرعون نے اپنی قوم کی خیر خواہی کی اور انہیں حق کی طرف بلانے میں انتہا کر دی تو تم نے بھی ان لوگوں کی خیر خواہی بہ وجہ احسن ادا کر دی۔ کاش تمہاری خیر خواہی اور دعوت حق کی کوشش کچھ نفع کرتی۔

حر کی ابن سعد سے گفتگو

جب ابن سعد حملہ کرنے کو بڑھنے لگا تو حر نے پوچھا خدا تیرا بھلا کرے کیا تو ان سے لڑے گا۔ ابن سعد نے کہا ہاں واللہ ایسی لڑائی کروں گا جس میں کم سے کم یہ ہوگا کہ سر اڑ جائیں گے اور ہاتھ قلم ہوں گے۔ حر نے کہا کیا ان کی باتوں میں سے کوئی بات تم لوگ نہ مانو گے۔ ابن سعد نے کہا واللہ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں ایسا ہی کرتا لیکن تیرا امیر نہیں مانتا۔ یہ سن کر حر ایک طرف جا کر تھم گئے۔ اور اپنی برادری کے ایک شخص قرہ بن قیس سے کہنے لگے۔ قرہ تم نے اپنے گھوڑے کو آج پانی پلایا ہے؟ کہا نہیں پلایا۔ کہا تم اسے پانی پلانے چلتے ہو؟ قرہ کہتا ہے میں سمجھا کہ کنارہ کیا چاہتا ہے۔ یہ جنگ میں شریک نہ ہو گا۔ اور یہ چاہتا ہے کہ میں اس بات سے بے خبر رہوں۔ مجھے اس سے ڈر ہے کہ ان باتوں کو فاش نہ کر دوں۔ اس لیے میں نے کہا ابھی تک پانی نہیں پلایا ہے میں نے نہیں پلایا

[illegible]

حر کی حسینؓ کی طرف پیش قدمی

[illegible]

حر کی ابن سعد سے علیحدگی

[illegible]

حر کا اپنے قبیلے سے خطاب

[illegible]

نے انھیں بلایا اور جب وہ پہنچ آئے تو انھیں دشمن کے حوالے کر دیا۔ تم کہتے تھے کہ اپنی جان تک ہم ان پر نثار کریں گے۔ اور اب انھیں پر ان کے قتل کرنے کے لیے مستعد ہو۔ ان کا گلا تم نے گھونٹ دیا ہے، ان کا دم بند کر دیا، ان کو چاروں جانب سے گھیر لیا۔ ان کو خدا کی وسیع ہوئی زمین میں کسی طرف نکل جانے سے روک دیا کہ وہ اور ان کے اہل بیت امن سے رہتے۔ اب وہ ایک قیدی کی طرح تمہارے ہاتھ میں آ گئے ہیں۔ اپنے نفس کے لیے بچا پایا کچھ نہیں کر سکتے۔ تم نے ان کو ان کے اہل و عیال کو ان کے بچوں کو ان کے رفیقوں کو بہتے ہوئے آب فرات سے روک رکھا ہے جسے یہودی و مجوسی و نصرانی پیا کرتے ہیں۔ اور اس سواد کے سور اور کتے اس میں لوٹا کرتے ہیں۔ اب پیاس کی شدت نے ان سب لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ محمد ﷺ کی ذریت سے ان کے بعد کیا برا سلوک تم نے کیا اگر آج کے دن اسی وقت توبہ اور اس سے باز نہ آؤ گے اور تم توبہ نہ کرو گے تو خدا تمہیں تشنگی محشر میں سیراب نہ کرے۔

ابن سعد کا پہلا تیر:

یہ سن کر پیادوں کی فوج نے حر پر تیر برسانے شروع کیے۔ وہ وہاں سے چلے اور حضرت کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ عمر ابن سعد نے آگے نکل کر پکارا: اے ذوید نشان کو بڑھا۔ اس کے بعد ابن سعد نے کمان میں تیر جوڑا اور سر کیا۔ کہنے لگا تم سب لوگ گواہ رہو سب سے پہلے میں نے ہی تیر مارا۔

عبداللہ بن عمیر کلبی:

ایک شخص بنی علیم میں سے عبداللہ بن عمیر کوفہ میں آ کر رہے تھے۔ قبیلہ ہمدان کی چاہ جعد کے قریب گھر لے کر اترے ہوئے تھے۔ ان کی بیوی ام وہب قاسط کی بیٹی بھی ان کے ساتھ تھیں۔ عبداللہ نے مقام نخیلہ میں دیکھا کہ کسی مہم پر فوج کشی کرنے کے لیے عرض لشکر کا سامان ہے۔ عبداللہ نے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ کسی نے کہہ دیا حسین ابن فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ پر لشکر کی چڑھائی ہے۔ عبداللہ کو مدت سے آرزو تھی کہ مشرکین سے جہاد کریں۔ خیال آیا کہ اپنے پیغمبر کے نواسے پر یہ لوگ لشکر کشی کر رہے ہیں۔ ان سے جہاد کرنا بھی عنداللہ جہاد مشرکین کے ثواب سے کم نہیں ہے۔ یہ سوچ کر ام وہب کے پاس آئے، ان سے جو کچھ سن کر آئے تھے اور جو بات دل میں ٹھان لی تھی۔ بیوی نے ان سے کہا کیا اچھی بات ہے تم نے کی، خدا تمہاری بہتر سے بہتر تمنا کو پورا کرے۔ چلو اور مجھے بھی ساتھ لیتے چلو۔ عبداللہ راتوں رات بیوی کو ساتھ لیے ہوئے آپ کے لشکر میں آ گئے۔ اور وہیں مقیم ہو گئے تھے۔ جب ابن سعد نے قریب آ کر تیر مارا اور دوسرے لوگوں نے بھی تیر مارے تو زیاد بن ابی سفیان کا غلام آزاد یسار اور عبیداللہ بن زیاد کا غلام آزاد سالم دونوں صف سے نکلے۔ اور کہا کوئی تم میں سے ہمارے مقابلے میں آئے۔ یہ سن کر حبیب بن مظاہر و بریر بن حضیر اٹھ کھڑے ہوئے مگر آپ نے ان دونوں صاحبوں سے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔

یسار اور سالم کا قتل:

یہ دیکھ کر عبداللہ بن عمیر کلبی اٹھے اور عرض کی: یا ابا عبداللہ! حسین رحمک اللہ مجھے تو ان دونوں سے لڑنے کی اجازت دیجیے۔ آپ نے نظر جو اٹھائی تو دیکھا ایک شخص گندمی رنگ، دراز قامت، قوی بازو، دونوں بغل سامنے کھڑا ہے۔ کہا کہ میرے خیال میں یہ شخص اقران ہے۔ اچھا تم لڑنا چاہتے ہو تو جاؤ۔ عبداللہ ان دونوں کے مقابلے میں نکلے۔ دونوں نے پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے اپنا نسب ان دونوں کے سامنے بیان کیا۔ انھوں نے کہا ہم تمہیں نہیں جانتے۔ زہیر بن قین یا حبیب بن مظاہر یا بریر بن حضیر کو ہمارے مقابلے

میں آ گئے تھے۔ یہ دونوں اس وقت سامنے سے آگے بڑھا ہوا تھا۔ عبداللہ کلبی نے جواب دیا: او زنا زادے کیا تجھ کو کسی شخص سے مقابلہ کرتے میں مجھے بھی عار ہے۔ تیرے مقابلہ میں کوئی شخص آئے جو تجھ سے بہتر ہو۔ یہ کہتے ہی یسار پر حملہ کیا ایک تلوار ماری کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ یہ اس کو مارنے میں ابھی مشغول ہی تھے کہ سالم نے ان پر حملہ کیا اور للکارا کہ یہ غلام آ پہنچا۔ عبداللہ نے اس کی طرف توجہ نہ کی اور اس نے آتے ہی ان پر وار کر دیا۔ انھوں نے اس کی تلوار کو بائیں ہاتھ پر روکا۔ ان کے ہاتھ کی انگلیاں کٹ کر گر پڑیں۔ ان کے بعد انھوں نے مڑ کر اس پر بھی وار کیا۔ اور دونوں کو قتل کر کے یہ اشعار پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔

"تم لوگ مجھے نہیں پہچانتے تو سنو! میں خاندان بنی کلب سے ہوں۔ یہ فخر میرے لیے کافی ہے کہ میرا گھر قبیلہ علیم میں ہے۔

میں صاحب قوت و طاقت ہوں۔ مصیبت پڑنے سے بزدل نہیں ہو جاتا۔

اے ام وہب میں اس بات کا ذمہ دار ہوں کہ بڑھ بڑھ کر نیزوں اور تلواروں کے وار ان لوگوں پر کیا کروں گا۔

یہ ضرب ایک خدا پرست نوجوان کا وار ہے۔"

ام وہب کا جذبہ جانثاری

ام وہب نے خیمہ کی ایک چوب ہاتھ میں لی۔ اور اپنے شوہر کی طرف یہ کہتی ہوئی بڑھیں۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہو جائیں۔ ذریت رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لڑے جاؤ۔ عبداللہ کلبی تو انھیں آواز دے کر پلٹ پڑے کہ ان کو عورتوں میں لے جا بٹھائیں۔ ام وہب ان کے دامن سے لپٹ گئیں۔ کہتی تھیں تمہارے ساتھ مروں گی جب تک تم مر نہ جاؤ گے میں تمہیں نہ چھوڑوں گی۔ حسین بن علیؓ نے پکار کر کہا "اہل بیت کی طرف سے جزائے خیر تم دونوں کو ملے۔ بی بی عورتوں کی طرف واپس چلی جاؤ۔ خیمے کے پاس بیٹھی رہو۔ عورتوں کو قتال کرنا نہ چاہیے۔" ام وہب اس حکم کو سن کر عورتوں کی طرف پلٹ گئیں۔

ابن سعد کے میمنہ پر عمرو بن حجاج تھا۔ وہ سواروں سمیت حسینؓ کے انصار کی طرف بڑھا۔ جب آپ کے قریب آ گئے تو یہ سب لوگ گھٹنوں کے بل ان کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو گئے۔ اور برچھیوں کی نوکیں ان کی طرف کر دیں۔ سواران کی طرف نہ بڑھ سکے۔ واپس جانے لگے تو انصار نے تیر مارے۔ کچھ لوگوں کو مار دیا۔ کچھ لوگوں کو زخمی کیا۔

عبداللہ بن حوزہ کا انجام

ایک شخص بنی تمیم کا جس کا نام عبداللہ بن حوزہ تھا۔ بڑھتا ہوا آپ کے سامنے آیا۔ حسین حسین! کہہ کر آپ کو پکارا۔ آپ نے کہا کیا کہتا ہے۔ کہنے لگا دوزخ مبارک۔ آپ نے کہا ہرگز نہیں میں پروردگار رحیم اور نبی کریم ﷺ کے پاس جاتا ہوں۔ پھر پوچھا یہ کون ہے؟ انصار نے عرض کی یہ شخص ابن حوزہ ہے۔ آپ نے اس کے لیے بددعا کی۔ کہا رب حزہ الی النار خداوندا اسے دوزخ کی طرف کھینچ لے جا۔ اس کا گھوڑا ایک نالی میں اسے لے کر بھاگا وہ گر پڑا۔ اور اس طرح گرا کہ پاؤں تو رکاب میں الجھ رہ گیا سر زمین پر آ رہا۔ گھوڑا بھڑکا اسی طرح اسے لے کر بھاگا کہ پتھروں سے ٹکرا ٹکرا کر سر اس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مر گیا۔

مسروق بن وائل کا ابن حوزہ کے متعلق بیان:

مسروق بن وائل ان سواروں میں آگے آگے تھا۔ جنھوں نے حسینؓ پر حملہ کیا تھا۔ کہتا ہے میں اس لیے آگے آگے تھا

کہ شاید حصین بن نمیر کو [illegible] کہ ان [illegible] نظر میں میری عزت ہو۔ پھر جب حصین [illegible] تک پہنچے تو انہوں نے آگے بڑھ کر پوچھا: تم لوگوں میں کون [illegible] ہیں۔ حصین بن نمیر نے [illegible] انہوں نے [illegible] اسی طرح پوچھا۔ آپ نے [illegible] جب [illegible] سے پوچھا تو آپ نے [illegible] کے پاس جاتا ہے۔ تو کون شخص ہے۔ انہوں نے [illegible] حصین بن نمیر نے دونوں ہاتھ [illegible] شخص کی [illegible] میں [illegible] اور [illegible] انہوں نے غصے [illegible] گھوڑے کو آپ کی طرف [illegible] اور آپ کے درمیان [illegible] تھی۔ اس کا [illegible] گھوڑے [illegible] اور [illegible] سے [illegible] ایک [illegible] الگ ہو گئی [illegible] چلا گیا۔ [illegible] پوچھا [illegible] دیکھنے میں آئی کہ میں کبھی ان سے قتال نہ کروں گا۔ اس کے بعد مسلمانوں کی [illegible] ہو گئی۔

یزید بن معقل اور [illegible] میں مکالمہ:

یزید بن معقل صف سے نکل کر [illegible] یزید نے کہا واللہ [illegible] نے میرے ساتھ بھلائی کی اور [illegible] حق میں [illegible] کی۔ [illegible] مجھے [illegible] تم [illegible] نہیں [illegible] تھے۔ [illegible] ساتھ [illegible] اور [illegible] اپنے [illegible] کے ساتھ [illegible] اور [illegible] کہا [illegible] میرا [illegible] یزید بن معقل [illegible] کوئی [illegible] نے جواب دیا [illegible] پہلے [illegible] کہ مجھے [illegible] اس کے بعد [illegible] دونوں [illegible] ہاتھوں کو بلند کر کے [illegible] عذاب نازل [illegible] کر [illegible]

یزید بن معقل کا قتل

اس کے بعد [illegible] ہوتے تھے [illegible] سے کوئی [illegible] نہیں پہنچا۔ [illegible] معلوم ہوا [illegible] پیٹھ [illegible] دیر تک [illegible] رہی۔

یزید بن [illegible] پر حملہ:

[illegible] بھائی [illegible] ازدی نے یزید پر حملہ [illegible] ایک شخص نے [illegible] قرآن [illegible] تم لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ کعب نے [illegible] یزید کی پشت پر [illegible] اور [illegible] اس کے چہرہ [illegible] کعب نے [illegible] پشت میں [illegible]

[illegible]

[illegible] پر پشیمانی اور ندامت کا اظہار کیا۔

علی بن قرظہ کا قتل

عمرو بن قرظہ انصاری [illegible] حسین کی طرف سے لڑتے لڑتے [illegible] ان کا بھائی علی بن قرظہ ابن سعد کے ساتھ تھا [illegible] نافع بن ہلال مرادی [illegible]

یزید بن سفیان کا قتل:

حر جب [illegible] اس وقت یزید بن سفیان سے حصین بن تمیم [illegible] یزید بن سفیان کو قتل کر ڈالا۔

مزاحم بن حریث کا خاتمہ:

نافع بن ہلال [illegible] مزاحم بن حریث ان سے لڑنے [illegible]

[illegible] ایک کر کے مارے جاؤ گے۔

عمرو بن حجاج کا حسینی لشکر پر حملہ:

عمرو بن حجاج نے اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہا: جو لوگ دین سے نکل گئے ہیں اور جماعت سے جدا ہو گئے ہیں ان سے لڑو اور ان کے قتل کرنے میں ذرا بھی تامل نہ کرو۔ یہ سن کر حسین نے کہا: اے عمرو بن حجاج! تو لوگوں کو میرے خلاف ابھارتا ہے؟ کیا ہم دین سے نکل گئے ہیں اور تم اس پر قائم ہو؟ واللہ جب تمہاری روحیں قبض ہوں گی اور تم اپنے اعمال کے ساتھ مرو گے تو معلوم ہو جائے گا کہ دین سے کون نکلا ہے اور جہنم میں جانے کا کون زیادہ سزاوار ہے۔ اس کے بعد عمرو بن حجاج نے فرات کی طرف سے حملہ کیا، ایک ساعت تک جنگ ہوتی رہی۔

حسینی مجاہد لشکر کا پہلا زخمی:

یہی مسلم بن عوسجہ اسدی انصار حسین میں سب سے پہلے زخمی ہو کر گرے۔ ان کا معرکہ کے بعد پتا چلا ہے اور غبار چھٹا تو دیکھا کہ مسلم بن عوسجہ جان بلب ہیں۔ حسین ان کے پاس آئے۔ ابھی ان میں جان باقی تھی۔ آپ نے کہا: مسلم بن عوسجہ خدا تم پر رحم کرے۔

حسینی مجاہدوں میں سے کسی نے اپنی جان فدا کر دی اور کوئی انتظار کر رہا ہے۔ انہوں نے قرآن کی یہ آیت پڑھی۔ پھر حبیب بن مظاہر نے قریب آ کر کہا: اے ابن عوسجہ تمہارے قتل ہونے کا مجھے بڑا قلق ہے۔ تمہیں جنت مبارک ہو۔ مسلم نے آہستہ سے جواب دیا: خدا تم کو بھی خیر و خوبی کی بشارت دے۔ حبیب نے کہا: میں جانتا ہوں کہ تمہارے پیچھے تھوڑی ہی دیر میں مجھ کو بھی تمہارے پاس آنا ہے، ورنہ میں چاہتا کہ جو کچھ تم کو وصیت کرنا ہو اس بات کی وصیت مجھے کر دو کہ تم سے قرابت و اخوت دینی کا جو مقتضیٰ ہے اسی کے مطابق تمہاری وصیت کو بھی پورا کروں۔

معرکہ کربلا کے پہلے شہید کی وصیت

مسلم بن عوسجہ نے حسین کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا: میں تو تم سے بس یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان پر اپنی جان فدا کر دینا۔ حبیب نے کہا: واللہ میں ایسا ہی کروں گا۔ مسلم بن عوسجہ نے تھوڑی ہی دیر میں جان دے دی۔ ان کا دم نکلتے ہی عمرو بن حجاج کے لشکر میں شور ہوا کہ ہم نے مسلم بن عوسجہ اسدی کو قتل کیا۔ شبث نے یہ سن کر اپنے ساتھیوں سے کہا: تمہاری مائیں تمہیں روئیں، تم اپنے عزیزوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرتے ہو اور غیروں کے سامنے خود کو ذلیل کرتے ہو۔ مسلم جیسے شخص کو قتل کر کے خوش ہوتے ہو۔ مسلمانوں کے بڑے بڑے معرکوں میں میں نے ان کو دیکھا ہے۔ آذربیجان کے معرکے میں میں نے دیکھا کہ انہوں نے چھ کافروں کو قتل کیا تھا، ابھی مسلمانوں کے سب سوار آنے نہ پائے تھے۔ بھلا ایسا شخص تم میں سے قتل ہو جائے اور تم خوش ہوتے ہو۔ جن لوگوں نے مسلم بن عوسجہ کو قتل کیا ہے ان کا نام مسلم بن عبداللہ ضبابی اور عبدالرحمن بجلی ہے۔

عبداللہ بن عمیر کلبی کی شہادت:

شمر ذی الجوشن نے اپنے میسرہ کے ساتھ حضرت کے میسرہ پر حملہ کیا۔ یہ سب لوگ ثابت قدم رہے۔ شمر کو اور اس کے اصحاب کو برچھیاں مارنے لگے۔ اب حسین اور انصار حسین پر ہر طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے۔ اتنے میں کلبی قتل ہو

گئے۔ انھوں نے بہت دشمنوں کو قتل کیا پھر وہ قتل کیا اور بڑی شدت و جرأت سے حملہ کر رہے تھے کہ ہانی بن ثبیت حضرمی اور بکیر بن حی تیمی نے ان پر حملہ کیا۔ اور انھیں دونوں نے انھیں قتل کیا۔ یہ انصار حسین رضی اللہ عنہ میں سے دو سب سے آخر میں قتل ہوئے۔

اصحاب حسین رضی اللہ عنہ کا شدید حملہ:

آپ کے انصار نے بڑی شدت و قوت سے جنگ کی۔ وہ کل بتیس سوار تھے انھوں نے جب حملہ کیا جو حصہ بھی کوفہ کے سواروں کا سامنے آیا اسے شکست دی۔ عروہ بن قیس اہل کوفہ کے سواروں کا افسر تھا۔ اس نے یہ دیکھا کہ اس کے رسالے کے سوار ہر طرف سے پسپا ہو رہے ہیں تو ابن سعد کے پاس عبدالرحمن بن حصن کو بھیج کر یہ کہلا بھیجا۔ تو دیکھ رہا ہے کہ ان چند سواروں کے مقابلہ میں کیسی گت ہو رہی ہے۔ میرا رسالہ منتشر ہو رہا ہے۔ ان کے لیے پیادوں اور تیر اندازوں کو جلدی بھیجئے۔

شبث بن ربعی کا لڑنے سے گریز:

ابن سعد نے شبث بن ربعی سے کہا۔ تم ان سے لڑنے کے لیے کیوں نہیں جاتے؟ اس نے کہا سبحان اللہ اس شخص کو جو مضر اور تمام اہل شہر کا بزرگ ہے اس سے تم چاہتے ہو کہ تیر اندازوں کو لے کر جائے۔ تمہیں کیا کوئی اور نہیں ملتا جو اس کام کو جا کر انجام دے اور میری ضرورت نہ ہو۔ غرض شبث لڑنے سے پہلو تہی کرتا رہا۔ ایک شخص نے مصعب کے عہد حکومت میں شبث کو یہ کہتے سنا کہ اہل کوفہ کو خیر و خوبی کبھی نصیب نہ کرے گا۔ ان کو کبھی راہ راست کی توفیق نہ دے گا۔ عجیب بات ہے کہ ہم لوگ پانچ برس تک علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ پھر ان کے فرزند کے ساتھ ہو کر آل امیہ سے کشت و خون میں مشغول رہے ہیں۔ پھر ہمیں نے اولاد معاویہ اور ابن سمیہ فاحشہ کے ساتھ ان کے دوسرے فرزند سے جو تمام روئے زمین کے لوگوں سے افضل ہو جنگ کی۔ ہائے گمراہی ہائے زیاں کاری۔

ابن سعد نے حصین بن تمیم کو بلایا اور زرہ پوش سواروں اور پانسو تیر اندازوں کے ساتھ ادھر روانہ کیا۔ یہ لوگ حسین رضی اللہ عنہ واصحاب حسین رضی اللہ عنہ پر تیر برسانے کو بڑھے۔ قریب پہنچے تو ان پر تیر برسانے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں ان کے گھوڑوں کو بیکار کر دیا سب کے سب پیادہ ہو گئے۔

حر کی شمشیر زنی:

ایوب بن مشرح کہتا تھا واللہ! حر کے گھوڑے کو میں نے بے کار کیا۔ اس کے حلق میں تیر مارا اور پانی بہ نکلا اور گھوڑا بدکا حر اس کی پشت پر سے اس طرح کود پڑا۔ معلوم ہوا جیسے کوئی شیر تلوار کھینچ کر میدان میں آ گیا۔ اس وقت حر کی زبان سے یہ شعر نکلا۔

إن تعقروا بي فأنا ابن الحر
أشجع من ذي لبد هزبر

ابن مشرح کا بیان:

"انھیں بے گھوڑے کے پایا تو کیا ہوا ان پر حیرت چھا گئی بیادہ و شریف ہوئے۔" ابن مشرح کہتا تھا حر کی طرح تیغ زنی کرتے ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا لوگوں نے اس سے کہا تو نے حر کو قتل کیا؟ کہا نہیں واللہ میں نے قتل نہیں کیا اور شخص نے قتل کیا۔ میں نہیں چاہتا کہ میں نے اسے قتل کیا ہو۔ یہ سن کر ابو الوداک نے ایک شخص سے پوچھا۔ تو یہ کیوں؟ کہا ان لوگوں کا خیال ہے کہ حر نیک بندوں میں سے تھا اور اگر ایسا ہی ہے تو میں خدا کے سامنے ایک زخم لگانے کا اور میدان میں آنے کا گنہگار ہوں

نہ پہنچی کہ تم قتل کرنے کو تیار ہو گئے اور خدا سے نہ ڈرے ہو۔ واقعہ اس سے تم کو کہتا ہوں کہ ان سب لوگوں کا خون تمہاری گردن پر ہے جو بے خطا مارے گئے ہیں خدا کے سامنے تم جواب دہ ہو گے کیونکہ تم نے ان کو تیر مارا، ان کے گھوڑے کو پے کر دیا، دوسرے کو شانہ پر مارا۔ میدان میں شریک تھے، ان سے قتال کرنے پر آمادہ تھے۔ اپنے بیٹے کو بلا کر پکارا۔ تجھ پر حملہ ہوا تو جا کے لوگ کہنا اگر تیرے ساتھ والوں میں سے ایک شخص نے جو کچھ کرتے دیکھا اس کی خبر بھی کی اور ایسی ہی لڑائی اور نے بھی کی اور کسی دوسرے نے بھی۔ تو ایسے شخص نے اور اس کے اصحاب نے خونریزی کی ہے تو تم سب کے سب ان سب لوگوں کے خون بہانے میں شریک ہو۔ کہ جو لوگ مارے گئے ہیں تم ان کے ذمہ دار ہو، خدا سے تم کو ان کی جان لینے کا بدلہ دینا ہو گا۔ قیامت کے دن جب حساب کتاب ہو گا تمہارے ساتھ میں آئے اور تم بھی کہو کہ خدا تمہیں نہ بخشے۔ کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں سچی بات ہے۔

حسینی فوج کے خیموں پر حملہ:

اسی طرح جنگ جاری رہی کہ دوپہر ڈھل گئی۔ اس روز ایسی لڑائی ہوئی کہ آتی اور لوگوں کو ایک رخ کے سوا کسی دوسری طرف سے انصار حسین پر حملہ کرنا ممکن نہ رہا۔ وجہ یہ تھی کہ ان کے خیام ایک ہی مقام پر تھے۔ خیمہ سے خیمہ متصل تھا۔ یہ دیکھ کر ابن سعد نے پیادوں کو بھیجا کہ دائیں اور بائیں طرف سے خیمے اکھاڑ ڈالیں تو دشمن گھر جائیں۔ تین چار شخص انصار حسین میں سے خیموں کے بیچ میں آ کر جسے دیکھتے تھے خیمہ اکھاڑ رہا ہے اس پر حملہ کر کے قتل کر ڈالتے تھے۔ قریب سے تیر مارتے تھے اور نیزے سے ہلاک کرتے تھے۔ ابن سعد نے یہ حکم دیا کہ خیمہ کے اندر کوئی نہ جانے پائے آگ لگانے کا قصد کرے۔ ان خیموں میں آگ لگا دی۔ آگ لگی تو کوئی نہ بچ سکا۔ یہ دیکھ کر انصار سے آپ نے کہا جانے دو، خیمے جلاتے ہیں تو جلانے دو۔ خیموں میں آگ لگ جائے گی تو اس رخ سے کوئی تم پر حملہ نہ کر سکے گا جیسا آپ نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ ایک رخ کے سوا دوسری طرف سے وہ لوگ لڑائی نہ کر سکے۔

ام وہب کی شہادت:

اسی حالت میں زوجہ کلبی اپنے شوہر کی لاش پر آ گئیں۔ ان کے سرہانے بیٹھ گئیں۔ گرد و غبار ان کے چہرے سے پونچھ رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں "تجھ کو جنت مبارک ہو"۔ شمر نے رستم نام اپنے غلام سے کہا۔ لٹھ اس عورت کے سر پر مار۔ سر پاش پاش ہو گیا اور اسی جگہ مر گئیں۔

شمر کا حضرت حسین بن علی کے خیمہ پر حملہ:

خاص آپ کے خیمہ پر شمر نے حملہ کیا اور برچھی گاڑ کر پکارا آگ لاؤ میں اس خیمہ کو اور جو لوگ اس میں ہیں سب کو جلا ڈالوں گا۔ بیبیاں چلاتی ہوئی باہر نکل آئیں۔ آپ نے پکار کر کہا اے ذی الجوشن کے بیٹے تو آگ منگا رہا ہے کہ میرے گھر کو میرے اہل بیت سمیت جلا ڈالے۔ خدا تجھے آگ میں جلائے۔ حمید بن مسلم نے شمر سے کہا سبحان اللہ ایسی حرکت تمہیں زیبا نہیں ہے۔ کیا تو چاہتا ہے دو گناہ اپنے سر لے۔ چاہتا ہے اس قسم کا عذاب کرے جو خدا کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے اور اسی طرح بچوں کو اور عورتوں کو قتل کرے۔ واللہ! مردوں کو تیرا قتل کر ڈالنا امیر کے خوش کر دینے کو کافی ہے۔ شمر نے پوچھا تو کون ہے؟ حمید نے کہا میں نہیں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں۔ دل میں ڈرا کہ جا کر خبر کرے گا مجھ کو نقصان نہ پہنچائے۔ اسی مقام پر ایک اور شخص آ پہنچ گیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حبیب مظاہر کے بیٹے نے محبت سے بیان کیا کہ یہ میرے باپ کا سر ہے یہ مجھ کو دے دے تاکہ میں اسے دفن کر دوں۔ کہنے لگا اے فرزند! امیر اسے دفن کرنے پر راضی نہ ہو گا۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ ان کے قتل کے عوض میں امیر مجھ سے بہت اچھا سلوک کرے گا۔ لڑکے نے کہا خدا تو تجھے بہت برا بدلہ دے گا۔ واللہ! تو نے اپنے سے بہتر شخص کو قتل کیا ہے، یہ کہہ کر وہ رونے لگا۔ غرض لڑکا اسی فکر میں رہا اور جب وہ بالغ ہو گیا تو اس کے دل میں ایک ہی آرزو تھی کہ باپ کے قاتل کی تلاش میں لگا رہے۔ موقع پا جائے تو باپ کا بدلہ اس سے لے اور اس کو قتل کر دے۔ جب مصعب بن زبیر کے عہد حکومت میں مصعب نے باجمیرا پر لشکر کشی کی تو یہ حبیب کا بیٹا لشکر میں آیا۔ اپنے باپ کے قاتل کو دیکھا کہ ایک خیمہ میں ہے۔ وہ جب سے اس کی تاک میں آمد و رفت جاری رکھی اور موقع کا منتظر رہا۔ ایک دن وہ دوپہر کو قیلولہ کر رہا تھا، اسے جا کر تلوار سے مار ڈالا یہاں تک کہ ٹھنڈا ہو گیا۔

زہیر بن قین اور حر کی شجاعت

ایک روایت یہ ہے کہ حبیب ابن مظاہر جب قتل ہو گئے تو حسین رضی اللہ عنہ کا دل ٹوٹ گیا۔ کہنے لگے اپنے نفس کو اور اپنے انصار کو خدا کے حوالے کیا۔ اب حر نے رجز پڑھنا شروع کیا۔ ان کے ساتھ ساتھ زہیر بن قین نے بھی بہت شدید قتال کیا۔ ان دونوں میں ایک شخص حملہ کرتا تھا۔ جب وہ دشمنوں میں گھر جاتا تو دوسرا حملہ کر کے اسے چھڑا لیتا۔ ایک ساعت تک اسی طرح یہ دونوں شمشیر زنی کرتے رہے۔ اس کے بعد پیادوں نے حر پر حملہ کر کے قتل کر دیا اور ابو ثمامہ صائدی نے اپنے ابن عم کو جو ان کے دشمنوں کے ساتھ تھا قتل کیا۔

نماز خوف:

اس کے بعد حسین نے نماز ظہر پڑھی۔ یہ نماز خوف تھی جو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے ان کے ساتھ پڑھی۔ ظہر کے بعد پھر بہت شدت سے جنگ شروع ہو گئی۔ دشمن حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئے۔ یہ دیکھ کر حنفی آپ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ کو اور آپ کے انصار کو بچانے کے لیے تیروں کا نشانہ خود بن گئے۔ وہ آپ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے اور دائیں طرف سے اور بائیں جانب سے تیر کھا رہے تھے۔ آخر تیر کھاتے کھاتے گر پڑے۔

زہیر بن قین کا رجز:

زہیر بن قین نے بڑی شدت سے شمشیر زنی کی۔ رجز پڑھتے جاتے تھے اور حسین رضی اللہ عنہ کے شانہ پر ہاتھ مار کر یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

> "آگے بڑھیے ہادی و مہدی ہو کر۔ اپنے جد رسول اللہ ﷺ، علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ، ذوالجناحین جعفر، جوانمرد شیر خدا حمزہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کیجیے۔"

اسی حالت میں کثیر بن عبداللہ شعبی اور مہاجر بن اوس نے حملہ کر کے زہیر کو قتل کیا۔

نافع بن ہلال کی شجاعت و شہادت

نافع بن ہلال جملی نے تیروں کے سوفاروں پر اپنا نام لکھا تھا۔ زہر میں بجھے ہوئے تیر لگاتے جاتے تھے۔ اور کہتے جاتے تھے: میں جملی ہوں، دین علی رضی اللہ عنہ پر ہوں۔ عمر سعد کے اصحاب میں سے بارہ شخصوں کو انہوں نے قتل کیا۔ کئی لوگ زخمی ہوئے۔

پیادہ ہوا اور دونوں بازو ان کے ٹوٹ گئے۔ وہ گرفتار ہو گئے۔ شمر اور اس کے اصحاب انہیں کھینچتے ہوئے عمر بن سعد کے پاس لائے۔ ابن سعد نے ان سے کہا ہائے افسوس اے نافع تم نے اپنے ساتھ یہ کیا کیا۔ انہوں نے کہا میرا ارادہ کیا تھا خدا خوب جانتا ہے۔ ان کی داڑھی پر خون بہا جاتا تھا اور کہہ رہے تھے۔ میں نے بارہ آدمیوں کو قتل کیا ہے جو زخمی ہوئے وہ اس کے علاوہ ہیں۔ اگر میرے بازو باقی بھی ہوتے تو تم مجھے گرفتار نہ کر سکتے۔ شمر نے ابن سعد سے کہا ان کو قتل کر دیجئے۔ ابن سعد نے کہا تم ان کو لائے ہو اگر چاہو قتل کر دو۔ شمر نے تلوار کھینچی تو نافع نے کہا واللہ اگر تو مسلمان ہوتا تو ہم لوگوں کا خون گردن پر لے کر خدا کے سامنے جانا تجھے گراں ہوتا۔ حمد ہے خدا کا کہ جو لوگ بدترین خلق ہیں ان کے ہاتھوں ہماری موت اس نے مقدر کی۔ اس کے بعد شمر نے ان کو قتل کیا۔

پسران عزرہ غفاری کی آمد:

اب جو دیکھا تو اصحاب حسین پر دشمن کی طرف سے حملے ہو رہے تھے۔ انہوں نے یہ دیکھا کہ وہ نہ اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں اور نہ حسین کو بچا سکتے ہیں تو ہر ایک کی یہ خواہش ہوئی کہ آپ کے سامنے قتل ہو جائے۔ عزرہ غفاری کے دونوں فرزند عبداللہ و عبدالرحمن آپ کے پاس آئے اور کہا یا ابا عبداللہ علیک السلام۔ دشمن نے ہم کو آپ کے ساتھ گھیر لیا ہے۔ ہماری آرزو ہے کہ آپ کے سامنے قتل ہو جائیں۔ آپ کو دشمنوں سے بچاتے جائیں۔ ان کے آگے لڑتے جائیں۔ آپ نے کہا مرحبا تم دونوں میرے قریب آ جاؤ۔ دونوں آپ کے قریب آ کر رجز پڑھ پڑھ کر شمشیر زنی کر رہے تھے۔

سیف و مالک کی بے قراری:

سیف بن حارث و مالک بن عبد دونوں آپس میں چچا زاد تھے اور ماں دونوں کی ایک تھی۔ یہ دونوں جابری نوجوان روتے ہوئے آپ کے پاس آئے۔ آپ نے کہا بھتیجو کیوں روتے ہو۔ واللہ میں تو سمجھتا ہوں اب تھوڑی دیر میں تم خوش ہو جاؤ گے۔ انہوں نے جواب دیا ہم آپ پر فدا ہوں ہم اپنے لیے نہیں روتے۔ آپ کے حال پر ہمیں رونا آتا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ نرغے میں ہیں اور ہم آپ کو بچا نہیں سکتے۔ آپ نے جواب دیا۔ اس حالت پر پریشان ہونے کی جزا اور میرے ساتھ ہمدردی کرنے کا حق اے فرزندو! حق تعالیٰ تمہارے ساتھ کرے جیسا ثواب کہ نیک بندوں کو دیتا ہے۔

حنظلہ بن اسعد کا اپنے قبیلہ سے خطاب:

اتنے میں حنظلہ بن اسعد شبامی آپ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور پکار پکار کر کہنے لگے

﴿يَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُم مِّثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ. وَالَّذِينَ مِن بَعْدِهِمْ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ وَيَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ. يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ مَا لَكُم مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ. يَا قَوْمِ لَا تَقْتُلُوا حُسَيْنًا فَيُسْحِتَكُم اللَّهُ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ.﴾

"مجھ کو اندیشہ ہے کہ جس طرح اور گروہوں پر جنگ احزاب کا سا عذاب نازل ہوا تھا جیسا کہ قوم نوح و عاد و ثمود پر اور ان کے بعد والوں پر نازل ہوا اور خدا بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اے میری قوم کے لوگو! مجھے تمہارے لیے روز

تم مت کرو۔ جب تم روز قیامت پیٹھ پھیرے ہوئے بھاگے پھرو گے۔ خدا کی طرف سے تمہارا کوئی بچانے والا نہ ہو گا۔ اور خدا جسے گمراہ کرتا ہے اسے کوئی راہ بتانے والا نہیں۔ اے میری قوم کے لوگو! حسینؓ کو قتل نہ کرو ورنہ خدا عذاب سے تم کو تباہ کر دے گا اور سچ ہے جس نے افترا کیا وہ ضرور ناکام رہا ہے۔"

حنظلہ بن اسعد کی شہادت:

حنظلہ کی یہ باتیں سن کر آپ نے کہا: اے ابن اسعد! یہ لوگ تو اسی وقت سے سزاوار عذاب ہو چکے جب تم نے ان کو حق کی طرف بلایا اور انہوں نے تمہاری بات رد کر دی اور تمہارا اور تمہارے اصحاب کا خون بہانے پر آمادہ ہو گئے۔ اور اب تو یہ لوگ تمہارے بھائیوں صالحین کو بھی قتل کر چکے۔ حنظلہ نے کہا: سچ ہے، آپ پر فدا ہو جاؤں، آپ نے سچ فرمایا۔ آپ مجھ سے زیادہ فقیہ ہیں اور اس منصب کے لائق ہیں۔ کیا ابھی ہم اپنے بھائیوں سے جا کر نہ مل جائیں؟ آپ نے اجازت دی۔ جاؤ، اس کی طرف جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ حنظلہ نے کہا: السلام علیک یا ابا عبداللہ! آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر صلوات۔ خدا ہم کو آپ کو جنت میں ملائے۔ آپ نے آمین کہی۔ وہ آگے بڑھے۔ شمشیر زنی کرتے رہے یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔

سیف و مالک کی شہادت

حنظلہ کے بعد دو نوجوان جابری آگے بڑھے، حسینؓ سے کہتے جاتے تھے: السلام علیک یا ابن رسول اللہ۔ آپ نے ان دونوں کے جواب میں فرمایا: وعلیکما السلام ورحمۃ اللہ۔ ان دونوں نے قتال کیا اور قتل ہو گئے۔

شوذب کی شہادت:

عابس بن ابی شبیب شاکری اپنے غلام شوذب کو ساتھ لیے ہوئے آئے۔ شوذب سے پوچھا کہ کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: ارادہ کیا ہے؟ ابن رسول اللہ ﷺ کی نصرت میں تمہاری طرف سے میں بھی آپ کے ساتھ قریب ہو کر قتال کروں گا اور قتل ہو جاؤں گا۔ عابس نے کہا: مجھے تم سے یہی امید تھی۔ پس اگر تمہیں منظور ہے تو ابا عبداللہ کے سامنے جا کر مجھے رخصت کرو۔ اگر اس وقت تم سے بڑھ کر کوئی عزیز ہوتا تو میری خوشی یہی ہوتی کہ میرے سامنے قتل ہو اور میں اسے رخصت کروں۔ آج کا دن وہ دن ہے کہ جتنا ہو سکے ثواب لے لیں کیونکہ آج کے بعد عمل نہیں ہے، صرف حساب ہی حساب ہے۔ شوذب نے حسینؓ کے پاس جا کر سلام کیا، آگے بڑھا اور یہاں تک جنگ کی کہ قتل ہو گیا۔

عابس بن ابی شبیب کی شجاعت و شہادت:

عابس بن ابی شبیب نے آپ سے عرض کیا کہ یا ابا عبداللہ! آپ سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی قریب یا بعید بخدا! مجھے عزیز نہیں ہے۔ اگر اپنی جان دینے سے، خون بہانے سے بڑھ کر کوئی ایسی بات ہوتی کہ میں آپ کو مصیبت سے اور قتل سے بچا سکتا تو میں وہ بھی کر گزرتا۔ السلام علیک یا ابا عبداللہ، میں گواہ کرتا ہوں کہ آپ اور آپ کے پدر بزرگوار کی ہدایت پر میں قائم ہوں۔ یہ کہہ کر تلوار کھینچے ہوئے دشمنوں کی طرف چلے۔ ان کی پیشانی پر ایک زخم کا نشان بھی تھا۔ ربیع بن تمیم نے ان کو آتے ہوئے دیکھ کر پہچان لیا، اور معرکوں میں بھی ان کو دیکھ چکا تھا، یہ سب سے بڑھ کر بہادر تھے۔ ربیع نے لوگوں سے کہا: یہ شیر میدان ہے، یہ عابس بن ابی شبیب ہے، تم میں سے کوئی تنہا اس کے مقابل نہ جائے۔ عابس نے پکارنا شروع کیا: کیا کوئی ایک کے مقابلے میں

[illegible]

ضحاک بن عبداللہ مشرقی

[illegible]

ضحاک کو میدان جنگ سے چلے جانے کی اجازت

[illegible]

یزید بن زیاد [illegible] شہادت

[illegible]

شخصوں کو میں نے قتل کیا۔ انصار میں سے جو لوگ پہلے ہی قتل ہو گئے۔ یہ بھی ان میں سے ہیں۔ ان کے رجز کا یہ مضمون تھا کہ میرا نام یزید ہے۔ میرے باپ کا نام مہاجر ہے۔ میں شیر بیشہ سے بھی قوت والا ہوں۔ خداوندا! میں حسین ؓ کا یاور ہوں۔ عمر بن سعد اور ابن سعد کا ساتھ میں نے چھوڑ دیا اور اس سے دوری اختیار کی۔ پہلے یہ ابن سعد کے لشکر میں تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ حسین علیہ السلام نے جتنی شرطیں پیش کیں وہ سب رد کر دی گئیں۔ تو الگ ہو کر حسین کی فوج میں آ کر مل گئے اور مشغول قتال رہے یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔

عمرو بن خالد، سعد اور جابر بن حارث کی شہادت

آپ کے انصار میں سے عمرو بن خالد صیداوی، ان کے غلام آزاد سعد اور جابر بن حارث سلمانی اور مجمع بن عبداللہ عائذی نے لڑائی شروع ہوتے ہی حملہ کر دیا تھا۔ تلواریں کھینچے ہوئے دشمنوں کے انبوہ میں در آئے۔ جب بڑھتے بڑھتے دور تک نکل گئے تو بھاگتے ہوئے پلٹ پڑے۔ لوگ ان کو گھیرے ہوئے تھے۔ اور ان کے اصحاب کے اور ان کے درمیان حائل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر عباس بن علی علیہ السلام نے حملہ کیا اور ان لوگوں کو نرغے سے نکال دیا۔ یہ سب زخمی ہو گئے تھے۔ دشمنوں کو قریب آتے دیکھ کر پھر تلواریں کھینچ کر جا پڑے۔ اور ایک ہی جگہ لڑتے لڑتے سب قتل ہو گئے۔ یہ ابتدا شروع جنگ ہوا۔

آپ کے انصار میں سے بس سوید بن عمرو خثعمی باقی رہے۔ اور وہ آپ کے ساتھ تھے۔

علی اکبر بن حسین علیہ السلام کی شہادت:

اولاد ابو طالب میں سب سے پہلے علی اکبر بن حسین علیہ السلام قتل ہوئے۔ والدہ ان کی بنت ابو مرہ ثقفی تھیں۔ یہ دشمنوں پر حملہ کرنے نکلے اور بار بار اس مضمون کا رجز پڑھتے تھے" میرا نام علی بن حسین علیہ السلام ہے۔ قسم رب کعبہ کی ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے قریب تر ہیں۔ واللہ ہم اس بے نسب کے حکم کو تسلیم نہ کریں گے" مرہ بن منقذ عبدی نے ان کی طرف دیکھ کر کہا یہ جوان میری طرف سے اسی طرح بڑھا ہوا اور یہی کلمہ کہتا ہوا گذرے اور میں اس کے ماتم میں اس کے باپ کو نہ بٹھاؤں تو سارے عرب کی گناہ مجھ پر ہو۔ غرض علی اکبر تو شمشیر زنی کرتے ہوئے اسی کی طرف گذرے۔ مرہ نے سامنے آ کر انہیں برچھی ماری وہ گرے۔ دشمنوں نے گھیر لیا تلواریں مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

حمید بن مسلم کا بیان:

حمید بن مسلم کہتا ہے میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ حسین علیہ السلام کہہ رہے تھے۔ خدا ان لوگوں کو قتل کرے اے فرزند! جنہوں نے تجھے قتل کیا۔ خدا پر اور رسول ﷺ کی آبرو ریزی پر کس قدر ان کی جرأت بڑھ گئی ہے۔ بس تیرے بعد دنیا پر خاک ہے۔ میں نے دیکھا ایک بی بی دوڑ کر نکل آئیں۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب نے طلوع کیا ہے۔ کہہ رہی تھیں ہائے بھیا! اے میرے بھتیجے! میں نے لوگوں سے پوچھا تو یہ معلوم ہوا کہ زینب بنت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ ہیں۔ وہ آ گئیں اور علی اکبر علیہ السلام کی لاش پر گر پڑیں۔ یہ دیکھ کر حسین علیہ السلام ان کا ہاتھ تھامے ہوئے خیمے میں ان کو لے گئے اور جوانوں کو ساتھ لے کر لاش پر آئے۔ حکم دیا کہ بھائی کی لاش کو اٹھاؤ۔ لڑکے لاش کو مقتل سے اٹھا لے گئے جس خیمہ کے سامنے میدان کارزار تھا وہیں لا کر رکھ دیا۔ مسلم بن عقیل علیہ السلام کے فرزند عبداللہ کو عمرو بن صبیح صدائی نے تیر مارا۔ عبداللہ نے ہاتھ پیشانی پر رکھ لیا کہ تیر سے بچیں۔ تیر ہاتھ کو چھیدتا ہوا ماتھے تک پہنچ گیا۔ اب یہ ہاتھ کو نہ ہلا سکتے تھے۔ پھر اس نے جھٹ کر دوسرا تیر ان کے قلب پر مارا۔

عون و محمد رضی اللہ عنہما کی شہادت:

اب ہر طرف سے دشمنوں کا ہجوم ہو گیا۔ عبداللہ بن قطبہ طائی نے عون بن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ پر حملہ کر کے انہیں قتل کیا۔ عامر بن نہشل نے عون کے بھائی محمد پر حملہ کر کے قتل کیا۔

عبدالرحمٰن و جعفر پسران عقیل کی شہادت:

عثمان بن خالد جہنی اور بشر بن سوط ہمدانی نے عبدالرحمٰن بن عقیل پر حملہ کیا۔ دونوں نے مل کر انہیں قتل کیا۔ عبداللہ بن عزرہ خثعمی نے جعفر ابن عقیل کو تیر مار کر قتل کیا۔

قاسم بن حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حمید بن مسلم نے ایک طفل کو دیکھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے میدان کی طرف بڑھا آتا ہے اس کے گلے میں کرتہ تھا۔ پاؤں میں پائجامہ۔ اور مجھے خوب یاد ہے کہ ان کی جوتیوں میں سے بائیں پاؤں کے جوتے کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا ان کو دیکھ کر عمرو بن سعید بن نفیل ازدی مجھ سے کہنے لگا: اسے تو واللہ میں قتل کروں گا۔ میں نے کہا سبحان اللہ اس کے قتل کرنے سے تجھے کیا مقصود ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے یہ لوگ جو باقی رہ گئے ہیں انہوں نے گھیر لیا ہے یہی ان کے قتل ہو جانے کو کافی ہے۔ اس نے جواب دیا واللہ میں تو ضرور حملہ کروں گا۔ یہ کہہ کر اس نے حملہ کیا اور ان کے سر پر تلوار مار کر پلٹا۔ وہ طفل منہ کے بل گر پڑا۔ چچا چچا کہہ کر پکارا۔ یہ سن کر حسین رضی اللہ عنہ اس طرح جھپٹ کر آئے جیسے شکرا آتا ہے اور شیر غضبناک کی طرح آپ نے حملہ کیا عمرو کو تلوار ماری۔ اس نے تلوار کو ہاتھ پر روکا۔ ہاتھ اس کا کہنی کے پاس سے جدا ہو گیا وہ چلایا اور وہاں سے ہٹ گیا۔ اہل کوفہ کے سوار دوڑے کہ اس کو حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے بچا کر لے جائیں۔ گھوڑے اس کی طرف جھپٹ پڑے ان کے قدم اٹھ گئے سوار بھاگے گھوڑوں نے اس کو پامال کر دیا گھوڑوں کے ٹاپوں میں وہ مر گیا۔

قاسم رضی اللہ عنہ کی شہادت پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اضطراب

غبار فرو ہوا تو دیکھا حسین رضی اللہ عنہ اس طفل کے سرہانے کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے۔ آپ فرما رہے ہیں خدا سمجھے ان لوگوں سے جنہوں نے تجھے قتل کیا۔ قیامت کے دن تیرے جد تیرے خون کا دعویٰ کریں گے۔ واللہ چچا پر یہ امر شاق ہے کہ تو پکارے اور وہ جواب نہ دے یا جواب دے بھی تو اس سے تجھے کوئی نفع نہ ہو۔ واللہ تیرے چچا کے دشمن بہت ہیں۔ مددگار کم رہ گئے۔ پھر آپ نے ان کو گود میں اٹھا لیا۔ میں نے دیکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ ان کو سینے سے لگائے ہوئے تھے۔ دونوں پاؤں ان کے زمین پر گھسٹتے ہوئے جا رہے تھے۔ میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ انہوں نے گود میں کیوں اٹھایا۔ دیکھا ان کی لاش کو لا کے اپنے فرزند علی اکبر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں اور جو لوگ ان کے خاندان کے گرد قتل ہوئے تھے ان کی لاشوں میں لٹا دیا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ طفل کون ہے معلوم ہوا کہ یہ قاسم بن حسن رضی اللہ عنہ ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر مالک بن نسیر کندی کا حملہ:

حسین رضی اللہ عنہ اس دن بہت دیر تک اسی حالت میں رہے کہ جو شخص آپ کی طرف بڑھتا تھا۔ آپ کے قریب پہنچ کر واپس چلا آتا تھا۔ آپ کے قتل کرنے اور اس گناہ عظیم کے سر پر لینے سے جھجک جاتا تھا۔ اسی اثنا میں مالک بن نسیر کندی نے آپ کے سر پر تلوار

مارا۔ کلاہ برنس آپ پہنے ہوئے تھے۔ تلوار برنس کو کاٹتی ہوئی سر تک پہنچ گئی۔ زخم کے خون سے ٹوپی لبریز ہوگئی آپ نے کہا تجھے اس ضرب کا نفع کھانا پینا نصیب نہ ہو۔ خدا تیرا حشر ظالموں کے ساتھ کرے۔ یہ کہہ کر آپ نے ٹوپی کو اتار ڈالا ایک اور ٹوپی منگوا کر پہنی اور عمامہ باندھ لیا۔ اس وقت آپ خستہ و زمین گیر ہو گئے تھے۔ کندی نے آ کر ٹوپی اٹھالی۔ یہ ٹوپی خز کی تھی جب اس کے بعد یہ ٹوپی لے کر وہ ام عبداللہ بنت حر کے یہاں گیا۔ ٹوپی کا خون دھونے بیٹھا۔ عورت نے کہا: بنت رسول اللہ ﷺ کے فرزند کی ٹوپی لوٹ کر تو میرے گھر میں لایا ہے۔ لے جا اسے یہاں سے۔ لوگ کہتے ہیں۔ مفلس تنگ حالی میں وہ مبتلا رہا اور اسی حالت میں مر گیا۔

عبداللہ بن حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت:

آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بچہ کو آپ کے پاس کوئی لے آیا۔ آپ نے اسے گود میں بٹھا لیا۔ یہ بچہ عبداللہ بن حسین رضی اللہ عنہ تھا۔ بنی اسد میں سے ایک شخص نے تیر مارا بچہ ذبح ہو گیا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے زخم میں چلو لگا دیا۔ دونوں چلو لہو سے بھر گئے تو زمین پر اس خون کو پھینک دیا۔ اس کے بعد کہا: پروردگارا! تو نے آسمان سے ہمارے لیے اگر نصرت نہیں نازل کی تو جو اس سے بہتر ہے وہ ہم کو دے اور ان ظالموں سے ہمارا انتقام لے۔ ابن عقبہ غنوی نے ابوبکر بن حسن رضی اللہ عنہ کو تیر مار کر قتل کیا۔ اسی خاندان کے کسی شاعر نے کہا ہے:

وَعِنْدَ غَنِيٍّ قَطْرَةٌ مِنْ دِمَائِنَا وَفِيْ أَسَدٍ أُخْرَى تُعَدُّ وَتُذْكَرُ

ترجمہ: ''یعنی ہمارے خون کی ایک بوند قبیلہ غنی کی گردن پر اور دوسری بوند بنی اسد کی گردن پر ہے جس کا ذکر ہوتا رہے گا''۔

عبداللہ، جعفر، عثمان پسران علی رضی اللہ عنہ کی شہادت:

کہتے ہیں کہ عباس بن علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ، جعفر، عثمان سے کہا: میرے ماں جائے بھائیو! تم مجھ سے پہلے ہی جاؤ کہ میں تمہارا وارث ہو جاؤں۔ تمہاری تو کوئی اولاد نہیں ہے وہ اس حکم کو بجا لائے۔ ان سے پہلے ہی قتل ہو گئے۔ عبداللہ بن علی رضی اللہ عنہ کو ہانی حضرمی نے قتل کیا۔ ان کو قتل کر کے پھر اس نے جعفر بن علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا انہیں قتل کر کے سر ان کا لیے ہوئے آیا۔ عثمان بن علی رضی اللہ عنہ کو خولی بن یزید اصبحی نے تیر مارا اور بنی دارم کے ایک شخص نے ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کیا اور سر ان کا کاٹ لیا۔ پھر ایک مرد دارمی نے محمد بن علی رضی اللہ عنہ کو تیر مار کر قتل کیا اور ان کا سر لے آیا۔

ہانی حضرمی کا بیان:

ہانی حضرمی کہتا ہے قتل حسین رضی اللہ عنہ کے روز میں بھی موجود تھا۔ دس سواروں میں سے میں بھی ایک سوار تھا۔ گھوڑے چاروں طرف دوڑ رہے تھے۔ میں نے واللہ! ایک لڑکے کو دیکھا کہ خیمہ کی ایک لکڑی ہاتھ میں لیے ہوئے نکل آیا۔ کرتا پاجامہ پہنے ہوئے تھا۔ ڈرتا ہوا کبھی داہنی طرف دیکھتا تھا کبھی بائیں جانب۔ اس کے کانوں میں بندے تھے۔ جب ادھر ادھر مڑتا تھا تو بندوں کے ہلنے کی تصویر میری آنکھوں میں اس وقت تک پھر رہی ہے۔ ایک شخص گھوڑے کو ایڑ کر کے بڑھا۔ اس طفل کے قریب آ کر گھوڑے سے جھکا۔ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اصل میں یہ حرکت خود ہانی حضرمی نے کی تھی اپنا نام چھپاتا تھا کہ لوگ ناراض ہوں گے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر پیاس کا غلبہ:

پیاس کی شدت جب ہوئی تو آپ پانی کی طرف آئے۔ حصین بن تمیم نے آپ کو تیر مارا دہانہ پر جو لگا۔ آپ خون چلو میں لیتے جاتے تھے اور آسمان کی طرف پھینکتے جاتے تھے۔ اس کے بعد خدا کا شکر بجا لائے اور حمد و ثنا کی۔ پھر دونوں ہاتھوں کو ملا کر کہا

اللھم احصھم عددا واقتلھم بددا ولا تذر على الارض منھم احدا - خدایا تو ان سب کو گن لے، ان کو بھی چن چن کر قتل کر اور ان میں سے کسی کو روئے زمین پر نہ چھوڑ۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ایک بددعا:

ایک روایت یہ ہے کہ آپ کے لشکر پر جب دشمنوں نے غلبہ حاصل کر لیا تو آپ سوار ہو کر فرات کی طرف جانے کا خیال کیا، بنی ابان بن دارم میں سے ایک شخص نے پکار کر کہا: ارے تم ان کے اور ان کے درمیان حائل ہو جاؤ، کہیں ان کے شیعہ ملحق نہ ہو جائیں۔ آپ نے گھوڑے کو ایڑ دی تو لوگ بھی پیچھے ہو لیے، آپ کے اور فرات کے بیچ میں حائل ہو گئے۔ آپ نے اس ابانی کے حق میں یہ دعا کی: خداوندا اسے تشنگی میں مبتلا کر۔ ابانی نے تیر مارا کہ آپ کی ٹھوڑی کے نیچے پیوست ہو گیا۔ تیر کو آپ نے کھینچ کر زخم میں دونوں چلو لگا دیے۔ خون سے دونوں چلو بھر گئے۔ آپ نے کہا: خداوندا تجھ سے شکایت ہے تیرے نواسے کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے میں اس کی فریاد تجھ سے کرتا ہوں۔ بہت تھوڑا زمانہ گزرا تھا کہ خدا نے ابانی کو پیاس میں مبتلا کیا۔ کسی طرح اس کی تشنگی نہ بجھتی تھی۔ پانی ٹھنڈا کیا جاتا تھا، اس میں شکر ڈالی جاتی تھی، دودھ کے قدح بھرے ہوئے تھے، پانی کے مٹکے دھرے تھے اور وہ کہتا جاتا تھا: ارے پانی پلاؤ، پیاس مجھے مارے ڈالتی ہے۔ شہد کا پیالہ یا ایک قدح دودھ کا جس سے پانچ آدمی سیر ہو جاتے اسے دیا جاتا تھا، پی کر گھڑی بھر لیٹ جاتا تھا۔ پھر چلانے لگتا تھا کہ مجھے پانی پلاؤ، پیاس مجھے مارے ڈالتی ہے۔ آخر یہ حال ہوا کہ پیاس کی شدت سے پیٹ پھٹ جانے سے مر گیا، وہ کہتے ہیں۔ واللہ تھوڑے ہی دنوں میں اس کا پیٹ اس طرح پھٹ گیا جیسے اونٹ کا پیٹ۔

شمر کی حسین رضی اللہ عنہ کے خیموں پر پیش قدمی روانگی:

شمر ذی الجوشن کوفیوں میں سے کوئی دس پیادوں کو ساتھ لے کر حسین کے خیموں کی طرف چلا جس میں حسین رضی اللہ عنہ کے اہل اور اسباب تھے۔ یہ لوگ بڑھے اور آپ کے اور آپ کے خیمے کے درمیان حائل ہو گئے۔ آپ نے پکار کر کہا: وائے ہو تم پر، اگر تم لوگوں کا کوئی دین نہیں ہے، قیامت کا تمہیں خوف نہیں ہے تو کم سے کم دنیا میں تو شریف اور آزاد بنو، شریفوں کا طریق اختیار کرو، میرے حرم کو میرے سامان کو جاہلوں اور ناعاقبت اندیشوں سے بچاؤ۔ شمر نے کہا: اچھا اے ابن فاطمہ یہی ہوگا۔

شمر اور ابوالجنوب جعفی میں سخت کلامی:

اب وہ پیادوں کو لیے ہوئے آپ کی طرف بڑھا۔ ان لوگوں میں ابوالجنوب جعفی اور قشعم بن عمرو جعفی اور صالح بن وہب یزنی اور سنان بن انس نخعی اور خولی بن یزید اصبحی تھے۔ شمر ان سب کو آپ پر حملہ کرنے کے لیے ابھارنے لگا۔ شمر ابوالجنوب کی طرف آیا۔ وہ سر سے پاؤں تک ہتھیار لگائے ہوئے تھا، اس سے کہا: حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھو۔ ابوالجنوب نے کہا: تم خود کیوں نہیں بڑھ جاتے؟ شمر کہنے لگا: تو مجھ سے یہ کہتا ہے؟ ابوالجنوب نے کہا: اور تو مجھ سے یہ کہتا ہے۔ اس پر دونوں میں سخت سست کہا سنی ہوئی۔ ابوالجنوب بہادر تھا، کہنے لگا: واللہ جی چاہتا ہے کہ برچھی کی انی تیری آنکھ میں گھونپ دوں۔ شمر یہ سن کر اس کے پاس سے ہٹ گیا، کہتا جاتا تھا: واللہ مجھے موقع ملا تو تجھ سے سمجھ لوں گا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ:

اس کے بعد شمر پیادوں کو لیے ہوئے آپ کی طرف بڑھا۔ آپ حملہ کرتے تھے تو سب بھاگ جاتے تھے۔ اس کے بعد

دشمنوں نے سب طرف سے آپ کو گھیر لیا۔ یہ دیکھ کر ایک لڑکا خیمے سے نکلا اور آپ کے پاس آنے لگا۔ آپ کی بہن زینب اس لڑکے کے پیچھے دوڑیں کہ اسے روک لیں۔ آپ نے پکارا کہ بہن اسے روک لو۔ لڑکے نے نہ مانا اور دوڑتا ہوا آپ کے پاس پہنچا۔ بیچ میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ بحر بن کعب نے آپ پر تلوار اٹھائی تو بچے نے کہا او خبیث زادے تو میرے چچا کو قتل کرتا ہے۔ اس نے آپ پر وار کیا بچے نے اس کی تلوار کو اپنے ہاتھ پر روکا تو ہاتھ کٹ کر کھال سے لٹک گیا۔ بچے نے آواز دی اماں جان۔ حسین رضی اللہ عنہ نے اس کو سینے سے لپٹا لیا۔ اور کہا میرے بھائی کے لخت جگر۔ جو مصیبت تجھ پر نازل ہوئی ہے اس پر صبر کر اور اس میں بہتری سمجھ۔ خدا تجھ کو تیرے بزرگوں سے ملا دے گا۔ رسول اللہ ﷺ، علی ابن ابی طالب، حمزہ، جعفر، حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچا دے گا۔ حمید بن مسلم کہتا ہے اسی روز میں نے حسین رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا۔ خداوندا ان لوگوں کو آسمان کی بارش سے اور زمین کی برکتوں سے محروم کر دے۔ اگر تو انہیں کچھ مہلت دے تو ان میں تفرقہ ڈال دے ان کو فرقہ فرقہ کر کے متفرق کر دے اور ان کے حکام ان سے کبھی راضی نہ ہونے دے۔ انہوں نے ہمیں بلایا کہ مدد کریں گے اور ہمیں پر حملہ کرنے کو دوڑ پڑے اور انہوں نے ہمیں قتل کیا۔ پھر جو پیادے تلواریں لئے ہوئے تھے آپ نے ان سے مقابلہ کیا۔ سب کے سب پسپا ہو گئے۔

بحر بن کعب کا انجام

آپ کے انصار میں تین یا چار شخص باقی رہ گئے تو آپ نے ایک دھاری دار یمنی پاجامہ منگایا جس کی بناوٹ میں دھاری کے بڑھاؤں کے بڑے بڑے سوراخ تھے پھر اس کو چاک کر کے پھاڑ ڈالا۔ آپ کو اندیشہ تھا کہ قتل کرنے کے بعد مجھے برہنہ نہ کر دیں۔ یا کہا گیا کہ آپ نے بعض اصحاب سے کہا کہ اس کے نیچے کا کپڑا بھی ہو تو پہنا چاہتا ہوں۔ تو کہا یہ ذلت کا لباس ہے مجھے نہیں پہننا چاہیے۔ مگر آپ کے قتل ہو جانے کے بعد بحر بن کعب نے اس پاجامہ کو اتار لیا اور آپ کو برہنہ چھوڑ دیا۔ پس اس سبب سے اس کے ہاتھ ایسے ہو گئے تھے کہ جاڑوں میں ان سے پانی بہا کرتا تھا اور گرمیوں میں لکڑی کی طرح خشک ہو جاتے تھے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شجاعت

عبداللہ بن عمار بارقی سے لوگوں نے عتاب کیا کہ تم بھی قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک تھے۔ عبداللہ نے کہا بنی ہاشم پر تو میں نے احسان کیا۔ پوچھا تو کیا احسان کیا؟ بارقی نے کہا یہ کہ جس دم حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تھا ان کے قریب پہنچ گیا اور اگر چاہتا تو قتل کر سکتا تھا۔ پھر میں ان کے پاس سے ہٹ آیا اور میں نے دل میں کہا کہ انہیں کیوں قتل کروں کوئی اور قتل کرے گا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے داہنے بائیں جو پیادے گھیرے ہوئے تھے انہوں نے آپ پر حملہ کیا۔ آپ نے داہنے بائیں والوں پر حملہ کر کے سب کو منتشر کر دیا۔ آپ کرتا پہنے ہوئے تھے اور خز کا عمامہ باندھے تھے۔ واللہ کسی ایسے شکستہ دل کو جس کے سب لڑکے اور اہل بیت اور انصار قتل ہو چکے ہوں اس دل سے اور اس حوصلے سے اور ایسی جرأت سے لڑتے ہوئے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ واللہ نہ اس سے پہلے ان کا مثل دیکھنے میں آیا نہ ان کے بعد۔ ان کے داہنے بائیں سے لوگ اس طرح بھاگ رہے تھے جیسے شیر کے حملہ کرنے سے بکریاں بھاگتی ہیں۔ اسی حالت میں ان کی بہن زینب بنت فاطمہ خیمے سے نکل آئیں ان کے کانوں کے بندے ہلتے جاتے تھے اور کہتی تھیں کاش آسمان زمین پر ٹوٹ پڑتا۔ اتنے میں عمر بن سعد اس وقت حسین رضی اللہ عنہ کے قریب آیا تو کہنے لگیں اے عمر بن سعد حسین رضی اللہ عنہ قتل ہو رہے ہیں اور تو دیکھ رہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ عمر بن سعد کے آنسو نکل آئے اور ڈاڑھی تک

بہتے ہوئے گئے اور اس نے زینب کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

حمید بن مسلم کہتا ہے کہ آپ خز کا جبہ پہنے ہوئے تھے عمامہ باندھے ہوئے تھے وسمہ کا خضاب کیے ہوئے تھے۔ پیدل ہو کر اس طرح قتال کر رہے تھے جیسے کوئی بہادر شہسوار مقابلہ سے خود کو بچاتا جائے۔ کمین گاہوں سے اپنا موقع ڈھونڈتا جائے۔ سواروں پر حملہ کرتا جائے اور قتل ہونے سے پہلے آپ کو یہ کہتے میں نے سنا۔ میرے قتل کرنے پر کیا تم آمادہ ہو۔ دیکھو واللہ میرے بعد کسی ایسے بندہ کو بندگان خدا سے تم قتل نہ کرو گے۔ جس کے قتل پر میرے قتل سے زیادہ خدا ناراض ہو تم سے۔ مجھ کو امید ہے واللہ کہ تمہیں ذلیل کر کے حق تعالیٰ مجھ پر کرم کرے گا۔ پھر میرا انتقام تم سے اس طرح لے گا کہ تم حیران ہو جاؤ گے۔ تم نے مجھے قتل کیا تو کیا، واللہ تم لوگوں میں خدا آپس میں کشت و خون ڈلوا دے گا اور تمہاری خون کی ندیاں بہا دے گا۔ اور اس پر بھی بس نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ عذاب الیم کو تمہارے لیے چند در چند کرے گا۔ اور بہت دیر تک آپ اسی حالت میں رہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر یورش

لوگ قتل کرنا چاہتے تو ممکن تھا لیکن ایک کے پیچھے ایک بچتا تھا . . ہر ایک چاہتا تھا کہ دوسرا ان کا کام کر دے اور وہ بچا رہے۔ آخر شمر نے پکار کر کہا۔ وائے تم لوگوں پر اس شخص کے باب میں اب کیا انتظار ہے تمہیں۔ مارو مائیں تمہاری تم کو روئیں۔ اسے قتل کر دو۔ اب ہر طرف سے آپ پر حملہ ہوا۔ زرعہ بن شریک تمیمی نے وار کیا۔ دست چپ کی ہتھیلی پر اس کی ضرب پڑی۔ پھر سب ہٹ گئے اس وقت آپ اٹھتے تھے اور گر پڑتے تھے۔

شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ

پھر اسی حالت میں سنان بن انس نخعی نے آپ کو برچھی ماری۔ آپ گر پڑے تو اس نے خولی بن یزید اصبحی سے کہا کہ سر کاٹ لے۔ خولی نے ارادہ کیا مگر اس سے کچھ نہ ہو سکا کانپنے لگا۔ سنان بن انس نے کہا۔ خدا تیرے بازوؤں کو توڑ دے۔ تیرے ہاتھوں کو قطع کرے۔ یہ کہہ کر وہ اتر کے آپ کی طرف بڑھا آپ کو ذبح کیا اور آپ کا سر کاٹ لیا اور خولی کو دے دیا۔ ذبح ہونے سے پہلے بہت سی تلواریں بھی آپ پر پڑ چکی تھیں۔ سر جدا کرنے سے پہلے سنان بن انس کی یہ حالت تھی کہ جسے دیکھتا تھا کہ حسین رضی اللہ عنہ کے قریب آ رہا ہے اس پر حملہ کر بیٹھتا تھا۔ اسے یہ ڈر تھا کہ مجھے ہٹا کر کہیں دوسرا سر نہ لے جائے۔

اہل بیت سے برا سلوک

آپ جو لباس پہنے ہوئے تھے وہ بھی لوٹ لیا گیا۔ بحر بن کعب نے پاجامہ لیا۔ قیس بن اشعث نے چادر اتار لی۔ جب سے اس کا نام قیس قطیفہ مشہور ہو گیا یعنی چادر والا۔ اسود نے جوتیاں آپ کی اتار لیں۔ بنی نہشل کے ایک شخص نے تلوار ڈال لی اس کے بعد حبیب بن بدیل کے خاندان میں آ گئی۔ پھر یہ لوگ ورس (زعفران) اور پوشاک اور اونٹوں کی طرف جھکے اور یہ سب چیزیں لوٹ لے گئے۔ پھر اہل حرم اور مال و متاع کے لوٹنے کو گئے۔ یہ حال تھا کہ ایک بی بی کے سر سے چادر کوئی اتارتا تھا دوسرا ان سے چھین کر لے جاتا تھا۔

معرکہ کربلا کے آخری شہید

آپ کے اصحاب میں سوید بن ابی المطاع زخمیوں میں چور ہو کر کشتوں میں پڑے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو کہتے سنا کہ حسین رضی اللہ عنہ قتل

ہو گئے۔ ذرا ہوش آیا تو سنا کہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ حسین قتل کیے گئے۔ ایک چھری ان کے پاس موجود تھی اسی چھری سے کچھ دیر تک وہ لڑتے رہے۔ آخر عروہ بن بطار تغلبی اور زید بن رقاد جنبی نے مل کر انہیں قتل کیا۔ یہ سب کے آخر میں قتل ہوئے۔

علی اصغر بن حسین رضی اللہ عنہ:

حمید بن مسلم کہتا ہے میں علی اصغر بن حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ وہ فرش پر لیٹے ہوئے تھے اور بیمار تھے۔ شمر اپنے ساتھ کے پیادوں کو لیے ہوئے ادھر آ نکلا۔ وہ کہتے جاتے تھے کیا اسے قتل نہ کریں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا یہ بھی چاہیے کہ اطفال کو قتل کریں۔ یہ تو ابھی اطفال میں داخل ہیں۔ پھر جس کو میں ان کی طرف آتے دیکھتا تھا اسے ٹال دیتا تھا۔ آخر ابن سعد آیا۔ فوج کو ہدایت کی۔ اس نے کہا دیکھو عورتوں کے خیمہ میں ہرگز کوئی نہ جائے اور اس بیمار لڑکے سے کوئی تعرض نہ کرے۔ اور جس نے ان کا اسباب لوٹا ہو وہ واپس کر دے۔ لیکن کسی نے کوئی چیز بھی واپس نہیں کی۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا اے شخص تجھے جزائے خیر ملے۔ تیرے کہنے سے واللہ مجھ پر سے آفت ٹل گئی۔

سنان بن انس:

لوگوں نے سنان بن انس سے کہا علی رضی اللہ عنہ کے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو تو نے قتل کیا۔ عرب میں سب سے بڑے مرتبہ والے شخص کو جو اس ارادہ سے آیا تھا کہ ان لوگوں کی سلطنت کو زائل کر دے تو نے قتل کیا۔ امیروں کے پاس جا اور صلہ ان سے مانگ۔ اگر وہ قتل حسین رضی اللہ عنہ کے صلہ میں اپنے خزانے تجھے عطا کر دیں تو بھی کم ہیں۔ سنان بن انس گھوڑے پر سوار ہوا تھا وہ دلیر اور شعر بھی کہتا تھا اور کچھ اسے خبط بھی تھا۔ وہ ابن سعد کے سراپردہ کی طرف آیا۔ دروازہ پر کھڑا ہو کر باآواز بلند پکار کر یہ دو شعر پڑھے۔

میرے اونٹوں کو چاندی سونے سے لدوا دے
میں نے بادشاہ بلند مرتبہ کو قتل کیا
جو شخص ماں باپ کی طرف سے بہترین خلق ہے
اور نسب میں سب سے بہتر ہے میں نے اسے قتل کیا

ابن سعد نے کہا میں اس بات کا گواہ ہوں کہ تو دیوانہ ہے۔ کبھی تو ہوش میں آیا ہی نہیں۔ اسے میرے پاس کوئی لے آئے۔ جب اسے ابن سعد کے سامنے لے کر گئے تو اس نے ایک لکڑی اسے ماری اور کہا او دیوانے یہ کلمہ تو زبان سے نکالتا ہے۔ واللہ اگر ابن زیاد سنتا تیری گردن مارتا۔

عقبہ بن سمعان اور مرقع بن ثمامہ:

پھر ابن سعد نے عقبہ بن سمعان کو گرفتار کیا۔ یہ شخص رباب بنت امراء القیس کلبیہ کا غلام آزاد تھا اور رباب سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ ابن سعد نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ایک زر خرید غلام ہوں۔ یہ سن کر ابن سعد نے اسے چھوڑ دیا۔ بس اس کے سوا ان لوگوں میں سے کوئی نہیں بچا۔ ہاں مرقع بن ثمامہ اسدی نے جس وقت اپنے تیر بکھرا دیے تھے اور دونوں زانوں ٹیک کر تیر اندازی کر رہا تھا کہ اس کے پاس کچھ لوگ اس کے خاندان کے آئے۔ اس نے کہا تو ہمارے ساتھ آ۔ تیرے لیے امان ہے۔ یہ ان کے ساتھ ہو گیا۔ جب ابن زیاد کے پاس ان لوگوں کو لے کر ابن سعد گیا اور سب حال اس شخص کا بیان کیا تو ابن زیاد

نے اس شخص کو موضع زرارہ کی طرف شہر بدر کر دیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جسم کی پامالی

اس کے بعد ابن سعد نے اپنے ساتھ والوں میں پکار دی کہ کون کون لوگ اپنے گھوڑوں سے حسینؓ کو پامال کریں گے۔ یہ سن کر دس شخص نکلے ان میں اسحاق بن حیوہ حضرمی بھی تھا جس نے آپ کا قمیص اتار لیا تھا۔ اسے آخر برص ہو گیا تھا اور ان لوگوں میں اخنس بن مرثد حضرمی بھی تھا۔ یہ دسوں سوار آئے اور اپنے گھوڑوں سے حسین رضی اللہ عنہ کو پامال کیا۔ اس طرح کہ ان کے سینہ و پشت کو چور چور کر دیا۔ اس کے بعد ہی اخنس کو ایک تیر کہیں سے آ کے لگا۔ وہ بھی میدان قتال میں موجود تھا تیر اس کے قلب پر پڑا اور مر گیا۔

شہدائے کربلا:

حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں بہتر شخص قتل ہوئے۔ ان کے قتل ہونے کے ایک دن بعد مقام غاضریہ میں جو بنی اسد کے لوگ رہتے تھے انھوں نے ان لوگوں کو دفن کیا۔ ابن سعد کے اصحاب میں سے اٹھاسی شخص قتل ہوئے۔ اور زخمی ان کے علاوہ تھے۔ ابن سعد نے اپنے اصحاب کی لاشوں پر نماز پڑھی اور دفن کیا۔

سر حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی کوفہ:

حسین رضی اللہ عنہ کے قتل ہوتے ہی ان کے سر کو اسی دن خولی کے ہاتھ حمید بن مسلم کو ساتھ کر کے ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا تھا۔ خولی سر کو لیے ہوئے ابن زیاد کے قصر کی طرف گیا۔ قصر کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ یہ اپنے گھر چلا آیا۔ سر کو ایک لگن کے نیچے ڈھانک کر رکھ دیا۔ اس کی دو جوروئیں تھیں ایک بنی اسد کی اور ایک حضرمی تھی اس کا نام نوار تھا۔ یہ رات اسی کے پاس رہنے کو گیا تھا۔ جب وہ فرش خواب پر آیا تو نوار نے پوچھا کہ خبر ہے تو کیا لے کر آیا ہے۔ اس نے کہا تمام دنیا کی دولت تیرے پاس لے کر آیا ہوں۔ تیرے گھر میں حسین رضی اللہ عنہ کا سر لے کر آیا ہوں۔ نوار نے کہا تف ہے تجھ پر۔ لوگ سونا چاندی لے کر آتے ہیں اور تو رسول اللہ ﷺ کے فرزند کا سر لایا ہے۔ واللہ میں اور تو دونوں ایک خیمہ میں اب کبھی نہ رہیں گے اور یہ کہہ کر بستر سے اٹھی اور صحن میں اسی گھر میں گئی۔ جہاں آپ کا سر رکھا ہوا تھا۔ اب اس نے زن اسدیہ کو بلا لیا۔ نوار بیٹھی ہوئی سر کو دیکھ رہی تھی وہ کہتی ہے۔ واللہ آسمان سے ایک نور کا عمود اس لگن تک تھا۔ میں برابر دیکھتی رہی اور سفید سفید پرندے اس کے گرد منڈلا رہے تھے۔ صبح ہوئی تو وہ سر کو ابن زیاد کے پاس لے گیا۔

اہل بیت کی روانگی کوفہ:

ابن سعد نے اس دن وہیں مقام کیا اور دوسرے دن صبح کو حمید بن بکیر کو حکم دیا کہ لوگوں میں کوفہ کی طرف روانہ ہونے کی منادی کر دے۔ وہ اپنے ساتھ آپ کی بیٹیوں کو اور بہنوں اور بچوں کو سوار کر کے لے چلا اور علی بن حسین رضی اللہ عنہ بیمار تھے۔ یہ بیبیاں جب آپ کی لاش اور آپ کے عزیزوں اور فرزندوں کی لاشوں کی طرف سے گزریں تو آہ و نالہ کرنے لگیں اور منہ پیٹنے لگیں۔ قرہ بن قیس کہتا ہے میں گھوڑا بڑھا کر قریب گیا ان عورتوں کو میں نے دیکھا۔ میں نے ایسی عورتیں کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ واللہ آہوان صحرائی سے بڑھ کر حسین تھیں۔ مجھے خوب یاد ہے۔ زینب بنت فاطمہؓ کا یہ کہنا کبھی نہیں بھولوں گا۔ جس وقت اپنے بھائی کی لاش پر پہنچیں تو کہتی تھیں وامحمداہ وامحمداہ ملائکہ آسمان کی صلوات آپ پر ہو۔ حسین رضی اللہ عنہ میدان میں پڑے ہوئے ہیں۔ خون میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ تمام اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہیں یا محمداہ آپ کی بیٹیاں بندی جاتی ہیں۔ آپ کی ذریت قتل کی گئی۔ ہوا ان کی لاش پر خاک اڑا

رہی ہے۔ یہ بیان کر کے [illegible] پھر [illegible] کے [illegible] گئے۔ [illegible] حصہ [illegible] کے [illegible] ہم
[illegible] ان لوگوں نے ان [illegible] پاس [illegible]۔

سرِ حسین رضی اللہ عنہ سے ابن زیاد کی گستاخی:

بیان کیا جاتا ہے کہ ابن سعد نے [illegible] ابن زیاد کے پاس بھیجا [illegible] سے [illegible] اور روایت ہے [illegible] اطلاع [illegible] ابن زیاد [illegible] ہونٹوں سے [illegible] اور [illegible] ہے اور [illegible] کو [illegible] ان لوگوں [illegible] ابن زیاد کے سامنے [illegible] ہاتھ میں ایک چھڑی تھی [illegible] دیکھا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کا سر ابن زیاد کے سامنے رکھا ہے۔ ان کے دانتوں کو ایک [illegible] چھڑی سے کھٹکھٹاتا [illegible] زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ وہ چھڑی سے کھٹکھٹانے سے موقوف نہیں ہوتا تو کہا اس چھڑی کو ان ہونٹوں سے ہٹا لو، قسم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا کہ آپ ان ہونٹوں پر بوسہ دیتے تھے۔ یہ کہا اور [illegible] رونے لگے۔ ابن زیاد نے کہا خدا تجھے رلائے، اگر تو بوڑھا نہ ہوتا جس کی عقل جاتی رہی ہے تو میں تیری گردن مار دیتا۔ زید رضی اللہ عنہ یہ سن کر وہاں سے اٹھے اور چلے گئے۔ ان کے چلے جانے کے بعد لوگوں میں [illegible] بات [illegible] ہو رہا تھا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ایک بات کہی کہ ابن زیاد سنتا تو ان کو قتل کر دیتا۔ [illegible] نے پوچھا کیا بات تھی [illegible] وہ ادھر سے یہ کہتے ہوئے گزرے [illegible] غلام [illegible] اے گروہ عرب! آج سے تم غلام ہو گئے۔ تم نے فرزند فاطمہ رضی اللہ عنہا کو قتل کیا اور ابن مرجانہ کو حاکم بنا لیا، وہ نیک لوگوں کو تم میں سے چن چن کر قتل کرتا ہے اور شریر لوگوں کو غلام بناتا ہے۔ تم نے ذلت کو گوارا کر لیا۔ جس نے ذلت کو گوارا کیا خدا اسے ہلاک کرے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا:

حسین رضی اللہ عنہ کے سر کے بعد آپ کے اہل و عیال ان کی بچیاں سب کے سب ابن زیاد کے سامنے لائے گئے۔ زینب رضی اللہ عنہا بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ذلیل ترین لباس پہن لیا تھا۔ ہیئت اپنی بدل دی تھی۔ کنیزیں آپ کو گھیرے ہوئے تھیں۔ جب داخل ہوئیں تو آپ بیٹھ گئیں۔ ابن زیاد نے پوچھا یہ کون بیٹھی ہوئی ہے؟ [illegible] آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے تین دفعہ پوچھا اور آپ نے ہر دفعہ جواب نہیں دیا۔ ایک کنیز نے کہا یہ زینب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ابن زیاد نے کہا شکر ہے خدا کا جس نے تم لوگوں کو رسوا کیا، قتل کیا اور تمہاری باتوں کو جھوٹا کر دیا۔ آپ نے جواب دیا شکر ہے خدا کا جس نے محمد ﷺ کے سبب سے ہمیں عزت دی اور ہم کو طیب و طاہر بنایا۔ تو نے جو کہا ایسا نہیں ہے۔ رسوا فاسق ہوتا ہے۔ جھوٹا فاجر ہوتا ہے۔ [illegible] ابن زیاد نے کہا تم نے دیکھا کہ تمہارے خاندان والوں سے خدا نے کیا سلوک کیا؟ کہا ان کے مقدر میں قتل ہونا تھا تو وہ اپنی قتل گاہ کی طرف چلے گئے۔ اب تم بھی اور وہ سب بھی خدا کے سامنے جائیں گے۔ وہ تم سے [illegible] اپنے حق کا [illegible] کریں گے۔ یہ سن کر ابن زیاد غضبناک اور برافروختہ ہو گیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ابن زیاد:

عمرو بن حریث نے کہا خدا امیر کا بھلا کرے۔ یہ ایک عورت ہے۔ کیا عورت کی کسی بات کا مواخذہ ہو سکتا ہے کسی بات پر؟

تو یہ زبانی بات ہے عورت سے تو مواخذہ نہیں کیا جاتا۔ آپ سے کچھ طلب نہ ہو گا۔ ابن زیاد نے کہا تمہارے خاندان کے سرکشوں اور نافرمانوں کی طرف سے خدا نے میرے دل کو ٹھنڈا کر دیا۔ یہ سن کر آپ رو پڑیں۔ کہا خدا کی قسم تو نے میرے سردار کو قتل کیا۔ میرے خاندان کو جڑ سے تو نے نابود کر دیا۔ شاخیں اور جڑ سب قطع کر دیں۔ اگر اس سے ہی تیرا دل ٹھنڈا ہوتا ہے تو بے شک تو نے ٹھنڈا کر لیا۔ تب ابن زیاد بولا کہ یہ سجع گو ہے۔ تمہارے باپ بھی تو شاعر اور سجع گو تھے۔ آپ نے کہا عورت کو سجع سے کیا واسطہ۔ مجھ کو سجع گوئی سے کیا کام۔ یہ جو منہ میں آ گیا وہ میں نے کہہ دیا۔

امام زین العابدین ؒ کے قتل کا حکم

حمید بن مسلم کہتا ہے علی بن حسین ؒ کو جب ابن زیاد کے سامنے لائے ہیں، میں اس کے پاس ہی کھڑا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ کہا میں علی بن الحسین ہوں۔ کہا کیا علی بن حسین ؓ کو خدا نے قتل نہیں کیا؟ آپ نے جواب نہیں دیا۔ کہنے لگا جواب کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے کہا میرے بھائی بھی علی بن حسین ؓ کہے جاتے تھے۔ انہیں لوگوں نے قتل کر دیا۔ کہنے لگا ان کو تو خدا نے قتل کیا۔ آپ نے اس کا جواب نہیں دیا۔ کہنے لگے جواب کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے کہا جب کسی نفس کی موت کا وقت آتا ہے خدا ان کو وفات دیتا ہے۔ بے حکم خدا کے کوئی شخص مر نہیں سکتا۔ ابن زیاد نے کہا واللہ تم بھی انہیں میں سے ہو۔ ذرا دیکھو تو بالغ ہو گئے ہیں۔ واللہ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ مردوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ مری بن معاذ نے آپ کو برہنہ کر کے دیکھا کہا بالغ ہیں۔ ابن زیاد نے حکم دیا انہیں بھی قتل کر دو۔

حضرت زینب ؓ کی شدید مخالفت:

علی بن حسین ؒ نے پوچھا ان عورتوں کی حفاظت کے لیے تم کس کو مقرر کرو گے۔ ان کی پھوپھی زینب ؓ ان سے لپٹ گئیں اور کہنے لگیں: اے ابن زیاد! تم لوگوں پر جو مصیبت گزر چکی اس پر بس کرو۔ ہمارے عزیزوں کا خون بہانے سے ابھی تجھے سیری نہیں ہوئی؟ کیا ہم میں سے کسی کو تو نے باقی رکھا ہے۔ یہ کہہ کر بھتیجے کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور کہا اے ابن زیاد! تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں اگر تو مومن ہے تو ان کے ساتھ مجھے بھی قتل کر۔ علی بن حسین ؒ نے کہا اے ابن زیاد! اگر تجھ میں اور ان عورتوں میں قرابت ہے تو کوئی پرہیزگار شخص ان عورتوں کے ساتھ روانہ کر کہ مسلمانوں کی طرح ان کے ساتھ رہے۔ ابن زیاد دیر تک ان کی طرف دیکھتا رہا پھر لوگوں کی طرف دیکھ کر کہنے لگا: اس رشتے کو دیکھو تو تعجب ہے۔ واللہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تمنا یہ ہے کہ اس لڑکے کو اگر میں قتل کر دوں تو ان کے ساتھ اسے بھی قتل کر دوں۔ اچھا لڑکے کو چھوڑ دو، جاؤ تم اپنی عورتوں کے ساتھ چلے ہو جاؤ۔

مسجد کوفہ میں اعلان حق:

ابن زیاد جب قصر میں داخل ہوا اور سب لوگ بھی آ گئے تو اعلان ہوا کہ جامع مسجد میں سب لوگ نماز کے لیے جمع ہو جائیں۔ غرض بڑی مسجد میں لوگ جمع ہو گئے۔ ابن زیاد منبر پر گیا اور کہا شکر ہے خدا کا جس نے حق کو اور اہل حق کو غالب کیا۔ امیر المومنین یزید بن معاویہ ؓ کی اور ان کے گروہ والوں کی نصرت کی اور کذاب بن کذاب حسین بن علی ؓ کو اور ان کے گروہ کے لوگوں کو قتل کیا۔

عبداللہ بن عفیف ازدی

ابن زیاد ابھی اس گفتگو سے فارغ نہ ہونے پایا تھا کہ عبداللہ بن عفیف ازدی اٹھ کر اس کی طرف بڑھے۔ یہ شخص علی کرم اللہ وجہہ کے گروہ کے ساتھ رہے تھے۔ ایک آنکھ ان کی جنگ جمل میں جاتی رہی تھی جب کہ یہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی میں شریک تھے۔ جنگ صفین میں ایک ضرب ان کے سر پر پڑی تھی اور ایک ضرب بھوں پر لگی تھی۔ اس کے صدمے سے دوسری آنکھ بھی جاتی رہی تھی۔ جب سے بڑی مسجد سے نہ نکلتے تھے۔ رات تک وہیں نماز پڑھتے رہتے تھے۔ اس کے بعد واپس آتے تھے۔

ابن عفیف ازدی کی شہادت

ابن زیاد کا یہ کلمہ سن کر انھوں نے کہا ''او پسر مرجانہ کذاب ابن کذاب تو اور تیرا باپ اور جس نے تجھے حاکم بنایا وہ اور اس کا باپ او پسر مرجانہ تم لوگ پیغمبروں کے فرزندوں کو قتل کرتے ہو اور راست بازوں کا سا قول منہ سے کہہ ڈالتے ہو''۔ ابن زیاد نے کہا لاؤ تو اسے میرے پاس۔ سپاہیوں نے ان پر حملہ کر کے گرفتار کر لیا۔ عبداللہ بن عفیف ازدی نے یا مبرور کہہ کر پکارا کہ یہ کلمہ ازدیوں کا شعار تھا۔ عبدالرحمن بن مخنف ازدی وہیں بیٹھے تھے انھوں نے کہا تمہارا بھلا ہو تم نے اپنے کو بھی تباہ کیا اور اپنی قوم کو بھی تباہ کیا۔ کوفہ میں اس وقت سات سو ازدی جنگجو موجود تھے۔ چند شخص ان میں سے عبداللہ بن عفیف کی طرف دوڑے ان کو چھڑا لائے۔ انھیں ان کے گھر پہنچا آئے۔ اس کے بعد ابن زیاد نے ان کو بھی بھیج کر گرفتار کیا اور قتل کیا اور حکم دیا کہ سبخہ میں ان کی لاش دار پر چڑھا دی جائے اور ایسا ہی کیا گیا۔

سر حسین بن علیؓ کی کوفہ میں تشہیر:

پھر ابن زیاد نے حسین بن علیؓ کا سر کوفہ میں نصب کر دیا اور تمام شہر میں تشہیر بھی کیا گیا۔ اس کے بعد زحر بن قیس کے ساتھ حسین بن علیؓ اور ان کے اصحاب کے سروں کو یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کر دیا۔ زحر بن قیس کے ساتھ ابو بردہ بن عوف ازدی اور طارق بن ابو ظبیان ازدی بھی تھے۔ یہ لوگ یہاں سے روانہ ہوئے اور شام میں پہنچے۔ زحر جب یزید کے سامنے پہنچا تو یزید نے کہا۔ ارے وہاں کیا ہوا ہے اور تو کیا خبر لے کر آیا ہے۔

شہادت حسین بن علیؓ پر یزید کا اظہار تاسف:

زحر نے کہا ''اے امیر المومنین خدا کے فضل سے فتح و نصرت تجھے مبارک ہو۔ حسین بن علیؓ ہمارے مقابلے میں اٹھارہ شخص اپنے اہل بیت میں سے اور ساٹھ آدمی اپنے شیعوں میں سے لے کر وارد ہوئے تھے۔ ہم لوگ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا یا تو اطاعت اختیار کریں اور امیر عبیداللہ بن زیاد کے حکم پر گردن جھکا دیں۔ یا قتال پر آمادہ ہو جائیں۔ انھوں نے اطاعت کرنے سے جنگ کرنے کو بہتر خیال کیا۔ ہم نے آفتاب نکلتے ہی ان پر حملہ کر دیا۔ اور ہر طرف سے انھیں گھیر لیا۔ یہاں تک کہ جب ہماری تلواریں ان کے سروں تک پہنچ گئیں تو بھاگنے لگے اور پناہ ڈھونڈنے لگے۔ ٹیلوں پر اور غاروں میں ہم سے اس طرح جان بچاتے پھرتے تھے۔ جیسے کبوتر شکرے سے چھپتے پھرتے ہیں۔ امیر المومنین واللہ بس اتنی دیر میں جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کرتے ہیں یا قیلولہ میں جھپکی لے کے آنکھ کھل جاتی ہے۔ بس اتنی ہی دیر میں ہم نے آخری شخص کو ان میں سے قتل کر ڈالا تھا۔ اب ان کی لاشیں برہنہ پڑی ہیں۔ ان کے پیراہن چھن گئے ہیں۔ ان کے رخسار گرد و غبار میں سنے ہوئے ہیں۔ دھوپ انھیں جلائے دیتی ہے۔ ہوا انھیں گرد برد کر رہی ہے

ایک سنسان بیابان میں پڑی ہیں اور گدھ ان پر اتر رہے ہیں۔" یہ سن کر یزید آبدیدہ ہو گیا اور کہنے لگا۔ میں تمہاری اطاعت سے بغیر خوش ہو جاتا اگر تم نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کیا ہوتا۔ خدا لعنت کرے ابن سمیہ پر۔ خدا کی قسم اگر حسین رضی اللہ عنہ کا معاملہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں ان کو معاف ہی کر دیتا۔ خدا حسین رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔ یزید نے زحر کو صلہ کچھ بھی نہ دیا۔

اہل بیت کی روانگی کوفہ

ابن زیاد نے مستورات و اطفال حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بھی حکم دیا ان کی روانگی کا بھی سامان کیا۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے لیے حکم دیا کہ پاؤں سے گلے تک زنجیر میں جکڑ دیے جائیں اور محفر بن ثعلبہ عائذی اور شمر کو ساتھ کر کے ان کو روانہ کیا۔ یہ دونوں سب کو لیے ہوئے یزید کے پاس پہنچے۔ راستہ میں علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کوئی بات نہیں کی۔ یزید کے دروازہ پر جب پہنچے تو محفر نے پکار کر کہا۔ محفر بن ثعلبہ ان ملامت زدہ بدکاروں کو لے کر امیر المومنین کے پاس حاضر ہوا ہے یزید نے جواب دیا کہ محفر کی ماں نے جس بچے کو جنا ہے وہی اشد ملامت زدہ اور سب سے بدتر ہے۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر یحییٰ بن حکم کے اشعار:

یزید کے سامنے جب حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت و انصار کے سر رکھے گئے تو اس نے وہ شعر پڑھا [جو اوپر گذر چکا] اور کہا اے حسین رضی اللہ عنہ واللہ اگر تمہارا معاملہ میرے ہاتھ ہوتا تو میں تم کو قتل نہ کرتا۔ مروان کا بھائی یحییٰ بن حکم اس وقت یزید کے پاس موجود تھا اس نے یہ شعر پڑھے:

لَهَامٌ بِجَنْبِ الطَّفِّ أَدْنَى قَرَابَةً   مِنِ ابْنِ زِيَادِ الْعَبْدِ ذِي الْحَسَبِ الْوَغْلِ
سُمَيَّةُ أَمْسَى نَسْلُهَا عَدَدَ الْحَصَى   وَبِنْتُ رَسُولِ اللهِ لَيْسَ لَهَا نَسْلُ

ترجمہ: "یعنی ایک لشکر کا لشکر ابن زیاد کے قرابت داروں کا جن کے خاندان کا کچھ ٹھکانا نہیں ہے صحرائے طف کے قریب موجود ہے۔ سمیہ کی نسل تو ریت کے ذروں کے برابر ہو گئی اور بنت رسول اللہ ﷺ کی نسل باقی نہ رہی۔"

یزید نے یحییٰ بن حکم کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا خاموش۔

اہل بیت کی دربار یزید میں طلبی:

یزید نے جلوس کیا اور بزرگان شام کو بلا کر اپنے گرد اگرد بٹھایا۔ پھر علی بن حسین رضی اللہ عنہ اور اطفال حسین رضی اللہ عنہ و مستورات کو بلا بھیجا۔ یزید کے دربار میں ان لوگوں کا داخلہ ہوا اور سب لوگ بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے یزید کہنے لگا۔ تمہارے باپ نے مجھ سے قرابت کو قطع کیا اور میرے حق کو نہ جانا اور میری سلطنت کو مجھ سے چھیننا چاہا۔ دیکھو خدا نے ان سے کیا سلوک کیا۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا "یعنی نہ روئے زمین پر نہ تم لوگوں پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے جو اس نوشتہ میں درج نہ ہو جو خلق عالم کے پیشتر لکھا جا چکا ہے۔" یزید نے اپنے بیٹے خالد کو کہا ان کی بات کا رد کر دے۔ خالد کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئی کہ کس طرح رد کرے۔ یزید نے اس سے کہا تم کہو: وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ "یعنی تم پر جو مصیبت آتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی اور تمہارے ہی اعمال کے سبب سے آتی ہے اور بہت سی خطائیں معاف بھی کر دیتا ہے۔" یزید یہ کہہ کر خاموش ہو رہا پھر مستورات اور اطفال کو دیکھا یہ سب لوگ

[illegible]

کرے واللہ اگر حسین ؓ میرے پاس آتے۔ جس بات کے مجھ سے وہ خواستگار ہوتے وہی میں کرتا۔ ان کو ہلاک ہونے سے جس طرح بن پڑتا میں بچا لیتا اگرچہ اس میں میری اولاد میں سے کوئی تلف ہو جاتا تو ہو جاتا۔ لیکن خدا کو یہی منظور تھا جو تم نے دیکھا۔ تمہیں جس بات کی ضرورت ہو مجھے تحریر کرنا میرے پاس لکھ کر بھیج دینا۔ پھر یزید نے سب کو کپڑے دیئے اور اس بدرقہ سے ان لوگوں کے باب میں تاکید کر دی۔

اہل بیت کی روانگی حجاز:

یہ شخص جو بدرقہ کا تھا سب کے ساتھ روانہ ہوا رات بھر قافلہ کے ساتھ ساتھ اس طرح رہتا تھا کہ سارا قافلہ اس کی نگاہ کے سامنے رہے۔ آگے آگے چلے جب یہ لوگ اترتے تھے تو کنارہ ہو جاتا تھا۔ خود بھی وہ اس کے ساتھ والے بھی ہر سمت میں قافلہ کے گرداگرد گشت کیا کرتے تھے جو طریقہ کہ پاسبانوں کا ہوتا ہے اور خود اس طرح علیحدہ سب سے اترتا تھا کہ اگر کوئی شخص وضو کرنے کو یا قضائے حاجت کے لیے جائے تو اسے کچھ زحمت نہ ہو۔ اسی طرح سے ان لوگوں کو راہ میں راحت پہنچاتا ہوا ان کی ضرورتوں کو پوچھتا ہوا ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا ہوا مدینہ میں سب کو لے کر داخل ہوا۔

فاطمہ بنت علی ؓ نے اپنی بہن زینب ؓ سے کہا بہن! اس مرد شامی نے ہمارے ساتھ سفر میں بہت خوبیوں سے پیش آیا اسے کچھ انعام دینا چاہیے کہا واللہ میرے پاس اپنے زیور کے سوا کچھ بھی نہیں جو اسے انعام میں دوں۔ فاطمہ نے کہا اچھا ہم دونوں اپنا گہنا اسے انعام میں دیں گے۔ غرض دونوں بیبیوں نے اپنے اپنے کنگن اتار کر بدرقہ کے پاس بھیجے اس سے عذر کے ساتھ یہ کہلا بھیجا کہ راستہ میں جس خوبی سے تم ہم سے پیش آئے یہ اس کا صلہ ہے اس نے کہا میں نے جو کچھ خدمت کی ہے۔ اگر طمع دنیا میں کی ہوتی تو آپ کے اس زیور سے بلکہ اس سے بھی کم میں میں خوش ہو جاتا لیکن واللہ میں نے جو خدمت کی ہے وہ خوشنودی خدا کے لیے اور رسول خدا ﷺ سے جو قرابت آپ کو ہے اس کے خیال سے کی ہے۔

زندان خانہ میں رقعہ

ایک روایت یہ ہے کہ اسیران کربلا ابن زیاد کے پاس پہنچے ہیں اور کوفہ میں ابھی قید ہیں کہ زندان میں ایک پتھر میں لپٹا ہوا آ کر گرا اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ تم لوگوں کے باب میں یزید سے حکم لینے کے لیے یہاں سے فلاں تاریخ قاصد روانہ ہوا ہے اتنے دنوں میں وہ آئے گا۔ فلاں تاریخ تک یہاں پہنچے گا اگر تم لوگ اللہ اکبر کی آواز سنو تو یقین کر لینا کہ تمہارے قتل کا حکم آیا ہے اگر تکبیر کی آواز نہ سنو تو سمجھنا کہ امان ہے ان شاء اللہ تو امان ہے۔ ابھی قاصد کے پہنچنے میں دو تین دن باقی تھے کہ قید خانہ میں آ کر ایک پتھر گرا اس میں ایک رقعہ اور استرا لپٹا ہوا تھا۔ رقعہ میں لکھا تھا کہ تم لوگوں کو جو وصیت کرنا ہو کر لو۔ فلاں تاریخ تک قاصد آ جائے گا۔ قاصد آیا اور تکبیر کی آواز نہ آئی۔ وہ یہ حکم لے کر آیا کہ قیدیوں کو میرے پاس روانہ کر دے۔ ابن زیاد نے سر اور قیدیوں کو یزید کے پاس روانہ کر دیا۔

یزید کا اعتراف:

حسین ؓ کے سر کو دیکھ کر یزید نے لوگوں سے کہا جانتے ہو ان کا یہ انجام کیوں ہوا۔ یہ سمجھتے تھے کہ ان کے باپ علی ؓ میرے باپ سے بہتر تھے ان کی ماں فاطمہ ؓ میری ماں سے بہتر تھیں۔ ان کے جد رسول اللہ ﷺ میرے جد سے بہتر تھے اور یہ خود

مجھ سے بہتر ہیں اور خلافت کا مجھ سے بڑھ کر حق رکھتے ہیں اپنے باپ کو جو میرے باپ سے بہتر کہتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ میرے باپ نے ان کے باپ سے محاکمہ کر لیا۔ اور لوگ جانتے ہیں کہ کس کے حق میں حکم ہوا۔ اپنی ماں کو جو میری ماں سے وہ بہتر کہتے تھے تو اس میں شک نہیں کہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ میری ماں سے بہتر ہیں۔ یہ کہنا ان کا کہ ان کے نانا میرے نانا سے بہتر تھے اس میں بھی شک نہیں جو شخص خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے اپنی نظر میں رسول اللہ ﷺ کا مثل و نظیر کوئی نہیں سمجھ سکتا لیکن ان پر یہ بلا ان کی سمجھ کی طرف سے نازل ہوئی انہوں نے یہ آیت نہ پڑھی تھی:

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

"کہو کہ اے ملک کے مالک پروردگار! تو جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور تو جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے۔ تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور تو جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے تیرے ہی دست قدرت میں نیکی ہے۔ تو ہر شے پر قادر ہے"۔

اہل بیت سے یزید کا حسن سلوک:

اس کے بعد اہل حرم کا داخلہ دربار ہوا تھا۔ یہ عورتیں یزید کے قریب لائی گئیں اور معاویہ ؓ کی بیٹیاں اور سب گھر والے نالہ و زاری کرنے لگے۔ فاطمہ بنت حسین جو سکینہ سے عمر میں بڑی تھیں کہنے لگیں اے یزید! رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں اور قیدی ہیں؟ یزید نے کہا اے بھتیجی مجھے یہ امر بہت ناگوار گزرا۔ کہا واللہ! ہم لوگوں کے پاس ایک چھلا بھی نہ چھوڑا۔ یزید نے جواب دیا اے بھتیجی! جتنا مال تمہارا لوٹا گیا ہے میں اس سے بڑھ کر تم کو دوں گا۔ پھر یہ سب لوگ یزید کے گھر میں لائے گئے۔ اس وقت یزید کے گھر کی کوئی عورت ایسی نہ تھی جو ان کے پاس آئی نہ ہو اور ماتم میں شریک نہ ہوئی ہو۔ اس کے بعد یزید نے کسی کو بھیج کر اہل حرم سے پوچھا کہ کیا کیا چیزیں ان سے چھن گئی تھیں اور جس نے جو کچھ بتایا اس کا مضاعف یزید نے دیا۔ سکینہ کہا کرتی تھیں میں نے کسی کافر کو یزید سے بڑھ کر اچھا نہیں دیکھا۔ اسیروں میں علی بن حسین ؓ بھی یزید کے سامنے لائے گئے تھے۔ یزید نے پوچھا علی! کہو کیا کہتے ہو آپ نے جواب دیا

﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾

"روئے زمین پر یا تم لوگوں پر کوئی ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جو اس نوشتہ میں نہ ہو جو پیدائش عالم سے پہلے لکھا جا چکا ہے۔ خدا کے نزدیک یہ نہایت سہل کی بات ہے۔ یہ اس واسطے ہے کہ کسی چیز کے فوت ہونے کا تم غم نہ کرو اور کسی چیز کے مل جانے پر خوش نہ ہو جاؤ۔ اور اللہ کسی اترانے والے فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا"۔

یزید نے جواب میں کہا:

"لیکن جو مصیبت آئی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں تمہارے اعمال کے سبب سے آئی ہے۔ اور بہت سی خطا بھی خدا

موقف بھی کر رہا ہے۔"

اس کے بعد یزید نے ابن زیاد [illegible]

سرِ حسین رضی اللہ عنہ سے متعلق دوسری روایت

ایک روایت ہے کہ اہل کوفہ حسین رضی اللہ عنہ کا سر لے کر یزید کے پاس دمشق میں داخل ہوئے تو مروان بن حکم نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم نے کیا کیا [illegible]

[illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

[illegible] قتل کر دے۔

یزید اور ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ

اس کے بعد یزید نے لوگوں کو دربار میں آنے کی اجازت دی۔ لوگ داخل ہونے لگے [illegible] یزید کے ہاتھ میں چھڑی تھی [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible] حسین رضی اللہ عنہ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی مدینہ میں اطلاع

ابن زیاد نے جب حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا [illegible] عبدالملک [illegible] عمرو بن سعید [illegible]

واپس آ رہا ہوں۔ عبدالملک کہتے ہیں میں عمرو بن سعید کے پاس آیا۔ دیکھتے ہی اس نے پوچھا "کیا خبر لایا ہے"۔ اس نے کہا آپ کے خوش ہونے کی خبر ہے۔ قتل حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی اس نے منادی کرا دی۔ عبدالملک کہتے ہیں: میں نے قتل حسین رضی اللہ عنہ کی منادی کر دی۔ اسی وقت بنو ہاشم کی خواتین نے اپنے گھروں میں جیسے نوحہ و ماتم قتل حسین رضی اللہ عنہ کا کیا میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس پر عمرو بن سعید نے ہنس کر یہ شعر عمرو بن معدی کرب کا پڑھا۔

عجت نساء بني زياد عجة   كعجيج نسوتنا غداة الارنب

ترجمہ: "ہماری عورتیں جنگ ارنب میں جس طرح رو رہی تھیں اسی طرح عبدالمدان والے بنی زیاد کی عورتیں بھی رو رہی ہیں"۔[۱]

عمرو بن سعید نے یہ شعر پڑھ کر کہا: "عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل پر جو فریاد و زاری ہوئی تھی یہ نوحہ و ماتم اس کے بدلے میں ہے"۔ اس کے بعد عمرو بن سعید منبر پر گیا اور لوگوں سے قتل حسین رضی اللہ عنہ کی خبر بیان کی۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا صبر و ایثار:

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے دونوں بیٹوں کے قتل ہونے کی خبر جب پہنچی۔ تو ان کے بعض غلام اور سب لوگ پرسہ دینے کو ان کے پاس آئے۔ غلام ان کا ایک تھا آزاد ان کا تھا ابو السلاسل کہنے لگا۔ یہ مصیبت ہم پر حسین رضی اللہ عنہ نے ڈالی۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اسے جوتا کھینچ کر مارا اور کہا اوبدلقا! حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت ایسی بات کہتا ہے۔ واللہ! اگر میں خود وہاں ہوتا تو جدا ان سے نہ ہوتا۔ اور مجھ کو یہ پسند تھا کہ ان کے ساتھ میں بھی قتل ہو جاتا۔ واللہ وہ ایسے تھے کہ ان دونوں فرزندوں کے قتل ہونے پر بھی ان پر فدا کرتا۔ ان دونوں فرزندوں کی مصیبت کو میں مصیبت نہیں سمجھتا۔ انہوں نے میرے بھائی میرے ابن عم کے ساتھ ان کی رفاقت میں صبر و وفا کے ساتھ جان دی ہے۔ یہ کہہ کر اپنے ہم نشینوں کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ کہا: شکر ہے خداوند عالم کا جس نے قتل حسین رضی اللہ عنہ کے غم و اندوہ میں مجھ کو مبتلا کیا کہ حسین رضی اللہ عنہ کی نصرت میرے ہاتھ سے نہ ہوئی تو میرے فرزندوں سے تو ہوئی۔

ام لقمان بنت عقیل رضی اللہ عنہا کا نوحہ:

جب اہل مدینہ کو قتل حسین رضی اللہ عنہ کی خبر پہنچی تو (ام لقمان) بنت عقیل بن ابی طالب اپنے خاندان کی عورتوں کو ساتھ لیے ہوئے نکلیں۔ ان کا کھلا ہوا تھا چادر کو سنبھالتی جاتی تھیں اور یہ کہہ رہی تھیں۔

ماذا تقولون ان قال النبي لكم   ماذا فعلتم وانتم آخر الامم
بعترتي وباهلي بعد مفتقدي   منهم اسارى ومنهم ضرجوا بدم

ترجمہ: "تم کیا جواب دو گے جب رسول ﷺ تم سے یہ بات پوچھیں گے کہ تم نے آخری امت ہو کر میری اولاد اور میرے اہل بیت کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا کہ ان میں سے کچھ اسیر ہیں اور کچھ لوگ خاک و خون میں غلطاں ہیں"۔

---

[۱] غرض یہ ہے کہ عبدالمدان والے بنی زیاد پر [illegible] جب شام [illegible] پائی تھی اس وقت [illegible] کی عورتیں [illegible] کے لیے روئی تھیں [illegible] کی خوشی [illegible] یہ شعر کہا تھا۔

محرکانِ قتل حسین رضی اللہ عنہ کی غلطی

عمر بن سعد سے قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بعد ابن زیاد نے کہا وہ رقعہ جو میں نے قتل حسین رضی اللہ عنہ کے لیے تم کو لکھا تھا کہاں ہے؟ ابن سعد نے کہا میں تیرے حکم پر چلا گیا اور اسی میں مصروف رہا، رقعہ ضائع ہو گیا۔ کہا تجھ کو لانا ہوگا۔ کہا ضائع ہو گیا۔ کہا تجھے ضرور دینا ہوگا۔ کہا وہ رقعہ مجھ سے رہ گیا ہے وہ رقعہ واپس نہیں دیا جا سکتا۔ مدینہ میں قریش کی بوڑھی عورتوں کے سامنے معذرت کے طور پر پڑھا جائے گا۔ میں نے حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی خیر خواہی کی تھی کہ اگر اپنے باپ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کرتا تو ان کا حق ادا کر دیتا۔ عثمان بن زیاد ابن زیاد کا بھائی کہنے لگا۔ واللہ میں تو چاہتا ہوں کہ حسین رضی اللہ عنہ کا قتل نہ ہوتا۔ چاہے بنی زیاد میں ہر ایک کی ناک میں قیامت تک نکیل پڑ جاتی۔ عبیداللہ بن زیاد نے اس کلام پر کچھ برا نہیں مانا۔

جس روز حسین رضی اللہ عنہ قتل ہوئے ہیں اسی دن صبح کو مدینہ میں یہ آواز آئی کہ حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلو! تم کو عذاب و رسوائی مبارک۔ تمام اہل آسمان ملائکہ، انبیاء تم پر بد دعا کرتے ہیں، تم پر داؤد و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام نے لعنت کی ہے۔ عمرو بن عکرمہ کہتا ہے میں نے یہ آواز سنی اور عمرو بن خیر اسلمی کہتا ہے کہ میرے باپ نے بھی یہ آواز سنی تھی۔

شہدائے بنی ہاشم:

حسین بن علی رضی اللہ عنہ جب قتل ہوئے تو ان کے اور ان کے بیٹوں کے اور انصار کے سر ابن زیاد کے پاس لائے گئے۔ بنی کندہ تیرہ سر لے کر آئے تھے۔ ان کا سردار قیس بن اشعث تھا۔ ہوازن بیس سر لائے تھے، ان کا سردار شمر بن ذی الجوشن تھا۔ بنی تمیم سترہ سر لائے۔ بنی اسد چھ سر لائے۔ مذحج سات سر۔ باقی لشکر والے بھی سات سر لائے۔ یہ سب ستر سر ہوئے۔

مقتولوں میں حسین بن علی رضی اللہ عنہ ہیں ان کی ماں فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہیں۔ سنان بن انس نے آپ کو قتل کیا اور خولی بن یزید آپ کا سر لے کر آیا۔

اور عباس بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کی ماں ام البنین ہیں آپ کو زید بن رقاد جنبی اور حکیم بن طفیل سنبسی نے قتل کیا۔

اور جعفر بن علی رضی اللہ عنہ	ان کی ماں بھی ام البنین ہیں
اور عبداللہ بن علی رضی اللہ عنہ	ان کی ماں بھی ام البنین ہیں۔
اور عثمان بن علی رضی اللہ عنہ	ان کی ماں بھی ام البنین ہیں۔ خولی بن یزید نے تیر مار کر ان کو قتل کیا۔
اور محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	ان کی ماں کنیز تھیں ان کو بنی ابان کے ایک شخص نے قتل کیا۔
اور ابوبکر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	ان کی ماں لیلیٰ بنت مسعود ہیں ان کے قتل ہونے میں بعض مورخین کو شک بھی ہے۔
اور علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ	ان کی ماں لیلیٰ بنت ابو مرہ ہیں یہ میمونہ بنت ابو سفیان بن حرب کی بیٹی ہیں۔ ان کو مرہ بن منقذ عبدی نے قتل کیا۔
اور عبداللہ بن حسین رضی اللہ عنہ	ان کی ماں رباب بنت امرؤ القیس ہیں۔ ان کو ہانی بن ثبیت حضرمی نے قتل کیا اور علی بن حسین رضی اللہ عنہ کم سن تھے اس لیے قتل سے بچ گئے۔
اور ابوبکر بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	ان کی ماں ایک کنیز تھیں۔ ان کو عبداللہ بن عقبہ غنوی نے قتل کیا۔

اور عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ	ان کی ماں بھی کنیز تھیں۔ ان کو عبداللہ بن عقبہ غنوی نے تیر مار کر قتل کیا۔
اور قاسم بن حسن رضی اللہ عنہ	ان کی ماں بھی کنیز تھیں۔ ان کو سعد بن عمرو ازدی نے قتل کیا۔
اور عون بن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ	ان کی ماں جمانہ بنت مسیب تھیں۔ ان کو عبداللہ بن قطبہ نبہانی نے قتل کیا۔
اور محمد بن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ	ان کی ماں خوصاء بنت خصفہ تھیں ان کو عامر بن نہشل تیمی نے قتل کیا۔
اور جعفر بن عقیل رضی اللہ عنہ	ان کی ماں ام البنین بنت شقر تھیں ان کو بشر بن حوط ہمدانی نے قتل کیا۔
اور عبدالرحمن بن عقیل رضی اللہ عنہ	ان کی ماں کنیز تھیں۔ ان کو عثمان بن خالد جہنی نے قتل کیا۔
اور عبداللہ بن عقیل رضی اللہ عنہ	ان کی ماں بھی کنیز تھیں۔ ان کو عمرو بن صبیح صدائی نے تیر مار کر قتل کیا۔
اور مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ	ان کی ماں بھی کنیز تھیں۔ یہ کوفہ میں قتل ہوئے۔
اور عبداللہ بن مسلم	ان کی ماں رقیہ بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھیں رقیہ کی ماں کنیز تھیں۔ ان کو بھی عمرو بن صبیح صدائی نے قتل کیا بعض کہتے ہیں اسید بن مالک حضرمی نے انہیں قتل کیا۔
اور محمد بن ابی سعید بن عقیل رضی اللہ عنہ	ان کی ماں کنیز تھیں ان کو لقیط بن یاسر جہنی نے قتل کیا۔

حسن بن حسن رضی اللہ عنہ زخمی ہو کر بچ گئے۔ ان کی ماں خولہ بنت منظور فزاری تھیں اور عمرو بن حسن رضی اللہ عنہ بھی کم سن تھے، بچ گئے ان کی ماں کنیز تھیں۔ یہ دونوں صاحبزادے قتل سے بچ گئے۔

آپ کے آزاد غلاموں میں سے سلیمان بھی قتل ہوئے۔ ان کو سلیمان بن عوف حضرمی نے قتل کیا۔ اور منجح بھی دوسرے غلام تھے یہ بھی آپ کے ہمراہ قتل ہوئے۔

عبیداللہ بن حر:

قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بعد ابن زیاد نے اشراف کوفہ میں عبیداللہ بن حر کو موجود نہ پایا۔ کچھ دنوں کے بعد ابن حر خود ابن زیاد کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا ابن حر تم کہاں تھے۔ کہا میں بیمار تھا۔ کہا دل کی بیماری تھی یا جسم کی۔ اس نے کہا دل تو میرا بیمار نہ تھا اور جسم کی بیماری سے اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت عنایت فرمائی۔ ابن زیاد نے کہا تو جھوٹا ہے تو ہمارے دشمن کا شریک تھا۔ کہا میں تیرے دشمن کے ساتھ ہوتا تو کوئی تو مجھے دیکھتا۔ میرے جیسا شخص شریک ہوتا ایسا نہ تھا کہ چھپ رہتا۔ اس کے بعد ابن زیاد کسی اور شخص کی طرف متوجہ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ابن حر وہاں سے نکلے۔ گھوڑے پر سوار ہوا تھا کہ ابن زیاد نے پوچھا ابن حر کہاں گیا۔ لوگوں نے بتایا کہ ابھی باہر گیا ہے۔ کہا اسے میرے پاس لاؤ۔ اہل شرطہ دوڑے کہا امیر کے پاس چلو۔ ابن حر نے گھوڑے کو دوڑا دیا اور کہتا جاتا کہ ان سے کہہ دو کہ واللہ خود سے تو کبھی بھی تیرے پاس نہیں آنے کا۔ یہ کہہ کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ احمر بن زیاد طائی کے گھر میں جا کر اترا۔ یہاں اس کے سب رفقاء اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔

عبیداللہ بن حر کے اشعار:

یہاں سے روانہ ہو کر کربلا میں آیا۔ اس نے اور اس کے رفیقوں نے شہداء کی زیارت کی۔ اس کے بعد مدائن کی طرف نکل گیا۔ اس باب میں یہ شعر اس نے کہے

يقول أمير غادر وابن غادر ألا كنت قاتلت الحسين ابن فاطمه

ترجمہ: "یہ امیر غدار ہے اور غدار کا بیٹا ہے مجھ سے کہتا ہے کہ تو نے حسین بن فاطمہ سے قتال کیوں نہیں کیا۔

فيا ندمي ألا أكون نصرته ألا كل نفس لا تسدد نادمه

ترجمہ: ہائے مجھ کو ندامت ہے کہ ان کی نصرت میں نے کیوں نہیں کی۔ سچ ہے کہ جس نفس کی اصلاح نہ کی ہو سدا پشیمان رہتا ہے۔

وإني لأني لم أكن من حماته لذو حسرة ما إن تفارق لازمه

ترجمہ: اس سبب سے کہ میں ان کے انصار میں نہ ہوا۔ مجھے حسرت ہے ایسی حسرت کہ کبھی بھی اس سے چھٹکارا نہ ہوگا۔

سقى الله أرواح الذين تآزروا على نصره سقيا من الغيث دائمه

ترجمہ: خداوند تعالیٰ ان لوگوں کی روحوں کو باران رحمت سے سیراب کرے جو ان کی نصرت پر کمربستہ ہو گئے تھے۔

وقفت على أجداثهم ومجالهم فكاد الحشى ينفض والعين ساجمه

ترجمہ: ان کے مزاروں پر ان کی قتل گاہوں پر میں جو کھڑا ہوا تو کلیجہ پھٹنے لگا اور آنکھ سے آنسو امنڈ آئے۔

لعمري لقد كانوا مصاليت في الوغى سراعا إلى الهيجا حماة خضارمه

ترجمہ: قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ لوگ میدان وغا میں ثابت قدم تھے۔ نصرت کرنے کو دوڑ پڑتے تھے دریائے فیاض تھے۔

تآسوا على نصر ابن بنت نبيهم بأسيافهم آساد غيل ضراغمه

ترجمہ: اپنے پیغمبر کے نواسے کی نصرت میں انھوں نے غمخواری کی۔ اپنی تلواروں سے ان کی نصرت کی۔ یہ شیر بیشہ تھے ضرغام تھے۔

فإن يقتلوا فكل نفس تقية على الأرض قد أضحت لذلك واجمه

ترجمہ: وہ قتل تو ہو گئے لیکن روئے زمین پر کوئی نیک نفس ایسا نہ ہوگا جو اس واقعے سے غم و غصے میں گھلتا نہ ہو۔

وما إن رأى الراؤون أفضل منهم لدى الموت سادات وزهرا قماقمه

ترجمہ: کسی نے ایسے لوگ نہ دیکھے ہوں گے کہ مرنے کے وقت نورانی چہرے تھے اور سردار تھے اور بزرگان جہاں سے تھے۔

أتقتلهم ظلما وترجو ودادنا فدع خطة ليست لنا بملائمه

ترجمہ: تو انھیں ظلم و تعدی سے قتل کرے اور ہم سے دوستی کی امید رکھے۔ یہ بات چھوڑ دے۔ ہماری خصلت ایسی نہیں ہے۔

لعمري لقد راغمتمونا بقتلهم فكم ناقم منا عليكم وناقمه

ترجمہ: میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کو قتل کر کے تم لوگوں نے ہم کو ذلیل کر دیا۔ ہمارے مرد اور ہماری عورتوں میں کس قدر تمہاری طرف سے کینہ پیدا ہو گیا ہے۔

أهم مرارا أن أسير بجحفل إلى فئة زاغت عن الحق ظالمه

ترجمہ: میں وہاں قصداً رہا ہوں کہ ان لوگوں کے گروہ پر جنھوں نے حق کو چھوڑ دیا ہے ایک شمشیر تیز کے ساتھ حملہ کروں۔

فَكُلُّوا وَلَا تَذْكُرُوا بِي كِتَابًا [illegible]

ترجمہ: میں نہیں چاہتا کہ اپنے گروہ کو [illegible] جس کا منہ [illegible] کے لیے [illegible] بھی شدید ہوگا۔

ابوبلال مرداس کا خروج

اسی سال ابوبلال مرداس قتل ہوا۔ یہ ذکر اوپر گزر چکا ہے کہ اس نے کیونکر خروج کیا تھا اور ابن زیاد نے اس کے مقابلہ میں دو ہزار پیادے کے ساتھ اسلم بن زرعہ کو روانہ کیا تھا۔ جب اسلم نے اور اس کے لشکر نے ابوبلال سے شکست کھائی تھی۔ شکست کی خبر ابن زیاد کو پہنچی تو اس نے عباد بن اخضر[1] کے ساتھ تین ہزار کی فوج اس کے لیے روانہ کی۔ مرداس کے تعاقب میں چلا۔ آخر توّج میں پہنچ کر اس کے مقابل صف آرا ہوا۔ ابوبلال نے اپنے اصحاب کے ساتھ ان پر حملہ کیا۔ ان میں سے کوئی اپنی جگہ سے نہ سرکا۔ ان سب نے حملہ کیا۔ یہ لوگ بھی مقابلہ نہ کر سکے۔ ابوبلال نے اپنے اصحاب سے کہا تم میں سے جو شخص طمع دنیا میں نکلا ہو وہ چلا جائے اور جو شخص تم میں سے طالب آخرت اور لقائے باری تعالیٰ کا امیدوار ہو تو گویا کہ اس وقت اس کے لیے مرتبہ ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ﴾

"جو کوئی آخرت کی کھیتی کا ارادہ کرے گا ہم اس کی کھیتی کو بڑھا دیں گے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی کا ارادہ کرے گا ہم دنیا میں سے کچھ اسے دے دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہ ہوگا۔"

ابوبلال کا خاتمہ

وہ اور اس کے اصحاب بھی اس کے ساتھ سب لڑنے کے لیے اتر پڑے۔ کسی نے ان کا ساتھ نہیں چھوڑا اور سب کے سب قتل ہو گئے۔ عباد اپنے لشکر کو لیے ہوئے بصرہ کی طرف واپس آیا۔ عبید اللہ بن ہلال چند شخصوں کو ساتھ لے کر [illegible] گھات میں بیٹھا۔ عباد ایک روز [illegible] قصر سے باہر آتا تھا۔ اور اس کا ایک چھوٹا سا لڑکا اس کی ردیف میں تھا۔ ان لوگوں نے کہا: بندۂ خدا ذرا ٹھہر ہمیں تجھ سے کچھ دریافت کرنا ہے۔ عباد ٹھہر گیا تو انھوں نے کہا ہم چار بھائی تھے ایک بھائی مارا گیا۔ اس بات میں تیری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا امیر سے فریاد کرو۔ کہا ہم نے اس سے فریاد کی اس نے ہماری فریاد رسی نہ کی۔ کہا خدا اسے مارے تم اسے

۱۔ اخضر اس کی ماں کے شوہر کا نام تھا اسی کی طرف یہ منسوب ہوا۔ اصل اس کا باپ علقمہ [illegible]

۲۔ تاریخ کامل کے مقابلہ سے معلوم ہوا کہ اس روایت میں سے کچھ مضمون کی عبارت طبری کے نسخہ مطبوعہ میں چھوٹ گئی۔ [illegible] جنگ کا وقت تھا کہ [illegible] آ گیا۔ ابوبلال نے کہا آج جمعہ ہے اور نماز کا وقت آ گیا ہے ہم لوگوں کو نماز پڑھنے کی مہلت دو۔ [illegible] عباد بن اخضر نے قبول کیا [illegible] مگر ابن اخضر نے بہت جلدی نماز پڑھ لی اور [illegible] ابھی نماز میں مصروف تھے [illegible] سب کو قتل کر دیا۔ مگر ان میں سے کسی نے نماز [illegible] ابوبلال کو [illegible] کی طرف [illegible]۔

[illegible]

امارت خراسان پر سلم بن زیاد کا تقرر

[illegible]

یزید کی عباد سے جواب طلبی

[illegible]

اہل بصرہ کا ذوقِ جہاد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مہلب کی کارگزاری

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

باب ۱۲

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا اہل مکہ سے خطاب

[illegible]

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے متعلق یزید کا عہد

[illegible] شعر پڑھا

خذها فليست للعزيز بخطة وفيها مقال لامرئ متضعف

ترجمہ: "یعنی اسے گوارا کرنا چاہیے۔ ایک زبردست کے کسی فعل پر کمزور ناتوان شخص کو گفتگو کرنے کی مجال نہیں"۔

یزید کا قصد:

اب وہ پیامی یہاں سے روانہ ہوا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ اس نے اپنے مدینہ کی طرف جانے کا مروان سے ملنے کا ان کے اس شعر کے پڑھنے کا ذکر ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا: واللہ! مگر وہ ناتوان شخص میں نہیں ہوں۔ اور ایک خوبی کے ساتھ اس پیامی کو واپس کر دیا۔ اس کے بعد مکہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی شان بلند ہو گئی۔ مدینہ والوں نے بھی ان سے خط و کتابت کی۔ لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ حسین رضی اللہ عنہ تو جب نہ رہے تو اب کوئی ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے نزاع نہیں کرے گا۔

یزید اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے اشعار:

عبدالعزیز بن مروان سے روایت ہے کہ یزید نے ابن عضاہ اشعری اور مسعدہ کو ان کے اصحاب کے ساتھ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس مکہ میں بھیجا تھا۔ چاندی کی ایک زنجیر اور خز کی ٹوپی ان کے ہاتھ روانہ کی تھی کہ زنجیر پہنا کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کے پاس لے آئیں تاکہ اس کی قسم پوری ہو جائے۔ میرے والد نے مجھے اور میرے بھائی کو بھی ان لوگوں کے ساتھ روانہ کر دیا تھا۔ اور یہ کہہ دیا تھا کہ لوگ جب یزید کا پیغام ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو پہنچا چکیں تو تم دونوں ان کے سامنے جانا۔ اور دونوں میں سے کوئی ان اشعار کو پڑھ دے۔

فَخُذْهَا فَلَيْسَتْ لِلْعَزِيْزِ بِخُطَّةٍ وَفِيْهَا مَقَالٌ لِامْرِئٍ مُتَذَلِّلِ

ترجمہ: "اسے گوارا کر لینا چاہیے۔ ایک زبردست کے کسی فعل پر کوئی ناتوان ہو کر کیا بحث کر سکتا ہے۔"

أَعَامِرُ إِنَّ الْقَوْمَ سَامُوْكَ خُطَّةً وَذٰلِكَ فِي الْجِيْرَانِ غَزْلٌ بِمِغْزَلِ

ترجمہ: اے عامر! قوم نے تجھے ایک بات کی تکلیف دی ہے اور وہ تکلیف یہ ہے کہ اپنے دوستوں میں بیٹھ کر چرخہ کاتا کر"۔

أَرَاكَ إِذَا مَا كُنْتَ لِلْقَوْمِ نَاصِحًا يُقَالُ لَهُ بِالدَّلْوِ أَدْبِرْ وَأَقْبِلِ

ترجمہ: میری دانست میں تیری تو یہ ہے کہ اونٹ جیسے ادھر جانے کو کہیں تو ادھر چلا جائے ادھر آنے کو کہیں تو ادھر چلا آئے"۔

غرض یزید کے پیامبروں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام جب پہنچایا تو ہم دونوں بھائی بھی ان کے سامنے گئے۔ بھائی نے مجھ سے کہا تمہیں ان اشعار کو پڑھ دو۔ میں نے پڑھ دیے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا: اے مروان کے فرزندو! تم نے جو کہا وہ میں نے سنا اور جو کچھ کہنا چاہتے ہو اسے بھی میں سمجھ گیا۔ جاؤ اپنے والد سے کہہ دو:

إِنِّيْ لَمِنْ نَبْعَةٍ صُمٍّ مَكَاسِرُهَا إِذَا تَنَاوَحَتِ الْقَصْبَاءُ وَالْعُشَرُ

ترجمہ: "میں وہ شاخ ہوں کہ توڑنے میں بہت ہی سخت ہوں۔ آندھی چلے اور درخت جھکنے لگیں تو جھکیں۔

فلا ألين لغير الحق أسأله حتى يلين لضرس الماضغ الحجر

ترجمہ: جس حق کا میں طالب ہوں اسے میں نہیں چھوڑوں گا۔ پتھر کسی کے دانت کے نیچے پانی کی طرح گھل جائے تو چھوڑ دے"۔

میں حیران ہوں کہ ان دونوں نظموں میں سے کون سی نظم زیادہ لطیف ہے۔

ولید بن عتبہ کا امارت حجاز پر تقرر:

عمرو بن سعید نے جب دیکھا کہ لوگ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہیں اور ان کے سامنے گردنیں جھکا دی ہیں۔ تو سمجھا کہ ان کا داؤ چل جائے گا۔ اسی خیال سے اس نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ ان کا شمار اصحاب میں تھا اور اپنے والد کے ساتھ مصر میں رہ چکے تھے۔ وہیں انہوں نے حضرت دانیال علیہ السلام کی کتابیں پڑھی تھیں اور قوم قریش ان کو علماء میں شمار کرتی تھی۔ عمرو بن سعید نے ان سے پوچھا کہ مجھے بتاؤ کہ یہ شخص اپنے مقصود کو پہنچے گا یا نہیں اور یہ بتاؤ کہ میرے خلیفہ کا کیا انجام ہونے والا ہے۔ تم کیا سمجھے ہو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارا خلیفہ ان بادشاہوں میں سے ہے جو مرتے دم تک بادشاہ رہے۔ ابن سعید پر اس قول کا یہ اثر ہوا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور بھی سختی سے پیش آنے لگا مگر ساتھ ہی نرمی و مدارات بھی کرتا رہا۔ ولید بن عتبہ اور اس کے ساتھ بنی امیہ کے اور لوگوں نے یزید سے کہا کہ عمرو بن سعید اگر چاہتا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر کے تیرے پاس بھیج چکا ہوتا۔ یزید نے ولید بن عتبہ کو حجاز کا امیر کر کے روانہ کیا۔ عمرو بن سعید کو معزول کر دیا۔ یہ ۶۱ھ کا واقعہ ہے غرہ ذی الحجہ کو عمرو معزول ہوا اور ولید امیر حجاز ہوا اور اس سال کا حج اسی کے ساتھ لوگوں نے کیا اور اس نے ابن ربیعہ عامری کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا۔

امیر حج ولید بن عتبہ:

ایک روایت یہ ہے کہ ولید کے ساتھ اس سال کا حج لوگوں نے کیا۔ اس باب میں امیروں میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ کوفہ اور بصرہ کا امیر عبیداللہ بن زیاد تھا۔ خراسان کا حاکم مسلم بن زیاد۔ کوفہ کا قاضی شریح اور بصرہ کا ہشام بن ہبیرہ۔

۶۲ھ کے واقعات

ولید بن عتبہ اور عمرو بن سعید:

ولید نے مدینہ میں جا کر عمرو بن سعید کے بہت سے غلاموں اور موالی کو پکڑ کے قید کر لیا۔ عمرو نے اس باب میں کچھ کہا تو اسے بھی ولید نے دھمکایا اور یہ کلمہ اس کی زبان سے نکلا کہ تم کیوں بیتاب ہوتے ہو۔ عمرو کے بھائی ابان بن سعید بن عاص نے جواب دیا۔ عمرو کیا بیتاب ہوا۔ واللہ اگر ایک انگارہ ہے پر تمہارا اور اس کا قبضہ ہو تو وہاں سے بھی نہ چھوڑتا اور تمہیں کو چھوڑنا پڑتا۔ عمرو وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اور مدینہ سے دو راتوں کے فاصلے پر جا کر مقام کیا اور اپنے موالی اور غلاموں کو جو قید میں ہو گئے تھے یہ لکھ بھیجا کہ میں ہر ایک شخص کے لیے ایک ایک اونٹ بھیجتا ہوں پالان اور ساز و سامان سمیت۔ بازار میں سب اونٹ بٹھا دیئے جائیں گے جب میرا پیغامبر تمہارے پاس آئے۔ در زندان کو توڑ کر ہر ایک شخص اپنے اونٹ کے پاس آ جائے۔ اس پر سوار ہو کر سب کے سب میرے پاس چلے آئیں۔ فلاں کا بیٹا پیغامبر ہوگا۔ اونٹ خرید لیے۔ جو جو سامان ضروری تھا بہم کیا۔ پھر بازار میں لا کر اونٹوں کو بٹھا دیا۔ پھر خود ان لوگوں کو جا کر خبر کر دی۔ سب نے مجلس کا دروازہ توڑ ڈالا۔ اونٹوں پر آ کر سوار ہو گئے۔ وہاں سے عمرو بن سعید کے پاس روانہ ہو گئے۔

---

۱ ابن کثیر نے اس مقام پر یہ لکھا ہے ۔۱۲

عمرو بن سعید اور یزید:

یہ لوگ ان کے پاس اس وقت پہنچے جب کہ وہ یزید کے پاس جا رہا تھا۔ جب وہ ان سے ملا تو یزید نے خیر مقدم کیا اور اپنے قریب بٹھایا۔ پھر ابن زبیر کے باب میں جو احکام اسے پہنچے تھے ان کے متعلق معذرت کرنے لگا [illegible] [illegible] امیر المومنین جو شخص موقع پر موجود ہوتا ہے وہ غائب سے زیادہ [illegible] خوب ہوتا ہے۔ [illegible] مکہ و مدینہ کے اکثر لوگ ابن زبیر کی طرف مائل اور ان کی دوستی کے خواہاں تھے۔ ان سے اپنی رضا مندی ظاہر کر چکے تھے۔ بعض لوگ حق کی طرف بلاتے اور خفیہ دعوت دیتے تھے۔ میرے پاس ایسا لشکر بھی نہ تھا جس سے میں ان کا مقابلہ کرتا اس پر غالب آ سکتا۔ وہ مجھ سے ہوشیار رہتا تھا اور بچتا رہتا تھا میں اس سے نرمی اور مدارات سے پیش آتا تھا کہ موقع پا کر اسے گرفتار کر لوں۔ اس کے ساتھ ہی میں نے اسے تنگی میں ڈال رکھا تھا۔ اور بہت سی چیزوں سے اسے روک دیا تھا کہ اگر ان کو چھوڑ دیتا تو ان سے اسے تقویت ہو جاتی۔ مکہ میں اور اس کے راستوں میں اور گھاٹیوں میں ایسے لوگ مقرر کر دیے تھے کہ کسی شخص کو جب تک وہ مجھ کو میرے پاس لکھ نہ بھیجیں کہ اس کا اور اس کے باپ کا نام کیا ہے۔ کس شہر سے وہ آیا ہے۔ کیوں آیا ہے کیا چاہتا ہے۔ ابن زبیر والوں کے پاس اسے جانے نہ دیں۔ اگر ان کے اصحاب میں سے ہو یا میں یہ سمجھتا کہ یہ انہیں کے پاس جاتا ہے تو میں اسے ذلت سے واپس کر دیتا تھا۔ اگر وہ شخص ایسا ہوتا جس پر مجھے کوئی شبہ نہیں ہے تو اس کی راہ چھوڑ دیتا تھا۔ اب تم نے ولید کو بھیجا ہے۔ عنقریب دیکھنا کہ اس کے عمل اور کام کا اثر تم پر ظاہر ہو جائے گا اس سے تمہیں اس امر میں میری تیزی کا اور تمہارے امر میں میری خیر خواہی کا علم ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ امیر المومنین خدا تمہیں نیکی دے اور دشمن کو تمہارے آگے ذلیل کرے۔

یزید اور عمرو میں مصالحت:

یزید نے کہا تم ان سے سچے ہو جن لوگوں نے تمہاری طرف سے لگائی بجھائی کر کے تمہارے متعلق بدگمانی کرنے پر مجھے آمادہ کیا۔ اور جب تم نے [illegible] پر مجھے [illegible] ہے تم سچے ہو۔ تم ایسے ہو کہ میں تم پر بھروسا کرتا ہوں۔ پھٹے میں پیوند لگانے کے واسطے تم ہی کو اور اہم امور کی مہم کے کام آنے کے واسطے رکھتا ہوں۔ عمرو نے کہا اے امیر المومنین تمہاری سلطنت کے استحکام کے لیے تیار رہنے، دشمن کو ذلیل کرنے کے لیے، تمہارے مخالف کی سرکوبی کے لیے اپنے سے زیادہ حقدار میں کسی کو نہیں سمجھتا۔

ولید بن عتبہ کی معزولی:

ولید بن عتبہ [illegible] ذی الحجہ [illegible] ابن زبیر [illegible] اور اپنی مخالفت کیے ہوئے ہیں۔ آل حسین کی شہادت کے بعد نجدہ بن عامر نے بھی یمامہ میں یزید سے قطع تعلق کی۔ ابن زبیر بھی مخالفت کرتے تھے اور حج میں ایام جب عرفات سے واپسی ہوتی تھی تو عام لوگ ولید کے ساتھ واپس ہوتے تھے۔ ابن زبیر اور نجدہ اپنے اپنے اصحاب کے ساتھ علیحدہ ہوتے تھے۔ اس کے بعد ابن زبیر اپنے اصحاب کو لے کر واپس ہوتے تھے۔ نجدہ اپنے اصحاب کے ساتھ واپس ہوتا تھا۔ کوئی کسی کا اتباع نہ کرتا تھا۔ نجدہ ابن زبیر سے ملا کرتا تھا۔ لوگوں کو یہاں تک گمان ہو گیا تھا کہ وہ ابن زبیر سے بیعت کرے گا۔ آخر ابن زبیر نے ولید کے خلاف چال چلی۔ یزید کو لکھا کہ تم نے ایک بے وقوف کو یہاں بھیجا ہے۔ جو کسی عقل کی بات پر توجہ نہیں کرتا۔ کسی دانا کے سمجھانے سے باز نہیں آتا۔ اگر کسی نرم اخلاق والے شخص کو آپ یہاں بھیجتے تو مجھے امید

تھی کہ بیعت کی دشواریاں آسان ہو جائیں اور تفرقہ اٹھ جائے۔ اس باب میں غور کرو کہ اسی میں ان شاء اللہ تعالیٰ رعایا کی بہتری ہے والسلام۔ اس پر یزید نے ولید کو معزول کر کے اس کی جگہ عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مقرر کیا۔

اشرافِ مدینہ کا وفد:

اب ایک نوجوان، ناآزمودہ کار، کمسن نوعمر شخص سے سابقہ پڑا۔ جسے نہ معاملات کا تجربہ تھا نہ سن نے آزمودہ کار بنایا تھا نہ تجربہ نے استواری اسے عطا کی تھی۔ یہی حکومت و ملک داری پر نظر غور کرتا تھا۔ اس نے اہل مدینہ کا ایک وفد یزید کے پاس روانہ کیا۔ اس وفد میں عبداللہ بن حنظلہ انصاری غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو مخزومی اور منذر بن زبیر اور بہت سے لوگ اشراف مدینہ سے ان کے ساتھ تھے۔ یزید کے پاس آئے تو وہ اکرام و احسان سے پیش آیا۔ سب کو انعام و جائزہ سے سرفراز کیا۔ وہاں سے یہ سب لوگ مدینہ میں واپس آئے۔ ایک منذر بن زبیر بصرہ میں ابن زیاد کے پاس چلا گیا۔ اسے بھی ایک لاکھ درہم یزید نے انعام میں دیئے تھے۔

یزید کا کردار:

ان لوگوں نے مدینہ میں آ کر اہل مدینہ کے سامنے یزید کو سب و شتم کرنا شروع کیا۔ کہا ہم ایسے شخص کے پاس ہو کر آئے ہیں جو کوئی دین ہی نہیں رکھتا۔ شراب پیتا ہے۔ طنبورہ بجاتا ہے۔ اس کی صحبت میں گانے والیاں گایا کرتی ہیں۔ کتوں سے کھیلتا ہے۔ لچوں سے اور لونڈیوں سے صحبت رکھتا ہے۔ تم سب لوگ گواہ رہو ہم نے اسے خلافت سے معزول کیا۔ یہ سن کر اور سب لوگوں نے بھی ان کا اتباع کیا۔

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کی بیعت:

سب لوگ عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان سے بیعت کی اور انہیں اپنا حاکم بنا لیا۔ منذر بصرہ میں تھا زیاد کے اس سبب سے ابن زیاد اس کے اکرام و ضیافت میں مشغول تھا کہ یزید کا فرمان اس کے نام آیا کہ منذر کو گرفتار کر لے اور جب تک میرا حکم اس کے بارے میں نہ آئے اپنے پاس اسے قید رکھے۔ اس کے ساتھ والوں نے مدینہ میں جو کچھ یزید کے خلاف کیا تھا اس کا سب حال یزید کو معلوم ہو گیا تھا۔ منذر ابن زیاد کا مہمان تھا۔ ابن زیاد کو یہ حکم ناگوار ہوا۔ اس نے منذر کو بلا کر اس حکم کے آنے کا ذکر کیا اور خط بھی دکھایا اور کہا تم زیاد کے دوستوں میں ہو اور میرے مہمان ہو اور میں تم سے دوستانہ سلوک کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس خوبی کے ساتھ ان سب کا انجام ہو۔ جس وقت تم دیکھو کہ لوگ میرے پاس جمع ہیں۔ اٹھ کر مجھ سے کہنا کہ میں اپنے وطن کو جاؤں گا مجھے اجازت دو۔ میں کہوں گا نہیں تم میرے ہی پاس ٹھہرو۔ تمہاری خاطر و مدارات و تواضع ہو گی۔ تم کہنا میری جاگیر ہے اور بہت کچھ کام ہے بغیر جانے ہوئے کچھ بن نہیں پڑتا۔ مجھے رخصت ہی کرو۔ میں تم کو اجازت دے دوں گا۔ تم اپنے اہل و منزل میں چلے جانا۔

منذر بن زبیر کی روانگی مدینہ:

غرض عبیداللہ کے پاس جب لوگ جمع ہوئے تو منذر نے اٹھ کر اجازت مانگی۔ عبیداللہ نے کہا میرے ہی پاس رہو میں تمہاری خاطر کروں گا۔ تمہاری غمخواری کروں گا۔ سب سے بڑھ کر تم کو سمجھوں گا۔ منذر نے جواب دیا میری جاگیر ہے اور بہت کام ہے بغیر ہوئے

ہوئے ہیں تو مجھے رخصت دی اور یہ آپ کی جگہ زیاد نے اسے رخصت دے دی۔

منذر کا یزید کے بارے میں بیان

منذر وہاں سے روانہ ہو کر مدینہ پہنچا۔ اہل مدینہ سے ملا اور ان لوگوں میں تھا جو یزید کی مخالفت بھڑکا رہے تھے۔ کہا کرتا تھا کہ واللہ یزید نے ایک لاکھ درہم مجھے دیے ہیں اس کا یہ سلوک اس بات سے مجھے روک نہیں سکتا کہ اس کا حال تم سے بیان نہ کروں اور سچ سچ بیان کر دوں۔ واللہ وہ شراب پیتا ہے ایسا مست ہو جاتا ہے کہ نماز بھی چھوڑ دیتا ہے۔ اس کے ساتھ والوں نے یزید کی جو جو حرکتیں بیان کی تھیں ویسی ہی باتیں اس نے بھی بیان کیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔

نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ

یزید کو خبر ہوئی کہ منذر یہ باتیں کہا کرتا ہے۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا خداوندا میں نے تو اس کے ساتھ احسان و اکرام کیا اس نے جو کچھ کیا وہ بھی تو نے دیکھ لیا اس کو جھوٹ بولنے والوں میں اور قطع رحم کرنے والوں میں محسوب کر۔ اور نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ سب لوگوں سے اور اپنی قوم والوں سے جا کر ملو ان کے غیظ و غضب کو دور کرو۔ کہ وہ کیا کیا چاہتے ہیں۔ اگر اس معاملہ میں وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو عوام الناس کو کبھی یہ جرات نہ ہوگی کہ میری مخالفت کریں اور مدینہ میں میرے قرابت والے ایسے ہیں جن کا اس فتنہ و فساد میں شریک ہو کر معرض تلف میں پڑنا مجھے گوارا نہیں۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی فہمائش:

نعمان رضی اللہ عنہ روانہ ہو کر مدینہ پہنچے۔ اپنی برادری والوں میں آئے۔ سب لوگوں کو اپنے پاس بلایا ان کو حکم دیا کہ اطاعت اختیار کریں۔ جماعت کو نہ چھوڑیں اور فتنہ و فساد کے برپا کرنے سے سب کو ڈرایا اور یہ کہا کہ اہل شام سے مقابلہ کرنے کی تم میں طاقت نہیں ہے۔ یہ سن کر عبداللہ بن مطیع عدوی نے کہا اے نعمان رضی اللہ عنہ کیوں ہماری جماعت کو متفرق کرتے ہو اور خدا نے جو ہمارا کام بنا دیا ہے اسے تم کیوں بگاڑتے ہو۔ نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے تو واللہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ وقت آ گیا جس میں تم لوگ جو کیا چاہتے ہو اور مردان جنگ گھٹنے ٹیک ٹیک کر قوم کے سروں اور پیشانیوں پر تلواریں مارنے لگے اور موت کی چکی دونوں طرف گردش کرنے لگی تو آپ خچر پر سوار ہو کر اس کی کوکھ پر مارتے ہوئے مکہ کی طرف بھاگ جاؤ گے اور ان بیچارے انصار کو اس مصیبت میں چھوڑ کر چل دو گے کہ گلیوں میں مسجدوں میں اپنے گھروں کے دروازوں پر قتل ہوتے جائیں گے۔ لوگوں نے نعمان کا کہنا نہ مانا وہ تو چلے گئے۔ مگر واللہ جو وہ کہہ گئے تھے۔

امیر حج ولید بن عتبہ:

اس سال لوگوں نے الولید بن عتبہ کے ساتھ حج کیا۔ عراق و خراسان میں وہی حکام تھے جن کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اسی سال محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس[1] پیدا ہوئے۔

◆ ◆ ◆

---

[1] محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس۔ [illegible]

۶۳ھ کے واقعات

مروان کے گھر کا محاصرہ:

یزید کو خلافت سے معزول کر کے اہل مدینہ نے عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ سے جب بیعت کر لی تو عثمان بن محمد بن ابی سفیان پر اور ان کے ساتھ ہی تمام بنی امیہ اور ان کے موالی اور ہم خیال قریش میں سے جتنے مدینہ میں موجود تھے سب پر حملہ کیا یہ سب ہزار آدمی ہوں گے وہاں سے نکل کر مروان کے گھر کی طرف آئے لوگوں نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ اور یہ محاصرہ بہت کمزور تھا۔ بنی امیہ میں سے مروان اور عمرو بن عثمان بن عفان دونوں نے حبیب بن کرہ کو بلا بھیجا۔ اس وقت مروان ہی وہ شخص تھا جو ان سب امور کا منتظم تھا۔ عثمان بن محمد تو ایک کمسن لڑکا سا تھا۔ اس کی رائے کوئی رائے نہ تھی۔

بنی امیہ کا خط بنام یزید:

تمام بنی امیہ کی طرف سے ایک خط یزید کو لکھا گیا۔ ایک اعرابی کو اس خط کے لے جانے پر مقرر کیا۔ عبدالملک بن مروان خود اس کو لیے ہوئے اس اعرابی کے ساتھ ساتھ ثنیۃ الوداع کے مقام تک آیا یہاں خط اس کو دے دیا اور یہ کہا کہ بارہ دن جانے کے اور بارہ دن آنے کے تمہارے لیے مقرر کرتا ہوں۔ چوبیسویں دن اسی مقام پر اسی وقت اپنے انتظار میں بیٹھا ہوا تم مجھے پاؤ گے۔ خط کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"ہم لوگ مروان بن حکم کے گھر میں محصور ہو گئے ہیں۔ ہم پر پانی بند ہے اور دانہ گھاس کو ہم ترس گئے ہیں فریاد ہے فریاد۔

اعرابی یہ خط لے کر یزید کے پاس پہنچا۔ دیکھا کہ وہ کرسی پر طشت میں پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھا ہے طشت میں پاؤں کے نیچے پانی بھرا ہوا تھا۔ درد نقرس تھا خط پڑھ کر اس نے یہ شعر پڑھا:

لقد بدلوا الحلم الذي من سجيتي   فبدلت قومي غلظة بليان

ترجمہ: "میری طبیعت میں جو حلم تھا اسے ان لوگوں نے بدل دیا۔ میں نے بھی اب اپنی قوم کے لیے نرمی کے بدلے سختی کو اختیار کر لیا"۔

یزید کی قاصد اعرابی سے گفتگو:

یہ شعر پڑھ کر اعرابی سے پوچھا کیا مدینہ میں تمام بنی امیہ اور ان کے موالی سب ملا کر ہزار آدمی نہ ہوں گے۔ قاصد نے کہا ہزار آدمی ضرور ہیں بلکہ زیادہ۔ کہا تو بھی ان سے نہ ہو سکا کہ ساعت بھر قتال کرتے۔ قاصد نے کہا امیر المومنین تمام مخلوق نے ان پر ہجوم کر لیا۔ اس جماعت سے لڑنے کی طاقت ان میں نہ تھی۔ یزید نے یہ سن کر عمرو بن سعید کو بلا بھیجا۔ وہ آیا تو اسے خط دکھایا۔ سب حال بیان کیا اور حکم دیا کہ لوگوں کو ساتھ لے کر ان کی طرف روانہ ہو۔ عمرو نے کہا شہروں شہروں تمام اہل ملک میں بنا چکا۔ تمام امور کو میں نے منتظم کر چکا۔ لیکن اب یہ نوبت پہنچی کہ قریش کے خون سے زمین رنگین کی جائے یہ مجھ سے نہ ہوگا۔ وہی شخص یہ کام کرے گا جو ان

سے تعلق ترک کیا ہو گا۔

مسلم بن عقبہ کی روانگی:

اب یزید نے ابن عمرو کو مسلم بن عقبہ مری کے پاس بھیجا۔ یہ شخص بہت کبیر السن ضعیف اور مریض تھا۔ خط پڑھ کر قاصد سے حالات پوچھے اس نے بیان کر دیے۔ اس نے بھی وہی بات کہی جو یزید کہہ چکا تھا کہ بنی امیہ اور ان کے انصار و موالی سب مل کر ہزار آدمی ہوں گے۔ اس نے کہا بے شک ہزار آدمی ہوں گے۔ کہا اتنا ان سے نہ ہو سکا کہ ساعت بھر تو قتال کرتے۔ یہ لوگ جب تک خود اپنے دشمن سے اپنی قوم کے لیے نہ لڑیں اس لائق نہیں ہیں کہ ان کی کمک کی جائے۔ یہ کہہ کر مسلم یزید کے پاس آیا۔ کہنے لگا امیر المؤمنین یہ بہت ذلیل لوگ ہیں۔ ان کی نصرت نہ کرنا چاہیے۔ اتنا بھی ان سے نہ ہو سکا کہ ایک دن یا ایک پہر یا ایک ساعت قتال کرتے۔ بس انہیں یوں ہی رہنے دیجیے کہ یہ خود اپنے دشمن سے اپنی قوت و طاقت کے لیے لڑیں۔ آپ کو بھی تو معلوم ہو جائے کہ ان میں سے کون کون آپ کی طرف سے قتال کرتا ہے اور ثابت قدم رہتا ہے یا گردن جھکا دیتا ہے۔ یزید نے کہا تیرا بھلا ہو ان لوگوں کے بعد زندگی کا کیا لطف الغرض تو ان کو لے کر روانہ ہو اور اپنی خیر خبر مجھے دیتے رہو۔

ابن زیاد کو حجاز پر فوج کشی کا حکم:

غرض یہ منادی ہوئی کہ لوگ حجاز کی طرف روانہ ہوں۔ آ کر اپنا اپنا وظیفہ پورا لے لو اور اس کے علاوہ سو سو دینار ہر ایک شخص کے ہاتھ میں بطور اعانت دیئے جائیں گے۔ غرض بارہ ہزار آدمی حجاز تک جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابن زیاد کو یزید نے لکھا تھا کہ تو ابن زبیر سے لڑنے کو روانہ ہو۔ اس نے کہا اس فاسق کے لیے یہ دو دو گناہ میں اپنے سر نہ لوں گا۔ ایک تو رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو قتل کروں، دوسرے خانہ کعبہ پر حملہ کروں۔ مرجانہ اس کی ماں ایک نیک عورت تھی۔ حسین رضی اللہ عنہ کو جب اس نے قتل کیا ہے تو کہتی تھی۔ تیرا برا ہو یہ تو نے کیا کیا یہ کیا حرکت تو نے کی۔ ابن عمرو یہاں سے اسی طرف روانہ ہوا۔ جہاں اس نے عبدالملک کو چھوڑا تھا کہ چھپ کر اسی جگہ پر اسی حالت میں پڑا رہ اس کے بعد عبدالملک کے پاس پہنچ جائے۔ پہنچا تو دیکھا کہ عبدالملک درخت کے نیچے سر سے کپڑا اوڑھے ہوئے بیٹھا ہے۔ اس نے سب حال بیان کیا۔ عبدالملک خوش ہو گیا۔ وہاں سے دونوں مروان کے گھر آئے اور جماعت بنی امیہ کو لشکر کے آنے کی خبر دی سب نے خدائے عزوجل کا شکر ادا کیا۔

یزید کے اشعار:

ابن عمرو شام سے یہ دیکھ کر روانہ ہوا تھا کہ یزید نکلا ہے اور لشکر کے سواروں کو دیکھ بھال رہا ہے۔ اور اسی کی زبان سے یہ سن کر روانہ ہوا تھا یہ اشعار پڑھ رہا تھا اور تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے تھا اور عربی کمان کندھے پر لگائے ہوئے تھا۔

ابلغ ابا بکر اذا اللیل سری   و ھبط القوم علی وادی القری

ترجمہ: "میرا یہ پیام اس وقت ابن زبیر تک پہنچا دو جب دیکھنا کہ رات ہو گئی ہے اور وادی القریٰ پر فوج اتر پڑی ہے۔

اجمع سکران من القوم تری   ام جمع یقظان نفی عنہ الکری

مخادع فی الدین یقفو بالعری

ترجمہ: کیا یہ لوگ مست اور سرشار تجھے معلوم ہوتے ہیں یا بے خواب و بیدار ہیں جنھوں نے نیند کو پاس نہیں آنے دیا"۔

مجھے تو اس طرح تعجب ہوتا ہے کہ دین میں مکاری کرتا ہے اور بڑے لوگوں کو برا کہتا ہے ۔

یزید کی مسلم بن عقبہ کو ہدایات:

لشکر مسلم بن عقبہ کی سرکردگی میں یزید کی طرف سے روانہ ہوا۔ یزید نے اس کو نصیحت کی کہ تمہیں کوئی حادثہ ہو جائے تو لشکر کی سرداری حصین بن نمیر کو دینا۔ اور لوگوں کو تین دن تک مہلت دینا۔ اگر تمہارا کہنا مان جائیں تو خیر ورنہ ان سے قتال کرنا۔ جب تم غالب ہو جاؤ تو تین دن تک مدینہ کو لوٹنا۔ وہاں کا مال اور روپیہ اور ہتھیار اور غلہ سب لشکر والوں کا ہے۔ تین دن کے بعد لوٹنا موقوف کر دینا اور علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے رعایت کرنا۔ ان کے ساتھ نیکی کرنا۔ ان کو اپنے قریب بٹھانا۔ لوگوں نے جو کچھ مخالفت کی وہ اس میں شریک نہ تھے۔ میرے پاس ان کا خط آیا تھا۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ اور مروان:

علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو ان باتوں کی خبر نہ تھی جو یزید نے ان کے باب میں مسلم بن عقبہ سے رعایت کی سفارش کی تھی۔ بنی امیہ جب شام کی طرف روانہ ہوئے تو مروان کی زوجہ یعنی ابان بن مروان کی ماں عائشہ بنت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مروان کے تمام سامان و اسباب کے ساتھ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے یہاں آ کر پناہ لی تھی۔ بنی امیہ مدینہ سے جب نکالے گئے تو مروان نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے عیال کو اپنے پاس چھپا رکھو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات نہ مانی۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے جب مروان نے کہا کہ مجھے تم سے قرابت ہے میرے عیال بھی تمہارے عیال و اہل بیت کے ساتھ رہیں گے تو انہوں نے منظور کیا۔ مروان نے اپنے عیال کو علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے یہاں بھیج دیا۔ یہ ان کو اور اپنے عیال کو لے کر ینبع میں چلے آئے۔ یہیں سب کو رکھا۔ مروان ان کا شکر گزار تھا اور ان دونوں میں قدیم سے محبت تھی۔

بنی امیہ کا مدینہ سے اخراج:

مدینہ والوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ مسلم بن عقبہ لشکر لیے ہوئے آ رہا ہے تو انہوں نے مروان کے گھر میں بنی امیہ کو گھیر لیا اور کہا واللہ تم کو جب تک ہم گھر سے نکال کر گردنیں نہ ماریں گے نہ چھوڑیں گے۔ یا تو تم خدا کو درمیان لا کر ہم سے عہد کرو کہ تم لوگ ہم کو دھوکا نہ دو گے۔ کوئی چھپا ہوا موقع دشمن کو نہ بتاؤ گے۔ ہمارے دشمن کی اعانت نہ کرو گے تو خیر۔ ہم باز آتے ہیں اور اپنے یہاں سے تمہیں نکالے دیتے ہیں۔ ان لوگوں نے خدا کو درمیان لا کر اس بات کا عہد و میثاق ان سے کر دیا کہ ہم تم کو دھوکا نہ دیں گے۔ تمہارا کوئی چھپا مقام دشمن کو نہ بتائیں گے۔ اب یہ لوگ مدینہ سے نکال دیئے گئے۔ یہ اپنا اسباب وہاں سے لے کر چلے اور وادی القریٰ میں جا کر مسلم بن عقبہ سے ملے۔ عائشہ بنت عثمان رضی اللہ عنہا طائف کی طرف روانہ ہوگئیں۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی جاگیر مدینہ کے قریب تھی۔ وہ شہر سے نکل کر وہیں جا کر اقامت گزیں ہو گئے تھے تا کہ وہاں کے کسی امر میں شریک نہ ہوں۔ عائشہ جب طائف جانے لگیں تو انہوں نے کہا میرے بیٹے عبد اللہ کو بھی اپنے ساتھ طائف میں لیتی جاؤ۔ غرض اپنے ساتھ عبداللہ کو طائف میں لے آئیں اور اپنے ہی پاس اس وقت تک رکھا کہ اہل مدینہ کا جھگڑا رفع ہو گیا۔

عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کا پابندی عہد:

ابن عقبہ نے بنی امیہ میں سے عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور کہا وہاں کا حال بتاؤ اور مجھ کو مشورہ دو کہ میں کیا

بھی بچا نہیں سکتا۔ ہم لوگوں سے عہد و پیمان اس بات کا لیا گیا ہے کہ ہم کوئی چھپا ہوا موقع نہ بتائیں اور دشمن کی تقویت نہ کریں۔ یہ سن کر ابن عقبہ نے انہیں جھڑک دیا اور کہا واللہ اگر تو عثمان بن عفانؓ کا فرزند نہ ہوتا تو میں تیری گردن مارتا۔ اور بخدا اب کسی قریشی کی رعایت نہ کروں گا۔ عمرو بن عثمان جو قریب ہی تھا اس کی یہ گفتگو سن کر اپنے اصحاب میں پیچھے آگئے۔ اب مروان نے اپنے بیٹے عبدالملک سے کہا مجھ سے پہلے تمہیں ان کے پاس چلے جاؤ۔ شاید وہ تمہارے ہی جانے کو کافی سمجھے مجھے نہ بلائے۔ عبدالملک یہ سن کر ابن عقبہ کے پاس چلا گیا۔ اس نے کہا جو باتیں تم جانتے ہو وہ بتاؤ۔ ان لوگوں کی ساری خبر مجھ سے بیان کرو اور یہ بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے۔

مسلم بن عقبہ اور عبدالملک کی گفتگو:

عبدالملک نے کہا اچھا سنیے۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ اس راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے سے مدینہ کی طرف لشکر کو لے چلیے۔ جب مدینہ کے قریب کے نخلستان تک پہنچ جائیں تو وہیں اتر پڑیے۔ لوگ چھاؤں میں بیٹھیں گے اور رطب کھائیں گے۔ جب رات ہو جائے تو پہرہ داروں کو ہوشیار رہنے کا حکم دیجئے کہ وہ ساری رات لشکر کے درمیان پھرتے رہیں۔ جب صبح ہو جائے تو سب کے ساتھ نماز پڑھیے اور روانہ ہو کر مدینہ کو اپنی بائیں جانب رکھ کر حرہ کے گرد پھر جائیے۔ اور پورب کی جانب مشرق کی طرف سے اہل مدینہ کا مقابلہ کیجئے۔ جب تم ان کے مقابل ہو گے آفتاب چمک کر ان کے سامنے طلوع کرے گا اور تمہاری فوج کی پشت پر ہوگا ان کو آفتاب سے ایذا پہنچے گی۔ اور ان لوگوں کے منہ پر دھوپ ہوگی۔ دھوپ کی حرارت انہیں ایذا پہنچائے گی۔ جب تم لوگ ان کے مشرق میں ہو گے اور وہ تمہارے مغرب میں ہوں گے تو تمہارے خود تمہارے برچھیوں کی سنانیں تلواریں زرہیں اور بازو اس قدر چمکتے ہوئے انہیں دکھائی دیں گے کہ تمہاری نظروں میں ان کے ہتھیار اس قدر خیرہ نہ ہوں گے۔ اس کے بعد ان لوگوں سے قتال شروع کرنا اور خدا سے نصرت طلب کرنا۔ بے شک تیری مدد کرے گا کہ ان لوگوں نے امام کی مخالفت کی ہے اور جماعت سے منحرف ہو گئے ہیں۔ مسلم نے کہا خدا تجھے جزائے خیر دے۔ جس باپ کا تو بیٹا ہے اس نے کیسا خلف الرشید پایا۔

عبدالملک کے بارے میں ابن عقبہ کا تاثر:

اس کے بعد مروان ان کے پاس گیا۔ انہوں نے کہا کہو تم کہو۔ مروان نے کہا کیا عبدالملک تمہارے پاس نہیں آیا؟ مسلم نے کہا ہاں میں ان سے ملا۔ عبدالملک عجب شخص ہے۔ میں نے کسی قریشی کو اس کے مثل نہیں پایا۔ مروان نے کہا جب عبدالملک سے تم مل چکے تو گویا مجھ سے مل چکے۔ کہا اچھا پھر۔ اس کے بعد مسلم وہاں سے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔ اسی منزل میں جا کر اترا جہاں اترنے کا عبدالملک نے مشورہ دیا تھا اور جو کچھ اس نے کہا تھا وہی سب کیا۔ پھر وہ منزل حرہ پر جو مشرق کی طرف اہل مدینہ کے مقابل میں جا کر اترا۔

اہل مدینہ کو تین دن کی مہلت:

مسلم کہنے لگے اے اہل مدینہ امیر المومنین یزید کا یہ قول ہے کہ تم لوگ اصل ہو تمہارا خون بہانا مجھے گوارا نہیں۔ تمہارے لیے تین دن کی مدت مقرر کرتا ہوں جو کوئی تم میں سے باز آجائے اور حق کی طرف رجوع کرے گا ہم اس کا عذر قبول کریں گے اور یہاں سے واپس چلے جائیں گے اور ابن زبیر کی طرف جو مکہ میں ہے متوجہ ہوں گے۔ اور اگر تم لوگ نہ مانو گے تو

یہ کہلوا بھیجا کہ ہم بہت مہلت دے چکے۔ تین دن ہو گئے تو مسلم نے کہا اے اہل مدینہ تین دن ہو گئے اب تم کیا چاہتے ہو صلح کرتے ہو یا لڑنا چاہتے ہو۔ کہا ہم لڑیں گے۔ کہا ہرگز ایسا نہ کرو بلکہ سب اطاعت کی راہ اختیار کرو۔ ہم تم کو ساتھ لے کر اس ملحد پر چڑھائی کریں گے۔ جو بے دینوں کو ہر قسم کے اوباشوں کو اپنے پاس جمع کر رکھتا ہے۔

اہل مدینہ کا لڑنے پر اصرار:

اہل مدینہ نے کہا او دشمن خدا واللہ اگر تم لوگ وہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو تو ہم تم کو اس سے قبل ہی نہ چھوڑیں گے کیا ہم تم کو اس لیے چھوڑ دیں کہ تم خانہ کعبہ پر حملہ کرو۔ وہاں کے رہنے والوں کو خوف زدہ کرو اس میں الحاد کرو وہاں خدا کی حرمتیں توڑو بیت اللہ کی بے حرمتی کرو۔ نہیں نہیں واللہ ہم سے یہ نہ ہو گا۔ مدینہ کے لوگوں نے شہر کے ایک جانب خندق بنائی تھی۔ ان میں کا ایک انبوہ عظیم خندق میں اترا ہوا تھا۔ رئیس ان کا عبدالرحمٰن بن زہیر بن عوف تھا۔ اہل مدینہ کے دوسرے ربع پر عبداللہ بن مطیع قریش کے رئیس شہر کی ایک جانب تھے اور معقل بن سنان اشجعی مہاجرین کے رئیس ایک اور ربع پر شہر کی ایک جانب تھے اور عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ جو کہ سب سے بڑے ربع کے رئیس تھے جس میں بہت لوگ تھے اور یہ امیر انصار تھے۔

مسلم بن عقبہ کی پیش قدمی:

مسلم نے اپنے سب لوگوں کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ کی طرف حرکت کی کوفہ کی راہ پر پہنچ کر اپنا خیمہ نصب کیا پھر سواروں کے رسالہ کو ابن غسیل کے مقابلہ میں بھیجا۔ ابن غسیل نے اپنے اصحاب کو ساتھ لے کر سواروں پر حملہ کیا۔ سوار سب بھاگ کھڑے ہوئے پیچھے ہٹتے ہوئے مسلم کے پاس پہنچے۔ مسلم یہ دیکھ کر اپنے ہمراہ کے لوگوں کو ساتھ لیے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور سواروں کو پکارا اور سب پلٹ پڑے۔ دونوں گروہ دیر تک لڑتے رہے۔ اسی جنگ میں فضل بن عباس جو حارث بن عبدالمطلب کے پوتوں میں تھے کوئی بیس سواروں کو ساتھ لیے ہوئے ابن غسیل کے پاس آئے اور بڑی خوبی سے خوب شدید جنگ کی۔ انہوں نے پھر ابن غسیل سے کہا تمہارے ساتھ جتنے سوار ہوں سب کو حکم دے دو کہ میرے پاس آ کر ٹھہریں۔ جب میں حملہ کروں تو وہ بھی حملہ آور ہوں۔ میں مسلم تک بغیر پہنچے ہوئے واللہ دم نہیں لینے کا۔ یا تو میں اسے قتل کر دوں گا یا قتل ہو جاؤں گا۔

فضل بن عباس کا حملہ:

ابن غسیل نے عبداللہ بن ضحاک انصاری کو حکم دیا کہ سواروں سے پکار کر کہہ دو کہ سب فضل بن عباس کے ساتھ ہو جائیں۔ غرض ندا ہوئی۔ اور سب سوار فضل بن عباس کے پاس جمع ہو گئے۔ انہوں نے اہل شام پر حملہ کر دیا۔ سب منتشر ہو گئے۔ فضل نے اپنے اصحاب سے کہا۔ تم نے دیکھ لیا۔ ایک حملہ کیا تھا کیسا بھاگ رہے ہیں۔ میں تو آگے بڑھتا ہوں پھر حملہ کرو۔ ان کے سردار کو میں دیکھ پاؤں تو واللہ ضرور اسے قتل کروں گا یا اس کوشش میں خود مارا جاؤں گا۔ پھر ایک ساعت کی ثابت قدمی کا نتیجہ خوشی ہے۔ ثبات قدم کے بعد آگے تو فتح ہے۔ یہ کہہ کے فضل نے اور ان کے ساتھ والوں نے ایسا حملہ کیا کہ شامیوں کا رسالہ مسلم کو پیادہ وہاں چھوڑ کر منتشر ہو گیا۔ اس کے گرد پانسو پیادے گھٹنے ٹیکے ہوئے برچھیاں ان لوگوں کی طرف تانے کھڑے تھے۔ فضل اسی حالت میں مسلم کی فوج کی طرف بڑھے۔ ان کے سر پر ایک وار کیا کہ مغفر کو کاٹ کر سر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا وہ گرتے ہی مر گیا۔ اس کے گرتے ہی فضل نے پکارا خذها منی وانا ابن عبدالمطلب۔ یہ سمجھے کہ مسلم کو مار لیا۔ کہا قتلت صاحب القوم ورب الکعبۃ۔ مسلم نے فحش گالی دے کر

کہا تو بلند کرتا ہے۔ علمدار اس کا رومی غلام تھا۔ قیت نکلی۔ اُسے قتل کیا تھا قریش کا جوان تھا؟

فضل بن عباس کی شجاعت:

اب مسلم نے علم خود اٹھا لیا اور پکار کر کہا۔ اہل شام کیا اپنے دین کی حمایت میں اسی طرح قتال کرتے ہیں کیا ہے۔ مدد کی نصرت میں اسی طرح جہاد کرتے ہیں۔ خدا کی مار تمہاری اس لڑائی پر جیسی لڑائی کہ تم آج کر رہے ہو۔ کیا میرے دل کو دکھا رہے ہو کیا مجھے غصہ دلا رہے ہو۔ یاد رکھو! خدا اس کا عوض تمہیں یہ دے گا کہ عطیات سے محروم کر دیئے جاؤ گے اور کسی دور دراز سرحد کی طرف بھیج دیئے جاؤ گے۔ اس علم کے ساتھ بڑھو! اگر خدا نے تم سے مدد ہٹا دی تو خدا مجھے تو دے۔ مسلم ان کو لے کر بڑھا اور نشان کے آگے آگے سب لوگ حملہ کرتے ہوئے بڑھے۔ اس حملہ میں فضل بن عباس قتل ہو گئے۔ یہ جب قتل ہوئے ہیں کہ مسلم کا خیمہ ان سے کوئی دس گز کے فاصلہ پر رہ گیا تھا۔ فضل کے ساتھ زید بن عوف اور ابراہیم عدوی اور بہت سے لوگ مدینہ کے قتل ہو گئے۔ یہ جب قتل ہوئے ہیں کہ مسلم کا خیمہ ان سے کوئی دس گز کے فاصلہ پر رہ گیا تھا۔ فضل کے ساتھ زید بن عوف اور ابراہیم عدوی اور بہت سے لوگ مدینہ کے قتل ہو گئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس جنگ میں مسلم بیمار تھا۔ اس نے دونوں صفوں کے درمیان ایک تخت پر اپنی کرسی رکھوائی اور کہا۔ اے اہل شام اب اپنے امیر کی طرف سے لڑو یا چھوڑ کر چلے جاؤ۔ اس کے بعد سب لوگوں نے اہل مدینہ پر حملہ کیا۔ ان کے جس گروہ کی طرف رخ کیا اسے شکست دی۔ یہ لوگ جم کر لڑتے ہی تھے کہ ان کے رخ ہی پھر جاتے تھے۔ قریب شکست کے ہو گئے۔ اب مسلم کا لشکر ابن غسیل رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا اور ان سے بہت شدید جنگ کی۔ شکست کھائے ہوؤں میں سے جن کو جنگ آزمائی کا خیال آ گیا وہ بھی ابن غسیل رضی اللہ عنہ کے شریک ہو گئے۔ آتش جنگ شدت سے مشتعل ہوئی۔

فضل بن عباس کی شہادت:

اسی اثناء میں قریب بیس بہادر شہسواروں کی جماعت کو ساتھ لیے ہوئے فضل نے اہل شام پر حملہ کر دیا اور یہ مسلم کی کرسی کی طرف بڑھے۔ مسلم کو انہوں نے سراپردہ کے سامنے درمیان صف جنگ کھڑا ہوا پایا تھا۔ فضل اس کے قریب تک پہنچ گئے۔ ان کے چہرہ کا رنگ سرخ تھا۔ تلوار اٹھا کر وار کیا ہی چاہتے تھے کہ وہ چلایا۔ اُدھر کہاں ہے یہ سرخ رنگ مجھے قتل کیے ڈالتا ہے۔ اے نیک بی بیوں کے فرزندو دوڑو! اسے برچھیوں میں پرو لو۔ لوگ فضل کی طرف برچھیاں لے کر دوڑ پڑے اور برچھیاں تان کر ٹوٹ پڑے۔ اس کے بعد مسلم کے سوار اور پیادے سب کے سب ابن غسیل رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے اور قریب پہنچ گئے۔ اس وقت مسلم گھوڑے پر سوار ہو کر اہل شام کو للکارنے اور بڑھانے لگا کہ اے اہل شام تم حسب و نسب میں عرب سے بڑھ کر نہیں ہو۔ تعداد میں ان سے زیادہ نہیں ہو۔ تمہارے بلاد وسیع نہیں ہیں پھر بھی خدا نے تم کو یہ خاص مرتبہ عنایت کیا کہ دشمن کے مقابلہ میں تمہاری مدد کی۔ تمہارے امام کے دل میں تمہاری منزلت بڑھا دی۔ اس کا سبب یہی ہے کہ تم لوگ طاعت گزار رہے اور اپنے دین پر قائم رہے اور اس قوم نے اور جو ان کے مثل ہیں ان سب نے دین کو بدل ڈالا۔ خدا نے بھی ان کی حالت کو بدل دیا۔ جس طاعت گزاری پر تم قائم ہو اسے خوبی کے ساتھ پورا کرو کہ خدا بھی جو نصرت کا تم سے وعدہ ہے اسے پورا کر دے۔

حصین بن نمیر کی پیش قدمی:

یہ کہہ کر جہاں وہ تھا وہیں پھر چلا آیا۔ سواروں کو حکم دیا گیا کہ ابن غسیل رضی اللہ عنہ پر اور ان کے اصحاب پر حملہ کر دیں لیکن جب سوار

اپنے گھوڑوں کو اہل مدینہ کی طرف بڑھاتے تھے وہ لوگ برچھیوں سے گھوڑوں پر وار کرتے تھے۔ گھوڑے بھڑک جاتے تھے۔ منتشر ہو جاتے تھے۔ پھر بھی پلٹ پڑتے تھے۔ یہ کیفیت دیکھ کر مسلم نے پکار کر کہا: اے اہل شام خدا نے ان لوگوں کو تم سے بڑھ کر ثابت قدم میدان جنگ میں نہیں بنایا ہے۔ اے حصین بن نمیر! تو اپنی فوج کو لے کر میدان کارزار میں اتر۔ حصین پیل تن کو لے کر اہل مدینہ سے نبرد آزمائی کرنے کو چلا۔

عبداللہ بن حنظلہ ؓ کا خطبہ

ابن غسیل ؓ نے جب ان لوگوں کو دیکھا کہ ایک فوج اپنے علم کے ساتھ یورش کرنے کو آ رہی ہے تو اپنے اصحاب میں یہ خطبہ پڑھا: لوگو! جس طریقے سے تمہیں جنگ کرنا مقصود تھا اسی طریقے پر تمہارے دشمن نے تم سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ مجھے یقین ہے کہ ایک ہی ساعت کے بعد تمہارے اور ان کے درمیان خدا فیصلہ کر دے گا تمہارے موافق ہو یا مخالف، سنو تم لوگ صاحب بصیرت ہو۔ دار ہجرت کے رہنے والے ہو۔ واللہ میں خوب سمجھتا ہوں کہ بلاد اسلام میں سے کسی شہر کے لوگوں سے خدا اتنا خوش نہ ہوگا جتنا کہ تم لوگوں سے خوش ہے اور بلاد عرب میں سے کسی شہر کے لوگوں پر خدا ایسا غضب ناک ہے جو تم سے لڑنے آئے ہیں۔ تم سب کو ایک دن مرنا ہے اور واللہ کسی طرح کی موت شہید ہو کر مرنے سے بہتر نہیں۔ لو شہادت کی دولت خدا نے تمہارے سامنے رکھ دی ہے اسے لوٹ لو اور واللہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ جتنی تمہاری مرادیں ہوں سب پوری ہو جائیں۔ یہ کہہ کر علم لیے ہوئے بڑھے تھوڑی دور جا کر ٹھہر گئے۔

عبداللہ بن حنظلہ ؓ کی شہادت

ابن نمیر بھی اپنا علم لیے ہوئے قریب تک پہنچا۔ مسلم نے عبداللہ بن عضاہ کو پانسو تیراندازوں کے ساتھ ابن غسیل ؓ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا۔ تیروں کا مینہ اہل مدینہ پر برسنے لگا۔ ابن غسیل ؓ نے کہا آؤ تو کب تک تیر کھایا کرو گے جسے جنت میں پہنچنے کی جلدی ہو وہ اس علم کے ساتھ ہو لے یہ سنتے ہی جتنے جانباز تھے وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابن غسیل ؓ نے کہا اپنے پروردگار کے حضور میں چلو۔ واللہ مجھے امید ہے کہ بس ایک ساعت کی دیر ہے کہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ یہ سن کر سب جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ ایک ساعت تک ایسی گھمسان کی لڑائی ہوئی کہ اس زمانہ میں کم ہوئی ہوگی۔ ابن غسیل ؓ نے اپنے فرزندوں کو ایک ایک کر کے میدان میں بھیجا۔ سب ان کے سامنے قتل ہو گئے۔ وہ خود بڑھتے جاتے تھے۔ اور شمشیر زنی[1] کر رہے تھے اسی طرح قتل ہو گئے۔ ان کے برادر اخیافی محمد بن ثابت انہیں کے ساتھ قتل ہوئے۔ یہ کہتے تھے کہ اگر کفار دیلم مجھے قتل کرتے تو میں ایسا خوش نہ ہوتا جیسا ان لوگوں کے ہاتھ سے قتل ہو جانے میں مجھ کو خوشی ہو رہی ہے انہیں کے ساتھ محمد بن عمرو انصاری بھی قتل ہوئے۔ ان کی لاش پر مروان بن حکم کھڑا ہوا۔ لاش سے خطاب کر کے کہنے لگا خدا تم پر رحم کرے۔ میں نے کتنے ہی ستونوں کے پاس تمہیں طولانی نمازیں پڑھتے دیکھا ہے۔

---

[1] طبری میں یہ فقرہ اس طرح ہے [illegible]۔ [illegible]
[illegible]

مدینہ میں تین دن تک قتل عام

روایت ہے کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ:

[illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] چلا گیا۔

مسلم بن عقبہ کی بد عہدی:

مسلم نے [illegible]

[illegible]

[illegible] کا قتل

[illegible]

[illegible] کا خاتمہ

[illegible]

علی بن حسین [illegible]

[illegible]

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے حسن سلوک:

ایک روایت یہ ہے کہ جب علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو مسلم کے پاس لائے تو پوچھا یہ کون ہیں کہا گیا علی بن حسین ہیں تو کہا تشریف لایئے، تشریف رکھیے۔ اور ان کو اپنی قالین اور تخت پر اپنے پہلو میں بٹھالیا اور کہنے لگا: امیر المومنین نے تمہارے بارے میں مجھ سے کہہ دیا ہے۔ وہ تو سمجھتے تھے کہ بد باطن لوگوں نے تمہارے ساتھ سلوک کرنے سے مجھے دور رکھا۔

پھر کہنے لگا یہاں آنے سے شاید تمہارے اہل و عیال کو تشویش ہو رہی ہوگی یہ واقعی فکر کی بات ہے۔ اس نے اپنی سواری کا گھوڑا منگوایا اس پر ساز ڈالا گیا۔ انہیں گھوڑے پر سوار کرکے واپس کیا۔

عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کی اہانت:

اس کے بعد عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کو مسلم کے سامنے لائے۔ یہ بنی امیہ کے ساتھ مدینہ سے نہیں نکلے تھے۔ مسلم نے ان کو دیکھ کر پکارا: اے اہل شام اس شخص کو پہچانتے ہو۔ کہا کہ نہیں۔ کہا یہ اس طیب و طاہر کا خبیث فرزند ہے۔ یہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا بیٹا عمرو ہے۔ تعجب ہے اے عمرو! اہل مدینہ کا غلبہ ہو تو تم کہو کہ میں بھی تمہیں میں سے ہوں۔ اور اہل شام کا غلبہ ہو تو کہو میں بھی انہی میں ہوں۔ کہا کہ میں تو امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا فرزند ہوں۔ یہ کہہ کر مسلم نے ان کی داڑھی نچوا ڈالی۔ پھر اہل شام سے مخاطب ہو کر کہا: اس کی ماں اپنے منہ میں گوہ کے بچے رکھ کر کہتی تھی کہ امیر المومنین بوجھو میرے منہ میں کیا ہے اور منہ میں اس کے ایسی ناگوار و قابل نفرت چیز ہوتی تھی۔ پھر عمرو کو اس نے رہا کر دیا۔ ان کی والدہ دوس کی تھیں۔ واقعہ حرہ بدھ کے دن ذی الحجہ کی اٹھائیسویں یا شاید ستائیسویں تاریخ ۶۳ھ کو ہوا۔

اہل مکہ کی جنگی تیاری:

۶۳ھ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ ابھی تک یہ پناہ گیر کہلاتے تھے اور امر خلافت کا مدار شوریٰ پر رکھتے تھے۔ حرہ کی جو خدمات کا ذکر ہے کہ مسور بن مخرمہ کا غلام آزاد سعید مکہ میں وارد ہوا اس نے آکر سب سے بیان کیا کہ مسلم نے اہل مدینہ کے ساتھ کیا کیا اور یہ لوگ اس سے کیوں کر پیش آئے۔ اس واقعہ کو سب لوگ امر عظیم سمجھے۔ اس کو شہر میں مشہور کیا۔ اور سب نے بہت جدوجہد کی۔ سامان جنگ میں مشغول ہوئے۔ سمجھ گئے کہ مسلم ادھر بھی ضرور آئے گا۔ اور اہل مدینہ کے قبیلے بیان کرتے ہیں۔ کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو یزید کو بلایا۔ اس سے کہا کہ تم سے اہل مدینہ ضرور لڑیں گے۔ تو ایسا کرنا کہ مسلم بن عقبہ کو ان سے لڑنے کے لیے بھیجنا۔ میں اس شخص کی خیر خواہی سے خوب واقف ہوں۔ پھر معاویہ کے ہلاک ہونے کے دنوں میں ایک گروہ مدینہ سے ان کے پاس وارد ہوا۔ اس مجمع میں عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ بڑے شریف، با فضل، سردار، عبادت گزار شخص تھے۔ ان کے آٹھ بیٹے ان کے ساتھ تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم ان کو، ہر لڑکے کو دس دس ہزار عطا کیے۔ اس کے علاوہ سب کو خلعت اور بار برداری کا سامان دیا۔ عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں واپس آئے تو سب نے پوچھا کہو کیا خبر ہے۔ کہا ایک ایسے شخص کے پاس سے میں آرہا ہوں کہ واللہ اگر میں کسی کو اپنے بیٹوں کے سوا شریک جنگ نہ پاؤں جب بھی اس سے جہاد کروں۔ لوگوں نے کہا ہم نے تو سنا ہے کہ انہوں نے تم کو عطیات و انعامات دیے۔ اور بہت تمہاری خاطر و مدارات کی۔ کہا ہاں انہوں نے ایسا ہی سلوک کیا ہے۔ اور میں نے اس لیے قبول کر لیا کہ اپنی قوت بڑھاؤں۔ پھر ابن حنظلہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو برانگیختہ

تھا اور سب نے ان سے بیعت کر لی۔

مدینہ پر مسلم بن عقبہ کا قبضہ:

یزید کو اس کی خبر ہوئی اس نے مسلم کو ان کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ ادھر اہل مدینہ نے یمن سے لے کر شام تک جتنے کنوئیں تھے سب میں قطران کی مشکیں ڈلوا دیں یا پاٹ دیئے۔ اہل شام کے لیے خدا نے بارش بھیجی اور ان کو کسی کنوئیں میں ڈول ڈالنے کی ضرورت نہ ہوئی جب یہ مدینہ پہنچے تو ان کے مقابلہ میں شہر سے بڑی بڑی جمعیتیں نکلیں۔ ان کی ایسی جماعت اہل مدینہ پہلے سے کسی نے نہ دیکھی تھی۔ اہل شام ہیبت زدہ ہو گئے۔ سب کو ان سے لڑنا ناگوار ہوا اور مسلم اس وقت بہت بیمار تھا۔ لیکن لڑائی ہو رہی تھی کہ ان کے پیچھے پشت پر شہر سے تکبیر کی آوازیں آنے لگیں۔ ہوا یہ کہ بنی حارثہ نے اپنے محلہ میں اہل شام کو راستہ دے دیا اور یہ سب لوگ خندق پر لڑ رہے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب کو شکست ہوئی اور سب سے زیادہ خندق میں لوگ قتل ہوئے۔ سب بھاگ گئے۔ اور شامیوں کے ڈر کے مارے مدینہ میں گھس آئے۔ اس وقت عبداللہ بن حنظلہ غسیل اپنے ایک بیٹے کے سہارے پر سو رہے تھے۔ غلبہ خواب بلند تھا ان کے فرزند نے جگا دیا۔ آنکھ کھول کے دیکھا کہ لوگ بھاگ رہے ہیں۔ اپنے فرزند اکبر کو آگے بڑھنے کا حکم دیا وہ لڑ کے قتل ہو گئے۔ تو مسلم مدینہ میں داخل ہوا اور لوگوں سے کہا کہ اس بات پر بیعت کرو کہ تم سب یزید کے غلام ہو وہ تمہاری جان و مال و اہل و عیال کا مالک ہے جس طرح چاہے ان سے پیش آئے۔

۶۴ھ کے واقعات

مسلم بن عقبہ کی مکہ کی جانب پیش قدمی:

مسلم مدینہ والوں سے جب فارغ ہوا اور اس کے لشکر والے تین دن تک شہر کو لوٹ چکے تو ان سب کو ساتھ لے کر مکہ کا رخ کیا۔ مدینہ میں روح بن زنباع کو اپنا جانشین کر لیا۔ مسلم یہاں سے روانہ ہوا اور مقام مشلل تک آخر محرم ۶۴ھ میں پہنچا تھا کہ اسے موت آ گئی۔ مرتے وقت حصین بن نمیر کو بلا کر کہا اے ابن بردعۃ الحمار! میرے اختیار کی بات ہوتی تو واللہ تجھے میں اس لشکر کا رئیس نہ کرتا۔ لیکن میرے بعد تجھے امیر المومنین نے رئیس لشکر مقرر کر دیا ہے اور امیر المومنین کا حکم ٹل نہیں سکتا۔ جو میں تجھ سے کہے دیتا ہوں اسے سن رکھ۔ بہت جلد روانہ ہو اور جلد لڑائی کو شروع کر دے۔ خبروں کو پوشیدہ رکھ۔ قریش میں سے کسی کی بات نہ سن۔ اس کے بعد وہ مر گیا اور مشلل میں دفن کر دیا گیا۔

مسلم بن عقبہ کا انتقال:

ایک روایت یہ ہے کہ مسلم ابن زبیر سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ جب ہرشا کی چڑھائی تک پہنچا تو مرنے کا وقت آ گیا۔ تمام سرداران فوج کو اس نے بلا بھیجا اور یہ کہا کہ امیر المومنین نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر میرا وقت پورا ہو جائے تو تم سب پر حصین بن نمیر کو اپنا جانشین کر دوں۔ واللہ! میرے اختیار کی بات ہوتی تو میں ایسا نہ کرتا لیکن مرتے وقت امیر المومنین کے حکم کی مخالفت کرنا مجھے گوارا نہیں۔ پھر ابن نمیر کو بلا کر کہا اے ابن بردعۃ الحمار! خبردار میری وصیت کو یاد رکھنا۔ خبروں کو چھپائے رکھنا۔ کسی قریشی کی بات بھی نہ سننا۔ اہل شام کو دشمنوں کے مقابلہ سے نہ بچنے دینا۔ ابن زبیر سے لڑنے میں تین

ان سے زیادہ کوئی قصور نہیں کیا۔ اس نے بعد نماز ظہر ادا کی اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے بعد اہل مدینہ کے قتل کرنے سے بڑھ کر کوئی عمل خیر ایسا میں نے نہیں کیا جس پر مجھے اس سے زیادہ آخرت میں بھروسہ ہے۔

ابن عقبہ کی وصیت:

پھر اس نے مروان سے کہا کہ دمشق میں جو میری بستی ہے وہ میں نے اولاد مروہ کے لیے خیرات کی اور غلام آزاد (ام ولد) نے گھر میں جو کچھ میرا مال منقول ہے وہ سب اس کا ہے۔ وصیت کے بعد حصین بن نمیر سکونی سے کہا کہ میرے بیٹے لوگ کہتے ہیں کہ ام ولد نے مجھے زہر دیا ہے وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ یہ پیٹ کی ایک بیماری ہے کہ جس سے خاندان والوں کو ہوا کرتی ہے۔

ابن نمیر کی مکہ پر فوج کشی:

مسلم مر گیا تو ابن نمیر لشکر کو لیے ہوئے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کو مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور یہاں تمام اہل مکہ و اہل حجاز ابن زبیر سے بیعت کر چکے تھے اور مدینہ کے سب لوگ بھی ان کی طرف چلے آئے تھے۔ نجدہ بن عامر حنفی خارجیوں کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ کے بچانے کے لیے ان سے آ ملا تھا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی منذر سے کہا تم ہی اور تمہارے سوا ان لوگوں سے لڑنے کے لیے اور اس کام کے واسطے اور کوئی شخص نہیں ہو سکتا۔ منذر واقعہ حرہ میں بھی شریک تھا۔ پھر ان سے آ ملا۔

منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی منذر کو شامیوں کے ساتھ قتال کرنے کے لیے روانہ کیا۔ بہت ساعت تک اس نے بہت شدید جنگ کی۔ اسی اثنا میں ایک شامی نے اسے اپنے مقابلہ میں بلایا۔ شامی خچر پر سوار تھا۔ منذر اس کی طرف بڑھا۔ ایک نے دوسرے پر حملہ کیا۔ دونوں کے وار کاری پڑ گئے۔ دونوں بے جان ہو کر گر پڑے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ دونوں زانو ٹیک کر کھڑے ہوئے اور کہا یا رب ابرد اصلها و سماءها اور وہ اپنے بھائی کے قاتل کو کوس رہے تھے۔ اس کے بعد اہل شام نے بہت سخت حملہ کیا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے اصحاب بھاگ گئے۔ ان کے خچر نے ٹھوکر کھائی۔ کہتے گئے ... اور اس کی پشت پر سے اتر پڑے اور اپنے اصحاب کو پکارنے لگے ادھر آؤ ادھر آؤ۔ اس وقت مسور بن مخرمہ اور مصعب بن عبدالرحمن پلٹ آئے اور جنگ کرنے لگے اور آخر یہ سب لوگ قتل ہو گئے۔ ان کے ساتھ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ثابت قدم رہے۔

خانہ کعبہ پر سنگ باری:

رات ہونے تک ان سب کو قتال پر آمادہ کرتے رہے۔ اس کے بعد دشمن پلٹ گئے اور یہ پہلے محاصرہ کا واقعہ جو لکھا گیا۔ اس کے بعد اہل شام بقیہ ماہ محرم اور کل ماہ صفر تک ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ و قتال کرتے رہے۔ ربیع الاول ۶۴ھ کی تیسری تاریخ روز شنبہ ان لوگوں نے خانہ کعبہ پر منجنیق سے پتھر برسائے اور آگ لگا دی اور یہ رجز پڑھتے جاتے تھے: خطارة مثل الفنيق المزبد نرمي بها اعواد هذا المسجد۔ یہ منجنیق ایک گوپھن ہے کہ ہم اس سے کعبہ پر نشانے لگاتے ہیں۔ عمرو بن حوط سدوسی یہ کہتا جاتا تھا۔

۱۔ ابن اثیر نے اسے چھوڑ دیا ہے جس کا مطلب معلوم ہوتا ہے کہ ... ابن زبیر کی ... ۱۲

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

خانہ کعبہ میں آتش زنی

خانہ کعبہ کے جلنے کا واقعہ یزید کے مرنے سے [illegible]

[illegible]

یزید کا انتقال:

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

مکہ کا محاصرہ

اس سال یزید کے بعد شام [illegible]

تھا۔ اور ان کے لشکر والوں میں گھوڑوں کی قلت تھی۔ سب [illegible] ابن زبیرؓ [illegible] انھوں نے [illegible] اہل شام سے [illegible] یہ لوگ حرم میں سے کسی کا [illegible] جہاں۔ کہ کوئی [illegible] مارا جائے۔ یہ دیکھ کر اہل شام نے [illegible] ابن نمیر [illegible] قریب آ [illegible] کہ کرو [illegible] لیکن قوم کے [illegible] ابن نمیر پیچھے گھوڑے سے اتر کر گھوڑوں کو چارہ کھلانے لگا۔ [illegible] سے [illegible] اور مسلمانوں کے قتل [illegible] اجازت دیجیے کہ ہم لوگ اس گھر کا طواف کر کے چلے جائیں۔ انھوں نے اجازت دے دی اور وہ سب لوگ چلے گئے۔

مرگِ یزید کی اطلاع:

ایک روایت اس طرح ہے کہ ابن زبیرؓ کو حصین سے یزید کی موت کا علم ہوا۔ شامیوں میں کسی کو یقین نہ آیا وہ اسی طرح محاصرہ کیے رہے۔ اسی اثنا میں ثابت بن قیس نخعی دوسرے اہل عراق کے ساتھ کوفے سے مکہ میں آئے۔ ابن نمیر سے اس نے ملاقات کی۔ ان دونوں میں دوستی تھی اور رشتہ داری بھی تھی۔ ابن نمیر نے اسے [illegible] کی صحبت میں بھی دیکھا تھا وہ اس کی فضل و شرف و اسلام سے خوب واقف تھا۔ اس سے ابن نمیر نے یزید کے مرنے کی خبر پوچھی۔ اس نے بیان کیا کہ یزید مر گیا۔

ابن زبیرؓ اور ابن نمیر کی ابطح میں ملاقات:

ابن نمیر نے پیغام بھیج کر ابن زبیرؓ سے کہلا بھیجا کہ آج رات کو ابطح میں مجھ سے ملاقات کرو۔ دونوں یکجا ہوئے تو کہا۔ اگر یزید مر گیا تو تم سب سے زیادہ اس خلافت کے اہل ہو۔ آؤ ہم تم سے بیعت کریں۔ اس کے بعد میرے ساتھ چلو۔ یہ لشکر جو میرے ساتھ ہے۔ اس میں شام کے تمام [illegible] شامل ہیں۔ واللہ دو شخص بھی تمہاری بیعت سے انکار نہ کریں گے۔ شرط یہ ہے کہ سب [illegible] ہمارے اور تمہارے درمیان؟ [illegible] جو خون ریزی ہوئی ہے اس سے چشم پوشی کرو۔ [illegible] ابن زبیرؓ [illegible] بیعت لینے اور ان کے ساتھ شام جانے سے [illegible] وہ مقام تھا جہاں خدا نے ان کو [illegible] اگر ابن زبیرؓ اہل شام کے ساتھ شام میں چلے گئے ہوتے تو وہاں دو شخص بھی ان کی بیعت سے انکار نہ کرتے۔

ابن زبیرؓ کا شامیوں کو امان دینے سے انکار:

بعض قریش کا خیال ہے کہ ابن زبیرؓ نے کہا میں اس خون ریزی سے چشم پوشی کروں۔ نہیں واللہ اگر میں ایک شخص کے عوض میں دس [illegible] کو بھی قتل کر دوں جب بھی مجھے چین نہ آئے گا۔ ابن نمیر ان سے چپکے چپکے باتیں کرتا تھا اور ابن زبیرؓ چلا کر کہتے جاتے تھے۔ "نہیں واللہ مجھ سے یہ نہ ہوگا"۔ آخر ابن نمیر نے کہا "اب بھی اگر کوئی تم کو عقل اور سیاست کے عرب سے [illegible]

ا۔ یہ عبارت [illegible] مطلب [illegible] مترجم

۲۔ [illegible] طبری میں یہ فقرہ [illegible] مترجم

طرف ہجرت کی۔ میری ولادت کی جگہ اور میرا وطن تمہیں معلوم ہے۔ میں جب تمہارا امیر مقرر ہوا تو دفتر میں اہل سیف صرف ستر ہزار سے زیادہ نہ تھے اور اب ان کی تعداد اسی ہزار ہے اور اہل قلم و کرد اور دفتر کے [illegible] نوے ہزار سے زیادہ نہ تھے اور اب ایک لاکھ چالیس ہزار ہیں اور کوئی ایسا آدمی باقی نہیں رہا جس کا تمہیں خوف ہو اور جس سے تم کو ڈر ہو وہ سب کے سب تمہارے محبس میں ہیں۔ اب امیرالمومنین یزید نے وفات پائی اور اہل شام میں جھگڑا پڑ گیا ہے۔ تمہاری تعداد ان لوگوں سے زیادہ ہے۔ تمہارا میدان سب سے بڑھ کر وسیع ہے۔ تمہیں کسی کی پروا نہیں، تمہارا ملک بہت بڑا ہے اپنے دین اور اپنی جماعت کے لیے کسی شخص کا انتخاب کر لو۔ جسے تم انتخاب کر لو گے سب سے پہلے میں اس کا تابع فرمان اور اس سے خوش رہوں گا۔ اس کے بعد اگر اہل شام کسی ایسے شخص کو انتخاب کریں جسے تم بھی پسند کرو تو تم بھی تمام مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو جانا اور اگر تم کو اس سے اختلاف ہو تو جب تک تمہاری مرضی پوری نہ ہو تم اپنے ملک اپنی جگہ مستحکم رہنا۔ تم بالکل کسی شخص کے محتاج نہیں ہو۔ لوگ ہی تمہارے حاجت مند ہیں۔

اہل بصرہ کی بیعت:

یہ سن کر اہل بصرہ کے خطیب اٹھ کھڑے ہوئے۔ کہا اے امیر! ہم نے تیری تقریر سن لی اور واللہ ہم تم سے بڑھ کر کسی کو اس منصب کے شایان نہیں سمجھتے آؤ ہم تمہیں سے بیعت کریں گے۔ ابن زیاد نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ تم اپنے لیے کسی کو انتخاب کرو۔ ان لوگوں نے اس کا کہنا نہ مانا۔ اس نے انکار کیا۔ یہاں تک کہ تین دفعہ ان لوگوں نے اصرار کیا تو اس نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا اور سب نے بیعت کر لی اور بیعت کرنے کے بعد سب کے سب اس سے پھر گئے۔ کہتے تھے ابن مرجانہ سمجھتا تھا کہ جماعت و حالت تفرقہ میں ہم اس کی اطاعت کریں گے۔ واللہ [illegible] غلط کہا۔ جس کے بعد سب نے اس پر حملہ کر دیا۔

شقیق ابن ثور اور سعدی:

شقیق ابن ثور و مالک بن مسمع اور حصین بن منذر رات کے وقت دار الامارہ میں ابن زیاد کے پاس آئے۔ اس کی قوم سدوس میں سے ایک شخص کو آتے دیکھا۔ یہ چاہا کہ دار الامارہ میں [illegible] رات گئے یہ لوگ ایک گھر پر [illegible] سے ہو کر نکلے۔ یہ دونوں حصین کے پاس گئے اور کہا اس مال میں سے مجھے بھی کچھ دلوا دے۔ اس نے کہا اپنے شیخ قوم کے پاس جا۔ [illegible] اب یہ شقیق کے پاس آیا اور کہا اس مال میں سے مجھے بھی کچھ دلوا دے۔ اور اس کا ایک غلام مرزا ابو ایوب جس کا نام [illegible] اس کے مال کا خزانہ دار تھا۔ اسے پکار کر کہا۔ [illegible] سعدی نے پھر جو سوال کیا اس نے کہا ابو ایوب اسے دو سو درہم دے دے۔ اس نے [illegible] پھر چار سو۔ اب [illegible] سب پہنچ گئے۔ سعدی نے پھر تقاضا کیا شقیق نے پوچھا کہ تمہیں دو سو [illegible] کیا کرو گے۔ اس نے کہا واللہ [illegible] وہاں پہنچ کر [illegible] میں رکھ کر پکار پکار کر کہتا ہوا [illegible] حصین اور مالک [illegible] لوگوں کی خون ریزی کو طلب کرتے آئے تھے۔ یہ سن کر شقیق نے کہا اس شخص کو [illegible] اور کھول [illegible] پانسو درہم [illegible] یہ پانسو درہم شقیق سے لے کر [illegible] مالک ابن مسمع کے پاس پہنچا۔ [illegible] وہاں سے [illegible] پھر حصین کے پاس آیا اس نے پوچھا تجھے ابن مسمع نے کچھ [illegible] یہ سوال کیا۔ اس نے سب حال بیان کر کے کہا [illegible] تو مجھے دلوا دو تمہیں [illegible] نے دلوا دیا۔

لے اور قتل بھی کر دے اب انہیں کسی کا خوف نہیں ہے۔ غرض مجھ کو اس نے ستا دیا۔

ابن زیاد سے یزید کی ناراضگی:

ابن زیاد نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کے سب لوگوں کو قتل کر کے سب کے سر یزید کے پاس جب بھیجے تو پہلے تو یزید ان لوگوں کے قتل ہو جانے سے خوش ہوا اور ابن زیاد کی منزلت اس کے نزدیک زیادہ ہو گئی۔ پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد وہ پشیمان ہوا۔ اکثر کہا کرتا تھا۔ اگر میں تھوڑی تکلیف گوارا کر جاتا اور حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے ہی گھر میں رکھتا جو وہ چاہتے اس کا انہیں اختیار دے دیتا۔ اس سے گو رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی اس میں ان کے حق کی اور ان کی قرابت کی رعایت تھی تو میری حکومت کی اس میں سبکی بھی ہوتی تو میرا کیا حرج تھا۔ خدا ابن مرجانہ پر لعنت کرے۔ اس نے انہیں نکلنے پر مجبور کیا۔ تو وہ یہ کہتے تھے کہ مجھے واپس چلا جانے دو۔ اس نے نہ مانا۔ یا میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دوں یا مسلمانوں کی سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف مجھے نکل جانے دو۔ وہاں خدائے عزوجل میری حفاظت کرے گا۔ یہ بات بھی اس نے نہ مانی اس سے بھی انکار کیا۔ ان کو کوفہ کی طرف واپس لایا اور قتل کیا۔ مسلمانوں کے دلوں میں اس واقعہ سے میرا بغض اس نے بھر دیا اور میری عداوت کا بیج بو دیا۔ اب نیک و بد یا سب مجھ سے اس بات پر بغض رکھتے ہیں کہ میں نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔ لوگ اسے امر عظیم[1] سمجھتے ہیں۔ مجھے ابن مرجانہ سے کیا مطلب تھا۔ خدا اس پر لعنت کرے اور اپنا غضب نازل کرے۔

ابن زیاد کو یزید کی موت کی اطلاع:

ابن زیاد نے اپنے ایک غلام آزاد ابو حمران کو شام کی طرف روانہ کیا کہ یزید کی خبر لے کر آئے۔ خود ایک دن سوار ہو کر تماشوں کی دکانوں تک پہنچا تھا کہ ابو حمران سامنے سے آ پایا اور چپکے سے یزید کی موت کا حال اس نے بیان کیا۔ یہ سنتے ہی راہ سے پھرا گھر آ کر عبداللہ بن حصین کو حکم دیا کہ پکار کر نماز کے لیے بلائے۔ ابن زیاد کا مصاحب نافع بن عبداللہ احبابی زیاد کی عمارت کو گیا تھا اسی مکان کی ایک کھڑکی سے نکل کر مسجد میں جو آیا تو سر شام حمران کو دیکھا۔ یہی حمران مسعود کا اور یزید کے زمانے میں ابن زیاد کی طرف سے پیغام بری کیا کرتا تھا۔ حمران اس کی چال ڈھال سے سمجھ گیا کہ خود آگے بڑھ کر کچھ کہنے لگے۔ ابن زیاد نے پوچھا کیا ہے؟ کہا خیر بات ہے۔ کہا۔ ان کا حال کیا ہے؟ کہا میں قریب آ سکتا ہوں کہ کہوں؟ آ جا۔ حمران نے چپکے چپکے یزید کے مرنے کا اور اہل شام میں جھگڑا پڑنے کا حال بیان کیا۔ یزید ربیع الاول ۶۴ھ کی چودھویں تاریخ پنجشنبہ کے دن مر گیا۔

یزید کی مذمت:

ابن زیاد نے یہ سنتے ہی فوراً لوگوں کو حکم دیا کہ نماز با جماعت کو پکار دے۔ لوگ جمع ہو گئے۔ یہ منبر پر گیا۔ یزید کی خبر مرگ لوگوں سے کہی اور اس کی مذمت بھی کی۔ یہ جانتا تھا کہ یزید مجھ سے بد گمان ہے جس بات کے لئے بلانا چاہتا اور اس سے ڈرا کرتا تھا۔ احنف نے کہا ہم لوگوں کی گردنوں میں یزید کی بیعت ہے۔ عرب والے کہتے ہیں کہ جھگڑنا چاہیے۔ یہ سن کر اس نے زبان روک لی۔ اس کے بعد ابن زیاد نے اہل شام کے اختلاف کا ذکر اور جو تحریریں اوپر گزر چکیں وہ سب بیان کیں۔ یہاں تک کہ سب نے بخوشی و رضا ان

---

[1] امر عظیم عن ذی فنن۔ یعنی شاخ دار اور وسعت والا امر عظیم جس پر بہت تفرقہ ہوگا۔ ش، م

سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے جا رہے تھے [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] جماعت میں [illegible] [illegible] [illegible]۔

بصرہ میں ابن زبیر کی بیعت

غرض ابن زیاد جب [illegible] ایک شخص [illegible] ہاتھ میں [illegible] بیعت کرنے [illegible]۔

ابن زیاد سے اہل بصرہ کی بدعہدی

ابن زیاد جب مقام [illegible] تک پہنچا تو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] عبدالرحمن [illegible] [illegible] زیاد سے یہ قصہ بیان کیا۔ ابن زیاد نے [illegible] اپنے ہاتھوں [illegible] ابن زیاد کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اہل بصرہ نے [illegible] تو ابن زیاد شام میں [illegible]۔

ابن زیاد کی واپسی

بصرہ سے فرار ہونے سے پہلے ابن زیاد کے پاس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھے۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

تمہارا حق حصہ ہے چاہے اپنے وظیفے اور اپنی اپنی اولاد کی تنخواہیں اس میں سے لے لو۔ پھر سب کے سب نے کہا تب اُن کو حکم دیا کہ لوگوں کو بلائیں اور سب کے ناموں کی فہرست بنائیں اور اس باب میں بہت تاکید کی۔ پھر اصرار کر کر کے کہا کہ دفتر کے کاتب دن کو اور رات کو بھی جاگتے رہیں۔ شمعیں روشن کر کے کام کریں۔ مگر جب لوگ اُدھر متوجہ ہوئے اور سب کے سب اسے چھوڑ کر بیٹھ رہے۔ ادھر سلمہ نے اس سے مخالفت کی دعوت دی۔ تو ابن زیاد نے اپنا حکم روک لیا۔ اور خزانہ بھی بھاگتے وقت اٹھا لے گیا۔ یونس کہتا ہے ابھی تک اس کی اولاد میں وہ دولت موجود ہے۔ ان کی شادی بیاہ کی رونق قریش میں کسی کو حاصل نہیں۔ نہ قریش میں کوئی شخص کھانے پینے اوڑھنے میں ان کے مثل ہے۔

رؤسائے بصرہ کا ابن زیاد سے عدم تعاون:

ابن زیاد نے ملک کے خاص رئیسوں کو بلا کر کہا تھا کہ تم سب میرے ساتھ شریک ہو کر مخالفوں سے قتال کرو۔ انھوں نے کہا: ہمارے سردار جو لوگ ہیں وہ جس کا حکم دیں گے ہم تیرے ساتھ جائیں گے۔ لوگوں کا یہ حال دیکھ کر اس کے بھائیوں نے سمجھایا کہ اس زمانہ میں خلیفہ ہی کوئی نہیں ہے جس کی طرف سے تم قتال کرو اور جب شکست ہو جائے تو اس سے پناہ کے طالب ہو اور اس کی مدد کے لیے تم طلب گار ہو اور وہ تمہاری مدد کرے اور یہ تمہیں خوب معلوم ہے کہ "جنگ دو سر دارد" کیا معلوم تمہیں فتح ہو یا شکست۔ اگر شکست ہوئی تو یہ دولت جو اس وقت ہمارے قبضہ میں ہے۔ یہی لوگ جن سے ہم کو مقابلہ ہے ہمارے ہلاک کرنے اور مال و دولت کے تاراج کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے اور تیرے پاس اس روپیہ میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ اس کا یہ روپیہ بھی جو عبداللہ کو ملتا تھا۔ دوستو واللہ! اگر تم نے ان لوگوں سے قتال کیا تو میں تلوار کے پھل پر اپنا پیٹ رکھ کر ٹیک دوں گا کہ پشت کے پار ہو جائے۔

ابن زیاد کی حارث بن قیس سے امداد طلبی:

ابن زیاد نے اب بنی جہم سے حارث بن قیس کو بلا بھیجا اور اس سے کہا اے حارث میرے باپ نے مجھے وصیت کی تھی کہ اگر کبھی تمہیں بھاگنے کی ضرورت پڑے تو آل جہم کے ذریعہ سے کام نکالنا اور میرے دل میں بھی تم لوگوں کے سوا کسی پر اعتماد نہیں ہے۔ حارث نے کہا تمہارے باپ کے ساتھ جن خطروں میں ہم لوگوں نے اپنی جانیں لڑا دیں تجھے خوب معلوم ہے۔ تب بھی اس نے نیکی تو نے ہمارے ساتھ اس کا عوض کیا اب جو تجھ کو نے کی ہے تو ہم اسے بھی رد نہیں کرتے۔ ٹھکانا کرتے ہیں تیرے لیے۔ اگر میں تجھے دن کو لے کر نکلوں تو اندیشہ ہوتا ہے کہ اپنی قوم میں پہنچتے پہنچتے میں بھی قتل ہو جاؤں گا اور تو بھی۔ لیکن میں تیرے پاس ٹھہرا رہوں گا۔ جب رات تاریک ہو جائے گی اور آمد و رفت راہگیروں کی موقوف ہو جائے گی۔ اس وقت میں تجھے اپنے پیچھے بٹھا لوں گا کہ تجھے کوئی پہچان نہ سکے اور تجھے بنی ناجیہ اپنی برادری والوں میں لے چلوں گا۔ ابن زیاد نے کہا بہت بہتر ہے۔ رات کو بھی یہ حارث ٹھہرا رہا۔

ابن زیاد کا فرار:

جب اندھیری رات ہو گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا تو ابن زیاد کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ مگر مال و دولت کو تو وہیں چھوڑ گیا۔ گھوڑا

---

[1] ابن اثیر نے اس روایت کے آخری فقرے کو چھوڑ دیا ہے اس مقام پر جب عباد [illegible] میں [illegible]
[illegible]

دیا تھا۔ حارث اسے لے کر چلا۔ ان لوگوں میں ہو کر نکلا جو خوارج حروریہ کے خوف سے راتوں کو پہرہ دیا کرتے تھے۔ ابن زیاد پوچھتا جاتا تھا یہ کون سی قوم ہے یہ کون لوگ ہیں۔ بنی تمیم میں جب پہنچے تو ابن زیاد نے کہا اب ہم کہاں آئے کہا بنی سلیم میں۔ کہا سلامتی ہے ان شاء اللہ۔ جب بنی ناجیہ میں پہنچے۔ پوچھا اب ہم کہاں آئے۔ کہا بنی ناجیہ میں۔ کہا نجات ہے ان شاء اللہ۔ بنی ناجیہ نے حارث سے پوچھا تو کون ہے کہا حارث بن قیس کہا ہم نے پہچانا۔ ان میں سے ایک شخص نے ابن زیاد کو پہچانا اور کہا پسر مرجانہ۔ پھر ایک تیر اس کی طرف مارا۔ وہ عمامہ میں اٹک کر رہ گیا۔ حارث اسے لے کر چلا اور محلہ جہاضم میں لے جا کر اپنے گھر میں اسے اتارا۔

ابن زیاد اور مسعود بن عمرو:

اب یہ مسعود بن عمرو کے پاس آیا۔ مسعود نے کہا اے حارث دہائی! ہم تو اللہ سے پناہ مانگتے ہیں کہ اس آفت سے بچیں۔ تمہارا وہی جسے تو لے کر آیا ہے۔ حارث نے کہا میرے آنے میں خیریت کے سوا کوئی اندیشہ نہیں ہے تم کو خوب معلوم ہے کہ تمہاری ہی قوم کے لوگوں نے زیاد کو بچایا تھا اور اپنے عہد پر قائم رہے تھے۔ اس سے ان کی قدر و منزلت تمام عرب میں کیسی ہو گئی تھی؟ کہ بیٹھ فخر کیا کرتے تھے اب تم لوگ ابن زیاد سے دو چشمی کر رہے ہو ایک بیعت عامہ اور دوسری بیعت تمہاری گردنوں پر اس بیعت کے علاوہ ہے۔ وہ بیعت بلا شبہ ہے۔ مسعود نے کہا تم چاہتے ہو کہ ابن زیاد کے لیے تمام اہل شہر سے ہم عداوت مول لیں۔ اس کے باپ کے ساتھ ہم لوگوں نے خیر خواہی کی تو کیا پایا۔ اس نے کبھی ان کا کوئی ہمارے ساتھ نہیں کیا۔ میں تمہیں ایسا نہ سمجھتا تھا کہ تم ایسی باتیں بناؤ گے۔ حارث نے کہا اپنی بیعت کے وفا کرنے پر اور اس کو کسی ٹھکانے تک پہنچا دینے پر کوئی بھی تمہارے ساتھ عداوت نہیں کرے گا اور حارث نے یہ بھی کہا کہ جب وہ تمہارے گھر میں آ چکا تو اب کیا اسے نکال دو گے۔ غرض مسعود نے عبد الغافر بن مسعود کے گھر میں چھپ رہنے کے بہانے سے کہہ دیا۔

ابن زیاد کی ابن مسعود کے گھر میں روپوشی:

ایک روایت یہ ہے کہ ابن زیاد نے حارث سے خود یہ التجا کی تھی کہ مجھے مسعود کے گھر میں لے چلو کیونکہ وہ سب سے مرتبہ کا آدمی ہے شریف ہے مسن ہے۔ لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ بنی ازد کے بیچوں بیچ اس کا مکان واقع ہے۔ اس التجا پر حارث اسے مسعود کے گھر لے آیا۔ عبد الغافر کے گھر میں اس کو جگہ دے کر اسی رات کو سوار ہوا۔ حارث بھی اس کے ساتھ تھا اور خود اس کی قوم کے بھی لوگ ہمراہ تھے۔ یہ سب بنی ازد کی محفلوں میں گئے اور سب سے کہہ دیا کہ ابن زیاد روپوش ہو گیا ہے۔ سب کا گمان تمہیں پر ہو گا۔ صبح تک تم سب لوگ مسلح ہو جاؤ۔ اور ایسا ہی ہوا کہ جب اہل شہر نے سنا کہ ابن زیاد کا پتہ نہیں ملتا، سب نے یہی کہا کہ وہ بنی ازد میں ہو گا۔ ایک بڑھیا نے کہا ارے واللہ وہ اپنے باپ دادا کے جنگل میں چھپا ہوا ہے۔ ابن زیاد نے روپوش ہونے سے پہلے بصرہ کا مال لے کر تو اپنے خاندان والوں میں تقسیم کر دیا تھا اور جو جو کچھ لے جا سکتا تھا اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ خاندان زیاد کے لوگوں سے بھی اس نے خواہش کی تھی کہ سب اس کے دشمنوں سے قتال کریں مگر کسی نے اس کا ساتھ نہ دیا۔

ابن زیاد کو دار الامارہ میں واپس لانے کی کوشش:

ابن زیاد مسعود کے یہاں چھپا ہوا تھا کہ شقیق بن ثور کو خبر ملی کہ ابن عوف اور ابن مسمع راتوں کو مسعود کے پاس جایا کرتے

ہیں۔ چاہتے ہیں کہ ابن زیاد کو دارالامارہ میں واپس لائیں۔ اور دونوں گروہوں کے اتفاق سے کشت و خون کا بازار گرم کریں اور اپنی عزت بڑھالیں۔ شقیق نے عبداللہ مازنی کو مسعود کے پاس بھیجا۔ مازنی نے دیکھا کہ مسعود کے ایک پہلو میں عبیداللہ بن زیاد بیٹھا ہے۔ دوسرے پہلو میں عبداللہ بن زیاد ہے۔ اس نے شقیق کا سارا پیام و سلام مسعود کے سامنے بیان کر دیا۔ جس کے آخر میں یہ تھا کہ دونوں کو اپنے یہاں سے نکال دو۔ مسعود نے کہا واللہ ہم تو یہاں سے نہ نکلیں گے تم نے ہم کو پناہ دی۔ اپنے ذمہ ہم کو لیا۔ ہم تو تمہارے ہی گھر میں قتل ہو جائیں گے اور قیامت تک یہ دھبہ تمہارے دامن پر رہ جائے گا۔

عبداللہ بن حارث کی امارت کی تجویز:

یہاں اہل بصرہ نے اتفاق کر کے نعمان راسبی اور ایک اور مرد مضری کو یہ اختیار دے دیا کہ جس کو چاہیں اسے یہ دونوں شخص[1] ہم سب کا حاکم مقرر کر دیں جس کو وہ دونوں پسند کریں سب اسی کو پسند کریں گے۔ مضری چاہتا تھا کہ بنو امیہ میں سے کوئی امیر ہو۔ اور نعمان بنی ہاشم کی طرف مائل تھا۔ نعمان نے کہا میری رائے میں فلاں شخص امویوں سے بڑھ کر کوئی اس منصب کا حق نہیں ہے۔ مضری نے کہا کیا یہی تمہاری رائے ہے۔ نعمان نے کہا ہاں یہی میری رائے ہے کہا میں نے اپنی رائے بھی تمہارے تابع کر دی تم جسے پسند کرو گے اسے میں بھی پسند کروں گا۔ اب یہ دونوں مجمع میں آئے اور قیس بن ہیثم مضری نے پکار کر کہہ دیا۔ نعمان جس شخص کو پسند کرے گا۔ میں بھی اسی کو پسند کروں گا۔ اب سب لوگ نعمان کا منہ تکنے لگے۔ نعمان نے کہا میری رائے عبداللہ بن حارث کے لیے ہے جسے ببہ[2] کہتے ہیں۔ اب مضری نے کہا ان کا نام تو تم نے نہیں لیا تھا۔ نعمان نے کہا نہیں نہیں واللہ انہیں کا نام میں نے لیا تھا غرض سب نے ببہ سے بیعت کر لی۔

ام بسطام کی ابن زیاد کو امان:

ایک روایت یہ ہے کہ حارث بن قیس پہلے ابن زیاد کو مسعود کے پاس لایا تھا وہ ابن زیاد کو لے کر چلا اور ابن زیاد نے لاکھ درہم اپنے ساتھ لے لیے تھے۔ حارث ابن زیاد اور اس کے بھائی عبداللہ کو لیے ہوئے ام بسطام زن مسعود کے پاس آیا اور اس سے کہا میں ایک ایسا معاملہ تمہارے پاس لے کر آیا ہوں جس سے خاندان کی سب عورتوں میں تمہارا نام ہو جائے گا۔ تمہاری قوم کے لیے اس میں شرف و بزرگی ہے اور تمہارے لیے تونگری اور دنیا کی نعمت ہے۔ یہ لاکھ درہم اور ابن زیاد کو اپنے پاس رکھو کہنے لگی میں جانتی ہوں مسعود نہیں راضی ہوگا وہ قبول نہیں کرے گا۔ حارث نے کہا تم اسے چادر اوڑھا دو۔ اپنے گھر میں بٹھا لو۔ پھر مسعود جانے اور ہم جانیں تمہیں کچھ مطلب نہیں۔ ام بسطام اس بات پر راضی ہو گئی۔ مال اس نے لے لیا اور ان کا کہنا کیا۔ مسعود جب آیا تو عورت نے سارا قصہ اسے سنا دیا۔ اس نے سنتے ہی اس کے چھوڑنے کے لیے[3] ابن زیاد اور حارث دونوں اس گھر کے ایک حجرہ میں

---

[1] طبری کی عبارت اس مقام پر کامل ابن الاثیر میں نہیں پائی جاتی یہاں دونوں شخصوں سے زیاد کے دونوں بیٹے بھی مراد لیے جا سکتے ہیں اور ابن مجول وابن مسمع بھی۔ ۱۲۔ منہ۔ ع

[2] ببہ کے معنی ہیں گل گوتھنا موٹا تازہ بچہ۔ ۱۲۔ منہ

[3] طبری کے یہ الفاظ ہیں احدد اسیاء اس کا دوسرا نسخہ ہے۔ احد و اسیاء مصر بھا ابن الاثیر نے بھی اسی دوسرے نسخہ کو اختیار کیا ہے۔ ۱۲۔ منہ

تھے۔ اب وہ نکل آئے۔ ابن زیاد نے کہا: تیری ہلاکت ہو تم نے مجھے پناہ دی ہے، کیونکہ تیرے گھر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ میرے پیٹ میں تیرا ہی نان و نمک ہے۔ تیرا ابن عم حرب ہے۔ جس نے مجھے بھی پناہ دی ہے۔ اس پر حارث بھی اس میں ہمنوا ہو گیا۔ دونوں نے بہت کچھ عذر و انکار کر کے اسے راضی کر لیا۔ اس صورت میں حارث کو بھی ابن زیاد کے بچانے پر آمادہ تھے۔ اس وقت سے لے کر مسعود کے قتل ہونے تک ابن زیاد ان کے گھر میں مقیم رہا۔

بصرہ میں عبداللہ بن حارث ببہ کی حکومت:

ابن زیاد بصرہ سے جب بھاگ گیا تو اہل بصرہ پر کوئی امیر نہ رہا۔ اب کس کو حاکم بنائیں، اس بات میں جھگڑے پیدا ہو گئے۔ آخر سب اس بات پر متفق ہوئے کہ قیس بن ہیثم اور نعمان میں سے کسی شخص کو انتخاب کریں۔ ان دونوں نے بنی عبدالمطلب میں سے عبداللہ بن حارث کا نام لیا۔ کیونکہ ان کی ماں ہند بنت ابوسفیانؓ تھی اور سب سے بہتر تھے۔ اور ان کے سوا عبداللہ بن اسود زہری کا نام بھی آیا۔ دونوں میں سے کسی پر دونوں شخصوں کی رائے متفق ہو گئی تو حکم تھا مربد میں آئے کہ دونوں نے وعدہ کر لیا اور لوگوں سے کہہ دیا کہ کل اس بات پر آمادہ رہو کہ ان دو شخصوں میں سے کون مقرر ہوگا۔ غرض لوگ جمع ہوئے۔ پہلا قیس بن ہیثم آیا۔ اس کے بعد نعمان آیا۔ پھر قیس اور نعمان میں بحث ہوئی۔ نعمان نے قیس سے چپکے سے کہا میں چاہتا ہوں ابن اسود کو مقرر کر دوں۔ پھر یہ کہ ہم تم دونوں ساتھ ساتھ گفتگو نہیں کر سکتے۔ مطلب اس کا یہ تھا کہ گفتگو کرنا اپنے لیے مخصوص کر لے۔ قیس نے اسے منظور کر لیا اور ایک نے دوسرے پر بھروسہ کر لیا۔ اب نعمان نے لوگوں سے یہ عہد لیا کہ جس کو وہ انتخاب کرے سب لوگ اس پر راضی ہو جائیں۔ اس کے بعد عبداللہ بن اسود کی طرف نعمان بڑھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر الزام کیے جو لوگوں کو گمان ہو گیا کہ اسی سے بیعت کر لے گا۔ مگر اسے چھوڑ کر نعمان عبداللہ بن حارث کی طرف آیا۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسی طرح کی تعریفیں اس پر بھی دہرائیں۔

ببہ کی بیعت:

اس کے بعد خدا کے قول کی حمد بجا لایا اور نبی ﷺ کا ذکر کیا اور ان کے اہل بیت و اہل قرابت کا حق بیان کیا۔ پھر کہا اے لوگو! اپنے شخص کو جو تمہارے نبی ﷺ کے قوم سے ہے اور جس کی ماں ہند بنت ابی سفیان ہے، بیعت کرنے کی کون وجہ نہیں ہے؟ اگرچہ یہ شخص بنی ہاشم سے ہے، مگر تو اس کی ماں بنی امیہ سے ہے اور تم لوگوں کی بہن کا ہے۔ یہ کہہ کر نعمان نے اس سے بیعت کر لی اور کہا سنو میں نے تمہارے لیے اس شخص کو انتخاب کیا ہے۔ سب نے پکار پکار کر کہا ہم سب پسند کرتے ہیں اور راضی ہیں۔ اور پھر سب لوگ عبداللہ بن حارث کو دارالامارہ میں لے کر آئے۔ یہ واقعہ غرہ جمادی الثانی ۶۴ھ کا ہے۔ ببہ نے اپنی شرطہ پر ہمیان بن عدی سدوسی کو مقرر کیا۔ اس نے منادی کی کہ سب لوگ آ کر بیعت کریں۔ سب نے آ کر بیعت کی۔ فرزدق نے جب اس سے بیعت کی تو یہ شعر کہا۔

وبـایـعـت اقوامـا وفیـت بـعـهـدهـم
وبـبـة قـد بـایـعـتـه غـیـر نـادم

”یعنی میں نے کتنی ہی قوموں سے بیعت کر لی اور وفا بھی کی اور ببہ سے بیعت کرنے پر بھی مجھے ندامت نہیں۔“

مالک بن مسمع اور قرشی میں تلخ کلامی

مالک بن مسمع کا گھر بصرہ میں مسجد [illegible] کے دروازے کے قریب [illegible] کی حدود میں جو مسجد جامع کے پاس ہے واقع تھا۔ اسی قرب کے سبب سے مالک مسجد میں آیا کرتا تھا۔ [illegible] کے قول سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مالک مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسی صحبت میں ایک قرشی بھی بیٹھا تھا۔ یہ شخص [illegible] کے پاس ابن زیاد کا خط لے کر آیا تھا۔ یہ کہتا تھا کہ اہل [illegible] نے [illegible] کے نام پر بیعت کر لی ہے اور [illegible] کے پاس وہ جانا چاہتا تھا کہ اس صحبت میں [illegible] ہونے لگی۔ قرشی نے مالک کے منہ پر درشت کلامی کی۔ بکر بن وائل کے ایک شخص نے قرشی کو طمانچہ مار دیا۔

قبیلہ مضر و ربیعہ میں ہیجان

اس حرکت پر قبیلہ مضر و ربیعہ کے درمیان ہیجان پیدا ہو گیا۔ اس صحبت میں ربیعہ والے غالب آ گئے۔ اب ایک شخص نے پکار کر کہا ربیعہ نے [illegible] کی۔ اس آواز کو بنی تمیم کی ایک جماعت نے سنا۔ یہ لوگ اس وقت شہر کے قاضی کے پاس حاضر تھے۔ انھوں نے مسجد کے [illegible] والوں سے یہ پوچھا اور [illegible] سے [illegible] ربیعہ پر حملہ کر دیا۔ شکست [illegible]۔ شقیق سدوسی [illegible] بکر بن وائل کا رئیس تھا۔ اسے یہ خبر پہنچی۔ وہ مسجد میں دوڑا ہوا آیا اور اپنے لوگوں کو سمجھانے لگا کہ قبیلہ مضر و تمیم سے [illegible]۔ مالک بن مسمع کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ اس فتنہ کو فرو کرنے کے لیے خود آیا۔ اور ایک کو دوسرے پر حملہ کرنے سے باز رکھا۔

اشیم بن شقیق رئیس بکر بن وائل:

ایک مہینے کے قریب قریب یوں گزر گیا [illegible] ایک شخص بنی ضبہ کے ایک شخص کا ہم نشین تھا۔ دونوں مسجد میں بیٹھا کرتے تھے۔ اس ضبی نے ذکر نکالا جو بکر بن وائل کے ایک شخص نے قرشی کو مار دیا تھا اس پر یشکری فخر سے ذکر کرنے لگا۔ ضبی کو اس بات پر غصہ آیا اس نے یشکری کو [illegible]۔ اس کے بعد نماز جمعہ میں لوگوں نے اسے زد و کوب کیا۔ لوگ اسے اٹھا کر لے چلے گھر تک پہنچتے پہنچتے مر گیا۔ اب بکر بن وائل [illegible] سب جمع ہو گئے۔ ان کا رئیس اشیم بن شقیق تھا اس نے کہا کہ ہم سب کو لے کے چلو اور ان سے کہو کہ پہلے بنی تمیم کو بھیج دیں۔ اگر انھوں نے خون بہا دے دیا تو خیر ورنہ ہم لوگ لڑنے کو روانہ ہوں گے۔ بنی بکر نے اس کی بات نہ مانی۔ مالک بن مسمع کے پاس آئے۔

لہازم کا معاہدہ

اشیم سے پہلے بھی مالک سب کا امیر تھا۔ اشیم اس کی [illegible] بنی [illegible] کے پاس پہنچ گئے [illegible] ابن زیاد کے نام یہ حکم لکھوایا کہ تمیم کی [illegible] دے دی جائے۔ قوم لہازم نے یزید کے [illegible]۔ لہازم کی تفصیل یہ ہے۔ اول بنی قیس اور ان کے حلفا عنزہ۔ دوم تیم اللات اور ان کے حلفا عجل۔ اور یہ سب [illegible] ہو گئے تھے۔ سوم آل ذہل بن شیبان اور ان کے حلفا یشکر۔ چہارم ذہل بن ثعلبہ اور ان کے ساتھ [illegible] حنیفہ یہ سب چار [illegible] [illegible] ہوا تھا۔ بکر بن

---

[1] [illegible] فقال رجل [illegible] [illegible] سے یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ یشکری نے اس [illegible] کی [illegible] ایمان [illegible] تھا [illegible]۔ [illegible] ہے۔

وائل ان چیزوں میں سے قبیلہ حنیفہ تو زمانۂ جاہلیت میں ان کا حلیف تھا اور خود ان کے شریک نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ یہ سب حیری تھے۔ پھر یہ سب لوگ اپنی بادیہ نشینی ہی کی زندگی کے ساتھ مسلمان ہو گئے تھے۔ اسی سبب سے ان کو لہازم کہتے ہیں۔

اشیم کی سرداری:

فریقین اس بات پر راضی ہو گئے کہ [illegible] جو فیصلہ دے دے اسے ہم سب قبول کر لیں گے۔ [illegible] نے ریاست اشیم کو دی۔ جب یہ فیصلہ ہو گیا تو [illegible] نے ملک کو چھین لی اور بہت خفیف ہوا اس نے لوگوں کو [illegible] سامان جنگ کرنے لگا۔ اس نے یہی ارادہ اور خواہش کی کہ پھر از سر نو اس عقد کو توڑ دے جو سب کی جماعت کے سامنے ہو چکا تھا۔ اس واقعہ پر حارثہ بن بدر نے کہا:

نزعنا و امرنا و بكر بن وائل تجر خصاها تبتغي من تحالف

ترجمہ: ”ہم نے جسے چاہا معزول کر دیا۔ جسے چاہا امیر بنا دیا اور بکر بن وائل کے لوگ اپنی خصیوں کو گھسیٹ رہے ہیں کہ کوئی ملے تو اس سے حلف کر لیں۔“

وما بات بكري من الدهر ليلة فيصبح الا وهو للذل عارف

ترجمہ: ”کسی بکری پر ایک رات بھی ایسی نہیں گزری ہو گی کہ صبح کو اسے ذلت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔“

قبیلہ بکر اور قبیلہ تمیم میں کشیدگی:

ابن زیاد بھی مسعود کے ہی پاس تھا کہ اسے خبر ملی کہ قبیلہ بکر اور قبیلہ تمیم میں اتفاق ہو گیا ہے اس نے کہا جا کر [illegible] اور مالک کے حلف کی تجدید کر۔ مسعود جا کر مالک سے ملا اور دونوں میں اس بات پر گفتگو ہوئی۔ مگر جو لوگ بصرہ سے بھاگ کر آئے ان دونوں کو اس بات سے روکتے ہوئے۔ تب ابن زیاد نے اپنے بھائی عبداللہ کو مسعود کے ساتھ کر دیا اور اسے بہت سا مال دے دیا۔ دو لاکھ درہم سے زیادہ اس معاملہ میں اس نے خرچ کر ڈالے۔ آخر ان دونوں سے سب نے بیعت کر لی۔

اہل یمن کی تجدید حلف:

ابن زیاد نے اپنے بھائی سے کہا کہ اہل یمن کے باب میں سب سے عہد و پیمان کر کے قوم کی حلف کی تجدید ہوئی اور [illegible] دونوں کے ہر جماعت کے سامنے ان دونوں کے درمیان لکھے گئے تھے ایک نوشتہ اور لکھا گیا اور وہ نوشتہ مسعود کے پاس رکھوا دیا گیا۔ سب سے پہلا نامہ ان میں حلف بنو حریث کے پاس رکھوا دیا گیا۔ سب سے پہلے اس میں [illegible] کا نام تھا اور اسی سے [illegible] ان دونوں میں حلف ہو چکا تھا۔ [illegible] بصرہ میں [illegible] کے ساتھ [illegible]۔ جماعت [illegible] کے آخر میں [illegible] آ کر [illegible]۔ مسلمانوں کو [illegible] دونوں کے [illegible] ہے۔

بنی تمیم اور ازد کا معاہدہ:

اس کے بعد [illegible] خلافت [illegible] بصرہ میں آئی ہے۔ یہ لوگ جب آئے تو قوم تمیم نے احنف سے کہا کہ جب تک [illegible] سے ملے وہ [illegible]۔ پہنچے [illegible] احنف نے جواب دیا [illegible] تمہارے پاس آئیں تو ان سے مل جاؤ ورنہ تم ان کے پاس نہ جانا۔ اگر تم خود ان کے پاس چلے گئے تو پھر [illegible]

انجمن کے اجتماع میں ہو گئے۔ مالک بن مسمع ازد کے پاس آیا۔ اس وقت ان لوگوں کا رئیس مسعود بن عمرو تھا۔ مالک نے کہا ہم سے تجدید حلف کرو۔ اور وہ معاہدہ جاہلیت میں جو [illegible] تھا اسے پھر تازہ کر دو۔ احنف نے کہا جب یہ لوگ خود ہی ازد کے پاس چلے آئے تو اب ہمیشہ کے لیے ان کو ازد کے متعلقین رہنا پڑے گا۔

قبیلہ ازد پر مسعود کی سرداری:

غرض مضر کے مقابلہ میں تو بکر نے جب ازد کا ساتھ دیا۔ اور پہلے حلف کی تجدید ہو گئی اور وہاں سے سب نے دارالامارہ کا ارادہ کیا۔ تو قوم ازد نے کہا کہ تم تنہا [illegible] ہو گئے۔ ہم سب کا ایک سردار ہونا چاہیے۔ تو مسعود کو سب کا سردار کر دیا۔ اب مسعود نے ابن زیاد سے کہا۔ میرے ساتھ نکل چلیے۔ دارالامارہ میں لے کر حکومت و امارت کے منصب پر بٹھا دوں ہو۔ ابن زیاد نے کہا مجھ میں یہ قدرت نہیں ہے۔ [illegible] اپنے دشمنوں کے کچلنے کے لیے اس نے گھوڑے [illegible] کیے گئے۔ لوگ سوار ہونے لگے۔ [illegible] مسعود کے دروازہ پر ابن زیاد کے لیے ایک کرسی بچھا دی گئی۔ وہ کرسی پر بیٹھ کر سب کی روانگی کو دیکھ رہا۔

مسعود کی روانگی [illegible]:

مسعود روانہ ہو گیا اور ابن زیاد نے اپنے غلاموں کو گھوڑوں پر سوار کر کے مسعود کے ساتھ کر دیا۔ چلتے وقت ان سے کہا۔ میں تو نہیں جانتا کہ کیا ہو گا۔ [illegible] جب یہ واقعہ ہو تو تم میں سے کوئی آ کر مجھے خبر کر دے۔ لیکن میں یہ کہے دیتا ہوں کہ دیکھو [illegible] آئے ہر بات کی خبر کرنے کو میرے پاس تم میں سے کوئی نہ کوئی ضرور حاضر ہو۔ اب مسعود کی حالت یہ تھی کہ [illegible] قبیلہ سے گذر رہا تھا [illegible] زیاد کو خبر پہنچا دیتا تھا۔ غرض مسعود قبیلہ ربیعہ سے آملا۔ مالک بن مسمع ان لوگوں کا رئیس تھا۔ یہاں سے سب نے [illegible] کا رخ کیا۔ مسعود مسجد میں آیا اور منبر پر چڑھ گیا۔ [illegible] اس وقت دارالامارہ میں موجود تھا۔ کسی نے اس سے کہا کہ مسعود اور اہل یمن اور قبیلہ ربیعہ یہ سب [illegible] آ گئے۔ لوگوں میں فتنہ و فساد برپا ہونے کو ہے۔ آپ ان لوگوں کی اصلاح کر دیجئے [illegible] تمیم کو ساتھ لے کر ان کے مقابلہ میں [illegible]۔ وہ بولے [illegible] خدا ان سے سمجھے۔ ان کی اصلاح کے لیے میں خود تو نہیں کروں گا۔ مسعود کے ساتھیوں میں سے ایک شخص یہ شعر پڑھ کر چڑھ آتا تھا۔

[illegible]

ترجمہ: ''[illegible] جس کا قد [illegible] کے برابر ہو گا۔ [illegible] کے سر میں کنگھی کر سکتی''۔

قبیلہ ازد و ربیعہ کا مسجد میں اجتماع:

یہ حال تو ازد و ربیعہ کا تھا۔ لیکن مضر کے [illegible] تک پہنچ گئی اور یہ شعر پڑھتی جاتی تھی۔ غرض مسعود منبر پر چڑھنے سے کسی نے نہیں روکا تو [illegible] فوج لے کر نکلا۔ اور مربد کے راستے سے [illegible] کی طرف بڑھتا ہوا بنی تمیم کے گھروں کی طرف سے گذرتا ہوا [illegible] گلی میں [illegible] کی طرف سے داخل ہوا۔ [illegible] والوں کی طرف سے ان لوگوں کے دل میں یہ [illegible] تھا کہ ایک شخص نے [illegible] اور [illegible] میں [illegible] تھا۔ اسی عداوت میں مسعود نے [illegible] کے گھروں کو جلانا شروع کیا۔ اسی [illegible] میں لوگوں نے [illegible] کہا کہ مسعود قتل ہو گیا۔ [illegible] تمیم مسعود پر

[illegible] ... مسجد ... [illegible]

[illegible] اب اس نے توقف کیا۔ ... بنی تمیم احنف کے پاس پہنچے۔ ... دارالامارہ میں داخل ہو [illegible]

اور تم ... احنف نے ... شیطان ہے۔ انھوں نے کہا [illegible]

[illegible] مسجد میں ... جواب دیا ... مسجد [illegible]

[illegible] دارالامارہ میں داخل ہو گئے [illegible]

[illegible] بنی تمیم [illegible]

[illegible] ... احنف ... [illegible]

[illegible]

[illegible] ... ریاست ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ... قتل کیا [illegible]

[illegible]

عباد [illegible]

احنف نے جواب دیا ... [illegible]

[illegible] ... عباد ... [illegible]

[illegible]

[illegible] احنف نے [illegible]

[illegible]

[illegible] عباد [illegible]

[illegible]

[illegible] سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مسجد [illegible]

[illegible]

بنی تمیم کا مسجد کا محاصرہ

بنی تمیم کی جماعت [illegible] مسجد کے قریب [illegible] انھوں نے

بوچھیوں کے قبیلے ہماری طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں۔ لہٰذا تم ان کی طرف تیزی سے بڑھو۔ وہ جلدی سے چلے۔ دشمن دروازہ اب پہنچے تو یہ لوگ مسجد میں در آئے۔ مسعود منبر پر خطبہ دے رہا تھا اور لوگوں کو جنگ پر ابھار رہا تھا۔ یہ دیکھ کر غطفان نے اپنے لوگوں کو ابھارا اور انہیں تیار کیا۔ دوستوں میں سے اس نے پوچھا۔ جس کو یہ منصب تھا۔ اسے بنی تمیم مسجد کے مقصورہ میں تھے۔ ایک شخص نے مسعود بڑھ کر ہمارے ہاتھ سے نکل جانے۔ غرض ان لوگوں نے مسعود کو منبر سے اتار کر قتل کر دیا۔ اشیم دروازہ مقصورہ کی طرف بھاگ نکلا۔ کسی نے پیچھے سے مارا۔ وہ دروازے میں پڑا تھا۔ اشیم بچ گیا۔ اسی پر فرزدق نے کہا:

لو ان اشيم لم يسبق اسنتنا   واخطأ الباب اذ نيرانهم تقد

ترجمہ: "اگر اشیم جب آتش جنگ مشتعل ہو گئی تھی۔ اس وقت ہماری برچھیوں سے بچ نہ گیا ہوتا اور مقصورہ مسجد کے دروازہ تک نہ پہنچ گیا ہوتا۔

اذا لصاحب مسعودا و صاحبه   و قد تهافتت الاعفاج و الكبد

ترجمہ: تو وہ بھی مسعود کے ساتھ چلا گیا ہوتا اور جگر و آنتوں کے ٹکڑے اڑ گئے ہوتے۔"

مسعود کا قتل:

واقعہ شوال کی پہلی تاریخ ۶۴ ھ میں ہوا۔ بعض لوگ ازد کے گھروں کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے کہ ادھر سے مسعود آیا تھا۔ جیسے پرندہ آتا ہے۔ قتل ہو گیا۔ دریائے زیاد کی تاپتی ہوئے۔ تمام بکھیر گئی ہوئی تھی۔ صفت اکثر بیٹھا تھا۔ کہتے تھے کہ یہ لوگ کہتے تھے چاند تو ایسا دیکھو چاند کو دیکھو۔ ایک ساعت نہ گزری ہوگی کہ ان کا چاند چھپ گیا۔ بنی تمیم کے گھروں کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے یہ لوگ اس طرف سے آ پڑے۔ اور اسے قتل کر ڈالا۔

ابن زیاد کی روانگی شام:

لوگوں نے ابن زیاد سے آ کر کہا مسعود منبر پر چڑھ گیا۔ ابھی کچھ باقی تھی۔ اور ابن زیاد دارالامارہ میں آنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ کہ اور کچھ لوگ آئے انہوں نے کہا مسعود مارا گیا۔ یہ سنتے ہی ابن زیاد نے رکاب میں پاؤں ڈالا۔ اور شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ شوال ۶۴ ھ کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد تو جعفر نے کچھ لوگ ... کی قبر میں لگے۔ اسے اسی نے گھر میں محصور کر لیا اور گھر میں آگ لگا دی۔ غطفان نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا:

واصبح ابن مسعود محصورا   يبنى قصورا دونه ودورا

حتى شبنا حوله سعيرا

ترجمہ: "ابن مسعود محصور ہو کر قصروں اور مکانوں میں چھپتا پھرتا ہے۔ یہاں تک کہ ہم نے اس کے گرد آگ کے شعلے بلند کر دیئے۔"

وافد بن خلیفہ کے اشعار:

ابن زیاد بھاگا تو لوگوں نے اس کا اسباب لوٹ لیا۔ وہ بھاگتے ہوئے ایک گدھے پر سوار تھا۔ وافد بن خلیفہ نے اس باب میں کہا:

[illegible]

ترجمہ: "وہ ظالم جس کا ہم ذکر [illegible] اس کا [illegible] کی موت [illegible]"

[illegible]

ترجمہ: عبید اللہ [illegible] نے [illegible] اور [illegible] وہ سواروں کا [illegible]

[illegible]

ترجمہ: یہاں [illegible] کا ذکر ہے کہ [illegible] کہ [illegible] طرح [illegible] کر دیا گیا تھا۔

ترجمہ: ہم عدوی نے مسعود کے قتل پر ایک طولانی نظم کہی ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

[illegible]

ترجمہ: "مسعود جب [illegible] آیا ہے تو ہم نے [illegible] کی [illegible]۔"

[illegible]

ترجمہ: مسعود اس [illegible] آیا تھا کہ ابن زیاد کو امیر [illegible] وہ خود قتل ہوا [illegible] کی صورت دکھائی۔ ایک روایت یہ ہے کہ مسعود نے قرأ کے ماتحت [illegible] قوم ازد کے [illegible] کے ساتھ [illegible] ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔

مسافر اور ابن زیاد کی گفتگو:

بعض روایتوں میں اتنا مضمون اور جمع ہوا ہے کہ ایک شب کا ذکر ہے کہ شام کے سفر میں ابن زیاد نے کہا کہ دراز گوش کی سواری سے میں اکتا گیا۔ میرے لیے کوئی گھوڑا کس دو۔ بیان یشکری نے گدھے پر [illegible] ڈال دیا۔ بیان کرتا ہے کہ ابن زیاد اس پر سوار ہوئے۔ دونوں پاؤں ان کے گویا زمین پر گھسٹتے ہوئے جاتے تھے۔ بڑی دیر تک سکوت کے عالم میں رہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ شخص کل تک امیر عراق تھا۔ آج اس وقت گدھے کی پیٹھ پر سو رہا ہے۔ گر پڑے تو کچھ چوٹ آ جائے۔ پھر میں نے [illegible] کہ یہ سو رہا ہے تو میں اس کی نیند کو پریشان کروں گا۔ [illegible] قریب گیا۔ میں نے پوچھا کیا سو گئے۔ کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر یہ سکوت کیسا؟ کہا کچھ دل سے باتیں کر رہا تھا۔ میں نے کہا میں بتا دوں کیا باتیں دل سے کر رہے تھے۔ کہا مجھے واللہ ضرور بیان کرو تو [illegible] کہہ سکتا ہے۔ ٹھیک ٹھیک بیان کر سکتا ہے۔ میں نے کہا تم دل میں یہ کہہ رہے تھے۔ کاش! حسین کو میں نے قتل نہ کیا ہوتا۔ کہا اور کیا؟ میں نے کہا یہ کہہ رہے تھے کاش! [illegible] سے تعلق نہ ہوا ہوتا۔ کہا اور کیا؟ [illegible] کہہ رہے تھے کاش! [illegible] نے حکومت نہ دی ہوتی۔ کہا اور کیا؟ میں نے کہا یہ کہہ رہے تھے کاش! [illegible] نے [illegible] سے زیادہ سخاوت کی ہوتی۔

---

۱ طبری کی عبارت [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]۔ ۱۲

ابن زیاد کا اپنے اعمال کا محاسبہ:

ابن زیاد نے کہا واللہ تم نے کوئی ایک بات بھی ذکر کی غلط نہیں کی سب پوچھ لیا۔ حسین رضی اللہ عنہ کا کام جو تم نے یاد کیا، وہ مجھے قتل کرنے آ رہے تھے میں نے اپنے قتل ہونے سے ان کے قتل کرنے کو بہتر سمجھا۔ بیضا کو میں نے عبداللہ ثقفی سے مول لیا۔ یزید نے دس لاکھ میرے پاس روانہ کیے تھے۔ وہ میں نے اسی بیضا پر لگا دیے۔ اگر یہ دولت باقی رہ گئی تو میرے اہل کے پاس رہے گی۔ تباہ ہو گئی تو مجھے اس کا افسوس بھی نہیں۔ اس کے تلف ہونے سے مجھ پر کوئی الزام بھی نہیں۔ دہقانوں کو حکومت دینے کا یہ سبب ہوا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اور زاذان فروخ نے معاویہ کے سامنے میری شکایت کی۔ دہقان کی بھوسی تک کا ذکر کیا یہاں تک کہ خراج بڑھوا دیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ اختیار دیا کہ یا تو معزول ہو جاؤں یا اتنا ادا کروں۔ مجھے معزول ہونا گوارا نہ ہوا۔ اب یہ مشکل آ پڑی کہ اگر عرب میں سے کسی کو عامل کرتا اور وہ خراج میں نقصان پہنچاتے تو میں اس سے باز پرس کرتا، ان کی قوم کے رؤساء یا اس کی برادری والوں پر بار ڈالتا تو ان لوگوں کو مجھ سے ضرر پہنچتا۔ اگر چھوڑ دوں تو خدا کے مال کو یہ جان بوجھ کر کسی کے ذمے ہے کیونکر چھوڑ دوں۔ میں نے دہقانوں کو تم لوگوں سے بڑھ کر تحصیل خراج میں واقف کار سمجھا اور بڑھ کر امانت دار اور مطالبے کے وقت تم سے بڑھ کر نرم دل پایا۔ پھر یہ بات بھی تو ہے کہ میں نے تم لوگوں کو ان کا نگران مقرر کر دیا تھا کہ وہ کسی پر ظلم نہ کرنے پائیں۔ رہی اسراف ہونے کا جو تم نے ذکر کیا تو واللہ میرے پاس کچھ مال ہی نہ تھا کہ میں اس میں اسراف کرتا۔ ہاں یہ ضرور کہ ایک کا مال لے کر دوسرے کو دے دیتا۔ لوگ کہتے ہیں یہ کیا ہے۔ یہ جو تم نے کہا کاش ابن زیاد نے قتل نہ کیا ہوتا۔ سو واللہ قتل خوارج سے بڑھ کر کوئی عمل جس سے زیادہ تر قربت خدا حاصل ہو میں نے نہیں کیا ہے۔ جن لوگوں کو خوارج میں سے میں نے قتل کیا میرے نزدیک وہ عمل تو سب سے بڑھ کر ہے۔

ابن زیاد کی تمنا:

واب میں تم سے کہے دیتا ہوں کہ میں کیا کیا تمنا اپنے دل میں کر رہا تھا۔ سنو! میں دل ہی دل میں یہ کہہ رہا تھا۔ کاش! اگر میں نے اہل بصرہ سے قتل کیا ہوتا۔ انھوں نے تو اپنی خوشی سے مجھ سے بیعت کی تھی ان پر جبر کس نے کیا تھا اور مجھ کو آرزو تھی کہ مسلمانوں کی خوں ریزی نہ ہو لیکن میرے بھائیوں نے نہ مانا۔ انھوں نے کہا اگر تم لڑے اور ان کا غلبہ ہو تو ہم میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے۔ تم ان کو یونہی کیسے چھوڑ دو گے۔ تو ہم سے ایک ایک شخص اپنی اپنی ننھیال یا سسرال والوں میں جا کر چھپ رہے گا۔ ان کے اس کہنے پر مجھے ترس آ گیا اور قتل سے باز آیا۔ میں اب بھی یہ کہہ رہا تھا کاش! میں نے قید خانوں سے سب قیدیوں کو نکلوا کر سب کی گردنیں مار دی ہوتیں۔ جب یہ دونوں باتیں نہ ہوئیں تو کاش! میں شام میں اس وقت پہنچ جاؤں کہ امر خلافت کا کچھ فیصلہ نہ ہوا ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ شام میں ایسے ہی وقت پہنچا کہ کچھ فیصلہ نہ ہوا تھا اور وہاں کے سب لوگ اس کے سامنے تھے۔ بعض کہتے ہیں بیعت ان کے سر پر ٹھونکی گئی۔ جب یہ پہنچا تو اس نے پھر اختلاف ڈال دیا اور اپنی رائے کی طرف سب کو مائل کر لیا۔

---

[1] اس کے بعد یہ فقرہ ہے [illegible] ابن اثیر نے یہ فقرہ بھی چھوڑ دیا ہے۔

عمرو بن حریث امیر کوفہ:

زیاد اور اس کا بیٹا یہ دو شخص ہیں جو بصرہ اور کوفہ دونوں شہروں کے حاکم تھے۔ ان دونوں نے تیرہ ہزار خوارج کو قتل کیا۔ ان میں سے چار ہزار شخص ابن زیاد کی قید میں تھے۔ یزید کے ہلاک ہونے کے بعد اس نے خطبہ اہل بصرہ میں پڑھا۔ جس کی اطاعت کے لیے ہم قتال کرتے تھے وہ تو مر گیا۔ اب تم لوگ اگر اپنا امیر مجھے کر دو گے۔ تو تمہارے لیے خراج میں تعجیل کروں گا۔ اور تمہارے دشمن سے قتال بھی کروں گا۔ اور مقاتل بن مسمع اور سعید بن قرحا کو کوفہ میں اس نے بھیجا اور اہل کوفہ سے بھی یہی پیام کہلا بھیجا۔ اس وقت اس کی طرف سے عمرو بن حریث کوفہ میں اس نے بھیجا اور اہل کوفہ سے بھی یہی پیام کہلا بھیجا۔ اس وقت اس کی طرف سے عمرو بن حریث کوفہ میں امیر تھے۔ دونوں نے اہل کوفہ کے سامنے جب یہ تقریر کی تو یزید شیبانی اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے یہ کہا شکر ہے خدا کا کہ اس نے ہم کو سمیہ کے ہاتھ سے بھی چھڑا دیا۔ اب تو ہرگز نہیں ہونے کا۔ یہ سن کر عمرو نے اس کے گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ گردن میں ہاتھ دیا گیا۔ اور قید خانہ کی طرف اسے لے جانے لگے۔ تو بکر نے دشمنوں کے ہاتھ سے اسے چھڑا لیا۔ یزید آزاد ہو کر اپنی برادری والوں میں چلا گیا۔

عمرو بن حریث کی اہانت:

یہاں محمد بن اشعث نے اس سے کہلا بھیجا۔ تم اپنی رائے پر قائم رہنا۔ اور حجاج سے بھی یہی پیام ان کے پاس آیا۔ عمرو جو خطبہ پڑھنے کو منبر پر گیا۔ تو اس پر ڈھیلے آنے لگے۔ وہ اپنے گھر میں چلا گیا۔ مسجد میں لوگوں نے مجمع کیا کہ ہم کس کو اپنا امیر مقرر کریں گے۔ فقط اتنے دنوں کے واسطے جتنے دنوں میں سب لوگ کسی خلیفہ پر اتفاق کر لیں گے۔ غرض عمر بن سعد کو سب نے امیر مقرر کر لیا اور ہمدان کی عورتیں نکلیں حسین رضی اللہ عنہ پر بین و زاری کرتی ہوئی آئیں اور ان کے مرد تلواریں باندھے ہوئے منبر کے گرد جمع ہو گئے۔ اس پر ابن اشعث نے کہا۔ ہم لوگ کچھ اور ہی حالت میں تھے۔ اب کچھ اور ہو گیا۔ کیونکہ سب عمر بن سعد کے خیال والے تھے۔ وہ ابن سعد کا انتظام چاہتے تھے۔ یہ لوگ عمر بن مسعود کے پاس جمع ہوئے۔ اور سب نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ حال لکھ بھیجا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے مستقل امیر بنا دیا۔

کوفہ میں ابن زیاد کی مخالفت:

یہ بھی روایت ہے کہ عمرو بن حریث نے ان لوگوں کو جمع کر کے یہ چاہا کہ جس طرح بصرہ والوں نے ابن زیاد کو اپنا امیر بنا لیا ہے۔ اسی طرح اہل کوفہ بھی بالفعل اسی کو اپنا امیر بنا لیں۔ ابن زیاد نے جن دو شخصوں کو اس کام کے لیے بصرہ سے بھیجا تھا۔ ان دونوں نے بھی اہل کوفہ کے سامنے تقریر کی۔ یزید بن حارث پہلا شخص تھا جس نے ان دونوں کو سنگریزے اٹھا کر مارا۔ یزید کے بعد پھر سب لوگوں نے سنگریزے انہیں مارے۔ یزید نے کہا کیا ہم ابن مرجانہ سے بیعت کریں۔ ہرگز ایسا نہ ہو گا۔ یزید کے اس فعل نے قوم و شہر کی نظر میں اس کی وقعت و عزت دو چند کر دی۔ یہ دونوں شخص کوفہ سے جب بصرہ گئے اور اہل بصرہ سے یہاں کا ماجرا کہہ کر واقعہ بیان کیا۔ تو سب کہنے لگے۔ کوفہ والوں نے تو اسے معزول کر دیا اور ہم اسے اہل بصرہ میں سے بیعت کر رہے اور اسے اپنا امیر بنائیں۔ پس لوگ ابن

۱؎ ابن اثیر نے عمر بن سعید لکھا ہے ایک نسخہ طبری کا بھی یہی ہے۔ ۱۲ ح ل

زیاد کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔

ابن زیاد کی سیاسی غلطی:

ابن زیاد سے بڑی چوک یہ ہو گئی کہ اس نے ازد میں جا کر پناہ لی۔ مسعود بن عمرو ازدی نے سے پناہ دی۔ یزید کے مرنے کے بعد ۴۰ دن مسعود کے یہاں رہا۔ بعد کو شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ جاتے جاتے مسعود کو بصرہ میں اپنا جانشین بنا گیا۔ اس پر بنی تمیم و قیس نے کہا۔ ہم ہرگز رضامند نہیں۔ ہم اسے درست نہیں سمجھتے۔ ہم اسی شخص کو اپنا امیر بنائیں گے۔ جسے ہماری جماعت کے لوگ پسند کریں۔ مسعود نے جواب دیا۔ مجھے وہ اپنا جانشین کر گیا ہے۔ میں اس منصب کو نہیں چھوڑنے کا۔ اپنی قوم کو ساتھ لے کر نکلا اور دارالامارہ میں داخل ہو گیا۔ اب بنی تمیم احنف بن قیس کے پاس پہنچے۔ ان سے مسعود کے استیصال پر آمادہ کیا۔ اس زمانہ میں کچھ خوارج نہر ابو اسد پر اترے ہوئے تھے۔ لوگ کہتے ہیں۔ احنف نے ان سے کہلا بھیجا کہ یہ شخص جو دارالامارہ میں داخل ہو گیا ہے۔ ہمارا بھی دشمن ہے تمہارا بھی ہے۔ پھر تم اس سے کیوں نہیں لڑ لیتے۔ پس خوارج کی ایک جماعت مسجد میں پہنچی۔ اس وقت مسعود منبر پر تھا۔ جو کوئی اس سے بیعت کرنے کو آتا تھا بیعت لیتا تھا۔ مسلم نے اسے تیر مارا۔ یہ شخص مسلم کہلاتا تھا۔ اہل فارس میں سے تھا۔ بصرہ میں آ کر مسلمان ہوا تھا۔ پھر خوارج میں مل گیا۔ اس کا تیر مسعود کے قلب پر لگا۔ اسے مار ڈالا اور خود نکل گیا۔

بنی تمیم اور بنی ازد کی جنگ:

لوگوں میں ہیجان پیدا ہو گیا کہ مسعود کو خوارج نے قتل کیا تھا مگر ازد خوارج سے لڑنے کو نکلے۔ ان میں سے اکثر کو قتل کیا اور باقی کو بصرہ سے نکال دیا۔ پھر مسعود کو دفن کیا۔ اب لوگوں نے ازد سے آ کر کہا کہ بنی تمیم تو یہ کہتے ہیں کہ مسعود کو انہیں نے قتل کیا ہے۔ ازدیوں نے لوگوں کو بنی تمیم کے پاس روانہ کیا کہ جا کر ان سے پوچھیں۔ جب وہاں گئے تو بعض لوگوں کو انہوں نے یہی بات کہتے سنا۔ اب تمام ازدی جمع ہو گئے۔ زیاد عتکی کو اپنا سردار بنایا۔ بنی تمیم سے لڑنے چلے۔ ان کے ساتھ مالک بن مسمع اور بکر بن وائل بھی تھے۔ اور بنی تمیم کے ساتھ بنی قیس بھی تھے۔ بنی تمیم اس وقت احنف کے پاس پہنچے کہ گھر سے نکلو۔ اس نے بہت ٹالنے کے بعد جا علم نکالا۔ بہت کشت و خون کے بعد۔

بنی تمیم اور بنی ازد کی مصالحت۔

بنی تمیم نے کہا: اے گروہ ازد خدا سے ڈرو۔ یہ آپس کی خونریزی کب تک رہے گی۔ ہمارے تمہارے درمیان قرآن سے اور اہل اسلام میں سے جسے چاہو حکم مقرر کر لو۔ اگر تم یہ ثابت کر دو کہ ہم نے تمہارے رئیس کو قتل کیا ہے۔ تو ہم میں سے بہترین شخص کو لے کر اپنے رئیس کے قصاص میں قتل کر ڈالو اور اگر اس بات پر کوئی دلیل پیش نہ کر سکو تو ہم حلف کرتے ہیں کہ واللہ ہم نے نہ اسے قتل کیا نہ کسی کو حکم دیا۔ ہم نہیں جانتے۔ تمہارے رئیس کو کس نے قتل کیا۔ اگر یہ بھی تمہیں منظور نہ ہو تو ہم سے خون بہا اس کا ایک لاکھ درہم لے لو۔ اس پر آپس میں صلح کی ٹھہری۔ احنف بن قیس معززین کو ساتھ لے کر زیاد عتکی کے پاس آیا اور کہا اے گروہ ازد تم لوگ گھر میں ہمارے بھائی۔ میدان میں ہمارے مددگار ہو۔ ہم تمہارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ تمہارے اشتعال کو بجھائیں۔ تمہارے دل سے کینہ کو نکالیں۔ ہم تم کو اختیار دیتے ہیں کہ ہم لوگوں پر ہمارے مال پر جو تم حکم کرنا چاہو کرو۔ اپنے مال کا نقصان کسی طرح سے ہو ہم کو گوارا ہے

ہو گئے کہ اس میں آپس میں صلح اور امن کی صورت پیدا ہو گی۔ قوم ازد نے جواب میں کہا ہمارے سردار کی دیت مثل دس دیتیں قوم دے سکتے ہیں۔ کہا ہم نے دیں۔ اس پر صلح ہو گئی۔ سب لوگ میدان جنگ سے اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

جشم بن اسود کے اشعار:

جشم بن اسود نے اس جنگ میں یہ شعر کہے:

أعلي لمسعود الناعي فقلت له[1] نعم النعي نعوتا على الناعي

ترجمہ: "نعی لانے والے نے مسعود کی تعریف کی تو میں نے جرأت کر کے یہ کہا ہائے کیا اچھا مرد جانی تھا۔

أوفى ثمانين ما يستطيعه أحد حتى دعاه سراتي المعد الداعي

ترجمہ: اسی برس اس نے پورے کر دیے جسے ہر ایک نہیں کر سکتا۔ جب میعاد عمر پوری ہو گئی تو داعی اجل نے اسے پکارا۔

أوى لابن حرب وقد سدت مذاهبه[2] فيا وسيع الضرب مدة اى الصباع

ترجمہ: ابن زیاد جیسی آفت کے ساتھی کو اس نے اس حالت میں پناہ دی۔ جب اس پر تمام راہیں بند تھیں۔ پھر بھی کشادہ دروازے مل گئی۔"

حتى تورث به ارض عامرها وكان اذا ما مر ميتها والناع

ترجمہ: آخر اسے ایک سرزمین نے اور اس زمین کے مالک نے چھپا رکھا اور یہاں اس کے نام و دعویدار پیدا ہو گئے۔

اور عبداللہ بن عمر نے یہ اشعار کہے تھے:

ما زلت ترجو الأزد حتى رأيتها تقصر عن بنيانها المتطاول

ترجمہ: مجھے قوم ازد سے یہ امید تھی کہ اپنی اصالت کے غرور کو چھوڑ دیں گے۔

أيقتل مسعود ولم يثأروا به وصارت سيوف الأزد مثل المناجل

ترجمہ: مسعود قتل کیا جائے اور یہ لوگ اس کا انتقام نہ لیں۔ ان کی تلواریں کیا ہو گئیں درانتیاں ہو کر رہ گئیں۔

وما خير عقل أورث الأزد ذلة تسب به أحياؤهم في المحافل

ترجمہ: یہ کیسی عقل ہے جس سے ذلت کا سامنا ہو اور محفلوں میں ان کو سب برا بھلا کہیں۔

على انهم شمط كأن لحاهم ثعالب في أعناقهم[3] كالجلاجل

ترجمہ: پھر لطف یہ کہ سب لوگ مسن ہیں۔ بڑی بڑی داڑھیاں ان کی معلوم ہوتی ہیں جیسے گھنٹیوں کی طرح ان کی گردن میں لومڑیاں بندھی ہوئی ہیں۔

---

[1] ابن اثیر نے یہ شعر چھوڑ دیے ہیں۔ مصری مطبوعہ میں اعلی مسعود ہے مترجم نے علی مسعود پڑھا ہے۔

[2] مطبوعہ نسخہ میں اوی ابن حرب ہے مترجم نے اوی ابن حرب پڑھا ہے ۱۲ ا ب ع

[3] نسخہ طبری میں فی اعناقہا ہے مترجم نے فی اعناقہم پڑھا ہے ۱۲ ع ع

امیر بصرہ حارث مخزومی:

اہل بصرہ نے متفق ہو کر نماز پڑھانے کے لیے عبدالملک بن عبداللہ کو پیش کیا۔ [illegible] کے بعد [illegible] اس نے دو مہینے نماز پڑھائی۔ اس کے بعد [illegible] [illegible] حارث مخزومی [illegible] آ کر [illegible] ہو گئی۔

عبدالملک بن عامر پر حملہ:

یہ بھی روایت ہے کہ لوگوں نے ببہ سے بیعت کی تو اس نے ہمیان بن عدی [illegible] کو [illegible] تھا۔ اہل بصرہ میں سے کوئی شخص ببہ کے پاس [illegible] اس نے ابن عدی کو حکم دیا [illegible] زیاد کے آزاد کردہ جس کا نام [illegible] بنی سلیم میں تھا۔ ابن عدی نے ارادہ کیا [illegible] بنی سلیم نے اس باب میں اس سے مزاحمت کی۔ اور [illegible] کی نوبت پہنچی۔ ان لوگوں نے عبدالملک بن عامر سے فریاد کی۔ اس نے اپنے [illegible] اور غلاموں کو مسلح کر کے بھیج دیا۔ انہوں نے ابن عدی [illegible] وہاں سے نکال دیا [illegible] دوسرے دن عبدالملک [illegible] ایک شخص [illegible] عبدالملک [illegible] اس کے خادموں میں سے کچھ لوگوں نے اس شخص پر وار کیا۔ [illegible] عبدالملک قصر میں [illegible] اور قوم [illegible] ہو گئی اور سب [illegible] ہو گئے۔

عبداللہ بن حارث ببہ کی علیحدگی:

قبیلہ بکر بن وائل اشیم کے پاس فریاد لے کر آئے۔ اشیم [illegible] مضری [illegible] اشیم کے ساتھ [illegible] ہتھیار [illegible] چاہتا تھا کہ اشیم [illegible] ازد نے اس بات کو غنیمت سمجھا۔ انہوں نے قبیلہ بکر کے ساتھ حلف کر لیا اور مسعود کے ساتھ [illegible] احنف سے [illegible] ایک [illegible] مسعود [illegible] قوم [illegible] مسجد میں آئے [illegible] مسعود [illegible] خطبہ [illegible] قتل [illegible] قوم ازد [illegible] نے اسے قتل کیا۔ [illegible] عبدالرحمن بن حارث نے ان لوگوں کے [illegible] امارت [illegible] ببہ [illegible] اس نے کہا: دوسروں کی اصلاح کی خاطر اپنے کو میں کیوں خراب کروں۔

امارت بصرہ پر عمر بن معمر کا تقرر:

اہل بصرہ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو سب حال لکھ بھیجا۔ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ سب کو نماز پڑھایا کریں۔

---

۱. اس کے بعد طبری نے [illegible] سے اس روایت کو [illegible] ہے۔

[illegible] نے نماز پڑھائی۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے [illegible] بصرہ [illegible] مقرر کر کے [illegible] روانہ کیا۔ یہاں [illegible] کے پہنچنے [illegible] وقت [illegible] کے [illegible] نکل چکے تھے۔ انہوں نے عبید اللہ کے نام خط بھیجا کہ آپ نماز پڑھایا کریں۔ غرض [illegible] کے آنے تک عبید اللہ نے [illegible] نماز پڑھائی۔ غرض [illegible] کے آنے تک عبید اللہ نے اہل بصرہ کو نماز پڑھائی۔ [illegible] امارت پر [illegible] رہے۔ [illegible] زمانہ میں [illegible] طرف [illegible] لوگوں نے [illegible] ہوئی ہے۔ [illegible] جاتے ہیں۔ [illegible] آپ [illegible] پوچھتے [illegible] اپنی [illegible] کے [illegible] لوگوں پر [illegible] کہا [illegible] اصلاح میں [illegible] بنایا [illegible] آ گیا۔ اس کی [illegible] کرنے والے بصرہ میں [illegible] کی اطاعت [illegible] لی۔

عبداللہ بن حارث ببہ کی گرفتاری

ببہ نے اپنی امارت میں [illegible] سے چار ماہ [illegible] ایک شخص [illegible] بیٹھے تھے۔ [illegible] جب امیر بصرہ [illegible] آیا تو اس نے ببہ کو گرفتار کیا اور قید کر لیا [illegible] کے خلاف [illegible] کے باپ میں [illegible] عذاب [illegible] ایک شخص نے [illegible] امارت کے زمانہ میں [illegible] اس نے [illegible] میں [illegible] کو [illegible] مسعود [illegible] نماز پڑھانے کے لیے [illegible] خلافت کا کوئی فیصلہ نہ [illegible] تھا۔ [illegible] خدمت [illegible] جب [illegible] نے اس کے بارے میں ایک شعر کہا تھا۔

[illegible]

ترجمہ: [illegible] اس [illegible] کی طرف سے [illegible] کو [illegible]۔

پھر عبداللہ بن زبیر نے نماز پڑھانے پر [illegible] مقرر [illegible] اس وقت [illegible] بصرہ [illegible] کے [illegible] ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اطاعت میں آ گئے۔

ابن زیاد کی شام میں آمد

ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے جب بیعت ہو لی تو انہوں نے عبید اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو [illegible] اور عبدالرحمن [illegible] کو مصر کا حاکم مقرر کیا اور [illegible] بنی امیہ اور مروان بن حکم کو شام کی طرف نکال دیا۔ عبدالملک اس زمانہ میں [illegible] حصین بن نمیر [illegible] جب شام میں آ گئے تو ابن نمیر نے مروان [illegible] ابن زبیر رضی اللہ عنہ [illegible] کہا [illegible] تم سے بیعت کر لیں۔ مروان نے انکار کیا تو اس نے [illegible] کہا [illegible] لوگوں کے معاملے میں [illegible] اپنے معاملات کو درست کر لو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حسان بن مالک کا خط بنام ضحاک بن قیس

[illegible]

ابن زبیر ؓ کی مخالفت

[illegible]

ابن زبیر ؓ کے مخالفین کی گرفتاری

[illegible]

کپڑے ان کے پھاڑ ڈالے۔ قاسم بن یزید بھی زخمی ہو کر [illegible] جس دن یہ جھگڑا ہوا یہی وہ دن تھا جب ضحاک منبر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے منبر سے اتر کر لوگوں کو روکنا چاہا مگر کوئی نہ رکا۔ دونوں گروہوں کے لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔ ضحاک نے منبر سے اتر کر جمعہ پڑھائی اور محل میں داخل ہو گیا۔ اب بنی کلب آئے۔ ابو سفیان کو قید سے چھڑا لے گئے۔ بنی غسان آئے اور یزید بن ابی النمس کو چھڑا لے گئے۔ ولید نے پھر کلب و غسان سے [illegible] باہم ہوئے۔ یزید کے دونوں بیٹے خالد و عبداللہ اپنے ننھیال کے لوگ بنی کلب میں سے ان کے ساتھ آئے اور ولید کو بھی زندان سے نکال لے گئے۔ اہل شام اس دن کو جیرون[1] کا واقعہ اولیٰ کہتے ہیں۔ یہ سب لڑائی دمشق ہی کی مسجد میں ہوئی ہے۔

بنی قیس اور بنی کلب میں تصادم:

ضحاک ایک دفعہ مسجد دمشق میں آ کر بیٹھا۔ یزید کا ذکر کر کے اس کی مذمت کرنے لگا۔ بنی کلب کا ایک نوجوان قبیلہ کلب کا عصا لے کر اٹھ کھڑا ہوا اور ضحاک کو مارا۔ لوگ تلواریں لگائے ہوئے وہیں بیٹھے تھے۔ ایک نے دوسرے پر حملہ کیا۔ مسجد میں تلوار چل گئی۔ بنی قیس تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ضحاک کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ اور بنی کلب خاندان امیہ خصوصاً خالد بن یزید کے لیے لڑ رہے تھے اور یزید کی حمایت کر رہے تھے۔ یہ لوگ ضحاک سے [illegible] لڑنے کے لیے بھی نکلا۔ فوج میں بھی کچھ لوگ ایسے تھے جو بنی امیہ کی طرف مائل تھے۔ چنانچہ کچھ ابن زبیر کے ہوا خواہ تھے اور کچھ بنی امیہ کے۔ دوسرے دن ضحاک نے بنو امیہ کو بلا بھیجا۔ وہ لوگ آئے تو بہت معذرت کی اور ان کے ساتھ اس بات کا ذکر کیا جو ان کے ساتھ [illegible] ان کے دشمنوں نے کہا تھا انھوں نے کہے تھے۔ اور یہ بھی کہا کہ [illegible] ہم نے حسان کو لکھا اور میں نے بھی لکھا ہوں کہ وہ ادھر سے روانہ ہو کر جابیہ تک آئے۔ یہاں سے ہم روانہ ہو کر اسی مقام میں اس سے مل جائیں گے۔ وہاں پہنچ کر جس کسی کے ساتھ چاہیں بیعت کر لیں گے۔ بنی امیہ اس بات پر راضی ہو گئے اور انھوں نے حسان کو لکھا۔ ضحاک نے بھی یہی مضمون اسے لکھ بھیجا۔ لوگ جابیہ کی طرف روانہ ہونے لگے۔ بنی امیہ بھی روانہ ہوئے۔ یہ تمام باتیں ذی قعدہ میں ہوئیں۔

ضحاک کی روانگی مرج راہط:

اسی اثناء میں ثور بن معن سلمی ضحاک کے پاس آیا اور کہا تم نے ہم سے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت لی اور خود اس بدوی کلبی کے ساتھ چلے ہو اپنے بھتیجے خالد بن یزید کو خلیفہ بنا رہے۔ ضحاک نے پوچھا اب تمہاری کیا رائے ہے؟ ثور نے کہا میں اب چھپانا نہیں چاہتا۔ تم کو یہ چاہیے کہ ہم سب لوگوں کو ابن زبیر کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اس بات سے پہلے قتال کرنے پر آمادہ ہیں۔ آخر ضحاک اپنے سب لوگوں کو ساتھ لے کر نکلا اور مرج راہط کی طرف روانہ ہوا۔

مروان بن حکم کی بیعت:

محرم ۶۵ھ میں مروان سے لوگوں نے بیعت کر لی اور وہ لشکر لے کر ضحاک سے لڑنے کو روانہ ہوا اور سب کو قتل کر ڈالا۔

---

[1] جیرون دمشق کے ایک [illegible] کا نام ہے [illegible] دمشق میں چلا آتا تھا [illegible] مشہور ہے۔

قیس کے اتنے لوگ مرج راہط کی لڑائی میں قتل ہوئے کہ کسی معرکہ میں بھی اس قدر کثرت سے خون نہیں بہا۔ کلبی وغیرہ نے بھی لکھا ہے کہ مرج راہط میں ضحاک اور مروان میں جو معرکہ قتال ہوا وہ ٦٤ھ میں ہوا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ابن زیاد نے مروان سے کہا کہ آپ شیخ بزرگ ہیں اور خالد بن یزید لڑکا ہے اور ابن زبیرؓ ادھیڑ عمر کے ہیں۔ فولاد فولاد ہی کو کاٹتا ہے۔ یہ بچے تجربہ کار نہ ابن زبیرؓ کے مقابلہ میں نہ ٹھہرا سکو گے تو خود خلافت کا دعویٰ کرو اس سے مقابلہ کرنے کو آئے ہیں۔ ہاتھ بڑھائیے ہم سب آپ سے بیعت کرنے کو مستعد ہیں۔ مروان نے ہاتھ پھیلا دیا۔ سب نے بیعت کر لی۔ یہ بیعت بدھ کے دن ذی قعدہ کی تیسری تاریخ ٦٤ھ میں مقام جابیہ میں بیعت ہوئی۔

ابن زبیرؓ کے لیے ضحاک کی بیعت:

ضحاک کو جب یہ خبر پہنچی کہ مروان سے لوگوں نے خلافت کی بیعت کر لی تو اس کے ساتھ جتنے لوگ تھے ان سے ابن زبیرؓ کے لیے اس نے بیعت لی اور ضحاک و مروان دونوں ایک دوسرے سے قتال کرنے کو روانہ ہوئے۔ ان دونوں لڑائی میں بہت بڑی کثرت سے خونریزی ہوئی۔ ضحاک اور اس کے اصحاب سب قتل ہو گئے۔ عبدالرحمن بن ضحاک ایک نوجوان شخص تھا۔ جب یہ مدینہ کا حاکم ہو کر آیا ہے تو اس نے ایک دن ذکر کیا کہ ضحاک نے بنی قیس وغیرہ سے بیعت لی تھی۔ وہ اپنی خلافت کے لیے دی تھی۔ یہ سن کر زفر ابن قیس نے کہا ہم کو بھی یہ بات جانتے ہیں اور ہم بھی ساتھ تھے چلے آئے ہیں۔ لیکن ابن زبیرؓ کی اور یہی حق ہے کہ ضحاک نے عبداللہ بن زبیرؓ کے لیے بیعت لی تھی اور اسی کی اطاعت میں خروج کیا تھا اور کہتے ہیں کہ واللہ وہ اسی پر قتل ہوا۔ اس سے قبل قریش نے اس سے بیعت کرنے کو کہا تھا۔ جب تو اس نے ابن زبیرؓ کی بیعت سے انکار کر دیا پھر مجبور ہو کر اسے قبول کرنا پڑا۔

افواجِ ضحاک کا مرج راہط میں اجتماع:

ضحاک نے جب ابن زبیرؓ کے لیے بیعت لینا شروع کی تو دمشق کے سب لوگوں نے جو اہل یمن وغیرہ تھے اس سے بیعت کر لی تھی۔ بنی امیہ اور ان کے متبعین جو بیعت میں آئے تھے ابن بحدل کے ساتھ اردن چلے گئے اور مشورہ کرتے رہے۔ نعمان بن بشیرؓ حمص میں اور زفر بن حارث قنسرین میں اور ناتل بن قیس فلسطین میں حاکم تھے۔ ان تینوں امیروں کو ضحاک نے کمک بھیجنے کے لیے لکھا تھا۔ نعمان بن بشیرؓ نے شرحبیل کو اس کی مدد کرنے کے لیے روانہ کیا اور زفر اور ناتل نے قنسرین اور فلسطین سے لوگوں کو روانہ کیا۔ یہ سب فوجیں ضحاک کے پاس مرج راہط میں جمع ہو گئی تھیں۔

مالک بن سکونی اور حصین بن نمیر میں اختلاف:

جابیہ میں یہ جھگڑا پڑا ہوا تھا کہ مالک بن سکونی تو یہ چاہتا تھا کہ یزید کی اولاد میں کوئی خلیفہ ہو جائے۔ حصین بن نمیر چاہتا تھا کہ مروان کو خلافت ملے۔ مالک نے حصین سے کہا آؤ ہم تم اس لڑکے سے بیعت کر لیں (یعنی خالد سے) اس کا باپ ہمارا عزیز ہے یہ ہمارا بھانجا ہے اس کا باپ ہمیشہ جو لطف و نوازش کرتا تھا۔ تم اس سے خوب واقف ہو۔ تم یہ جانتے ہو کہ یہ ہمارا حاکم ہو کر رہے گا۔ حصین نے

---

[1] یہاں عبارت میں یہ لفظ ہے فقال مالك [illegible] ابن الاثیر نے جابیہ کی روایت نقل کی ہے مگر وہ بیان الٹا کر دیا ہے۔

کہا واللہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہم پر تو کسی شیخ بزرگ کو امارت دو دو [illegible] ہم [illegible] کر کے تو ان کے سامنے لے کر جا [illegible] مالک نے کہا اگر تم نے مروان اور ان کے خاندان کو خلیفہ بنایا تو وہ لوگ تیری دولت اور تیری چیز پر حسد کریں گے تیرا [illegible] تم تک نہ پہنچیں گے۔ کسی درخت کی چھاؤں میں تیر جیسا بھی انھیں گوارا نہ ہوگا۔ مروان ایک بڑے خاندان کا باپ ہے، بڑے خاندان کا بھائی ہے۔ تو اگر ان کو چچا بنالو، سے بیعت کر کے سارے خاندان کے غلام بن جاؤ گے۔ تمھیں چاہیے کہ اپنے بھانجے خالد سے بیعت کرلو۔ حصین نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک قندیل لٹک رہی ہے اور جتنے لوگ خلافت کی ہوس رکھتے ہیں وہ سب چاہتے ہیں کہ قندیل کو پکڑ لیں اور نہیں پہنچ سکتے۔ مروان بڑھتا ہے اور قندیل کو پا جاتا ہے واللہ! ہم تو اسی کو خلیفہ بنائیں گے۔[1]

روح بن زنباع کی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف تقریر:

جب مروان کی بیعت پر سب کی رائے ہوگئی تو روح بن زنباع جذامی کھڑا ہوا۔ حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور کہا اے لوگو! تم عبداللہ بن عمر کا ذکر کرتے ہو، صحابی رسول اللہ ﷺ کے شرف صحبت سے ان کا مشرف ہونا، ان کا اسلام میں سابق ہونا تم کو معلوم ہے جو کچھ ان کی نسبت تمھیں معلوم ہے وہ ایسے ہی ہیں۔ لیکن وہ ایک مرد ضعیف ہیں اور امت محمد ﷺ کا امیر ضعیف نہیں ہو سکتا۔ عبداللہ بن زبیر کے باب میں لوگ جو کچھ کہتے ہیں اور جس جس وصف کا ان کے بارے میں دعویٰ کرتے ہیں واللہ وہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ لوگ کہتے ہیں۔ وہ زبیر رضی اللہ عنہ حواری رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں، اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ذات النطاقین کے فرزند ہیں اور ان میں اب بھی جو فضیلت ان کی تم بیان کرتے ہو موجود ہے لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہ منافق ہیں۔ انھوں نے خلفاء میں سے دو شخصوں کو چھوڑ دیا۔ ایک یزید اور دوسرے ان کے بیٹے معاویہ۔ اس کے علاوہ انھوں نے خونریزی کی، مسلمانوں میں اختلاف ڈالا۔ اور امت محمد ﷺ کا امیر منافق نہیں ہو سکتا۔ مروان کو جو پوچھو تو واللہ! اسلام میں کبھی ایسا رخنہ نہیں پڑا جسے انھوں نے بند نہ کیا ہو۔ یہ وہ شخص ہے جس نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے یوم الدار میں ان کے قاتلوں سے قتال کیا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے علی رضی اللہ عنہ سے جنگ جمل میں قتال کیا۔

خالد بن یزید کی ولی عہدی:

ہماری رائے سب لوگوں کے لیے یہ ہے کہ بڑے شخص (یعنی مروان) سے بیعت کر لیں، اور کم سن لوگوں کو (یعنی خالد) نائب قرار دیں۔ غرض بیعت کرنے پر سب نے اتفاق کیا، اس ترتیب سے کہ پہلے مروان خلیفہ ہو، پھر خالد، پھر عمرو بن سعید، اور دمشق کا امیر عمرو بن سعید رہے گا اور حمص کا خالد حکمران رہے گا۔ ابن حسان نے خالد کو بلا کر کہا پیارے بھانجے تیرے کم سن ہونے کے سبب سے لوگوں نے تیری خلافت کو پسند نہیں کیا۔ میں اس خلافت کو تیرے اور تیرے خاندان کے سوا کسی کے لیے نہیں چاہتا۔ میں مروان سے بیعت کروں گا، میں تو تم لوگوں کے خیال سے۔ خالد نے کہا نہیں تم عاجز ہوگئے۔ کہا واللہ میں عاجز نہیں ہوا ہوں۔ لیکن مصلحت یہی ہے جو میں کہتا ہوں۔ اس کے بعد حسان نے مروان کو بلا کر کہا اے مروان! واللہ سب لوگ تو اس بات پر راضی

---

[1] یہاں کا فقرہ بھی [illegible] مترجم نے چھوڑ دیا ہے۔ [illegible]
[illegible]

نہیں ہیں کہ تجھ سے بیعت کریں۔ مروان نے جواب دیا اگر خدا کو منظور ہے کہ مجھی کو خلافت نصیب ہو تو مخلوق خدا میں سے کوئی روک نہیں سکتا۔ اگر خدا ہی کو یہ منظور نہیں ہے تو مخلوق خدا میں سے کوئی مجھے خلافت دلا نہیں سکتا۔ حسان نے کہا یہ تم نے سچ کہا یہ کہہ کر منبر پر گیا اور کہا ایہا الناس ان شاء اللہ پنجشنبہ کے دن ہم لوگ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں گے۔ پنجشنبہ کا دن آیا تو مروان سے سب نے بیعت کر لی۔

یزید بن غسان کا دمشق پر قبضہ

اور مروان لوگوں کو ساتھ لے کر جابیہ سے روانہ ہوا اور مرج راہط میں جا کر ضحاک کے مقابل میں اترا۔ مروان کے ہمراہ کلب و سکاسک و سکون و غسان اور حسان کے لوگ ان کے علاوہ تھے۔ عمرو بن سعید لشکر کے میمنہ پر تھا اور ابن زیاد میسرہ پر۔ یزید بن غسان جابیہ کے مشورے میں شریک نہیں ہوا وہ دمشق میں چھپا بیٹھا رہا۔ مروان جب مرج راہط میں پہنچا تو اس نے اپنے غلاموں کو ساتھ لے کر اہل دمشق پر حملہ کر دیا۔ شہر پر قبضہ کر لیا۔ ضحاک کے عامل کو وہاں سے نکال دیا۔ خزانوں پر اور بیت المال پر قابض ہو گیا۔ مروان کے لیے لوگوں سے بیعت لی اور مال و اسباب و سلاح سے اس کو مدد پہنچائی۔ بنی امیہ کی فتوحات میں یہ پہلی فتح تھی۔

معرکہ مرج راہط:

مروان بیس دن تک ضحاک سے لڑتا رہا۔ اس کے بعد ضحاک قتل ہوا اور ان لوگوں کو شکست ہوئی۔ ضحاک کے ساتھ اسی شخص رؤسائے شام کے مارے گئے۔ جو صاحب قطیفہ[1] تھے اور جو شخص صاحب قطیفہ ہوتا تھا۔ اس کا وظیفہ دو ہزار مقرر تھا۔ اس جنگ میں اہل شام بہت قتل ہوئے۔ کسی واقعہ میں اس طرح سے کبھی قتل نہیں ہوئے تھے اور تمام قبیلوں کے لوگ اس میں شامل تھے۔ ضحاک کے ساتھ ایک شیخ بنی کلب کا ہانی بن یزید بھی قتل ہوا۔ قضاعہ کا علمدار بھی قتل ہوا۔ قضاعہ کی جمعیت قوم میں جب داخل ہوئی تھی تو یہی شخص اس دن علم لیے ہوئے تھا۔ ثور بن معن جس نے ضحاک کی رائے بدل دی تھی اسی جنگ میں مارا گیا۔ ایک شخص کلبی ضحاک کا سر لے کر مروان کے پاس آیا تو اسے برا معلوم ہوا۔ کہنے لگا جب عمر گذر گئی استخوان چورہ ہو گئے۔ بڑھاپا طاری ہو گیا تو ہم فوجیں لڑانے کو اٹھے۔ اور ایک دن کسی کی لاش پر اس کا گذر ہوا تو یہ شعر پڑھا۔

وما ضرهم غير حين النفوس اي اميري قريش غلب

ترجمہ: "جان تو جاتی رہی اب انہیں کچھ پرواہ نہیں کہ دو امیروں میں کسے غلبہ ہوا۔ اب کوئی ان کا کیا کر سکتا ہے"۔

جب مروان سے بیعت ہوئی اور اس نے خلافت کا دعویٰ کیا تو یہ شعر کہے۔

لما رايت الامر امرا نهبا سيرت غسان لهم وكلبا

ترجمہ: "جب میں نے دیکھا کہ امر خلافت میں لوٹ مار ہو رہی ہے تو میں نے مخالفوں کے مقابلے میں قوم غسان و بنی کلب کو روانہ کیا۔

---

[1] قطیفہ اس کپڑے کو کہتے ہیں جس میں روئیں ابھرے ہوتے ہیں۔ ظن غالب ہے کہ امرائے شام کی وضع میں اس قسم کے کپڑے کا پہننا داخل تھا۔ گویا یہ لوگ صاحب خلعت یا صاحب سند تھے۔ ابن اثیر نے اس فقرہ کو چھوڑ دیا۔ ۱۲۔ ع۔ ح

[illegible]

ترجمہ: اور قوم ملک کے [illegible] زندگی پا دیں تو ان میں [illegible] ہے کہ امور کی خبر انہیں نہیں رہے۔

[illegible]

ترجمہ: اور ان میں بھی [illegible] سے بچتے ہیں [illegible] کو [illegible] ہیں۔

[illegible]

ترجمہ: جو موت [illegible] کو اپنے لیے [illegible] کرتے ہیں [illegible]۔

ضحاک کا قاتل:

جو شخص ضحاک کا سر لے کر مروان کے پاس آیا تھا [illegible] کلب [illegible] تھا جس پر [illegible] ضحاک نے [illegible] تھا [illegible] قتل [illegible] اور جب اسے چھوڑ دیا [illegible] سر لے کر مروان کے پاس پہنچا، پوچھا کہ تم نے اسے قتل کیا؟ [illegible] معلوم نہ ہوا [illegible] کے ساتھ [illegible] سے [illegible]۔ مروان کا [illegible] تھا۔ قتل کے وقت مروان اپنی [illegible] تلوار [illegible] ضحاک [illegible] تھا اور [illegible] کے [illegible] جس طرح اونٹ اور [illegible] میں [illegible] سے [illegible] ہیں۔ مروان کے لشکر [illegible] سواروں کا [illegible] مروان کی طرف [illegible] جنگ میں مصروف تھا [illegible]۔

[illegible]

ترجمہ: "[illegible] ہوئے"۔

عبدالعزیز بن مروان کا [illegible]:

عبدالعزیز بن مروان بھی [illegible] مروان نے خاندان [illegible] کی طرف سے جنگ کر رہا تھا۔ [illegible] مروان نے [illegible] بہت [illegible] اپنے [illegible] کے ساتھ [illegible] کے لیے [illegible] ان لوگوں سے [illegible] تم سے کہہ رہا ہے۔ اس بات سے مروان بہت خوش ہوئے [illegible] اپنے لشکر کی طرف بھاگ گئے۔

[illegible] نعمان بن بشیر [illegible] کا قتل:

اہل حمص [illegible] کی طرف گئے جہاں نعمان بن بشیر [illegible] تھے۔ [illegible] معلوم ہوئی تو [illegible] رات [illegible] اور بچوں [illegible] کو لے کر بھاگ نکلے [illegible] حمص [illegible] نکلے۔ [illegible] نے انہیں ڈھونڈ نکالا اور قتل کر ڈالا [illegible] ان کے سر [illegible] لے کر [illegible] آیا۔

مروان کی بیٹی ام ابان کی گود میں ان کا سر ڈال دیا۔ یہی ام ابان اس کے بعد حجاج بن یوسف کے پاس تھی۔ زائدہ بن نعمان بن بشیرؓ نے یہ سر مجھے دو اس سے زیادہ میں اس سر کی حق دار ہوں۔ غرض اس طرح نعمان بن بشیرؓ کا سر اس نے ڈال دیا۔ حمص میں ان سب کو یہ ہوئے نکالا جب یہ بنی کلب تک پہنچا تو وہ اس کے پاؤں توڑ کر لے گئے۔

زفر کا قرقیسیا کے قلعہ پر قبضہ:

زفر مرج سے بھاگ کر قرقیسیا کی طرف پہنچا۔ یہاں یزید کی طرف سے عیاض حاکم تھا۔ اس نے زفر کو قرقیسیا میں داخل نہ ہونے دیا۔ زفر نے بہت شدید قسمیں طلاق و عتاق کی کھا کر کہا۔ مجھے فقط یہاں حمام میں جانے کی اجازت دے دو۔ حمام میں سے نکل کر میں یہاں قیام نہ کروں گا۔ اجازت ملتے ہی قرقیسیا میں داخل ہو گیا۔ حمام میں گیا بھی نہیں۔ عیاض کو وہاں سے نکال کر خود وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ بنی قیس اس کی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ناتل بن قیس صاحب فلسطین میدان سے بھاگ کر ابن زبیرؓ کے پاس پہنچ گیا۔

مصر میں مروان کی بیعت:

اب تمام اہل شام کا اتفاق مروان پر ہو گیا۔ وہ مرج سے پلٹ آیا۔ ملک شام میں اس نے اپنی طرف سے حکام مقرر کیے۔ شام کی طرف سے مطمئن ہو کر وہ مصر میں آیا۔ حاکم یہاں کا ابن جحدم تھا اور وہ بھی ابن زبیرؓ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا تھا۔ مروان کے آنے کی خبر سن کر وہ اپنی فوج کے کچھ لوگ ساتھ لے کر بغرض مقابلہ مروان کی طرف متوجہ ہوا۔ ادھر مروان نے عمرو بن سعید کو اس کے پیچھے روانہ کیا۔ یہ مصر میں داخل ہوا اور منبر پر جا کر خطبہ پڑھا۔ لوگوں کو عمرو کے مصر میں داخل ہونے کا حال جو معلوم ہوا تو سب ابن جحدم کے ساتھ سے الگ ہو کر واپس چلے آئے۔ سب نے مروان کو اپنا امیر بنا لیا اور اس سے بیعت کر لی۔ مروان مصر سے دمشق کو واپس ہو رہا تھا۔ قریب پہنچ کر یہ خبر ملی کہ ابن زبیرؓ نے اپنے بھائی مصعب کو فلسطین کی طرف روانہ کیا ہے۔

عمرو بن سعید اور مصعب بن زبیر کی جنگ:

مروان نے عمرو بن سعید کو فوج کے ساتھ مصعب سے مقابلہ کرنے کو روانہ کیا۔ ابھی وہ ارض شام میں داخل نہ ہونے پایا تھا کہ عمرو نے لشکر سے اسے روک لیا۔ دونوں فوجوں میں لڑائی ہوئی۔ مصعب کو شکست ہوگئی۔ اس کے ساتھ ایک شخص محمد بن حریث تھا اسے عمرو بن سعید سے قرابت تھی۔ بیان کرتا ہے۔ واللہ میں نے مصعب کا سا بہادر کسی کو نہیں دیکھا۔ سوار ہو یا پیدل وہ دونوں صورتوں میں زور شور سے حملہ کرتا تھا۔ راستہ میں پیدل چلا جاتا تھا اور اپنے ہمراہیوں کو ترغیب و استقامت سے روکتا تھا۔ اور پیدل پا برہنہ تھا کہ اس کے تلووں میں نے دیکھا زخمی ہو گئے تھے۔ پس مروان واپس آیا اور دمشق کی طرف سے اسے اطمینان ہو گیا اور عمرو بن سعید بھی واپس آ گیا۔

ام خالد زوجہ یزید سے مروان کا نکاح:

ایک روایت یہ ہے کہ ابن زیاد عراق سے جب شام میں آیا ہے تو اس نے بنی امیہ کو تدمر میں پایا۔ ان لوگوں کو ابن زبیرؓ نے مدینہ سے نکلتے ہوئے ملک حجاز سے نکال دیا تھا۔ یہ لوگ تدمر میں اترے ہوئے تھے۔ ادھر ان کو معلوم ہوا کہ ضحاک بن قیس اس وقت ابن زبیرؓ کی طرف سے امیر شام ہے۔ ابن زیاد اسی وقت پہنچے ہیں کہ مروان ابن زبیرؓ سے بیعت کرنے کو اور بنی امیہ کے

لیے ان سے امان طلب کرنے کو مروان روانہ ہونے والا تھا۔ ابن زیاد آ گئے، کہا: خدا کے لیے اس ارادے سے باز آ۔ یہ شرم کی بات تمھیں ہے کہ بزرگ قریش ہو کر تو اس مکار سے بیعت خلافت کرنے جائے۔ تجھے چاہیے کہ اہل تدمر کو دعوت دے۔ ان سے بیعت لے، پھر ان کو اور تمام بنی امیہ کو جو تیرے ساتھ ہیں لے کر ضحاک بن قیس پر چڑھائی کر کے اسے شام سے نکال دے۔ عمرو بن سعید نے کہا: واللہ! ابن زیاد نے سچ کہا ہے اور یہ بات ٹھیک ہے۔ تو قریش کا سردار و رئیس ہے۔ خلافت کا سب سے بڑھ کر تجھے حق ہے۔ اب اس چھوکرے پر لوگوں کی نظر پڑتی ہے (یعنی خالد بن یزید پر) تو اس کی ماں سے عقد کر لے، وہ تیرا فرزند ہو جائے گا۔ مروان نے ایسا ہی کیا۔ پہلے اس نے خالد کی ماں سے عقد کیا۔ اس عورت کا نام فاختہ تھا۔ پھر بنی امیہ کو جمع کر کے ان سے بیعت لی۔ انھوں نے بنی بہراء کو بلایا۔ پھر تدمر کے سب لوگوں نے بیعت کی۔ اب مروان ایک بڑا لشکر اپنے ساتھ لے کر ضحاک سے لڑنے کو نکلا۔ ضحاک نے سنا کہ بنی امیہ نے مروان سے بیعت کر لی اور اب مجھ سے لڑنے کو آ رہے ہیں تو اہل دمشق وغیرہ میں جو لوگ اس کے پاس تھے ان کو لے کر مقابلہ کرنے کو نکلا۔ انھی لوگوں میں زفر بھی تھا۔ مرج راہط میں بہت شدید لڑائی ہوئی۔ ضحاک اور اس کے اکثر اصحاب قتل ہو گئے۔ جو باقی رہے وہ کسی طرح بھاگ گئے۔

زفر کا معرکہ مرج راہط سے فرار:

زفر بھی دو نوجوانوں کے ساتھ کسی طرف بھاگا جاتا تھا۔ اسی طرف سے مروان کے سوار آ پہنچے اور وہ انھیں کے تعاقب میں تھے۔ دونوں جوانوں نے زفر سے کہا: ہم دونوں تو مارے جائیں گے، تم اپنے کو ہم سے الگ کر کے بچاؤ۔ زفر ان دونوں سے جدا ہو کر قرقیسیا کی طرف نکل گیا۔ وہاں بنی قیس اس کے پاس جمع ہو گئے۔ انھوں نے اسے سردار بنا لیا۔ یہیں زفر نے یہ اشعار کہے:

اريني سلاحي لا ابا لك انني | ارى الحرب لا تزداد الا تماديا

ترجمہ: تم میرے ہتھیار میرے سامنے لا کر رکھ دو۔ میں دیکھتا ہوں کہ لڑائی میں بہت طول کھنچے گا۔

فقد ينبت المرعى على دمن الثرى | وتبقى حزازات النفوس كما هيا

ترجمہ: زمین کے خس و خاشاک پر تو سبزہ اُگ آتا ہے۔ دلوں میں جو کدورتیں بھری ہوئی ہیں وہ اسی طرح رہ جاتی ہیں۔

اتذهب كلب لم تنلها رماحنا | وتترك قتلى راهط هي ما هيا

ترجمہ: کیا بنی کلب ہماری برچھیوں سے بچ جائیں گے اور جنگ راہط کے کشتوں کا (اور وہ بہت تھے) بدلہ نہ لیا جائے گا۔

فلم ترمني نبوة قبل هذه | فراري وتركي صاحبي ورائيا

ترجمہ: اس لڑائی کے سوا اپنے دو ساتھیوں کو چھوڑ کر میں بھاگ آیا مجھ سے کوئی قصور نہیں ہوا ہے۔

ايذهب يوم واحد ان اساته | بصالح ايامي وحسن بلائيا

ترجمہ: کیا اس ایک لڑائی میں جو مجھ سے یہ قصور ہو گیا ہے اس کے سبب سے اور میرے کارنامے اور میری طاعت اکارت جائے گی۔

فلا صلح حتى تحطم الخيل بالقنا | وتثأر من نسوان كلب نسائيا

ترجمہ: ہم جب تک برچھیاں مار مار کے سواروں کو زمین میں لٹا نہ دیں۔ جب تک بنی کلب کی عورتوں سے ہم اپنی عورتوں کا انتقام نہ

میں نے صلح نہیں کی۔"

ابن نعطی نے ان اشعار کا اس طرح جواب دیا:

لعمری لقد ابقت وقیعۃ راہط ۔ علی زفر داءً من الداء باقیا

ترجمہ: "میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جنگ راہط نے زفر کو ہمیشہ کے لئے مرض میں مبتلا کر دیا ہے۔

دعا بسلاح ثم احجم اذ رای ۔ سیوف جناب والطوال المذاکیا

ترجمہ: اسلحے طلب تو کیے لیکن جب ہماری بنی جناب کی تلواریں اور گھوڑے اس نے دیکھے تو پیچھا کر دیا"۔

عمرو بن کلبی کے اشعار

عمرو بن کلبی نے زفر کے جواب میں یہ شعر کہے:

ایبکی زفر القیسی من ہلک قومہ ۔ بعبرۃ عین ما یجف سجومہا

ترجمہ: "زفر قیسی اپنی قوم کے قتل ہو جانے پر ایسے آنسوؤں سے رو رہا ہے جن کا بہنا موقوف نہیں ہوتا۔

ابحنا حمی للحی قیس براہط ۔ وولت شلالا واستبیح حریمہا

ترجمہ: ہم نے جنگ راہط میں بنی قیس کو تباہ کر دیا۔ وہ تو ادھر ادھر بھاگ گئے تھے اور ان کے حرم کو ہم لوٹ رہے تھے۔

فمت کمدا او عش ذلیلا مہضما ۔ بحسرۃ نفس لا تنام ہمومہا

ترجمہ: اے زفر اسی غم میں مر جا یا تو ذلت و حسرت میں جیتے رہنے والا بن جا"۔

یہ اشعار بھی زفر نے جنگ میں کہے تھے۔

افی اللہ اما بحدل وابن بحدل ۔ فیحیا واما ابن الزبیر فیقتل

ترجمہ: کیا یہ مرضی ہے خدا کی کہ بحدل۱ اور ابن بحدل تو زندہ رہیں اور ابن زبیرؓ قتل کیے جائیں۔

کذبتم وبیت اللہ لا تقتلونہ ۔ ولما یکن یوم اغر محجل

ترجمہ: خانہ کعبہ کی قسم ہے یہ تمہارا غلط خیال ہے۔ ابن زبیرؓ کو تم قتل نہ کر سکو گے۔ ابھی گھمسان کی لڑائی کہاں ہوئی۔

ولما یکن للمشرفیۃ فوقکم ۔ شعاع کقرن الشمس حین ترحل

ترجمہ: ابھی تمہارے سروں پر تلواروں کی چمک اس طرح کہاں ہوئی جس طرح سورج کی کرن طلوع ہوتی ہے"۔

عبدالرحمن بن حکم نے زفر کے جواب میں یہ شعر کہے:

اتذہب کلب قد حمتہا رماحہا ۔ وتترک قتلی راہط ما اجنت

ترجمہ: بنی کلب جن کی برچھیاں ان کی حفاظت کرتی رہیں کیا بچ جائیں گے یا جنگ راہط میں جو لوگ ان کی طرف سے قتل ہوئے تھے

۱۔ بحدل یزید کے نانا کا نام ہے۔ حسان بن مالک بن بحدل اور اس کے سب اہالی یزید کے ہلاک ہونے کے بعد مروان کی خلافت کے حامی ہو گئے تھے۔ مترجم

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

مروان کا ابن ہبیرہ پر غصہ

[illegible]

[illegible] کی خراسان میں طلبی

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

نصر بن سیار کی خراسان سے روانگی

[illegible]

پھر اس عہد کو توڑا۔ اہل خراسان سلم کو جس قدر عزیز رکھتے تھے۔ کسی حاکم کو نہیں رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کے زمانہ میں جو جو ولادتیں ہوئیں۔ ان میں سے بیس ہزار بچوں کا نام سلم رکھا گیا۔ جب اہل خراسان نے سلم سے بیعت کر کے توڑ دی تو وہ خراسان سے روانہ ہو گیا۔ مہلب کو اپنا جانشین بنا گیا۔

امارت خراسان پر ابن خازم کا تقرر:

سرخس تک پہنچا تھا کہ سلیمان بن مرثد سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا کہ خراسان میں کسے اپنا جانشین کر آیا۔ کہا مہلب کو۔ کہا کیا نزار میں تجھے کوئی نہ ملا کہ یمنی کو حاکم خراسان بنا دیا۔ سلم نے ابن مرثد کو مرو روذ و فاریاب و طالقان و جوزجان کا امیر کر دیا اور اوس بن ثعلبہ کو جس کا قصر بصرہ میں مشہور ہے والی ہرات بنا دیا۔ جب نیشاپور میں سلم پہنچا تو عبداللہ بن خازم سے ملاقات ہوئی۔ اس نے بھی یہی سوال کیا کہ تو نے خراسان میں کسے چھوڑا۔ سلم نے سارا حال بیان کر دیا۔ ابن خازم نے کہا کیا شہر میں تجھے کوئی نہ ملا کہ اسے والی خراسان بنا دیتے۔ تو نے خراسان کو بکر و مزون اہل یمن میں تقسیم کر دیا۔ خراسان کا فرمان مجھے لکھ دے۔ میں خراسان کی حکومت کروں گا۔ تو میرے نام فرمان لکھ دے۔ پھر تجھ پر کوئی اعتراض نہ ہوگی۔ سلم نے اس کے نام فرمان لکھ دیا۔ اس نے کہا ایک لاکھ درہم سے میری اعانت بھی کر۔ سلم نے ایک لاکھ درہم بھی اسے دے دیے۔

ابن خازم کا مرو پر قبضہ:

ابن خازم مرو کی طرف متوجہ ہوا۔ مہلب کو خبر ہوئی۔ اس نے بنی جشم میں سے ایک شخص کو اپنا جانشین کیا اور خود ابن خازم کی طرف متوجہ ہوا۔ ابن خازم جب خراسان میں پہنچا تو جشمی اسے مانع ہوا۔ دونوں میں تھوڑی دیر مقابلہ رہا۔ جشمی کے ماتھے پر ایک پتھر آ لگا۔ لڑائی موقوف ہو گئی۔ جشمی نے ابن خازم کو مرو روذ کی طرف جانے کا راستہ دے دیا۔ ابن خازم مرو میں داخل ہو گیا۔ اس واقعے کے دو دن بعد جشمی مر گیا۔ اس زمانہ میں خراسان کے لوگوں نے اپنے اپنے حاکموں پر حملہ کر کے انہیں بے دخل کر دیا۔ جسے جو صوبہ مل گیا اس پر جا بیٹھا۔ ابن خازم کا تسلط خراسان پر ہو گیا اور آتش حرب مشتعل ہوئی۔ ابن خازم نے مرو پر قبضہ کر کے سلیمان بن مرثد پر مرو روذ میں چڑھائی کی۔ کچھ دنوں تک جنگ ہوتی رہی۔

عمرو بن مرثد کا قتل:

سلیمان بن مرثد کو قتل کر کے عمرو بن مرثد سے لڑنے کو طالقان کی طرف بڑھا۔ عمرو کے ساتھ سات سو سوار تھے۔ اسے معلوم ہوا کہ ابن خازم اس کے بھائی کو قتل کر کے خود اس سے لڑنے کو آ رہا ہے۔ یہ مقابلہ کے لیے نکلا۔ نہر پر دونوں حریفوں کا مقابلہ ہو گیا۔ ابن خازم کے سب لوگ ابھی پہنچے بھی نہ تھے۔ اس نے میدان جنگ میں آنے کا حکم دیا اور خود بھی آمادہ پیکار ہو کر زہیر کہاں ہے؟ لوگوں نے جواب دیا ابھی پیچھے ہے۔ اس اثنا میں زہیر بھی آ گیا۔ اس نے رخت سفر بھی نہ اتارا تھا کہ لوگوں نے ابن خازم سے کہا لو زہیر بھی آ گیا۔ اسے ابن خازم نے حکم دیا کہ آگے بڑھ کر قتال کرے۔ دونوں فریق دیر تک لڑتے رہے۔ عمرو بن مرثد اسی لڑائی میں مارا گیا۔ اس کے اصحاب بھاگ کر اوس بن ثعلبہ کے پاس ہرات میں چلے گئے اور ابن خازم مرو کی طرف واپس آیا۔ شاعر کہتا ہے:

اتذهب ایام الحروب ولم تبئ زهیر بنی حیان بعمرو بن مرثد

ترجمہ: '' یہ بیٹے یا بھائی کل پڑے رہیں گے۔ انہی کی [illegible] کا بدلہ [illegible] سے لے لیں گے ''۔

قبیلہ بکر بن وائل کا ہرات میں اجتماع:

مرو میں بھی قبیلہ بکر بن وائل کے جو لوگ تھے سب کے سب ہرات کو چلے آئے اور [illegible] جو [illegible] خراسان میں تھے وہ بھی سب [illegible] آ کر ان سے مل گئے۔ بکر بن وائل کا ایک بڑا مجمع ہرات میں جمع ہو گیا۔ اوس بن ثعلبہ نے سب کو [illegible] آپ سے سب نے کہا کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ اس شرط پر کہ ابن خازم سے جنگ کریں اور قبیلہ مضر کے سب لوگوں کو خراسان سے نکال دیں۔ اوس بن ثعلبہ نے کہا: یہ تو بغاوت ہے اور بغاوت کا ساتھی کوئی نہیں ہوتا۔ تم لوگ اپنی اسی جگہ ٹھہرے رہو۔ اگر ابن خازم تم سے تعرض نہ کرے اور [illegible] بس یہی غنیمت ہے [illegible] بنی [illegible] صہیب کہتے تھے کہ واللہ ہم اور قوم مضر جس نے [illegible] قتل [illegible] ٹھیک نہیں۔ تم [illegible] بات [illegible] ابن ثعلبہ نے کہا کہ تم میں سے ایک شخص [illegible] بے وقت نکلا۔ پھر ان سب نے اس سے بیعت کر لی۔

ابن خازم اور ابن ثعلبہ کی جھڑپیں:

ابن خازم اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنا جانشین کر کے ان لوگوں کو قتال کرنے کو روانہ ہوا۔ ہرات کے [illegible] جب ایک وادی کو قطع کر گیا تو دیکھا اس نے [illegible] ابن ثعلبہ سے کہا کہ شہر کے [illegible] خندق [illegible] ہم سب شہر [illegible] قتال کریں گے۔ ابن ثعلبہ نے کہا کہ تم شہر ہی میں رہنا چاہیے تھا۔ شہر محکم ہے [illegible] ابن خازم [illegible] جائیں گے [illegible] ہماری مرضی کے موافق [illegible] دے گا۔ مگر سب [illegible] قتال ہی کرتے [illegible] سب نے اس کا کہنا [illegible] شہر سے نکلے اور شہر کے اور دشمن کے درمیان انہوں نے خندق کھود لی۔ اور ابن خازم ان لوگوں سے ایک سال بھر لڑتا رہا۔

ہلال ضبی کی مصالحت کی کوشش:

جب محاصرہ [illegible] ہلال ضبی نے ابن خازم سے کہا کہ [illegible] سے لڑ رہا ہے [illegible] ان لوگوں کو قتل کر کے زندگی کا لطف [illegible] آئے گا۔ اگر [illegible] یہ لوگ [illegible] تو [illegible] صلح ہو جائے۔ کہا: واللہ! اگر میں خراسان [illegible] ان کے لئے چھوڑ کر نکل جاؤں تب بھی [illegible] ہوں گے [illegible] ہلال نے کہا [illegible] خدا کی قسم [illegible] ابن خازم نے کہا [illegible] ان لوگوں کے پاس [illegible] ابن ثعلبہ [illegible] قرابت [illegible] ابن ثعلبہ نے [illegible] تمیم [illegible] خیثمہ اور [illegible] مالک بن [illegible] سے ملاقات [illegible] ان سب کے سامنے [illegible] ابن ثعلبہ سے کی تھی۔

بنی صہیب کا مصالحت سے انکار:

سب نے یہی کہا کہ بنی صہیب سے بھی تو ملا۔ کسی نے کہا تم لوگوں میں بنی صہیب کی بڑی منزلت ہے۔ میں ان سے تو ابھی نہیں ملا۔ کہا ان سے ذرا مل تو سہی۔ اب یہ بنی صہیب کے پاس آیا اور اس باب میں ان سے گفتگو کی۔ انھوں نے یہ جواب دیا تو ایلچی نہ ہوتا تو ہم تجھ کو قتل کرتے۔ پوچھا کیا تم لوگ کسی طرح راضی نہ ہو گے۔ کہا ہاں انھوں نے یہ جواب دیا تو ایلچی نہ ہوتا تو ہم تجھ کو قتل کرتے۔ پوچھا کیا تم لوگ کسی طرح راضی نہ ہو گے۔ کہا ہاں دو باتوں میں سے ایک ایک بات اختیار کر لو تو تم لوگ خراسان سے نکل جاؤ کہ قوم مضر کا کوئی نام لیوا یہاں باقی نہ رہے یا رہو تو اس طرح رہو کہ اپنے جانور، ہتھیار، سونا چاندی سب ہم کو دے دو۔ پچا میرے نے پوچھا کیا ان دونوں باتوں کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے۔ کہا ہرگز نہیں۔ اس نے کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ اور ابن خازم کے پاس واپس آیا۔ کہا کیا خبر۔ کہا انھوں نے تو قطع رحم پر کمر باندھی ہے۔ ابن خازم نے کہا میں تو پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ جب سے خدا نے نبی کریم کو مضر میں سے انتخاب کیا اسی دن سے قوم ربیعہ خدا سے ناراض ہو گئی ہے۔

زہیر بن حیان کا ترکوں پر حملہ:

انھیں ایام میں ترکوں نے قصر اسفاد پر چڑھائی کی۔ اس کا محاصرہ کر لیا۔ قصر میں سب سے زیادہ ازد کے لوگ تھے۔ ترکوں نے انھیں شکست دی۔ انھوں نے ادھر جہاں جہاں بنی ازد تھے انھیں اس واقع کی اطلاع دی۔ وہ بھی ازدیوں کی کمک کو پہنچے۔ انھیں بھی ترکوں نے شکست دی۔ اب انھوں نے ابن خازم سے کہلا بھیجا۔ اس نے بنی تمیم کے گروہ کے ساتھ زہیر بن حیان کو روانہ کیا اور یہ کہہ دیا کہ ترکوں کے ساتھ نیزہ بازی نہ کرنا۔ سامنا ہوتے ہی ان پر جا پڑنا۔ زہیر روانہ ہوا اور بہت سردی کے دن ان کے مقابلے میں پہنچا۔ سب نے ترکوں پر حملہ کر دیا۔ انھیں شکست دی سب کے قدم اکھڑ گئے۔ جب رات آ گئی اور سب ترکوں کا تعاقب کرتے رہے۔ صبح اسی قصر تک پہنچے تو کچھ لوگ قصر میں چلے گئے۔ زہیر چند سواروں کے ساتھ ترکوں کے تعاقب میں رہا۔ راستے سے وہ خوب واقف تھا۔ آدھی رات گئے اس نے مراجعت کی۔ سردی سے اس کا ہاتھ برچھی کی لکڑی پر جم گیا تھا۔ غلام کو آواز دی وہ نکلا اور اسے قصر میں لے گیا۔ چربی کو گرم کر کے اس کے ہاتھ پر ملا۔ اور تیل کی بھی مالش کی۔ آگ سلگا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہاتھ میں خون کی گردش ہوئی اور بدن میں بھی گرمی آ گئی۔ اس کے بعد وہ پھر ہرات چلا گیا۔

اس واقعہ پر کعب الاشقری نے کچھ اشعار کہے ہیں[1]

اتاك اتاك الغوث في برق عارض   دروع و بيض حشوهن تميم

ترجمہ: "لو کمک پہنچ گئی۔ ابر کے کوندے میں زرہیں اور خودیں دکھائی دیتی ہیں۔ جن میں بنی تمیم چھپے ہوئے ہیں"۔

ثابت قطنہ کے اشعار:

ثابت قطنہ نے بھی یہ اشعار کہے ہیں[2]

---

[1] ان اشعار کو ابن اثیر نے بھی چھوڑ دیا۔ ع۔ ح

[2] ان اشعار کو ابن اثیر نے بھی چھوڑ دیا۔ ش۔ ح

فدت نفسی فوارس من تمیم ... علی ما کان من ضنک المقام

ترجمہ: "بنی تمیم کے شہسواروں پر میری جان فدا ہو جائے کہ تنگی و دشواری میں انھوں نے مدد کی۔

بقصر الباہلی وقد ارانی ... احامی حین قل بہ المحامی

ترجمہ: قصر باہلی میں سب کے سب سخت دشواری میں پڑے تھے اور جس وقت وہاں کوئی مدد کرنے والا نہ تھا میں مدد کر رہا تھا۔

بسیفی بعد کسر الرمح فیہم ... اذودہم بذی شطب حسام

ترجمہ: میری برچھی ٹوٹ گئی تو میں نے اس تیغ تیز سے دشمنوں کو ہٹایا جس میں دھاریں پڑی ہوئی تھیں۔

فلولا اللہ لیس لہ شریک ... وضربی قونس الملک الہمام

ترجمہ: اگر خدائے وحدہٗ لاشریک کی مدد نہ ہوتی اور میں نے ایک زبردست رئیس کے خود پر وار نہ کیا ہوتا۔

اذا فاظت نساء بنی دثار ... امام الفرس بادیۃ الخدام

ترجمہ: تو بنو دثار کی بیبیاں مر گئی ہوتیں ان کی پنڈلیاں اور پازیب ہر شخص کی نظر پڑتی۔

ابن خازم اور ابن ثعلبہ کی فیصلہ کن جنگ:

ابن خازم نے ایک دن کہا ان لوگوں کے محاصرہ میں بہت دن گزر گئے ان سے پکار کر کہا اے بنی ربیعہ تم نے خندق کیا آکر پکڑی ہے کیا خراسان بھر میں اسی خندق پر تم نے قناعت کر لی۔ بنی ربیعہ کو اس کلمہ پر بہت جوش آ گیا۔ سب کے سب جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ ابن ثعلبہ نے کہا خندق ہرگز نہ چھوڑو۔ جس طرح آج تک لڑا کرتے ہو اسی طرح ان سے لڑتے جاؤ۔ بکر اپنی جمعیت کو لے کر ان سے لڑنے جاؤ کسی نے کہنا نہ مانا لڑنے کو نکلے اور دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہو گیا۔ ابن خازم نے اپنے اصحاب سے کہا آج کے دن دل چھوڑ کر لڑو۔ آج جو غالب ہوا اسی کو ملک ملے گا میں اگر آج قتل ہو جاؤں تو شماس بن دثار عطاردی تمہارا امیر ہے اور شماس بھی قتل ہو جائے تو بکیر ثقفی امیر ہوگا۔ سنو! میری تو یہ بڑی آرزو ہے۔ مجھے زمین میں باندھ دو اور ہتھیار بند نے اسے باندھ لیے ہیں کہ یا قتل ہو جاؤں یا آسمان نصیب ہو کوئی ڈر ہے کہ میں قتل ہو گیا تو ہر شخص یہ جانتا ہے اور بنی عدی کا نشان زہیر کے ہاتھ میں تھا اور ان کا بیٹا ایاس گھوڑے پر سوار ان کے ساتھ تھا ابن خازم نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ جب تمہارے مقابلہ کو آئیں تو گھوڑوں کے منھوں پر برچھیوں سے وار کرنا گھوڑے سے بڑا کام ہے۔ اس کے منھ پر وار پڑا اور وہ بھاگا یا سوار کو اپنی پیٹھ پر سے پھینک دیا۔ اس اثناء میں ہتھیاروں کی آواز سے ایاس کا گھوڑا بھڑکا اور ایک وادی کی طرف اسے لے بھاگا جو ابن خازم اور بنی بکر کے درمیان واقع تھا دشمن اس پر حملہ کرنے کو بڑھا۔ کہتا ہے میں نے اس کے گھوڑے کو ایک نیزہ مارا کہ اس کے منھ پر جا پڑی۔ اس نے سوار کو پیٹھ پر سے گرا دیا۔

ابن ثعلبہ کی شکست:

زہیر نے بنی عدی کے ساتھ دشمن پر حملہ کیا۔ بنی تمیم بھی چاروں جانب سے ان کے پیچھے ہو لیے۔ ایک ساعت تک لڑا کرتے

[illegible]

رہے۔ اس کے بعد خندق کی طرف بھاگے۔ کچھ لوگ خندق میں گر گئے کچھ ادھر گئے کچھ ادھر۔ بہت بری طرح سے قتل ہونے لگے۔ اوس بن ثعلبہ بھی زخمی ہو کر بھاگا۔ ابن خازم نے قسم کھائی کہ غروب آفتاب تک ان میں سے جو شخص اسیر ہو کر آئے گا اسے ضرور قتل کروں گا۔ سب کے آخر میں ایک شخص جس کا نام حبیبہ تھا گرفتار ہو کر آیا۔ لوگوں نے ابن خازم سے کہا آفتاب تو غروب ہو گیا اب اسے بھی کشتوں میں ملا دو۔ غرض وہ بھی قتل ہوا۔ ابن ثعلبہ سجستان کے قریب پہنچ کر مر گیا۔ اس معرکہ میں آٹھ ہزار بنی بکر قتل ہوئے۔

ابن خازم کا ہرات پر قبضہ:

ابن ثعلبہ بھاگ گیا تو ابن خازم ہرات پر قابض ہو گیا اس نے اپنے بڑے بیٹے محمد کو ہرات کا حاکم کیا۔ شماس کو اس کے پاس چھوڑا اور بکیر کو اس کا رئیس شرطہ مقرر کیا اور ان دونوں سے کہہ دیا کہ اس کی تربیت کرتے رہنا یہ تمہارا بھانجا ہے۔ (اس کی ماں صفیہ بنی سعد میں سے تھی) اور اس سے بھی یہ کہہ دیا کہ ان دونوں شخصوں کی رائے کے خلاف کوئی کام نہ کرنا۔ اس کے بعد ابن خازم مرو کی طرف چلا۔

* * *

باب ۱۴

توابین

کوفہ کے رؤسائے شیعہ:

حسین بن علیؓ جب قتل ہو گئے اور ابن زیاد اپنے لشکر گاہ سے جو نخیلہ میں تھا واپس آ کر کوفہ میں داخل ہوا تو سب شیعہ باہم ملاقات کرنے میں ایک دوسرے پر ملامت کرنے لگے اور سب کے سب بہت پشیمان ہوئے اور یہ سمجھے کہ ہم سے بہت بڑا قصور سرزد ہوا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو مدد کرنے کے لیے بلایا اور ان کی نصرت نہ کی یہاں تک کہ وہ ہمارے پہلو میں آ کر قتل ہو گئے۔ ہم سے یہ قصور کا ٹیکہ یہ گناہ کا داغ بغیر اس کے مٹ نہیں سکتا کہ ان کے قاتلوں کو قتل کریں۔ اور خود بھی قتل ہو جائیں۔ کوفہ کے رؤسائے شیعہ میں سے پانچ شخصوں کی طرف یہ لوگ اس باب میں رجوع ہوئے۔ سلیمان بن صرد خزاعی نبی ﷺ کے صحابی تھے اور مسیب فزاری علی رضی اللہ عنہ کے بہترین اصحاب میں تھے۔ اور عبداللہ بن سعد ازدی اور عبداللہ تیمی اور رفاعہ بجلی ان لوگوں نے اتفاق کیا۔ یہ پانچوں شخص سلیمان بن صرد کے گھر جمع ہوئے۔ یہ لوگ بہترین اصحاب علی رضی اللہ عنہ میں سے تھے۔ اور ان کے ساتھ اور ناموران و رؤسائے شیعہ میں سے بہت لوگ تھے۔

مسیب فزاری کا شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر اظہار تاسف:

مسیب نے لوگوں کی طرف رخ کر کے تقریر شروع کی حمد و ثنائے باری تعالیٰ بجا لائے اور نبی ﷺ پر صلوٰۃ بھیجی اس کے بعد کہا کہ ہم لوگ بہت دنوں جئے اور انواع و اقسام کی آفتوں کا سامنا ہوا۔ ہمیں اپنے پروردگار کی طرف اب رجوع ہونا ہے کہ ہمیں ان لوگوں میں نہ شمار کرے جن سے کل کے دن یہ کہنے والا ہے کہ کیا ہم نے تمہاری اتنی عمریں نہیں دیں جس میں نصیحت ماننے والا نصیحت لے لے۔ جب کہ ایک پیغمبر بھی تمہارے پاس متنبہ کرنے کو آ چکا تھا۔ اسی لیے تو امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ جس عمر میں ابن آدم پر خدا نے حجت تمام کر دی ہے وہ ساٹھ برس ہیں۔ اور ہم لوگوں میں ایسا کوئی نہیں ہے جو ساٹھ سے نیچے ہو مگر یہ تو زندگی ہے کہ اپنے نفسوں کو پاک کریں۔ اپنے شیعوں کو نیک نام کریں۔ خدا تعالیٰ نے ہم لوگوں کی آزمائش کی اور اپنے نبی ﷺ کے نواسے کے باب میں ہر طرح سے ہم کو جھوٹا پایا۔ اس سے پہلے ان کے خط ہمارے پاس آئے۔ ان کے پیغام ہمارے پاس آئے۔ انھوں نے ہم سے نصرت طلب کرنے میں ظاہر اور پوشیدہ اول میں اور آخر میں حجت تمام کر دی۔ ہم نے ان سے اپنی جانوں کو عزیز رکھا آخر وہ ہمارے پہلو میں آ کر قتل ہو گئے۔ نہ تو ہم نے ہاتھ سے ان کی نصرت کی نہ زبان سے ان کے لیے لڑے نہ اپنے مال سے ان کی اعانت کی۔ نہ اپنی برادری سے ان کے لیے نصرت طلب کی۔ اب ہم خدا کے سامنے کیا عذر پیش کریں گے۔ نبی ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ ان کا فرزند ان کا پیارا ان کی ذریت ان کی نسل ہم لوگوں میں آ کر سب قتل ہو گئے۔ واللہ اب اس کے سوا کوئی عذر نہیں رہا ہے کہ ان کے قاتل اور اس کے حامیوں کو قتل کرو۔ یہاں تک کہ تم خود قتل ہو جاؤ۔ شاید اس کے بعد ہمارا پروردگار ہم سے راضی ہو جائے۔ مجھے تو خدا کے سامنے جا کر اس کے عذاب سے بچنے کی توقع نہیں۔ جناب کسی کو اپنے لوگوں میں سے سردار بنا لو۔ تمہارا کوئی امیر ضرور ہو جس سے رجوع کرتے رہو۔ اور کوئی علم ضرور ہو جس کے گرد تم رہو۔ مجھے یہی کہنا تھا اور خدا سے اپنے اور تمہارے گناہوں کے لیے مغفرت کا خواستگار ہوں۔

رفاعہ بجلی کی تقریر:

مسیب کے بعد رفاعہ بن شداد نے سب سے مختصر تقریر کی۔ خدا کی حمد و ثنا بیان کی۔ نبی ﷺ پر درود بھیجا اور کہا: اے مسیب! خدا نے تمہیں ہدایت کی کہ ایسی بات تم نے کہی۔ ان سب سے اچھی اور سب سے بہتر ہو کہ اب کی دعوت تم نے دی۔ تم نے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد نبی ﷺ پر صلوٰۃ بھیجی۔ بعد اس کے فاسقوں سے جہاد کرنے کا اور گناہ عظیم سے توبہ کرنے کی دعوت دی۔ ہم نے تمہاری بات کو سنا سمجھا اور سب نے قبول کیا۔ تمہارے کہنے کے موافق تم کسی ایسے شخص کو امیر بنا لیں جس سے رجوع کرتے رہیں اور جس کے گرد جمع رہیں۔ تم نے رائے ہم لوگوں کی بتا دی اگر وہ شخص تم ہو تو ہم سب لوگ تم کو پسند کرتے ہیں۔ تم کو بہی خواہ سمجھتے ہیں اور ہماری جماعت میں سب تم کو دوست رکھتے ہیں۔ اگر تم پسند کرو اور ہمارے اصحاب کی بھی رائے ہو تو شیخ شیعہ صحابی رسول اللہ ﷺ سلیمان بن صرد کو جن کا قدم سب پر سبقت رکھتا ہے۔ جن کی دینداری مسلم ہے۔ جن کی دانشمندی پر سب کو بھروسہ ہے۔ ہم اپنا امیر بنا لیں۔ بس مجھے یہی کہنا تھا اور خدا سے اپنے اور تمہارے گناہوں کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔

عبداللہ بن وال اور عبداللہ بن سعد کی تقاریر

ان کے بعد عبداللہ بن وال اور عبداللہ بن سعد نے تقریر کی۔ حمد و ثنا کے بعد انہوں نے بھی وہی بات کی جو رفاعہ کی زبان سے نکلی تھی۔ انہوں نے مسیب کی بزرگی اور فضل کا اقرار کیا اور سلیمان بن صرد کی سبقت کا اظہار اور ان کے امیر ہونے پر اپنی مرضی ظاہر کر دی۔ مسیب بولے: اچھی کیا اچھی بات تم نے کہی۔ یہ تو تمہارے بھائی رفاعہ کی رائے ہے مجھے بھی اتفاق ہے۔ ہاں سلیمان ابن صرد کو امیر کر دو۔

سلیمان بن صرد کا خطبہ:

حمید بن مسلم کہتا ہے: جب سلیمان بن صرد امیر ہو گئے میں بھی ان کے گھر میں موجود تھا۔ اس روز بزرگان و شہسواران شیعہ میں سے سو آدمیوں سے زیادہ اس وقت ان کے مکان میں تھے۔ سلیمان بن صرد نے بہت سخت گفتگو کی اور اسی خطبہ کو پڑھتے رہے بار بار دہراتے رہے۔ جو مجھے پہلے ہی حفظ ہو گیا تھا۔ انہوں نے کہا: حق تعالیٰ کی ثنا کے سوا نہیں۔ اور محمد ﷺ اس کے پیغمبر ہیں۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد واللہ مجھے خوف ہے کہ ہم زمانہ میں ... زندگانی ہم پر دوبھر ہو گئی ہے۔ مصیبت جس میں بہت سخت ہو گئی ہے۔ اس گروہ کے بزرگوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارا انجام بھی برا ہو۔ ہم نے اپنے نبی ﷺ کے اہل بیت کی طرف دست طلب بڑھایا تھا۔ ہم نے ان کی نصرت کی امید دلائی تھی۔ ہم نے انہیں یہاں بلا کر آنے پر آمادہ کیا تھا۔ جب وہ لوگ آ گئے تو ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔ ہم سے جو کچھ ہو سکتا تھا ہم نے وہ نہ کیا۔ ہم انتظار کرتے رہے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ انجام یہ ہوا کہ ہمارے یہاں آ کر ہمارے نبی ﷺ کا فرزند ان کا پارہ دل ان کا لخت جگر جس کی رگوں میں ان کا خون تھا، قتل ہو گیا۔ فریاد کرتے تھے، دہائی دیتے تھے، کوئی فریاد رس نہ تھا۔ داد چاہتے تھے اور کوئی داد کو نہ پہنچا تھا۔ ان فاسقوں نے انہیں تیروں کا ہدف اور برچھیوں کا نشانہ بنا لیا۔ آخر انہیں قتل کیا۔ پھر سب دوڑ پڑے اور انہیں سلب کیا۔ اٹھو خبردار ہو جاؤ، تم پر غضبناک ہے۔ جب تک اسے راضی نہ کر لو اپنی بیبیوں اور بچوں کے پاس نہ جاؤ۔ میں نہیں سمجھتا ہوں واللہ! جب تک ان کے قاتلوں سے لڑ کر تم ان کو ہلاک نہ کر دو گے خدا تم سے راضی نہ ہو گا۔ سنو موت سے ہرگز نہ ڈرو۔ واللہ موت سے جو ڈرا وہ ضرور ذلیل ہوا۔ بنی اسرائیل نے جو کام کیا وہی تم بھی کرو۔ ان سے ان کے پیغمبروں نے ان سے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

والے ہیں وہ تم سے مدد چاہتے ہیں۔ تمہیں کوئی جواب بھیجتے ہیں جس کے سبب تم خدا سے بہتر اجر و ثواب کی امید رکھتے ہو۔ تمہارا کیا رائے ہے آپ کیا کہتے ہو۔

سلیمان بن صرد کی حمایت میں تقریر:

سب نے یک زبان کہا ہم ان کی بات کو قبول کرتے ہیں ہم ان کے ساتھ شریک ہو کر قتال کریں گے۔ جو ان کی رائے ہے وہی ہماری رائے ہے۔ عبداللہ بن حنظل نے کھڑے ہو کر حمد و ثنا کے بعد کہا ہم نے اپنے برادران ایمانی کی بات کو قبول کر لیا۔ جس امر کی طرف وہ ہمیں بلاتے ہیں ہم موجود ہیں۔ وہی ہماری بھی رائے ہے جو ان کی ہے۔ مجھے فوج کے ساتھ ان کے پاس روانہ کر دیجیے۔ سعد نے کہا تم جلدی نہ کرو ان کو لکھ دو کہ مستعد رہو اور سامان جنگ مہیا کرو اس کے بعد ہم سب روانہ ہوں گے۔

سعد بن حذیفہ ؓ کا خط بنام سلیمان بن صرد۔

سعد بن حذیفہ ؓ نے اس خط کا جواب لکھ کر عبداللہ بن ... کے ہاتھ سلیمان بن صرد کو روانہ کیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم سلیمان بن صرد کو۔ سعد بن حذیفہ ؓ کی طرف سے ان سب مومنین کو جو ان کے ساتھ ہیں معلوم ہو۔ میں نے تمہارے خط کو پڑھا اور تمہارے برادران ایمانی کی جماعت جس امر پر متفق ہوئی ہے وہ سب میں نے اور تم ہم لوگوں کو شریک کرنا چاہتے ہو میں اس امر کو خوب سمجھ گیا۔ خدا نے تمہیں اہل بیت نبی کی ہدایت کی بڑی فضیلت تم کو میسر ہوئی۔ ہم تو سب دل سے تمہاری کوشش کو کارگر کر رہے ہیں۔ سامان حرب مہیا ہو رہا ہے۔ گھوڑوں پر زینیں ڈال رکھی ہیں۔ ہتھیار سجے ہیں حکم کے منتظر ہیں۔ آواز پر کان لگائے ہوئے ہیں۔ جس نے پکارا اور ہم روانہ ہوئے۔ ان شاء اللہ ہم کو تم جلد دیکھ لو گے والسلام۔ سلیمان بن صرد نے یہ خط پڑھ کر اپنے اصحاب کو سنایا سب بہت خوش ہوئے۔

مثنیٰ بن عبدی کا خط بنام سلیمان بن صرد:

سعد بن حذیفہ بن یمان ؓ کو جو خط بھیجا تھا اسی خط کی نقل مثنیٰ بن عبدی کو بھی سلیمان بن صرد نے ظبیان بن عمارہ کے ہاتھ روانہ کی تھی۔ مثنیٰ نے اس کا جواب لکھا۔ میں نے تمہارے خط کو پڑھا اور سب بھائیوں کو پڑھ کر سنایا۔ سب نے تمہاری رائے کی ستائش کی۔ اور تمہاری بات کو قبول کیا۔ ان شاء اللہ ہم سب لوگ ٹھیک اسی وقت جو کہ تم لوگوں نے مقرر کیا ہے۔ اور ٹھیک اسی مقام پر جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔ خدمت میں آ پہنچ جائیں گے۔ والسلام علیک۔ اس خط کے نیچے یہ اشعار بھی لکھے تھے۔

تبصر کأنی قد أتیتک معلما   علی أتلع الهادی أجش هزیم

ترجمہ: ”دیکھنا میں اونچی گردن والے گھوڑے پر نشان لگائے ہوئے سوار ہو کر آؤں گا۔ جس کی گردن دراز جس کا ہنہنانا رعد کے مثل ہے۔

طویل القرا نهد الشواة مقلص   ملح علی فأس اللجام أزوم

ترجمہ: جس کی پشت طویل جس کے جوڑ بند قوی دہانے لگام کے دانتوں سے چبا رہا ہو گا۔

بکل فتی لا یملأ الروع نحره   محش لعض الحرب غیر سؤوم

ترجمہ: ہمراہ ایسے ایسے جوان ہوں گے جن کے دل میں خوف کا گذر نہیں جو جنگ کی مصیبت کو برداشت کر سکتے ہیں۔ کبھی اس سے اکتاتے نہیں۔

[illegible]

[illegible]

سلیمان بن صرد کا مشورہ

[illegible]

عبید اللہ بن مری کا خطبہ

[illegible]

سے کم نہیں ہوں۔ [illegible]

[illegible] تزلزل پیدا ہو گیا۔

امارت کوفہ پر عبداللہ بن یزید کا تقرر

یزید کے ہلاک ہونے کے بعد [illegible] زبیر ہی کی طرف سے آیا۔

مختار ثقفی کی کوفہ میں آمد

بیان کیا جاتا ہے کہ [illegible]

میں مہدی وقت محمد بن حنفیہ کے پاس سے آیا ہوں۔ مجھے انھوں نے اپنا وزیر و امین و منتخب علیہ بنا کر تم لوگوں کے پاس بھیجا ہے۔ شیعوں سے اسی طرح کی باتیں کرتے کرتے آخر اس نے بہت لوگوں کو ادھر سے توڑ لیا۔ وہ اس کی تعظیم کرنے لگے۔ اس کی بات سننے لگے۔ اس کے حکم کے منتظر رہنے لگے۔ مگر بڑی جماعت شیعوں کی ابن صرد کے ساتھ تھی۔ اس سبب سے مختار اپنے کام میں ابن صرد کو بہت بڑا مزاحم و مانع سمجھتا تھا۔ اپنے اصحاب سے کہا کرتا تھا۔ تمہیں معلوم بھی ہے اس شخص کا یعنی سلیمان بن صرد کا کیا ارادہ ہے۔ ان کا ارادہ ہے کہ جا کے نکلیں اپنے تئیں بھی قتل کریں اور تم کو بھی۔ نہ ان کو جنگ و جدال کا تجربہ ہے نہ اس فن کا علم ہے۔

ابن صرد اور مختار کے خلاف شکایت:

اسی زمانہ میں یزید بن حارث شیبانی نے عبداللہ بن یزید سے جا کر کہا لوگ یہ ذکر کر رہے ہیں کہ یہاں شیعہ ابن صرد کے ساتھ تم پر چڑھائی کرنے کو ہیں۔ اور ایک چھوٹا گروہ ان لوگوں کا مختار کے ساتھ بھی ہے لیکن یہی لوگ کہتے ہیں۔ مختار ابھی چڑھائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ابھی وہ اس کا منتظر ہے کہ دیکھے سلیمان بن صرد کے خروج کرنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔ ان کے پاس ساز و سامان سب تیار ہے۔ وہ انہی دنوں میں خروج کیا چاہتے ہیں۔ اگر مناسب سمجھو تو اپنے اہل شرط کو اور سپاہ کو اور شرفائے قوم کو جمع کر کے ہم تم سب کے ساتھ سلیمان بن صرد کے پاس چلیں ان کے مکان پر پہنچ کر انھیں اپنے پاس بلا لو اگر وہ چلے آئے تو چلے آئے۔ یا اگر وہ لڑنے پر آمادہ ہوں تو ان سے لڑو تو فتح تو تمہاری آمادہ و پیکار و صف آرا موجود ہوگی انھیں اس کی خبر بھی نہیں کہ تیار رہیں۔ میں اس لیے یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر انھوں نے جنگ کی ابتدا کی اور تم نے اتنی مہلت دی کہ وہ تیار ہو جائیں تو یہ معاملہ سخت ہو جائے گا۔ پھر ان کی شوکت کا توڑنا دشوار ہو جائے گا۔

عبداللہ بن یزید اور شیبانی کی گفتگو:

عبداللہ بن یزید نے کہا کہ ہمارے ان کے درمیان خدا انصاف کرے گا۔ وہ ہم سے لڑیں گے وہ ہم سے تعرض نہ کریں گے تو ہم بھی ان کے پیچھے نہ دوڑیں گے۔ یہ تو بتاؤ ان کا مطلب کیا ہے۔ شیبانی نے کہا لوگ یہ چرچا کر رہے ہیں۔ کہ وہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے خون کا انتقام لینے والے ہیں۔ اس نے کہا کیا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو میں نے قتل کیا ہے۔ اس پر خدا لعنت کرے۔ شیبانی نے کہا کہ سلیمان بن صرد و ان کے اصحاب یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ کوفہ پر قبضہ کر لیں۔

عبداللہ بن یزید کا اہل کوفہ سے خطاب:

عبداللہ بن یزید یہ سن کر گھر سے نکلا۔ منبر پر جا کر خطبہ پڑھا حمد و ثنائے الٰہی بجا لایا۔ اس کے بعد کہا مجھے خبر ملی ہے۔ کہ اہل شہر میں سے ایک گروہ نے ہم پر خروج کرنے کا ارادہ کیا ہے میں نے پوچھا آخر وہ چاہتے کیا ہیں؟ معلوم ہوا کہ وہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ خدا ان لوگوں پر رحم کرے واللہ مجھے ان کے گھروں کا پتہ بتایا گیا مجھ سے یہ کہا گیا کہ ان لوگوں کو گرفتار کر لوں۔ مجھے یہ مشورہ دیا گیا کہ ان کے خروج کرنے سے پہلے میں ان سے جنگ کی ابتدا کر دوں۔ میں نے اس بات کو نہ مانا۔ اور کہہ دیا کہ وہ مجھ سے لڑیں گے تو میں ان سے لڑوں گا۔ وہ مجھ سے تعرض نہ کریں گے تو میں ان کے پیچھے نہ پڑوں گا۔ آخر وہ مجھ سے کیوں لڑنے لگے واللہ نہ میں نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔ نہ ان کے قاتلوں کے ساتھ شریک ہوا۔ ان کے قتل ہو جانے کا تو مجھے غم ہوا۔ خدا ان پر رحمت نازل کرے۔ ان لوگوں کے لیے امان ہے۔ چاہے خروج کریں۔ جہاں پھریں۔ جس نے حسین رضی اللہ عنہ سے

قتل کیا ہے۔ میں نے لڑنے والوں کا جب وہ بھاگے تو ان سے لڑنے کو منع کیا ہے۔ میں آج تم کو جس شخص نے مقابلہ کیا انھیں تمہاری امداد کروں گا۔ جن کی تمہیں ضرورت ہے وہ تمہیں دیتا ہوں تاکہ تم اپنے گھروں سے نکل کر [illegible] اور تمہارے مقابلہ کو چلے آ رہے ہیں۔ بصرہ [illegible] سے ایک رات کی راہ پر ہے [illegible] اور مال ان کے قبضہ میں ہے [illegible] افضل اور ہے کہ تم سب آج ہی مل کر اٹھو۔ تم میں سے ایک دوسرے کو قتل کرے اور ایک دوسرے کا خون بہائے۔ لیکن اگر وہ تمہارے سر پر آ جائے۔ تو دیکھنا کہ تمہاری قوت ٹوٹ گئی [illegible] دشمن کی [illegible] تمہاری طرف [illegible] بخدا [illegible] سے زیادہ [illegible] ہے۔ کیا ان کا باپ دونوں سات برس تک تم پر حکومت کرتے رہے۔ [illegible] عطا [illegible] دینے قتل کرنے سے پیچھے نہیں ہٹے۔ اس شخص نے تم لوگوں کو قتل کیا۔ [illegible] سب سے تم پر [illegible] ان کو بھی قتل کیا ہے جن کے خون کا بدلہ تم لینا چاہتے ہو اور [illegible] آ گیا ہے۔ اب [illegible] حکومت کے [illegible] تم اسی سے [illegible] اپنے [illegible] کا ارادہ کر [illegible] تم سے کہ تم [illegible] کیا۔ خدا [illegible] زبان [illegible] اور [illegible] عطا ہو جائے۔

ابراہیم بن محمد کی ابن زیاد کے خلاف تقریر

یہ تقریر سن کر ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے کہا اے لوگو! اس شخص کی بات مت سنو [illegible] جو تم سے [illegible] فساد کے [illegible] پھر سے قابل [illegible] ہم پر [illegible] کرے گا تو ہم [illegible] سے [illegible] کریں گے۔ [illegible] لوگ ہم پر حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم باپ کو بیٹے کے بعد اور بیٹے کو باپ کے بعد [illegible] ہم [illegible] میں قرابت [illegible] کریں گے اور [illegible] پھر گئے۔

مسیب کی عبیداللہ بن زیاد کی موافقت

مسیب بیان کرتا ہے کہ [illegible] بیعت توڑنے والوں کے نکلتے [illegible] آپ اپنی تلوار سے اور [illegible] سے [illegible] واللہ [illegible] بات نہیں ہے [illegible] تم [illegible] ہمارے ہی ہاتھ سے مارے گئے ہیں۔ واللہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے باپ دادا [illegible] مجھے [illegible] خدا [illegible] اس شہر سے نکالے گا اور [illegible] بہت عجیب بات کی واللہ [illegible] انتقام [illegible] خواہ [illegible] تمہارے [illegible] ابراہیم نے [illegible] عبداللہ بن وائل [illegible] کھڑے ہوئے اور کہا اے برادر [illegible] امیر کے [illegible] واللہ [illegible] امیر [illegible] ہم پر حکومت کرنے کا حق ہے [illegible] اپنے [illegible] بیعت توڑنے والوں میں [illegible] تھا [illegible] اس امت میں فتنہ و فساد [illegible] انھوں نے [illegible] ان کے [illegible]

[illegible]

[illegible] ان کے چنگل میں پھنس گئے۔

مسیب اور عبداللہ بن وال کی [illegible]

اس کے بعد مسیب و عبداللہ بن [illegible] کی طرف [illegible] ہوئے اور [illegible] مسیب کہتے ہیں کہ ہم [illegible] میں [illegible] ان لوگوں کی تنہائی [illegible] کے ساتھ [illegible] ان کے [illegible] سے ایک [illegible] قصہ [illegible] [illegible] ان پر [illegible] لوگوں نے [illegible] سخت [illegible] اور [illegible] [illegible] چلا گیا [illegible] ہوا [illegible] ان کو [illegible] ابن زیاد [illegible] کے [illegible] دونوں [illegible] ساتھ [illegible] [illegible] اور [illegible] کے سوا [illegible] تھا [illegible] آ کر [illegible] خیال ہوا [illegible] کے [illegible] ان [illegible] [illegible] اپنا اپنا سامان [illegible] لے کر نکلے۔ وہ سامان جنگ اور اپنی ضرورت کی چیزیں [illegible] کرنے لگے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور خوارج

اس سے پہلے خوارج نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا [illegible] ان کے مقابلے میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے [illegible] کے سب [illegible] کی طرف چلے گئے۔ ان میں اختلاف [illegible] [illegible] قتل کرنے کے بعد خوارج سے ابن زبیر [illegible] [illegible] ان لوگوں نے [illegible] [illegible] اور [illegible] ان سے لڑنے کے لیے روانہ ہوئے۔ خوارج نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے پاس [illegible] [illegible] [illegible] کرنے والوں کا [illegible] [illegible] کے بعد [illegible] [illegible]۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور خوارج کا اتحاد

خوارج یہ لوگ [illegible] سے روانہ ہو کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر ملے ابن زبیر رضی اللہ عنہ ان کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور ان کو بتایا [illegible] بھی وہی عقیدہ رکھتا ہوں جو تم لوگوں کا ہے۔ [illegible] ان کے پاس آنے [illegible] ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہو کر شامیوں سے جنگ کرتے رہے جب یزید کے ہلاک ہونے کی خبر آئی اور اہل شام مکہ سے واپس چلے گئے تو ان لوگوں نے باہم ملاقات میں یہ طے کر لیا کہ ہم لوگ [illegible] کر رہے ہیں [illegible] صواب نہیں ہے کہ ایسے شخص کی اطاعت کر رہے ہیں جس کا حال معلوم نہیں۔ شاید یہ شخص [illegible] کے عقیدے [illegible] الگ [illegible] [illegible]

سے قتل کر چکے ہیں۔ اور پارسا تھے۔ عروہ بن ادیہ کا تذکرہ پہلے آ چکا ہے۔ یہ ابو بلال کے بھائی ہیں۔ [illegible] سے نکل کر [illegible] پہنچ گئے [illegible] وہ سب [illegible] کیا [illegible] انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیزاری ظاہر کی [illegible] تمہارے [illegible] میں [illegible] ہو گئے ہیں۔

ابن زبیر، نجدہ اور خوارج میں تبدیلی

ازرقی لوگ ابن زبیر کے پاس گئے۔ کہنے لگے: تمہارے ساتھ ہو کر ہم نے قتال کیا ہے۔ ہم نے یہ بات کی تحقیق نہیں کی کہ تمہارا عقیدہ کیا ہے۔ دو دن ہی سے یہ اور ان کے باپ [illegible] دشمنوں میں سے تھے۔ [illegible] یہ بتاؤ کہ عثمان کے بارے میں تم کیا کہتے ہو۔ ابن زبیر نے ادھر ادھر دیکھا کہ اس وقت ان کے اصحاب بہت تھوڑے سے ہیں۔ فرمایا: تم لوگ ایسے وقت میرے پاس آئے کہ میں اٹھنے ہی کو تھا۔ اب شام کو میرے پاس آنا۔ جو تم پوچھنا چاہتے ہو بتا دوں گا۔ جب شام ہوئی یہ لوگ دوبارہ پلٹ کے آئے اور ابن زبیر نے اپنے اصحاب کو بلا لیا [illegible] سب لوگ ہتھیار [illegible] ہو جاؤ اور سب نے [illegible] کیے۔ یہ لوگ آئے تو انہوں نے [illegible] دیکھا کہ ابن زبیر کے اصحاب ہتھیار لگائے ہوئے صف بستہ ان کے گرد کھڑے ہیں۔ اور ایک گروہ کثیر ہاتھوں میں ستون لیے ہوئے ان کے سر پر کھڑا ہے۔ ابن ازرق نے اپنے اصحاب سے کہا: اس شخص کو تمہارا خوف ہے [illegible] اور اس نے تمہاری مخالفت کا قصد کر لیا ہے [illegible] جو تم دیکھ رہے ہو اسی لیے کیا ہے۔ [illegible] ابن ازرق نے ابن زبیر کے قریب ہو کر کہا: [illegible] اپنے اللہ سے ڈرو اور خائن [illegible] سے بغض رکھو۔ سب سے پہلے جس شخص نے ضلالت کی بنا ڈالی ہے اس سے دشمنی رکھو، جس نے بدعت [illegible] اور حکم قرآن کے خلاف کیا اس سے نفرت کرو، تو اپنے رب کو خوش کرو گے اور اپنے نفس کو عذاب شدید سے نجات دو گے۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو [illegible] ان لوگوں میں ہو گے جنہوں نے اپنے حصے سے کام لیا [illegible] عبیدہ بن ہلال! [illegible] اس شخص کے [illegible] سب کو [illegible] تم [illegible] اس کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے [illegible] سب بیان کر دو۔ عبیدہ آگے بڑھا۔

ابن ہلال خارجی کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف تقریر

[illegible] ابن ہلال سے جو عبیدہ [illegible] نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر کہا: اما بعد! اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو چند [illegible] لوگوں میں [illegible] بھیجا تھا۔ پہلے [illegible] دعوت [illegible] کی عبادت اور اخلاص دین کی طرف دعوت دی۔ انہوں نے دعوت دی۔ مسلمانوں نے اسے قبول کیا۔ حضرت محمد ﷺ کتاب اللہ کے ساتھ [illegible] عمل کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔ لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جانشین کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو جانشین کیا۔ دونوں نے کتاب اللہ و سنت [illegible] پر عمل کیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ ان کے بعد لوگوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو جانشین کیا۔ انہوں نے [illegible] چراگاہیں [illegible] قرابت داروں کو مقدم کیا۔ [illegible] نوجوانوں کو عامل بنایا [illegible] کتاب [illegible] ڈالا۔ مسلمانوں کو حقارت سے دیکھا [illegible] ظلم [illegible] اعتراض کیا اسے مارا۔ [illegible] رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کو شہر بدر کیا تھا اسے [illegible] سابقین [illegible] فضل [illegible] ان کو [illegible] محروم کیا۔ اس کے بعد اللہ کے مال غنیمت کو جو خدا نے مسلمانوں کو [illegible] تھا لے کر قریش کے فاسقوں اور عرب کے [illegible] میں تقسیم کر دیا۔ [illegible]

ایک گروہ ایسا ہی ہے جس سے خدا اپنی اطاعت کا عہد لے چکا تھا۔ جو خدا کے کاموں میں حمایت حق پر مدد کرتے تھے تو کیا ابوبلال انہوں نے آ کر عثمان بن عفان ؓ کو قتل کیا۔ ہم لوگ اسی گروہ کے ہم خیال بھائی ہیں۔ اور ہم عثمان ؓ سے اور ان کے دوستوں سے بیزار ہیں بتاؤ ابن زبیر بتائیے اب تم کیا کہتے ہو۔

ابن زبیر ؓ کی حضرت عثمان ؓ کے بارے میں جوابی تقریر:

ابن زبیر ؓ نے بیان کر کے حمد و ثنا بجا لائے اس کے بعد کہا تم نے نبی ﷺ کا ذکر کیا میں نے سنا ایسے ہی تھے جیسا تم نے بیان کیا۔ وہ اس سے بھی بہتر تھے۔ جیسا تم نے ذکر کیا ابوبکر و عمر ؓ کے باب میں تم نے جو کہا ہے ٹھیک کہا میں نے سنا یہ اوصاف ان کو خدا نے تمہاری زبان پر جاری کیا۔ تم نے جو کچھ بہت برا عثمان بن عفان ؓ کے باب میں ذکر کیا تم نے کہا اسے بھی میں نے سنا۔ خلق خدا میں ابن عفان ؓ اور ان کے حالات کا جاننے والا مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے جب ان سے لوگوں نے دشمنی کی اور ان پر عتاب کیا ہے تو میں ان کے پاس موجود تھا۔ جن باتوں پر لوگ خفا تھے ان کے راضی کرنے میں انہوں نے کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ پھر یہ ہو کہ سب برباد کر دیا؟ سنو، اور ایک خط ہے جس کے سبب سے تم ان پر الزام دیتے ہو۔ تم کہتے ہو کہ عثمان ؓ نے ان لوگوں کے قتل کرنے کا حکم اس خط میں دیا تھا۔ انہوں نے کہہ دیا کہ میں نے یہ خط نہیں لکھا تم سے ہو سکے تو اس بات کو ثابت کرو۔ اگر تم کچھ ثابت کر سکے تو میں بھی قسم کھاتا ہوں۔ وہ خدا کو گواہ کر کے ثبوت میں خدا کے سامنے اور عثمان ؓ سے قسم لینے پر راضی ہوئے۔ سب نے منہ پھیر کے انہیں قتل کیا۔ تم نے ان کے جو عیب بیان کیے وہ بھی میں نے سنے۔ وہ ہرگز ایسے نہ تھے۔ وہ تو ہر طرح کی نیکی کے اہل تھے جو تم لوگ اور تمام حاضرین اس بات کے گواہ رہیں کہ میں دنیا و آخرت میں ابن عفان ؓ کے دوست داروں میں ہوں۔ اور ان کے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں۔ ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں۔

خوارج کی ابن زبیر ؓ سے علیحدگی:

خوارج نے یہ سن کر کہا: اے دشمن خدا تجھ سے خدا بیزار ہو یہ جواب ملا اے دشمنان خدا تم سے خدا بیزار ہو۔ اس کے بعد لوگ متفرق ہو گئے۔ نافع بن ازرق اور عبداللہ بن صفار اور حنظلہ بن بیہس اور ماحوز کے تینوں بیٹے عبداللہ و عبید اللہ و زبیر بصرہ چلے گئے۔ اور ابو طالوت اور عبداللہ بن ثور ابو فدیک اور عطیہ بن اسود حنفی یمامہ کی طرف گئے اور ابو طالوت کے ساتھ یمامہ پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد سب کے سب نجدہ بن عامر کے ساتھ ہو گئے۔ بصرہ میں جو خوارج پہنچے وہ سب ابو بلال کے عقیدے پر تھے۔ یہ سب لوگ جمع ہوئے اور ان میں نافع نے یہ بات کہی کہ ہم میں کے لوگ جو راہ خدا میں جہاد کرنے کو نکل گئے۔ تو ہم نے اپنے کام میں سستی کی۔ جو بیٹھے تو بیکار میں جو علماء ہیں وہ دین میں وعظ کہتے ہوئے پھر بھی وہ لوگوں کے لیے چراغ ہدایت بن جائیں گے۔ دین کی اطاعت دین کے پیروان اہل ورع اور جو شخص کہ روانے لے جائیں وہ جہاد کو نکلیں اچھے پروردگار سے ملاقات کریں۔ شہداء میں داخل ہوں۔ جن کو خدا کے پاس سے رزق ملا کرتا ہے۔ اور وہ جہاد کرتے ہیں۔ یہ سن کر نافع بن ازرق آمادہ ہو گیا۔ تین سو آدمیوں کو لے کر روانہ ہوا۔

حنفیہ خوارج کی روانگی:

یہاں روانگی کا ذکر ہے جب لوگوں نے ابن زیاد پر حملہ کیا ہے۔ اور قید خانوں میں جو خوارج محبوس تھے وہ دروازوں کو توڑ کر نکل آئے ہیں۔ اور مسعود کے قتل کا انتقام لینے کو لوگ ازد و ربیعہ و بنی تمیم و قیس سے قتال کر رہے تھے۔ خوارج اس موقع کو غنیمت

[illegible]

بصری خوارج کا ابن ازرق کے پاس آجانا

[illegible]

خوارج کے عقائد

[illegible]

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ﴾

یعنی [illegible]

ابن ازرق کا [illegible]

[illegible]

عبداللہ بن اباض اور ان لوگوں کا جو ان کے نزدیک ہیں جو جھوٹے خدا کی طاعت کے اہل ہیں۔ ان کو مارنا سچی بات یہ ہے اور وہ بے حکم تھے اور جو کچھ کہ یہ ان لوگوں سے کہتے تھے سب جھوٹ ہو، چنانچہ ان دونوں شخصوں کے پاس پہنچ رہے۔ اور پہنچ گیا عبداللہ صفار نے اسے بدعتی کہا پیچھے ڈال دیا اور لوگوں کو اس لیے چھوڑ کر نہیں رہ سکا یہاں تک کہ وہ مخلوق ہو جائے اور اس فیصلہ ہوا ابو عبداللہ بن ... سے پوچھا کہ کیا واقعہ ہوا خدا تم سے ڈرے کیا بات کی تم کو خوشی ہے کیا ہمارے بھائی کام آ گئے۔ ان میں سے کچھ لوگ آج ہو گئے اس سے علیحدہ نہ تمہارے دین۔

ابن صفار اور ابن اباض میں اختلاف۔

ابن اباض نے ابن صفار پر حملہ کر کے کہا خدا کی مار ہو تم پر یہ تمہارا خیال ہے ابن ازرق کا تابع کا ہے کہ جب جدا ہو گئے سب لوگ مشرک ہو گئے اس صورت میں ان کا خون اور مال جو گوارا ہو جاتا ہے۔ ٹھیک تو ہوں نبی ﷺ کا سلوک جو مشرکوں کے ساتھ تھا اور نبی ﷺ کا سلوک جو مشرکوں کے ساتھ تھا وہی تو سلوک ان کا بھی ہوتا۔ لیکن وہ جھوٹ ہو۔ اور ہم بھی گنہگار، بات یہ ہے کہ لوگ کفران نعمت و نافرمانی میں بے شک مبتلا ہیں مگر شرک سے بری ہیں انہیں ان کو قتل کرنا ہے جان کے مال پر تصرف ہمارے لیے حرام ہے۔ ابن صفار نے کہا خدا تجھ سے سمجھے تو نے بہت غلط بات کی ہے اور خدا سمجھے ابن ازرق سے اس نے بہت افراط کی ہے تم دونوں سے خدا سمجھے اس نے جواب دیا خدا تجھ سے بھی سمجھے۔ یہ سب میں تفرقہ پڑ گیا۔ ابن ازرق کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی۔ بہت مجمع اس کے ساتھ ہو گیا اس نے اہواز میں قیام کیا۔ خراج وصول کرتا تھا اور اسی سے اپنی قوت کو بڑھا رہا تھا۔ اس کے بعد بصرہ کی طرف بڑھا اور پل کے قریب تک آ گیا، عبداللہ بن حارث نے اس سے لڑنے کے لیے مسلم بن عبیس کو روانہ کیا۔

مختار ثقفی اور مسلم بن عقیل [illegible]

اسی سال رمضان کی پندرہ تاریخ کو مختار کوفہ میں آیا۔ جب سے حسین بن علی ؓ کا ... ہوا ... تھا۔ اور وہاں سے ... آپ کو لوٹ لے گئے تھے آپ کی تعزیت میں اپنا جو خیال ظاہر کیا تھا اس سے شیعہ بہت ناراض تھے۔ اور مختار کو سب ذرا تم سے یاد کرتے تھے۔ جب حسین ؓ نے مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو کوفہ میں بھیجا تو یہ مختار کے گھر میں اترے تھے۔ راوی کہتا ہے ... ہانی بن عروہ کا ... مختار نے اور سب اہل کوفہ کے ساتھ مسلم سے بیعت کی۔ ان کے ساتھ خیر خواہوں کی طرح پیش آئے۔ جو لوگ ان کے کہنے میں تھے۔ ان کو مسلم کی طرف دعوت دی جب مسلم نے خروج کیا ہے تو مختار اپنے گاؤں میں تھا۔ جسے کہتے تھے ... کے وقت ... مسلم کے خروج کرنے کی خبر پہنچی۔ مسلم نے اپنے اصحاب سے خروج کرنے کا ... ابن ... مقرر کر دیا تھا ... تھا۔ انہیں جب یہ معلوم ہوا کہ ... ہے تو انہوں نے اس وقت خروج کر دیا۔ مختار ... اپنے موالی ساتھ لے کر چلا۔ مغرب کے بعد باب الفیل تک پہنچا ادھر ابن زیاد نے عمرو بن حریث کو لوگوں کا ... مقرر کر کے ایک علم دیا تھا۔ اسے یہ حکم دیا تھا کہ مسجد میں ... بیٹھے رہنا۔ باب الفیل پر ٹھہر گیا تھا۔ ادھر سے ہانی بن ابی ... کا گذر ہوا۔ مختار کو دیکھ کر کہنے لگا یہاں تمہارے ٹھہرنے کی کیا وجہ؟ ... لوگوں کے ساتھ ہو نہ اپنے گھر میں۔ مختار نے کہا تمہاری ... نے غلطی کی ہے یہ دیکھ کر میری رائے متزلزل ہوئی ہے۔

مختار ثقفی کی بدعہدی:

ہانی نے کہا واللہ تو اپنی جان کے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔ اور یہاں سے جا کر عمرو بن حریث سے اپنی اور مختار ثقفی کی گفتگو سب بیان کر دی۔ ابن حریث نے یہ سن کر عبدالرحمن ثقفی سے کہا۔ اٹھو اپنے ابن عم کے پاس جاؤ اس سے کہو کہ ابن عقیل کا کسی کو یہ بھی تو نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے۔ وہ کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے۔ عبدالرحمن جانے کے لیے اٹھا تھا کہ زائدہ بن قدامہ نے بڑھ کر ابن حریث سے کہا کہ مختار تمہارے پاس اس شرط سے آئے گا کہ اس کے لیے امان ہو۔ ابن حریث نے کہا میری طرف سے تو اسے امان ہے۔ بلکہ ابن زیاد تک بھی اگر کچھ خبر اس کی پہنچی تو میں امیر کے سامنے اس کی طرف سے گواہی دوں گا اور اچھی طرح سفارش کروں گا۔ زائدہ نے کہا ان شاء اللہ بھلائی ہر طرح سے خیریت ہے۔ غرض عبدالرحمن و زائدہ دونوں مختار کے لیے روانہ ہوئے۔ اب سے ہانی، روداد ابن حریث کی گفتگو کا ذکر کر کے کہا خدا کے لیے اپنے قتل کا درپے نہ ہو۔

مختار ثقفی کی گرفتاری:

مختار آخر ابن حریث کے پاس چلا آیا۔ اسے سلام کیا اس کے علم کے نیچے بیٹھ گیا۔ صبح کو لوگوں میں مختار کی ان باتوں کا چرچا ہوا۔ عمارہ بن عقبہ یہ حال سن کر ابن زیاد کے پاس پہنچا اس سے سب حال بیان کر دیا۔ دن چڑھے ابن زیاد کا دروازہ کھلا۔ لوگوں کو آنے کا اذن ہوا۔ مختار بھی سب کے ساتھ دربار میں داخل ہوا۔ ابن زیاد نے اسے دیکھ کر کہا۔ تمہیں ایک جمع ساتھ لے کر آئے تھے کہ ابن عقیل کی نصرت کرو۔ مختار نے کہا ایسا نہیں ہے بلکہ میں آیا اور ابن حریث کے علم کے نیچے اترا۔ تمام شب انہیں کے ساتھ رہا۔ ابن حریث نے بھی اس کی شہادت دی۔ کہ اصلحک اللہ یہ سچ کہتا ہے۔ ابن زیاد نے عصا اٹھا کر مختار کے منہ پر دے مارا کہ اس کی آنکھ کا پپوٹا پھٹ گیا۔ اور کہا اچھا ہوا یہ تیرے حق میں ابن حریث نے شہادت دے دی ورنہ واللہ میں تیری گردن مار دیتا۔ لے جاؤ اسے قید خانے میں ڈالو۔ شرطے اسے لے گئے قید خانہ میں ڈال دیا۔

مختار کے لیے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی سفارش:

حسین رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے تک یہ قیدی رہا۔ اس کے بعد اس نے زائدہ سے کہلا بھیجا کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس مدینہ میں جا کر ان سے کہے کہ وہ ایک رقعہ یزید کے نام لکھ دیں کہ وہ ابن زیاد کو مختار کی رہائی کے باب میں لکھ بھیجے زائدہ وہاں سے روانہ ہوا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا۔ مختار کا پیام پہنچا دیا۔ مختار کی بہن صفیہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں بھائی کے قید ہو جانے پر بہت روئیں۔ بہت آہ و زاری کی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یزید کے نام پر ایک خط لکھ کر زائدہ کے ہاتھ روانہ کیا۔ مضمون یہ تھا "ابن زیاد نے مختار کو قید کر لیا ہے اور وہ میری زوجہ کا بھائی ہے۔ میں تمہاری عافیت و بہبود چاہتا ہوں۔ لہٰذا ہم پر اور تم پر رحم کر کے اگر مصلحت ہو تو ابن زیاد کو تاکید یہ حکم لکھ کر بھیجو کہ اسے چھوڑ دے۔ والسلام علیک"۔ زائدہ یہ خط لے کر اپنے ناقہ پر روانہ ہوا۔ یزید کے پاس شام میں پہنچا۔ یزید ابن عمر کا خط پڑھ کر ہنسا اور کہا۔ ابوعبدالرحمن نے سفارش کی ہے اور وہ سفارش کر سکتے ہیں۔ یہ کہہ کر ابن زیاد کو لکھ بھیجا کہ میرا خط دیکھتے ہی مختار کو رہا کر دے۔ والسلام

مختار ثقفی کی رہائی:

زائدہ یہ خط لے کر ابن زیاد کے پاس آیا۔ ابن زیاد نے مختار کو زندان سے نکال کر اپنے سامنے بلوایا۔ اور کہا تین دن کی مہلت

وہاں دن ان کے بعد اگر تم کوفہ میں پائے گئے تو تمہاری جان [illegible] ابن زیاد کا جواب قبول [illegible] جن کی [illegible] امیر المومنین کے پاس گیا۔ [illegible] شخص کو میں نے قید کیا ہے اور اب بھی اسے قید رکھنا چاہتا ہوں۔ اس کی رہائی کو [illegible] کے پاس آ گئے [illegible] ابن زیاد [illegible] کی طرف گئے [illegible] اس سے [illegible] کر [illegible] میرے اصحاب اور [illegible] تھے [illegible] ساتھ [illegible] متعلقات اور مسلم [illegible] کے پاس [illegible] ابن زیاد نے ان کے لیے امان لے لی۔

مختار ثقفی اور ابن العرق کی گفتگو:

مختار یہاں سے نکل کر حجاز کی طرف جا رہا تھا۔ واقصہ کے اس طرف ابن العرق جو ثقیف کے موالی میں تھا، اس سے ملاقات ہوئی۔ اس کا خیر مقدم اس نے کیا اور محبت سے پیش آیا۔ اس کی طرف دیکھ کر اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور بہت مضطرب ہو کر اس سے پوچھنے لگا۔ خدا تم کو ہر برائی سے محفوظ رکھے۔ تمہاری آنکھ کو یہ صدمہ کیسا پہنچا؟ کہا: اس حرامزادے نے ایک لکڑی ماری۔ جس سے آنکھ کی یہ حالت ہو گئی۔ جو تم دیکھ رہے ہو۔ ابن العرق نے کہا: یہ کیا حرکت کی۔ خدا اس کے ہاتھ کو شل کر دے۔ مختار نے کہا: خدا اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دے اور اس کے اعضا کو ٹکڑے ٹکڑے کرے یا میں کر دوں۔ تو تھوڑا ٹھہر جا [illegible] اس نے کہا: اللہ، یہ بات تم نے نہ کہی۔ کہا: مختار نے کہا: میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ اسے یاد رکھنا اور دیکھنا۔ اس کے بعد اس نے ابن زبیر کے حالات پوچھنا شروع کیے۔ تب انھوں نے بیت اللہ میں پناہ لی ہے۔ کہتے ہیں میں رب کعبہ کی پناہ میں ہوں۔ لوگوں میں یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ چھپ چھپ کر بیعت لے رہے ہیں۔ مختار نے کہا: میں تو یہ سمجھتا ہوں۔ کہ اگر ان کی شوکت اور جمعیت بڑھ گئی۔ تو وہ اپنی [illegible] کا قصد ظاہر کر دیں گے۔

مختار ثقفی کا انتقام لینے کا عزم:

مختار نے کہا: ہاں بے شک اس میں کچھ شک نہیں۔ مگر وہ آج عرب میں مرد ہیں۔ اگر وہ میرے نقش قدم پر چلیں۔ میری بات کو سنیں تو میں انھیں زحمت سے بچا لوں۔ اگر انھوں نے ایسا نہ کیا تو واللہ مجھے بھی کوئی دوسرا شخص [illegible] مل جائے گا۔ اے ابن العرق! فتنہ کے بادل گرج رہے ہیں۔ وہ چمک رہے ہیں [illegible] طرف اس نے سب کو [illegible] یا [illegible] تم نے دیکھ لیا۔ اور اس وقت جب تم نے سن لیا۔ جہاں کہیں نے ظہور کیا ہو گا۔ وہ کہتے ہوں گے کہ مختار مسلمانوں کی فوجوں کے ساتھ مظلوم شہید کشتہ بے گناہ مقتول سرور سید المرسلین ﷺ کے نواسے حسین بن علی ؓ کے خون کا انتقام لینے کو اٹھا ہے۔ اپنے پروردگار کی قسم! میں ان کا انتقام لینے میں اتنے لوگوں کو قتل کروں گا۔ جتنے یحییٰ بن زکریا ؑ کے انتقام میں قتل ہوئے ہیں۔ ابن العرق نے کہا: یہ دوسری بات بھی جو تم نے کہی بہت ہی عجیب معلوم ہوتی ہے۔ کہا: جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو یاد رکھنا اور دیکھ لینا۔ یہ کہہ کر اس نے اونٹ بڑھا دیا۔ ابن العرق بھی تھوڑی دور [illegible] ساتھ چلا۔ مختار نے [illegible]

۱۔ طبری میں ہے: [illegible] المسلمین [illegible] المرسلین [illegible] الرحمن [illegible] کے [illegible] کے [illegible] ہیں۔ [illegible]

کو روک کر اسے قسمیں دے دے کر واپس جانے کے لیے کہا۔

ابن العرق کی مختار کے متعلق حجاج سے گفتگو

ابن العرق کہتا ہے میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا سلام کیا رخصت ہوا اور چلا آیا۔ میں دل میں سوچتا تھا۔ کہ یہ شخص کیا کہتا ہے۔ ایسا ہی ہوگا۔ کیا اس کا دل یہ کہہ رہا ہے یہ تو ہو نہیں سکتا خدا کے سوا علم غیب کسی کو بھی نہیں ہے۔ ہاں اس کا دل یہ چاہتا ہوگا۔ کہ ایسا ہو اسی سے وہ کہتا ہے۔ کہ یہ ہوگا اور اسی سبب سے اس کے ذہن میں یہ بات جم گئی۔ واللہ یہ خیال اس کا ایک خواب پریشان ہے۔ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیا انسان جس امر کو کہہ دے کہ ہونے والا ہے وہ بھی ہو جائے۔ لیکن واللہ میں نے اپنی زندگی میں وہ دیکھ لیا۔ جو کچھ کہ اس نے کہا تھا۔ وہی ہوا واللہ یا اسے الہام ہوا تھا۔ تو ثابت ہو گیا۔ اگر اس کی ایک تمنا تھی۔ تو پوری ہوگئی۔ پھر میں نے حجاج بن یوسف کے زمانہ میں مختار کی انہیں باتوں کا اس سے ذکر کیا۔ وہ ہنس کر کہنے لگا مجھ سے کہا یہ بھی تو وہ کہا کرتا تھا۔

ورافعة ذيلها و داعية ويلها . بدجلة او حولها

یعنی دجلہ پر اور اس کے گرد ایک عورت آئے گی جو دامن کو پھیلا رہی ہے اور واویلا کو پکار رہی ہے۔ (یہ پیشین گوئی فساد وکشت وخون کی پیشین گوئی ہے) ابن العرق نے حجاج سے پوچھا تم کیا سمجھتے ہو یہ باتیں دل سے بنا لیتا تھا۔ یا اندازے سے اٹکل سے کہہ دیتا تھا۔ یا اسے الہام ہوتا تھا۔ حجاج نے کہا جو بات تم مجھ سے پوچھتے ہو واللہ میں خود حیران ہوں کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ لیکن میں تو یہی کہوں گا۔ خدا اسے جزائے خیر دے۔ کیا مرد اور جنگ جو نبرد آزما وہ شخص تھا۔

ابن زبیرؓ اور مختار ثقفی:

عباس بن سہل بن سعد بیان کرتا ہے۔ کہ میں ابن زبیرؓ کے پاس مکہ میں بیٹھا تھا کہ مختار وہاں آیا۔ ابن زبیرؓ کو اس نے سلام کیا انہوں نے جواب سلام کیا۔ خیر مقدم کیا۔ اس کو جگہ دی اور کہا: ابو اسحاق کوفہ کے لوگوں کا حال بیان کرو۔ کہا کہ وہاں تو سب بادشاہ وقت کے دوست بنے ہوئے ہیں۔ باطن میں سب کے سب دشمن ہیں۔ ابن زبیرؓ نے کہا برے غلاموں کی یہی خصلت ہوا کرتی ہے۔ اپنے آقا کے سامنے خدمت و اطاعت پر کمر بستہ ہیں۔ پیٹھ پیچھے گالیاں دیتے ہیں۔ برا کہتے ہیں۔ مختار تھوڑی دیر بیٹھا رہا پھر کہنے لگا۔ ابن زبیرؓ میری بات سنو! مجھے کوئی راز کی باتیں کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ تم کس بات کا انتظار کر رہے ہو۔ ہاتھ بڑھاؤ میں تم سے بیعت کرتا ہوں اور ہمیں ایسا کچھ دو کہ ہم خوش ہو جائیں۔ حجاز کو تم دبا رکھو وہ سب کے سب تمہارا ساتھ دیں گے۔ پھر مختار وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ ایک سال گزر گیا۔ اسے کسی نے نہیں دیکھا۔

مختار ثقفی کی مکہ میں آمد:

ایک دن میں ابن زبیرؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ وہ مجھ سے پوچھنے لگے تم نے ابو اسحاق کو کب سے دیکھا ملاقات نہیں ہوئی۔ میں نے کہا ایک سال ہوا جب آپ ہی کے پاس اسے میں نے دیکھا تھا۔ پھر نہیں دیکھا کہا تو غائب ہو گیا۔ یہ کہاں چلا گیا۔ مکہ میں ہوتا تو پھر بھی نظر آتا۔ میں نے کہا۔ مختار کو جب آپ کے پاس دیکھا تھا۔ اس کے مہینے دو مہینے کے بعد میں مدینہ چلا گیا۔ اور وہاں کئی مہینے رہ کر پھر آپ کے پاس میں چلا آیا۔ طائف سے کچھ لوگ عمرہ کرنے کو یہاں آئے ہوئے تھے۔ انہیں میں نے کہتے سنا کہ مختار ہمارے یہاں طائف میں آیا تھا۔ اسے تو یہ زعم ہے کہ میں صاحب غضب ہوں اور ظالموں کا تباہ کرنے والا ہوں۔ ابن زبیرؓ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہ پوچھا۔ پھر وہ چپ ہو گیا تو ابن زبیر خاموش رہے۔ اس کے بعد مختار نے عمرو سے اتنی بات کی اور کچھ زیادہ گفتگو کرنے کی ضرورت محسوس بھی نہ کرتے۔ دونوں باتیں بیکار ہیں۔ میں اس لیے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم سے ان شرائط پر بیعت کروں۔ کہ بغیر میرے مشورہ کے تم کوئی کام نہ کرو۔ اور سب سے پہلے اپنے پاس آنے کا اذن مجھے دیا کرو۔ اور جب تم غالب ہو جاؤ۔ تو اپنے ہر ایک بڑے کام میں مجھے شریک رکھا کرو۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ پر بیعت تم سے لینا چاہتا ہوں۔ کہا میرے ادنیٰ غلام کو بھی تو ان ہی کتاب و سنت پر تم بیعت لیتے۔ تمہاری اس حکومت میں مجھ میں اور غیر شخص کو اختیار برابر ہوا۔ واللہ میں تم سے ہرگز بیعت نہیں کروں گا۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور مختار ثقفی میں معاہدہ:

عباس بن سہل نے مجھ سے کہا: ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے کان میں کہہ دو کہ اس وقت تو اس کا ایمان مول لے لو پھر جیسی رائے ہو ویسا کرنا۔ تب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا اچھا تمہاری سب باتیں منظور ہیں۔ یہ کہہ کر ہاتھ بڑھایا اور مختار نے ان سے بیعت کی۔ اور ان کے ساتھ رہنے لگا۔ حصین بن نمیر نے جب شام سے آ کر مکہ کا محاصرہ کیا ہے تو مختار بھی اس معرکہ میں شریک تھا۔ اور سب سے بڑھ کر اس نے میدان کارزار میں بہت تندی و دلیری کا اظہار کی۔ جب یہ نوبت پہنچی کہ منذر بن زبیر، مسور بن مخرمہ، مصعب بن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم قتل ہو گئے۔ تو مختار نے پکار پکار کر کہا۔ اے اہل شام! میری طرف آؤ، میری طرف، میں ابو عبید کا بیٹا ہوں۔ میں کرار غیر فرار کا فرزند ہوں۔ میرے باپ بڑا اقدام کرنے والا شخص تھا۔ آگے بڑھ جاتے تھے، پیچھے نہ ہٹتے تھے۔ اے غیرت والو! اے لشکر والو! میرے پاس آؤ۔ غرض اس نے لوگوں کو بچایا اور اس معرکہ میں بڑی بہادری سے لڑا۔ پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسی محاصرہ میں یہ بھی تھا جب خانہ کعبہ جلا دیا گیا۔ روز شنبہ ربیع الاول ۶۴ھ کی تیسری تاریخ یہ واقعہ ہوا۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور شامیوں کی جنگ:

اسی دن کا ذکر ہے کہ تین سو سپاہیوں کی ایک فوج لے کر مختار نے شامیوں سے ایسی جنگ کی کہ دوسرے کسی کا حال بھی ایسا نہ تھا۔ لڑتے لڑتے تھک جاتا تھا تو ذرا بیٹھ جاتا تھا۔ پھر اس کے اصحاب اسے گھیر کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ دم لیا اور اٹھا۔ اور پھر شامیوں کے جس پرے پر، جس صف پر یہ پہنچا۔ اس کی شمشیر زنی سے سب پسپا ہو گئے۔ عباس بن سہل بیان کرتا ہے۔ کہ عبداللہ بن مطیع اور مختار اور میں اس دن شام سے قتال کر رہے تھے۔ ہم تینوں میں سب سے بڑھ کر نیزہ بازی و شمشیر زنی کر رہا تھا۔ اہل شام کو یزید کے مرنے کی اطلاع پہنچنے کے ایک دن پہلے بڑی سخت و خونریز جنگ ہوئی۔ یہ معرکہ ربیع الاول ۶۴ھ کی چودھویں تاریخ اتوار کے دن ہوا تھا۔ اہل شام کو یہ امید تھی کہ وہ ہم پر غالب ہوں گے اور مکہ کی تمام ہماری تمام گلیوں پر وہ قبضہ کر چکے تھے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کل لوگوں سے مرنے اور جاں نثاری پر بیعت لی تھی اور بہت لوگ اسی شرط پر بیعت کر چکے تھے۔ ایک جماعت کو ساتھ لیے ہوئے میں ایک طرف اہل شام سے قتال کر رہا تھا۔ ایک جانب عبداللہ بن مطیع لڑ رہے تھے۔

جنگ میں خوارج کی شرکت:

ایک طرف اہل یمامہ کے خوارج کو ساتھ لے کر مختار شمشیر زنی کر رہا تھا۔ یہ خوارج خانہ کعبہ کے بچانے کے لیے جنگ میں شریک ہو گئے تھے۔ شامیوں نے مجھ پر حملہ کیا۔ مجھے اور میرے اصحاب کو دھکیل دیا۔ ہٹتے ہوئے لے گئے۔ پھر قوت بحال کر کے میں اور مختار

تمام اصحاب ایک ہی جگہ جمع ہو گئے۔ میں نے یہ دیکھا کہ میں جس قسم کی جرأت کر رہا تھا اتنا ہی اس کام کو آگے بڑھا رہا تھا۔ اور وہ جس قسم کی دلیری کر رہا تھا۔ مجھے ویسی ہی جرأت دکھانے میں تکلف ہوتا تھا۔ میں نے کبھی ایسا حملہ آور نہیں دیکھا۔ شامیوں کے پیادے اور سوار ہم دونوں پر حملہ کر رہے تھے۔ اور ہم ان سے قتال کرنے میں مشغول تھے۔ مجھے اور مختار کو اور کوئی ستر آدمی بڑے ثابت قدم جو ہمارے ساتھ تھے ان سب کو مجبور ہو کر ایک مکان کی طرف سرک آنا پڑا۔

مختار ثقفی کی شجاعت:

اس وقت مختار نے فوج شام سے خوب جنگ آزمائی کی اور کہنا شروع کیا۔ ایک ایک کر کے نزد آؤ اور جو بھاگے گا اسے پناہ نہ ملے۔ غرض مختار لڑنے کو بڑھا۔ اور اس کے ساتھ میں بھی آیا۔ میں نے پکار کر کہا کوئی مجھ سے لڑنے کو نکلے یہ سن کر ایک شامی میری طرف آیا اور ایک شخص مختار کے مقابلہ میں بڑھا۔ اپنے حریف کو قتل کرنے کے لیے میں بڑھا اور مختار نے بڑھ کر اپنے حریف کو قتل کیا۔ پھر ہم نے ایک نعرہ کیا۔ اور اپنے اصحاب کو جرأت دلا کر فوج شام پر حملہ کر دیا۔ واللہ ایک گھڑی نہ گزری تھی کہ ان لوگوں کو ہم نے دبا دیا کہ تمام گلیوں میں سے ان کو نکال دیا۔ پھر ہم دونوں اپنے دونوں حریفوں کی طرف جنہیں ہم نے قتل کیا تھا متوجہ ہوئے۔ جسے میں نے قتل کیا تھا وہ نہایت ہی سیاہ فام تھا۔ مختار کہنے لگا۔ سنو! واللہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے یہ دونوں کشتے شامیوں کے غلام ہیں۔ اگر یہ ہم دونوں کو قتل کر ڈالتے تو ہماری بہادری والے اور جو لوگ ہم سے حسن ظن رکھتے تھے۔ بہت ہی غمگین ہوتے۔ یہ دونوں شخص میری نظر میں دو کتوں کے برابر ہیں۔ میں تو اب کبھی کسی شخص سے جب تک اسے جان پہچان نہ لوں گا لڑنے کو نہ نکلوں گا۔ میں نے کہا واللہ میں بھی جب تک اسے جان پہچان نہ لوں گا۔ کسی شخص سے لڑنے نہ نکلوں گا۔

مختار ثقفی کی ابن زبیر ؓ سے علیحدگی:

یزید کے ہلاک ہونے تک مختار ابن زبیر ؓ کے ساتھ رہا اور محاصرہ اٹھ گیا۔ اہل شام تو شام کی طرف واپس ہوئے اور اہل کوفہ نے عامر بن مسعود کو امیر بنا لیا کہ جب تک لوگ متفق ہو کر کسی کو اپنا امام مقرر کریں۔ یہ عامر کے ساتھ نماز پڑھا کریں۔ عامر کو ابھی ایک مہینہ گزرا تھا۔ کہ اس نے اہل کوفہ کے ساتھ ابن زبیر ؓ سے بیعت کی۔ اور یہاں کا عامل بنا۔ یزید کے مرنے کے پانچ مہینے چند دن بعد تک مختار ابن زبیر ؓ کے ساتھ رہا۔ اسی زمانہ میں ایک دن ابن زبیر ؓ لوگوں کے ساتھ طواف کر رہے تھے۔ یکایک ان کی نظر مختار پر پڑی تو ابن صفوان سے کہنے لگے۔ ذرا اس شخص کو دیکھو جیسے سانپ زمین کا کیڑا ہوتا ہے۔ واللہ یہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ طواف اور نماز طواف سے جب فراغت سب کو ہوگئی تو مختار نے آ کر ابن صفوان سے پوچھا ابن زبیر ؓ میرے باب میں تم سے کیا کہہ رہے تھے۔ ابن صفوان نے بات کو چھپایا۔ کہا انہوں نے کوئی بری بات تمہاری نسبت نہیں کی۔ مختار نے کہا نہیں واللہ! تم دونوں میرا ہی ذکر کر رہے تھے۔ میں ان کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ واللہ انہیں بڑھ کر میرے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ نہیں تو میں ان کے پیچھے آتش جنگ مشتعل کر دوں گا۔ پانچ مہینے تک جب اس نے دیکھا کہ ابن زبیر ؓ نے اسے کوئی عہدہ و امارت نہیں دی۔ تو کوفہ سے جو شخص اس کے پاس آتا تھا اس سے لوگوں کے حالات و کیفیت پوچھا کرتا تھا۔

رمضان میں ہانی بن ابی حیہ الوداعی عمرہ کی نیت سے مکہ میں آیا۔ مختار نے اس سے بھی کوفہ کی حالت اور وہاں کے لوگوں کی کیفیت کو پوچھا۔ اس نے کہا خیریت ہے۔ اور ابن زبیر ؓ کی اطاعت پر سب متفق ہیں۔ ہاں ایک گروہ اس کے سوا شہر کے بھی کچھ لوگ

ہیں۔ اگر کوئی شخص ان لوگوں کو متفق کر کے انہیں کی رائے پر انہیں لے چلے تو وہ ایک زمانہ تک دنیا لوٹ کر کھا سکتا ہے۔

مختار ثقفی کی روانگی کوفہ

مختار نے کہا میں بھی ابو اسحاق ہوں واللہ ان لوگوں کو امر حق پر متفق کر لوں گا انہیں ساتھ لے کر اہل باطل کو شہر سے نکال دوں گا اور ہر جبار و متمرد کو قتل کر دوں گا۔ ابن العرق نے کہا واہ یا ابن ابی عبید جہاں تک تیرے امکان میں ہو۔ ضلالت کی طرف مت دوڑ ان لوگوں کا سرگروہ کسی اور ہی شخص کو بن جانے دے۔ فتنہ پردازی کی عمر بہت کم ہوتی ہے اور ایسے عمل سے بہت برے برے افعال سرزد ہوتے ہیں۔ مختار ثقفی نے کہا: تفرقہ پردازی نہیں میں تو ہدایت و جماعت کی طرف سب کو بلاؤں گا۔ یہ کہہ کے وہ اٹھ کھڑا ہوا وہاں سے نکل کر اپنی سانڈنیوں پر سوار ہوا۔ اور سیدھا کوفہ کی طرف سے مقام قرعا تک پہنچا تھا کہ سلمہ بن مرثد سے راستہ میں ملاقات ہوئی۔ دونوں نے مصافحہ کیا۔ حالات پوچھے۔ مختار نے حجاز کا حال بیان کر کے اہل کوفہ کی حالت کا ابن مرثد سے استفسار کیا۔ اس نے کہا کہ گوسفند کا حال ہے۔ جس کا کوئی چرواہا نہ ہو۔ مختار نے کہا میں ان کو خوب چرا لوں گا۔ اور ان کے مقصد کو پہنچا دوں گا۔ ابن مرثد نے کہا: ارے خدا سے ڈر تجھے مرنا ہے قبر سے اٹھنا ہے۔ باز پرس محشر کا جواب دینا ہے۔ اعمال کی جزا لینی ہے۔ اعمال اچھے ہیں تو جزا بھی اچھی ملے گی۔ برے ہیں تو بری۔ اس کے بعد یہ ادھر اور وہ ادھر چلا۔

مختار ثقفی کی عبیدہ بدی سے ملاقات

مختار جمعہ کے دن نہر حیرہ پر پہنچا وہاں اتر کر نہایا۔ ذرا سا تیل لگایا۔ کپڑے پہنے عمامہ باندھا تلوار گلے میں لٹکائی پھر سانڈنی پر سوار ہو کر مسجد اور میدان سکون کی طرف آیا۔ جن جن لوگوں کی طرف سے گزرتا تھا۔ اسلام علیکم کہتا تھا۔ اور فتح و نصرت کی بشارت دیتا تھا۔ کہتا تھا وہ دن آ گیا جو تمہیں منظور تھا۔ پھر مسجد بنی ذہل و بنی حجر کی طرف آیا۔ یہاں کسی کو نہ پایا۔ سب جمعہ میں گئے ہوئے تھے۔ یہاں سے بنی بداء کے محلہ میں آیا۔ عبیدہ بدی سے ملاقات ہوئی اسے سلام کر کے کہا فتح و نصرت و آسانی کی تمہیں بشارت ہو۔ ابو عمرو تمہارا اعتقاد بہت اچھا ہے۔ اس اعتقاد کے ساتھ خدا ہر گناہ بخش دے گا۔ ہر خطا کو ڈھانک دے گا۔ اور عبیدہ بڑے بہادر بڑے شاعر محب علی رضی اللہ عنہ تھے۔ شراب بہت پیتے تھے۔ مختار کی بات کا عبیدہ نے یہ جواب دیا۔ تمہیں خیر و طول کی بشارت ہو۔ کہ تم نے مجھے بشارت دی ہے کھول کے بھی کہو گے۔ کہا ہاں! آج شب کو میرے بستر پر ملنا یہ کہہ کے آگے چلا گیا۔ پھر اس نے کہا کہ اپنی مسجد کے لوگوں کو یہ پیغام پہنچا دینا کہ ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت کا وعدہ لے چکا ہے۔ یہ جنگ کرنے والوں کو قتل کریں گے اور پیغمبر زادوں کے خون کا انتقام لیں گے۔ اور خدا ان کو نور و روشنی کی طرف ہدایت کرے گا۔ یہ کہہ کر وہ روانہ ہو گیا اور عبیدہ سے پوچھا۔ بنی ہند کی طرف جانے کا کون سا راستہ ہے۔ اس نے کہا ٹھہرو میں ساتھ چلتا ہوں۔

مختار ثقفی کی اسمٰعیل بن کثیر کو دعوت:

عبیدہ نے اپنا گھوڑا منگایا۔ کسا گیا۔ سوار ہوا۔ اور مختار کو بنی ہند تک پہنچا دیا۔ یہاں پہنچ کر مختار نے کہا۔ اسمٰعیل بن کثیر کا گھر مجھے بتاؤ۔ عبیدہ اسے لیے ہوئے اسمٰعیل کے گھر تک آیا۔ اسے باہر بلایا۔ اسمٰعیل سے ملا۔ مرحبا کہا۔ مصافحہ کیا۔ بشارت اس کو دی اور کہا آج رات کو تم اور تمہارے بھائی اور ابو عمرو تینوں آ کر مجھ سے ملنا جو بات تم لوگ چاہتے تھے۔ میں اس کے لیے آیا ہوں۔ پھر یہاں سے بھی روانہ ہوا اور عبیدہ کے ساتھ جہینہ کی اندرونی بستی میں مسجد کے پاس سے گزرتا ہوا باب الفیل پر آیا۔ سانڈنی کو اس نے

بٹھا دیے اور مسجد کے اندر گیا۔ جو لوگوں نے اسے دیکھا کہا۔ مختار آ گیا۔ مسجد کے ایک ستون کے پاس مختار نماز میں مشغول ہو گیا۔ جماعت کا وقت بھی آ گیا تھا۔ یہ سب کے ساتھ نماز میں شریک ہوا۔ پھر دوسرے ستون کے پاس جا کر جمعہ و عصر کے درمیان نماز پڑھی۔ پھر جماعت کے ساتھ عصر پڑھ کر واپس ہوا۔

مختار ثقفی کی بیعت:

یہ بھی روایت ہے کہ اس کا گزر قبیلۂ ہمدان کی طرف ہوا اور ان کی مسجد میں پہنچے ہوئے تھے۔ لوگوں سے کہا تمہیں بشارت ہو تمہارے پاس خوشی لے کر آیا ہوں۔ جس سے تم خوش ہو جاؤ گے۔ یہ کہہ کر چلا اور اپنے گھر میں آ کر اترا۔ یہ وہی گھر ہے جسے لوگ مسلم بن مسیب کا گھر کہتے ہیں۔ اسی گھر میں شیعہ مختار کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے۔ عبیدہ [illegible] جس شب کو بلایا تھا۔ شب ہوئی تو یہ لوگ اس کے پاس گئے۔ مختار نے ان سے وہاں کے سب لوگوں اور شیعوں کا حال پوچھا۔ کہا شیعہ تو سب سلیمان بن صرد کے پاس جمع ہو گئے ہیں۔ اور ابن صرد اب خروج کیا چاہتے ہیں۔ مختار یہ سن کر خدا کی حمد و ثنا بجا لایا۔ اور نبی ﷺ پر درود بھیجا۔ اس کے بعد کہا کہ مہدی ابن الوصی محمد بن علی نے مجھے اپنا وزیر و امین و مددگار بنا کر تم لوگوں کے پاس بھیجا ہے کہ بے دینوں سے قتال کروں۔ اور خون اہل بیت کا ان سے انتقام لوں اور ضعفاء کو ان کے ظلم سے بچاؤں۔ سب سے پہلے عبیدہ الطحی نے اس کی دعوت کو قبول کیا۔ اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ اس سے بیعت کر لی۔

شیعان اہل بیت کو مختار ثقفی کی دعوت

ابن صرد کے پاس جو شیعہ جمع تھے۔ مختار نے ان کو بھی بلا بھیجا ان سے کہا: میں صاحب الامر محمد بن الحنفیہ وصی امام مہدی کی طرف سے تم لوگوں کے پاس اس کام کے لیے آیا ہوں۔ جس سے تمہارے دل ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ پردے اٹھ جائیں گے۔ دشمن قتل ہو جائیں گے۔ نعمت و دولت تمام و کمال حاصل ہوگی۔ سلیمان بن صرد بے چارے خدا ان پر اور ہم سب پر رحم کرے۔ بس ایک پرانے خیالوں کا شخص ہیں۔ نہ انہیں معاملات کا تجربہ ہے نہ جنگ و جدال کا علم ہے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم لوگوں کو لے کر انہیں خود بھی قتل ہوں۔ تمہیں بھی قتل کرا دیں۔ میں جو کچھ کروں گا۔ وہ اس کے حکم کے بموجب ہوگا جو مجھے ملا ہے۔ جو مجھے سمجھا دیا گیا ہے۔ جس میں تمہارے دوستوں کی عزت ہوگی۔ تمہارے دشمن ہلاک ہو جائیں گے۔ تمہارے دل ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ میری بات سنو! میرے حکم کو مانو پھر خوش ہو۔ اور سب کو بشارت دو۔ جو تمہارا مقصود ہے اس کام کے لیے میں بہترین سردار ہوں۔ غرض اس قسم کی باتیں وہ کرتا رہا۔ اور شیعوں کے ایک گروہ کو اپنی طرف مائل کر لیا۔ وہ لوگ اس کے پاس آتے تھے۔ اس کی تعظیم کرتے تھے۔ اس کے امور پر نظر رکھتے تھے۔ مگر زیادہ تر اور عظیم شیعہ ابن صرد کے پاس تھے۔ وہی شیخ الشیعہ اور سب کے بزرگ تھے۔ یہ لوگ ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ مختار نے جن شیعوں کو ملا لیا تھا۔ بہت تھوڑے سے تھے۔

مختار کا ابن صرد سے حسد:

اسی سبب سے سلیمان ابن صرد کا وجود مختار پر بہت گراں تھا۔ ان کا سامان پورا ہو چکا تھا۔ وہ خروج کیا چاہتے تھے۔ مختار چاہتا تھا کہ ابھی ذرا حرکت نہ کریں۔ وہ اس جلدی میں نہ نکلے۔ چاہتا تھا دیکھ لے کہ ابن صرد کا کیا انجام ہوتا ہے۔ اسے یہ توقع تھی کہ تمام شیعہ اس کے ساتھ ہو جائیں۔ تو اس کا مقصود اچھی طرح حاصل ہو۔ ابن صرد نے جب خروج کیا اور وہ جزیرہ کی طرف روانہ ہوئے۔

[illegible] تمہارا مخالف ہے [illegible] بیٹھے بیٹھے تم پر حملہ کرے [illegible] باہر نکال دیا۔

محمد حنفیہ کی گرفتاری

[illegible]

خانہ کعبہ کی ازسرنو تعمیر

[illegible]

۶۵ھ کے واقعات

توابین کا نخیلہ میں اجتماع

سلیمان بن صرد نے جب روانگی کا قصد کیا تو پہلے اصحاب میں جو بڑے بڑے نامور تھے ان کو بلا بھیجا۔ وہ سب جمع ہو گئے۔ ربیع الآخر ۶۵ھ کا چاند دیکھ کر وہ سب لوگوں کو لے کر روانہ ہوئے۔ وہ پہلے ہی سے توابین کو جب کوچ کرنے کی اطلاع دے چکے تھے۔ اور نخیلہ کو لشکرگاہ مقرر کیا تھا۔ ابن صرد نے یہاں آ کر تمام لشکر کو جا کر دیکھا۔ لوگ انہیں کم معلوم ہوئے۔ تو حکیم بن منقذ اور ولید بن غصین کنانی کے ساتھ تھوڑے سے سوار کر کے حکم دیا کہ تم دونوں شہر میں جا کر یہ آواز دو "یا لثارات الحسین" [حسینؓ کا انتقام لینے والو] کہہ کر پکارو اور بڑی مسجد تک پکارتے ہوئے پہنچ جاؤ۔ یہ دونوں روانہ ہوئے اور یہ پہلا موقع تھا جب یہ آواز دی گئی۔

انتقام حسینؓ بن علیؓ کا نعرہ

تحقیقاً سب سے پہلے انہی دونوں نے یالثارات الحسین کا نعرہ بلند کیا۔ یہ اتوار کی رات تھی۔ جب یہ دونوں بنی کثیر کے محلہ میں پہنچے۔ یہاں ان کی آواز ایک شخص نے سنی۔ اس کا نام عبداللہ بن حازم تھا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا۔ جو توابین کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے۔ یہاں سے نصرت کا وعدہ کر چکے تھے۔ آواز سنتے ہی وہ گھر سے نکلا۔ کپڑے پہنے ہتھیار لگائے۔ گھوڑے پر زین رکھنے کا حکم دیا۔ سہلہ بنت سبرہ اس کی بیوی نہایت حسین و جمیل عورت تھی۔ اور یہ بھی اسے بہت چاہتا تھا۔ کہنے لگی کیا تمہیں جنون ہوا ہے۔ کہا جنون تو نہیں لیکن میں نے داعی حق کی آواز سنی ہے جو پکار رہا ہے۔ اب میں اس آواز کے ساتھ جاتا ہوں کہ اس شخص کے خون کا انتقام لوں گا۔ خواہ اس بات میں میری جان جائے یا جو خدا کو منظور ہے وہ ہو جائے۔ اس نے کہا اس بچہ کو کس پر چھوڑے جاتے ہو۔ جواب دیا خدا کے حوالہ۔ "خدایا میں اپنی بیوی اور بچہ کو تیرے سپرد کرتا ہوں تو ان کی حفاظت کرنا۔" یہ کہہ کے گھر سے نکلا اور توابین سے جا ملا۔ عورت اس کی رونے لگی اور اس کے گھر کی سب عورتیں اس کے پاس جمع ہو گئیں۔ اس کے بچہ کا نام عزرہ تھا۔ وہ بڑا ہو کر زندہ رہا اور مصعب بن زبیر کے ساتھ مارا گیا۔

ابو عزہ قابضی

ابن صرد کے بھیجے ہوئے سوار رات بھر کوفہ میں پکارتے پھرے بعد اس کے مسجد کی طرف آئے۔ یہاں بہت لوگ نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے یالثارات الحسین کا نعرہ بلند کیا۔ مسجد کے دروازے پر ابو عزہ قابضی نے ان کو دیکھا اور پوچھا کہ سب لوگ کہاں جمع ہوئے ہیں۔ کہا کہ نخیلہ میں۔ ابو عزہ وہاں سے نکلا گھر میں آ کر ہتھیار لگائے سوار ہونے کے لیے گھوڑا منگایا۔ اس کی بیٹی رواع بنت ابی عزہ جو ثابت بن مرثد کی بیوی تھی۔ پاس آ کے پوچھنے لگی۔ ابا جان آپ نے ہتھیار لگائے ہیں۔ تلوار باندھی ہے۔ کہا بیٹی تمہارا باپ اپنے گناہ سے بھاگ کر اپنے پروردگار کے پاس جاتا ہے۔ وہ یہ سن کر چلا چلا کر رونے لگی۔ بہادری سے لوگ جمع ہو گئے ابو عزہ سب سے رخصت ہو کر توابین کے گروہ میں جا کر شریک ہو گیا۔ صبح ہوتے ہوتے ابن صرد کے لشکر میں اتنے لوگ آ گئے۔ جتنے لوگوں نے بیعت کی تھی۔ تھوڑے شخص ان میں سے آئے تھے۔ سولہ ہزار شخصوں نے بیعت کی تھی۔

ابن صرد کا توابین کی کمی پر اظہار افسوس:

ابن صرد کہنے لگے کہ جن سولہ ہزار نے بیعت کی تھی ان میں سے چار ہی ہزار۔ حمید بن مسلم نے کہا واللہ تمہاری طرف دیکھا کرتا ہے۔ مگر ان دنوں مختار کا زور ہے کہ کوفے کے پاس ہی موجود ہے۔ چنانچہ لوگوں کو اس نے کھینچ لیا ہے۔ میری بیعت سے یہ لوگ علیحدہ ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر ابن صرد نے کہا اچھا ان کی بھی کمی ہو گئی تو دس ہزار آدمی ایسے ہیں جو نہ ادھر آئے نہ ادھر تھے۔ کیا وہ لوگ ایمان نہیں رکھتے۔ کیا وہ لوگ خدا سے نہیں ڈرتے۔ کیا وہ لوگ خدا کو بھول گئے۔ ہم سے جو عہد و پیمان کیا تھا انہیں یاد نہیں رہا جو کہتے تھے۔ ہم صبر و جہاد کریں گے۔ امر و نصرت کریں گے۔ ابن صرد تین دن تک نخیلہ میں ٹھہرے رہے۔ اپنے آدمیوں سے لوگوں کو ان سب لوگوں کے پاس بھیجا۔ جو بیعت سے الگ ہو گئے تھے۔ اب مسیب نے فوراً ابن صرد سے کہا۔ واللہ جو شخص مجبور آیا اس سے آپ کو کیا نفع ہوگا۔ بس وہی لوگ آپ کے ساتھ قتال کریں گے۔ جو دل سے شریک ہوئے ہیں۔ اب آپ اپنے کام میں کسی کا انتظار ہرگز نہ کیجیے۔

ابن صرد کا توابین سے خطاب:

ابن صرد نے کہا اللہ کی قسم خوب بات تم نے کہی۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ٹیک لگا کر کمان پر سہارا دے کر لوگوں کی طرف خطاب کیا۔ اے لوگو! جو لوگ رضائے خدا و جزائے آخرت کے لیے شریک ہوئے ہیں۔ وہ ہمارے ہیں ہم ان کے ہیں۔ ان پر خدا کی رحمت نازل ہو۔ حیات میں بھی اور موت میں بھی اور جو لوگ دنیا اور مال دنیا کی ہوس رکھتے ہیں۔ وہ سن لیں کہ خوشنودی پروردگار عالم کے سوا ہمیں مال غنیمت ملنے والا ہے۔ نہ ہمارے پاس سونا ہے نہ چاندی نہ خز و حریر ہے بس تلواریں ہیں جو کاندھوں پر لٹک رہی ہیں۔ برچھے ہاتھوں میں ہیں اور بس اتنا زاد راہ ہے۔ جس قدر کہ دشمن تک پہنچنے کی کفایت کرے تو جس کا مقصود ان کے علاوہ ہو اسے ہمارے ساتھ نہ آنا چاہیے۔ یہ سن کر صخیر مزنی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا خدا نے آپ کو ہدایت کی اور فیصلے کی بات آپ کی زبان پر جاری کی۔ خدائے وحدہٗ لا شریک کی قسم جو دنیا کی ہوس اور طمع میں ہمارے شریک ہوئے ہیں ہمیں ان سے خیر کی امید نہیں۔ اے اللہ کے بندو! ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرنے اور اپنے پیغمبر ﷺ کے نواسہ کا انتقام لینے کو نکلے ہیں نہ ہمارے پاس دینار ہیں نہ درہم۔ ہم تو تلواروں کی دھار اور برچھیوں کی نوکوں کے سامنے جا رہے ہیں۔ ہر طرف سے لوگ پکارنے لگے ہم دنیا کے طالب نہیں ہیں۔ نہ دنیا کے لیے ہم نکلے ہیں۔

ابن نفیل کا ابن زیاد پر حملہ کرنے کا مشورہ:

ابن صرد روانہ ہونے کو تھے کہ عبداللہ بن نفیل ان کے پاس آئے۔ جنہوں نے یہ مشورہ دیا کہ ابن زیاد کے مقابلہ میں روانہ ہوں۔ اس پر ابن صرد اور ان کے دوسرے ساتھی سب نے کہا۔ عبداللہ نے بہت اچھی رائے دی کہ ہمیں ابن زیاد کی طرف جانا چاہیے۔ جس نے ہمارے امام کو قتل کیا اور اسی کے سبب سے یہ مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے۔ عبداللہ نے ابن صرد سے [illegible] اصحاب سب سے کہا کہ میری ایک رائے اور ہے اگر صواب پر ہے تو حق تعالیٰ کی توفیق ہے۔ اگر خطا پر ہے تو میرا ناصواب ہے۔ سب نے کہا اپنی جان کی قسم ہم تم سے خیر خواہی کا کچھ دریغ نہ کریں گے خواہ صواب پر ہو یا خطا پر۔ ہم لوگ اس لیے نکلے ہیں کہ حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لیں۔ حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل کوفہ میں ہیں۔ عمر بن سعد کوفے کے رؤسائے قبائل اور بزرگان قبیلہ ان قاتلوں میں ہیں۔ ان قاتلوں اور دشمنوں کو

یہاں چھوڑ کر کہیں اور نہ جائیں۔ ابن صرد نے لوگوں سے پوچھا: تم کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا: واللہ ابھی رائے بہت اچھی ہے۔ جو بات عبد اللہ نے کہی ہے وہی ٹھیک ہے۔ واللہ اگر ہم شام کی طرف بڑھ کر جائیں گے تو قاتلان حسین رضی اللہ عنہ میں سے ابن زیاد کے سوا کسی کو نہ پائیں گے۔ ہم کو جن کا بدلہ لینا ہے وہ سب تو یہیں موجود ہیں سارے شہر میں۔

ابن زیاد پر حملہ کا منصوبہ

ابن صرد نے جواب میں فرمایا: یہ مناسب نہیں سمجھتا۔ جس نے تمہارے امام کو قتل کیا۔ جس نے ان پر لشکر کشی کی جس نے یہ کہہ کر بھیجا تھا کہ ان کے لیے امان نہیں ہوگا جب تک ان کو گرفتار کر کے میرے سامنے نہ لے آئیں۔ جس طرح میرا جی چاہے۔ اس طرح ان سے پیش آؤں۔ وہ یہی فاسق ابن فاسق ابن مرجانہ ہے۔ اب تم بڑھ کر اسی کے مقابلہ میں روانہ ہو۔ اگر خدا نے اس پر تمہیں غلبہ دیا۔ تو اس کے بعد جو لوگ رہ جائیں گے۔ ان کی یہ حقیقت نہ رہے گی۔ بہت آسانی سے تمہارے اہل شہر تمہاری طرف مائل ہو جائیں گے۔ اور اب تمام ان لوگوں کی بابت جو قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک ہیں۔ معلوم ہو گا تو ان سے قتال اور اگر اس معرکہ میں تم شہید ہو گئے تو ان ظالموں سے قتال کرتے شہید ہو گے اور نیکوکاروں کے لیے خدا کی طرف سے اجر و خیر ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں۔ تم اپنی ساری اور پوری قوت ان ظالموں کے مقابلہ میں صرف کرو جو تمہارے شہر کے باہر ہیں۔ اگر تم شہر کے لوگوں سے لڑ پڑے تو ایسے لوگوں کا بھی سامنا ہوگا جن میں سے کسی نے تمہارے بھائی کو قتل کیا ہے۔ یا باپ کو یا کسی دوست کو یا جس سے لڑائی کو دل نہ چاہتا ہو۔ پس اب خدا کا نام لے کر چل کھڑے ہو۔ سب لوگ روانہ ہونے پر آمادہ ہو گئے۔

عبد اللہ بن یزید کی ابن صرد سے ملاقات:

عبد اللہ و ابراہیم کو ابن صرد کے کوچ کرنے کی خبر پہنچی۔ دونوں سوچے کہ ان کے پاس چل کر سمجھانا چاہیے کہ اگر یہ بھی ٹھہر جائیں۔ ہم سب مل جل کر اپنی قوت سے دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ اگر یہ بات بھی ابن صرد نہ مانا تو ان سے کہیں گے کہ اتنا توقف کریں کہ ہم بھی ایک لشکر تیار کر کے ان کے ساتھ کر دیں۔ دشمن سے مقابلہ ہو تو جمعیت عظیم کے ساتھ ہو۔ غرض ان دونوں نے سوید بن عبد اللہ کو ابن صرد کے پاس بھیجا۔ اس نے ابن صرد سے جا کر کہا کہ عبد اللہ و ابراہیم کہتے ہیں: وہ آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ اس ملاقات میں خدا کی بہتری کی صورت نکل آئے۔ جس میں آپ کی بہتری ہو۔ ابن صرد نے کہا: اچھا وہ آئیں۔ پھر رفاعہ بجلی سے کہا: ان دونوں شخصوں نے یہ کہلا بھیجا ہے تم اٹھو اور لشکر کو اچھی طرح تیار کر لو۔ ادھر ابن صرد نے رؤسائے اصحاب کو بلا بھیجا۔ سب آ کر ابن صرد کے گرد بیٹھ گئے۔ ایک ساعت گزری ہوگی کہ عبد اللہ بن یزید و ابراہیم بن محمد بن طلحہ امرائے لشکر ساتھ لیے ہوئے اپنے اصحاب کے مجمع میں یہاں دونوں وارد ہوئے۔

عبد اللہ کا ابن صرد کو مشورہ:

یہاں آنے سے پہلے عبد اللہ نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ میں جو شریک تھے۔ کوئی بھی ساتھ ان میں سے کوئی نہ آنے پائے تاکہ ان کو دیکھ کر طیش نہ آئے۔ عمر بن سعد ان دنوں اس خوف سے کہ لوگ اس کو قتل کر ڈالیں عبد اللہ کے پاس ہی رہتا تھا۔ اور جب سے سلیمان ابن صرد نے لشکر کو تیار کیا تھا۔ وہ رات کو اپنے گھر میں نہیں رہتا تھا بلکہ دن بھر عبد اللہ کے پاس آ کر رہا کرتا تھا۔ خوف تھا کہ اس کے گھر میں آ کر قتل نہ کر ڈالیں۔ اور وہ غفلت اور بے خبری میں قتل نہ ہو جائے۔

ہوئے۔ یہ دونوں جب ابن صرد کے پاس پہنچے۔ پہلے عبداللہ [illegible] نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر یہ کہا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے اور ایک بھائی اپنے بھائی کے ساتھ خیانت نہیں کرتا [illegible] ہمارے [illegible] اہل شہر کی [illegible] ہماری جماعت کو تقویت دو۔ جب تک [illegible] دشمن ہم سے قریب آ گیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے لشکر کے ساتھ تمہیں [illegible] تعریف کی۔ سلیمان نے [illegible] کہ ہم اللہ کی راہ میں نکلے ہیں [illegible] کرتے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ساتھ [illegible] قبول کرو [illegible] انشاء اللہ [illegible] کے ساتھ ہو۔

ابن صرد کو خراج کی پیشکش:

ابن صرد نے کہا تمہارے پاس [illegible] چلے جانے سے [illegible] اس بات کا خیال ہے [illegible] ان شاء اللہ [illegible] کو جواب پہنچے گا۔ اب عبداللہ بن یزید نے کہا: اگر [illegible] فوج شام کے آنے [illegible] کا خراج تمہارے اور تمہارے [illegible] کے لیے مخصوص کر دیں گے اور [illegible] کا خراج تمہارے اور تمہارے اصحاب کے لیے مخصوص کر دیں گے۔ [illegible] سلیمان نے [illegible] ہم دنیا طلب کرنے کے لیے نہیں نکلے ہیں۔ اب یہ دونوں کوفہ کی طرف واپس چلے گئے [illegible] مقابلہ کرنے کو روانہ ہو گئے۔

توابین مدائن اور بصرہ کی عدم شرکت:

بصرہ اور مدائن کے شیعوں [illegible] آنے [illegible] سلیمان نے [illegible] تمہارے [illegible] ہمارے [illegible] آ کر [illegible] ہمارے [illegible] آ جائیں گے۔

سلیمان ابن صرد کا توابین سے خطاب

اب سلیمان بن صرد خطبہ دینے کھڑے ہوئے [illegible] اللہ [illegible] جانتا ہے کہ تم [illegible] نیت سے نکلے ہو اور کس بات کے طالب ہو۔ دنیا کا [illegible] آخرت کا اور [illegible] آخرت [illegible] دنیا [illegible] اللہ [illegible] جب مقابلہ ہو جائے،

تو جو ذکر وہ تم اپنے پروردگار سے جہاد و نماز سے بڑھ کر کسی عمل کا ذریعہ تقرب نہیں حاصل کر سکتے۔ جہاد تمام اعمال کی چوٹی ہے۔ خداوند کریم ہم کو تم کو توفیق دے دونوں میں جہاد کرنے والوں میں، مصیبت پر ثابت قدم رہنے والوں میں شمار کرے۔ ہم لوگ اس مقام سے ان شاء اللہ آج رات کو روانہ ہوں گے۔ تم بھی روانہ ہونے پر مستعد ہو جاؤ۔

توابین کی نخیلہ سے روانگی:

ربیع الآخر ۶۵ھ کی پانچویں کو یہ لوگ رات کو روانہ ہوئے نخیلہ سے روانہ ہونے کے بعد سلیمان نے ابن سعد کو حکم دیا کہ پکار کر کہہ دیں کہ سب لوگ دیر اعور میں جمع ہو کر رہیں۔ لوگ دیر اعور میں رہے اور بہت سے لوگ ساتھ سے الگ ہو گئے یہاں سے روانہ ہو کر اقساس مالک پہنچے جو کنار فرات واقع ہے۔ سب نے مقام کیا۔ یہاں لشکر کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ ہزار آدمی کم ہو گئے۔ سلیمان نے کہا: جو لوگ ساتھ چھوڑ کے چلے گئے ان کا تمہارے ساتھ رہنا مجھے گوارا ہی نہیں۔ وہ ساتھ ہوتے تو اور خرابی میں تمہیں مبتلا کرتے۔ حق تعالیٰ کو ان کا ساتھ آنا ناپسند ہوا۔ انہیں باز رکھا۔ یہ فضیلت اس نے تمہارے ہی لیے خاص کر دی۔ اس کا شکر بجا لاؤ۔

توابین کی امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر دعا:

پھر اس منزل سے بھی رات کو یہ لوگ روانہ ہوئے۔ صبح ہوتے قبر حسین رضی اللہ عنہ پر پہنچے۔ ایک رات دن وہیں قیام کیا۔ آپ کے لیے استغفار کرتے رہے اور صلوات پڑھتے رہے۔ یہ لوگ جب قبر کے سامنے پہنچے ہیں تو ایک شور نالہ و زاری کا بلند ہوا۔ ایسا گریہ و بکا کا دن کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ ہر شخص اس بات کی حسرت کرتا تھا کہ آپ ہی کے ساتھ شہید ہو گیا ہوتا۔ سلیمان بن صرد نے دعا کی: اے خداوندا حسین رضی اللہ عنہ شہید ابن شہید مہدی ابن مہدی صدیق ابن صدیق پر رحمت نازل فرما۔ خداوندا تو شاہد رہنا کہ ہم سب انہیں کے دین پر ہیں انہیں کی راہ کے سالک ہیں۔ ان کے قاتلوں کے دشمن ان کے دوستوں کے ہوا خواہ ہیں۔ اور سب لوگ پکار پکار کر کہہ رہے تھے۔ خداوندا ہم اپنے پیغمبر کے فرزند کو چھوڑ کر بیٹھ رہے۔ جو کچھ ہم نے کیا اسے معاف کر دے۔ ہماری توبہ قبول کر لے تو رحیم و تواب ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ و اصحاب حسین رضی اللہ عنہ شہدائے صدیقین پر اپنی رحمت کو نازل کر۔ پروردگارا تو گواہ ہے کہ جس راہ میں وہ لوگ قتل ہوئے ہیں۔ ہم بھی اسی راہ پر ہیں۔ اگر تو ہمارے گناہوں کو نہ بخشے گا۔ اگر تو ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم سب خائب و خاسر اور برباد ہو جائیں گے۔ پھر اس وقت سے لے کر دوسرے دن کی صبح تک جس وقت کہ انہوں نے قبر حسین رضی اللہ عنہ کے قریب نماز پڑھی ہے۔ آپ کے اور آپ کے انصار کے لیے نزول رحمت کی دعا برابر کرتے رہے۔ اس واقعے سے ان کا جوش اور بھی زیادہ ہو گیا۔ اس کے بعد سلیمان نے کوچ کا حکم دیا۔ اب ہر شخص قبر حسین رضی اللہ عنہ کو وداع کرنے کو چلا۔ ہر ایک آپ کی قبر کے پاس آتا تھا اور نزول رحمت و مغفرت کی دعا کرتا تھا۔ حجر اسود پر بھی لوگوں کا ایسا اژدحام نہیں ہوتا جیسا آپ کی قبر پر تھا۔ اور سلیمان قبر کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ جو جو لوگ دعا و استغفار سے فارغ ہوتے جاتے تھے سلیمان ان لوگوں کو کہتے جاتے تھے۔ رحمکم اللہ! اب جاؤ اپنے ساتھ والوں سے مل جاؤ۔ اسی طرح وہ کہتے رہے یہاں تک کہ ان کے اصحاب میں سے کوئی تیس آدمی رہ گئے۔

توابین کی تقاریر:

اب سلیمان نے ان لوگوں کے ساتھ قبر کو گھیر لیا۔ اور کہا شکر ہے اس پروردگار کا جسے منظور ہوتا تو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہونے کی فضیلت ہم کو عطا کرتا۔ خداوندا جب ان کے ساتھ شہید ہونے سے ہم کو محروم رکھا ہے تو ان کے بعد ان کی راہ میں شہید ہونے

۔ یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ عبداللہ بن وال نے کہا: واللہ میرا اعتقاد یہ ہے کہ حسین اور ان کے باپ اور بھائی امت محمد ﷺ میں قیامت کے دن بہت بڑا وسیلہ عند اللہ ہیں۔ تعجب ہوتا ہے کہ یہ امت ان حضرات کے سبب جس کی مبتلائے بلا ہوئی، دو کو قتل کیا، تیسرے بے قصور کو اس نے کر ذلیل و خوار کیا۔ مسیب بن نجبہ نے کہا کہ ہم تو قتل ہوں گے اور جو ان ظالموں کو مارا تھا: رفاعہ بن شداد نے کہا، انہیں سے لڑوں گا۔ انہیں کے مقابلہ میں شمشیر زنی کروں گا۔ کسی بات کی کمی نہ ہو گی، وہ سب اور قتل ہو چکے تھے۔ انہوں نے کہا۔ جن حضرات کا تم ذکر کر رہے ہو ان کو پیغمبر ﷺ کے ساتھ جو خصوصیت ہے اس اعتبار سے وہ پیغمبر ﷺ کے سوا سب سے افضل تھے۔ جن لوگوں نے ان کو قتل کیا۔ ہم ان کے دشمن ہیں۔ ان سے بیزار ہیں۔ ہم اپنے گھر بار اہل و عیال کو، مال و دولت چھوڑ کر نکلے ہیں کہ ان کے قاتلوں کو قتل کریں۔ یہ جنگ آفتاب کے مغرب میں یا زمین کے اس سرے پر ہو ہم کو اس کا جنگ کرنا واجب ہے۔ یہ جنگ ہمارے لیے بڑی دولت ہے اور یہی وہ شہادت ہے۔ جس کا ثواب جنت ہے۔ سب نے یہی کہا کہ تم نے سچ کہا اور درست کہا۔ تم کو خدا نے توفیق عطا کی اور یہ سب سردار تھے سب نے بہت فصیح تقریریں کیں۔ سلیمان بن صرد یہاں سے روانہ ہو کر صاصہ میں آئے پھر انبار میں پھر صدود میں ٹھہر گیا رہیں۔ اور مقدمہ لشکر پر مسیب بن نجبہ کو مقرر کیا تھا۔

عبداللہ بن عوف کا رجز:

یہ لوگ چلے جا رہے تھے کہ عبداللہ بن عوف اپنے ایک چتکبرے کمیت گھوڑے پر سوار بہت ہی چمک دمک کے ساتھ سامنے آیا۔ یہ رجز پڑھتا جاتا تھا:

خرجن یلمعن بنا ارسالا ۔ عوابسا یحملننا ابطالا

ترجمہ: گھوڑوں کی کئی ٹکڑیاں چمک دمک کے ساتھ ہم سب تند مزاج بہادروں کو پیٹھ پر لادے ہوئے نکلیں۔

نرید ان نلقی به الاقیالا القاسطین الغدر الضلالا

ترجمہ: ہمارا ارادہ یہ ہے کہ اسی طرح ظالم جفا شعار و گمراہ دشمنوں سے مقابلہ کریں۔

وقد رفضنا الاهل والاموالا والخفرات البیض والحجالا

نرجی به ذا النعم المفضالا

ترجمہ: ہم لوگ اہل و عیال کو، مال و متاع کو، گوری گوری پردہ نشین عورتوں کو اور ان کے حجلہ عروسی کو چھوڑ کر اس لیے نکلے ہیں کہ پروردگار منعم و مفضال کو خوش کریں"۔

عبداللہ بن یزید کا خط بنام ابن صرد:

عبداللہ بن یزید نے سلیمان کو ایک خط لکھا اور محل بن خلیفہ کے ہاتھ روانہ کیا۔ محل نے قیارہ میں آ کر سلیمان سے ملاقات کی۔ سلیمان اپنے اصحاب سے آگے نکل آئے تھے۔ سب جا رہے تھے کہ انہوں نے سب پر سبقت کی۔ محل خط لے کر پہنچا تو سلیمان ٹھہر گئے ساتھ والوں سے بھی اشارہ کیا۔ وہ بھی ٹھہر گئے۔ خط پڑھا گیا۔ لکھا تھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم! یہ خط عبداللہ بن یزید کی طرف سے سلیمان بن صرد اور ان سب مسلمانوں کے نام ہے۔ جو ان کے ساتھ ہیں۔ السلام علیکم! تم لوگوں کو یہ خط ہوا خواہی و مہربانی کی راہ سے لکھا گیا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن پر دغا شعار رہنے کا گمان ہوتا ہے۔ اور بہت ناصح ایسے ہوتے

ہیں۔ جس پر ہو، خواہ غائب ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ تھوڑے سے لوگوں کو لے کر ایک لشکر جرار سے مقابلہ کرنے کو تم روانہ ہوئے ہو۔ مگر جو شخص یہ چاہے۔ کہ پہاڑوں کو ان کے ٹھکانے سے ہٹا دے۔ اس کے پنجے کند اور ناکارہ ہو جائیں گے۔ اور اس شخص کی عقل و فعل کو سب برا کہیں گے۔ اے ہماری قوم والو! اپنے وطن کے لوگوں پر اپنے دشمن کو دلیر نہ بناؤ۔ تم سب کے سب بہترین قوم ہو۔ دشمن تم کو مار دے گا۔ تو اسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ شہر والوں پر دلیر ہو گئے ہیں۔ اے ہماری قوم والو! وہ لوگ تم پر غالب آ جائیں گے۔ تو تم کو سنگسار کر دیں گے۔ یا اپنے مذہب و ملت میں تم کو ملا لیں گے۔ پھر تم فلاح و بہبود کی صورت بھی کبھی نہ دیکھو گے۔ آج کے دن ہم تم ایک ہیں۔ ہمارا اور تمہارا دشمن ایک ہی ہے۔ ہم سب متفق الکلمہ ہو جائیں گے۔ تو اپنے دشمن پر غلبہ پائیں گے۔ ہم میں اختلاف رہے گا۔ تو مخالف کی نظر میں ہماری شان گھٹ جائے گی۔ اے ہماری قوم کے لوگو! میری ہوا خواہی کو فریب نہ سمجھو۔ مجھ سے مخالفت نہ کرو۔ میرا خط پہنچتے ہی میری طرف اپنے رخ کو پھیر دو۔ خدا تمہارے رخ کو اپنی طاعت کی طرف اور تمہاری پشت کو اپنی معصیت کی طرف پھیر دے۔ والسلام

ابن صرد کا توابین سے مشورہ:

ابن صرد اور ان کے اصحاب کے سامنے یہ خط جب پڑھا گیا تو ابن صرد نے سب سے پوچھا۔ کہو کیا رائے ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ آپ سے یہ کہا تھا جب ہم اپنے شہر میں اپنے اہل و عیال میں تھے۔ جب تو اس بات کو ہم نے نہ مانا۔ اب اسے کیونکر مان لیں۔ ہم نکل چکے۔ جہاد پر آمادہ ہو چکے۔ دشمن کی سرحد کے قریب آ پہنچے۔ کہو اب کیا ہو سکتا ہے۔ ابن صرد نے کہا: واللہ یہ موقع بھی تم کو ایسا ملا تھا کہ آج دو طرح کی فضیلتیں تمہارے سامنے ہیں۔ یا شہادت یا فتح۔ جس حق بات پر خدا نے تم کو آمادہ کر دیا ہے۔ جس فضل کے تم طلب گار ہو اس سے پھر جانے کا مشورہ میں کبھی نہ دوں گا۔ ہم میں اور ان لوگوں میں بڑا اختلاف ہے۔ یہ لوگ اگر غالب ہوں گے۔ تو ہم کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف جہاد کرنے کو بھیجیں گے۔ اور ابن زبیر سے جہاد کرنے کو میں ضلالت سمجھتا ہوں۔ ہمیں اگر نصیب ہوا تو جو ملک کہ یہاں ان کے ہاتھ میں ہے تم ہی حکومت کو دے دیں گے۔ اگر ہم مارے گئے تو اپنے گناہوں کی توبہ کرنے کو ہم نکلے ہیں۔ ہماری اور حالت ہے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اور ہمارا اور ان کا اور حال ہے۔ جیسا عربی کے شاعر نے کہا ہے:

أری لک شکلا غیر شکلی فاقصری عن اللوم اذ بدلت واختلفت الشکل

ترجمہ: ”تیری اور حالت ہے میری اور حالت ہے۔ جب تو بدل گئی ہے اور حالتیں مختلف ہو گئی ہیں۔ تو ملامت اس قدر کیوں کرتی ہے“۔

ابن صرد کا خط بنام عبداللہ بن یزید:

یہ لوگ وہاں سے پلٹ کر مقام ہیت میں آ کر اترے اور سلیمان نے اس طرح خط کا جواب لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط امیر عبداللہ بن یزید کو سلیمان بن صرد اور مومنین کی طرف سے ہے۔ جو ان کے ساتھ ہیں۔ تمہارے خط کو ہم نے پڑھا۔ اور مطلب اس کا ہم سمجھے۔ واللہ تم بہت اچھے امیر اچھے حاکم ہو۔ جس قوم میں تم ہو جس پر غیبت میں بھی اطمینان ہے۔ جسے مشورہ میں ہم خیر اندیش سمجھتے ہیں ہر حالت میں ہم جس کی ستائش کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَ

يقتلون ويقتلون وعدا عليه حقا في التوراة والانجيل والقرآن ومن اوفى بعهده من الله فاستبشروا ببيعكم الذي بايعتم به وذلك هو الفوز العظيم التائبون العابدون الحامدون السائحون الراكعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناهون عن المنكر والحافظون لحدود الله وبشر المؤمنين ۞

[illegible]

[illegible]

عبداللہ بن یزید خطمیؓ

[illegible]

مسیب بن نجبہ اور [illegible] ملاقات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اہتمام کیا۔ مشورہ میں ہوا خواہی کی۔ اس کے بعد سب جلد جلد قرقیسیا سے روانہ ہوئے۔ دو دو منزل کی ایک ایک منزل کرتے جاتے تھے۔ مقام عین الوردہ میں پہنچ کر سلیمان نے زفر کے مشورہ پر سواروں کو مرتب کیا۔ یہاں سے روانہ ہو کر دشمنوں سے پیشتر عین الوردہ پر سب لوگ پہنچ گئے۔ اور جانب غربی میں سب لشکر کو اتار دیا۔ پانچ دن تک وہیں ٹھہرے رہے۔ مستعد اور آسودہ ہو گئے۔ گھوڑوں کو بھی آرام ملا۔

سلیمان بن صرد کا خطبہ جہاد:

اس کے بعد اہل شام کا لشکر یہاں سے ایک دن کی راہ پر آ گیا۔ سلیمان بن صرد نے خطبہ پڑھا۔ حمد باری تعالیٰ میں بہت طول دیا۔ پھر ثنائے الٰہی بہت بیان کی۔ پھر آسمان و زمین اور ان دونوں میں جو خدا کی نشانیاں جو پائی جاتی ہیں۔ ان کو بیان کیا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کیا۔ دنیا سے نفرت اور آخرت سے رغبت ظاہر کی۔ اس بیان میں اتنا طول دیا۔ کہ راوی کو یاد رکھنا دشوار ہو گیا۔ پھر کہا خدا تمہارے اس دشمن کو تمہارے پاس لے آیا۔ جس کے لیے رات دن تم سرگرم رہے تھے۔ تم توبہ نصوح و رضائے باری تعالیٰ کا ارادہ و قصد ثواب کرنے کے لیے رکھتے ہو۔ وہ لوگ تمہارے پاس آ گئے۔ بلکہ تم خود ہی ان کے پاس ان کے گھر میں ان کی سرحد میں چڑھ آئے۔ اب ان سے مقابلہ کے وقت اپنی سچائی اور ثابت قدمی دکھاؤ۔ دیکھو دشمن کے سامنے سے کوئی پیٹھ نہ پھیرے۔ کسی بھاگنے والے کو یا کسی زخمی کو قتل نہ کرو۔ جو اسیر کہ تمہارے عقیدہ پر ہو اسے بھی قتل نہ کرو۔ ہاں اگر اسیر ہو کر بھی وہ تم سے قتال کرے۔ یا وہ شخص قاتلوں میں ہو۔ ہمارے برادران مومنین [illegible] کے جو کربلا میں قتل ہوئے ہیں تو اسے قتل کرو۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالب ؓ نے اس عقیدہ والوں کے ساتھ یہی سیرت کی۔

مسیب کی روانگی:

اس کے بعد سلیمان نے کہا۔ میں قتل ہو جاؤں تو مسیب سب کے امیر ہیں۔ مسیب بھی کام آ جائیں تو عبداللہ بن سعد۔ ان کے بعد عبداللہ بن وال۔ ان کے بعد رفاعہ سب کے رئیس ہوں گے۔ خدا اس شخص پر رحمت کرے۔ جو اپنے اس عہد پر جو خدا سے اس نے کیا ہے۔ قائم رہے اور اسے پورا کر کے دکھا دے۔ پھر مسیب کو چار سو سواروں کے ساتھ یہ حکم دے کر روانہ کیا۔ کہ جاؤ پہلا لشکر جو دشمن کا تم کو ملے تو اسے تاراج و تباہ کر دو۔ اگر تمہاری مرضی کے موافق نتیجہ ہو تو پھر واپس اپنے لشکر میں پلٹ آنا۔ دیکھو ہرگز تم نہ اترنا۔ نہ اپنے اصحاب میں سے کسی کو اترنے دینا۔ نہ کسی کو آگے بڑھنے دینا۔ ہاں اگر ایسی ہی مجبوری ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

عبداللہ بن عوف کی فال:

حمید بن مسلم بھی مسیب کے رسالہ میں تھا۔ کہتا ہے۔ ہم لوگ ایک دن رات چلتے رہے۔ صبح ہوتے ایک جگہ اتر کے گھوڑوں کے منہ پر توبڑے چڑھا دیے۔ اور اتنی دیر کے لیے ہم اونگھ گئے کہ گھوڑے دانہ کھا لیں۔ پھر سوار ہو کر چلے۔ اور پو کا تڑکا ہو گیا۔ گھوڑوں سے اتر کر ہم نے نماز پڑھی۔ مسیب پھر سوار ہوئے اور ہم لوگ بھی اپنے اپنے گھوڑوں پر چڑھے۔ مسیب نے سو سوار ساتھ کر کے ابو الجویریہ کو اور ایک سو بیس سواروں کے ساتھ عبداللہ بن عوف کو اور سو سوار حنش بن ربیعہ کو دیے۔ اور سو سوار اپنے پاس رہنے دیے۔ ابو الجویریہ سے کہا جاؤ دیکھو سب سے پہلے جو شخص تم کو ملے میرے پاس لے آؤ۔ سب سے پہلے ایک اعرابی ملا۔ گدھے ہنکاتا جاتا تھا۔ اور یہ شعر پڑھتا تھا۔

[illegible] لا [illegible] [illegible]

ترجمہ: "اے میرے دل چلتے میں بھول جا کہ اطمینان سے چل رہا ہے تمہاری کیا خبر ہے۔"

حمید بن مسلم نے کہا اے حمید بن مسلم خوش ہو کہ یہ بشارت ہے۔ پھر صاحب مسیب نے پوچھا اے اعرابی تو کس قبیلے سے ہے۔ اس نے جواب دیا تغلب۔ کہا واقعہ غالب ہو گا۔ ہم لوگ دوپہر تک تھے کہ مسیب لشکر تمام پہنچ گئے۔ ابن ہوں۔ یہ اعرابی سے جو سنا تھا۔ ان سے بیان کیا اور اعرابی کو ان کے پاس لے آئے۔ مسیب نے کہا۔ تمہارے اس کہنے سے کہ حمید بن مسلم خوش ہو۔ مجھے خوشی ہوئی۔ مجھے امید ہوتی ہے کہ تم خوش ہو گے۔ جو بات تمہارے خوش ہونے کی پیدا ہوا ہو گی تم اپنے کام کو خوبی سے انجام دو گے۔ اور دشمن سے محفوظ رہو گے۔ یہ بہت اچھی فال ہے۔ رسول اللہ ﷺ بھی فال سے خوش ہوتے تھے۔

مسیب کا ابن ذی الکلاع پر حملہ

پھر مسیب نے اعرابی سے پوچھا کہ بتاؤ کہ ان دونوں کے لشکروں میں کون سا لشکر ہم سے قریب تر ہے۔ کہا ابن ذی الکلاع کا لشکر تم سے قریب تر ہے۔ اور ان لشکر کے درمیان میں اور حصین کے درمیان اس بات پر اختلاف ہو گیا ہے۔ حصین کہتا ہے کہ تمام جماعت کا سردار میں ہوں۔ ابن ذی الکلاع نے کہا تم مجھ پر سردار نہیں ہو سکتے۔ ابن زیاد کو دونوں نے اس باب میں لکھا ہے۔ اور اس کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں۔ ابن ذی الکلاع کا لشکر تم سے ایک میل کے فاصلہ پر پہنچ گیا ہے۔ یہ سن کر سب لوگ ابن ذی الکلاع پر حملہ کرنے کے لیے بااستعجال روانہ ہو گئے۔ ان کو خبر بھی نہ تھی۔ اندھیرا ہو چکا تھا کہ یہ لوگ جا پہنچے اور لشکر کے ایک پہلو پر حملہ کر دیا۔ وہ ذرا دیر تک تو لڑے۔ بھاگ نکلے۔ انہوں نے کچھ لوگوں کو قتل کیا۔ اور بہت لوگوں کو زخمی کر دیا۔ وہ بہت سے چوپائے ان کے ہاتھ آئے۔ ذیلی شام لشکر گاہ کو ان پر چھوڑ کر فرار ہو گئے اور جو چیز ہلکی آسانی سے اٹھا سکتے تھے اٹھا لیں۔ مسیب نے واپس ہونے کی منادی کی۔ کہا تم نے فتح پائی۔ غنیمت پائی۔ صحیح و سالم ہو۔ اب چلو۔ غرض سب یہاں سے پلٹ کر سلیمان کے پاس آ گئے۔

حصین بن نمیر کی روانگی:

ابن زیاد کو جب یہ خبر پہنچی اس نے فوراً حصین بن نمیر کو روانہ کیا۔ وہ بارہ ہزار کا لشکر لے کر مقابلہ میں آیا۔ جمادی الاولیٰ کی بائیسویں تاریخ بدھ کے دن دونوں لشکروں میں صف بندی ہوئی۔ سلیمان نے اپنے میمنہ پر عبداللہ بن سعد کو میسرہ پر مسیب کو مقرر کیا اور قلب لشکر میں وہ خود رہے۔ حصین نے اپنے لشکر کو اس طرح مرتب کیا کہ جبلہ کو میمنہ پر اور ربیعہ غنوی کو میسرہ پر رکھا اس کے بعد حملہ کر دیا۔ قریب آ کر سلیمان اور ان کے اصحاب کو عبدالملک بن مروان کی اطاعت اختیار کرنے کی دعوت دی۔ ان لوگوں نے ان سے یہ خواہش کی۔ کہ ابن زیاد کو ہمارے حوالے کر دو۔ کہ ہم اسے اپنے بعض برادران کے قصاص میں قتل کر دیں۔ اور عبدالملک کو معزول کر دو اور ہمارے شہروں سے ابن زبیر کے عاملوں کو نکال دو۔ ہم اپنے پیغمبر ﷺ کے اہل بیت کی طرف خلافت کو منتقل کریں گے۔ اسی گھرانے سے عزت و کرامت ہم کو حاصل ہوئی ہے۔

معرکہ عین الوردہ:

انہوں نے ان کی بات نہ سنی۔ انہوں نے ان کا کہنا نہ مانا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ سلیمان کے میمنہ نے شامیوں کے میسرہ پر حملہ

کیا اور شکست دی میسرہ نے ان کے میمنہ پر حملہ کیا۔ سلیمان نے قلب لشکر کے ساتھ ان کی جماعت پر حملہ کیا۔ شامیوں کو شکست ہوئی۔ مجبور ہو کر اپنی لشکر گاہ میں واپس ہو گئے۔ پوری شب تک اہل عراق ہی کا غلبہ رہا۔ جب شامیوں کو ان کی لشکر گاہ تک پہنچا کے اپنے لشکر میں واپس آئے۔

ابن ذی الکلاع کی کمک:

صبح کو ابن ذی الکلاع آٹھ ہزار کا لشکر لے کر ان کی کمک پر پہنچا۔ ابن زیاد نے اسے گالیاں لکھیں۔ سخت سست کہا اور کہا تو نے احمقوں کی سی حرکت کی اپنے لشکر کو اپنے سردار سے جدا کیا۔ تجھے حصین کے پاس جانا چاہیے۔ وہی امیر جماعت ہے۔ ابن ذی الکلاع اور سب اہل شام صف آرا ہوئے۔ توابین اس دن اس طرح لڑے۔ کہ جوان و پیر میں سے کسی نے ایسی جنگ نہ دیکھی ہو گی۔ نماز کے سوا تمام دن زوال تک لڑائی شام تک موقوف نہ ہوئی۔ دونوں طرف کے بہت سے آدمی زخمی ہو گئے تھے۔ اس لشکر میں تین شخص کہانی گو اور بڑے خوش بیان تھے۔ رفاعہ بجلی، کثیر مزنی، ابوالجویریہ عبدی۔ یہ سب برابر اہل عراق کو جہاد کی ترغیب دیتے رہے۔ ابوالجویریہ دوسرے دن کی لڑائی میں دن چڑھے تک زخمی ہو گئے۔ اور اپنے بستر پر چلے آئے تھے۔ کثیر تمام رات لشکر میں گشت کرتے رہے اور سب سے کہتے تھے۔ اے بندگان خدا! کرامت و رضوان الٰہی کی تم کو بشارت ہو۔ اب اپنے دوستوں سے ملنے میں جنت کے داخل ہونے میں، دنیا کی الجھنوں سے راحت پانے میں اتنی بات رہ گئی ہے۔ کہ اس خبیث نفس امارہ سے مفارقت حاصل ہو۔ واللہ جو شخص یہ اسباب پا جاتا ہے۔ وہ اس سے مفارقت پر خوشی خوشی، وہ دنیا اور اپنے پروردگار کی ملاقات سے مسرور ہو گا۔

توابین کا جذبہ شہادت:

اسی حالت میں صبح ہو گئی۔ صبح کو ادہم بن محرز باہلی دس ہزار کا لشکر لے کر وارد ہوا۔ اسی وقت سے ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ یہ تیسرا دن جنگ کا جمعہ کا تھا۔ دن چڑھے تک بہت سخت جنگ ہوتی رہی۔ اس کے بعد اہل شام ہر طرف سے توابین پر ٹوٹ پڑے۔ سلیمان نے جب اپنے اصحاب کو اس مصیبت میں دیکھا تو گھوڑے سے اتر پڑے۔ اور منادی کی۔ بندگان خدا! جسے پروردگار سے ملاقات کرنا منظور ہو، جسے اپنے گناہ سے توبہ اپنے عہد کو پورا کرنا مقصود ہو، وہ میرے ساتھ آئے۔ یہ کہہ کر تلوار کے میان کو توڑ ڈالا۔ اور بہت سے لوگ ان کی آواز پر اتر پڑے۔ اور تلواروں کی نیاموں کو توڑ توڑ کر سب نے پھینک دیا۔ یہ سب لوگ سلیمان کے ساتھ پیدل چلے۔ ان لوگوں کے گھوڑے لشکر میں سے دوڑتے ہوئے کسی طرف نکل گئے۔

ابن صرد اور مسیب کی شہادت:

اب انھوں نے ایسی شمشیر زنی کی کہ سب دشمن حملہ کرنے کو آئے تو اور بہت سے لوگ گھوڑوں سے اتر پڑے۔ نیاموں کو توڑ توڑ کر پھینک دیا۔ سواروں نے سواروں پر حملہ کیا۔ تلوار چلی۔ اہل شام میں کشتوں کے پشتے لگا دیے اور بہت شامیوں کو زخمی کر دیا۔ حصین نے ان کے ثبات قدم ان کی سطوت کو دیکھ کر پیادوں کو بھیجا کہ ان کو تیروں کا نشانہ بنائیں۔ اب سواروں نے اور پیادوں نے ان کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ اسی حالت میں سلیمان بن صرد شہید قتل ہو گئے۔ ابو کریب بن حصین نے تیر مارا۔ تیر کھا کر گر پڑے۔ پھر حملہ کیا پھر گرے۔ ان کے بعد مسیب نے علم اٹھا لیا۔ اور سلیمان سے خطاب کر کے کہا بھائی رحمت ہو خدا کی تم پر جو کہا تھا وہی کیا۔ اور جو تمہارے ذمہ تھا اس کام کو تم نے پورا کر دیا۔ ہمارے ذمہ جو کام ہے وہ ابھی باقی ہے۔ یہ کہہ کر مسیب نے علم لے کر حملہ کیا۔ اور

ایک ساعت لڑتے رہے۔ اس کے بعد واپس آئے۔ پھر حملہ کیا اور لڑے پھر واپس آئے۔ اسی طرح بہت دفعہ حملہ کر کے واپس آئے۔ پھر قتل ہو گئے۔

مسیب نجبہ کی شجاعت:

فروہ بن لقیط نے مسیب کے غلام آزاد کردہ شیب ابن یزید عامری کے ساتھ مدائن میں بیٹھا تھا۔ باتوں باتوں میں عین الوردہ کی لڑائی کا ذکر آیا۔ تو اس شیخ نے کہا۔ واللہ! مسیب اور ان کے ساتھ والوں سے بڑھ کر میں نے کسی کو بہادر نہیں دیکھا۔ عین الوردہ کی جنگ میں مسیب کو دیکھا کہ اپنے زور سے وہ قتال کر رہے تھے۔ کہ میرے گمان میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ ایک شخص اس طرح سے قتال کرے۔ اور اس طرح دشمنوں کو تباہ کر سکے۔ بہت سے لوگوں کو انہوں نے قتل کر ڈالا۔ وہ اپنے قتل ہونے سے پہلے یہ شعر پڑھتے تھے اور لڑتے جاتے تھے۔

لقد علمت میالة الذوائب واضحة اللبات والترائب

ترجمہ: "لمبی پریشان زلفوں والی وہ گورے گورے گلے اور سینوں والی اب تو جان گئی۔

انی غداة الروع والتغالب اشجع من ذی لبدة مواثب

قطاع اقران مخوف الجانب

ترجمہ: کہ روز نبرد و روز جنگ میں شیر سے بڑھ کر دلیر ہوں جو حملہ کرنے والا ہو۔ میں اپنے حریف کے ٹکڑے اڑا دیتا ہوں میرے قریب آنے کا کسی کو حوصلہ نہیں پڑتا"۔

عبداللہ بن سعد کی علمبرداری:

مسیب کے قتل ہونے کے بعد عبداللہ بن سعد نجبہ نے لشکر کا علم اٹھایا۔ اور کہا "میرے دوستو بھائیو! کوئی اپنی جان دے چکا۔ کوئی انتظار کر رہا ہے۔ ان لوگوں نے کسی طرح کی تبدیل و تحریف نہیں کی" اس آیت کو پڑھ کر بنی ازد کے جو لوگ ان کے ساتھ تھے۔ انہیں لے کر قتال پر آمادہ ہوئے۔ بنی ازد ہم کو گھیرے ہوئے تھے۔ اسی حالت میں تین سوار دوڑتے آئے۔ عبداللہ طائی و کثیر مزنی و عمر و مزنی۔ یہ تینوں سوار سعد بن حذیفہ بن یمان کے ساتھ تھے جو ایک سو ستر شخصوں میں اہل مدائن کے شامل تھے۔

توابین مدائن و بصرہ کی روانگی:

سعد نے مدائن سے روانہ ہونے کے دن ان تین سواروں کو راہوار گھوڑوں پر جن کے قدم تیز ہوتے تھے۔ جن کے ڈیل پھریرے کیے ہوئے تھے۔ روانہ کیا تھا۔ کہ یہ جا کر دوسرے بھائیوں کو ہم لوگوں کی روانگی کی خبر دے دیں کہ ان کے دل قوی ہو جائیں۔ اور ان کو یہ خبر بھی دے دیں کہ بصرہ سے بھی تین سو شخص مثنیٰ عبدی کے ساتھ تمہاری کمک کے لیے نکل چکے تھے سعد کے نکلنے کے پانچ دن بعد بصرہ والے ہیت تک پہنچ گئے تھے۔ اور سعد کو مدائن سے روانہ ہونے کے پیشتر ہی معلوم ہو گیا تھا۔ کہ بصرہ سے لوگ مثنیٰ کے ساتھ نکل چکے ہیں۔

کثیر مزنی کی شہادت:

غرض وہ تینوں سوار جب میدان کارزار میں پہنچے تو پکار کر انہوں نے کہا۔ کہ مدائن سے اور بصرہ سے تمہارے بھائی تمہاری نصرت کے لیے آ رہے ہیں۔ عبداللہ بن سعد نے یہ سن کر جواب دیا۔ کاش ہماری زندگی میں یہاں تک پہنچ گئے ہوتے۔ اب خوشخبری

کے لانے والوں نے اپنے بھائیوں کا بدلہ لو۔ غرض زبردست جنگ ہوئی، بہت سے لوگ قتل ہو گئے۔ جنگ سے پہلے جب [illegible] تھے۔ یہ دیکھ کر سب رونے لگے۔ [illegible] انہوں نے [illegible] کی جماعت انہوں نے [illegible] عبداللہ نے کہا جو [illegible] آرزو میں تو [illegible] آ رہے تھے۔ جب سب کے سب [illegible] ہو گئے نہایت اطمینان سے لڑتے رہے۔ [illegible] اور [illegible] اور وہ [illegible] میں [illegible] پڑے۔ پھر لوگ انہیں اٹھا کر لے گئے اور [illegible] کے علاقے [illegible] کی جان [illegible] زخم آ گیا۔ انہوں نے [illegible] شمشیر زنی کی [illegible] تھے۔ یہ شعر پڑھنا شروع کیے۔

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: "[illegible] جان [illegible] جنگ میں [illegible]"

عبداللہ بن سعد کی شہادت:

اہل شام کی طرف سے [illegible] نے بہت شدید حملہ کیا، تو انہوں نے بھی بہت سخت جنگ کی اس کے بعد [illegible] عبداللہ میں تلوار [illegible] دونوں کے وار ایک دوسرے پر [illegible] ہو گئے۔ جب یہ دونوں لپٹ گئے۔ [illegible] پھر [illegible] عبداللہ [illegible] پر [illegible] مار کر انہیں قتل کیا۔ عبداللہ بن عوف نے [illegible] کو بھی مار کر [illegible] زخمی [illegible] تھا۔ پھر [illegible] عوف نے [illegible] پر حملہ کیا۔ [illegible] کے ساتھیوں نے [illegible] عوف پر بھی [illegible] وار کر کے [illegible] اور [illegible] لے گئے۔

خالد بن سعد کی شہادت:

خالد بن سعد نے کہا میرے بھائی کو کس نے قتل کیا ہے مجھے بتاؤ۔ لوگوں نے [illegible] کی طرف اشارہ کیا۔ خالد نے دوڑ کر اس کے سر پر تلوار کا وار کیا، حریف [illegible] لپٹ گیا۔ خالد زمین پر گر [illegible] لشکروں سے لوگ دوڑ پڑے لیکن شامیوں کی کثرت تھی۔ اور [illegible] گھوڑے سے [illegible] کو [illegible] کے خالد کو قتل کر دیے گئے۔ [illegible] کے پاس [illegible] کوئی نہ تھا۔

علمبردار عبداللہ بن بدیل:

یہاں کے [illegible] میدان جنگ میں [illegible] آ پہنچے تو انہوں نے عبداللہ بن بدیل کو پکارا۔ عبداللہ بن بدیل اور ان کے ساتھیوں کو اہل شام ادھر آنے سے روکے ہوئے تھے۔ [illegible] کے شامیوں کو منتشر کر دیا۔ [illegible] کی طرف ابن بدیل بڑھے۔ دیکھا کہ [illegible] علم [illegible] ہوئے ہیں۔ [illegible] ابن [illegible] نے پکار کر کہا [illegible] علم مجھے دے دو۔ ابن بدیل نے کہا خدا کی رحمت ہو تم پر [illegible] مجھے [illegible] لئے رہو۔ جو تمہارا حال ہے وہی حال میرا بھی ہے۔ کہا تم [illegible] اپنے علم کو [illegible] مجھے جہاد کرنے دو۔ کہا تم جس حالت میں ہو یہ بھی جہاد ہے اور ثواب کا کام ہے۔ [illegible] ابن [illegible] سے پکار پکار کر کہنے لگے خدا کی رحمت ہو تم پر امیر [illegible] کی اطاعت کرو۔ یہ سن کر ابن [illegible] گھوڑے [illegible] اور علم کو تھامے رہے۔

عبداللہ بن بدیل کا شدید حملہ:

پھر ابن بدیل نے ان سے علم لے لیا اور [illegible] سے عصر کے وقت [illegible] کیا۔ [illegible] زندگی [illegible] جس کے بعد

موت تھی تو یہی راحت کا خواہاں ہوں۔ اس کے بعد کوئی تکلیف نہیں۔ تمہاری زندگی کا خاتمہ ہو۔ پھر اس نے لڑائی شروع کی اور ہوتے کہ ان سے کارنامے سے بہرہ مند ہوں، پس چھوڑ دو اب حملہ کریں۔ ہماری قسم خدا کی اس وقت تک شام کو شکست نہیں ہوگی۔ یہ کہہ کر اپنے اصحاب سے مرد کو لے کر شام پر حملہ کیا۔ راحت سے شام کے لوگوں کو قتل کیا یہاں تک کہ ان کے لشکر کو اپنے سامنے سے اہل شام ہمت اور جرأت سے اور ساتھ ساتھ بڑھتے ہر طرف سے تلواریں برسا رہے تھے۔ [illegible] کے یہاں تک کہ وہ اپنی خندقوں سے پیچھے ہٹنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک دن کے [illegible] ہر طرف سے ان پر حملہ کر رہا تھا۔

ابو کریب کا عبداللہ بن ذئاب پر حملہ

شام کے وقت ابو کریب [illegible] سے تقابل ہوا [illegible] جب ان پر حملہ کیا عبداللہ بن ذئاب اس جنگ میں قتل ہو گئے۔ ابو کریب نے ان کو قتل کیا۔ وہ خود [illegible] سے حجاج بن یوسف کے زمانہ میں [illegible] امرائے عراق میں سے عبداللہ بن ذئاب کو [illegible] یہ آیت پڑھ رہا تھا۔ لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین [illegible] ان کے پاس سے رزق پاتے ہیں۔ [illegible] اپنے دل میں کہا۔ یہ لوگ [illegible] جو قتل ہو گئے ہیں۔ جانتے ہیں کہ ہم نے ان کو قتل کر کے [illegible] ہے۔

عبداللہ بن ذئاب کی شہادت

کسی نے اس پر حملہ کیا۔ اس کا ہاتھ [illegible] کے ساتھ۔ اگر تم میں سے [illegible] یہ سمجھ لیا تھا۔ اس وقت مجھے آرزو ہوئی کہ کاش [illegible] بچھو کا [illegible] سے جواب دیا [illegible] غلط ہے۔ واللہ مجھے اس کی بھی آرزو نہیں کہ [illegible] کے بدلے میرا ہاتھ قطع ہوتا [illegible] میرا ہاتھ [illegible] جنت کا [illegible] قطع ہو جانے میں حاصل ہوا ہے۔ میں نے پوچھا کیوں؟ [illegible] ایک [illegible] مجھے اس پر غصہ آیا۔ میں نے [illegible] ان کو قتل کر کے [illegible] کے اصحاب پر حملہ کیا۔ [illegible] کہا۔ [illegible] سے ان لوگوں سے کہہ رہا ہوں کہ عراق کے ان قبیلوں سے تھا۔ جو صوم و صلوٰۃ میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں۔ [illegible] عبداللہ بن ذئاب کے قتل ہونے کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ ان کی نماز [illegible] کی جگہ [illegible] ہیں۔

رفاعہ بن شداد کا علم اٹھانے سے انکار

اس وقت رفاعہ بن شداد سے [illegible] نے کہا اپنے لشکر کا علم اٹھاؤ۔ انہوں نے یہ جواب دیا کہ [illegible] تم دیکھتے نہیں کہ سب لوگوں کو چوٹ [illegible] چلا جا رہا ہے۔ خدا کی قسم کوئی ایسا مرد نہیں رہا جس [illegible] دشمن پر غلبہ پا سکیں۔ پھر [illegible] عبداللہ بن [illegible] نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اس وقت میدان سے چلے تو [illegible] پیچھے [illegible] ایک قریشی شخص [illegible] ہوتے ہوئے ہم سب لوگوں کا [illegible] کوئی بچ کے نکل جائے۔ تو ان [illegible] نے [illegible] سے [illegible] اور [illegible] قتل کیا جانا [illegible] خدا کے واسطے [illegible] اگر آپ غریب [illegible] ترجیح [illegible]

[illegible]

رفاعہ بن شداد کی علمبرداری

[illegible]

ولید بن غصین کا شدید اضطراب

[illegible]

عبداللہ بن عزیز کی شہادت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ساتھ ہے۔

توابین کی مثنیٰ عبدی سے ملاقات

[illegible]

عبدالملک کا اعلان فتح:

[illegible]

مختار ثقفی کا دعویٰ

[illegible]

مختار ثقفی کا خط بنام رفاعہ بن شداد

[illegible]

ہم ہوئے۔ غرض [illegible] لڑائی [illegible] میں کتاب خدا، سنت رسول اللہ ﷺ اور [illegible] تمام خون ناحق اہل بیت اور [illegible] تھا اور
چار [illegible] نے [illegible] جب [illegible] تھی۔ [illegible] نے [illegible] باتوں کا [illegible]
[illegible] تم [illegible] کے [illegible] لے [illegible] کے پاس آئے اور [illegible] سے
[illegible]

عبیدہ مزنی کی شہادت

حمید بن مسلم کہتا ہے کہ جب ہم لوگ عین الوردہ سے واپس ہونے لگے تو ہم میں سے عبداللہ بن غزیہ توابین کی لاشوں کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے اور [illegible] تمہیں لوگ سچے ثابت قدم نکلے۔ ہم سب جھوٹے ہوئے اور بھاگ نکلے۔ جب سب [illegible] اور [illegible] ہو گئے۔ عبداللہ بن غزیہ ان کے ساتھ کوئی نہیں آیا اور اپنے گھوڑے پر [illegible] سے [illegible] اور بہت سے لوگ [illegible] تھے [illegible] تو [illegible] اپنے [illegible] جب تک ہم [illegible] ہے [illegible] سے [illegible] ان میں ایک شخص عبیدہ مزنی [illegible] ہم سب کے ساتھ ساتھ چلا تو [illegible] لوگوں کی طرف [illegible] پھر [illegible] اہل شام تک پہنچے [illegible] یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔ یہ عبیدہ مزنی حمید بن مسلم کے دوستوں میں تھا۔

عبیدہ مزنی کی شہادت کا واقعہ

اسی دن سے [illegible] بات کی [illegible] ایک شخص ملے جو مزنی کے [illegible] کا واقعہ مجھ سے بیان کرتے [illegible] عبدالملک [illegible] سے ملاقات ہوئی [illegible] عین الوردہ کا ذکر نکلا۔ [illegible] لوگوں کے ہلاک ہونے کے [illegible] عجیب واقعہ [illegible] شخص نے [illegible] دنیا میں [illegible] ہو گیا [illegible] بہت زخمی ہو گیا تھا۔ اور [illegible]

[illegible]

ترجمہ: "میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اے خدا، تیری خوشنودی کی آرزو میرے ظاہر و باطن میں ہے"۔

میں نے پوچھا: تم کس خاندان سے ہو؟ [illegible] میں نے خاندان کی [illegible] پوچھا [illegible] قراب [illegible] کہ تم مجھے پہچانو [illegible] سلیمان بن صرد [illegible] سے لڑنے کو نکلا [illegible] بہت قوی اور [illegible] تھا۔ دونوں شخصوں نے ایک دوسرے کو [illegible] میں [illegible] پھر ہر طرف سے اہل شام [illegible] ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر دیا۔ میں نے [illegible] آدمی [illegible] بڑا [illegible] اس سے قرابت تھی۔ حمید نے کہا قرابت تو تھی [illegible] شخص تمام [illegible] تھا۔ میرا دوست تھا۔ [illegible] میرے [illegible] تھا۔ خدا تجھے [illegible] ایک شخص [illegible] کو [illegible] مارا [illegible] اسے [illegible] عبیدہ نے [illegible] واللہ [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] مجھے [illegible] نام [illegible] خدا تجھے [illegible] کرے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: اہل شام نے صبر والوں کی اس جماعت کو قتل کر کے ڈال دیا۔ ان کا یہ حال تھا کہ شمال کی باد صبا اور جنوب کی ہوائیں ان کی لاشوں پر سے آتی تھیں اور جاتی تھیں۔

وأضحى الخزاعي الرئيس مجدلا ... كأن لم يقاتل مرة ويحارب

ترجمہ: ان کا رئیس سلیمان بن صرد خزاعی اس طرح کشتوں میں پڑا تھا۔ جیسے اس نے کبھی شمشیر زنی کی ہی نہ تھی کبھی میدان میں لڑا ہی نہ تھا۔

ورأس بني شمخ وفارس قومه ... شنوءة والتيمي هادي الكتائب
وعمرو بن بشر والوليد وخالد ... وزيد بن بكر والحليس بن غالب
وضارب من همدان كل مشيع ... إذا شد لم ينكل كريم المكاسب

ترجمہ: بنی شمخ کے رئیس (مسیب) کا اور قوم شنوءہ کے شہسوار (عبداللہ بن سعد) کا اور تیمی (عبداللہ بن وال) کا جو صاحب لشکر تھا۔ اور عمرو بن بشر اور ولید اور خالد اور زید بن بکر اور حلیس بن غالب کا اور ہمدان کے اس رئیس کا جو شجاعوں پر حملہ کرتا تھا اور حملہ کرنے کے بعد کبھی نہ ہٹتا تھا اور نہایت عمدہ صفات تھا۔

ومن كل قوم قد أصيب زعيمهم ... وذو حسب في ذروة المجد ثاقب

ترجمہ: ہر قوم کا سردار جو ایسا عالی خاندان تھا کہ اوج شرف پر تھا۔ وہی ہر ایک جو تاباں و درخشاں تھا، اس معرکہ میں قتل ہو گیا۔

أبوا غير ضرب يفلق الهام وقعه ... وطعن بأطراف الأسنة صائب

ترجمہ: یہ مرنے والے اس بات سے کسی طرح باز نہ آئے کہ تلوار چلائیں اور ایسی کہ دشمنوں کے سر توڑ کے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور برچھی ماریں تو ایسی جس کا زخم کاری ہو۔

وإن سعيدا يوم يدمر عامرا ... لأشجع من ليث بدرني مواثب

ترجمہ: انہی مرنے والوں میں سعید بھی تھا۔ جس نے عامر کو قتل کیا، اس حملہ آور شیر سے جو پہاڑ کی کسی کھائی میں رہتا ہو، بڑھ کر دلیر تھا۔

فيا خير جيش للعراق وأهله ... سقيتم روايا كل أسحم ساكب

ترجمہ: اے اہل عراق کے لشکر، بہترین لشکر! تمہیں ہر کالے برسنے والے ابر رحمت سے سیراب کرے۔

فلا يبعدن فرساننا وحماتنا ... إذا البيض أبدت عن خدام الكواعب

ترجمہ: ہمارے شہسوار اور مددگار ایسے وقت میں ہم سے دور نہ ہوں جب شمشیر زنی کا یہ انجام ہو کہ مستورات کے پازیب پر غیروں کی نظر پڑے۔

وما قتلوا حتى أثاروا عصابة ... محلين ثورا كالليوث الضوارب

ترجمہ: یہ لوگ یوں نہیں قتل ہو گئے بلکہ ایک ایسی جماعت کو برانگیختہ کر گئے ہیں۔ جو آپ کی عزت و حرمت کی نگہداشت رکھتے تھے۔ سلیمان بن صرد اور ان کے ہمراہ والے توابین شہر ربیع الآخر ۶۵ھ میں جنگ میں اور وہیں قتل ہوئے۔

اسی سال مروان بن الحکم نے اپنے دونوں بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اہل شام کو ان کی بیعت کا حکم دیا۔ اس واقعے کی تفصیل حسب ذیل ہے:

عبدالملک اور عبدالعزیز کی ولی عہدی:

عمرو بن سعید بن العاص الاشدق، مصعب بن الزبیر نے فلسطین بھیجا تھا۔ شکست دے کر مروان کے پاس دمشق آ گیا۔ اب تمام شام اور مصر پر مروان کی حکومت قائم ہو گئی تھی مروان کو معلوم ہوا کہ عمرو کہتا ہے کہ مروان کے بعد وہ امیر المومنین ہو گا۔ نیز وہ اس کا بھی مدعی ہے کہ خود مروان نے اس سے اس کا وعدہ کیا ہے۔ مروان نے اس اطلاع کے بعد حسان بن مالک بن بحدل کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو اپنا ولی عہد بنا دوں۔ وہ اس کے لیے سب لوگوں سے بیعت لے لوں اور اس کے ساتھ مروان نے اسے عمرو بن سعید کے خیال سے بھی آگاہ کیا۔ حسان نے کہا کہ آپ عمرو کی فکر نہ کیجیے میں اس سے سمجھ لوں گا۔ چنانچہ جب اہل شام سب لوگ مروان کے پاس جمع ہوئے تو ابن بحدل نے کھڑے ہو کر کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی بڑی بڑی امیدیں ہیں۔ آپ سب لوگ کھڑے ہوں اور امیر المومنین کے بعد عبدالملک اور عبدالعزیز کے لیے بیعت کر لیں۔

بلا استثناء سب لوگوں نے ان دونوں کے لیے بیعت کر لی اس سنہ کے قریباً ماہ رمضان میں مروان نے انتقال کیا۔

خالد بن یزید کی اہانت:

جب معاویہ بن یزید کی زندگی کا وقت آخر آ گیا تو انہوں نے اپنا جانشین نامزد کرنے سے انکار کر دیا۔ حسان بن مالک بن بحدل کا یہ ارادہ تھا کہ وہ معاویہ کے بعد آپ کے بھائی خالد بن یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنائے مگر یہ کم سن تھا۔ اور یہ حسان ان کے باپ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا ماموں تھا۔ اس وقت تو اس نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور یہ نیت رکھی کہ مروان کے بعد وہ خالد بن یزید کو خلیفہ بنائے گا۔ مگر جب مروان کے ہاتھ پر اس نے اور تمام اہل شام نے بیعت کر لی تو کسی نے مروان کو یہ رائے دی کہ تم خالد کی ماں سے شادی کر لو (خالد کی ماں کا نام ام خالد تھا یہ ابوہاشم بن عتبہ کی پوتی تھی) تاکہ اس طرح خالد کی شان کم ہو جائے اور وہ خلافت کا مدعی نہ رہے۔ مروان نے اس تجویز پر عمل کیا۔ ایک دن خالد مروان سے ملنے آیا۔ مروان کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے۔ اور وہ دونوں صفوں کے درمیان چل رہا تھا۔ اسے دیکھ کر مروان نے کہا۔ بخدا یہ احمق ہے اے موٹی سرین والی عورت کے بیٹے آ جا۔ اس جملے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اہل شام کی نظروں میں خالد کی بے وقعتی ہو جائے۔

مروان کی موت کا واقعہ:

خالد نے یہ واقعہ اپنی ماں سے آ کر بیان کیا اس نے کہا خبردار اس واقعہ کو کسی اور سے بیان نہ کرنا۔ تم چپ رہو میں اس سے سمجھ لوں گی۔ جب مروان اس کے پاس آیا تو اس نے پوچھا کیا خالد نے میرے بارے میں کوئی بات تم سے کہی ہے۔ اس نے کہا بھلا خالد تمہارے متعلق کوئی بات کہہ سکتا ہے وہ تمہاری اس قدر تعظیم کرتا ہے اسے اس کی جرأت کہاں کہ وہ کوئی بات تمہارے متعلق کہے مروان نے اس کے بیان کو سچ سمجھا۔ چند روز وہ بھی خاموش رہی۔ ایک مرتبہ مروان اس کے پاس سویا۔ اس نے بہت سے گدے اس پر چن دیے۔ اور اسی طرح دبا کر اسے مار ڈالا۔

مروان کی عمر

واقدی کہتے ہیں کہ [illegible] رمضان [illegible] دمشق [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت عثمان بن عفان

[illegible]

مدت حکومت

ان کی مدت خلافت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان شاء اللہ آئندہ بیان کریں گے۔

* * *

باب ۴۱

عبیداللہ بن ماحوز خارجی

حبیش بن دلجہ:

حبیش مدینے آیا اس وقت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی جانب سے جابر بن اسود بن عوف عبدالرحمن بن عوف کا بھتیجا مدینے کا حاکم تھا۔ یہ اس کے خوف سے مدینے سے بھاگ گیا۔ اسی زمانے میں بصرے کے حاکم حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کا بھائی تھا اور عبداللہ بن زبیرؓ کی جانب سے بصرے کا حاکم تھا۔ حنیف بن السجف تمیمی کی زیر قیادت حبیش بن دلجہ سے لڑنے کے لیے بصرے سے ایک فوج بھیجی تھی۔ جب حبیش کو اس فوج کی آمد کا علم ہوا تو مدینے سے ان کی طرف روانہ ہوا۔

دوسری جانب سے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے عباس بن سہل بن سعد انصاری کو مدینے کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ حبیش کی تلاش میں جائے اور جب تک اس فوج سے جو ہماری امداد کے لیے حنیف کی زیر قیادت بصرے سے آئی ہے مل جائے۔

حبیش بن دلجہ کا قتل:

عباس بہت سرعت سے ان کی تلاش میں روانہ ہوا اور ربذہ میں جا پہنچا۔ حبیش کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ تم ان کی جماعت سے اگلی جماعت پر حملہ کرو مگر اس نے [illegible] یہاں [illegible] تو [illegible] ایک تیر نے ان کا کام تمام کر دیا۔ ان کے ہمراہ منذر بن قیس جذامی اور ابو عتاب جو ام حبیبہ کا مولیٰ تھا مارے گئے۔ یوسف بن الحکم اور حجاج بن یوسف بھی اس معرکے میں ان کے ہمراہ تھے۔ یہ دونوں ایک ہی اونٹ پر سوار ہو کر بچ نکلے۔ ان کی فوج کے پانچ سو آدمی مدینے کے قلعوں میں پناہ گزیں ہو گئے۔ عباس نے ان سے کہا اپنے آپ کو ہمارے فیصلے کے حوالے کر دو [illegible] انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس نے ان سب کو قتل کر دیا۔ حبیش کی شکست خوردہ فوج [illegible] ہو گئی۔

ابن محمد کہتے ہیں کہ یزید بن سیاہ الاسواری نے جنگ ربذہ میں حبیش کو اپنے تیر سے ہلاک کیا۔ جب یہ لوگ مدینے آئے تو یزید بن سیاہ ایک سفید خراسانی گھوڑے پر سفید لباس پہنے سوار تھا۔ [illegible] لوگوں نے [illegible] کیا۔ [illegible] ہو گئے۔

بصرہ میں طاعون کی وبا:

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اسی سنہ میں بصرہ میں وہ مہلک طاعون پھیلا [illegible] جس میں بہت سے اہل بصرہ ہلاک ہو گئے۔

مصعب بن زید کہتے ہیں کہ جب یہ مہلک مرض بصرہ میں پھیلا اس وقت عبداللہ بن عبیداللہ بن معمر بصرہ کا حاکم تھا۔ اس کی ماں نے اسی وبا میں انتقال کیا تو کوئی شخص اس کی نعش کا اٹھانے والا نہ ملتا تھا حالانکہ وہ امیر بصرہ تھا۔ آخر کار چار [illegible] کرائے پر پکڑے گئے اور وہ اسے قبر تک لے گئے۔ اسی سنہ میں بصرہ میں خارجیوں کا بہت زور ہو گیا اور نافع بن ازرق قتل کیا گیا۔

معرکہ دولاب:

عبداللہ بن عبید اللہ بن معمر نے اپنے بھائی عثمان بن عبید اللہ کو ان کے مقابلے کے لیے بھیجا مقام دولاب پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔ عثمان مارا گیا اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ ایک روایت سے بھی اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔

وہب کے باپ بیان کرتے ہیں۔ کہ بصرہ والوں نے ایک لشکر حارثہ بن بدر کی سرکردگی میں خارجیوں سے مقابلے کے لیے بھیجا تو نافع نے اپنے ساتھیوں سے کہا،

"اگر اب بھی تم تمام مرد ہو تو دولاب میں اور جہاں چاہو چلے جاؤ"۔

معاویہ بن قرہ راوی ہیں۔ کہ ہم ابن عبیس کے ہمراہ خارجیوں کے مقابلے کے لیے بڑھے ہم نے انہیں آلیا۔ نافع بن الازرق اور ماحوز کے اولاد تھی۔ بچے مارے گئے۔ ابن عبیس بھی مارا گیا۔ مگر اس واقعہ کے متعلق مذکورہ صدر بیان کے علاوہ ایک دوسری روایت بھی ہے۔ کہ مسعود بن عمرو کی وجہ سے اہل بصرہ کے ازد، ربیعہ اور تمیم آپس باہمی اختلاف میں مشغول تھے۔ اس لیے ابن الازرق کی شوکت بہت بڑھ گئی۔ اور اس کی جمعیت بھی کثیر ہو گئی۔ یہ بصرہ کی جانب بڑھا۔ جب پل کے قریب آیا تو عبداللہ بن الحارث نے مسلم بن عبیس بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف کو اہل بصرہ کی جمعیت کے ساتھ اس کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ یہ اس کی جانب بڑھا۔ اور اسے بصرہ اور اس کے علاقے سے ہٹاتا رہا۔ اور اسی طرح بڑھتے بڑھتے علاقہ اہواز کے دولاب نامی ایک جگہ تک پہنچا، یہاں یہ دونوں ایک دوسرے کے مقابلے کے لیے مستعد ہوئے۔ اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔

مسلم بن عبیس کا خاتمہ

مسلم بن عبیس نے اپنے میمنہ پر حجاج بن باب الحمیری کو اور میسرہ پر حارثہ بن بدر التمیمی ثم الغدانی کو متعین کیا تھا۔ ابن الازرق نے اپنے میمنہ پر عبیدہ بن ہلال الیشکری کو اور میسرہ پر زبیر بن ماحوز التمیمی کو مقرر کیا تھا۔ دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے اور ایسا گھمسان کا رن پڑا کہ اس سے پہلے کبھی کسی کی نظر سے نہیں گزرا تھا۔ نہایت خونریز جنگ کے بعد مسلم بن عبیس بصریوں کا سردار اور نافع بن الازرق خارجیوں کا سردار دونوں کام آئے۔

اہل بصرہ کی پسپائی:

بصرے والوں نے حجاج بن باب الحمیری کو اور خارجیوں نے عبداللہ بن الماحوز کو اپنا اپنا امیر مقرر کیا۔ اور پھر جنگ شروع ہوئی اس مرتبہ بھی نہایت شدید لڑائی ہوئی حجاج بن باب الحمیری اہل بصرہ کا امیر اور عبداللہ بن الماحوز خارجیوں کا سردار دونوں مارے گئے۔ اس کے بعد اہل بصرہ نے ربیعہ الاجذام التمیمی کو اور خارجیوں نے عبید اللہ بن الماحوز کو اپنا امیر بنا لیا۔ اور پھر لڑائی شروع ہوئی۔ شام تک اسی طرح دونوں فریق داد مردانگی دیتے رہے۔ مگر اب دونوں جنگ سے تھک کر چور ہو گئے تھے۔ اور بے حس و حرکت ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوئے تھے۔ اتنے میں خارجیوں کی امداد کے لیے ایک اور دستہ آ گیا۔ جس نے اس لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔ چونکہ یہ تازہ دم تھا۔ اس لیے انہوں نے میدان مصاف میں آتے ہی عبدالقیس کی جانب سے اہل بصرہ پر حملہ کر دیا اور اب تمام اہل بصرہ کو شکست ہوئی ربیعہ الاجذام ان کا سردار برابر لڑتا رہا۔ اور مارا گیا۔ اس کے بعد اہل بصرہ کے علم کو حارثہ بن بدر نے اٹھایا اور لڑتا رہا مگر اس وقت تو فوج شکست کھا کر میدان چھوڑ چکی تھی۔

عبداللہ بن الحارث کی معزولی:

یہ چند مجبور بہادروں کے ہمراہ اپنی فوج کے عقب کو بچانے کے لیے لڑتا رہا۔ اور پھر سب کے ساتھ اہواز میں کسی مقام پر قتل ہوا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع بصرے پہنچی تو لوگوں کو سخت خوف پیدا ہوا۔ ابن الزبیرؓ نے حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ القرشی کو ان خارجی فتنہ پردازوں کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ یہ بصرے آئے۔ اور انہوں نے عبداللہ بن الحارث کو معزول کر دیا۔ اب خارجیوں نے بصرہ کا رخ کیا۔

مہلب بن ابی صفرہ کا امارت خراسان پر تقرر

تمام لوگ اسی پریشانی میں مبتلا تھے۔ کہ مہلب بن صفرہ عبداللہ بن الزبیرؓ کی طرف سے اپنا خراسان کی ولایت کا فرمان تقرر لے کر آئے۔ احنف نے حارث بن ابی ربیعہ اور دوسرے لوگوں سے کہا کہ خارجیوں کا کامیابی سے مقابلہ مہلب کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ عمائدین کی ایک جماعت ان کے پاس آئی۔ اور اس بارے میں ان سے گفتگو کی۔ مگر مہلب نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ میرے پاس امیر المومنین کا فرمان موجود ہے جس میں انہوں نے مجھے خراسان کا والی مقرر کیا ہے۔ میں ان کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔

مہلب کو خوارج سے جنگ کرنے کا حکم:

ابن ابی ربیعہ نے بھی انہیں بلا کر اس معاملے میں گفتگو کی مگر مہلب نے اس سے انکار ہی کر دیا۔ ابن ابی ربیعہ اور اہل بصرہ کی یہ رائے ہوئی کہ عبداللہ بن الزبیرؓ کی جانب سے ایک خط مہلب کے نام لکھا جائے۔ چنانچہ حسب ذیل خط ان کی طرف سے لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

> "یہ خط عبداللہ بن الزبیرؓ کی طرف سے مہلب بن ابی صفرہ کو لکھا جاتا ہے۔ السلام علیک! خدائے واحد یکتا کی تعریف کے بعد میں تم کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ حارث بن عبداللہ نے مجھے لکھا ہے۔ کہ گمراہ خارجیوں کے ایک گروہ نے مسلمانوں کی ایک بڑی فوج اور بہت سے سرداروں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اور اب وہ بصرے کی جانب پیش قدمی کر رہے ہیں۔ میں نے تمہیں خراسان بھیجا تھا۔ اور خراسان کی ولایت کا فرمان بھی لکھ کر تم کو دے دیا تھا۔ مگر جب مجھے خارجیوں کی اس شورش کا علم ہوا۔ تو اب میری رائے یہ ہے۔ کہ تم ہی ان کا مقابلہ کرو کیونکہ مجھے یہ امید ہے۔ کہ تمہاری قیادت تمہارے اہل شہر کے لیے بہت ہی مبارک و مسعود ہو گی۔ اور نیز خراسان جانے کے مقابلے میں اس کارروائی کا اجر بھی تم کو زیادہ ملے گا۔ یہی بہتر ہے۔ کہ تم خارجیوں کے مقابلے کو جاؤ۔ ان سے لڑو۔ اور اپنے شہر والوں کے حقوق کی مدافعت کرو۔ اور جب تک ہمارا اقتدار رہے خراسان و غیر خراسان کسی جگہ کی ولایت بھی تمہارے ہاتھ سے نہیں جا سکتی"۔ السلام علیک و رحمۃ اللہ

مہلب بن ابی صفرہ کی شرائط:

جب یہ خط مہلب کے حوالے کیا گیا۔ تو انہوں نے کہا تاوقتیکہ اس کا تصفیہ نہ ہو جائے۔ کہ جس چیز پر میں تسلط حاصل کروں وہ

مہری ہوئی اور یہ اطلاع سنتے ہی اپنے ساتھیوں کو تاکید کی کہ [illegible] لوگوں نے کہا اور اس بات کا حق دیا جائے۔ کیونکہ اطراف کے سرداروں اور شہسواروں میں سے میں تمہیں جانتا ہوں اس لیے اپنے ساتھ لے جاؤں۔ مگر لوگوں نے ان کے مقابلے کے لیے جاؤں گا۔ اس پر تمام اہل بصرہ نے کہا کہ آپ کی یہ شرط منظور ہے۔ سب نے اتفاق کیا [illegible] کر دیا اور اس نے لکھا [illegible] والی کے بعض لوگوں نے اس کی مخالفت کی۔ اور اسی وجہ سے مہلب [illegible] عبداللہ بن زیاد بن ظبیان اور بصرے کے اور قائدین نے مہلب سے کہا کہ جب کہ اہل بصرہ نے آپ کے شرائط تسلیم کر لیے ہیں تو اگر مالک بن مسمع یا اس کے طرفداروں نے اس معاملے میں آپ کی مخالفت کی ہے تو ان کی مخالفت سے کیا ہو سکتا ہے۔ آپ اس بات سے بالکل قطع نظر کیجیے اپنے ارادے کو عملی کر کے دشمن کی طرف پیش قدمی فرمائیے۔

مہلب نے اس تجویز پر عمل کیا اور فوج کے پانچوں دستوں پر امیر مقرر کر دیے۔ اس نے عبداللہ بن [illegible] کو بکر بن وائل کے دستے پر اور حریش بن ہلال السعدی کو بنی تمیم کے دستے پر امیر مقرر کیا۔

مہلب بن ابی صفرہ سے پہلی جھڑپ:

خارجی عبداللہ بن ماحوز کی قیادت میں بڑھتے ہوئے جسر صغیر (چھوٹے پل) تک پہنچے۔ مہلب تمام قائدین اور پیادوں کو لے کر ان کے مقابلے پر آئے اور انہیں اس پل سے ادھر ہی ہٹا دیا۔ اہل بصرہ کی جنگی کاروائی ان کے مقابلے میں پہلی تھی۔ حالانکہ قریب تھا کہ وہ شہر میں داخل ہو جاتے۔ تو یہ لوگ پل سے ہٹ کر بڑے پل کی جانب چلے۔ مگر مہلب نے بھی پوری ترتیب و تنظیم کے ساتھ دستے لیے اور پل پر ڈال کر ادھر کا رخ کیا۔ جب خارجیوں نے دیکھا کہ یہ لوگ تو سائے کی طرح ساتھ ساتھ ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ پیچھے ہٹے ادھر مہلب بھی ان کے قریب آ گئے۔ تو وہ اس پل سے بھی ایک منزل آگے نکل گئے۔ مگر مہلب ان کا تعاقب کرتے رہے۔ جہاں وہ منزل کرتے یہ ان تک پہنچتے اور وہاں سے کوچ کر جانے پر انہیں مجبور کر دیتے۔ اسی طرح ایک منزل سے دوسری منزل اور دوسری سے تیسری منزل چھوڑنے پر انہیں مجبور کرتے رہے۔ یہاں تک کہ خارجی اہواز کی ایک منزل پر پہنچے جس کا نام سلی سلیرکی تھا۔ اور یہاں انہوں نے پڑاؤ کیا۔

حارثہ بن بدر الغدانی:

جب حارثہ بن بدر الغدانی کو معلوم ہوا کہ خارجیوں سے جنگ کرنے کے لیے مہلب مقرر ہوئے ہیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: "کرنبوا ودولبوا وحیث شئتم فاذہبوا قد امر المہلب" "چاہے کرنب جاؤ چاہے دولاب اور جہاں چاہو جاؤ اب مہلب امیر بنائے گئے ہیں"۔ یہ اپنے ساتھیوں کو لے کر بصرے روانہ ہو گیا مگر حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے اسے مہلب کے پاس بھیج دیا۔

مہلب کی محتاط پالیسی:

جب مہلب خارجیوں کے سامنے آئے۔ انہوں نے اپنے چاروں طرف گشتی دستے لگا دیے اور دشمن کی نگرانی کے لیے جاسوس بٹھا دیے۔ چوکیاں مقرر کر دیں۔ اور ہمیشہ لوگوں کو بجز میدان جنگ کے اپنے خندقوں کے پیچھے [illegible]

بستیوں میں تقسیم ہو جاتا اور منتشر تھا۔ خوارج کے دستے ادھر ادھر پھیلے ہوئے تھے۔ چنانچہ خوارج اب بھی شب خون مارنے کے بعد کرتے وہاں کا کوئی مرد نہ پاتے اور ادھر ادھر چلے جاتے۔ کیونکہ انہیں [illegible] پاتا تھا۔ اس طرح سے مہلب سے زیادہ کوئی ان سے [illegible] خوارج کی وجہ سے عراقی عوام اور ان کے خوف زدہ [illegible] تھا۔

خارجیوں اور عبید اللہ بن زیاد کی تقریر

ایک رات خارجیوں نے عبیدہ بن ہلال اور [illegible] سے حملہ کیا۔ جب خارجیوں نے [illegible] حملہ کرنے کے لیے عبیدہ بن ہلال اور عبداللہ ایک سمت سے ان پر حملہ آور ہوئے۔ انہوں نے بھی ایک طرف سے حملہ کیا مگر دیکھا کہ دشمن کی فوج ہر وقت آمادہ پیکار ہے انہیں ان پر شب خون مارنے کا کوئی موقع نہ مل سکا۔ اور خارجی [illegible] کے پاس چلے گئے۔ جب وہ جانے لگے تو عبید اللہ بن زیاد بن ظبیان نے انہیں للکارا اور یہ شعر پڑھا

[illegible]

”تم نے ہمیں مستعد پایا ہے ہماری قوم اور بہادر پایا ہے کہ جب دل اور گھوڑا [illegible] جب للکارا جاتا ہے تو ہم مقابلے کے لیے ڈٹ جاتے ہیں۔ دیکھو اگر صبح تم وہاں ہوگے تو وہی تمہاری جائے قرار ہے۔“

خارجیوں نے جواب دیا اے فاسق! آگ تیرے لیے تیار کی گئی ہے۔ مومن کے لیے جنت بنائی گئی ہے اور وہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے اور تو بھی کافروں میں سے ہے۔

ابن ظبیان نے کہا بہت اچھا اگر تم جنت میں داخل ہوئے تو [illegible] سے آسمان و زمین کی [illegible] تک آباد ہیں جو [illegible] اور [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] ضرور جنت میں جائیں گے۔ اور اگر ایسا ہوا تو میرے تمام [illegible] غلام آزاد ہیں۔ خارجی نے کہا اے دشمن خدا! تو ہی [illegible] مسلمانوں کا دشمن اور شیطان [illegible] کا قائم مقام ہے [illegible]۔ ابن ظبیان نے [illegible] اچھا کرتے ہو تم نے اس فاسق کو بہت صحیح جواب دیا۔

مہلب کی جنگی ترتیب

صبح کو مہلب نے اپنی فوج کو پوری جنگی ترتیب کے ساتھ خارجیوں کے مقابلے پر لا کھڑا کیا اور تمیم مہلب کے میمنہ پر [illegible] ازد اور عبد القیس میسرے پر اور اہل العالیہ قلب میں متعین تھے۔ خارجی بھی اسی ترتیب سے اس کے مقابل ہوئے کہ عبیدہ بن ہلال [illegible] اور زبیر بن الماحوز میسرے پر تھا۔ اہل بصرہ کے مقابلے میں خارجیوں کے پاس نہایت عمدہ اور کثرت سے اعلیٰ درجہ کے گھوڑے تھے۔ اور ان کی [illegible] تھی۔ کیونکہ انہوں نے کرمان سے [illegible] تک اور [illegible] پر قبضہ کر لیا تھا۔

خوارج کی شکست

خارجی ایسے ہو چکے تھے کہ [illegible] پر [illegible] تھیں اور [illegible] تھے۔ انہوں نے [illegible] کی چادریں ان کے [illegible] کے نیچے سے [illegible] کے ذریعے سے [illegible] تھیں۔ اب دونوں [illegible] اور تمام دن دونوں فریقوں نے بڑی بہادری اور شجاعت سے خوب جنگ کی اور [illegible] سے [illegible]۔ پھر خارجیوں نے اپنی پوری [illegible] اور شجاعت سے [illegible] سے [illegible]۔ پھر خارجیوں نے اپنی پوری قوت سے حملہ کر دیا

[illegible] اور [illegible] جب [illegible] ان کو [illegible] [illegible] [illegible] اپنے [illegible] [illegible] مہلب [illegible] [illegible] ایک پہلو [illegible]

مہلب کی خوارج پر حملے کی تجویز:

اس بلند مقام پر پہنچ کر مہلب نے اپنی فوج کو [illegible] ان کی فوج [illegible] ان کے پاس پلٹ آئی۔ اس طرح [illegible] ان کے پاس [illegible] اور اب تقریباً تین ہزار [illegible] ان کے پاس آ گئے۔ اس تعداد کو دیکھ کر انہیں اطمینان ہوا۔ انہوں نے [illegible] بعض اوقات ایک [illegible] کثرت پر [illegible] ہو جاتا ہے اور وہ مغلوب ہو جاتی ہے اور بسا اوقات اللہ ایک چھوٹی جماعت [illegible] اور وہ غالب آ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس وقت [illegible] تمہاری جمعیت تھوڑی نہیں ہے۔ بلکہ میرے خیال میں [illegible] اپنے شہر کے [illegible] بہادر [illegible] [illegible] کیونکہ ان کی کثرت [illegible] کا باعث ہوتی۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ [illegible] ہر شخص [illegible] اپنے ساتھ لے [illegible] خارجیوں نے [illegible] کریں۔ کیونکہ اس وقت وہ اپنے پڑاؤ میں بالکل بے خطر بیٹھے ہوں گے [illegible] ان کے تعاقب میں [illegible] ہے۔ اس لیے مجھے امید ہے کہ [illegible] ان کے پڑاؤ [illegible] لوٹ لیں گے۔ اور ان کے [illegible] نے [illegible]

خارجی سردار عبیداللہ بن الماحوز کا قتل:

اب مہلب اپنی جماعت کو لے کر خارجیوں کے پڑاؤ پر [illegible] جب [illegible] جماعت نے ان کے پڑاؤ کی ایک سمت [illegible] عبیداللہ بن الماحوز [illegible] پہلے ان کے [illegible] کر دیے [illegible] عبیداللہ بن الماحوز مارا گیا [illegible] خارجیوں کے پڑاؤ [illegible] وہاں [illegible] قتل کر دیے گئے۔

خوارج کا فرار:

اب وہ خارجی جو [illegible] ان کے تعاقب میں گئے تھے۔ واپس آئے تو مہلب نے [illegible] ان کے مقابلے کے لیے [illegible] ان کے [illegible] قتل کر دیے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مصعب کا خط بنام حارث بن عبداللہ:

[illegible]

[illegible]

ابن عبداللہ کا خط بنام مصعب

[illegible]

مہلب اس لڑائی [illegible] تھے کہ [illegible] جاتے [illegible] اہل [illegible]

گئی ہیں۔

ابو علقمہ کی دلیری:

نوجوان ابو علقمہ [illegible] نے اس جنگ میں بڑی بہادری اور دلیری سے [illegible] اور [illegible]

شہسواروں میں جا ملے۔ [illegible] پکار کر [illegible] کہ ہمیں [illegible] دے دو [illegible]

[illegible] اور [illegible] ان کی طرف [illegible] اے ابو علقمہ [illegible] ہماری [illegible] ہیں۔ جب مہلب [illegible]

نے ان نوجوانوں کی شجاعت اور [illegible] دیکھی تو [illegible]

مہلب کا اہل بصرہ سے معاہدہ:

بیان کیا گیا ہے کہ مہلب سے پہلے اہل بصرہ نے احنف سے کہا تھا کہ آپ ہمیں [illegible] مقابلہ [illegible] مگر انہوں نے مہلب کا نام تجویز کیا اور کہا کہ اس کام کے لیے وہ مجھ سے زیادہ اہل ہیں اور جب مہلب نے ان کی درخواست قبول کی تو یہ شرط کی کہ اس جنگ میں [illegible] ان کے [illegible] اور جو لوگ ان کے ساتھ اس جنگ میں شرکت نہ کریں گے [illegible] اہل بصرہ نے یہ شرط مان لی۔ اور اس کے لیے باقاعدہ تحریر ہوئے [illegible] کے پاس منظوری کے لیے [illegible] انہوں نے بھی منظور کر لیا۔ اور اسے مہلب کے لیے نافذ بھی کر دیا۔

عمرو القنا کی فراری:

جب مہلب کی شرط مان لی گئی۔ انہوں نے اپنے بیٹے حبیب کو چھ سو شہسواروں کے ہمراہ عمرو القنا کی سمت بھیجا [illegible] کے پیچھے [illegible] تھا۔ مہلب کے حکم سے [illegible] حبیب نے [illegible] عبور کر کے عمرو اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا اور انہیں دونوں [illegible] کے درمیان سے ہٹا دیا [illegible] فرات کی سمت سے بھاگ گئے۔

مہلب نے اپنی قوم [illegible] ان کے ساتھ [illegible] تھے۔ [illegible] کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ اور [illegible] تمام [illegible] ان کے ہمراہ [illegible] تھے۔ [illegible] کے لیے [illegible] ان کے [illegible]

ہرکاروں کے ہمراہ [illegible] تھا۔

مغیرہ بن مہلب کی پیش قدمی

مہلب نے اپنے بیٹے مغیرہ [illegible] کے مقابلے کے لیے [illegible] کی [illegible]

[illegible] جگہ سے [illegible] مغیرہ نے ان کا تعاقب کیا۔ مہلب کے حکم سے [illegible] گیا۔ انہوں نے

اپنی [illegible] کے ساتھ [illegible] عبور کیا [illegible] تمام [illegible] تھا۔ اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

امیر کوفہ عبداللہ بن یزید کی برطرفی:

[illegible]

حمزہ کی معزولی کی وجہ:

[illegible]

ابراہیمی بنیاد پر کعبہ کی تعمیر:

[illegible]

امیر حج حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ:

[illegible]

حریش اور ابن خازم کی جنگ

تمام شب [illegible] ابن خازم [illegible] حریش [illegible] بہادر [illegible] [illegible] حریش [illegible] [illegible] ابن خازم [illegible]

ابن خازم اور حریش کا مقابلہ

جب جنگ نے اس قدر طول کھینچا اور فریقین کا نقصانات بہت زیادہ ہو گئے تو دونوں [illegible] تنگ آ گئے۔ حریش [illegible] میدان میں نکلا اور ابن خازم [illegible] ہمارے درمیان اس طویل مدت سے جنگ ہو رہی ہے۔ تم کیوں اپنی اور میری قوم کو [illegible] آؤ ہم تم [illegible] جو دوسرے کو قتل کر دے گا، وہی اس ملک کا امیر بن جائے۔ ابن خازم نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔ اور اب دونوں ایک دوسرے پر [illegible] کی طرح حملہ کرنے لگے [illegible] اور کوئی ایک دوسرے کو نقصان نہ پہنچا سکا۔ ابن خازم [illegible] حریش نے اس کے سر پر تلوار ماری۔ اس سے [illegible] [illegible] کی [illegible]

حریش کے ساتھیوں میں تفرقہ

ابن خازم اپنے گھوڑے کی گردن سے [illegible] [illegible] کے سر پر زخم آیا تھا۔ دوسرے دن پھر دونوں فوجوں میں جنگ شروع ہوئی مگر اب ابن خازم نے [illegible] دونوں فریق [illegible] جنگ سے [illegible] [illegible] [illegible] ایک جماعت کے ساتھ [illegible] [illegible] اور وہاں ایک قلعے میں [illegible] [illegible] ابن خازم نے اس کا تعاقب کیا اور [illegible] [illegible] حریش [illegible] [illegible] [illegible] جماعت [illegible] [illegible] جب ابن خازم اس کے پاس پہنچا۔

حریش اور ابن خازم میں مصالحت

حریش اپنی جماعت کے ساتھ مقابلے کے لیے نکلا۔ ابن خازم کے [illegible] ایک غلام [illegible] تھا۔ اس نے حریش پر [illegible] [illegible] [illegible] حریش [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حریش نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تھے۔

ابن زیاد کا خارجی سے حسن سلوک

[illegible]

[illegible] باقی نہ رہا۔

زہیر بن ذویب کا انتقام

اشعث بن ذویب زہیر بن ذویب العدوی کا بھائی اس جنگ میں مارا گیا۔ ابھی اس میں جان باقی تھی کہ زہیر نے اس سے اس کے قاتل کو دریافت کیا۔ اس نے کہا مجھے اس کا نام معلوم نہیں۔ البتہ اتنا یاد ہے کہ وہ ایک زرد رنگ کے گھوڑے پر سوار تھا۔ زہیر نے جس کسی سوار کو زرد رنگ کے گھوڑے پر دیکھا اس پر حملہ کیا۔ ان میں سے بعض لوگوں کو قتل کر دیا اور بعضوں نے بھاگ کر جان بچائی۔ اس کے خوف سے تمام ان لوگوں نے جن کے پاس زرد رنگ کا گھوڑا تھا۔ اس پر سواری ترک کر دی یا اس وجہ سے کسی رنگ کے گھوڑے پر [illegible] رہے تھے۔

* * *

باب ١٤

مختار بن ابی عبید ثقفی

٦٦ھ کے واقعات

عامل کوفہ عبداللہ بن مطیع کا اخراج

اس سال مختار بن ابی عبید نے حضرت حسینؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے کوفہ میں خروج کیا اور ابن زبیر کے عامل عبداللہ بن مطیع عدوی کو کوفے سے نکال دیا۔

مختار بن ابی عبید ثقفی کا کوفہ میں آنا

جب سلیمان بن صرد کے ہمراہی واپس آئے تو مختار نے انہیں یہ خط لکھا۔ امابعد! چونکہ تم نے ظالموں سے جہاد کیا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں اجر عظیم عطا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اجر کو بڑھا دیا ہے اور تمہارے گناہ معاف کر دیئے۔ اللہ کی راہ میں تمہاری کوئی کمائی، کوئی قدم ضائع نہیں جاتا۔ ہر قدم کے عوض اللہ نے تمہارے لیے ایک درجہ رکھا ہے۔ خوش ہو جاؤ۔ اس کے بعد تم کو اس جہاد کا ثواب حاصل ہو گا جو صرف خدا ہی جانتا ہے۔ اگر میں خروج کرنے تمہارے پاس آ گیا تو اللہ کی مدد سے میں دشمنوں سے جہاد کروں گا۔ اور اللہ کے حکم سے ان کو قتل کر دوں گا۔ مرحبا ان کے لئے جو اس کام میں سبقت کرنے والے ہوں گے۔ اور تم میں سے جو کوئی اس کام کو کرے گا۔ اس کے لئے اللہ کے یہاں بہت بڑا اجر ہے۔ والسلام اے اہل ہدایت تم پر سلام ہو۔

توابین کی اطاعت

سیحان بن عمرو عبدالقیس کے قول کی روایت ہے کہ مختار نے یہ خط اپنی ٹوپی کی تہہ اور استر کے درمیان چھپا کر رفاعہ بن شداد، مثنیٰ بن مخربہ عبدی، سعد بن حذیفہ بن الیمان، یزید بن انس، احمر بن شمیط احمسی، عبداللہ بن شداد بجلی اور عبداللہ بن کامل کے پاس لایا۔ ان لوگوں نے یہ خط پڑھ کر ابن کامل کو مختار کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہم آپ کی مدد اور نصرت کے لئے بالکل تیار ہیں۔ جس طرح آپ پسند کریں ہم ویسا ہی کریں۔ اگر آپ کی رائے ہو تو ہم آکر آپ کو قید سے رہا کرا دیں۔

مختار ثقفی کا خط بنام حضرت عبداللہ بن عمرؓ

کاتب کہتا ہے کہ مختار کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ ان کی مدد کرنے پر آمادہ ہیں تو ان کو بڑی خوشی ہوئی اور انہوں نے کہلا بھیجا کہ ابھی ایسا نہ کرو۔ میں اسی زمانہ میں یہاں سے نکل آؤں گا۔ مختار نے ایک خط بنام حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس بھیجا۔

[illegible]

حضرت عبداللہ بن عمر کی سفارش

[illegible]

مختار ثقفی کی رہائی

[illegible]

مختار ثقفی کی عہد شکنی

[illegible]

مختار ثقفی کی جماعت میں اضافہ

[illegible]

عبداللہ بن مطیع کا امارت کوفہ پر تقرر

[illegible]

[illegible] کی جا چکی ہے۔ [illegible]

ابن زبیر [illegible] کے سوال سے متعلق عبدالملک کی رائے

[illegible] ابراہیم بن محمد بن طلحہ کی امارت [illegible]

[illegible] امیر المومنین کے پاس بھیج جاؤ۔

[illegible]

ابن مطیع کا اہل کوفہ سے خطاب:

[illegible]

اس پر حضرت عمر بن سعد نے کہا کیا تم [illegible] پیادوں [illegible] کے ہاتھوں میں اپنے وطن [illegible] اپنی [illegible] صورت میں [illegible] مختار [illegible] ہے۔

سائب بن مالک الاشعری کی تقریر

اس تقریر کے بعد سائب بن مالک الاشعری نے تقریر کی کہ [illegible] نے تم کو حکم دیا ہے کہ ہماری فاضل آمدنی کو ہماری مرضی کے بغیر منتقل نہ کرو۔ [illegible] کہ ہماری آمدنی ہمیں میں [illegible] بلکہ اسی کو ہم میں تقسیم کر دیا جائے۔ اور ہمارے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سا طرز عمل پسند کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کا طرز جناب باقی دونوں خلفاء السلام [illegible] حکومت سے ہمارے لیے نقصان میں کم اور خلق اللہ کے فائدہ میں کم نہ تھا۔

یزید بن انس کی تائید:

یزید بن انس نے کہا سائب بن مالک نے بالکل سچی بات کہی ہے ہم سب ان کے ساتھ ہیں۔ ابن مطیع نے کہا تم جس طرز عمل سے خوش ہو ہم اسی پر عمل کریں گے جسے تم پسند کرو گے۔ اس کے بعد وہ منبر سے اتر آیا۔ یزید بن انس الاسدی نے سائب سے کہا تم نے خوب کہا [illegible] مسلمانوں کے لیے تمہاری [illegible] کروں گا [illegible] جو تم نے کہا اور یہ بھی بہت اچھا ہوا۔ [illegible] ہماری جماعت سے تعلق نہیں ہے۔

مختار ثقفی کے خلاف شکایت:

ایاس بن مضارب نے ابن مطیع سے آ کر کہا۔ سائب مختار کے طرفداروں کا گروہ ہے اور اس لیے مجھے مختار کی جانب سے خطرہ ہے۔ تم اسے اپنے پاس بلا کر اس وقت تک کے لیے قید کر دو۔ جب تک کہ لوگوں کی حالت درست نہ ہو جائے۔ مجھ سے مخبروں نے صحت سے بیان کیا ہے کہ اس کی تحریک مکمل ہو چکی ہے۔ اور وہ صبح و شام تم پر حملہ کرنے والا ہے۔ ابن مطیع نے زائدہ بن قدامہ اور حسین بن عبداللہ البرسمی الہمدانی کو مختار کے بلانے کے لیے بھیجا۔

مختار ثقفی کی طلبی:

یہ دونوں ان کے پاس آئے۔ اور کہا کہ امیر بلاتے ہیں۔ مختار نے کپڑے منگوائے اور سواری کو زین کرنے کا حکم دیا۔ اور ان دونوں کے ہمراہ چلنے کے لیے تیار ہو گیا۔ جب زائدہ بن قدامہ نے یہ دیکھا تو یہ آیت پڑھی

﴿ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴾

”اور جب ان لوگوں نے جنہوں نے خدا کی آیتوں سے انکار کیا تیرے متعلق چال چلی کہ تجھے روک لیں۔ یا قتل کر دیں یا ملک بدر کر دیں۔ وہ اپنی چال چلتے ہیں۔ اور اللہ اپنی چال چلتا ہے۔ اور اللہ بہتر چال چلنے والا ہے۔“

اس کو سن کر مختار رک گیا۔ پھر بیٹھ گیا۔ کپڑے اتار دیئے اور کہا کہ مجھے لحاف اوڑھا دو مجھے شدید بخار ہو گیا ہے۔ اس نے اس وقت عبدالعزیٰ بن جبل الاسدی کا یہ شعر پڑھا۔

[illegible]

[illegible]

تم ان کے پاس سے [illegible] اور [illegible] کہ ان کے [illegible] انہوں نے [illegible] بات [illegible] [illegible] ہے۔

مختار ثقفی کی پریشانی

جب [illegible] مختار [illegible] ابن الحنفیہ کے پاس [illegible] اطلاع [illegible] تھی۔ [illegible] انتظار [illegible] تھے۔ مختار [illegible] کہیں [illegible] پیدا ہو گیا ہے۔ [illegible] ہیں۔ [illegible] وجہ سے [illegible] آ کر [illegible] کے ساتھ شریک [illegible] کر [illegible] میری تحریک [illegible] محروم رہیں گے۔

مختار ثقفی کے حق میں وفد کی تصدیق:

ایک ماہ سے کچھ زیادہ مدت [illegible] یہ وفد ابن الحنفیہ کے پاس سے [illegible] اپنے گھروں کو [illegible] مختار کے پاس آیا [illegible] مختار نے ان سے پوچھا کیا خبر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم فتنے میں پڑ گئے ہو اور میری تحریک [illegible] سب نے کہا نہیں [illegible] آپ کی مدد کرنے کا حکم ہوا ہے مختار نے تکبیر کہی [illegible] تمام شیعوں کو میرے پاس لاؤ چنانچہ قریب کے تمام شیعہ جمع ہو گئے [illegible] اے جماعت شیعہ [illegible] لوگوں نے میری دعوت کی تصدیق [illegible] اور وہ امام مہدی ابن الحنفیہ کے پاس گئے جو علی مرتضیٰ [illegible] کے بیٹے ہیں [illegible] اور رسول اللہ ﷺ کے [illegible] ان لوگوں نے ان سے میری دعوت کی تصدیق چاہی اور انہوں نے [illegible] میں ان کا [illegible] مددگار [illegible] دوست [illegible] حکم دیا ہے [illegible] اتباع کریں [illegible] ظالموں سے جنگ [illegible] اور اہل بیت رسول اللہ ﷺ کے خون کا بدلہ لینے میں میرے [illegible]۔

عبدالرحمن بن شریح کی مختار ثقفی کی حمایت میں تقریر

اس کے بعد عبدالرحمن بن شریح نے کھڑے ہو کر تقریر کی [illegible] اے جماعت شیعہ ہم نے اپنے لیے [illegible] آپ سب کے لیے [illegible] اس بات کو مناسب [illegible] معاملے میں [illegible] اس لیے ہم مہدی ابن علی [illegible] کے پاس گئے ہم نے ان سے [illegible] اس شخص کے [illegible] اور مختار کی دعوت کی صداقت [illegible] انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم [illegible] کی دعوت کو قبول کریں [illegible] اور [illegible] مدد [illegible] ہو گئے اور ہمارے [illegible] صاف ہو گئے [illegible] ہمارے [illegible] تحریک کے [illegible] اللہ نے [illegible] اور اب ہم نے اپنے دشمن سے لڑنے کا [illegible] ارادہ کر لیا ہے۔ جو لوگ اس وقت موجود نہیں [illegible] یہ بات ان لوگوں کو پہنچا دیں [illegible] آپ لوگ اب تیاری کیجئے [illegible] تقریر کو ختم کرنے کے بعد [illegible] ہر شخص [illegible] تمام شیعہ [illegible] تحریک [illegible] شرکت کے لیے پوری طرح آمادہ ہو گئے۔

عامر شعبی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے میں نے اور میرے باپ نے مختار کی دعوت کو لبیک کہا۔

ابراہیم بن الاشتر کی سپہ سالاری کی تجویز:

جب [illegible] تیاری [illegible] مکمل ہو گئی [illegible] شیعہ [illegible] ابراہیم بن [illegible] کو [illegible] شیعہ [illegible]

ہو سکتا ہے کہ اس کوفے کے تمام اشراف تمہارے مقابلے کے لیے ابن مطیع کے ساتھ ہو جائیں۔ اگر تم ابراہیم بن الاشتر کو اپنا ہمنوا متفق کر لیں گے۔ تو چونکہ وہ ایک جوان اور بہادر اور شریف زادے ہیں بڑا قوی اثر بھی رکھتے ہیں۔ اور معزز و کثیر خاندان کے بھی فرد ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ ان کی مدد سے ہمیں دشمن کے خلاف بڑی قوت حاصل ہو جائے گی اور ان کی مخالفت بے خطر ہو جائے گی۔

مختار نے کہا ان کے پاس جاؤ۔ انہیں دعوت دو۔ اور مطلع کرو کہ ہمیں حسین بن علی اور ان کے خاندان والوں کے خون کا بدلہ لینے کا حکم دیا گیا ہے۔

ابراہیم سے وفد کی ملاقات:

شعبی کہتے ہیں کہ ہم سب لوگ ابراہیم کے پاس آئے۔ اور میرے والد بھی اس جماعت میں شریک تھے۔ یزید بن انس نے گفتگو شروع کی۔ اور کہا کہ ہم ایک اہم بات آپ سے کہنے اور اس کی دعوت دینے آئے ہیں۔ اگر آپ اسے قبول فرمائیں گے تو آپ کے لیے بہتری ہے۔ اور اگر قبول نہ کریں گے تو ہم سمجھیں گے کہ ہم نے اپنا حق ادا کر دیا۔ اور ہم یہ درخواست کریں گے کہ اسے آپ کسی سے بیان نہ کریں۔

ابراہیم نے کہا میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ مجھ سے کسی بات کے بیان کرتے ہوئے کسی قسم کا اندیشہ کیا جائے یا میرے تقرب سلطان سے کسی کو خوف ہو۔ وہ تو چھچھورے تنگ نظر ہوتے ہیں جو اس قسم کی باتیں چھپا نہیں رکھتے۔

یزید بن انس نے ان سے کہا کہ ہم آپ کو ایسی بات کے لیے دعوت دیتے ہیں جس پر شیعوں کی جماعت نے اتفاق کر لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کیا جائے۔ اہل بیت کا بدلہ لیا جائے۔ اور کمزوروں کی حفاظت کی جائے۔

احمر بن شمیط کا ابراہیم سے خطاب:

اس کے بعد احمر بن شمیط نے تقریر کی اور کہا کہ میں آپ کا مخلص دوست ہوں۔ آپ کے والد کا انتقال ہو چکا ہے وہ ایک بڑے شریف سردار تھے۔ ان کی وجہ سے اگر آپ اسے قبول فرمائیں گے تو آپ کو وہی مرتبہ عزت حاصل ہو جائے گا جو آپ کے والد کا تھا۔ اور اس طرح آپ ایک مردہ عزت کو جو آپ کے آباء نے آپ کے لیے حاصل کی تھی پھر زندہ کر دیں گے۔ آپ جیسے بہادر شخص کی ادنیٰ کوشش اس کام کو کامیابی کی انتہائی حد تک پہنچانے کے لیے بالکل کافی ہے۔

ابراہیم بن الاشتر کی رضامندی:

اس تقریر کو سن کر وہ سوچنے لگے اب سب نے مل کر انہیں دعوت و ترغیب و تحریص دینا شروع کی۔ ابراہیم نے کہا میں تمہاری اس دعوت کو کہ حسین ؓ اور ان کے اہل بیت کا بدلہ لیا جائے۔ اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ تم اس تمام کاروائی کو میرے سپرد کر دو۔ لوگوں نے کہا ہم تو اس کے لیے بالکل تیار ہیں۔ آپ کو امیر بنائیں۔ مگر اس کی کوئی سبیل نہیں۔ کیونکہ مختار مہدی کی جانب سے ہمارے پاس ان کے پیامبر اور اس جنگ پر مامور ہو کر آئے ہیں۔ اور ہمیں ان کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

ابن الاشتر یہ سن کر خاموش ہو رہے۔ انہوں نے ہماری دعوت قبول نہیں کی۔ ہم نے مختار سے آ کر سارا واقعہ بیان کر دیا۔

مختار ثقفی اور ابن اشتر کی ملاقات

[illegible]

[illegible]

ابن الحنفیہ کا خط

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد المہدی کی طرف سے ابراہیم بن مالک الاشتر کو۔ [illegible]

[illegible]

ابراہیم بن الاشتر کی اطاعت

[illegible]

ابراہیم بن الاشتر کا تذبذب:

جب یہاں سے اپنے مکان جانے لگا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا ’’شعبی تم بھی میرے ساتھ چلو‘‘ میں ان کے ساتھ واپس ہوا۔ جب ابراہیم اپنی منزل کے مقام پر آئے تو اس نے کہا مجھے یاد ہے کہ تم نے اور تمہارے والد نے اس بارے میں شہادت نہیں دی۔ کیا یہ لوگ سچ کہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ جس طرح تم نے شہادت دی ہے اسی طرح یہ قراء اور جوان میں سے ہیں اور شہر کے شیوخ اور عرب کے سردار ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں نے کوئی غلط بات کی ہو۔ یہ کہا تو میں نے چپکا ہو رہا مگر حقیقت میں مجھے خود ان کی شہادت پر اعتبار نہ تھا۔ ہاں اتنا ضرور تھا کہ مختار کے خروج کو میں دل سے چاہتا تھا کہ یہ کارروائی انجام پہنچے۔ اس خیال سے میں نے اپنے دلی منشاء سے اسے آگاہ نہ کیا۔

ابن الاشتر کو تحریر کی پیشکش: بحالی

ابن الاشتر نے مجھ سے کہا: چونکہ میں ان سب صاحبوں کو پہچانتا نہیں ہوں، اس لیے تم ان سب کے نام لکھ دو۔ اس نے کاغذ اور دوات منگوائی اور یہ تحریر لکھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

’’سائب بن مالک الاشعری، یزید بن انس الاسدی، احمر بن شمیط الاحمسی، مالک بن عمرو النہدی اسی طرح اس نے دو سب لوگوں کے نام لکھے اور مضمون یہ تھا کہ ان لوگوں نے یہ شہادت دی ہے کہ محمد بن علی نے ابراہیم بن الاشتر کو یہ تحریر کی ہے کہ تم مختار کے ساتھ ہو کر ظالموں سے جنگ کرو اور اہل بیت کا بدلہ لیجئے، کیونکہ ان کی اعانت ونصرت کرو۔ اس شہادت کی صداقت پر شراحیل بن عبد، ابو عمر، الشعبی شاہد قرار پائے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ النخعی اور عامر شراحیل الشعبی نے شہادت دی ہے۔‘‘

اس پر میں نے ابراہیم سے کہا کہ آپ یہ تحریر کیوں لے رہے ہیں۔ جب ابراہیم نے جواب دیا: شعبی اسے رہنے دو۔

مختار ثقفی اور ابن الاشتر کی ملاقات:

ابراہیم نے اپنے گھر والوں، بھائیوں اور دوسرے اپنے طرفداروں کو اپنے پاس بلایا۔ اب یہ مختار کے پاس جانے لگا۔ یحییٰ بن ابی عیسیٰ، ازدی حمید بن مسلم ازدی کا دوست تھا ابراہیم بن الاشتر کا دوست تھا اس نے پاس جایا کرتا تھا غرض اس نے مختار کے پاس جانا شروع کیا۔ مغرب سے قریب مختار کے پاس جاتا اور رات گئے تک اس کے پاس رہتا۔ پھر گھر آ جاتا۔ یہ دونوں آپس میں اپنے معاملات پر غور کرتے رہے۔ آخرکار انہوں نے طے کیا کہ ربیع الاول کی جمعرات کو خروج کریں۔ ان کے شیعہ اور دوسرے طرفداروں نے بھی اسی پر پوری طرح آمادگی ظاہر کی۔

ایاس بن مضارب کا گشت:

غروب آفتاب کے وقت ابراہیم نے اذان دی اور خود ہی آگے بڑھ کر امامت کی اور ہمیں نماز پڑھائی مغرب کی نماز کے بعد جب تاریکی چھا گئی ہمیں لے کر مختار کی طرف چلا ہم پوری طرح مسلح ہو کر مختار کی جانب چلے اس اثنا میں ایاس بن مضارب نے عبداللہ بن مطیع سے یہ بات کہی تھی کہ مختار ان دو راتوں میں سے کسی ایک رات میں تم پر خروج کرنے والا ہے بازار میں پولیس کا

[illegible] [illegible] [illegible]

ایاس بن مضارب کا خاتمہ:

ابراہیم نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو اور جانے دو۔ ایاس نے کہا خدا کی قسم میں تم کو نہیں چھوڑوں گا۔ ایاس بن مضارب کے ساتھ ایک ہمدانی ابو قطن نامی شخص تھا جو پولیس کے افسروں کے ساتھ رہتا تھا اور سب لوگ اس کی عزت و تعظیم کرتے تھے۔ یہ ابن الاشتر کا دوست تھا۔ [illegible] ابو قطن کے پاس ایک لمبا نیزہ تھا۔ وہ نیزہ لیے اس کے قریب گیا اور اس کا خیال تھا کہ اس نے مجھے اس لیے بلایا ہے کہ میں ایاس بن مضارب سے اس کی سفارش کروں [illegible] ابن الاشتر نے [illegible] یہ بہت [illegible] ایاس بن مضارب پر [illegible] اس کے حلق میں پیوست کر دیا اور گھوڑے سے گرا دیا۔ اپنے ایک ساتھی سے کہا [illegible] اس شخص نے [illegible] اس واقعے سے ابن مضارب کی جماعت منتشر ہو کر ابن مطیع کے پاس آئی۔ اس نے ایاس کے بیٹے راشد بن ایاس کو اس کی جگہ [illegible] مقرر کیا اور اس رات [illegible] سوید بن عبدالرحمٰن المنقری کو [illegible]

ابراہیم بن الاشتر اور مختار ثقفی کی ملاقات:

ابراہیم مختار کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ ہم نے کل رات [illegible] خروج کا وعدہ کیا تھا مگر ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے آج ہی رات کو خروج کرنا ضروری ہو گیا۔ اس نے پوچھا کیا ہوا؟ ابراہیم نے کہا کہ ایاس بن مضارب نے میرا راستہ روکا [illegible] میں نے اسے قتل کر دیا [illegible] میرے ساتھیوں کے [illegible] ہے۔ مختار نے کہا اللہ تجھے نیک بشارت دے۔ یہ شگون نیک ہے [illegible] فتح کی علامت ہو گی۔

مختار ثقفی کا خروج:

مختار ثقفی نے سعید بن منقذ کو حکم دیا [illegible] عبداللہ بن شداد کو حکم دیا [illegible] سفیان بن لیل اور قدامہ بن مالک [illegible] کا بدلہ لینے [illegible]

[illegible]

"[illegible]"

ابراہیم بن الاشتر کی مراجعت:

ابراہیم نے مختار سے کہا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

زحر بن قیس کا ابن الاشتر پر حملہ

[illegible]

زحر بن قیس کی پسپائی

[illegible]

ابراہیم بن اشتر کا [illegible]

[illegible]

[illegible] بن عبداللہ کا ابن الاشتر پر حملہ

[illegible]

سوید بن عبدالرحمٰن کی پسپائی

ابراہیم اسی طرح شکست دیتا رہا۔ یہ لوگ دوڑ کر گلیوں میں گھس گئے۔ ابراہیم کے ساتھیوں نے ان سے کہا کہ آپ ان کا تعاقب کریں یہ مرعوب ہو گئے ہیں۔ اس موقع کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ اس بات کو جانتا ہے کہ ہماری اس کاروائی کا مقصد کیا ہے اور خدا ان کی دعوت اور مقصد سے بھی واقف ہے۔

ابراہیم نے ان کے مشورے کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ پہلے ہمیں اپنے امیر کے پاس پہنچنا چاہیے تاکہ ہماری شکست سے ان کو جو پریشانی لاحق ہو گئی ہو وہ دور ہو جائے اور ہمیں ان کی حالت سے اور لشکر کو ہماری کاروائی سے تقویت ہو۔ اس طرح ان کی اور ان کے دشمنوں کی قوت میں اضافہ نہ ہوگا۔ پھر آپ کے مشورے سے تو مجھے خطرہ لاحق ہے اور مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ کہیں ان پر یورش نہ ہو گئی ہو۔

ابراہیم بن الاشتر کی پیش قدمی:

ابراہیم اپنے ساتھیوں سمیت آگے بڑھے۔ مسجد اشعث کے پاس تھوڑی دیر ٹھہرے۔ وہاں سے چل کر مختار کے مکان آئے اور دیکھا کہ شور و غل برپا ہے۔ اور جنگ ہو رہی ہے جبکہ شبث بن ربعی سبخہ کی جانب سے حملہ آور ہوا۔ مختار نے یزید بن انس کو اس کے مقابلے پر بھیجا۔ حجار بن ابجر العجلی بھی آ گیا تھا۔ مختار نے احمر بن شمیط کو اس کے مقابلے کے لیے حکم دیا۔ جنگ خوب ہو رہی تھی کہ ابراہیم قصر امارت کی جانب سے پہنچ گیا۔ حجار اور اس کی فوج کو معلوم ہوا کہ ابراہیم ہماری پشت پر آ گیا ہے۔ اس کے آنے سے پہلے ہی وہ متفرق ہو کر گلی کوچوں میں منتشر ہو گئے۔

شبث کا ابن مطیع کو مشورہ:

بنی نہد کے قریب سے قیس بن طہفہ آیا اور اس نے شبث بن ربعی پر حملہ کیا جبکہ یزید بن انس سے معرکہ پیکار تھا۔ حملہ کر دیا۔ شبث نے اس کی جرات دیکھ کر اسے راستہ دے دیا۔ اور جب قیس اور یزید دونوں ایک جگہ ہو گئے تو شبث وہاں سے ابن مطیع کے پاس آ گیا۔ اور اس سے کہا کہ آپ اپنے ان تمام سرداروں کو جن کو مختلف علاقوں میں آپ نے متعین کیا ہے اپنے پاس بلا لیجیے۔ اور جب سب جمع ہو جائیں تو ان تمام سرداروں پر سالار مقرر کر کے ان سے لڑنے بھیجیے۔ دشمن کی طاقت بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ مختار نے علی الاعلان خروج کر دیا ہے۔ اور اس کی دعوت کامیاب ہو گئی ہے۔

دوسری طرف مختار کو معلوم ہوا کہ شبث نے ابن مطیع کو اس قسم کا مشورہ دیا ہے وہ اپنی فوج کی ایک جماعت کے ساتھ نکل کر قوم کو وہاں سے لے کر چلا آیا۔ اور زائدہ کے باغ کے متصل دیر ہند کی پشت پر فروکش ہوا۔

ابو عثمان کی یا لثارات الحسین رضی اللہ عنہ کی منادی:

ابو عثمان نے خروج کر کے ان کو پکارا کہ آؤ۔ کیونکہ یہ لوگ خروج کے لیے اپنے مکانات میں جمع تھے۔ مگر چونکہ کعب بن ابی کعب الخثعمی ان کے قریب ہی جبانہ بشر کے علاقے میں متعین تھا۔ اس کے خوف سے یہ لوگ خروج نہ کر سکے تھے۔ جب ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ مختار خروج کرنے والے ہیں۔ وہ اپنے مقام سے چل کر میدان میں آیا۔ اور ان سے گلی کوچوں کے ناکے اس نے روک دیے۔ اب ابو عثمان نے اپنی ایک مختصر جماعت کے ساتھ آ کر منادی کی۔ "حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے آؤ۔ اے ہدایت یافتہ

[illegible]

بنو شاکر کا خروج:

[illegible]

بنی شیبان کا خروج:

[illegible]

والیوں کا عزل:

[illegible]

امرائے کوفہ کا مسجد اعظم میں اجتماع:

[illegible]

قحط سالی:

[illegible]

اس کی ہدایت سے ہوا، جب میں اس مسجد کے قریب پہنچا تو اس وقت اس کا مؤذن تکبیر اقامت کہہ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ خود شبث بن ربعی بھی زبردست فوج کے ساتھ موجود ہے جس میں شیبان بن حریث الضبی ان کے رسالے کا سردار تھا اور فوج پیدل چل رہی تھی۔ جس کی تعداد بھی کثیر تھی۔

شبث بن ربعی کی امامت:

تکبیر اقامت کے بعد شبث نے امامت کی پہلی رکعت میں اذا زلزلت الارض زلزالہا تلاوت کی۔ میں نے اپنے جی میں کہا۔ خدا کی قسم مجھے امید ہے کہ اللہ تمہیں ضرور زلزلے میں ڈال دے گا۔ دوسری رکعت میں اس نے والعادیات ضبحا تلاوت کی۔ اس پر اس کے بعض ساتھیوں نے کہا کہ آپ نے زیادہ بہتر ہوتا کہ ان سے زیادہ طویل سورتیں تلاوت کرتے۔ اس نے کہا کیا تم دیکھ رہے ہو کہ دیلم (یعنی لشکر) تمہارے سر پر ہیں اور تم چاہتے ہو کہ میں اس وقت سورۂ بقرہ یا آل عمران تلاوت کرتا۔ اس فوج کی تعداد تین ہزار تھی۔

شبث بن ربعی کی پیش قدمی:

میں بہت شتاب روی سے مختار کے پاس آیا، شبث اور راشد کی پیش قدمی کی اطلاع دی۔ اسی وقت سعر بن ابی سعر الحنفی گھوڑا دوڑاتے ہوا کلی مراد کی جانب سے مختار کے پاس آیا تھا۔ اس نے بھی مختار کی بیعت کی تھی مگر اسی رات مختار کے ہمراہ آنے کی کوشش کی مگر خوف سے خروج نہ کر سکا۔ صبح ہوتے ہی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مراد کے محلے سے گزر رہا تھا کہ راشد بن ایاس سے مڈبھیڑ ہوئی تھی۔ اس کے سپاہیوں نے اس کا تعاقب کیا اور اس وقت اس نے اپنے گھوڑے کو تیز کیا اور انہیں پیچھے چھوڑ کر مختار کے پاس آگیا۔ اس نے مختار سے راشد کی خبر بیان کی اور میں نے آپ کو شبث کی پیش قدمی کی اطلاع دی۔

ابن الاشتر اور نعیم بن ہبیرہ کی روانگی:

مختار نے ابراہیم بن الاشتر کو نو سو سواروں یا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، چھ سو سواروں اور چھ سو پیادوں کے ہمراہ راشد بن ایاس کے مقابلے پر بھیجا۔ نیز نعیم بن ہبیرہ جو مصقلہ بن ہبیرہ کے بھائی تھے، تین سو سواروں اور چھ سو پیادوں کے ساتھ روانہ کیا اور ہدایت کی کہ تم دونوں سیدھے جاؤ جب دشمن سے مقابلہ ہو تو وہیں ان سے فوراً لڑ پڑنا اور جب اس کام سے فراغت کر لو تو جلدی سے مجھے مطلع کرنا ہے آپ کو دشمن کا ہدف نہ بنا لینا کیونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے ان پر غلبہ پاؤ۔ مجھے اطلاع دینا اور جواب دے دینا۔

نعیم بن ہبیرہ کا شبث پر حملہ:

ابراہیم نے راشد کا رخ کیا۔ مختار نے یزید بن انس کو نو سو سواروں کے ہمراہ اپنے آگے مسجد شبث کے مقام میں روانہ کیا۔ اور نعیم بن ہبیرہ شبث کی جانب بڑھا۔ میں اسی فوج میں تھا۔ جسے مختار نے نعیم بن ہبیرہ کے ہمراہ شبث کی سمت روانہ کیا تھا۔ میرے ہمراہ سعر بن ابی سعر الحنفی بھی تھا۔ ہم نے شبث تک پہنچ کر ان پر حملہ کر دیا اور خوب جی بھر کر مردانگی دکھائی۔ نعیم بن ہبیرہ نے سعر بن ابی سعر الحنفی کو اپنے رسالے پر مقرر کیا تھا اور خود پیدل ہو کر پیادوں کو لے کر بڑھا، یہاں تک کہ جب آفتاب طلوع ہوا اس کی روشنی اچھی طرح پھیل گئی۔ ہم نے انہیں اس قدر مارا کہ انہیں مکانات میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس پر شبث نے انہیں للکارا۔ اے برے محافظو! تم پر افسوس تمہیں کیا ہو گیا تم اپنے غلاموں سے بھاگتے ہو۔

نعیم بن ہبیرہ مارا گیا:

اس زور کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک جماعت نے [illegible] اور انہوں نے ہم پر شدید حملہ کیا۔ مگر اس سے پہلے تک پسپا ہو گئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں شکست ہوئی۔ نعیم بن ہبیرہ میدان میں مارا گیا۔ [illegible] اور قید کر لیا گیا۔ میں اور خلید حسان بن مخدوج کو آزاد شدہ غلاموں اور عربوں میں قید کر لیے گئے۔ شبث نے خلید سے جو ایک دراز قد اور جسیم آدمی تھا۔ پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا خلید حسان بن مخدوج الذہلی کا آزاد کردہ غلام۔ شبث نے اس سے کہا اے [illegible] تو نے کناسہ میں کھجوریں بیچنا اب چھوڑ دیا ہے۔ جس نے تجھ کو آزاد کیا اس کا عوض تو نے یہ دیا کہ اسی کے خلاف تلوار لے کر نکل آیا ہے۔ اس کی گردن مارو۔ غرض قتل کر دیا گیا۔

سعر کی رہائی:

سعر کو شبث نے دیکھا اور کہا تم بنی حنیفہ سے متعلق ہو؟ انہوں نے کہا ہاں۔ شبث نے کہا تم نے ان لونڈی بچوں کی کیوں اتباع کی اللہ تمہارا برا کرے۔ اچھا اسے چھوڑ دو۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس آزاد غلام کو قتل کر دیا۔ اور عرب کو چھوڑ دیا۔ میں بھی آزاد غلام ہوں۔ وہ مجھے قتل کر دے گا۔ اسی خوف سے جب ان کے سامنے پیش ہوا۔ اور انہوں نے مجھے دریافت کیا تو میں نے کہا میں بنی تیم اللہ سے ہوں۔ انہوں نے کہا آزاد غلام ہو یا عرب ہو۔ میں نے کہا عرب ہوں اور زیاد بن خصفہ کے خاندان سے تعلق ہے۔ شبث نے کہا ہاں ہاں ٹھیک ہے۔ تم نے ایک مشہور شریف کا ذکر کیا ہے اچھا اپنے گھر چلے جاؤ۔ میں وہاں سے روانہ ہو کر حمرا آیا۔ چونکہ میں نے دشمن سے لڑنے کو غور و فکر کے بعد عزم کر لیا تھا میں گھر کے پاس چلا آیا اور میں نے اپنے جی میں کہا کہ مجھے اپنے دوستوں کے پاس پہنچ کر خود ان کی غمخواری کرنا چاہیے۔ کیونکہ ان کے بعد زندگی کیا ہے۔ جب میں اپنے دوستوں کے پاس پہنچا تو اس سے پہلے ہی سعر بھی ان کے پاس آ گیا تھا۔ اب شبث کا رسالہ مختار کی فوج کی طرف بڑھا تھا مختار کو نعیم بن ہبیرہ کے مارے جانے کی اطلاع ہوئی جسے اس کی فوج نے سخت نقصان محسوس کیا۔

دشمن کی پیش قدمی:

میں نے [illegible] سے کہا کہ اپنی داستان سنائیے انہوں نے مجھے خاموش رہنے کی ہدایت کی۔ [illegible] باتوں کا [illegible] شبث نے آگے بڑھ کر یزید بن انس کو گھیر لیا۔ دوسری طرف سے ابن مطیع نے یزید بن الحارث بن رویم کو دو ہزار کے ہمراہ [illegible] کی سڑک سے ہمارے مقابلے کے لیے بھیجا۔ [illegible] مختار نے یزید بن انس کو اپنے رسالے کا سردار مقرر کیا اور خود پیدل پیچھے سے آگے بڑھا۔

یزید بن انس کا فوج سے خطاب:

حارث بن کعب الوالبی (والبہ ازد) بیان کرتا ہے۔ کہ شبث کے رسالے نے ہم پر دو حملے کیے۔ مگر ہمارا کوئی شخص اپنی جگہ سے نہیں ہٹا۔ یزید بن انس نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا: اے گروہ شیعہ تم کو اب تک قتل کیا جاتا رہا ہے تمہارے ہاتھ پاؤں قطع کیے جاتے رہے ہیں۔ تم کو اندھا کیا جاتا رہا ہے اور تم کو کھجور کے تنوں پر سولی دی جاتی رہی ہے یہ سب کچھ تم اپنے نبی کے اہل بیت کی محبت میں برداشت کرتے رہے ہو۔ اب یاد رکھو اگر آج تمہارے دشمن نے تم پر غلبہ پا لیا۔ تو تم میں سے کوئی زندہ نہ بچے گا۔ یہ تم سب کو نہایت بے دردی سے قتل کر دیں گے۔ تمہاری اولاد، ازواج اور مال و جائداد کے ساتھ وہ سلوک کریں گے جسے دیکھنے سے

موت بہتر ہے ان سے بچنے کی آپ کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ ثابت قدم رہو۔ دشمن کی آنکھوں میں نیزے کے کاری وار لگاؤ ان کے سروں پر پوری ضرب لگاؤ۔ اب تم شدید جنگ اور حملے کے لیے تیار ہو جاؤ اور جب میں اپنے پرچم کو دو مرتبہ حرکت دوں تو ان پر فوراً حملہ کر دینا۔ اس تقریر کے بعد تمام مجمع جنگ کے لیے بالکل تیار ہو گئے۔ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے۔ اور اس کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔

ابن الاشتر کا راشد بن ایاس پر حملہ:

ابراہیم بن الاشتر راشد بن ایاس کی جانب چلا۔ مراد میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ راشد کے ہمراہ چار ہزار فوج تھی۔ اس پر ابراہیم نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دشمن کی کثرت سے مرعوب نہ ہو جاؤ۔ خدا کی قسم ایسا ہوا ہے کہ ایک آدمی دس سے زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين۔ بسا اوقات ایک چھوٹی جماعت اللہ کے حکم سے ایک بڑی جماعت پر غالب آ گئی اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ابراہیم نے خزیمہ بن نصر کو حکم دیا کہ تم رسالے کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرو۔ خود ابراہیم پیدل سپاہ کے ساتھ پیدل چلا۔ اس کا پرچم مزاحم بن طفیل کے پاس تھا۔ ابراہیم نے اس سے کہا کہ پرچم لے کر آگے بڑھتے چلو۔

راشد بن ایاس کا خاتمہ:

اب دونوں فریق ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گئے۔ نہایت شدید و خونریز جنگ ہوئی۔ دفعتاً خزیمہ بن نصر العبسی نے راشد بن ایاس کو دیکھا اس پر حملہ کیا۔ اور نیزے سے اسے ہلاک کر دیا۔ اور اعلان کیا کہ رب کعبہ کی قسم میں نے راشد کو قتل کر دیا۔ راشد کی سپاہ کو ہزیمت ہوئی۔ راشد کے قتل کے بعد ابراہیم اور خزیمہ بن نصر اپنے ساتھیوں کو لے کر مختار کی طرف چلے۔ انہوں نے نعمان بن ابی جعد کو راشد کے قتل اور فتح کی خوشخبری دینے کے لیے مختار کے پاس بھیجا۔ جب یہ خبر مختار کو معلوم ہوئی اس کی فوج نے خوشی سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ ان کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور ابن مطیع کی فوج کی ہمتیں پست ہو گئیں۔

حسان بن فائد کی پسپائی و امان:

جب ابن مطیع نے حسان بن فائد بن بکیر العبسی کو تقریباً دو ہزار سپاہ کے ساتھ مقابلے کے لیے بھیجا۔ یہ سبخہ کے مقام پر مقرات کی جگہ ابراہیم بن الاشتر کا مزاحم ہوا تاکہ اسے ابن مطیع کی اس فوج کی جو سبخہ میں تھی مدد نہ کرنے دے۔ ابراہیم نے خزیمہ بن نصر کو رسالے کے ہمراہ حسان بن فائد کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ اور خود پیدلوں کے ساتھ ساتھ اس کی جانب چلا۔ خدا کی قسم کسی نیزہ بازی یا شمشیر زنی کے بغیر حسان کی فوج بھاگ گئی۔ خود حسان فوج کی پچھلی جماعت کے آخر میں اس کو بچاتا ہوا جا رہا تھا۔ خزیمہ بن نصر نے اس پر حملہ کیا۔ مگر پھر اسے بچایا اور کہا اے حسان بن فائد اگر میرے تمہارے درمیان قرابت نہ ہوتی تو میں تمہارے قتل کرنے میں پوری کوشش صرف کر دیتا۔ تمہیں اب چھوڑے دیتا ہوں۔ بھاگ جاؤ۔ مگر حسان کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑا۔ خزیمہ نے کہا اے ابو عبداللہ ٹھہرو۔ اس کے لیے بلا تامل دوڑ کر لوگوں نے اسے گھیر لیا۔ یہ تلوار پکڑ کر ان سے لڑتا رہا۔ خزیمہ نے اسے پکارا اے ابو عبداللہ تم کو امان دی جاتی ہے۔ تم خود کو ہلاک نہ کرو۔ اس کے بعد خزیمہ ان کے پیچھے سے آ گیا۔ اور لوگ بھی اس سے علیحدہ ہو گئے۔ ابراہیم اس کے پاس سے گزرا۔ خزیمہ نے ابراہیم سے کہا یہ میرا چچیرا بھائی ہے میں نے اسے امان دے دی ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مختار ثقفی کی فوج کی جانب پیش قدمی

[illegible] ابراہیم بن الاشتر [illegible]

[illegible] ابن مطیع [illegible]

[illegible]

ابراہیم کا کوفہ میں داخلہ

[illegible]

ابن الاشتر کی ہدایت

[illegible] ابن الاشتر اپنی جماعت کے ساتھ [illegible] اپنے آدمیوں کو ایک دوسرے سے بالکل قریب کر لو [illegible]

خاندان یا بزرگ عورت کا نافرمان ہوتا ہے۔ (یہاں اس نے قول کے بعض شعر جو خاندانوں کا نام ہے) تو اس سے قوم خوفزدہ ہو جاتی۔ یہ لوگ جب تلوار کی حرارت محسوس کریں گے تو ابن مطیع کا اس طرح ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے جس طرح بکریاں بھیڑیے سے ڈر کر فرار ہو جاتی ہیں۔

ابن مساحق کی شکست و امان:

ابن الاشتر کی فوج نے اپنے گھوڑے ایک دوسرے کے بالکل قریب کر لیے۔ اس نے اپنی قبا کے دامن کا سرا اٹھا کر اپنے سرخ شامی پٹکے میں لگا لیا۔ جسے اس نے اپنی قبا پر باندھ رکھا تھا۔ اور قبا کو زرہ پر پہن رکھا تھا۔ پھر اس نے کہا میرا چچا اور ماموں تم پر قربان ہوں دشمن پر حملہ کر دو۔ چنانچہ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ابراہیم کی فوج سے ان کو شکست ہو گئی ان میں ایک دوسرے پر گرتے پڑتے گلیوں کے ناکے پر ایک پر ایک گرا پڑتا تھا۔ اور سب تنگ ہو گئے ابن الاشتر ابن مساحق کے پاس پہنچا اس نے اس کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ اور تلوار اٹھائی ابن مساحق نے کہا اے ابن الاشتر میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کیا کسی کے عوض میں تم مجھ کو قتل کرتے ہو۔ کبھی میرے اور تمہارے درمیان کوئی عداوت تھی۔ ابن الاشتر نے اسے چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس واقعے کو یاد رکھنا۔ چنانچہ ابن مساحق ہمیشہ اس بات کو یاد کیا کرتا تھا۔ اب ابراہیم کی فوج دشمن کے تعاقب میں چلتی ہوئی کناسے میں در آئی۔ یہاں تک کہ بازار اور مسجد میں داخل ہوئی۔ اور انہوں نے ابن مطیع کا محاصرہ کر لیا۔ جو تین دن تک قائم رہا۔

قصر کوفہ کا محاصرہ:

ابن مطیع نے صرف تین دن تک اپنے ساتھیوں کو حالت محاصرہ میں کھانا دیا کیونکہ آٹا اندر رکھ دیا گیا تھا۔ اس کے ہمراہ کوفے کے اشراف موجود تھے البتہ عمرو بن حریث نے قصر میں جا کر محاصرے کے شدائد کے مقابلے میں اپنے گھر کی راحت کو ترجیح دی۔ تین دن کے بعد ابن حریث قصر سے نکل کر آبادی کے باہر چلا گیا۔ جنگ کے بعد مختار بازار کے ایک پہلو میں ٹھہر گیا۔ قصر امارت کے محاصرہ کا کام اس نے ابراہیم بن الاشتر یزید بن انس اور احمر بن شمیط کے سپرد کر دیا۔ ابن الاشتر قصر کے دروازے اور مسجد کے متصل متعین تھا۔ یزید بن انس بنی خزیمہ اور دار الرومی کی گلی پر متعین تھا اور احمر بن شمیط عمارہ اور ابو موسیٰ کے مکان کے متصل متعین تھا۔

شبث کا ابن مطیع کو مشورہ:

جب محاصرہ شدید ہو گیا۔ تو اس کے ساتھی اشراف نے ابن مطیع سے گفتگو کی شبث نے کہا اللہ امیر کو ٹھیک رکھے آپ اپنا اور اپنے ساتھیوں کے لیے غور فرمائیے ہم آپ سے بے پروائی نہیں کر سکتے اور نہ خود اپنی ذات سے۔ ابن مطیع نے کہا بتاؤ آپ لوگ مجھے مشورہ دیجیے شبث نے کہا آپ کی رائے یہ ہے کہ اپنے اور ہمارے لیے امان طلب کیجیے اور خود کو اور اپنے طرف داروں کو ہلاکت میں نہ ڈالیے۔ ابن مطیع نے کہا ایسی صورت میں کہ امیر المومنین عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت تمام حجاز اور بصرے میں مضبوطی سے قائم ہے میں خود اس سے امان طلب نہیں کرنا چاہتا۔ شبث نے کہا تو بہتر یہ ہے کہ آپ خفیہ طور سے قصر امارت سے نکل کر شہر میں کسی ایسے شخص کے پاس جس پر آپ کو پورا پورا اعتماد ہو جا کر قیام کریں اور اس بات کی کوشش کیجیے کہ آپ کی سکونت کا کسی کو علم نہ ہو اور پھر آپ امیر المومنین کے پاس چلے جائیں۔

اشراف کوفہ کا شبث کی رائے سے اتفاق:

ابن مطیع نے اسماء بن خارجہ عبدالرحمٰن بن مخنف عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس اور دوسرے اشراف کوفہ سے پوچھا۔ کہ کیا آپ بھی شبث کی رائے سے متفق ہیں۔ سب نے کہا ہم ان کی رائے سے بالکل اتفاق کرتے ہیں۔ ابن مطیع نے کہا اچھا تو رات ہو جانے دو۔ شام کے وقت عبداللہ بن عبداللہ اللیثی قصر کی دیوار پر مختار کی فوج کے سامنے آیا۔ اور انہیں خوب گالیاں دیں۔ مالک بن عمرو ابو النمر النہدی نے اس کے تیر مارا جو اس کے حلق پر زخمی کرتا ہوا گذر گیا۔ یہ چکر کھا کر گر پڑا۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اچھا ہو گیا۔ جب اس کے تیر لگا تھا۔ تو مالک نے کہا تھا کہ یہ پہلا گالیوں کا انعام لے۔

قصر کوفہ پر مختار ثقفی کا قبضہ:

حسان بن فائد بن بکیر بیان کرتا ہے کہ محاصرے کے تیسرے دن جب قصر امارت میں شام ہوئی تو ابن مطیع نے ہم سب کو اپنے پاس بلایا۔ حمد و ثنا کے بعد اپنی تقریر میں کہا: "جن لوگوں نے تمہارے خلاف بغاوت کی ہے ان کی حیثیت سے میں واقف ہوں ان میں دو ایک شخص کے سوا باقی تمام کوفے کے ارازل کمینے اور احمق ہیں۔ آپ کے تمام اشراف با عزت اور سربرآوردہ لوگ ہمیشہ میرے اطاعت کیش اور بہی خواہ رہے ہیں میں یہ بات امیر المومنین کو پہنچاؤں گا اور کہوں گا کہ آپ لوگوں نے اپنی پوری کوشش اور خلوص نیت سے ہمارا ساتھ دیا مگر کیا کیا جاتا اللہ کا حکم سب پر غالب آ گیا۔ آپ حضرات نے جو مشورہ مجھے دیا تھا اسے آپ جانتے ہیں میں نے اب یہ مناسب سمجھا ہے کہ ابھی قصر سے باہر چلا جاؤں۔ اس پر شبث نے کہا اللہ امیر کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے آپ نے ہمارے مال و متاع کو محفوظ کر دیا۔ ہمارے اشراف کی عزت افزائی کی۔ اپنے آقا کی خیر خواہی کی اپنے فرض کو پورا انجام دیا۔ البتہ آپ کی اجازت کے بعد بھی ہم آپ کا ساتھ نہ چھوڑتے ابن مطیع رومیوں کے کوچے سے ہو کر ابوموسیٰ کے مکان پر چلا آیا اور قصر چھوڑ دیا۔ اس کے جانے کے بعد اس کے اور احباب نے قصر کا دروازہ کھول دیا۔ اور ابن الاشتر سے کہا ہمیں امان دیجیے ابن الاشتر نے سب کو امان دی۔ انہوں نے قصر سے باہر آ کر مختار کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

مختار ثقفی کا اہل کوفہ سے خطاب۔

ابوالاشعر راوی ہے کہ مختار قصر میں آ گیا۔ یہیں اس نے شب بسر کی صبح کے وقت تمام رؤسا مسجد اعظم اور قصر امارت کے دروازے پر جمع ہوئے مختار نے قصر سے نکل کر منبر پر تقریر کی حمد و ثنا کے بعد کہا اس خدا کی تعریف ہے جس نے اپنے دوست سے ہمیشہ کے لیے نصرت و اعانت کا وعدہ فرمایا ہے اور اپنے دشمن سے ذلت و ناکامی کا اس کا یہ وعدہ ایسا سچا ہے کہ گویا واقع ہو چکا۔ جس نے اس میں شک کیا وہ محروم رہا۔ تمہارے لیے ایک علم بلند کیا گیا۔ اور مقصد پیش نظر رکھا گیا۔ علم کے متعلق کہا گیا ہے کہ اسے بلند رکھو پیچھے نہ کرنے دو۔ غرض و غایت کے لیے کہا گیا ہے کہ اس کے حصول کے لیے پوری کوشش کرو۔ ہم نے ایک داعی کی دعوت کو سنا اور اسے قبول کیا۔ اب دیکھیے کتنے مرد اور عورتیں مرنے والوں کی خبر مرگ دیتی ہیں۔ وہ ہلاک ہو جس نے سرکشی کی۔ روگردانی اور نافرمانی کی۔ ہمیں جھٹلایا اور ہماری دعوت سے منہ پھیر لیا۔ پس اے لوگو! آؤ ہدایت کے لیے بیعت کرو۔ اس خدا کی قسم جس نے آسمان و زمین بنائے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کی آل کی بیعت کے علاوہ اس بیعت سے جس کی میں دعوت دے رہا ہوں کوئی بیعت بہتر نہیں۔

مختار ثقفی کی بیعت

اتنی تقریر کرنے کے بعد وہ منبر سے اتر آیا۔ مقصورے میں چلا گیا اور تمام اشراف اس کے پاس آئے اس نے بیعت کے لیے اپنا ہاتھ پھیلا دیا جب یہ حضرات بیعت کرنے لگے تو مختار کہتا جاتا تھا کہ بیعت کرو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے، ظالموں سے لڑنے اور کمزوروں کی حفاظت کے لیے، اس بات کے لیے کہ جو ہم سے لڑے گا تم بھی اس سے لڑو گے اور جس سے ہم صلح کریں گے تم بھی صلح کرو گے۔ اور ہماری بیعت پوری کرو گے۔ نہ تم اس بیعت کو توڑو گے اور نہ اس کے توڑنے کے لیے معافی کے خواستگار ہو گے۔

منذر بن حسان کی اطاعت اور قتل

جو شخص ان باتوں کو تسلیم کر لیتا تھا، مختار کے ہاتھ پر بیعت کر لیتا تھا۔ منذر بن حسان بن ضرار الضبی کی صورت اس وقت بھی میرے سامنے ہے۔ کہ وہ قصر کے پاس آیا اس نے امیر کو سلام کیا، بیعت کی اور واپس چلا گیا۔ جب یہ قصر سے باہر نکلے تو سعید بن منقذ الثوری شیعوں کی ایک جماعت کے ہمراہ پہنچ رہا تھا۔ جب ان لوگوں نے اسے اور اس کے ہمراہ اس کے بیٹے حیان بن المنذر کو دیکھا تو ایک شخص نے ان میں سے کہا کہ یہ سرکشوں کے سردار ہیں۔ اور یہ کہتے ہی انہوں نے حملہ کر کے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اگرچہ سعید بن منقذ نے منع بھی کیا کہ جلدی نہ کرو، جب تک ہم مختار سے نہ پوچھ لیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کیا کہے گا۔ مگر ان لوگوں نے اس کی بات نہ مانی۔ جب مختار کو اس واقعے کا علم ہوا تو اسے سخت ناگوار گزرا۔ جیسا کہ اس کے چہرے سے نمایاں تھا۔ اب مختار لوگوں کو امیدیں دلاتا، ہر بات کی ذمہ داری لیتا اور ان کو اپنی طرف مائل کرنے کی پوری کوشش کرتا۔ اور اشراف سے تو خاص طور سے بہت اچھی طرح پیش آتا تھا۔

مختار ثقفی کا ابن مطیع سے حسن سلوک:

ابن کامل نے مختار سے آ کر کہا کہ ابن مطیع ابوموسیٰ کے گھر میں چھپا ہے۔ مختار نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ابن کامل نے تین مرتبہ یہی کہا۔ اور اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ابن کامل کو محسوس ہوا کہ یہ بات انہیں گوارا نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ مختار اور ابن مطیع کی جنگ سے پہلے یہ دونوں گہرے دوست تھے شام کو مختار نے ایک لاکھ درہم ابن مطیع کو بھیجے۔ اور کہلا بھیجا کہ ان روپوں سے سفر کا انتظام کر کے چلے جاؤ۔ مجھے تمہاری جائے سکونت معلوم تھی۔ اور مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ تمہارے پاس روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے تم اب تک نہیں نکل سکے ہو۔

مال غنیمت کی تقسیم

مختار کو کوفے کے خزانے سے نوے لاکھ درہم ملے ان میں سے اس نے ان لوگوں کو جو ابن مطیع کو قصر میں محصور کرتے وقت اس کے ہمراہ تھے اور جن کی تعداد تین ہزار آٹھ سو تھی۔ پانچ پانچ سو درہم فی کس دیے اور ان لوگوں کو جو محصور کرنے کے بعد اس کے علم کے نیچے آئے اور تین دن راتوں میں برابر اس کے ساتھ رہے انہیں دو دو سو دیے۔ ان کی تعداد چھ ہزار تھی۔ مختار سب سے اچھی طرح پیش آتا ان کے ساتھ عدل و انصاف کرتا۔ اس نے اشراف کو اپنا مصاحب بنایا۔ یہ ہر وقت اس کے پاس بیٹھتے اور باتیں کرتے رہتے۔ ابن کامل الشاکری کو کوتوال مقرر کیا۔ عرینہ کے آزاد غلام کیسان ابو عمرہ کو اپنے ذاتی محافظ دستے پر مقرر کیا۔

مختار ثقفی پر موالی کا اعتراض:

ایک دن ابو عمرہ مختار کے سرہانے کھڑا تھا۔ اور مختار اشراف کوفہ سے بہت ہی توجہ سے باتیں کر رہا تھا۔ موالیوں میں سے کسی شخص نے اس سے کہا کہ دیکھا ابو اسحاق (مختار) ان کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے ہیں اور ان سے ہم کلام ہیں۔ جبکہ ہماری طرف دیکھتے بھی نہیں۔ مختار نے ابو عمرہ کو بلا کر پوچھا کہ یہ شخص جسے میں نے تم سے باتیں کرتے دیکھا ہے تم سے کیا کہہ رہا تھا۔ اس نے کہا کہ اللہ آپ کو نیک ہدایت دے آپ کا ان کی طرف سے منہ پھیر کر عربوں سے متوجہ ہونا انہیں ناگوار اور شاق گزرا۔ مختار نے کہا ان سے کہہ دو کہ اس بات سے تم رنجیدہ مت ہو تم ہم ایک ہی ہیں۔ اس کے بعد دیر تک خاموش رہنے کے بعد مختار نے کہا

"ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں۔ اس بات کو موالیوں نے بھی اس کی زبانی سن لیا تو انہوں نے آپس میں کہا۔
کہ بشارت ہو اب تم ان سب کو قتل کر دو گے۔"

فوجی دستوں کی روانگی:

مختار نے سب سے پہلے عبداللہ بن الحارث اشتر کے بھائی کو پرچم (باندھ کر) دیا۔ اور اسے آرمینیا بھیجا۔ محمد بن عمیر بن عطارد کو آذربائیجان روانہ کیا۔ عبدالرحمن بن سعید بن قیس کو موصل، اسحاق بن مسعود کو مدائن اور علاقہ جوخی، قدامہ بن ابی عیسیٰ بن ربیعہ النصری بنی ثقیف کے حلیف کو بہقباذ الاعلیٰ، محمد بن کعب بن قرظہ کو بہقباذ اوسط، حبیب بن منقذ الثوری کو بہقباذ الاسفل اور سعد بن حذیفہ بن یمان کو حلوان بھیجا۔ حلوان میں ان کے ہمراہ دو ہزار سوار تھے۔ ایک ہزار ماہوار تنخواہ مقرر کی۔ اسے کردوں سے لڑنے کا حکم دیا۔ اور یہ ہدایت کی کہ راستوں کی حفاظت کی جائے۔ مختار نے اپنے علاقہ جبال کے عمال کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے پرگنوں کے تمام محاصل سعد بن حذیفہ بن یمان کو حلوان میں ادا کر دیں۔

محمد بن الاشعث بن قیس کی اطاعت:

اس سے پہلے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے محمد بن الاشعث بن قیس کو موصل کا والی مقرر کیا تھا اور اسے ہدایت کی تھی۔ کہ وہ تمام سرحدی معاملات میں ابن مطیع کو مقدم رکھے اور احکام حاصل کرے۔ اور اسی کے احکام کی اطاعت کرے البتہ ابن مطیع کو بغیر ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے حکم کے محمد بن الاشعث کو برطرف کر دینے کا حق حاصل نہ تھا۔ اس سے پہلے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کے ماتحت نہ تھے۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور والی کے ماتحت نہ تھے۔ جب عبدالرحمن بن سعید بن قیس مختار کی جانب سے مقرر ہو کر موصل آیا۔ تو محمد بن الاشعث موصل چھوڑ کر تکریت روانہ ہوا۔ اور تکریت میں اپنی قوم کے اشراف اور دوسرے لوگوں کے ساتھ سب سے الگ تھلگ قیام پذیر ہو گیا۔ وہ دیکھنے لگا کہ اس تحریک کے ساتھ لوگوں کا طرز عمل کیا ہوتا ہے۔ اور اسے کہاں تک کامیابی ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی مختار کے پاس آ گیا۔ اور جس طرح کوفے کے اور لوگوں نے مختار کا ساتھ دینے کے لیے اس کی بیعت لی تھی اس نے بھی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

قاضی شریح کی علیحدگی:

مسلم بن عبداللہ الضبابی راوی ہے کہ جب مختار نے ظہور کیا اس کی طاقت بڑھ گئی ابن مطیع کو نکال دیا۔ اور اپنے عمال بھیج دیے تو اب یہ مختار صبح و شام دربار عام کرنے لگا۔ پہلے فصل خصومات بھی کرتا تھا بعد میں اس نے کہا کہ مجھے اہم امور انجام دینا ہیں اس لیے

اب میں تمہاری شکایت نہیں کروں گا۔ اس کے بعد ان سے شریح کو قاضی مقرر کر دیا۔ یہ چند روز اس عہدے کا کام کرتے رہے۔ پھر یہ جنون سے بیمار بن گئے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شیعہ کہا کرتے تھے کہ یہ عثمانؓ کے طرف دار ہیں۔ انہوں نے حجر بن عدی کے خلاف شہادت دی تھی اور انہوں نے ہانی بن عروہ کا یہ پیغام نہیں پہنچایا تھا۔ انہیں حضرت علیؓ نے عہدہ قضا سے معزول کیا تھا۔ شریح نے جب یہ دیکھا کہ لوگ اس قسم کی چہ میگوئیاں ان کے متعلق کر رہے ہیں تو بیمار بن گئے۔ مختار نے ان کی جگہ عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کو قاضی مقرر کیا۔ یہ بیمار پڑے تو ان کی جگہ عبداللہ بن مالک طائی کو قاضی بنایا۔

عبداللہ بن ہمام کا قصیدہ:

یحییٰ راوی بیان کرتا ہے کہ عبداللہ بن ہمام نے عمرو کو حضرت علیؓ کی طرفداری میں اور حضرت عثمانؓ کی برائی میں باتیں بیان کرتے سنا اس بنا پر ان کے لوگوں سے قلوب سے جب مختار نے ظہور کیا تو یہ روپوش ہو گیا۔ مگر عبداللہ بن شداد نے مختار سے اس کے لیے امان لے لی۔ اس کے بعد یہ مختار کے پاس آیا۔ اور اس کی شان میں قصیدہ خوانی کی جب یہ قصیدہ سنا چکا تو مختار نے اپنے دوستوں سے کہا آپ لوگوں نے سنا اس نے کیسی عمدہ آپ کی تعریف کی ہے مناسب یہ ہے کہ اپنی طرف سے اس کا صلہ بھی اسے دیا جائے۔ یہ کہہ کر وہ خود اندر داخل ہو کر چلا گیا۔ اور اپنے مصاحبوں سے کہا کہ تم سب میرے واپس آنے تک یہاں بیٹھے رہو۔

ابن ہمام اور یزید بن انس:

عبداللہ بن شداد الجشمی نے ابن ہمام سے کہا میں تم کو گھوڑا اور خلعت دلاؤں گا۔ قیس بن طہفہ النہدی نے جس کی بیوی رباب اشعث کی بیٹی تھی۔ کہا کہ میں بھی تم کو گھوڑا اور خلعت دوں گا۔ اسے اس بات سے شرم آئی کہ اس کا کوئی ہمسر ہمام ابن ہمام کو انعام دے اور یہ خاموش رہے اس نے یزید بن انس سے پوچھا تم کیا دو گے اس نے کہا اگر اس کے اس قصیدہ کی غرض اللہ سے ثواب کا حصول ہے تو جو اللہ کے پاس ہے وہ اسے ملے گا۔ اور اگر اس نے ہم سے روپیہ وصول کرنے کے لیے یہ قصیدہ کہا ہے تو بخدا ہمارے پاس اتنا نہیں ہے کہ ہم اسے دیں۔ یہ میری تنخواہ میں سے دی گئی ہو تو شاید۔ وہ شخص نے اپنے مصاحبوں کو دے دیا۔ اس تقریر کے بعد قیس اس کے لئے کوئی اور عمرو بن شمیط سے اس کا متعلق کیے۔ خود اس نے ابن ہمام کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر اس مدح سے تمہارا مقصد اللہ کی خوشنودی ہے تو اسے وہ حاصل کرو۔ اور اگر اس سے تمہارا مقصد لوگوں کی خوشنودی ہے اور ان سے مال کا حصول ہے۔ تو اس میں تم کو کبھی کامیابی نہ ہو گی۔ کیونکہ بخدا اللہ کے علاوہ اگر کسی نے کسی اور ذات کی تعریف کی تو وہ ہرگز کسی صلے کا مستحق نہیں۔

یزید بن انس اور ابن ہمام میں تلخ کلامی:

ابن ہمام نے اس پر اسے گالی دی یزید بن انس نے اس کے مارنے کے لیے درہ اٹھایا اور ابن شمیط سے کہا کہ یہ فاسق تمہارے متعلق یہ کہہ رہا ہے تم کو اس کی خبر ہے۔ ابن شمیط کھڑا ہو گیا اور اس پر جھپٹا اور ان دونوں نے مل کر ابن ہمام پر جھپٹے مگر ابراہیم بن الاشتر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پیچھے کر لیا۔ اور کہا کہ میں اس کو پناہ دے رہا ہوں۔ تم اس پر کیوں حملہ کرتے ہو۔ بخدا یہ ہمارا دوست ہے ہماری تحریک میں شامل ہے۔ اس نے ہماری بہت اچھی تعریف کی ہے اگر تم اس کی مدح گوئی کا صلہ نہیں دے سکتے تو کم از کم اسے گالیاں تو نہ دو اور مارو تو نہیں۔ اور

ابن ہمام کی امان:

بنی نہد کے لوگ جو ان کے اور ان کے حملہ آوروں کے درمیان حائل ہو گئے اور کہا کہ اسے ابراہیم نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اب کسی کا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ ان کی یہ گفتگو سن کر مختار باہر نکل آیا اور ہاتھ سے سب کو بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ جب سب بیٹھ گئے تو ان سے کہا کہ اگر تم سے کوئی اچھی بات کہی جائے تو اسے قبول کرو اور اس کا جو مقصد ہے سمجھو تو صلہ: ورنہ تو معنی بھونڈی شاعری زبان سے نکلے۔ جو کچھ وہ کہہ رہے گا وہ مرتے دم تک مشہور ہو جائے گا۔ سب نے کہا ہم اسے قتل کریں [illegible] مختار نے کہا یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ ہم نے اسے امان اور پناہ دی ہے۔ جو تمہارے بھائی ابراہیم نے بھی اسے پناہ دی ہے۔

بنی ہوازن کا احتجاج:

غرض سب کے ساتھ بیٹھ گئے۔ ابراہیم مجلس سے اٹھ کر اپنے مکان چلا گیا۔ اس نے ابن ہمام کو گھوڑا اور پوشاک دی۔ وہ اسے لے کر واپس چلا گیا اور کہنے لگا کہ اب میں ان کے پاس نہ جاؤں گا۔ بنی ہوازن کو جب اس واقعے کا علم ہوا تو انہیں ابن ہمام کی رعایت میں بہت جوش آیا۔ اور وہ سب مسجد میں جمع ہو گئے۔ مختار نے اپنے قاصد بھیجے اور معذرت خواہی کی کہ آپ اس واقعے سے درگزر کیجئے۔ بنی ہوازن نے پورے طور سے منظوری دی اور اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ ابن ہمام نے اس واقعے کے بعد ابراہیم کی تعریف میں چند شعر کہے۔

ابن شداد اور یزید بن انس کی مصالحت:

دوسرے دن عبداللہ بن شداد مسجد میں آ کر بیٹھ گئے۔ اور کہنے لگے کہ بنو اسد اور ابو حسن ہم پر دوڑ آئے۔ ہم بھی ان کی اس جرأت سے درگزر نہیں کریں گے۔ مختار کو اس بات کا علم ہوا اس نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا اور یزید بن انس اور احمر بن شمیط کو بھی بلایا۔ اور ان دونوں کے بعد مختار نے کہا اے ابن شداد تم نے جو کچھ کہا یہ کفر یا شیطان کی تحریک تھی۔ اب تم اللہ کے سامنے توبہ کرو۔ ابن شداد نے کہا میں نے توبہ کی۔ مختار نے کہا یہ دونوں تمہارے بھائی ہیں۔ تم ان کی بات پوچھو اور ان کی معذرت کو قبول کرو۔ ان کی اس بات کو میری خاطر معاف کرو۔ ابن شداد نے کہا میں نے معاف کر دیا۔ ابن ہمام نے مختار کی تعریف کے بارے میں ایک اور قصیدہ لکھا۔

اس کے بعد مختار نے قاتلین حسین اور ان کے طرفداروں پر جو کوفہ میں تھے اچانک حملہ کر دیا۔ جس جس پر اس کی دسترس ہو سکی۔ اسے قتل کر دیا۔ بعض کوفے سے بھاگ گئے اور مختار کی زد سے نکل گئے۔

* * *

باب ۱۶

قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کا انجام

عبیداللہ بن زیاد کی حرکات

شام میں مروان بن الحکم کی حکومت جب اچھی طرح قائم ہو گئی تو اس نے دو فوجیں بھیجیں ایک حبیش بن دلجہ القینی کی قیادت میں حجاز بھیجی گئی تھی جس کی ہلاکت کا تذکرہ پہلے کر چکے ہیں۔ دوسرے عبیداللہ بن زیاد کی قیادت میں عراق کی طرف روانہ کی تھی عین الوردہ میں شام کی فوج اور سلیمان بن صرد کے گروہ توابین سے جو واقعہ جنگ پیش آیا اسے بھی ہم بیان کر چکے ہیں۔ مروان نے عبیداللہ بن زیاد کو عراق روانہ کرتے وقت اس تمام علاقہ کا حاکم مقرر کیا تھا جس پر اس کا تصرف ہو جائے پھر اسے تین دن تک کوفہ کو لوٹنے کا بھی حکم دیا تھا۔

عبیداللہ بن زیاد کی روانگی موصل:

اسے جزیرے میں پہنچ کر اس وجہ سے رکنا پڑا کہ وہاں قیس عیلان موجود تھے۔ انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی اور چونکہ مرج راہط کی جنگ میں مروان نے انہیں بڑا نقصان پہنچایا تھا اس وجہ سے یہ اس کی اور اس کے بیٹے عبدالملک کی حکومت کی ضحاک بن قیس کے زیر قیادت برابر مخالفت کرتے رہے۔ اسی وجہ سے عبیداللہ بن زیاد ایک سال تک ان کی مخالفت کی وجہ سے عراق نہ جا سکا۔ اس کے بعد یہ موصل کی سمت بڑھا۔

عبدالرحمن بن سعید کی مختار ثقفی سے امداد طلبی:

عبدالرحمن بن سعید بن قیس نے جو مختار کی جانب سے موصل کا عامل تھا اسے لکھا کہ عبیداللہ بن زیاد علاقہ موصل میں داخل ہو گیا ہے اس نے اپنے پیدل اور سوار فوج میری طرف بھیج دی ہے۔ میں مقابلے سے گریز کر کے تکریت آ گیا ہوں اور یہاں آپ کی ہدایت کا منتظر ہوں۔

مختار نے جواب دیا کہ جب تک میرا حکم تم کو موصول نہ ہو تکریت نہ چھوڑنا۔

یزید بن انس کو موصل جانے کا حکم:

جب عبدالرحمن بن سعید کا خط مختار کے پاس آیا۔ مختار نے یزید بن انس کو بلایا اور کہا اے یزید عالم و جاہل برابر نہیں ہیں اسی طرح حق و باطل بھی ایک نہیں ہیں عبدالرحمن بن سعید نے لکھا ہے کہ دشمنوں کی پیش قدمی کی اطلاع دی ہے تمہارے پاس رسالہ کی زبردست طاقت ہے۔ تم دن و رات منزلیں طے کرتے ہوئے موصل روانہ ہو جاؤ اور اس کی سرحد میں پہنچ کر منزل کر دینا میں تمہاری امداد کے لیے پیدل سپاہ کے دستے یکے بعد دیگرے بھیجتا رہوں گا۔

یزید بن انس کی روانگی:

یزید بن انس نے کہا کہ مجھے تین ہزار منتخب شہسوار دے دیجیے۔ جنہیں میں خود انتخاب کر لوں اس کے بعد آپ اس مہم کو میرے سپرد کر دیجیے میں اسے کامیابی تک پہنچانے کا ذمہ دار ہوں اگر مجھے پیدل سپاہ کی ضرورت ہوئی تو میں آپ کو بعد میں لکھوں گا۔

مختار نے کہا ابھی بات ہے اللہ کا نام لے کر تم جو چاہو منتخب کر لو یزید نے تین ہزار سواروں کا انتخاب کیا۔ میمنہ کے دستہ پر عثمان بن عوف بن ابی جابر الازدی کو سردار مقرر کیا۔ میسرہ کے دستہ پر عاصم بن قیس بن حبیب الہمدانی کو مقرر کیا اور سواروں کے دستے پر ورقا بن عازب الاسدی کو اور پیادوں کے دستے پر سعر بن ابی سعر الحنفی کو سردار بنایا۔ اب یہ فوج کوفہ سے روانہ ہوئی۔

مختار ثقفی کی ہدایت:

فضیل اور دوسرے لوگ مشایعت کے لیے دیر ابی موسیٰ تک اس فوج کے ہمراہ آئے۔ یہاں مختار نے اس فوج کو رخصت کیا۔ اور خود اس سے کہا۔ یہ ہدایت کی کہ دشمن کا سامنا ہوتے ہی حملہ کر دینا۔ اگر کوئی موقع ملے تو اس سے فوراً فائدہ اٹھانا۔ ہر آن اپنی حالت سے مجھے روز مطلع کرتے رہنا اگر مزید امداد کی ضرورت ہو تو مجھے فوراً لکھنا۔ اگر اپنی جانب سے مجھے روزانہ مطلع کرتے رہنا اگر مزید امداد کی ضرورت ہو تو مجھے فوراً لکھ دینا اور چاہے تم مدد نہ بھی طلب کرو۔ تب بھی میں تم کو امدادی فوج بھیج دوں گا۔ جس سے تمہاری قوت میں اضافہ ہوگا۔ تمہاری فوج کی ہمت بندھے گی۔ اور تمہارے دشمن مرعوب ہوں گے۔ یزید نے کہا آپ کی دعا ہمارے لیے سب سے بڑی مدد ہے اور لوگوں نے اس سے کہا کہ خدا تمہارے ساتھ ہو اور تمہاری تائید کرے پھر اسے خدا حافظ کہا۔ یزید نے اس سے کہا کہ میرے لیے شہادت کی دعا مانگئے۔ خدا اگر دشمن سے مقابلہ ہوا تو چاہے فتح مجھے حاصل نہ ہو سکے مگر شہادت سے محروم نہ رہوں گا۔ ان شاء اللہ

عبدالرحمٰن بن سعید کی معزولی

مختار نے عبدالرحمٰن بن سعید کو لکھ دیا کہ میں یزید کو بھیج رہا ہوں۔ اب تم اس علاقہ کی حکومت ان کے سپرد کر دو۔ وہی اس کے ذمہ دار ہیں۔ یزید بن انس نے کوفہ سے روانہ ہو کر سورا میں رات بسر کی یہاں لوگوں نے اس سے شدت سفر کی شکایت کی اس وجہ سے یزید نے ایک دن اور رات وہیں قیام کیا۔ پھر علاقہ جوخیٰ سے گزر کر روذ بات ہوتا ہوا موصل کے علاقہ میں بنات تلی پر فروکش ہو گیا۔

ربیعہ بن المخارق اور عبداللہ بن حملہ کی روانگی:

اس کے آنے اور مقام کی اطلاع عبیداللہ بن زیاد کو ہوئی اس نے اس کی فوج کی تعداد دریافت کی تو جاسوسوں نے اسے خبر دی کہ یہ کوفہ سے تین ہزار سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا تھا۔ عبیداللہ نے کہا میں اس کے مقابلے میں دو ہزار فوج بھیجے دیتا ہوں۔ اس نے ربیعہ بن المخارق الغنوی اور عبداللہ بن حملہ الخثعمی کو تین ہزار سواروں کے ہمراہ یزید کے مقابلے پر روانہ کیا۔ سرداروں کے نام یہ حکم لکھ کر دشمن کے مقابلہ میں جو پہلے پہنچے وہ پوری فوج کا سپہ سالار ہوگا۔

ربیعہ بن المخارق یزید کے مقابلہ پر پہلے پہنچ گیا۔ اور اس کے مقابلہ میں بنات تلی پر فروکش تھا۔ صبح ہو گئی۔ یزید بن انس جو اس وقت صاحب فراش تھا۔ اس کے مقابلہ پر نکلا۔

یزید بن انس کی علالت

ابو سعید الصیقل کہتا ہے کہ یزید اس حالت میں ہمارے پاس آیا کہ وہ مرض کی وجہ سے ایک گدھے پر سوار تھا لوگ اس کے دونوں پہلو پکڑے ہوئے تھے۔ اور سب ہر طرف سے سنبھالے ہوئے تھے۔ کسی نے اس کے دونوں بازو تھام رکھے تھے۔ اور کوئی اس

کے دونوں پہلوؤں کے ہمراہ تھے۔ یہ اپنے ہر دستہ فوج کے پاس آ کر ٹھہرتا۔ ان سے کہتا۔ اے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سپاہیو! ثابت قدم رہو۔ اس کام کو آج کرنے کا۔ دشمن کے مقابلے میں پوری ثابت قدمی دکھاؤ تم کو فتح نصیب ہوگی شیطان کے پیروؤں سے لڑو۔ بے شک شیطان کا مکر بہت ہی کمزور ہے۔ اگر میں ہلاک ہو جاؤں تو ورقاء بن عازب الاسدی تمہارے امیر ہوں گے اگر وہ بھی ہلاک ہو جائیں تو عبداللہ بن ضمرۃ العذری تمہارے امیر ہوں گے۔ اگر وہ بھی ہلاک ہو جائیں تو سعر بن ابی سعر الحنفی امیر مقرر کیے جائیں۔ میں اس کے بازو اور ہاتھ کو پکڑے ہوئے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ میں نے جب اس کے چہرہ پر نظر کی تو مجھے محسوس ہوا کہ اس کی موت کا وقت بالکل قریب آگیا ہے یزید بن انس نے عبداللہ بن ضمرۃ العذری کو اپنے میمنہ پر مقرر کیا۔ سعر بن ابی سعر کو اپنے میسرہ پر اور ورقاء بن عازب الاسدی کو تمام رسالہ کا افسر مقرر کیا۔ خود یزید سواری سے اتر کر پیدل سپاہ میں بستر پر لیٹا ہوا ساتھ رہا اور حکم دیا کہ کھلے میدان میں دشمن پر حملہ کرو۔ مجھے پیدل سپاہ کے ساتھ ساتھ آگے رکھو تمہارا جی چاہے تو اپنے امیر کی حمایت میں جانبازی دکھاؤ اور چاہو تو مجھے چھوڑ کر بھاگ جاؤ

جنگ کا آغاز:

۶۶ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے عرفہ کے دن ہم یزید بن انس کو لے کر دشمن کے مقابلہ پر نکلے کبھی کبھی ہم ان کے بیٹھنے کو سہارا دیتے تھے۔ وہ دوبارہ جنگ کے متعلق ہدایات دینے لگتا تھا۔ مگر کمزوری کی شدت کی وجہ سے وہیں اسے زمین پر لٹا دیا جاتا تھا۔ اور فوج جنگ میں مصروف ہو جاتی۔ جنگ کی یہ کیفیت طلوع آفتاب سے پہلے پو پھٹنے کے وقت تھی۔ دشمن کے میسرہ نے ہمارے میمنہ پر حملہ کیا۔ اور دونوں حریفوں میں شدید جنگ ہوتی رہی ہمارے میسرہ نے ان کے میمنہ پر حملہ کر کے اسے شکست دی اس وقت ورقاء بن عازب الاسدی نے رسالہ کے ساتھ دشمن پر حملہ کیا۔ اور ابھی دھوپ بھی اچھی طرح نہیں پھیلی تھی۔ کہ ہم نے انہیں شکست دی اور ان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔

ربیعہ بن المخارق کا قتل:

موسیٰ بن عامر العدوی راوی ہے کہ ہم بڑھتے ہوئے اہل شام کے سپہ سالار ربیعہ بن المخارق کے قریب پہنچ گئے۔ اس کے ساتھی اس کا ساتھ چھوڑ چکے تھے۔ اور یہ گھوڑے سے اترا ہوا انہیں بلا رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ اے حق کے حامیو! اے وفادار اطاعت شعارو! میرے پاس آؤ۔ میں ابن المخارق ہوں۔ میں خود چونکہ بالکل نوجوان تھا۔ اس لیے اس سے خوف زدہ ہو کر علیحدہ کھڑا رہا۔ عبداللہ بن ورقاء الاسدی اور عبداللہ بن ضمرۃ العذری دونوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

عمرو بن مالک کا بیان:

عمرو بن مالک ابو کبشہ القینی راوی ہے کہ میں بالکل نوجوان لڑکا تھا۔ اور اپنے ایک چچا کے ہمراہ شامیوں کے لشکر میں تھا۔ جب ہم کوفیوں کے پڑاؤ پر پہنچے۔ تو ربیعہ بن المخارق نے فوج کی جنگی ترتیب خوش اسلوبی سے قائم کی۔ میمنہ پر اپنے بھائی کے بیٹے کو مقرر کیا۔ میسرہ پر عبد ربہ السلمی کو مقرر کیا۔ اور اب وہ رسالہ اور پیدل لے کر جنگ کے لیے نکلا اس نے شامیوں سے کہا۔ کہ اس وقت تمہارا مقابلہ مفرور غلاموں سے ہے جو اسلام سے خارج ہو گئے ہیں انہیں اللہ کا خوف نہیں رہا۔ ان کی زبان بھی عربی نہیں رہی۔ اس وقت میرا دل بھی یہی خیال تھا کہ ربیعہ نے دشمن کے متعلق جو کہا ہے وہی درست ہے اب جنگ شروع ہوگئی اسی حالت میں

ایک عراقی گھوڑ سوار ہمارے سامنے آیا۔ وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

برئت من دین المحکمینا   وذاک فینا شر دین دینا

ترجمہ: ”میں خارجیوں کے دین سے علیحدہ ہوں اور ہم اسے مذہب کے اعتبار سے بہت ناگفتہ بہ سمجھتے تھے۔“

عبداللہ بن حملہ الخثعمی کی آمد:

اب ہمارے اور ان کے درمیان بہت دیر تک نہایت شدید جنگ ہوئی۔ چاشت کے وقت عراقیوں نے ہمیں شکست دی ہمارے امیر کو قتل کر دیا۔ ہمارے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔ اب ہم نے کامل شکست کھا کر میدان چھوڑ دیا۔ موضع بنات تلی سے ایک منزل کی مسافت پر عبداللہ بن حملہ ہمارے پاس آ پہنچا۔ ہم پھر اس کے ہمراہ واپس آئے اور وہ یزید بن انس کے مقابل آ جما۔ ساری رات ہم نے پوری نگہبانی سے بسر کی۔ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد اب ہم پھر پوری جنگی ترتیب کے ساتھ میدان کارزار میں مقابلہ کے لیے آ گئے۔

عبداللہ بن حملہ کی شکست:

عبداللہ بن حملہ نے زبیر بن خزیمہ الخثعمی کو اپنے میمنہ پر اور ابن اقیصر القحافی کو اپنے میسرہ پر متعین کیا اور خود رسالہ اور پیدل کے ہمراہ عید قربان کے دن دشمن کے مقابلہ پر آ گئے۔ ہم لوگوں نے ان سے نہایت شدید جنگ کی۔ مگر پھر انھوں نے ہمیں بری طرح شکست دی۔ بری طرح قتل کیا۔ ہمارے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔ ہم بھاگ کر عبیداللہ بن زیاد کے پاس آئے اور اپنی سرگزشت اس سے بیان کی۔

عبداللہ بن حملہ کا قتل:

موسیٰ ابن عامر راوی ہے کہ پہلے عبداللہ بن حملہ الخثعمی ہمارے سامنے آیا۔ پھر یہاں سے ہٹ کر اس نے ربیعہ بن المخارق الغنوی کی شکست خوردہ فوج کے ساتھ آ کر اسے روکا۔ اور پھر اسے میدان جنگ میں واپس لے آیا۔ موضع بنات تلی پر اس نے منزل کی۔ دوسرے دن صبح ہی سے ہمارے اور دشمن کے درمیان رسالہ کی جنگ شروع ہوئی۔ دوپہر کے بعد دونوں فریق اپنے اپنے پڑاؤ پر واپس چلے گئے۔ ظہر کی نماز کے بعد ہم پھر دشمن کے مقابل آ گئے۔ جنگ شروع ہوئی۔ اور ہم نے شامیوں کو بھگا دیا۔ عبداللہ بن حملہ گھوڑے سے اتر پڑا۔ اپنی فوج کو للکارنے لگا۔ اے وفادارو! جماعت شعارو! بھاگنے کے بعد جوابی حملہ کرو۔ اسی حالت میں عبداللہ بن قراد الخثعمی نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ ہم نے اس کے تمام پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔

یزید بن انس کا انتقال:

تین سو قیدی یزید بن انس کے سامنے جب کہ وہ بالکل قریب المرگ تھا پیش کیے گئے۔ اس نے اشارے سے ان کے قتل کر دینے کا حکم دیا اور وہ سب کے سب بلا استثناء قتل کر دیے گئے۔ یزید بن انس نے کہا اگر میں مر جاؤں تو ورقاء بن عازب امیر ہوں گے۔ اسی شام کو اس نے قضا کی۔ ورقاء نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کر دیا۔

ورقاء بن عازب کا ہمراہیوں سے مشورہ:

اس کی موت نے اس کی فوج پر بہت برا اثر کیا۔ ان کے دل ٹوٹ گئے جب یہ سب کے سب اس کو دفن کرنے گئے تو ورقاء نے

ان سے کہہ دیجئے معلوم ہوا ہے کہ عبید اللہ بن زیاد کی بڑی فوج آ رہی ہے آپ لوگوں کی کیا رائے ہے۔ یہ سنتے ہی وہ بولا ہم سے ایک ایک کر کے جانے کے وقت انہوں نے اپنے مخلف اصحاب کے بارے میں اور دوسرے شہروں کو اپنے یہاں بھیجنے کے لیے جو اور بھی کئی بات کہی ہے؟ آپ سے بیان کی ہے اس کے متعلق آپ حضرات کی کیا رائے ہے میں بھی آپ ہی کا ایک آدمی ہوں۔ آپ سے کسی طرح افضل نہیں ہوں۔ ان سے بڑائی کر کے آپ حضرات اس معاملے میں مجھے معذور سمجھئے واقعہ یہ ہے کہ ابن زیاد شام کی زبردست فوج لے کر جس کے ساتھ شام کے بڑے بڑے بہادر اور سردار ہیں۔ ہمارے مقابلے کے لیے آ رہا ہے۔ اس موجودہ حالت میں تو ہم میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ ہمارے امیر کا قول ہو چکا ہے ان کی صورت یہ ہے بعض لوگ ہمارا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ اگر ان کا خیال ہے کہ دوران جنگ پہنچنے سے پہلے ہی ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں تو اس صورت میں یہ سمجھا جائے گا کہ ہم صرف اپنے امیر کی موت کی وجہ سے واپس چلے آئے۔ بخلاف اس کے چونکہ ہم نے ان کو ان سے ایسا ہی گمان کر دیا ہے اس وجہ سے اگر ہم یہاں ٹھہرے رہیں گے تو آئندہ رجعت کے لیے اپنے امیر کی موت کا بہانہ بنا سکتے ہیں۔ اور اگر ہم نے ان سے جنگ کی تو گویا ہم نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈال دیا اگر شکست ہوئی تو ہماری ذلت ہو گی اور اگر فتح ہو گئی تو بچے کچے لوگوں کی حاصل کی ہوئی فتح ہمارے لیے بالکل بے سود ہو گی۔

ابراہیم بن الاشتر کی روانگی:

ابھی یہ سب لوگ پہنچنے بھی نہ پائے تھے کہ آنے والی (روانہ) جماعت کی واپسی کی اطلاع مختار اور اہل کوفہ کو معلوم ہوئی اس پر لوگوں نے عجیب و غریب خبریں مشہور کیں اصل واقعہ کسی کو معلوم نہ تھا۔ لوگوں نے مشہور کیا کہ یزید بن انس قتل ہو گیا اور فوج کو شکست ہوئی۔ مختار کے عامل نے جو مدائن پر متعین تھا۔ علاقہ سواد کے ایک نبطی کو جو ان کا خبر رساں تھا۔ مختار کے پاس بھیجا اس نے اصل واقعہ سے مختار کو آگاہ کیا۔ مختار نے یہ معلومات پا کر ابراہیم کو سات ہزار فوج دے کر روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ جب تم یزید بن انس کی فوج سے ملو تو اسے اپنے ساتھ لے کر دشمن کے مقابلہ پر چلے جانا۔ ابراہیم اپنی پوری جمعیت کے ساتھ دشمن کی سمت بڑھے۔ تاہم مقابلہ ہونے کی جنگ شروع کرنے نہ پائے تھے کہ ابراہیم ابھی روانہ ہی ہوا تھا کہ اشراف کوفہ نے اپنا رنگ بدل دیا۔

اشراف کوفہ کے مختار ثقفی پر اعتراضات:

عمر بن صالح راوی ہے کہ یزید بن انس کے مرنے کے بعد کوفہ کے اشراف ایک جگہ جمع ہوئے اور انہوں نے مختار کی نسبت بہت سی بری خبریں مشہور کیں انہوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ یزید بن انس اپنی طبعی موت سے مرے۔ بلکہ کہا کہ وہ جنگ میں مارے گئے۔ پھر وہ کہنے لگے کہ مختار نے اسے ہماری مرضی کے بغیر ہماری فوج کا امیر بنایا ہے۔ اور ہمارے آزاد کردہ غلاموں کو مقرب بنایا ہے۔ انہیں سواریاں دیں ہمارا مال گزاری کے وہ بہت ان کو دے دیا اور ان کی وجہ سے ہمارے غلام بھی ہم سے برگشتہ ہو گئے ہیں ان کی وجہ سے ہمارے شہر کے یتیم اور بیوہ کی حق تلفی کی جا رہی ہے۔ سب لوگوں نے کہا کہ شبث بن ربعی کے مکان میں جمع ہو کر ان معاملات پر گفتگو کریں۔ کیونکہ وہ ہمارے شیخ ہیں۔ شبث نے زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں پائے تھے۔ سب جمع ہو کر ان کے مکان پر آئے۔ شبث نے سب کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد یہ لوگ اس قسم کی گفتگو کرنے لگے۔

شبث اور مختار کی ملاقات

ان کے نزدیک ان کے غصہ کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ مال غنیمت میں اس نے موالی کو بھی شریک کر لیا تھا۔ اس گفتگو کو سننے کے بعد شبث نے کہا کہ پہلے میں خود مختار سے ان باتوں کا تذکرہ کرتا ہوں۔ پس وہ اس کے پاس آیا اور تمام شکایتیں بیان کیں۔ مختار نے ہر بات کے متعلق کہا کہ میں ان کی مرضی کے مطابق کروں گا۔ جب اس نے غلاموں کا ذکر کیا اور یہ کہ جس طرح اللہ نے اس ملک کو ہمیں عطا فرمایا ہے اسی طرح موالی کو بھی بخشا، ان کو غنیمت نہیں دی۔ مگر آپ نے یہ غضب کیا کہ ان کو مال غنیمت میں شریک کر دیا۔ حالانکہ ہم نے انہیں آزاد کر دیا تھا اور اس کا ہمیں اللہ کے یہاں سے اجر ملے گا اور یہ لوگ ہمارے شکر گزار رہیں۔ آپ نے اس پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ انہیں ہماری آمدنی میں شریک کر دیا۔ ہم نے انہیں آزاد کر دیا تاکہ اس کا ہمیں اللہ کے یہاں سے اجر ملے۔ اور یہ لوگ ہمارے شکر گزار رہیں۔ آپ نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہیں ہماری آمدنی میں شریک کر دیا۔

موالیوں کی سپردگی کی پیش کش

مختار نے کہا کہ اگر آپ لوگ یہ وعدہ کریں کہ میری بیعت کر کے آپ بنو امیہ اور ابن زبیر کے مقابلہ میں لڑیں گے تو میں ان موالیوں کو بھی آپ کے سپرد کیے دیتا ہوں۔ اور آپ کی مال گزاری کو بھی آپ ہی پر خرچ کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔ مگر آپ لوگ میری جماعت کا ایسا عہد کیجئے جس سے مجھے اطمینان ہو۔ شبث نے کہا میں اپنے دوستوں سے اس کا تذکرہ کروں گا۔ پھر اس کے متعلق آپ کو جواب دوں گا۔ یہ کہہ کر وہاں سے چلا آیا۔ پھر مختار کے پاس نہیں گیا۔ بلکہ کوفہ کے اشراف نے بالاتفاق مختار سے لڑنے کا تصفیہ کیا۔

شبث کا اشراف کوفہ سے مشورہ:

قدامہ بن حوشب راوی ہے کہ اس کے بعد شبث بن ربعی، شمر بن ذی الجوشن، محمد بن الاشعث اور عبدالرحمن بن سعید بن قیس کعب بن ابی کعب الخثعمی کے پاس آئے۔ شبث نے حمد و ثنا کے بعد ان سے کہا کہ ہم سب نے مختار سے لڑنے کا تصفیہ کر لیا ہے۔ آپ بھی اس میں شریک ہوں۔ شبث نے مختار کی شکایت میں بیان کیا کہ اس نے بغیر ہماری مرضی کے ایک شخص کو ہماری فوج کا امیر مقرر کیا۔ اس کا یہ دعویٰ ہے کہ ابن الحنفیہ نے اسے اپنا قائم مقام بنا کر ہمارے پاس بھیجا ہے۔ حالانکہ ہمیں معلوم ہے کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس نے ہماری آمدنی ہمارے موالیوں کو کھلا دی۔ ہمارے غلاموں کو اپنے ساتھ شریک کر کے ہمارے اور یتیموں اور بیواؤں کو تکلیف و مصیبت میں مبتلا کر دیا۔ اس نے اور اس کے ظالم طرفداروں نے ہمارے سلف صالحین سے اپنی برأت کا اظہار کیا۔ کعب نے اس تقریر پر مرحبا کہا اور ان کی دعوت کو فوراً قبول کر لیا۔

عبدالرحمن بن مخنف کی مخالفت:

ابو یحییٰ بن سعید راوی ہے کہ کوفہ کے اشراف عبدالرحمن بن مخنف کے پاس آئے اور مختار سے لڑنے کی اسے دعوت دی۔ عبدالرحمن نے کہا کہ تم لوگوں نے اس کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ مگر میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ایسا نہ کرو۔ لوگوں نے پوچھا کیوں؟ عبدالرحمن نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ تم میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ نتیجہ یہ کہ ایک دوسرے کا ساتھ چھوڑ دو گے اور متفرق ہو جاؤ گے۔ مختار کے ہمراہ خود تمہارے شہسوار اور موالی بھی اس کے ہمراہ ہیں۔ یہ آپس میں پوری طرح متحد ہیں۔ تمہارے

علم ہوا وہ تمہارے سوائی دوسرے شخصوں کے مقابلے میں ہم سے بہت زیادہ شدید عداوت رکھتے ہیں۔ عرب کی شجاعت اور عجم کی عداوت کے ساتھ وہ تم سے لڑے گا اگر تم لوگ کچھ روز ٹھہر جاؤ گے۔ انتظار کرو تو خود تم کو کوئی بھی انسان ان کے خلاف نہ ملے گا۔ تمام اہل بصرہ کی فوجیں آ رہی ہیں۔ وہ آ جائیں گی۔ خود تم کو ان کے مقابلہ میں کچھ نہ کرنا پڑے گا۔ اور تم اپنی قوت اپنے ہی مقابلے میں صرف نہ کرنا چاہئے گی۔

مختار ثقفی پر حملہ کا منصوبہ:

ان سب نے کہا کہ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ ہماری مخالفت نہ کریں۔ اور ان کا کام بگڑ جائے تو اس عبدالرحمان نے کہا میں تمہارا ہی آدمی ہوں۔ جب چاہو خروج کرو۔ اب اس معاملہ پر یہ لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تھے اور سب نے کہا کہ ابراہیم بن الاشتر کو کوفہ کے پاس سے چلے جانے دو۔ چنانچہ ابراہیم بن الاشتر کے جانے تک یہ لوگ چپ بیٹھے رہے اور پھر مختار پر چڑھ دوڑے۔

عبدالرحمن بن سعید ہمدانی کا خروج:

عبدالرحمان بن قیس الہمدانی بنی ہمدان کے ساتھ خروج کر کے سبیع کے احاطہ میں آیا۔ زحر بن قیس الجعفی اور اسحٰق بن محمد بن الاشعث کندہ کے احاطہ میں جمع ہوئے۔ سلیمان بن محمد الحضرمی بیان کرتا ہے کہ حُجیر الحضرمی ان دونوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ ہمارے احاطہ سے چلے جائیے۔ کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ آپ ہم کو مصیبت میں مبتلا کریں۔ اسحاق بن محمد نے کہا تمہارے اس احاطہ سے کس نے کہا؟ اس پر یہ لوگ وہاں سے ہٹ کر چلے گئے۔

بنی بجیلہ اور بنی ازد کا خروج:

کعب بن ابی کعب الخثعمی بشر کے احاطہ میں نکل آیا۔ بشیر بن جریر بن عبداللہ بن بجیلہ کے ہمراہ ان لوگوں کے پاس آیا۔ عبدالرحمن بن مخنف کے احاطہ میں اپنی جمعیت کے ہمراہ آیا۔ اسحاق بن محمد اور زحر بن قیس نکل کے احاطہ میں عبدالرحمان بن سعید بن قیس کے پاس آ گئے۔ بجیلہ اور خثعم عبدالرحمن بن مخنف کی طرف روانہ ہوئے جو بنی ازد کے ہمراہ آمادہ تھا۔

سبیع کے احاطہ میں اجتماع:

سبیع کے احاطہ میں جو لوگ جمع تھے انہیں معلوم ہوا کہ مختار نے ان کے مقابلے کے لیے رسالہ تیار کیا ہے انہوں نے یکے بعد دیگرے کئی قاصد ازد بجیلہ اور خثعم کے پاس روانہ کئے انہیں اپنی قرابت کا اور اللہ کا واسطہ دے کر فوراً بلایا چنانچہ یہ لوگ ان کی طرف روانہ ہوئے اور سب کے سب سبیع کے احاطہ میں جمع ہو گئے۔ جب مختار کو ان کے اجتماع کا علم ہوا تو ان کے ایک جا جمع ہو جانے سے اسے خوشی ہوئی۔

ابراہیم بن الاشتر کی طلبی:

شمر بن ذی الجوشن قیس کے ہمراہ سلول کے احاطہ میں آیا اور شبث بن ربعی، حسان بن فائد العبسی اور ربیعہ بن ثروان الضبی مضر کے ہمراہ کناسہ میں جمع ہوئے۔ حجار بن ابجر اور یزید بن الحارث بن یزید بن رویم ربیعہ کے ہمراہ تمارین اور سبخہ کے درمیان آ کر ٹھہرے عمرو بن الحجاج الزبیدی اپنے مذحج کے طرف داروں کے ہمراہ مراد کے احاطہ میں آ کر ٹھہرا۔ اہل یمن نے اسے اپنے پاس بلایا مگر اس

نے جانے سے انکار کیا۔ اور کہا: جب تک تیار ہو، میں خود تمہارے پاس ابھی آتا ہوں۔ مختار نے اسی دن عمر بن توبہ کو ابراہیم بن اشتر کے پاس روانہ کیا۔ اسے بہت تیز چلایا۔ عمر کو ہدایت کی کہ وہ ابراہیم کو جو ہنوز ساباط میں تھا، حکم دے کہ میرے اس خط کو دیکھتے ہی اپنی فوج کے ساتھ میرے پاس پہنچ جائے۔

اہل کوفہ کی ناکہ بندی:

مختار نے اہل کوفہ سے پچھوایا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: تم نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کام کے لیے ابن الحنفیہ نے تم کو بھیجا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اس لیے تم یہاں سے چلے جاؤ۔ مختار نے کہا: تم اور میں دونوں ایک ایک وفد ابن الحنفیہ کے پاس بھیجیں جس سے اصل حقیقت کا تم پر انکشاف ہو جائے گا۔ اس تجویز سے اس کی غرض یہ تھی کہ اس طرح اس کو مہلت مل جائے گی کہ ابراہیم اس کے پاس آ جائے۔ اور مختار کے حکم سے اس کے ساتھیوں نے اپنے ہاتھ جنگ سے روک لیے۔ اہل کوفہ نے تمام راستے اس پر مسدود کر دیے تھے۔ کوئی چیز نہ تو اس تک اور اس کے ساتھیوں تک پہنچ سکتی تھی۔ صرف کچھ پانی اگر پانی ان کی غفلت کی وجہ سے کبھی پہنچ بھی جاتا تو وہ بہت ہی تھوڑا ہوتا تھا۔

شمر بن ذی الجوشن کی مراجعت [illegible]:

عبداللہ بن سبیع میدان میں آئے۔ شاکر نے ان سے خوب جنگ کی۔ پھر عقبہ بن طارق جشمی بھی ان کے ساتھ آ کر جنگ میں شریک ہوا۔ اور کچھ دیر تک لڑتا رہا۔ پھر فریقین کو حریف ان سے علیحدہ ہو گیا۔ اور یہ دونوں اپنی فوج کے عقب میں ان کو بچاتے ہوئے آگے بڑھے۔ عقبہ بن طارق قیس کے ہمراہ جبانہ سبیع میں ٹھہر گیا۔ اور عبداللہ بن سبیع یمن کے ہمراہ سبیع کے احاطہ میں رہ گیا۔ شمر بن ذی الجوشن نے اہل یمن سے کہا: اگر بہتر یہ ہے کہ تم کسی ایسی جگہ چلے جاتے جہاں فوج کے دو پہلو محفوظ رہتے۔ اور صرف ایک طرف سے دشمن سے لڑتے۔ مگر تمہارا جو فیصلہ ہو۔ اگر تم چاہتے ہو تو میری رائے پر عمل کرو۔ ورنہ ان تنگ گلیوں میں لڑنے کی وجہ سے مجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا۔ اس کے بعد یہ اپنی قوم کے پاس جبانہ کے احاطہ میں آ گیا۔

ابراہیم بن الاشتر کی واپسی:

مختار کا قاصد کوفہ سے روانہ ہو کر اسی دن شام کو ابراہیم کے پاس پہنچ گیا۔ اور فوج میں اعلان کر دیا کہ کوفہ واپس چلو۔ ابراہیم اسی وقت روانہ ہو گیا۔ اور جب رات زیادہ ہو گئی اس نے قیام کر دیا۔ اس کی فوج نے کھانا کھایا۔ اپنے جانوروں کو چارہ دے کر آرام دینے کے بعد وہ تمام رات برابر چلتا رہا۔ صبح کی نماز سوراء میں پڑھی۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر چلنے کے بعد عصر کی نماز کوفہ کے پل کے دروازے پر پڑھی۔ کوفہ آ کر ساری رات مسجد میں بسر کی۔ اس کے ہمراہ اس کے بڑے بڑے بہادر اور شجاع لوگ تھے۔ مختار کے خلاف اہل کوفہ نے جب خروج کیا تو اس کی خبر پا کر [illegible] قصر سے نکل کر ابراہیم کے لشکر میں آ چکا تھا۔

شبث کا مختار کو پیغام:

ابو جناب کلبی راوی ہے: شبث بن ربعی نے اپنے بیٹے عبدالمومن کے ذریعے سے مختار سے کہلا بھیجا کہ ہم تمہارے قریب کے رشتہ دار ہیں۔ ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے۔ ہمارے اس وعدے پر تم اعتماد کرو۔ مگر حقیقت اس کے خلاف تھی۔ اس کی نیت بری تھی۔ اور یہ اس نے صرف ایک چال چلی تھی۔

رفاعہ بن شداد کی امامت:

جب کوفہ جبانہ سبیع کے احاطہ میں جمع ہو گئے تو نماز کا وقت آ گیا۔ جتنے لوگ سردار تھے وہ اس بات سے بیزاری کرنے لگے کہ کسی دوسرے کو امام بنائیں۔ اس پر عبدالرحمن بن مخنف نے کہہ دیا کہ اس قسم کی جھگڑے کی بات سے تمہارے قوم کے سب سے بڑے قاری تمہارے ان قبیلے میں رفاعہ بن شداد البجلی موجود ہیں۔ (یہ قبیلہ بجیلہ سے تھا) انہیں سب پسند کرتے ہیں۔ انہیں امام بنا دو۔ ان سب نے پسند کیا اور اب جنگ ہونے تک یہی ان کو نماز پڑھانے لگے۔

انس بن عمرو الازدی:

انس بن عمرو ازدی نے اہل یمن میں آ کر ان کی باتیں سنی تھیں جو کہہ رہے تھے کہ اگر مختار ہم سے پہلے مضریوں کی طرف بڑھے گا تو ہم ان کی مدد کے لیے جائیں گے۔ اور اگر وہ ہم پر پیش قدمی کرے گا تو مضری ہماری مدد کے لیے آئیں گے۔ ان باتوں کو سن کر ان میں سے ایک شخص دوڑتا ہوا مختار کے پاس آیا۔ مختار اس وقت منبر پر تھے۔ یہ منبر پر چڑھ گیا۔ اور یہ خبر اس سے بیان کی۔ مختار نے کہا اہل یمن تو بے شک یہ صادق القول ہیں کہ اگر میں مضریوں پر حملہ کروں تو یہ ان کی مدد کے لیے ضرور جائیں گے۔ مگر مضری یمنیوں کی مدد کے لیے نہیں آئیں گے۔ اس کے بعد یہ دستور ہو گیا کہ اس شخص کو اپنے پاس اکثر بلاتا تھا۔ اور اس کی تعظیم و تکریم کرتا تھا۔

ابراہیم بن الاشتر کی مضریوں پر فوج کشی:

مختار منبر سے اتر آئے۔ انہوں نے اپنی فوج کو بازار میں ترتیب دیا۔ (اس وقت بازار میں کوئی عمارت نہ تھی۔ کھلی جگہ تھی) ابراہیم سے پوچھا کہ تم کس جماعت کے مقابلہ پر جانا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا جہاں آپ چاہیں آپ مجھے لگا دیں۔ مگر چونکہ مختار خود ایک بڑا عقل مند اور ہوشیار آدمی تھا۔ اس نے یہ گوارا نہ کیا کہ ابراہیم خود اپنی قوم کے مقابلے پر جائیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ ان کے خلاف اپنی پوری شجاعت اور جنگ سے کام نہ لے سکے۔ اس خیال سے اس نے ابراہیم کو مضریوں کے مقابلے پر بھیجا۔ جو کناسے میں شبث بن ربعی اور محمد بن عمیر بن عطارد کی قیادت میں جمع تھے۔ اور خود مختار نے اہل یمن کے مقابلے پر جانے کا ارادہ کیا۔

احمر اور عبداللہ بن کامل کی پیش قدمی:

مختار کی یہ عادت تھی کہ جب وہ اہل یمن وغیرہ پر پیش قدمی کرتا تھا تو فوجوں کے ساتھ تھوڑی دور تک پیش آتا تھا اور بہت کم آگے بڑھتا تھا۔ ابراہیم بن الاشتر کناسے کی طرف چلا اور خود مختار سبیع کے وسط کی سمت [illegible] کے پاس آ کر ٹھہر گیا۔ اس نے احمر بن شمیط البجلی الاحمسی کو اور عبداللہ بن کامل شاکری کو اپنے سامنے سے آگے روانہ کیا۔ ابن شمیط سے کہا کہ تم اس راستے سے بڑھتے ہوئے اپنی قوم کے مکانات میں سے ہو کر دشمن کی فوج تک جو سبیع کے احاطے میں جمع ہے۔ پہنچو اور عبداللہ بن کامل سے کہا کہ تم ان دوسرے راستے سے بڑھو۔ اور اس بن شریح کی اولاد کے مکانات سے ہو کر سبیع کے احاطے میں پہنچو۔ پھر دونوں کو پاس بلا کر ان سے چپکے سے کہا کہ شبام نے مجھ سے کہلا بھیجا ہے کہ وہ دشمن کے عقب سے ان پر حملہ کرنے والے ہیں۔ اب یہ دونوں سردار اپنے اپنے راستے سے روانہ ہو گئے۔

احمر و عبداللہ کے دستوں کی پسپائی:

اہل یمن کو ان دونوں کی پیش قدمی کا علم ہوا۔ انہوں نے ان دونوں دستوں کو جس سے ان کی فوجیں بڑھ رہی تھیں۔ مدافعت کے لیے تقسیم کر لیا۔ مسجد حسن کے نزدیک رستے پر عبدالرحمان بن قیس الہمدانی، اسحاق بن الاشعث اور زحر بن قیس ان کے مقابلے کے لیے مستعد ہو گئے۔ بعد فرات کے قریب جو راستہ واقع تھا۔ اس پر عبدالجبار بن مخنف، بشر بن جریر بن عبداللہ اور کعب بن ابی کعب مقابلہ کے لیے کھڑے ہو گئے اب ان میں نہایت شدید جنگ ہوئی جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی احمر بن شمیط اور عبداللہ بن کامل کی فوجیں پسپا ہو گئیں۔ ان کی شکست خوردہ فوج دیکھ کر مختار خوف زدہ ہو گیا۔ آپ نے ان سے واقعہ دریافت کیا۔ انہوں نے کہا۔ ہمیں ہزیمت ہوئی۔ مختار نے پوچھا: احمر بن شمیط نے کیا کیا۔ انہوں نے کہا وہ مسجد قصاص کے پاس سواری سے ایک قبر کے احاطے میں اتر پڑا ہے۔ اس سے ان کی مراد مسجد ابو داؤد تھی (اس زمانے کے لوگ اس احاطے میں جمع ہو کر قصے بیان کرتے تھے) اس کے ہمراہ اس کی قوم کے کچھ اور لوگ بھی اتر پڑے تھے۔ عبداللہ بن کامل کے رفیقوں نے کہا۔ ہمیں معلوم نہیں کہ عبداللہ نے کیا کیا۔

عبداللہ بن قراد الخثعمی کی کمک:

مختار نے انہیں فوراً واپس جانے کا حکم دیا۔ پھر خود انہیں لے کر ابا عبداللہ الجدلی کے مکان تک آیا۔ عبداللہ بن قراد الخثعمی کو جس کے ماتحت چار سو جنگ جو تھے۔ حکم دیا کہ تم ابن کامل کے پاس جاؤ۔ اگر وہ مارا گیا۔ تو تم اس کی جگہ متعین کیے جاتے ہو۔ اور اس کی فوج لے کر دشمن کا مقابلہ کرو۔ اور اگر وہ زندہ ہو۔ تو خود صرف سو سوار اپنے ساتھ لے لینا۔ بقیہ ابن کامل کے سپرد کر دینا۔ اور انہیں ہدایت کرنا کہ نہایت وفاداری اور خلوص نیت کے ساتھ اس کے احکام پر چلیں۔ کیونکہ اس قسم کے طرز عمل کا فائدہ مجھے ہو گا۔ اور جو میرے ساتھ اخلاص برتے گا۔ اسے بشارت ہونی چاہیے۔ تم خود اپنے سواروں کو لے کر دشمن کے جبانہ سبیع والی جماعت کے مقابلہ پر جاؤ۔ اور حمام قطن کے متصل اس پر حملہ کرو۔

عبداللہ بن قراد کی جبانہ سبیع کی طرف پیش قدمی:

عبداللہ بن قراد روانہ ہو کر ابن کامل کے پاس آیا۔ یہ زندہ تھا۔ اور عمرو بن حریث کے حمام کے پاس اپنے بعض طرف داروں کے ہمراہ جو اس کے ساتھ میدان معرکہ میں جمے ہوئے تھے۔ دشمن سے لڑ رہا تھا۔ عبداللہ نے تین سو آدمی اس کے حوالے کیے اور خود سبیع کے احاطے کی طرف بڑھا۔ پھر انہیں راستوں میں ہو کر مسجد عبدالقیس پہنچا۔ اور ٹھہر گیا۔ یہ سپاہی اس کی فوج کے تھے۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا۔ کیا رائے دیتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ جو آپ کی رائے ہو ہم بھی اس پر عمل کریں گے۔ اس نے کہا بخدا میں دل سے چاہتا ہوں کہ مختار کامیاب ہو۔ مگر اس کے ساتھ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ آج میرے خاندان کے اشراف ہلاک ہو جائیں۔ بلکہ اپنے ہاتھوں ان کی ہلاکت کے بجائے میں خود مر جانا اچھا سمجھتا ہوں۔ مہربانی کر کے تھوڑی دیر توقف کرو۔ میں نے سنا ہے کہ بنی شبام عقب سے ان پر حملہ کرنے والے ہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو بہتر ہے ہم اس ناخوش گوار فرض کی انجام دہی سے بچ جائیں گے۔ اس کے ساتھیوں نے اس کی رائے پسند کی۔ عبداللہ بن قراد وہیں بنی عبدالقیس کی مسجد کے پاس رک گیا۔

عبداللہ بن شریک کی احمر کو کمک:

مختار نے مالک بن عمرو النہدی کو دو سو پیادوں کے ہمراہ دشمن کے مقابلے پر بھیجا۔ یہ ایک نہایت ہی شجاع آدمی تھا۔ نیز مختار

نے عبداللہ بن شریک النہدی کو دو سو سواروں کے ہمراہ عمرو بن [illegible] کی مدد کے لیے بھیجا۔ ادھر [illegible] پر حملہ جاری تھا۔ یہ امدادی فوج اس وقت ان کے پاس پہنچی جب کہ دشمن نے ان پر غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ ان حالات میں [illegible] سحر کے بعد

حسان بن فائد العبسی کا خاتمہ

ابن الاحمر [illegible] اور ان کے ہمراہی مضریوں کی ایک جماعت کے ساتھ آئے۔ جس میں حسان بن فائد العبسی بھی تھا۔ [illegible] نے اس سے کہا کہ ہم ان سے بچ جاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی مضری میرے ہاتھوں ہلاک ہو تو اپنے تئیں ہلاک نہ کرو۔ انہوں نے مراجعت سے انکار کیا۔ وہ لڑے اور [illegible] نے انہیں شکست دی۔ حسان زخمی ہو گیا۔ اور میدان سے اٹھا کر گھر لایا گیا۔ اور یہاں پہنچ کر مر گیا۔ مرنے سے پہلے [illegible] ہو گیا تھا۔ اس واقعہ میں [illegible] چند لوگوں سے اچھا ہونا نہیں چاہتا۔ میری زندگی کی قسم میں تیرے [illegible] مضریوں کی قسمت کی خوشی [illegible] ابراہیم نے [illegible] گئی۔ [illegible] اپنی طرف سے [illegible] اپنے قریب کے [illegible] کی مدد کر رہی تھیں۔

شیخ ابو القلوص کے دستے کی اعانت میں آمد

جب بنی شبام نے دیکھا تو انہوں نے ابو القلوص کو اپنا سردار بنایا۔ [illegible] یہ ہوئی کہ اہل یمن کے قریب سے ان پر حملہ کیا جائے اس کے متعلق بعضوں نے کہا۔ اگر تم اپنی کوشش سے بچنا چاہتے ہو تو دشمنوں کے مقابلے میں صف بستہ ہو جاؤ۔ جو تمہاری قوم سے [illegible] ہیں۔ تو زندہ رہنا چاہے اس کے لیے مضر ہے اور [illegible] کر لو۔

اس گفتگو میں ان کے شیخ ابو القلوص نے کوئی حصہ نہیں لیا۔ وہ خاموش رہے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ ﴾

”تم ان کافروں سے لڑو۔ جو تمہارے قریب ہیں۔ اور انہیں ضرور تم میں سختی محسوس ہونا چاہیے“۔

کہا بیٹھ رہو۔ سب کھڑے ہو گئے۔ [illegible] وہ انہیں تیروں کے فاصلہ کی مسافت تک لے گئے۔ اور کہا بیٹھ جاؤ۔ سب بیٹھ گئے اس کے بعد پھر انہیں پہلی مرتبہ سے زیادہ مسافت تک لے کر چلا اور پھر انہیں بٹھا دیا۔ پھر تیسری مرتبہ اور زیادہ دور لے گئے۔ اور پھر کہا بیٹھ جاؤ۔ اس پر انہوں نے کہا ابو القلوص تم تمام عرب کے شجاع ترین لوگوں میں سمجھے جاتے ہو۔ تم یہ کیا کر رہے ہو۔ اس نے کہا تجربہ کار اور ناتجربہ کار برابر نہیں ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے دل ٹھکانے ہو جائیں۔ اور لڑنے کے لیے پوری طرح آمادہ ہو جاؤ۔ وحشت کی حالت میں تم مڑ کر دشمن پر لوٹ پڑتے میں نے مناسب خیال نہیں کیا۔ سب نے کہا تم ہی اپنے فعل کو خوب سمجھتے ہو۔ جب بنی شبام جنگ کے لیے پہنچے تو [illegible] کے سرے پر [illegible] الشاکری نے ان کا مقابلہ کیا۔

رفاعہ بن شداد کا قتل:

جنگ ہوتی رہی [illegible] نے ان پر حملہ کر کے دشمن پر [illegible] دونوں اعانت میں دوڑے اور ان کے پیچھے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لشکر عمر قاتلان کے ہاں اور انہیں شکست ہوئی ہو تو انہوں نے خود ان سے کہا۔ چونکہ دونوں کو شکست ہو چکی تھی اس لیے جو پہلا قاصد تھا، بے کر ان کے پاس آیا۔ اس نے عمران کہا یہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اپنی قوم والوں سے کہا کہ بچے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ۔ یہ سب واپس چلے گئے۔

عمرو بن الحجاج کی روپوشی:

عمرو بن الحجاج الزبیدی جو حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھا۔ پانی سواری پر سوار ہو کر شراف اور واقصہ کے راستے ہو لیا۔ مگر پھر آج تک اس کی کوئی خبر بھی معلوم نہیں ہے کہ زمین اسے کھا گئی یا آسمان نے اسے اٹھا لیا۔

فرات بن زحر کی تدفین:

فرات بن زحر بن قیس جب مارا گیا تو عائشہ بنت خلیفہ بن عبداللہ الجعفی نے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں مختار سے اس کے دفن کرنے کی اجازت طلب کی مختار نے اجازت دے دی اور عائشہ نے اسے دفن کر دیا۔

مختار نے اپنے غلام زربی کو شمر بن ذی الجوشن کی تلاش میں روانہ کیا۔

زربی پر شمر کا حملہ:

مسلم بن عبداللہ الضبابی راوی ہے کہ مختار کے غلام زربی نے ہمارا تعاقب کیا۔ اور ہمیں آ لیا۔ ہم اپنے دبلے پتلے تیز رو گھوڑوں پر کوفے سے نکل چلے تھے ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے پر اڑا ہوا چلا آ رہا ہے اس کے قریب آتے ہی شمر نے ہم سے کہا کہ تم اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاؤ اور مجھ سے دور چلے جاؤ شاید یہ غلام میری تاک میں آیا ہے ہم نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ دی اور خوب تیزی سے بھگایا۔ غلام نے شمر پر حملہ کیا پہلے تو شمر اس کے وار کو بچانے کے لیے گھوڑے کو کاوا دیتا رہا اور جب اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو گیا شمر نے پلٹ کر وار کیا۔ اس کی کمر توڑ دی۔ جب یہ مختار کے سامنے لایا گیا اور اس واقعہ کی اطلاع اسے دی گئی اس نے کہا کہ اگر یہ مجھ سے مشورہ لیتا تو آگے بڑھ کر شمر پر حملہ آور ہونے کو حکم نہ دیتا۔

شمر بن ذی الجوشن کا خط بنام ابن زبیر رضی اللہ عنہ:

زربی کو قتل کر کے شمر ساتیدما پہنچا یہاں سے روانہ ہو کر یہ کلتانیہ نامی ایک گاؤں کے جنگلوں میں جو دریا کے کنارے واقع تھا ایک ٹیلے کے پیچھے میں فروکش ہوا۔ گاؤں سے ایک کسان کو بلا کر اسے پیٹا اور کہا مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ میرا خط لے جا۔ اس خط پر یہ پتہ مرقوم تھا۔

امیر مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے نام شمر بن ذی الجوشن کی طرف سے یہ کسان اس خط کو لے کر روانہ ہوا ایک ایسے گاؤں میں پہنچا جو زیادہ آباد تھا۔ اور یہیں ابو عمرہ متعین تھا۔ ان دنوں مختار نے اسے اپنے اور اہل بصرہ کے درمیان جنگی چوکی کے فرائض انجام دینے کی غرض سے گاؤں میں متعین کر رکھا تھا۔ اس گاؤں کا ایک کسان اس کسان سے ملا۔ اور شمر نے اس کے ساتھ جو زیادتی کی تھی۔ اس کی شکایت کی یہ دونوں کھڑے ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ ابو عمرہ کا ایک سپاہی ان کے پاس سے گزرا۔ اس نے اس خط کو اور اس کے پتے کو دیکھا اور اس سے شمر کا ٹھکانہ پوچھا۔ اس نے بتا دیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہ ان سے صرف تین فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ اب یہ لوگ شمر کی طرف چلے۔

شمر بن ذی الجوشن کا قتل:

میں اس شب شمر کے ہمراہ تھا۔ ہم نے اس سے کہا: بہتر یہ ہے کہ آپ ہمیں لے کر یہاں سے روانہ ہو جائیں۔ کیونکہ یہاں ڈر معلوم ہوتا ہے۔ شمر نے کہا کہ میں اسے مختار کذاب کے خوف پر محمول کرتا ہوں۔ خدا کی قسم میں تین دن تک یہاں سے کوچ نہیں کروں گا۔ تم لوگ مرعوب ہو گئے ہو۔ جس جگہ ہم ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہاں ریچھ کثرت سے تھے۔ میں نیم بیدار تھا۔ جب میں نے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنی میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ریچھ ہوں گے۔ مگر جب آواز زیادہ تیز آنے لگی تو میں جاگ اٹھا۔ آنکھیں ملیں اور پھر میں نے کہا کہ یہ ہرگز ریچھوں کی آواز نہیں ہے۔ میں اٹھنے ہی کو تھا کہ اتنے میں وہ لوگ ٹیلے سے اتر کر ہمارے پاس آ پہنچے۔ انہوں نے تکبیر کہی اور ہماری جھونپڑیوں کا احاطہ کر لیا۔ ہم اپنے گھوڑوں کو چھوڑ کر پیدل ہی بھاگے۔ وہ سب شمر پر ٹوٹ پڑے۔ یہ اس وقت ایک چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ چونکہ یہ برص تھا مجھے اس کی کوکھ کی سفیدی چادر پر سے نظر آ رہی تھی۔ یہ نیزے سے ان پر وار کرنے لگا۔ اسے تو دوبارہ پھر سے نیزے کا بھی موقع ان لوگوں نے نہیں دیا۔ ہم اسے چھوڑ کر چلے ہی تھے تھوڑی دور گئے تھے کہ میں نے تکبیر کی آواز کے ساتھ یہ سنا کہ خبیث قتل کر دیا گیا۔

عبدالرحمان بن عبید ابوالقدوس کہتا ہے کہ میں نے ہی اس کسان کے پاس شمر کا خط دیکھا تھا۔ اسے میں ابو عمرہ کے پاس لایا۔ اور میں نے ہی شمر کو قتل کیا۔ یہ تھوڑی دیر تک ہم پر نیزے سے وار کرتا رہا۔ پھر نیزہ چھوڑ کر اپنی جھونپڑی میں گیا اور تلوار لے کر ہم پر حملہ آور ہوا۔

سراقہ بن مرداس کی دروغ گوئی:

یونس بن ابی اسحاق راوی ہے جب مسجد کے احاطے سے نکل کر مختار قصر کی طرف روانہ ہوا سراقہ بن مرداس نے نہایت بلند آواز سے ان مصرعوں کو پڑھ کر مختار کو مخاطب کیا

> "اے وہ شخص جو تمام عرب کا بہترین فرد ہے۔ اور جو عمرہ اور حج کے قیام کرنے والوں میں بہترین ہے اور جو ان سب سے بہتر ہے جنہوں نے اذان دی۔ لبیک کہی یہ وعدہ کیا آج تو مجھ پر احسان کر۔"

مختار نے اسے جیل خانے بھیج دیا۔ یہ ساری رات قید رہا۔ دوسرے دن صبح کو اسے جیل سے نکالا گیا۔ یہ مختار کی تعریف میں قصیدہ پڑھتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ جب مختار کے پاس پہنچا تو خود سراقہ نے کہا اللہ امیر کو نیک ہدایت کرے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ملائکہ کو ابلق گھوڑوں پر سوار زمین و آسمان کے درمیان اڑتے ہوئے دیکھا ہے۔ مختار نے کہا اچھا منبر پر چڑھ کر سب کو اس کی اطلاع کر دو۔ اس نے منبر پر چڑھ کر اس بات کو بیان کر دیا اور اتر آیا۔ مختار نے تخلیے میں بلا کر اس سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تم نے ملائکہ کو نہیں دیکھا ہے۔ اور جس غرض سے تم نے یہ بات بنائی ہے کہ میں تم کو قتل نہ کروں میں اس سے بھی واقف ہوں۔ اچھا جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ۔ مگر میرے طرفداروں کو میرے خلاف نہ ورغلاؤ۔

سراقہ بن مرداس کی رہائی:

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے کبھی ایسی خفیف قسمیں کھانے والا کوئی شخص نہیں دیکھا جیسا کہ اس موقع پر کھائیں۔ کہ میں نے ملائکہ کو لڑتے ہوئے دیکھا ہے مختار نے اسے رہا کر دیا۔ یہ بھاگ کر عبدالرحمان بن مخنف کے ساتھ ہو گیا۔ جو بصرہ میں مصعب بن الزبیر [illegible] کے

پاس تھا۔ کوفہ کے تمام اشراف اور ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کے پاس بصرہ چلے آئے۔

ایک اور صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب اہل عراق نے ... گرفتار کیا تو اس نے اپنے پکڑنے والوں سے کہا: تم لوگوں نے مجھے گرفتار نہیں کیا۔ مجھے تو ایسے لوگوں نے گرفتار کیا ہے جو سفید لباس پہنے ابلق گھوڑوں پر سوار تھے اور جو قد میں ... سے بڑے تھے۔ اس کے بعد ... نے اسے رہا کر دیا۔

عبد الرحمن بن سعید کا بیان:

تمیمی بیان کرتا ہے کہ جنگ صفین کے معرکہ کے دن عبد الرحمن بن سعید بن قیس الہمدانی نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں جو ہمارے مقابلے میں صف بستہ ہیں۔ لوگوں نے کہا: یہ ذی الکلاع اور شام ... ہیں۔ عبد الرحمن نے کہا: یہ عجیب بات ہے کہ وہ شخص جس کی ... کوئی آدمی نہیں ہے، وہ ہماری ہی قوم کا ہمارے خلاف لڑ رہا ہے۔

شرحبیل بن ذی الکلاع کا اظہار افسوس:

ابو مخنف راوی ہے کہ اس معرکہ میں شرحبیل بن ذی الکلاع (جو ... میں سے تھا) زخمی ہو گیا۔ ... اور ان کے قبیلہ کا یہ خاندان ... اپنے مارے جانے سے پہلے اس نے کہا تھا: اس جنگ میں جو شخص مارا جائے وہ ... عراق ... ہمارے ساتھ ... مقصد ہے اور ... کا وقت قریب آ پہنچا ہے۔ اگر ہم نے اپنے ... تو ... ہم ان سے ... انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ... میں کسی ... اپنی قوم کی مدد کے لیے ... آیا ہوں کہ انہیں کوئی ... نہ پہنچے ... قسم اس سے ... اور میری قوم ... اور میں نے انہیں کوئی فائدہ پہنچایا اور نہ مجھے ان سے کوئی فائدہ پہنچا۔

شرحبیل کا قتل:

ابھی وہ یہ کہہ رہا تھا کہ ہمدان ... کے ایک شخص ... نے اسے نیزے سے ہلاک کر دیا۔ ... ابی سعد ... الخثعمی ... ایک ... شخص نے عبد الرحمن بن سعید بن قیس الہمدانی کے قتل کا ... کیا۔ ... نے کہا: میں نے اس پر حملے کا ارادہ کیا تھا ... تلوار ... زیادہ ... تھے اور میرے بیٹے نے مجھ سے کہا کہ تم اپنی ہی قوم کے ... قتل کر رہے ہو ... اس پر میں نے یہ جواب دیا تھا:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ﴾

"تم ان لوگوں کو جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، ان لوگوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ پاؤ گے، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی ہو، چاہے وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی یا خاندان والے ہی کیوں نہ ہوں۔"

عمار نے کہا: تم سب نے مجھ پر احسان کیا۔

عکرمہ بن ربیعہ کی شجاعت:

نضر بن صالح بیان کرتا ہے کہ اس جنگ میں اہل یمن بہت زیادہ ... گئے ... کے آگے ... آ ... تھے ...

آئے تھے۔ لوگوں نے [illegible] کی بیعت کی [illegible] بچ گئے۔ بالآخر سب اپنے ٹھکانوں کو واپس چلے گئے۔ گھر جاتے ہوئے [illegible] اپنے گھر چلا آیا۔ [illegible] نے کہا [illegible] آپ [illegible] باپ [illegible] جائے گا [illegible] چڑھا دیا۔

[illegible] کا معرکہ

[illegible] ہجری [illegible] جب [illegible] حسین [illegible] قتل [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] حسین رضی اللہ عنہ [illegible] قتل [illegible]

[illegible] مختار نے [illegible] حسین رضی اللہ عنہ کو قتل [illegible] معلوم نہیں ہوتا۔

عبداللہ بن اسید اور حمل بن مالک کا قتل

[illegible] راوی ہے کہ عبداللہ [illegible] قتل کیا تھا [illegible] حسین رضی اللہ عنہ [illegible] عبداللہ بن اسید [illegible] مالک بن النسیر البدی اور حمل بن مالک المحاربی تھے۔ مختار نے اپنے [illegible] گرفتاری کے لیے بھیجا [illegible] مختار کے پاس لے آیا [illegible] نے ان سے کہا [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] کتاب [illegible] حسین بن علی [illegible] قتل [illegible] مختار نے [illegible]

مالک بن النسیر البدی کا انجام

مختار نے [illegible] عبداللہ بن کامل نے [illegible] دونوں ہاتھ پاؤں قطع کر کے چھوڑ دیا جائے [illegible] تڑپ تڑپ کر [illegible] مر گیا [illegible] عبداللہ [illegible] بن کامل نے قتل کر دیا اور حمل بن مالک [illegible] سعد بن ابی سعد الحنفی نے قتل کر دیا۔

زیاد بن مالک اور عمران بن خالد کا قتل

ابو سعید الصیقل راوی ہے کہ کئی قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کا پتہ مختار کو ہم ہی نے دیا۔ مختار نے عبداللہ بن کامل کو ان کی گرفتاری کے لیے بھیجا ہم اس کے ہمراہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ بنی ضبیعہ سے گزرا اور ان میں سے ایک شخص زیاد بن مالک کو گرفتار کرلیا۔ پھر بنی عنزہ کی طرف آیا اور ان میں سے عمران بن خالد کو گرفتار کیا۔ پھر مجھ کو اس نے چند آدمیوں کے ہمراہ جو رجالہ کہلاتے تھے حمراء میں ایک مکان کی طرف بھیجا جس میں عبدالرحمن بن ابی خشکارہ البجلی اور عبداللہ بن قیس الخولانی تھے۔ ہم انہیں مختار کے پاس لے آئے۔ اس نے کہا اے نیک بندوں اور جنت کے نوجوانوں کے سردار کے قاتلو! آج اللہ تم سے بدلہ لے گا۔ آج تمہارے پاس ایک منحوس دن ورس لے کر آیا ہے۔ ان لوگوں نے اس ورس پر بھی قبضہ کیا تھا۔ جو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی۔ مختار نے حکم دیا کہ بازار میں انہیں قتل کر دیا جائے۔ اس حکم کے مطابق وہ قتل کر دیئے گئے۔ یہ کل چار ہوئے۔

عبداللہ اور عبدالرحمان کا قتل

حمید بن مسلم بیان کرتا ہے کہ سائب بن مالک الاشعری مختار کا رسالہ لے کر ہم پر آ گیا میں عبدالقیس کی طرف بھاگا۔ عبداللہ اور عبدالرحمن بنی صلخب کے بیٹے بھی میرے پیچھے پیچھے بھاگے۔ سائب بن مالک الاشعری ان دونوں کے گرفتار کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اور اس طرح مجھے بھاگنے کا موقع مل گیا۔ وہ دونوں پکڑ لیے گئے۔ اور سائب انہیں لے کر عبداللہ بن وہب بن عمرو اعشی ہمدان کے چچیرے بھائی کے مکان پر بنی عبد سے ہو کر آئے۔ اور اسے بھی پکڑ کر مختار کے پاس لائے۔ مختار نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ اور انہیں بھی بازار میں قتل کر دیا گیا۔ یہ تین ہوئے۔ حمید بن مسلم نے اپنے بھاگ کر بچ جانے پر دو شعر بھی کہے۔ موسیٰ بن عامر العدوی (از جہینہ) راوی ہے کہ جب مختار نے ا

عثمان بن خالد اور ابو اسماء بشر کا قتل

عبداللہ بن کامل کو عثمان بن خالد بن اسید الدہمانی (از جہینہ) اور ابو اسماء بشر بن سوط القابضی کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ دونوں حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں موجود تھے۔ اور عبدالرحمان بن عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے میں شریک تھے۔ اور ان کے اسلحہ اور لباس پر بھی انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ عبداللہ بن کامل نے عصر کے وقت بنی دہمان کی مسجد کو گھیر لیا۔ اور کہا اگر عثمان بن خالد بن اسید الدہمانی میرے پاس نہ لایا گیا۔ تو آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جتنے گناہ بنی دہمان نے کیے ہیں۔ ان سب کا وبال مجھ پر پڑے اگر میں ان سب کی گردن نہ ماروں۔ ہم نے کہا۔ آپ ہمیں مہلت دیجیے۔ ہم اسے تلاش کرتے ہیں۔ ہم سب رسالے کے ہمراہ اس کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ ہم نے ان دونوں کو اجانہ میں بیٹھا ہوا پایا۔ یہ کوفہ سے بھاگ جانا چاہتے تھے۔ یہ دونوں عبداللہ بن کامل کے پاس لائے گئے۔ اس نے انہیں دیکھ کر کہا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مومنین کو جنگ سے بچا لیا۔ اگر یہ ہم کو اس کے ہمراہ نہ ملتا تو ہم اس کی تلاش میں اس کے مکان جاتے۔ بہرحال خدا کا شکر ہے اس نے تم کو ہمارے قبضے میں دے دیا۔

یہ انہیں لے کر روانہ ہوا۔ اور جب جعد کے کنوئیں کے مقام پر آیا ان دونوں کی گردن مار دی اور مختار سے آ کر ان کا واقعہ بیان کیا۔ مختار نے اسے حکم دیا کہ واپس جاؤ اور ان کی لاشوں کو جلا ڈالو۔ جب تک لاش جل نہ جائے یہ دفن نہ ہونے پائیں۔

اعشی ہمدانی نے عثمان الجہنی کا مرثیہ لکھا۔

خولی بن یزید اصبحی کا قتل

[illegible]

[illegible]

مختار کا عمر بن سعد کے قتل کا ارادہ

[illegible]

[illegible]

عمرو بن سعد کو مختار کے ارادہ کی اطلاع

[illegible]

عمرو بن سعد کو مختار ثقفی کا امان نامہ

[illegible] حسب ذیل ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"یہ معاہدہ مختار بن ابی عبید کی جانب سے عمر بن سعد بن ابی وقاص کے لیے لکھا جاتا ہے۔ تمہاری جان، تمہارے مال، اہل، اقربا، اور اولاد کو امان دی جاتی ہے۔ تمہارے سابقہ اعمال کا تم سے اس وقت تک کوئی مواخذہ نہیں کیا جائے گا۔ جب تک تم ہمارے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے فرمان بردار رہو گے اپنے مکان، اپنے خاندان اور اپنے شہر میں قیام رکھو گے حامیان اہل بیت اور ہماری فوج وغیرہ سب کو یہ ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ وہ عمر بن سعد کے ساتھ کوئی برائی نہ کریں"۔

سائب بن مالک احمر بن شمیط عبداللہ بن شداد اور عبداللہ بن کامل اس عہد پر شاہد ہیں۔ پھر مختار نے اللہ کے سامنے یہ عہد واثق کیا کہ وہ اس امان کو عمر بن سعد کے لیے ایفا کرے گا۔ البتہ اگر کوئی نیا واقعہ رونما ہو۔ پھر اس نے کہا کہ میں اللہ کو اس عہد پر شاہد کرتا ہوں۔ اور اس کی شہادت بالکل کافی ہے۔

ابو جعفر محمد بن علی کہا کرتے تھے کہ مختار نے عمر بن سعد سے جو معاہدہ امان کیا تھا۔ اور اس میں یہ استثنا کی تھی۔ کہ اگر ان سے حدث سرزد ہو۔ اس سے اس کی مراد رفع حاجت تھی۔

عمر بن سعد کا قتل:

جب عریان عمر بن سعد کے پاس آیا۔ یہ آدھی رات تھی۔ یہ گھر سے روانہ ہو کر اپنے حمام آ گیا۔ پھر اس نے اپنے دل میں کہا کہ بہتر یہ ہے۔ کہ میں اپنے قبیلے والوں میں چلوں۔ اس خیال سے وہ چلا۔ مگر عمارہ سے گذر کر پھر اپنے مکان آیا۔ اس نے اپنے حمام آ کر اپنے آزاد غلام سے کہا تھا۔ کہ مختار نے مجھے یہ معاہدہ امان لکھ کر دیا تھا۔ اور اب مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا آپ نے یہ بڑی غلطی کی کہ اپنے مقام اور گھر کو چھوڑ کر یہاں آ گئے۔ آپ اپنے گھر واپس ہو جائیں۔ اور مختار کو اپنے خلاف کوئی موقع نہ دیں۔ اس مشورہ پر عمل کر کے عمر بن سعد اپنے مکان آیا۔

مختار کو معلوم ہوا۔ کہ عمر بن سعد اپنے مکان سے چلا گیا ہے۔ مختار نے کہا وہ جا نہیں سکتا اس کی گردن میں ایک زنجیر پڑی ہے۔ کہ اگر وہ بھاگنا بھی چاہے تو بھاگ نہیں سکتا۔ صبح ہوئی تو مختار نے ابو عمرہ کو عمر بن سعد کے بلانے کے لیے بھیجا ابو عمرہ اس کے پاس آیا۔ وہ اس سے کہا کہ امیر نے تم کو بلایا ہے۔ چلو! عمر اٹھا اس کا پاؤں اس کے جبہ میں الجھا وہ گر پڑا۔ ابو عمرہ نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کا سر کاٹ کر اپنی قبا کے دامن میں رکھ کر مختار کے پاس آیا۔ اور اسے مختار کے سامنے ڈال دیا

حفص بن عمر بن سعد کا قتل:

مختار نے عمر بن سعد کے بیٹے حفص بن عمر سے جو اس وقت اس کے پاس بیٹھا تھا۔ یہ پوچھا جانتے ہو یہ کون ہے۔ اس نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور کہا ہاں۔ اب ان کے بعد زندگی کا مزا نہیں۔ مختار نے کہا تم نے سچ کہا اور تم زندہ بھی نہ رہو گے۔ مختار نے اسے بھی قتل کرا دیا۔ اور اس کا سر بھی اس کے باپ کے سر کے پاس رکھوا دیا گیا۔ پھر کہنے لگا۔ یہ حسین ؓ کے عوض اور یہ علی بن حسین ؓ کے عوض میں اگرچہ برابر نہیں ہو سکتے۔ خدا کی قسم اگر میں قریش کے تین ربع کو بھی قتل کر دوں۔ تب بھی یہ ان کی انگلیوں کا معاوضہ نہیں ہو سکتے۔

عمر بن سعد کے قتل کی وجہ:

سیدہ بنت عمر بن سعد نے اپنے باپ کا سر دیکھا۔ ان دونوں کو قتل کر کے مختار نے ان کے سر مسافر بن سعید بن نمران الناعطی اور ظبیان بن عمارۃ التمیمی کے ہاتھ محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیجے اور اس کے متعلق ایک خط بھی لکھا۔ موسیٰ بن عامر سے مروی ہے کہ جس شے نے مختار کو عمرو بن سعد کے قتل کی ترغیب دی تھی وہ یہ واقعہ تھا کہ یزید بن شراحیل الانصاری محمد بن الحنفیہ کے پاس آیا۔ السلام علیک کے بعد دونوں میں مختار کے خروج اور اس کی تحریک کی دعوت کے متعلق جو اہل بیت نبی کے خون کا بدلہ لینے کے بارے میں تھی، گفتگو ہونے لگی۔ محمد بن الحنفیہ نے نہایت ہی آہستگی سے کہا کہ مختار دعویٰ تو کرتا ہے کہ وہ ہمارے شیعوں میں ہے۔ حالانکہ قاتلان حسین رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے اس سے باتیں کرتے ہیں۔

مختار ثقفی کا محمد بن الحنفیہ کے نام خط:

یزید نے اس بات کو یاد رکھا اور جب یہ کوفے آیا اور مختار سے ملا تو مختار نے اس سے دریافت کیا کہ تم مہدی سے ملے تھے۔ ان سے کیا بات چیت ہوئی؟ یزید نے سارا واقعہ بتا دیا۔ یہ سنتے ہی مختار نے عمرو بن سعد اور اس کے بیٹے کو قتل کر کے ان کے مذکور الصدر دو شخصوں کے ہاتھ محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیج دیے۔ اور یہ خط انہیں لکھا:

> "بسم اللہ الرحمن الرحیم! یہ خط مہدی محمد بن علی رضی اللہ عنہ کے نام مختار بن ابی عبید کی جانب سے بھیجا جاتا ہے۔ السلام علیک ایہا المہدی! خدائے واحد کی حمد کے بعد اللہ نے آپ کے دشمنوں سے بدلہ لینے کے لیے مجھ کو مقرر فرمایا۔ ان میں بہت سے قتل ہوئے، بہت سے قید ہوئے، بہت سے اپنا گھر بار چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ اس احسان پر خدا کا شکر ہے کہ جس نے آپ کے قاتلوں کو قتل کیا۔ اور آپ کے حامیوں کی اعانت کی۔ میں عمرو بن سعد اور اس کے بیٹے کے سر کو آپ کے حامیوں کے پاس بھیجتا ہوں۔ قاتلان حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت میں سے جس پر ہماری دسترس ہوئی ہم نے اسے قتل کر دیا۔ جو باقی رہ گئے ہیں وہ بھی اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔ اور جب تک صفحۂ زمین کو میں ان کے وجود سے بالکل پاک نہ کر لوں گا۔ ان کی تلاش سے باز نہ رہوں گا۔ اب اس معاملے میں اے مہدی! آپ کی جو رائے ہو۔ اس سے مجھے مطلع کیجیے۔ تاکہ میں اس پر عمل کروں۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔"

حکیم بن طفیل الطائی کی گرفتاری:

مختار نے عبداللہ بن کامل کو حکیم بن طفیل الطائی السنبسی کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔ اس نے مقتول کربلا میں عباس بن علی رضی اللہ عنہ کے لباس پر قبضہ کیا تھا۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے تیر مارا تھا۔ یہ کہا کرتا تھا کہ میرا تیر ان کے پائجامے میں لگا تھا۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ کو اس سے کوئی ضرر نہ ہوا۔

عبداللہ بن کامل نے جا کر اسے پکڑ لیا۔ اور مختار کے پاس لے چلا۔ اس کے گھر والے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے پاس اس کی فریاد کو گئے کہ وہ اس کے بارے میں مختار سے سفارش کریں۔ عدی رضی اللہ عنہ انہیں راستے ہی میں مل گئے۔ انہوں نے عبداللہ بن کامل سے اس کی سفارش کی۔ اس نے کہا کہ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کر سکتا امیر مختار حاکم مجاز ہیں۔ عدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کے پاس آتا ہوں۔ عبداللہ نے کہا شوق سے تشریف لائیے۔ عدی رضی اللہ عنہ مختار کی طرف روانہ ہوا۔

حکیم بن طفیل الطائی کا قتل

اس سے پہلے یہ واقعہ پیش آ چکا تھا [illegible] جب [illegible] قید ہو گئے ان میں سے کسی نے [illegible] کہا [illegible] سفارش کی [illegible] وہ سب ایسے لوگ تھے جن کے متعلق [illegible] اہل بیت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شرکت [illegible] انہوں نے ان کا [illegible] کے متعلق عدی بن حاتم کی سفارش قبول کرتے گئے [illegible] کامل نے [illegible] اجازت [illegible] جب [illegible] حسین کی [illegible] ایک [illegible] گرفتار کیا۔ اور [illegible] نے ان کی [illegible] تھے۔ ہم تیری آنکھوں کے سامنے تیری زندگی میں [illegible] بالکل [illegible] تیر ان کے ہاتھ سے [illegible] زندگی میں [illegible] ہم بھی تیرے [illegible] اسے آگے اور دوسرا [illegible] معلوم ہوتا ہے۔

حضرت عدی بن حاتم کی سفارش

اب عدی بن حاتم [illegible] نے اپنے پاس [illegible] حسین کی بھی سفارش کرتے [illegible] ابن کامل [illegible] ان کو قتل کر دیا [illegible] عدی بن حاتم [illegible] سفارش [illegible] قبول کی جائے [illegible] نے [illegible]۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی ابن کامل سے ناراضگی

عدی بن حاتم نے ان سے کہا اے [illegible] تم نے [illegible] سفارش قبول [illegible] عدی بن حاتم [illegible] ابن کامل [illegible]

اس نے ابن کامل کی شکایت کی۔

مرہ بن منقذ کا فرار

[illegible] نے ابن کامل کو [illegible] مرہ بن منقذ بن النعمان العبدی [illegible] کی گرفتاری کے لیے بھیجا [illegible] ابن کامل نے اس کے مکان کو گھیر لیا [illegible]

نے عبداللہ بن وہب الیشکری کے تیر مارا۔ جس سے وہ گر پڑا۔ مگر تیر زرہ سے کوئی گزند نہ پہنچا۔ ابن کامل نے تلوار سے اس پر وار کیے مگر وہ اپنا بائیں ہاتھ سے روکتا گیا۔ اس طرح تلوار ہاتھ میں اتر گئی۔ مگر گھوڑا اس تیزی سے لے اڑا کہ ہوا سے باتیں کرنے لگا اور وہ مصعب سے جا ملا اس کے بعد اس کا ہاتھ بیکار ہو گیا۔

زید بن رقاد کا انجام:

نیز عبداللہ الشاکری کو بھی جب کہ زید بن رقاد کو گرفتار کرنے کے لیے روانہ کیا۔ یہ کہا کرتا تھا۔ کہ میں نے حسین رضی اللہ عنہ کے خاندان کے ایک نوجوان کے تیر مارا جس نے پیکان سے اپنی پیشانی کو بچانے کے لیے اس پر اپنا ہاتھ رکھ لیا۔ مگر میرے تیر نے اس ہاتھ کو پیشانی سے ایسا پیوست کر دیا۔ کہ وہ اسے اپنی پیشانی سے جدا نہ کر سکا۔ تو انہوں نے یہ دعا مانگی۔ اے خداوند ان لوگوں نے ہمیں حقیر اور ذلیل سمجھ رکھا ہے۔ تو بھی ان کو ایسا ہی ذلیل کر۔ اور جس طرح انہوں نے ہمیں قتل کیا ہے تو انہیں قتل کر۔ اس نے ایک اور تیر سے اس لڑکے کا خاتمہ کر دیا۔ یہ شخص یہ بھی کہا کرتا تھا کہ میں اپنے مقتول کے پاس آیا۔ جس تیر سے ان کی ہلاکت واقع ہوئی تھی۔ وہ تو میں نے آسانی سے اس کے شکم میں سے نکال لیا۔ مگر دوسرے تیر کو جو پیشانی پر لگا تھا۔ نکالنے کی بہت کوشش کی۔ تیر تو نکل آیا۔ مگر پیکان پیشانی ہی میں پیوست رہا اور اسے میں نہ نکال سکا۔ جب ابن کامل اس کے مکان پر پہنچا۔ بہت سے لوگ اس پر ٹوٹ پڑے۔ یہ بھی ایک بہادر آدمی تھا۔ تلوار لے کر مقابلہ پر آیا۔ ابن کامل نے کہا اسے نیزہ یا تلوار سے ہلاک نہ کرو۔ بلکہ تیر اور پتھر سے اس کا خاتمہ کرو۔ لوگوں نے اس قدر تیر اور پتھر مارے کہ یہ گر پڑا۔ ابن کامل نے کہا دیکھو اگر اس کے جسم میں جان ہو تو اسے باہر نکال لاؤ۔ چونکہ ابھی اس میں جان تھی۔ لوگ اسے باہر نکال لائے۔ ابھی وہ زندہ ہی تھا۔ کہ ابن کامل نے اسے آگ سے جلا دیا۔

سنان بن انس اور عبداللہ بن عقبہ کا فرار:

مختار نے سنان بن انس کو جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا مدعی تھا۔ تلاش کیا مگر معلوم ہوا۔ کہ وہ بصرہ بھاگ گیا ہے۔ مختار نے اس کا گھر منہدم کر دیا۔ نیز اس نے عبداللہ بن عقبہ الغنوی کو تلاش کیا۔ یہ بھی بھاگ کر جزیرے چلا گیا تھا۔ مختار نے اس کے گھر کو بھی منہدم کر دیا۔ اس شخص نے اہل بیت حسین رضی اللہ عنہ کے ایک لڑکے کو قتل کیا تھا۔ اسی طرح بنی اسد کے ایک اور شخص حرملہ بن کاہل نے آل حسین رضی اللہ عنہ میں سے بھی کسی کو قتل کیا تھا۔

عبداللہ بن عروہ الخثعمی کا فرار:

مختار نے عبداللہ بن عروہ الخثعمی کو جو کہا کرتا تھا کہ میں نے آل حسین رضی اللہ عنہ پر بارہ تیر چلائے۔ مگر وہ سب خطا گئے۔ تلاش کیا۔ مگر یہ بھی بھاگ کر مصعب کے پاس آ گیا تھا۔ مختار نے اس کے مکان کو بھی ڈھا دیا۔

عمرو بن صبیح کا قتل:

مختار نے بنی صداء کے ایک شخص عمرو بن صبیح کی گرفتاری کا حکم دیا۔ یہ شخص کہا کرتا تھا کہ میں نے حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو تیر سے زخمی کیا مگر کسی کو قتل نہیں کیا۔ جب سب لوگ سو گئے۔ تب پولیس اس کی گرفتاری کے لیے اس کے مکان آ گئی۔ یہ اس وقت اپنی چھت پر بے خبر سو رہا تھا۔ تلوار اس کے سرہانے رکھی تھی۔ پولیس نے اسے پکڑ لیا۔ اور تلوار بھی قبضہ کر لیا۔ یہ کہنے لگا۔ اللہ اس تلوار کا برا کرے یہ مجھ سے کس قدر قریب تھی۔ اور کس قدر دور ہو گئی۔ یہ مختار کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس وقت تو مختار نے اسے قصر ہی میں قید

کر دیے۔ [illegible] جب [illegible] ہو گئے تو یہ شخص [illegible] کے ساتھ [illegible] سے کہتے ہیں۔ [illegible] اگر میرے ہاتھ میں [illegible] ہوتی تو تم [illegible] معلوم ہو جاتا [illegible] بات تھا [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] [illegible] اس وقت [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] اس شخص [illegible] ہاتھ [illegible] مختار نے [illegible] [illegible] کے [illegible] مختار نے حکم دیا [illegible] [illegible] قتل کر دیا گیا۔

عبداللہ بن ابی زرعہ اور عبدالرحمن بن عثمان کا قتل

مختار کے [illegible] بن مسعود کے بیٹے [illegible] کے پاس سے گزر رہے تھے۔ انہوں نے مکان [illegible] ان لوگوں نے مکان میں گھس کر [illegible] عبدالرحمن بن عثمان بن ابی زرعہ الثقفی کو قتل کر دیا۔ البتہ عبدالملک بن ابی زرعہ [illegible] اپنی جان [illegible] بچ کر [illegible] اور بھاگ کر مختار کے پاس آیا۔ مختار نے اپنی بیوی ام ثابت بنت سمرہ بن جندب کی [illegible] سے اس کے زخم [illegible] اور پھر اسے اپنے پاس بلایا۔ [illegible] تمہارا کوئی قصور نہیں ہے تم نے [illegible] کی [illegible] طرح [illegible] [illegible] ہے۔

محمد بن الاشعث کا فرار

محمد بن اشعث بن قیس اشعث کے گاؤں میں تھا جو قادسیہ کے پہلو میں واقع تھا۔ مختار نے حوشب [illegible] کو [illegible] آدمیوں کے ساتھ [illegible] روانہ کیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی حالت میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پہلے ہی [illegible] سے نکل کر مصعب بن الزبیر کے پاس چلا گیا تھا۔ حوشب [illegible] [illegible] [illegible] ان کے قتل ہونے کا حال معلوم ہوا۔ یہ مختار کے پاس واپس چلے آئے۔ مختار نے اس کے مکان کو منہدم کر دیا اور اس کی اینٹوں اور [illegible] سے حجر بن عدی الکندی کا مکان تعمیر کروایا جسے زیاد ابن سمیہ نے منہدم کر دیا تھا۔

مثنی بن مخربہ العبدی

مثنی بن مخربہ العبدی سلیمان بن صرد کے ساتھیوں میں تھا اور [illegible] کی جنگ میں شریک ہوا تھا [illegible] میں سے جو لوگ بچ کر واپس آئے یہ ان کے ہمراہ کوفہ [illegible] اس وقت تک [illegible] قید تھا۔ [illegible] جب مختار قید سے رہا ہوا تو [illegible] نے [illegible] [illegible] کی بیعت [illegible] اس نے کہا کہ آپ [illegible] بصرہ [illegible] اور [illegible] کے لیے [illegible] [illegible] کے لیے [illegible] اپنی قوم کے [illegible] لوگوں نے [illegible] [illegible] نے [illegible] دعوت قبول کر لی۔

١: [illegible]

مثنیٰ بن مخربۃ العبدی کا خروج

جب قوم نے ابن مطیع کو کوفے سے نکال دیا اور عمر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام کو کوفے آنے سے روک دیا تو مثنیٰ بن مخربۃ العبدی [illegible] مختار آیا۔ اس کی قوم والے اس کے ساتھ ہو گئے اور اس نے لوگوں کو [illegible] دعوت دی۔ [illegible] آیا اور [illegible] بنی [illegible] انہوں نے سامان خوراک [illegible] کیا اور [illegible] بانٹ دی۔

عباد بن حصین اور قیس بن الہیثم کے دستوں کی روانگی

قباع نے [illegible] عباد بن حصین اور قیس بن الہیثم کو پولیس اور فوج کے ہمراہ ان کے مقابلے کے لیے بھیج دیا۔ [illegible] کی گلی سے [illegible] مسجد آئے۔ [illegible] کے آدمی [illegible] اپنے اپنے مقامات میں ٹھہرے رہے۔ جب باہر نکلے۔ عباد نے [illegible] کوئی شخص کھڑا ہے تو اس سے [illegible] تلوار [illegible] یہ [illegible] ہے۔ [illegible] غلام نے اس سے کہا [illegible] آپ [illegible] معلوم نہیں تھا کہ آپ یہاں کس لیے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ عباد نے کہا کہ جا، ہتھیار سنبھال اور گھوڑے پر سوار ہو [illegible] آ گیا اور اب [illegible] ٹھہرے رہے۔

ابن حصین کی حکمت عملی

دوسری جانب مثنیٰ کے ساتھی سامنے آئے اور وہ بھی ان کے مقابل آ کر ٹھہر گئے۔ عباد نے [illegible] قیس کے ہمراہ کھڑے رہو۔ قیس بن الہیثم اور [illegible] ٹھہرے اور خود عباد [illegible] ازد [illegible] آیا [illegible] کے [illegible] متصل تھا۔ ایک طرف [illegible] کی طرف ایک [illegible] اور [illegible] تھا۔ [illegible] کے [illegible] متصل [illegible] تھا۔ [illegible] نے [illegible] اس کی دیوار پر نصب کیا گیا [illegible] آدمی چڑھ گئے۔ [illegible] انہوں نے [illegible] جب تکبیر کی آواز سنو تو تم بھی تکبیر کہنا۔

عباد کا مثنیٰ کے ساتھیوں پر حملہ

ان ہدایات کے دینے کے بعد عباد، قیس بن الہیثم کے پاس آ گیا [illegible] سے حملہ کیا۔ [illegible] جنگ شروع [illegible] کے [illegible] آئے [illegible]۔ جب ان لوگوں نے [illegible] تکبیر کی آواز [illegible] تو انہوں نے [illegible] وہ سب بھاگ گئے۔ [illegible] جب اپنے عقب میں تکبیر کی آواز سنی تو وہ بھاگے۔ عباد اور قیس بن الہیثم نے ان کا تعاقب [illegible] روک دیا، دوبارہ [illegible] پر قبضہ کر لیا [illegible] اور [illegible] کے ہمراہ [illegible] عبدالقیس کے پاس چلے آئے۔

[illegible] اور قیس اپنے ہمراہیوں کو لے کر قباع کے پاس چلے آئے۔ قباع نے ان کو [illegible] عبدالقیس کی طرف روانہ کیا۔ قیس [illegible] کی سمت سے اور [illegible] سے ان کے مقابلے پر آیا اور جنگ شروع ہو گئی۔

زیاد بن عمرو العتکی کا قباع سے احتجاج

زیاد بن عمرو العتکی قباع کے پاس آیا، اس وقت وہ منبر پر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ اپنے گھوڑے سے [illegible] آیا۔

اور ان سے کہہ دیا تھا کہ اگر تم اپنے [illegible] سے [illegible] تو [illegible] مختار کو [illegible] ہیں۔ [illegible] احنف بن قیس اور عمر بن عبدالرحمان کو ان لوگوں کو سمجھانے کے لیے [illegible] عباد اور قیس کے پاس آئے [illegible] نے [illegible] ان لوگوں سے سوال کیا کہ تم [illegible] کی بیعت پر [illegible] انہوں نے [illegible] کا ساتھ چھوڑنے والے نہیں ہیں۔ احنف نے کہا [illegible] اس شہر پر [illegible] ان کی جان [illegible] یا تو [illegible] یہاں سے جہاں چاہیں چلے جائیں۔

مثنیٰ بن مخربۃ العبدی کی مراجعت

مالک بن مسمع اور زیاد بن عمرو اپنے [illegible] کے ساتھ مثنیٰ کے پاس آئے [illegible] اس نے دو [illegible] سے کہا کہ تم ہمارے [illegible] نے [illegible] ڈال دیا۔

عباد اور قیس قبیلے کے پاس آ گئے۔ مثنیٰ اپنے [illegible] آدمیوں کے ساتھ کوفہ میں مختار کے پاس چلا آیا۔

اس جنگ میں [illegible] مارے گئے [illegible] نے اس [illegible] کو قتل کیا تھا۔

پھر [illegible] کا بھائی اس کا خون [illegible] اور کہنے لگا کہ [illegible] اپنے بھائی کا بدلہ لے [illegible]۔

مختار ثقفی کی مسمع اور زیاد بن عمرو کو دعوت:

[illegible] نے [illegible] اپنی ساری سرگزشت بیان کی اور [illegible] مالک بن مسمع اور زیاد بن عمرو [illegible] کے پاس آ [illegible] میری [illegible] ان دونوں نے [illegible] حفاظت کی [illegible] بات سے [illegible] کے دل میں [illegible] پیدا ہوا۔ اور اس نے ان کو ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ میری دعوت کو قبول کرو۔ اور میری امداد کرو [illegible] تم [illegible] اور جنت کا تمہارے لیے میں ضامن ہوں۔ ان خطوط کے موصول ہونے کے بعد مالک نے زیاد سے [illegible] دنیا [illegible] دے رہا ہے۔ زیاد نے [illegible] جو مجھے [illegible] گا۔

مختار ثقفی کا احنف کے نام خط

مختار نے احنف اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو یہ خط لکھا "اما بعد! بنی مضر اور ربیعہ کے لیے [illegible] احنف اپنی قوم کو دوزخ کی طرف لیے جا رہا ہے کہ وہاں سے واپسی ممکن ہی نہیں۔ تقدیر میں [illegible] مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مجھے کذاب کہتے ہو۔ مجھ سے پہلے انبیاء کو بھی اسی طرح جھٹلایا گیا ہے اور میں ان میں سے کچھ اچھا نہیں ہوں۔ [illegible] کذاب [illegible] گیا۔

شعبی اور احنف بن قیس کی گفتگو

شعبی کہتا ہے میں بصرہ آیا اور ایک جلسہ میں شریک ہوا جس میں احنف بن قیس بھی تھا۔ حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا [illegible] اس نے کہا تم ہمارے [illegible] میں نے کہا کیونکر اس نے جواب دیا ہم نے تم کو تمہارے ساتھیوں سے [illegible] بچا لیا۔ میں نے کہا تم جانتے ہو [illegible] متعلق [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہوئی۔ تو انہوں نے اسے ادا کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔

عمر بن عبدالرحمن کو کوفہ دینے کا حکم:

اس خط کے موصول ہونے کے بعد ابن زبیرؓ نے یہ اندازہ کر لیا کہ مختار صلح کرنا چاہتا ہے یا لڑنا چاہتا ہے۔ اس غرض سے انہوں نے عمر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام مخزومی کو بلا کر کہا کہ تم کوفہ جاؤ۔ ہم نے تم کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔ اس نے کہا میں کیسے جاؤں۔ وہاں تو مختار نے قبضہ کر رکھا ہے۔ ابن زبیرؓ نے کہا وہ جھوٹ کہتا ہے وہ ہماری اطاعت و فرمانبرداری کا مدعی ہے۔ ابن زبیرؓ نے اسے اخراجات سفر کے لیے چالیس ہزار درہم دیے اور وہ کوفہ روانہ ہوا۔

مختار کا جاسوس مکہ سے مختار کے پاس آیا۔ مختار نے دریافت کیا کہ ابن زبیرؓ نے عمر کو کس قدر رقم دی ہے اس نے کہا تیس ہزار اور چالیس ہزار کے درمیان۔

زائدہ بن قدامہ اور عمر بن عبدالرحمان کی ملاقات:

مختار نے زائدہ بن قدامہ کو بلایا اور کہا اپنے ساتھ ستر ہزار درہم لے جاؤ۔ یہ اس رقم سے دگنی ہے جو ابن زبیرؓ نے عمر کو کوفہ آنے کے لیے دی ہے۔ اور عمر سے جا کر ملو۔ مسافر بن سعید بن نمران الناعطی کو پانسو سواروں کے ساتھ جو خود و زرہ سے مسلح ہوں۔ اپنے ہمراہ لے جاؤ۔ اور عمر سے کہو کہ جس قدر روپیہ تم کو دیا گیا ہے۔ یہ اس سے دو چند موجود ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ تمہارا نقصان ہو اسے لے لو۔ اور واپس چلے جاؤ۔ اگر وہ ان کو لے کر واپس چلا جائے تو خیر ورنہ یہ رسالہ دکھا دینا۔ اور کہہ دینا کہ اس کے پیچھے اسی طرح کے رسالے کے دستے اور موجود ہیں۔

عمرو بن عبدالرحمن کی مراجعت بصرہ

زائدہ یہ رقم اور رسالہ لے کر شہر سے چلے۔ راستہ میں عمر سے ان سے ملاقات کی اور کہا یہ روپیہ لو اور واپس چلے جاؤ۔ عمر نے کہا مجھے امیر المومنین نے کوفہ کا والی مقرر کیا ہے۔ ان کے حکم کی بجا آوری ضروری ہے۔ زائدہ نے مسلح سواروں کو بلایا جنہیں اس نے اپنے ایک جانب کمین گاہ میں متعین کر رکھا تھا۔ ان کو دیکھ کر عمر نے کہا اب میں مجبور ہوں۔ میں نے اپنا فرض پورا کیا۔ اب وہ مجھ پر کوئی الزام نہیں رکھ سکتے۔ لاؤ وہ روپیہ مجھے دے دو۔ زائدہ نے کہا اگر تم اب سے نہ مانتے تو دوسری ہی صورت ہوتی۔ تم کہاں جاؤ گے۔ عمر نے اس روپیہ کو لے کر بصرہ کا رخ کیا اور ابن مطیع حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کی امارت میں بصرہ میں مقیم ہو گئے۔ یہ مثنیٰ بن مخربہ العبدی نے بصرہ میں جو واقعہ پیش کیا تھا۔ جسے ہم بیان کر چکے ہیں۔

مختار ثقفی کی مصالحت کی کوشش:

ابو مخنف راوی ہے کہ مختار کو معلوم ہوا کہ شامی عراق کی جانب آ رہے ہیں۔ تو اس نے ارادہ کیا کہ پہلے ان سے نپٹ لینا چاہیے۔ مگر اس کے ساتھ اسے یہ بھی خوف ہوا کہ مبادا شامی مغرب سے ہی آ جائیں۔ اور مصعب بصرہ سے پیش قدمی کریں۔ اس لیے اس نے ابن زبیرؓ سے صلح کر لی اور اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ وقت ٹال دیا جائے۔ اور پھر ان سے بھی نپٹ لیا جائے گا۔ اس وقت عبدالملک نے عبدالملک بن الحارث بن الحکم بن ابی العاص کو وادی القریٰ ابن زبیرؓ کے مقابلے کے لیے بھیج دیا تھا۔ اور مختار نے اب ابن زبیرؓ سے یہ چال چل کر صلح کر لی۔

مختار ثقفی کی اعانت و فوج کی پیشکش:

مختار نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے آپ سے لڑنے کے لیے ایک فوج بھیجی ہے اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کی مدد کے لیے امدادی فوج بھیج دوں۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے لکھا کہ اگر تم میرے مطیع ہو تو تمہیں اس میں کوئی عذر نہیں کہ تم میرے پاس فوج بھیجو اور وہاں میرے لیے بیعت لو۔ جب مجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم نے میری بیعت کر لی ہے تو میں تمہاری اس بات کو سچ سمجھوں گا۔ اور تمہارے علاقے پر اپنی فوجیں روانہ نہیں کروں گا۔ جو فوج تم میری امداد کے لیے بھیجنا چاہتے ہو اسے فوراً بھیج دو۔ اور اسے حکم دو کہ وادی القریٰ میں عبدالملک کی فرستادہ فوج کے مقابلہ پر بھیج کر لڑائے۔ والسلام

شرحبیل بن ورس کی روانگی:

مختار نے شرحبیل بن ورس الہمدانی کو بلایا۔ اور اسے تین ہزار فوج کے ہمراہ جن میں تعداد غالب موالیوں کی تھی۔ اور عرب صرف سات سو تھے۔ مدینہ جانے کا حکم دیا۔ اور ہدایت کی کہ مدینہ پہنچ کر اپنی رسید سے مجھے مطلع کرنا۔ اس کے بعد میں آئندہ کے لیے تم کو ہدایت بھیجوں گا۔ مختار دراصل میں یہ چاہتا تھا کہ جب یہ مدینہ پہنچ جائے۔ تو اس فوج پر کسی اور شخص کو اپنی طرف سے سپہ سالار مقرر کر کے بھیجے۔ اور شرحبیل کو مکہ جانے کا حکم دے تاکہ یہ وہاں جا کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لے اور لڑے۔

عباس بن سہل کی روانگی مدینہ:

شرحبیل کوفہ سے مدینہ روانہ ہوا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا مختار نے میرے ساتھ کوئی فریب کیا ہو۔ اس لیے انہوں نے عباس بن سہل بن سعد کو دو ہزار فوج کے ساتھ مدینہ بھیجا۔ اور ہدایت کی کہ اعرابوں کو غیرت دلانے اور اس جماعت کو نظر میں رکھے۔ اگر یہ ان کے مطیع و فرمان بردار ہوں تو خیر ورنہ کسی حیلے سے ان سب کو تباہ کر دے۔ عراقی بھی آگئے اور عباس بن سہل رقیم میں ابن ورس سے آ ملے۔ ابن ورس نے اپنی فوج کی جنگی ترتیب کر رکھی تھی۔ میمنہ پر سلیمان بن حمیر الثوری الہمدانی کو متعین کیا تھا اور میسرہ پر عیاش بن جعدہ کو سالار کیا اور خود پیادہ و سوار سپاہ کے ساتھ قلب میں تھا۔

شرحبیل بن ورس اور عباس بن سہل کی ملاقات۔

عباس اس طرح ان کے پاس پہنچا کہ اس کے تمام ساتھی علیحدہ علیحدہ چل رہے تھے کوئی نظام ان میں نہ تھا۔ یہاں آ کر اس نے دیکھا کہ ابن ورس پانی پر پوری جنگی ترتیب کے ساتھ فروکش ہے۔ عباس نے ان لوگوں کے قریب پہنچ کر انہیں سلام کیا۔ اور ابن ورس سے کہا کہ تم سے تخلیے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ابن ورس تنہائی میں آپ سے ملا۔ عباس نے اس سے پوچھا کیا تم ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اطاعت میں نہیں چاہتا ہوں۔ ابن ورس تنہائی میں اس سے ملا۔ عباس نے اس سے پوچھا کہ تم ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اطاعت میں نہیں ہو۔ اس نے کہا ہاں میں ہوں۔ عباس نے کہا۔ تو وادی القریٰ میں ان کے دشمن فروکش ہیں۔ تم ہمارے ساتھ ان کے مقابلہ پر چلو۔ ابن ورس نے کہا مجھے تمہارے احکام بجا لانے کی ہدایت نہیں دی گئی۔ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ مدینہ پہنچ کر ٹھہروں اور پھر جو مناسب سمجھوں کروں۔ عباس بن سہل نے کہا۔ اگر تم ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اطاعت میں ہو تو انہوں نے مجھے یہ حکم دیا ہے۔ کہ میں تم کو اور تمہاری فوج کو وادی القریٰ میں اپنے دشمنوں کے مقابلے پر لے جاؤں۔ ابن ورس نے کہا مجھے تمہارا حکم ماننے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اور نہ میں تمہارے

ساتھ وادی القریٰ میں جانے کا ارادہ ہے۔ [illegible] اپنے حاکم کو اپنے پہنچنے کی اطلاع دوں گا۔ پھر جو حکم مجھے ملے گا اس پر عمل کروں گا۔

شرحبیل بن ورس کی فوج کے لیے رسد کی فراہمی

عباس بن سہل نے جب ان کی یہ حالت دیکھی [illegible] اور یہ معلوم ہو گیا کہ یہ اس کے خلاف ہے [illegible] تو سب سے [illegible] کہا [illegible] وقت تک [illegible] کر [illegible] آپ [illegible] جو سب معلوم ہوا [illegible] الرقیم [illegible] ابن سہل [illegible] پانی [illegible] بکریاں تھیں۔ [illegible] دیکھیں [illegible] بھوکوں مر رہی تھی۔ ابن سہل نے ہر آدمی کے لیے ایک ایک بکری بھیج دی۔ ان لوگوں نے [illegible] ذبح کیں اور [illegible] کے صاف کرنے میں مصروف ہو گئے اور پانی سے [illegible] ہو گئے ان میں [illegible] ترتیب [illegible] اور ایک دوسرے سے بے خطر ہو کر [illegible] مشغول ہو گئے۔

عباس بن سہل کا ابن ورس پر حملہ:

عباس نے ان کی اس بے خبری کی حالت کا اندازہ کر کے اپنی فوج میں سے ایک ہزار دلاور بہادر منتخب کیے اور انہیں لے کر شرحبیل ابن ورس کے خیمے کی طرف بڑھا۔ ابن ورس نے جب انہیں اپنی جانب آتے دیکھا تو [illegible] فوج [illegible] ابھی [illegible] جمع ہونے پائے تھے کہ عباس بن سہل ان تک پہنچ گیا۔ اس وقت ابن ورس نے پکارا کہ اے اللہ کے سپاہیو! میرے پاس آؤ اور ان ظالموں سے جو شیطان الرجیم کے دوست ہیں جنگ کرو [illegible] اور انہوں نے دھوکا اور غداری کی ہے۔

شرحبیل بن ورس کا قتل

ابو یوسف راوی ہے کہ [illegible] ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔ تھوڑی دیر لڑائی ہونے کے بعد ابن ورس مع ستر جوان مردوں کے مارا گیا۔ ان کے مارے جانے کے بعد عباس نے ابن ورس کی فوج والوں سے امن کے لیے ایک جھنڈا بلند کر دیا۔ تین سو آدمیوں کے سوا جو سلیمان بن حمیر ہمدانی اور عیاش بن جعدہ الجدلی کے ساتھ واپس چلے گئے تھے باقی سب کے سب جھنڈے کے پاس چلے آئے۔ عباس نے ان سب کو قتل کر دیا۔ البتہ دو سو آدمی [illegible] بچ گئے کہ بعض لوگوں نے انہیں قتل کرنا ناپسند کیا اور انہیں چھوڑ دیا۔ یہ بچے ہوئے سپاہی جب واپس ہوئے تو ان میں سے بھی اکثر راستہ ہی میں مر گئے۔

مختار ثقفی کا خط بنام محمد بن الحنفیہ

جب مختار کو ان کے حشر کا علم ہوا اور جب شکست خوردہ لوگ اس کے پاس آئے تو اس نے سب کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ فاجروں نے اچھے پاک بندوں کو قتل کر دیا۔ مگر یہ تقدیر کا لکھا ہوا پورا ہوا۔

مختار نے حسب ذیل خط صالح بن مسعود خثعمی کے ہاتھ ابن الحنفیہ کو روانہ کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں نے ایک فوج آپ کے پاس اس غرض سے بھیجی تھی کہ وہ آپ کے دشمنوں کو ذلیل کرے اور آپ کے لیے ملکوں کو فتح کرے۔ جب وہ لوگ آپ کے پاس آنے کے لیے مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو ملحد کی ایک فوج ان سے ملی اور [illegible] وعدہ [illegible] ان کے [illegible] انہوں نے [illegible] میری فوج پر [illegible] ان کو قتل کر دیا۔ اب اگر آپ مناسب خیال کریں تو میں

اہل مدینہ کی جانب ایک زبردست فوج بھیجتا ہوں اور آپ ان کے پاس اپنے سفیر بھیج دیں۔ تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ میں آپ کا مطیع ہوں۔ اور یہ فوج بھی آپ کے حکم سے بھیجی ہے۔ ہاں اگر آپ کی غرض کے لیے اپنے سفیر روانہ فرمائیں گے۔ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ لوگ بہ تمام آل زبیر کے مقابلہ میں آپ کے اور اہل بیت نبی ﷺ کے حق کو زیادہ دیکھنے والے ہیں اور زیادہ نرمی و شفقت سے پیش آنے والے ہیں۔

محمد بن الحنفیہ کا خط بنام مختار ثقفی:

ابن الحنفیہ نے انہیں لکھا تمہارے خط کو میں نے پڑھا اور مجھے معلوم ہے کہ تم کس قدر میرے حق کو سمجھتے ہو اور میری خوشنودی کے لیے تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ نیز یہ بات بھی مجھے معلوم ہوئی کہ جب تک میں اللہ کی اطاعت کرتا رہوں گا۔ تمام امور سیاسی کی باگ میرے ہی ہاتھ میں ہوگی۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے ہر بات میں جسے تم نے علانیہ کیا ہے یا خفیہ کیا ہے اللہ کی اطاعت کرو۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ اگر میں لڑائی کا ارادہ کروں۔ تو میرے بہت سے مددگار اور میری حمایت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ مگر میں سب سے الگ تھلگ ہوں اور چپ بیٹھا ہوں اب جو اللہ کرے اور وہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

محمد بن الحنفیہ کا مختار ثقفی کو زبانی پیغام:

صالح بن مسعود رخصت ہونے کے لیے ابن الحنفیہ کے پاس آیا۔ انہوں نے اسے رخصت کیا۔ اور مختار کے نام خط دیا۔ اور کہا کہ زبانی کہہ دینا کہ اللہ سے ہر وقت ڈرتا رہے۔ اور خونریزی سے بچے۔ صالح بن مسعود نے ان سے کہا کیا آپ نے یہ باتیں اپنے خط میں انہیں نہیں لکھیں؟ ابن الحنفیہ نے کہا۔ میں نے تم کو اللہ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اللہ کی اطاعت تمام خوبیوں کی جامع اور تمام برائیوں کی مانع ہے۔

جب مختار کو یہ خط ملا اس نے لوگوں سے کہا کہ مجھے ایسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔ جس سے نیکی اور فارغ البالی حاصل ہوگی۔ اور مکر و فریب دور ہو جائے گا۔

محمد بن الحنفیہ کی اسیری:

ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے محمد بن الحنفیہ کو ان کے ہمراہیوں اور اہل خاندان کے ساتھ جمع کر کے حجرہ عارم کے زمزم میں اس وجہ سے قید کر دیا۔ کہ چونکہ تمام امت نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق کر لیا تھا۔ اس لیے ان لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ یہ لوگ بھاگ کر حرم میں پناہ گزین ہوئے۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے یہ دھمکی دی کہ میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ اگر تم بیعت نہ کرو گے تو میں سب کو قتل کر کے جلا دوں گا۔ اس کے لیے انہوں نے ایک مہلت مقرر کر دی کہ وہ اس اثناء میں بیعت کر لیں۔

محمد بن الحنفیہ کی مختار ثقفی سے امداد طلبی:

ابن الحنفیہ کے ساتھیوں میں سے بعضوں نے انہیں یہ مشورہ دیا۔ کہ آپ مختار اور اہل عراق کے پاس قاصد بھیجئے۔ تاکہ وہ ہماری حالت اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی دھمکیوں سے ان کو آگاہ کرے۔ ابن الحنفیہ نے تین کوفیوں کو مختار کے پاس اس غرض سے بھیجا۔ جب باب زمزم کے پہرہ دار سو گئے تو یہ تینوں کوفے روانہ ہوئے۔ ان کے ہاتھ انہوں نے مختار اور اہل کوفہ کے نام ایک خط بھیجا۔ جس میں

اپنی اور اپنے رفقاء کی نجات ... کی کوشش کرے اور ان کو آگ سے بچانے کی ... عمل سے ان کی ... ہم ... ان کی مدد ... ان سے قبل پہنچیں ... جس طرح انہوں نے ... اور ... کے ساتھ ... چھوڑ دیا تھا۔

مختار ثقفی کا اہل کوفہ سے خطاب:

یہ خط مختار کے پاس آیا اور وہ خط اس کے ہاتھ آیا تو مختار نے اہل کوفہ کے لیے منادی کرادی۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو انہیں وہ خط پڑھ کر سنایا اور کہا کہ یہ تمہارے مہدی کا خط ہے جو تمہارے اہل بیت نبی کے آل و اقرباء ہیں۔ غضب خدا کا انہیں اس طرح باندھ کر بند کر دیا گیا ہے جس طرح بکریاں بند کی جاتی ہیں اور وہ اب انتظار کر رہے ہیں کہ رات دن کے کسی وقت میں انہیں قتل کر کے جلا دیا جائے۔ میں ابو اسحاق نہیں اگر میں ان کی پوری مدد نہ کروں اور سواروں کا ایسا سیلاب ان کے مقابلے پر نہ بھیج دوں۔ جو ابن کاہلیہ کو برباد و تباہ کر دے۔

مختار ثقفی کے فوجی دستوں کی روانگی:

مختار نے ابو عبداللہ الجدلی کو ستر جانباز شہسواروں کے ہمراہ مکے روانہ کیا۔ ظبیان بن عمارہ التمیمی کو چار سو آدمیوں کے ساتھ ابو المعتمر اور ہانی بن قیس کو سو سو آدمیوں کے ساتھ عمیر بن طارق اور یونس بن عمران کو چالیس چالیس آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ مختار نے طفیل بن عامر اور محمد بن قیس کے ہاتھ ابن الحنفیہ کو خط لکھا کہ میں نے آپ کے لیے فوجیں روانہ کر دی ہیں۔ یہ سب مرد ایک دوسرے کے پیچھے روانہ ہوئے۔ ابو عبداللہ ستر سواروں کے ساتھ ذات عرق پہنچ گیا۔ پھر عمیر بن طارق بھی چالیس سواروں کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گیا۔ یونس بن عمران بھی چالیس شہسواروں کے ہمراہ آ گیا۔ اس طرح اب ان کی تعداد ایک سو پچاس ہو گئی۔ ابو عبداللہ ان سب جماعت کو لے کر وہاں سے روانہ ہوا۔ اب یہ حرم میں داخل ہوئے۔ ان کے ساتھ ہتھیار نہ ... بھی تھا۔ اور یہ یالثارات الحسین کا نعرہ لگا رہے تھے۔ اس طرح یہ زمزم پہنچے وہاں ابن الزبیر نے ابن الحنفیہ وغیرہ کو جلانے کے لیے بہت سی لکڑیاں جمع کر رکھی تھیں۔ اور جو مہلت انہوں نے ان کے لیے مقرر کی تھی۔ اس میں صرف دو دن باقی رہ گئے تھے۔

محمد بن الحنفیہ کی رہائی:

سواروں نے وہاں پہنچ کر پہرہ داروں کو بھگا دیا اور زمزم کے دروازوں کے قفل توڑ دیے۔ اور ابن الحنفیہ کے پاس پہنچ گئے اور ان سے کہا کہ آپ ہمیں دشمن خدا ابن الزبیر سے لڑنے کی اجازت دیجیے۔ مگر انہوں نے اس کو قبول نہ کیا۔ ابن الحنفیہ نے کہا میں حرم میں لڑنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

ابن الزبیر نے ان لوگوں سے کہا کہ تم سمجھتے ہو کہ میں ابن الحنفیہ اور دوسرے لوگوں کو بیعت لیے بغیر چھوڑ دوں گا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ابو عبداللہ الجدلی نے کہا ہاں تم کو ایسا کرنا پڑے گا۔ رب رکن و مقام کی قسم تم ان کا راستہ چھوڑ دو ورنہ ہم تم سے ایسی طرح لڑیں گے جس سے باطل پرستوں کے ہوش و حواس جاتے رہیں۔ ابن الزبیر نے کہا ... یہ ایک لقمہ بھر جماعت ہے۔ اگر میں اپنی فوج کو حکم دے دوں تو دو گھڑی میں ان سب کے سر اتار لے۔ قیس بن مالک نے کہا تمہارا یہ خیال غلط ہے۔ اگر تم نے اس کا ارادہ کیا تو قبل اس کے کہ تم ہمارے ساتھ ... کرو تم پر ایک دن ... آ جائے گی۔ ابن الحنفیہ نے اپنے ساتھیوں کو روکا۔ اور ان کو

[illegible] ان کے بعد ابو جعفر سوار ان کے [illegible] ہو گئے اور ان کے ساتھ [illegible] علاوہ ان کے [illegible] انہوں نے شہر میں داخل ہو کر [illegible] کو گرفتار کر لیا۔ [illegible] تھے۔

محمد بن حنفیہ کی روانگی شعب علیؓ

محمد بن حنفیہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مدینہ سے نکل کر شعب علیؓ آ گئے۔ [illegible] اور ان سے لڑنے کی اجازت مانگتے تھے مگر انہوں نے لڑنے کی اجازت نہیں دی [illegible] کے پاس چار [illegible] ہو گئے انہوں نے [illegible] انہیں لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

ابن خازم کا محاصرہ بنی تمیم

اس سنہ میں عبداللہ ابن خازم نے اپنے بیٹے محمد کے قتل کا [illegible] بنی تمیم سے [illegible] کر لیا۔

ابن خازم کے [illegible] روایت ہے کہ [illegible] بنی تمیم متفرق ہو گئے۔ ان کے ہمراہ [illegible] سوار [illegible] آ کر قلعہ بند ہو گئے انہوں نے عثمان بن بشر بن المحتفز المزنی کو اپنا امیر بنایا۔ ان کے ہمراہ شعبہ بن ظہیر النہشلی اور ورد بن الفلق العنبری اور زہیر بن ذؤیب العدوی اور جیہان بن مشجعہ الضبی اور حجاج بن ناشب العدوی اور رقبہ بن الحر [illegible] تمیم کے اور شہسوار بھی ان کے ساتھ تھے۔

زہیر بن ذؤیب کا عہد

ابن خازم نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ وہ ایک [illegible] ان کے [illegible] قصر سے نکل کر ان سے لڑتے اور پھر قلعہ میں چلے آتے۔ ایک دن ابن خازم [illegible] خندق سے [illegible] نکلا تو عثمان بن بشر بن المحتفز نے اپنے دوستوں سے کہا [illegible] زہیر بن ذؤیب العدوی نے کہا۔ میری بیوی پر طلاق ہے اگر میں ابن خازم کی صفوں کو توڑ کر [illegible] نہ ہو جاؤں۔

زہیر بن ذؤیب کی دلیری:

ان کے پہلو میں ایک ندی تھی جس میں [illegible] پانی بہتا تھا۔ [illegible] زہیر اس ندی [illegible] ابن خازم کی [illegible] ابن خازم کی فوج نے ان کا تعاقب کیا [illegible] ہوئے تھے۔ [illegible] ابن خازم نے اپنے ساتھیوں سے کہا [illegible] زہیر [illegible] ایک دن ان کے مقابلہ پر [illegible] ابن خازم کے آدمیوں نے ان کو گرفتار کرنے کے لیے [illegible] چنانچہ انہوں نے [illegible] کے ہاتھ [illegible] قلعہ میں چلا آیا۔

ابن خازم کو زہیر کی پیشکش:

ابن خازم نے غزوان بن جزء العدوی کو زہیر کے پاس بھیجا اور کہا کہ زہیر سے کہہ دے کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو امان دیتا ہوں۔ ایک اقرار نامہ دیدوں گا۔ اور یہ سارا مال تمہارا ہی ہوگا بشرطیکہ تم میری بیعت کر لو۔ زہیر نے غزوان سے کہا میں کیونکر ایسے لوگوں کو دوست بنا سکتا ہوں۔ جنہوں نے اسحٰق بن ذہب کو قتل کیا ہے۔ غزوان نے یہ بات موسیٰ بن عبداللہ بن خازم سے کہہ دی۔

زہیر کا محصورین کو مشورہ:

جب محاصرے کو ایک طویل مدت گزر گئی تو محصورین نے ابن خازم سے درخواست کی کہ ہم کو نکل جانے دو ہم خود منتشر ہو جائیں گے۔ ابن خازم نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ مگر اس شرط پر کہ تم سب اپنے آپ کو میرے سپرد کر دو۔ یہ لوگ اس کے لیے بھی تیار ہو گئے۔ مگر زہیر نے کہا غضب ہے تم یہ کیا کرتے ہو۔ خدا سب کو قتل کر دے گا۔ اگر تم مرنا ہی چاہتے ہو تو شریف بہادروں کی موت مرو۔ ہم سب مقابلے پر نکلیں یا تو سب مارے جائیں گے یا بعض بچ جائیں گے اور بعض مارے جائیں گے۔ بخدا مجھے تو یقین ہے کہ اگر تم پوری جرأت و جسارت سے ان پر حملہ کرو گے تو وہ تم کو راستہ دے دیں گے اگر تم چاہو تو میں سب سے آگے رہتا ہوں۔ اور اگر چاہو تو سب سے پیچھے رہوں۔

بنی تمیم کی اطاعت:

مگر دوسرے لوگوں نے اس کی رائے نہ مانی۔ زہیر نے کہا اچھا میں تم کو دکھاتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اور رقبہ بن الحر مع اپنے ترکی غلام کے اور شعبہ بن ظہیر دشمن کے سامنے گئے۔ اور نہایت دلیری سے ان پر حملہ کیا کہ دشمن کائی کی طرح پھٹ گئے۔ اور لوگ نکل گئے۔ مگر زہیر پھر قلعے میں واپس آگیا۔ اور ان سے کہا تم نے دیکھا کہ اس حملہ کا یہ نتیجہ ہوا۔ اب تم میرا کہنا مانو۔ رقبہ کا غلام اور شعبہ نکل گئے۔ محصورین نے کہا۔ ہم میں بعض ایسے لوگ ہیں۔ جو اس قدر جرأت نہیں کر سکتے اور وہ زندگی کے زیادہ طالب ہیں۔ زہیر نے کہا اللہ تم کو دور کرے۔ تم اپنے دوستوں سے علیحدگی چاہتے ہو۔ بخدا مجھے موت کی فکر نہیں ہے۔

بنی تمیم کا انجام:

محصورین نے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ اور سب نے ہتھیار ڈال دیئے۔ ابن خازم نے سب کے بیڑیاں ڈلوا دیں۔ اور اب ایک ایک شخص اس کے سامنے لایا گیا۔ وہ تو خود یہ چاہتا تھا کہ انہیں چھوڑ دے۔ مگر اس کے بیٹے موسیٰ نے نہ مانا۔ اور کہا اگر آپ نے انہیں معاف کر دیا تو میں خودکشی کر لوں گا۔ ابن خازم نے کہا۔ بخدا میں جانتا ہوں۔ کہ تم مجھے بہت غلط مشورے دے رہے ہو۔ مگر پھر اس نے تین آدمیوں کے علاوہ سب کو قتل کر دیا۔ ان میں سے ایک حجاج بن ناشب العدوی تھا۔ اس نے محاصرے کے وقت ابن خازم کے تیر مارا تھا۔ جس سے اس کے سامنے کا دانت ٹوٹ گیا تھا۔ ابن خازم نے قسم کھائی تھی۔ کہ اگر اس پر میرا قابو ہوا تو میں اسے یا تو قتل کر دوں گا۔ یا اس کے ہاتھ کٹوا دوں گا۔ یہ بالکل نوجوان تھا۔ اس وجہ سے بنی تمیم کے ایسے لوگوں نے جو عمرو بن خطاب سے علیحدہ رہے تھے اور اس کارروائی میں شریک نہ تھے۔ ابن خازم سے اس کی سفارش کی۔ ان میں سے ایک نے کہا یہ میرا چچیرا بھائی ہے۔ یہ بالکل لڑکا ہے۔ آپ اسے میری خاطر معاف کر دیجیے۔ ابن خازم نے اسے چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ بھاگ جا۔ اب میں تجھے

[illegible] یہ وہ شخص ہے کہ جس نے ابن خازم کا بیٹا قتل کیا ہے [illegible]

اسے بچانے کے لیے اپنے [illegible] دیا تھا۔ [illegible]

[illegible] ابن خازم سے ملا ہوا تھا۔ [illegible]

زبیر بن ذویب اور ابن خازم:

جب [illegible] زبیر بن ذویب [illegible] کے سامنے [illegible] نے پہلے [illegible] زبیر [illegible]

[illegible] ابن خازم [illegible] ابن خازم نے اس سے کہا [illegible]

[illegible]

[illegible] قتل کرتے ہیں [illegible]

[illegible] ابن خازم [illegible]

[illegible] کی حفاظت کرے گا۔ [illegible]

[illegible] ایک شخص نے ابن خازم سے کہا۔

[illegible]

[illegible] ابن خازم [illegible] زبیر کے قتل کا حکم دے دیا۔

زبیر بن ذویب کا قتل:

زبیر نے [illegible] آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ ابن خازم نے پوچھا کیا؟ اس نے کہا آپ مجھے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اپنے بھائی کے خون کا بدلہ [illegible]

[illegible] ابن خازم نے [illegible]

[illegible] قتل کر دیا گیا۔

ابن ہیثم کے قتل پر ملال:

[illegible] ابن خازم [illegible]

[illegible] قتل کر [illegible]

جاتا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طرح حضرت امام زین العابدین علی بن حسین اور علی بن عبداللہ بن جعفر کا بھائی بھی مختار کے ساتھ شریک رہے۔

امیر حج ابن زبیر اور عمال

اس سنہ میں ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ہوا۔ مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کی جانب سے مدینے اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بصرے کا والی تھا۔ ابن مطیع کے بعد کوفے پر مختار کا قبضہ تھا۔ اور عبداللہ بن خازم خراسان میں تھا۔

ابراہیم بن الاشتر کی شام پر فوج کشی

اس سنہ میں ابراہیم بن الاشتر عبیداللہ بن زیاد سے لڑنے کے لیے روانہ ہوا جب کہ ماہ ذوالحجہ کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں۔

اس سبائی اور قبائلی فتنے سے فارغ ہونے کے بعد ابراہیم صرف دو دن کوفے میں ٹھہرا۔ اس کے بعد مختار نے اسے اہل شام کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ ۶۶ھ کا ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں ابھی آٹھ راتیں باقی تھیں۔ کہ ابراہیم کوفے سے اہل شام کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا۔ مختار نے اس کے ہمراہ اپنی جنگ آزمودہ فوج کے چیدہ بہادر اور جوشیلے مرد روانہ کر دیے۔ اس کے ہمراہ قیس بن طہفہ النہدی اہل مدینہ کے دستے کے ساتھ ابو عبداللہ الجدلی اسدی مذحج و اسد کے دستے کے ساتھ اور عبداللہ بن حیہ الطائی کندہ اور ربیعہ کے ساتھ حبیب بن منقذ الثوری الہمدانی تمیم اور ہمدان کے دستے کے ساتھ روانہ ہوئے۔

کرسی کا جلوس

مختار اسے رخصت کرنے کے لیے کوفے سے دیر عبدالرحمان ابن ام الحکم تک آیا۔ یہاں مختار کے ساتھی ایک کرسی کو ایک سفید خچر پر رکھے ہوئے ایک جلوس کی شکل میں اس کے سامنے آئے۔ اس کرسی کو انہوں نے اٹھا رکھا تھا۔ اس کرسی کے جلوس کا منتظم حوشب البرسمی تھا اور یہ کہا جاتا تھا۔ اے اللہ ہم کو اپنی اطاعت کے لیے ہماری عمروں کو دراز کر۔ ہمیں دشمنوں کے خلاف مدد دے۔ ہمیں یاد رکھ اور نہ بھول اور ہمیں اپنی رحمت کے پردے سے ڈھانپ لے۔ اس کے اور ساتھی آمین کہتے جاتے تھے۔

جب مختار اور ابراہیم اس جماعت کے پاس پہنچے۔ تو پل پر ان کا ازدحام بہت زیادہ ہو گیا۔ یہ لوگ دار الولید بن عقبہ کی طرف جو دیر عبدالرحمان کے مقابل میں واقع تھا۔ چلے گئے۔ آخر یہ سب کرسی والوں سے جا پہنچے۔ ابراہیم اللہ سے دعا کرتے رہے۔

مختار کی ابن الاشتر کو ہدایت

مختار نے واپس آنے کے وقت دیر عبدالرحمن کے پاس اور وہاں کرسی کے جلوس کے درمیان ٹھہر کر ابن الاشتر سے کہا میری تین نصیحتیں غور سے سنو اور انہیں یاد رکھو۔ کھلے اور پوشیدہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ تیز رفتاری سے سفر طے کرو۔ جس وقت دشمن سے تمہارا سامنا ہو فوراً اس سے جنگ کرنا۔ اگر تم دشمن کے پاس رات کو پہنچو تو صبح ہونے سے پہلے ہی اس سے جنگ میں مصروف ہو جانا اور اگر دن میں پہنچو تو رات کا انتظار نہ کرنا بلکہ اسی وقت دشمن سے نپٹ لینا۔ اس کے بعد مختار نے ابراہیم سے رخصت ہو کر کہا: اللہ تمہارا حافظ ہو۔ ابراہیم نے کہا: جی ہاں مختار نے جو کہا اس کے ساتھ ہی اس کے بعد مختار واپس آ گیا۔ ابراہیم کا لشکر

پڑاؤ اسی جگہ تھا۔ جہاں حمام اعین واقع ہے اور یہیں سے وہ شامیوں کے مقابلے پر پیش قدمی کر رہے تھے۔

کرسی کے متعلق ابن الاشتر کا تاثر:

مختار کی واپسی کے بعد ابراہیم اپنے ساتھی سرداروں کے ہمراہ روانہ ہوا۔ جب کرسی والوں کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ اس کے چاروں طرف جمع ہیں۔ اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اپنے دشمنوں کے خلاف دعا مانگ رہے ہیں۔ ابراہیم نے ان کی حالت دیکھ کر کہا۔ اے اللہ تو ان جاہل احمقوں کی حرکت کا ہمیں ذمہ دار قرار نہ دے۔ بخدا انہوں نے تو بالکل بنی اسرائیل کی نقل اتاری ہے۔ جس طرح کہ بنی اسرائیل گوسالے کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ یہ کرسی کے گرد جمع ہوئے ہیں۔

جب ابراہیم اور اس کی فوج پل سے گذر گئی۔ تو یہ کرسی والے واپس چلے آئے۔

کرسی کا واقعہ:

طفیل بن جعدہ بن ہبیرہ راوی ہے کہ ایک مرتبہ میں بہت مفلس ہو گیا تھا۔ اور بہت ہی تنگ دست تھا کہ ایک دن میں نے اپنے پڑوسی تیلی کے پاس ایک ایسی کرسی دیکھی۔ جس پر اس قدر میل جم گیا تھا کہ لکڑی نظر نہ آتی تھی۔ میں نے اپنے جی میں سوچا اس کے متعلق مختار سے ذکر کروں۔ چنانچہ میں نے وہ کرسی تیلی کے یہاں سے منگوائی اور مختار سے آ کر کہا۔ میں ایک بات آپ سے کہنے تک چھپاتا تھا۔ مگر پھر مناسب یہی سمجھا کہ بیان کر دوں۔ مختار نے کہا کیا ہے۔ میں نے کہا جس کرسی پر جعدہ بن ہبیرہ بیٹھا کرتا تھا وہ موجود ہے۔ اس کے متعلق خیال ہے کہ اس میں ایک خاص اثر اور تصرف ہے۔ مختار نے کہا سبحان اللہ تم نے آج تک یہ بات بیان نہیں کی تھی۔ اسے بھی منگا لو۔ اسے جب دھویا گیا۔ تو بہت عمدہ لکڑی برآمد ہوئی۔ اور چونکہ اس نے خوب روغن کا تیل پیا تھا۔ اس لیے وہ چمک رہی تھی یہ کپڑے سے ڈھانپ کر مختار کے پاس لائی گئی۔ مختار نے مجھے بارہ ہزار درہم دلوائے پھر سب لوگوں سے کہا کہ نماز میں شرکت کریں۔

کرسی کے متعلق مختار کی تقریر:

معبد بن خالد الجدلی بیان کرتا ہے کہ مختار میرے، اسماعیل بن طلحہ بن عبید اللہ اور شبث بن ربعی کے ساتھ مسجد آیا۔ تمام لوگ جوق در جوق مسجد میں جمع ہو رہے تھے مختار نے اپنی تقریر میں کہا کہ اقوام گذشتہ میں کوئی بات ایسی نہیں ہوئی ہے جو ہماری قوم میں موجود نہ ہو۔ بنی اسرائیل کے پاس ایک تابوت تھا۔ جس میں آل موسیٰ علیہ السلام و آل ہارون علیہ السلام کا بقیہ موجود تھا۔ اسی طرح ہمارے پاس بھی ایک چیز موجود ہے مختار نے کرسی برداروں کو حکم دیا کہ اسے کھولا جائے۔ کپڑے کا غلاف ہٹا دیا گیا۔ اس پر سبائی فرقے کے لوگ کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہیں۔ شبث بن ربعی نے کھڑے ہو کر کہا اے معشر مضر کافر نہ ہو جاؤ لوگوں نے اسے دھکے دے کر مسجد سے نکال دیا۔

کرسی کے متعلق شیعوں کا عقیدہ:

معبد کہتا ہے کہ مجھے اس خلفشار سے یہ یقین ہوا کہ یہ شر اور فتنہ ہی ہوگا۔ اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ عبید اللہ بن زیاد شامیوں کے ساتھ باجمیرا آ گیا ہے۔ شیعوں نے ایک خچر پر اس کرسی کو جس پر غلاف چڑھا ہوا تھا۔ سوار کیا۔ سات آدمی اس کے داہنی جانب سے اور سات بائیں جانب سے اسے سنبھالے ہوئے تھے۔ چونکہ اس جنگ میں اہل شام بری طرح قتل کیے گئے تھے۔

کہ اس سے پہلے انہیں کبھی ایسی مدد [illegible] ان کا اعتقاد اور بڑھ گیا تھا۔ اور اس سے ان کی [illegible] لوگوں نے [illegible] جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شامی شکست کھا گئے اور ان کے بہت سے آدمی مارے گئے تھے۔

[illegible] کی کرسی کے لیے خواہش

مختار نے جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی کی اولاد سے جن کی ماں ام ہانی ابو طالب کی بیٹی اور حضرت علیؓ کی بہن تھیں یہ بھی کہا کہ مجھے علی بن ابی طالبؓ کی کرسی دو۔ انہوں نے کہا واللہ وہ ہمارے پاس ہے اور نہ ہم جانتے ہیں۔ کہاں سے لائیں۔ مختار نے کہا احمق نہ بنو جاؤ اور مجھے لا دو۔ اس جواب سے انہوں نے سمجھ لیا کہ جو کرسی کوئی لائے گا اسے وہ قبول کر لے گا۔ چنانچہ یہ لوگ ایک کرسی مختار کے پاس لائے اور کہا کہ یہ حضرت علیؓ کی کرسی ہے۔ مختار نے اسے قبول کر لیا۔ اب بنی شبام، شاکر اور مختار کے سرداروں نے اس کرسی پر ریشم و دیباج لپیٹ کر اس کا جلوس نکالا۔

کرسی کا متولی حوشب البرسمی

موسیٰ بن عامر ابو الاشعر الجہنی بیان کرتا ہے کہ جب اس کرسی کی [illegible] تو سب سے پہلے موسیٰ بن ابو موسیٰ الاشعری اس کے متولی ہوئے [illegible] کرسی کو سب سے پہلے [illegible] کیونکہ ان کی ماں ام کلثوم بنت الفضل بن العباس بن عبد المطلب تھیں۔ اس کے بعد جب [illegible] تو انہوں نے یہ کرسی حوشب البرسمی کے حوالے کر دی۔ وہ مختار کی وفات تک اس کرسی کا متولی رہا۔

[illegible]

* * *

تاریخ الامم والملوک

تاریخ طبری

جلد چہارم

اموی دورِ حکومت

تصنیف علامہ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

حصہ دوم ([illegible])

ترجمہ سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی

نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

عہد اسلامی کی فتوحات

از

محمد اقبال سلیم گاهندری

تاریخ طبری اسلامی تاریخ کا وہ قدیم اور مستند ترین ماخذ ہے جس کی وسعت و جامعیت کے مقابلے میں کسی تاریخ کا نام بھی نہیں لیا جا سکتا۔

تاریخ طبری کا یہ چھٹا حصہ جو پیش خدمت ہے ۷۳ تا ۱۱۰ھ تک کے واقعات پر مشتمل ہے یہ دور عبدالملک بن مروان اور اس کے دو بیٹوں ولید اور سلیمان کا عہد حکومت ہے۔ بنوامیہ کے دور حکومت (۴۱ھ تا ۱۳۲ھ) کو بھی جو عہد سیاسی استحکام کے لحاظ سے بہترین دور تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے بھی یہ عہد بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ ایک طرف سے تو اسلامی تاریخ کے عظیم سپہ سالار موسیٰ بن نصیر یورپ میں فتوحات کے جھنڈے گاڑ رہے تھے تو دوسری طرف شمال مشرقی ایشیا کے میدانوں اور برف پوش پہاڑوں پر قتیبہ بن مسلم کی اولوالعزمی کے ڈنکے بج رہے تھے۔ محمد بن قاسم کی غیرت اسلامی اور حمیت ایمانی نے اپنی معرکہ آرائی کے لیے کفرستان سندھ اور ملتان کا میدان منتخب کیا تھا۔ کون نہیں جانتا کہ بہت کم عمری میں محمد بن قاسم نے جو پرچم توحید بلند کیا تھا اور جو اذانیں سندھ کے ریگزاروں میں دی گئی تھیں اس کی گونج سے آج تک توحید پرستوں کے دل و دماغ معمور ہیں۔

تاریخ اسلام کے عظیم مجاہد سپہ سالار طارق نے تدبیر کے ذریعے اپنے سفینے نذر آتش کر دیے ابھی ان کشتیوں کے شعلے بجھنے بھی نہ پائے تھے کہ سرزمین اندلس پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ اسلامی افواج کی ہیبت سے انسان تو کیا پہاڑوں کی چوٹیاں اور دریاؤں کے دل دہل گئے اور اندلس میں مستحکم تہذیب و ثقافت اور تمدن کی ایک ایسی عمارت تعمیر ہوئی اس کی روشنی نے یورپ کو علم و سائنس، فلسفہ، تحقیق و تجسس، وسعت نظر، رواداری اور حریت کی نعمتیں دیں۔ یہ بلاشبہ اسلام کا ایک ایسا عہد تھا اگر ایسے عظیم سپہ سالار تھے جنہوں نے شرق و مغرب پر اپنی شمشیر کا لوہا منوایا تو وہیں ایسے بدترین ظالم اور سفاک بھی تھے جن کے ظلم و قتل اور ظلم و تشدد نے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا۔ اسی عہد میں حجاج بن یوسف کی بے پناہ سفاکانہ قوتوں کا خونی مظاہرہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ تاریخ کا طالب علم اس حقیقت سے خوب واقف ہے کہ حجاج بن یوسف کی بجلیاں شکم مادر تک سے عراق اور ایران سے سندھ تک پھیلی ہوئی انسانیت پر قہر بن کر گری تھی۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ظہور بھی تاریخ کے اسی عہد میں ہوا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی تربیت کا بھی یہی زمانہ ہے جبکہ اسلامی تہذیب و ثقافت کی نشاۃ ثانیہ کا دورِ اول تھا۔

بنو امیہ کا عہد حکومت خلافت راشدہ اور خلافت عباسیہ کی درمیانی کڑی ہے۔ غرضیکہ اپنی بے شمار اور گوناگوں خصوصیات سلطنت کے استحکام ملکی فتوحات، علوم و فنون کی ترقی، مسلم تہذیب و ثقافت کے عروج کے لحاظ سے یہ شاندار عہد ہے۔

تاریخ طبری کا پانچواں حصہ پیش کرتے ہوئے ہم خوشی اور فخر کے ساتھ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس کی اشاعت نے اردو دان طبقے کے لیے علم و مطالعہ کی بہت بڑی رکاوٹ دور کر دی ہے۔ اور تاریخ کے طالب علموں اور تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے تاریخ اسلام کے ابتدائی سرچشمے تک پہنچنا اور اس سے سیراب ہونا بہت آسان ہو گیا ہے۔ اب یہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے پروفیسروں کا فرض ہے کہ وہ اسلام دشمن اور متعصب مستشرقین کی مرتب کردہ اور غیر مستند کتابوں کی جگہ علامہ طبری کی تاریخ کو طلباء سے متعارف کرائیں تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ مسلمانوں نے بنی نوع انسان کے ارتقاء کی خاطر تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے میدان میں کیسے کیسے قابل فخر اور ناقابل فراموش معرکے سر کیے ہیں۔

وما توفیقی الا باللہ

* * *

فہرست مضامین

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
باب ا		[illegible] بن [illegible] کا قتل	//	کی تجویز	۳۷
مصعب بن زبیر و مختار	۲۷	شامی لشکر کا تعاقب	//	مہلب کا ابن شمیط پر حملہ	//
[illegible] واقعات	//	مختار ثقفی کی پیشگوئی	//	مہلب کا ابن کامل کی فوج پر حملہ	//
ابراہیم بن الاشتر [illegible] میں آمد	//	مختار ثقفی کا [illegible] میں خطاب	۳۳	احمر بن شمیط کا قتل	۳۸
[illegible] کی روانگی	//	مختار ثقفی کا لقب	//	مہلب کا جوابی حملہ	//
عمیر بن الحباب کی ابن الاشتر سے		مختار ثقفی کی مراجعت کوفہ	//	شکست خوردہ فوج سے انتقام	//
ملاقات کی خواہش	//	مصعب بن زبیر اور مختار کی بصرہ میں		[illegible] مصعب کی روانگی	//
عمیر اور ابن الاشتر میں معاہدہ	۲۸	آمد	//	ابن شمیط کی شکست کی مختار ثقفی کو	
ابن الاشتر کی صف بندی	//	مصعب بن زبیر کا بصرہ میں		اطلاع	۳۹
عبیداللہ بن زیاد [illegible]	//	خطاب	۳۴	مختار ثقفی کا محل میں قیام	//
[illegible] ابن الاشتر کی ایک شخص سے		شبث بن ربعی کی بصرہ میں آمد	//	عبداللہ بن شداد کو کوفہ کی نیابت	//
ملاقات	۲۹	محمد بن اشعث بن قیس	۳۵	مختار ثقفی کی فوجی ترتیب	۴۰
ابراہیم بن الاشتر کی فوجی دستوں سے		مہلب ابن ابی صفرہ کی طلبی	//	مصعب ابن زبیر و مختار کی صف بندی	//
خطاب	//	محمد بن الاشعث اور مہلب	//	آغاز جنگ	//
آغاز جنگ	۳۰	مہلب کی بصرہ میں آمد	//	سعید بن منقذ اور عبدالرحمن بن شریح	
سفیان بن یزید کا عمیر پر حملہ	//	مصعب بن زبیر اور مختار کی فوجوں کی		کے حملے	//
ابن عازب کا بیان	۳۱	باہمی جنگ	۳۶	مہلب کو حملہ کرنے کا حکم	//
شامی لشکر کی پسپائی	//	مختار ثقفی کا اہل کوفہ کو خطاب	//	عبداللہ بن جعدہ کا اہل نجد پر حملہ	۴۱
شامیوں کی شکست	//	احمر بن شمیط کی روانگی	//	مہلب بن ابی صفرہ کا حملہ	//
عمیر بن الحباب کی ابن الاشتر سے		احمر بن شمیط کی صف بندی	//	محمد بن الاشعث کا قتل	//
درخواست	//	عبداللہ بن وہب کا ابن شمیط کو پیادہ		ابوعمرہ کا قتل	//
حصین بن نمیر کا قتل	//	ہونے کا مشورہ	۳۷	عبدالملک بن اشتر و [illegible] کا خاتمہ	۴۲
شریک بن جدیر تغلبی	۳۲	ابن شمیط کو ابن زبیر و مختار کی اطاعت		سعید بن منقذ اور سلیم بن یزید کا خاتمہ	//

[illegible]

[illegible] ۴۰
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible]
[illegible] 〃
[illegible] ۴۱
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۴۲
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۴۳
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] کا قتل ۴۴
عبداللہ بن خازم [illegible] 〃
عبداللہ بن خازم [illegible] 〃
عبداللہ بن خازم [illegible] 〃
عبداللہ بن خازم [illegible] ۴۵
[illegible] 〃
عبداللہ بن خازم کے قتل [illegible]
[illegible] 〃
[illegible]
[illegible] 〃
عبداللہ بن خازم [illegible] ۴۶
ابن خازم [illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۴۷
[illegible] 〃
[illegible] کی گرفتاری 〃
[illegible] کے خلاف [illegible]
[illegible] 〃
[illegible] ۴۸
[illegible] 〃
[illegible]
[illegible] 〃
ابن [illegible] کا قتل 〃
عبداللہ [illegible] کا قتل 〃
[illegible] ۴۹
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] کا بیان ۵۰
[illegible] کا قتل 〃
[illegible] کے [illegible] 〃
باب ۴
عبدالملک بن مروان ۵۱
۷۰ھ کے واقعات 〃
عمرو بن سعید [illegible] 〃
عمرو بن سعید [illegible] 〃
عمرو بن سعید اور عبدالملک میں کشیدگی 〃
عمرو بن سعید کا اہل دمشق سے خطاب 〃
عمرو بن سعید اور عبدالملک [illegible]
[illegible] ۵۲
[illegible]
[illegible] 〃
[illegible] 〃
عمرو بن سعید اور عبدالملک میں
مصالحت 〃
عبدالملک کی دمشق میں آمد ۵۳
عمرو بن سعید کی [illegible] 〃
[illegible] 〃
عمرو بن سعید کے [illegible] 〃
[illegible] عبدالملک کو
[illegible] ۵۴
عمرو بن سعید اور عبدالملک کی گفتگو 〃
عمرو بن سعید کی گرفتاری 〃
عمرو بن سعید کی عبدالملک سے
[illegible] 〃
عمرو بن سعید کے قتل کرنے کا فیصلہ ۵۵
عبدالعزیز بن مروان سے [illegible] 〃
[illegible] 〃
یحییٰ بن سعید کا [illegible] عبدالملک پر حملہ 〃
[illegible] 〃
عمرو بن سعید کا قتل 〃
عمرو بن سعید [illegible] ۵۶
ولید بن عبدالملک 〃
یحییٰ بن سعید کی اسیری 〃
عنبسہ بن سعید کی اسیری 〃
عامر بن الاسود کلبی 〃
یحییٰ بن سعید کے متعلق عبدالملک کا مشورہ ۵۷

یحییٰ بن سعید کی روانگی	۷۷	عبداللہ بن عثمان اور فتح بن الحسان کی		عبیداللہ بن ظبیان	۸۸
زہیر بن سعید سے نکاس کی جنگ	//	شناخت	۸۳	عیسیٰ بن مصعب اور مصعب کی تدفین	//
عمرو بن سعید اور عبدالملک کی درپردہ		مخالف جماعت کو سزائیں	//	مصعب کے قتل پر عبدالملک کا اظہار	
عداوت	//	عمر ابن خالد کا قتل	//	افسوس	//
عبداللہ بن یزید القسری	۷۸	مالک بن مسمع کے مکان کا انہدام	//	حجاج کا مصعب کے متعلق عبدالملک	
عبدالملک اور پسران عمرو بن سعید	//	آل مروان سے عبدالملک کی خط و		سے استفسار	//
سعید بن عمرو کا عبدالملک کو جواب	//	کتابت	۸۴	بنی قضاعہ کی اطاعت	۸۹
پسران عمرو بن سعید کو معافی و		مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا عزم	//	بنی مذحج اور بنی ہمدان کی اطاعت	//
اعزازات	۷۹	عبدالملک اور اہل شام میں اختلاف	//	یحییٰ بن سعید بن العاص کو امان	//
خالد بن یزید اور عبدالملک کی گفتگو	//	عبدالملک کا آل زبیر رضی اللہ عنہ کی عظمت		یحییٰ بن سعید کی اطاعت	//
حنیف حبی بن ثابت خارجی کا قتل	//	کا اعتراف	//	بنی مروان کی عبدالملک کی بیعت	//
امیر حج ابن زبیر	//	عبدالملک کے اہل عراق کے نام		بنی کندہ کی اطاعت	۹۰
۷۰ھ کے واقعات	۸۰	خطوط	۸۵	داؤد بن قحذم کی بیعت	//
عبدالملک کی شاہ روم سے مصالحت	//	ابن الاشتر کا مصعب کو مشورہ	//	امارت کوفہ پر بشر بن مروان کا تقرر	//
امیر حج ابن زبیر	//	قیس بن ہیثم کا اہل عراق کو مشورہ	//	ہمدان اور رے پر حکام کا تقرر	//
۷۱ھ کے واقعات	//	ابراہیم بن الاشتر کا خاتمہ	//	شہر بغداد کی تعمیر	۹۱
خالد بن عبداللہ کی روانگی بصرہ	//	عتاب بن ورقاء کا فرار	۸۶	حمران بن ابان کا بصرہ پر قبضہ	//
زیاد بن الحصین ابن مسمع	//	اہل عراق کی غداری	//	بنی مسمع ابن حمران کا مرتبہ	//
خالد بن عبداللہ ۔ مالک بن مسمع کی امان	۸۱	ابن خازم والی خراسان	//	امارت بصرہ پر خالد بن عبداللہ کا	
خالد بن عبداللہ سے بنی تمیم کا تعاون	//	عیسیٰ بن مصعب کا خاتمہ	//	تقرر	//
عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان کی		عبدالملک کی مصعب کو امان کی		کوفہ میں حارث بن اسود کی معزولی	//
مراجعت دمشق	//	پیشکش	//	حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما	
خالد بن عبداللہ کا بصرہ سے اخراج	۸۲	اسمٰعیل بن طلحہ کو عبدالملک کی امان	۸۷	کا خطبہ	۹۲
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بصرہ میں آمد	//	مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا امان قبول		عبدالملک کی اہل کوفہ کو دعوت	//
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تقریر		کرنے سے انکار	//	باب ۳	
جماعت کو سزائیں	//	مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شجاعت و		خوارج کی بغاوت	۹۳
حمران کی اہانت	//	قتل	//	۷۲ھ کے واقعات	//
عبدالعزیز بصری کی شکست	۸۳	مطرف بن سیدان کا قتل	//	جماعت مہلب اور خوارج کی جنگ	//

[illegible] کی عبدالملک کی		عبدالملک [illegible]	۱۰۰	حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی دعا	۱۰۹
اطاعت	//	ابن خازم اور [illegible]	۱۰۱	حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی [illegible]	
عبدالملک کے عمال	۹۵	بحیر بن ورقاء کی [illegible]	//	[illegible] ملاقات	//
عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد کا		ابن خازم [illegible] کا تعاقب	//	حضرت اسماءؓ کی [illegible]	
تقرر	/	ابن خازم کا قتل	/	[illegible] کی تکفین	//
[illegible]	//	ابن خازم کے سر کی روانگی	۱۰۲	[illegible]	۱۱۰
عبدالعزیز کا رامہرمز میں قیام	//	عبدالملک [illegible]	//	عبداللہ بن زبیرؓ کا اپنے	
خالد بن عبداللہ کو عبدالعزیز کی		حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا		ساتھیوں سے خطاب	//
شکست کی اطلاع	۹۶	[illegible] ابن خازم	//	حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی	
خالد بن عبداللہ کا عبدالملک کے نام		[illegible]	۱۰۳	شہادت	۱۱۱
خط	//	[illegible]	//	طارق بن عمرو کا ابن زبیرؓ کے	
عبدالملک کا خط بنام خالد بن عبداللہ	۹۷	[illegible]	//	متعلق اظہار [illegible]	//
بشر بن مروان کو خوارج پر فوج کشی کا		[illegible]	۱۰۴	[illegible] عبدالملک کی بیعت	۱۱۲
حکم	//	[illegible]	۱۰۵	[illegible]	
مہلب کا [illegible] پر حملہ کرنے کا		باب ۳		[illegible]	//
مشورہ	//	حضرت عبداللہ بن زبیرؓ	۱۰۷	[illegible]	//
مہلب کا [illegible] کو خندق کھودنے		[illegible] کے واقعات	//	[illegible]	//
کا مشورہ	۹۸	[illegible]	//	[illegible]	۱۱۳
خالد بن عبداللہ کا [illegible]	//	[illegible]		[illegible]	//
عبدالملک [illegible]	//	[illegible]	//	[illegible] حجاج بن یوسف	//
عبدالملک کا خط بنام بشر بن مروان	//	حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے		باب ۴	
عتاب بن ورقاء کی روانگی	۹۹	ساتھیوں کی [illegible]	//	حجاج بن یوسف	۱۱۴
ابو فدیک کا [illegible]	//	[illegible]		[illegible] کے واقعات	//
[illegible]	/	[illegible]	//	[illegible]	//
حجاج بن یوسف کی روانگی مکہ	//	ابن زبیرؓ [illegible] حضرت اسماءؓ		[illegible]	//
[illegible]	۱۰۰	سے مشورہ	۱۰۹	[illegible]	//
طارق بن عمرو کی [illegible]	//	حضرت اسماءؓ [illegible]		[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	بشر بن مروان کا [illegible]	۱۱۵

بحیر بن ورقاء اور اصحاب بکیر بن وشاح کا		بکیر بن وشاح کی نظر بندی	۱۲۲	صالح بن مسرح کی جماعت	۱۳۱
مشورہ	۱۱۵	بکیر کا قتل	۱۲۳	شبیب بن یزید کی صالح سے گفتگو	//
مہلب کی خوارج پر فتح	//	بنو سعد کی بحیر سے عداوت	//	صالح بن مسرح کا شبیب سے وعدہ	//
بشر بن مروان کا انتقال	۱۱۶	عبدالملک کا خط امیہ کے نام	//	صالح بن مسرح سے شبیب کی	
اہل کوفہ کا میدان جنگ سے فرار	//	بحیر کے قتل کا واقعہ	//	ملاقات	۱۳۲
امیہ بن عبداللہ کا خوارزمیوں سے		مدائنی کی روایت	۱۲۴	شبیب کی صالح بن مسرح سے	
تاوان	//	حکم بن ایوب کا امارت بصرہ پر تقرر	//	درخواست	//
[illegible]	۱۱۷	حجاج بن یوسف کی بصرہ میں آمد	//	صالح بن مسرح کی روایت	//
[illegible]	//	عبداللہ بن جارود کی بغاوت	//	محمد بن مروان کے گھوڑوں پر قبضہ	۱۳۳
بحیر بن ورقاء کی معزولی	//	عبداللہ بن جارود کا قتل	۱۲۵	صالح بن مسرح کا خروج	//
بحیر بن ورقاء اور بکیر میں مصالحت	//	مہلب اور ابن مخنف کا خوارج پر حملہ		عدی کی صالح پر لشکر کشی	//
خراسان میں خانہ جنگی کا خطرہ	۱۱۸	عزم	//	عدی اور صالح کی مراسلت	۱۳۴
عبدالملک کا ارباب سیاست سے		خوارج کا مہلب پر شبخون	//	صالح بن مسرح کا عدی پر حملہ	//
مشورہ	//	مہلب اور خوارج کی جنگ	۱۲۶	خالد بن جزء السلمی اور حارث بن جعونہ	
عبدالملک اور امیہ بن عبداللہ کی گفتگو	//	ابن مخنف کی مہلب کو امداد	//	کی روانگی	//
امارت خراسان پر امیہ بن عبداللہ کا		عبدالرحمن بن مخنف اور خوارج کی		صالح کا محاصرہ	//
تقرر	//	جنگ	//	صالح بن مسرح اور خالد بن السلمی کی	
بکیر کی امیہ بن عبداللہ سے ملاقات	۱۱۹	عبدالرحمن بن مخنف کا قتل	//	جنگ	۱۳۵
امیہ کا بکیر سے حسن سلوک	//	ابن مخنف کا مہلب سے عدم تعاون	۱۲۷	صالح بن مسرح خارجی کی روانگی	
امیہ [illegible]	۱۲۰	مہلب اور ابن مخنف میں ناچاقی	//	جلولاء	//
۷۵ھ کے واقعات	//	مہلب کے خلاف حجاج کی شکایت	//	صالح بن مسرح کی خانقین میں آمد	//
امارت عراق پر حجاج بن یوسف کا		صالح بن مسرح	//	حارث بن عمیرہ کی صالح خارجی سے	
تقرر	//	صالح بن مسرح کی گرفتاری کا حکم	۱۲۸	جنگ	۱۳۶
حجاج بن یوسف کی کوفہ میں آمد	//	باب ۶		صالح بن مسرح کا قتل	//
حجاج بن یوسف کا خطبہ	//	شبیب بن یزید خارجی	۱۲۹	حارث بن عمیرہ کا محاصرہ	//
مفرور فوجیوں کی واپسی کا حکم	۱۲۲	۷۶ھ کے واقعات	//	حارث کے سپاہیوں سے خوارج کی	
حجاج بن یوسف کو اہل کوفہ سے		صالح بن مسرح کا کردار	//	بدکلامی	//
خطاب	//	صالح بن مسرح کا خطبہ	//	شبیب کی بیعت	//

حارث بن عمیرہ پر شبیب خارجی کا		سورہ بن ابجر کا شبخون مارنے کا منصوبہ	״	سعید بن مجالد کا شبیب خارجی کا	
شب خون	۱۳۷	سورہ بن ابجر کا شبخون	״	تعاقب	۱۵۰
شبیب خارجی اور سلامہ بن سیار	״	سورہ بن ابجر کی پسپائی	״	شبیب خارجی کا سعید بن مجالد پر حملہ	״
فضالہ کے قتل کا واقعہ	״	شبیب خارجی کا تعاقب	۱۴۴	سعید بن مجالد کا قتل	۱۵۱
سلامہ بن سیار کا انتقام	۱۳۸	شبیب خارجی کی روانگی تکریت	״	جزل کی مراجعت مدائن	״
شبیب خارجی کی روانگی مدائن	״	سورہ بن ابجر کی فوج کی مراجعت کوفہ	״	شبیب خارجی کی [illegible]	״
بنی تیم بن شیبان پر شبیب خارجی کا		سورہ بن ابجر کی گرفتاری و رہائی	״	شبیب خارجی کی کوفہ کی جانب روانگی	״
حملہ	״	خوارج کی مہم پر جزل کا تقرر	״	سوید بن عبدالرحمن کا شبیب خارجی	
سیام بن دیان کی سلطنت کی پیشکش	۱۳۹	جزل کا حجاج کو مشورہ	۱۴۵	پر حملہ	״
خوارج کی نصیر بن ہبات سے مصالحت	״	شبیب خارجی کی تلاش	״	شبیب کا زرارہ میں قیام	۱۵۲
شبیب خارجی کی روانگی آذربائیجان	״	شبیب خارجی کی چال	״	سبخہ میں [illegible] افواج کا اجتماع	״
سفیان بن ابی العالیہ	۱۴۰	جزل کی محتاط پالیسی	״	شبیب خارجی کی محصورین سے	
ابن ابی العالیہ کو شبیب سے لڑنے کا حکم	״	شبیب خارجی کی فوج کی ترتیب	۱۴۶	اطمینانی	״
سورہ بن ابجر کی تاخیر	״	شبیب کا شبخون مارنے کا منصوبہ	״	شبیب خارجی کا کوفی فوج پر حملہ	״
سورہ بن ابجر کا ابن ابی العالیہ کو پیغام	״	شبیب خارجی کے سرداروں کو ہدایت	״	جزل کی شکست	۱۵۳
سفیان کا تعاقب خوارج	״	شبیب خارجی کا شبخون	״	جزل کا حجاج بن یوسف کے نام خط	״
سفیان بن عمیر اور ابن ابی العالیہ کا [illegible]	״	شبیب خارجی کا [illegible] پر حملہ	۱۴۷	حجاج کا خط بنام جزل	۱۵۴
شبیب خارجی کا ابن ابی العالیہ پر حملہ	۱۴۱	شبیب خارجی کی روانگی حلوان	״	شبیب خارجی کا کرخ میں قیام	״
سوید کا ابن ابی العالیہ کے قتل کا ارادہ	״	شبیب کا [illegible]	״	شبیب خارجی کا [illegible] پر حملہ	۱۵۵
ابن ابی العالیہ کی شکست	״	شبیب خارجی کی مراجعت کوفہ	۱۴۸	شبیب خارجی کا بنی ورقہ پر حملہ	״
ابن ابی العالیہ کے غلام غزوان کی		شبیب خارجی کی [illegible]	״	شبیب خارجی کا [illegible] پر حملہ	״
جاں نثاری	״	حجاج کا جزل کے نام تنبیہ آمیز خط	״	حجاج کی روانگی بصرہ	۱۵۶
سفیان بن ابی العالیہ کا حجاج کے نام		جزل کی خوارج کے تعاقب میں		شبیب خارجی کی کوفہ کی جانب پیش	
خط	۱۴۲	روانگی	۱۴۹	قدمی	״
حجاج کا خط بنام سورہ بن ابجر	״	مہم خوارج پر سعید بن مجالد کا تقرر	״	حجاج کی کوفہ میں آمد	۱۵۷
عدی بن عمیرہ کی روانگی مدائن	״	سعید بن مجالد کا فوج سے خطاب	״	شبیب خارجی کا قصر کوفہ پر حملہ	״
شبیب کا مدائن پر حملہ	״	جزل و سعید بن مجالد کی پالیسی سے		خوارج کی مسجد میں غارت گری	״
شبیب خارجی کا نہروان پر قیام	۱۴۳	اختلاف	״	حوشب کے غلام میمون کا قتل	״

[illegible] کا قصہ	۱۵۸	مقابلہ	۱۶۵	ابن الاشعث کی مراجعت [illegible]	۱۷۳
ابن ابی [illegible] کا قتل	//	محمد بن موسیٰ کا قتل	//	باہمی [illegible] ابن الاشعث کی	
نضر بن قعقاع	//	ابو [illegible] بن ابی موسیٰ الاشعری [illegible]	۱۶۶	[illegible]	//
[illegible] حارثی	//	شبیب خارجی کا [illegible]	۱۶۷	[illegible] اور ابن الاشعث کی ملاقات	//
شبیب خارجی کے تعاقب سے [illegible]		[illegible] کا [illegible]	//	شبیب کی [illegible] سے بیعت کی دعوت	۱۷۴
[illegible] کی روانگی	۱۵۹	[illegible] اور جزل	//	مقتولین کی تعداد	//
محمد بن موسیٰ کا [illegible] سجستان	//	عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث	//	ابن الاشعث کی مراجعت کوفہ	//
محمد بن موسیٰ اور حجاج	//	حجاج کا [illegible] کے نام پیغام	//	[illegible] کا [illegible]	۱۷۵
نضر بن قعقاع کا قتل	//	عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کی		مقتولین [illegible]	//
شبیب خارجی کی [illegible] کا جواب	۱۶۰	روانگی	۱۶۸	باب ۷	
زحر بن قیس کی [illegible]	//	ابن الاشعث کو حجاج کا مشورہ	//	شبیب [illegible]	۱۷۶
زحر اور شبیب خارجی کی جنگ	//	ابن الاشعث کو [illegible]	//	[illegible] تعاقب	//
زحر بن قیس کی [illegible] سے مراجعت کوفہ	۱۶۱	حجاج کا ابن الاشعث کو حکم	۱۶۹	محمد بن عبداللہ [illegible]	//
شبیب خارجی کی نگرانی میں [illegible]	//	شبیب کی تلاش	//	[illegible]	//
روز [illegible] فوجوں کا اجتماع	//	فریقین میں [illegible] جنگ کے [illegible]	//	[illegible]	//
سپہ سالار زائدہ بن قدامہ	۱۶۲	عثمان بن قطن کی عبدالرحمان کے		حجاج بن یوسف کا اہل کوفہ کو انتباہ	۱۷۷
زائدہ بن قدامہ کا فوج سے خطاب	//	خلاف [illegible]	۱۷۰	[illegible]	//
آغاز جنگ	//	امیر لشکر عثمان بن قطن	//	اہل کوفہ کی روانگی	//
اہل کوفہ کی شکست و پسپائی	۱۶۳	عبدالرحمن اور عقیل [illegible]		حجاج کی عبدالملک سے امداد طلبی	//
بشر بن غالب کا [illegible]	//	کا تعاقب	//	سفیان [illegible] کی روانگی	۱۷۸
شبیب خارجی کا زائدہ پر حملہ	//	ابن [illegible] کی شبیب خارجی سے	//	[illegible]	//
زائدہ بن قدامہ کا قتل	۱۶۴	درخواست	۱۷۱	[illegible]	//
شبیب کی بیعت کی دعوت	//	عثمان بن قطن کے سرداروں کو ہدایت	//	[illegible]	//
محمد بن موسیٰ کی [illegible]	//	خوارج پر حملہ	۱۷۲	شامی فوج کو حجاج کا پیغام	۱۷۹
شبیب خارجی کا محمد بن موسیٰ پر حملہ	//	شبیب کا [illegible] پر حملہ	//	عتاب بن ورقاء کی سپہ سالاری	//
محمد بن موسیٰ کو شبیب خارجی کی		[illegible] خالد بن نہیک پر حملہ	//	شبیب خارجی کی [illegible]	//
چیلنج	۱۶۵	عثمان بن قطن کا [illegible] پر حملہ	۱۷۳	شبیب خارجی اور مطرف کی مراسلت	۱۸۰
محمد بن موسیٰ اور شبیب خارجی کی		عثمان بن قطن کا خاتمہ	//	شبیب خارجی کا عتاب پر حملے کا ارادہ	//

مطرف کی روانگی [illegible]	۱۸۰	حارث بن معاویہ کا قتل	,,	شبیب کو شکست اور [illegible] ہونے کا	
عتاب کا سوق حکمہ میں قیام	۱۸۱	جنگ سخت	,,	حکم	۱۹۵
حجاج کا باشندگان کوفہ سے خطاب	,,	[illegible] کا قتل	۱۸۹	[illegible] شبیب کی بیوی سے متعلق	,,
شبیب خارجی کا [illegible] سے خطاب	,,	حجاج کی سورا کی طرف پیش قدمی	,,	[illegible] کا حکم	,,
شبیب خارجی کی عتاب کی طرف پیش		حجاج کا [illegible] عبدالرحمن کو حکم	,,	مصقلہ قدامی اور شبیب خارجی میں	
قدمی	۱۸۲	حجاج کا شامی فوج سے خطاب	,,	اختلاف	۱۹۶
عتاب کی صف بندی	,,	سوید اور محلل کا شامی فوج پر حملہ اور		غزالہ زوجہ شبیب خارجی کے مرنے کی	
قبیصہ بن والق کا عذر	,,	پسپائی	,,	تحقیق	,,
عتاب کی بے بسی	,,	شبیب کا حملہ و پسپائی	۱۹۰	خوارج کی پسپائی	,,
عتاب کا کوفی فوج سے خطاب	۱۸۳	شبیب کا حجاج ثقفی پر حملہ کرنے کا حکم	,,	خالد بن عبداللہ ورقی کی رہائی	۱۹۷
شبیب خارجی کی فوج کی ترتیب	,,	شبیب کا خوارج سے خطاب	,,	عمیر بن القعقاع کا قتل	,,
شبیب خارجی کا میسرہ پر حملہ	۱۸۴	شبیب خارجی کا دوسرا حملہ	,,	شبیب خارجی کی مراجعت دارالرزق	,,
عتاب بن ورقاء اور ابن [illegible] کی گفتگو	,,	خالد بن عتاب کا خوارج پر حملہ	۱۹۱	خالد بن عتاب اور مطر کا خوارج کا	
عبدالرحمن بن محمد کا فرار	۱۸۵	مصاد کا قتل	,,	تعاقب	,,
عتاب بن ورقاء کا قتل	,,	شامی سپاہ کا شبیب پر حملہ	,,	خالد بن عتاب کی دلیری	,,
زہرہ بن حویہ کا خاتمہ	,,	شبیب خارجی کی شکست و پسپائی	,,	حبیب بن عبدالرحمن کو تعاقب کرنے	
زہرہ بن حویہ کے قتل پر شبیب کا اظہار		حجاج کی مراجعت کوفہ	۱۹۲	کا حکم	۱۹۸
غم	,,	حجاج کی مجلس مشاورت	,,	شبیب کے ساتھیوں کو امان کی پیشکش	,,
شبیب خارجی کی بیعت	۱۸۶	قتیبہ کی حجاج پر تنقید	,,	شبیب خارجی کا حبیب پر شبخون	,,
شامی فوج کی آمد پر حجاج کا خطبہ	,,	قتیبہ کو حجاج کا جنگ میں شریک		شبیب خارجی کا حبیب کی سپاہ پر حملہ	,,
فروہ بن لقیط کا بیان	,,	[illegible] کا مشورہ	,,	شبیب خارجی کی مراجعت	۱۹۹
[illegible] کا قتل	,,	حجاج اور قتیبہ کی ملاقات	۱۹۳	شبیب خارجی اور سوید خارجی کی گفتگو	,,
شبیب خارجی کی [illegible] سے ہجرت	۱۸۷	قتیبہ کی پیش قدمی	,,	شبیب خارجی کا کرمان میں قیام	۲۰۰
سفیان بن الابرد کی پیش قدمی	,,	غزالہ زوجہ شبیب کی منت	,,	سفیان بن الابرد کو شبیب کے تعاقب کا	
حبیب بن عبدالرحمن بن مخنف	,,	حجاج اور شبیب کی سخت لڑائی	,,	حکم	,,
حبیب بن عبدالرحمن کی ابن الابرد سے		حجاج کی سپاہ کی جنگ میں آمد	۱۹۴	حجاج کی حکم بن ایوب کو ہدایت	,,
گفتگو	۱۸۸	خالد بن عتاب بن ورقاء کی حکمت عملی	,,	سفیان کی صف بندی	,,
شبیب خارجی کا [illegible] میں قیام	,,	حجاج کے مخبر کی گرفتاری و رہائی	۱۹۵	شبیب خارجی کا حملہ	۲۰۱

خوارج کی تیر اندازی	//	مطرف کی خوارج کو دعوت	۲۰۹	حجاج کا براء بن قبیصہ کے نام خط	۲۱۷
خوارج کی مراجعت	//	خارجیوں کی رائے	//	براء بن قبیصہ کی جنگی تیاری	//
فروہ بن لقیط کا بیان	۲۰۳	سوید خارجی کی مطرف سے دوسری		عمرو بن ہبیرہ کی سفارت	//
شبیب خارجی کی ہزیمت کی وجہ	//	ملاقات	//	عمرو بن ہبیرہ کی مطرف سے جنگ	//
سفیان کی	//	شبیب خارجی کا مطرف کو پیغام	۲۱۰	قیس بن سعد العجلی کا حجاج سے انتقام	//
شبیب خارجی اور مقاتل کی گفتگو	//	مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کا ساتھیوں		حجاج کا قیس کی معزولی کا فیصلہ	۲۱۸
شبیب خارجی کی غرقابی	۲۰۴	سے مشورہ	۲۱۱	عدی بن وتاد کو مطرف پر فوج کشی کا حکم	//
خوارج کا فرار	//	[illegible] مدائن چھوڑنے کا		عدی کی جنگی تیاری	//
شبیب خارجی کا حال	//	مشورہ	//	عدی کی صف بندی	۲۱۹
شبیب خارجی کی والدہ کا بیان	//	مطرف کی مدائن سے روانگی	//	عدی اور براء بن قبیصہ کی کشیدگی	//
شبیب خارجی کے والدین	۲۰۴	قبیصہ بن عبدالرحمن کی آمد	۲۱۲	[illegible]	//
شبیب خارجی کی والدہ کا خواب	//	مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کا خط	//	مطرف کی صف بندی	۲۲۰
شامی فوج کا حملہ	//	سبرہ بن عبدالرحمن اور عبداللہ بن کناز		بکیر بن ہارون کا [illegible] سے	
شبیب خارجی کی جنگی چال	۲۰۵	کی علیحدگی	//	خطاب	//
شامی فوج میں افراتفری	//	سوید بن عبدالرحمن والی حلوان کی		عدی کے آزاد غلام [illegible] کا قتل	//
غلام حیان کا شبیب کو قتل کرنے کا		مخالفت	۲۱۳	حجاج بن جاریہ کا میسرہ پر حملہ	۲۲۱
ارادہ ناکام	//	[illegible]	//	ربیع بن یزید کا [illegible] زہیر	
باب ۸		سوید اور مطرف کی مصالحت	//	پر حملہ	//
مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کی بغاوت	۲۰۶	مطرف کی کردوں سے مڈبھیڑ	۲۱۴	سلیمان بن صخر مزنی کا قتل	//
آل مغیرہ بن شعبہ کے ذاتی		مطرف کی حمزہ بن مغیرہ سے علیحدگی	//	عمرو بن ہبیرہ کی شجاعت	۲۲۲
امتیازات	//	حمزہ بن مغیرہ کی مطرف کو امداد	۲۱۵	[illegible] کا قتل	//
مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کا اہل مدائن کو		مطرف کا قم کاشان میں قیام	//	مطرف کے ساتھیوں کو حجاج بن	
خطبہ	//	شبیب خارجی کے قتل پر مطرف کا		جاریہ کا امان	//
تمیم بن حارث کی طرف سے گفتگو	//	اظہار افسوس	//	باب ۹	
مطرف کی حجاج سے علیحدگی	۲۰۷	مطرف کا خط [illegible] مرزبان و دیگر		قطری بن الفجاءہ کی شورش	۲۲۳
مطرف بن مغیرہ بن شعبہ اور شبیب		سادات	۲۱۶	قطری بن الفجاءہ کی طاقت	//
خارجی	//	[illegible] مرزبان [illegible] کی آمد	//	جنگ بستان	//
مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کی [illegible]	۲۰۸	براء بن قبیصہ کی حجاج کو اطلاع	//	مہلب اور خوارج کی جنگ	//

کوہستانی علاقہ کی مہلب کو حوالگی 〃
حجاج کا مہلب کے نام خط ۲۳۵
مہلب کا خوارج پر حملہ 〃
پسران مہلب کی شجاعت 〃
ابن طلحہ کا بیان 〃
بسام بن مہلب کی روانگی ۲۳۶
مہلب کا حجاج کے نام خط 〃
کعب اشقری کے شعر کا مطالبہ 〃
قطری خارجی اور خوارج میں اختلاف 〃
قطری خارجی اور مخالف خوارج کی شب و روز جنگ ۲۳۷
حجاج کا مہلب کو خوارج پر حملہ کرنے کا حکم 〃
مہلب کی خوارج کی خانہ جنگی میں خاموشی 〃
قطری کی روانگی طبرستان 〃
خوارج کی عبد ربہ کبیر کی بیعت 〃
سفیان بن الابرد کا قطری خارجی کا تعاقب ۲۳۸
ایک ضعیفہ کا سوار یمنی حسن پر حملہ 〃
قطری خارجی اور ایک گنوار 〃
قطری خارجی کا قتل ۲۳۹
قطری خارجی کے قتل کے مدعی 〃
ابو الجہم بن کنانہ کا اعزاز 〃
لشکر سفیان کا قتل قطری پر دعویٰ 〃
عبیدہ بن ہلال خارجی کا قتل ۲۴۰
سفیان بن الابرد کی معزولی 〃

باب ۱۰

امیہ بن عبد اللہ و بکیر بن وشاح ۲۳۱
امیہ بن عبد اللہ حاکم خراسان ۲۳۱
امیہ اور بکیر میں کشیدگی 〃
امیہ کی فوج کا کشماہن میں اجتماع 〃
بکیر بن وشاح کی مراجعت مرو 〃
امیہ بن عبد اللہ کی پیش قدمی ۲۳۲
ثابت قطبہ کا بکیر کو مشورہ 〃
زیاد بن امیہ کی اسیری 〃
امیہ کا بکیر کے ہم قبیلوں سے مشورہ ۲۳۳
امیہ بن عبد اللہ کی مراجعت مرو 〃
امیہ کا شامیوں پر شبخون 〃
ثابت بن قطبہ کی گرفتاری اور رہائی ۲۳۴
امیہ اور بکیر کی جنگ 〃
بکیر کی پسپائی اور مرو 〃
حیرہ میں قیام 〃
عبید اللہ کی جنگ میں بکیر و امیہ کے مورچے 〃
حریث بن قطبہ کا بکیر پر مہلک وار ۲۳۵
امیہ کا بکیر کا محاصرہ 〃
بکیر اور امیہ میں مصالحت 〃
امیہ اور بکیر میں معاہدہ 〃
امیہ کا ثابت القرۃ سے حسن سلوک ۲۳۶
بکیر کی معزولی 〃
بکیر بن وشاح کے خلاف شکایت 〃
بکیر بن وشاح کی گرفتاری ۲۳۷
بکیر کے خلاف گواہی 〃
یعقوب بن نعمان کی سفارش 〃
بکیر بن وشاح کا قتل ۲۳۸
احنف بن عبد اللہ کو معافی 〃
امیہ کا جہاد و واپسی 〃
امیر حج ابان بن عثمان و عمال 〃

باب ۱۱

مہلب بن ابی صفرہ ۲۳۹
امیہ بن عبد اللہ کی برطرفی 〃
مہلب کی عزت افزائی 〃
مہلب کے ساتھیوں کے اعزازات 〃
عبید اللہ بن ابی بکرہ کا امارت سجستان پر تقرر 〃
مہلب کا امارت خراسان پر تقرر ۲۴۰
امارت خراسان کے لیے مہلب کی خواہش 〃
عبد الرحمن بن عبد اللہ کی مہلب کی سفارش 〃
مہلب سے اہواز کی مال گزاری کی طلبی 〃
حبیب بن مہلب کی روانگی خراسان ۲۴۱
امیر حج ولید بن عبد الملک و عمال 〃
۷۹ ہجری کے واقعات 〃
عبید اللہ بن ابی بکرہ کی سجستان میں آمد 〃
رتبیل کی عہد شکنی 〃
عبید اللہ کی رتبیل پر فوج کشی ۲۴۲
عبید اللہ بن ابی بکرہ کی پیش قدمی 〃
عبید اللہ بن ابی بکرہ کی رتبیل سے صلح کی پیشکش 〃
شریح بن ہانی کی صلح کی مخالفت 〃
شریح بن ہانی کی شہادت ۲۴۳
رتبیل کے متعلق حجاج کا عبد الملک

[illegible] ،،
امیر حج ابان بن عثمان [illegible] ،،
۸۰ھ کے واقعات ۴۴۳
[illegible] سے جنگ ،،
مہلب کی کش پر فوج کشی ،،
مہلب کا [illegible] محاصرہ ،،
حبیب بن مہلب کی [illegible] پر فوج کشی ۴۴۵
[illegible] ،،
[illegible] کی [illegible] ،،
مہلب کی [illegible] پر [illegible] ،،
عبدالملک کا رتبیل کے خلاف جہاد کا اعلان ۴۴۶
حجاج اور عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی عداوت ،،
حجاج کی فوج کو [illegible] ۴۴۷
[illegible] حجاج کا [illegible] ،،
رتبیل کی سرحد پر عبدالرحمٰن بن الاشعث کی فوج کشی ،،
عبدالرحمٰن کا سجستان میں قیام ،،
رتبیل کی عبدالرحمٰن کو [illegible] کی پیشکش ۴۴۸
عبدالرحمٰن کی رتبیل پر فوج کشی ،،
عبدالرحمٰن بن الاشعث کی فتوحات ،،
[illegible] کی [illegible] شکست ،،
امارت سجستان پر [illegible] کا تقرر ۴۴۹
امیر حج ابان بن عثمان [illegible] ،،
۸۱ھ کے واقعات ،،
بحیر کا قتل ،،
بحیر بن ورقاء ،،
[illegible] پر حملہ ۴۴۹
صعصعہ بن حرب العوفی [illegible]
[illegible] ۴۵۰
صعصعہ کی بحیر سے ملاقات ،،
بحیر پر صعصعہ کا [illegible] ،،
صعصعہ کا بحیر پر حملہ ،،
بحیر بن ورقاء کا قتل ۴۵۱
صعصعہ کا قتل ،،
قبیلہ عوف [illegible] کی شورش ،،
صعصعہ کی [illegible] ۴۵۲
عبدالرحمٰن کی شکست کی [illegible] سے حجاج کا انتقام ،،

باب ۲

عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث ۴۵۳
حجاج کا جنگ جاری رکھنے پر اصرار ،،
حجاج کا دوسرا خط بنام عبدالرحمٰن ،،
حجاج کا عبدالرحمٰن کے نام تیسرا خط ،،
عبدالرحمٰن کی ساتھیوں سے گفتگو ،،
عبدالرحمٰن بن الاشعث کا فوج سے خطاب ۴۵۴
عامر بن واثلہ الکنانی کی تقریر ،،
عبدالمؤمن بن شبث کا فوج سے خطاب ،،
عبدالرحمٰن بن الاشعث کی بیعت ۴۵۵
[illegible] سے [illegible] کی [illegible] ،،
عبدالرحمٰن اور رتبیل میں مصالحت ،،
عبدالرحمٰن بن الاشعث کی مراجعت عراق ،،
[illegible] کی اطاعت سے انحراف ۴۵۶
سپاہ کا عبدالرحمٰن سے [illegible] ،،
مہلب کا حجاج کو مشورہ ،،
عبدالملک کا اہل شام سے خطاب ۴۵۷
حجاج اور عبدالملک کی مراسلت ،،
حجاج کی [illegible] ،،
[illegible] عبدالرحمٰن کی [illegible] ۴۵۸
[illegible] کی [illegible] ،،
حجاج کا [illegible] قیام ،،
حجاج بن یوسف کی پشیمانی ،،
ابن الاشعث کا [illegible] میں قیام ۴۵۹
حجاج کی پہلی شکست ،،
[illegible] کی بیعت ،،
حجاج کی بصرہ میں آمد ،،
امیر حج سلیمان بن عبدالملک ،،
۸۲ھ کے واقعات ۴۶۰
جنگ زاویہ ،،
عراقیوں کی پسپائی ،،
مقتولین معرکہ زاویہ ۴۶۱
سعید بن [illegible] کی شجاعت ،،
[illegible] ،،
عبدالرحمٰن بن عباس کی [illegible] ،،
[illegible] کا قتل ،،
ابن الاشعث کی کوفہ کی جانب پیش قدمی ۴۶۲
مطر بن ناجیہ کا قصر پر [illegible] سے مصالحت ،،
ابن الاشعث کا کوفہ میں استقبال ،،

[illegible] ۲۶۲
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۲۶۳
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible]
[illegible] ۲۶۴
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۲۶۵
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۲۶۶
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۲۶۷
[illegible] 〃
[illegible]
[illegible] ۲۶۸
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃

[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۲۷۰
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۲۷۱
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۲۷۲
[illegible] ۲۷۳
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible]
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۲۷۴
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible]
[illegible] ۲۷۵
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃

[illegible] ۲۷۵
[illegible] 〃
[illegible] ۲۷۶
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۲۷۷
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۲۷۸
[illegible]
[illegible] 〃
[illegible]
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۲۷۹
[illegible] 〃
[illegible] ۲۸۰
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۲۸۱
[illegible]
[illegible] 〃
[illegible]

کی اطاعت ۲۸۱
حجاج کی بیعت ۲۸۲
[illegible] قرآن کی تحریر 〃
ایک شخص کا قتل 〃
ایک اونٹ کا تذکرہ ۲۸۳
عبداللہ بن عبدالرحمن کا بصرہ پر قبضہ 〃
عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث کی بصرہ میں آمد 〃
ابن الاشعث کا مسکن میں قیام 〃
کوفہ اور شکست خوردہ ساتھیوں کا مسکن میں اجتماع ۲۸۴
جنگ مسکن 〃
حجاج کا فوج سے خطاب 〃
جنگ کا آغاز 〃
ابوالبختری اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا خاتمہ 〃
بسطام بن مصقلہ کا حملہ ۲۸۵
جبیر بن ربیعہ کا قتل 〃
ابن الاشعث کی شکست و پسپائی 〃
عمارہ بن تمیم کا ابن الاشعث کا تعاقب 〃
ابن الاشعث کا کرمان میں استقبال ۲۸۶
رتبیل اور ابن الاشعث کی گفتگو 〃
ابن الاشعث کا بست میں استقبال 〃
عبدالرحمن بن الاشعث کی گرفتاری 〃
رتبیل کا محاصرہ بست 〃
رتبیل اور حجاج میں مصالحت ۲۸۷
[illegible] کی بست آمد 〃
شکست خوردہ فوج کا سجستان میں اجتماع 〃
ابن الاشعث کو خراسان جانے کی دعوت 〃
ابن الاشعث کی سجستان سے روانگی ۲۸۸
ابن الاشعث کی یزید بن مہلب کے حدود میں آمد 〃
عبداللہ بن عبدالرحمن بن سمرہ کی علیحدگی 〃
ابن الاشعث [illegible] 〃
عبدالرحمن بن عباس کی بیعت ۲۸۹
عبدالرحمن بن عباس کی خراسان کی طرف آمد 〃
یزید بن مہلب کی عبدالرحمن بن عباس کو پیش کش 〃
عبدالرحمن بن عباس کی مال گزاری کی وصولی 〃
مفضل بن مہلب کی پیش قدمی 〃
[illegible] کی مرو میں نیابت ۲۹۰
مفضل بن مہلب کو [illegible] کا حکم 〃
آغاز جنگ 〃
عبدالرحمن بن عباس کی شکست و پسپائی 〃
[illegible] ۲۹۱
دیر الجماجم جنگ کی [illegible] 〃
عبداللہ بن عبدالرحمن بن سمرہ کی گرفتاری 〃
[illegible] 〃
محمد بن سعد بن ابی وقاص کو امان 〃
عمر بن موسیٰ بن عبید سے جواب طلبی 〃
[illegible] کا قتل ۲۹۲
[illegible] کا قتل 〃
[illegible] کی رہائی 〃
عامر شعبی کی کوفہ میں طلبی 〃
شعبی کی [illegible] ۲۹۳
عامر شعبی [illegible] کا قتل 〃
عمر بن ابی الصلت [illegible] ۲۹۴
[illegible] قتیبہ بن مسلم کا تقرر 〃
عمر بن ابی خباشہ کی طلب 〃
[illegible] کی رہائی 〃
[illegible] کا حکم ۲۹۵
حجاج کی [illegible] سے جواب طلبی 〃
محمد بن سعد بن ابی وقاص کی [illegible] 〃
محمد بن سعد کا قتل 〃
عمر بن موسیٰ کا قتل ۲۹۶
[illegible] عبداللہ بن عبدالرحمن کو رہائی 〃
عبداللہ بن عامر کا قتل 〃
فیروز حصین [illegible] ۲۹۷
فیروز حصین کا قتل 〃
ابن شوذب کی روایت 〃
بصرہ [illegible] کی ابن الاشعث کی حمایت کی وجہ 〃
حجاج [illegible] فریب ۲۹۸
[illegible] 〃
جنگ [illegible] کی دوسری روایت 〃
[illegible] 〃
حجاج کی میدان جنگ سے پسپائی ۲۹۹

شاہ ترمذ کا شگون ۲۹۹
ابن الاشعث کا فرار 〃
ابن الاشعث کی [illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۳۰۰
ابن الاشعث کے قتل کا واقعہ 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۳۰۱
[illegible] کے اقدامات 〃
[illegible] ابن القریہ کی گرفتاری 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۳۰۲
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۳۰۳
[illegible] کے اقدامات 〃
[illegible] ابن الاشعث سے [illegible] 〃
[illegible] ۳۰۴
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۳۰۵
[illegible] 〃
[illegible] 〃
ابن الاشعث کی گرفتاری 〃
[illegible] 〃
ابن الاشعث کے سر کی روانگی 〃
[illegible] ۳۰۶
[illegible] کے اشعار ۳۰۷

باب ۱۳

یزید بن مہلب ۳۰۸
حجاج کی [illegible] 〃
حجاج کی یزید بن مہلب سے بدگمانی 〃
حجاج کی یزید بن مہلب کے متعلق [illegible] سے مشورہ ۳۰۹
[illegible] 〃
آل مہلب کے خلاف حجاج کی شکایت 〃
یزید بن مہلب کی معزولی 〃
یزید بن مہلب کی طلبی ۳۱۰
[illegible] مفضل بن مہلب کا تقرر 〃
مفضل بن مہلب کی معزولی 〃
[illegible] کے اشعار 〃
یزید بن مہلب کی [illegible] ۳۱۱
[illegible] 〃
حجاج کا آل مہلب کو گرفتار کرنے کا منصوبہ 〃
مفضل بن مہلب [illegible] ۳۱۲
[illegible] 〃
[illegible] 〃
موسیٰ بن عبداللہ بن خازم [illegible] 〃
[illegible] 〃
موسیٰ بن عبداللہ بن خازم [illegible] 〃
[illegible] 〃
موسیٰ بن عبداللہ [illegible] 〃
مقابلہ ۳۱۳
موسیٰ بن عبداللہ [illegible] 〃
موسیٰ بن عبداللہ [illegible] 〃
[illegible] 〃
موسیٰ بن عبداللہ کی [illegible] ۳۱۴
[illegible] کے موسیٰ بن عبداللہ سے [illegible] 〃
موسیٰ بن عبداللہ [illegible] 〃
موسیٰ بن عبداللہ کی شکست [illegible] ۳۱۵
[illegible] 〃
موسیٰ بن عبداللہ کا محاصرہ 〃
موسیٰ بن عبداللہ [illegible] منصوبہ ۳۱۶
موسیٰ بن عبداللہ [illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] منصوبہ 〃
[illegible] ۳۱۷
[illegible] 〃
مہلب کی اپنے بیٹوں کو [illegible] کے متعلق [illegible] 〃
[illegible] ۳۱۹
یزید بن مہلب [illegible] 〃
[illegible] 〃

[illegible] سے [illegible]
فراغت //
[illegible] ثابت [illegible] سے قتل کا
منصوبہ //
ترکوں کی موسیٰ بن عبداللہ پر فوج کشی ۳۱۹
ابن خازم کا عجمیوں پر حملہ //
حریث بن قطبہ کا تعاقب ۳۲۰
عجمیوں کا ثابت بن قطبہ کے قتل پر
اصرار //
ثابت بن قطبہ کا فرار //
موسیٰ بن عبداللہ کی ثابت پر فوج کشی ۳۲۱
ثابت کی طرخون سے امداد طلبی //
رقبہ اور ثابت بن قطبہ //
ثابت بن قطبہ کی رقبہ کو امداد ۳۲۲
یزید بن ہزیل کی ثابت سے ملاقات //
ہمراہیان یزید کی بچیوں کی حوالگی //
یزید کا ثابت بن قطبہ پر مہلک وار ۳۲۳
ہمراہیان یزید بن ہزیل کا قتل //
ثابت بن قطبہ کا انتقال //
طرخون پر شبخون مارنے کا قصد //
موسیٰ بن عبداللہ کا طرخون پر شبخون ۳۲۴
طرخون پر حملہ ۳۲۴
طرخون کی جنگ بند کرنے کی پیشکش //
موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کی شجاعت و
دلیری ۳۲۵
مدرک بن مہلب کی موسیٰ بن عبداللہ پر
فوج کشی //
عثمان بن مسعود کی [illegible] //
[illegible] کی تحریک [illegible]
خاتمہ //
[illegible] ۳۲۶
موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا محاصرہ //
موسیٰ بن عبداللہ کی فیصلہ کن جنگ //
[illegible] کا جوابی حملہ //
موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا قتل //
عربوں کا قتل ۳۲۷
مہلب بن [illegible] اور رقبہ بن الحر کو
معافی //
[illegible] اور [illegible] کا اعلان //
[illegible] کی حوالگی //
عبدالعزیز کو خلافت سے محروم کرنے
کا منصوبہ ۳۲۸
روح بن زنباع کا مشورہ //
قبیصہ بن ذؤیب کے اختیارات //
عبدالعزیز بن مروان کی موت کی
اطلاع //
عبدالعزیز کی معزولی کی تحریک کا بانی
حجاج ۳۲۹
عمران بن عصام کا [illegible] //
عبدالعزیز کا [illegible] خلافت سے [illegible]
[illegible] سے انکار //
عبدالعزیز بن مروان سے ترک تعلق //
عبدالملک کی خاموشی //
عبدالملک کی بددعا ۳۳۰
محمد بن یزید کا باپ کے لیے [illegible]
سفارش //
محمد بن یزید کا بیان //
[illegible] سے عبدالملک کی
[illegible] //
ولید اور سلیمان کی ولی عہدی کا اعلان //
ولید کی [illegible] بیعت سے [illegible] ۳۳۱
ہشام بن اسماعیل کو بیعت لینے کا حکم //
سعید بن المسیب کو بیعت کرنے سے
انکار //
سعید بن المسیب کی اہانت و تذلیل ۳۳۲
سعید بن المسیب سے بدسلوکی پر
عبدالملک کا اظہار افسوس //
[illegible] بن اسماعیل //
۸۶ھ کے واقعات //
عبدالملک کی وفات //
مدت حکومت //
عبدالملک کی عمر ۳۳۳
عبدالملک کا شجرہ نسب //
عبدالملک کی ازواج و اولاد //
مسلمہ بن زید بن وہب سے عبدالملک
کی گفتگو //
مسلمہ بن زید کے اشعار ۳۳۴
ابوقطیفہ عمرو بن ولید کے اشعار //

باب ۱۳

ولید بن عبدالملک ۳۳۹
بیعت خلافت //
ولید بن عبدالملک کا پہلا خطبہ امارت //
خراسان پر قتیبہ بن مسلم کا تقرر //
قتیبہ کا جہاد پر خطبہ ۳۴۰

قتیبہ بن مسلم کی پیش قدمی	۳۲۷	راجہ داہر کا قتل	۳۳۲	اہل مدینہ کی شکایت اور عمر بن عبدالعزیز	
[illegible] کی امداد	″	سندھ کے شہروں پر قبضہ	″	کی شکایت کی [illegible]	″
قتیبہ کی مرو کو مراجعت	۳۲۸	اہل سندھ کی شکست	″	حضرت عمر بن عبدالعزیز [illegible]	
سندھ میں فتوحات	″	[illegible]	″	[illegible]	″
حجاج کو [illegible]	″	[illegible]	۳۳۳	۹۱ھ کے واقعات	۳۳۹
اہل شام کی [illegible]	″	[illegible]	″	مسلمہ بن عبدالملک کی [illegible] پر	
راجہ داہر اور [illegible]	″	[illegible]	″	فوج کشی	″
حبیب بن مہلب [illegible]		[illegible] کی فتح	″	قتیبہ بن مسلم [illegible] کی	
بغاوت	۳۲۹	مسلم بن ابی [illegible] امانت کا واقعہ	۳۳۴	تسخیر	″
امیر حج ہشام بن اسمٰعیل	″	مسلم بن ابی [illegible] امانت کی [illegible]	″	قتیبہ بن مسلم کی [illegible] خوارزم سے	
۸۹ھ کے واقعات	″	امیر حج حضرت عمر بن عبدالعزیز		جنگ	″
ہشام بن اسمٰعیل کی معزولی	″	ولید	″	[illegible] کا بیان	″
اہل مدینہ پر حضرت عمر بن		۹۰ھ کے واقعات	۳۳۵	خالد بن عبداللہ القسری	۳۴۰
عبدالعزیز کا تقرر	″	قلعہ [illegible] کی فتح	″	امیر حج حضرت عمر بن عبدالعزیز	″
فقہائے مدینہ کی مجلس	″	اہل مدینہ کی [illegible] کے لیے	″	۹۲ھ کے واقعات	″
فقہائے مدینہ سے حضرت عمر بن		امہات المومنین کے مکانات کا انہدام	″	مسلمہ بن عبدالملک [illegible]	
عبدالعزیز کا خطاب	″	مسجد نبوی کی توسیع کا منصوبہ	۳۳۶	[illegible] کا جہاد	″
سعید بن مسیب کا حجاج سے حسن		مکانات کی قیمت کی ادائیگی	″	[illegible]	″
سلوک	۳۳۰	مسجد نبوی کا نقشہ	″	امیر [illegible] بن [illegible] کی [illegible]	
حجاج کی شکایت [illegible]	″	صالح بن کیسان کا بیان	″	[illegible]	″
[illegible]	″	مسجد نبوی کے لیے قیصر روم کی پیشکش	″	قتیبہ بن مسلم [illegible]	۳۴۱
[illegible]	″	مسجد نبوی کی تعمیر	۳۳۷	بخارا کا محاصرہ	″
یزید اور قتیبہ بن مسلم میں مصالحت	″	اہل [illegible] کی اطاعت	″	[illegible]	″
مسلمہ بن عبدالملک کی روم پر		ترکوں کا [illegible]	″	مسلمانوں کو [illegible] حملہ	″
فوج کشی	۳۳۱	قتیبہ بن مسلم کی [illegible]	″	قتیبہ کی [illegible] سے درخواست	″
قتیبہ بن مسلم کا [illegible] پر حملہ	″	ترکوں کی شکست و فرار	″	[illegible] سردار [illegible]	″
مسلمانوں کی [illegible]	″	[illegible] کا حکم	″	[illegible] اور [illegible] ترکوں پر حملہ	۳۴۲
سندھ کی [illegible] بن مسلم	″	[illegible] کا حکم	۳۳۸	ترکوں کی شکست [illegible]	″

[illegible] کا اعلان ״
قتیبہ بن مسلم کی مراجعت مرو ۳۵۳
[illegible] طرخون
کی تجویز ״
[illegible] ״
قتیبہ بن مسلم اور طرخون میں
معاہدہ ״
نیزک کا طخارستان جانے کا ارادہ ״
نیزک کی [illegible] ۳۵۴
نیزک کی [illegible] ״
نیزک کی بغاوت ״
شاہ [illegible] اسیری ״
عبدالرحمن بن مسلم کو طالقان جانے کا
حکم ۳۵۵
عبدالرحمن کا طالقان میں قیام ״
قتیبہ بن مسلم کی طالقان پر فوج کشی ״
[illegible]
[illegible] ״
آل مہلب کی اسیری ۳۵۶
یزید بن مہلب کی [illegible] ״
یزید بن مہلب [illegible]
مہلب [illegible] ״
آل مہلب پر [illegible] ״
یزید بن مہلب کی جیل خانہ سے فرار ״
سلیمان بن عبدالملک کا اقرار ۳۵۷
پسران مہلب کے فرار پر حجاج کی
[illegible] ״
پسران مہلب سے [illegible] ״
پسران مہلب کی روانگی شام ״
یزید بن مہلب کا سلیمان بن عبدالملک
کی امان ״
ولید کا حجاج کو یزید [illegible]
مطالبہ ۳۵۸
سلیمان کا ولید بن عبدالملک کے نام
خط ״
یزید بن مہلب کی طلبی ״
یزید بن مہلب کی سلیمان سے درخواست ״
یزید بن مہلب اور ایوب بن سلیمان
کی روانگی ۳۵۹
ایوب بن سلیمان کی ولید بن عبدالملک
سے درخواست ״
سلیمان کی یزید بن مہلب کے لیے
سفارش ״
آل مہلب کی واپسی ۳۶۰
[illegible] حبیب بن مہلب سے سلوک ״
سلیمان بن عبدالملک کے بیٹے کا
سب سے حسن سلوک ״
[illegible] اور سلیمان بن
عبدالملک کی گفتگو ״
سلیمان بن عبدالملک کا [illegible]
[illegible] ۳۶۱
باب ۱۵
قتیبہ بن مسلم ۳۶۲
[illegible] کے اقدامات ״
قتیبہ بن مسلم کی مرو سے [illegible] ״
[illegible] ״
فاریاب کی اطاعت ״
قتیبہ بن مسلم کا جوزجان میں استقبال ״
قتیبہ کا [illegible] ۳۶۳
نیزک کی [illegible] ״
نیزک کا [illegible] میں پناہ ״
سلیم ناصح کا تقرر ״
سلیم الناصح کی نیزک سے ملاقات ۳۶۴
سلیم الناصح کا نیزک کو مشورہ ״
نیزک کو سلیم الناصح کی امان ״
نیزک اور قتیبہ کے سرداروں کی روانگی ۳۶۵
قتیبہ [illegible] سرداروں اور نیزک کی روانگی ״
[illegible] کو آگاہ کرنے کی
اجازت ״
نیزک [illegible] کے قتل [illegible] کا مشورہ ״
نیزک اور [illegible] سرداروں کا قتل ۳۶۶
نیزک کے قتل کے بعد [illegible]
[illegible] ״
شاہ جوزجان کے متعلق [illegible] کی ہدایات ״
شاہ جوزجان کی طلبی ״
شاہ جوزجان کی مراجعت ۳۶۷
نیزک کے [illegible] کی قیمت ״
[illegible] ״
قتیبہ کی مراجعت ״
[illegible] ״
[illegible] کا قتل ۳۶۸
شاہ شومان کی بدعہدی ״
قتیبہ کی شومان پر فوج کشی ״
شومان کی تسخیر ״

کش، نسف اور فریاب کی فتح	۳۶۹	خرزاذ کا قتل	"	کفار پر صالح کا حملہ	"
عبدالرحمٰن بن مسلم کی صغد پر فوج کشی	"	قتیبہ بن مسلم کا صغد پر حملہ کرنے کا عزم	"	مال غنیمت اور مقتولین کے سر	"
طرخون کی ادائے خراج	"	صغد پر فوج کشی	۳۷۶	مجاہدین کو انعام و اکرام	"
طرخون کی اسیری و خودکشی	"	قتیبہ کا فوج سے خطاب	"	اہل صغد کی مایوسی	۳۸۲
[illegible] کی بیعت	۳۷۰	صغد کا محاصرہ	"	قتیبہ کا عزم	"
قتیبہ بن عبداللہ کا باہلی نسب سے خطاب	"	قتیبہ کا فوج سے خطاب	"	معرکۂ سمرقند	"
ابو عیینہ اور خالد بن عبداللہ القسری کی	"	صغد کا محاصرہ	"	سمرقند کی فتح	"
ولید بن عبدالملک کی مدینہ میں آمد	۳۷۱	اہل صغد کی ملک الشاش اخشاذ اور		قتیبہ کا قصد	۳۸۳
مسجد نبوی کا معائنہ	"	فرغانہ سے امداد طلبی	"	عبداللہ بن مسلم کی نیابت	"
سعید بن المسیب کا مرتبہ	"	ملک الشاش اور اخشاذ کا شبخون		ایاس بن عبداللہ کے خلاف شورش	"
ولید بن عبدالملک اور سعید بن المسیب	"	مارنے کا منصوبہ	۳۷۷	حیان النبطی کی گرفتاری	۳۸۴
[illegible]	۳۷۲	قتیبہ کو شبخون مارنے کی اطلاع	"	مغیرہ بن عبداللہ کی خوارزم پر فوج کشی	"
ولید بن عبدالملک کا خطبہ	"	صالح بن مسلم کی پیش قدمی	"	طلیطلہ کی مہم	"
ولید اور رجاء بن حیوۃ کی گفتگو	"	صالح بن مسلم اور مشرکین کی جنگ	"	موسیٰ بن نصیر کی نماز استسقاء	"
امیر حج ولید بن عبدالملک و عمال	"	شاہ صغد کا قتیبہ پر طنز	۳۷۸	حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی	
۹۲ھ کے واقعات	۳۷۳	قتیبہ کا فوج کا معائنہ	"	معزولی	۳۸۵
فتح اندلس	"	قتیبہ کی منتخب فوج کا حملہ	"	امارت مدینہ پر عثمان بن حیان کا تقرر	"
قتیبہ کی سجستان پر فوج کشی	"	صغد پر سنگ باری	"	خبیب بن عبداللہ بن زبیر کا	
امیر حج حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے	"	اہل صغد کی امان کی درخواست	۳۷۹	خاتمہ	"
۹۳ھ کے واقعات	"	صلح نامہ کی شرائط	"	امیر حج عبدالعزیز بن ولید بن عبدالملک	"
[illegible] پر فوج کشی	"	شرائط صلح کی تکمیل	"	۹۴ھ کے واقعات	"
خرزاد کا ظلم و استبداد	"	مال غنیمت کے متعلق باہلی کا بیان	"	قتیبہ کی خجند و فرغانہ پر فوج کشی	۳۸۶
شاہ خوارزم کی قتیبہ سے درخواست	۳۷۴	غورک کی شاہان شاش و فرغانہ اور		شاش کی تاراجی	"
شاہ خوارزم کی مجلس میں بحث و تکرار	"	خاقان سے امداد طلبی	۳۸۰	مدینہ سے عراقیوں کی جلاوطنی	"
شاہ خوارزم کی مجلس مشاورت	"	غورک کی فوج کی آمد	"	عثمان بن حیان کی مدینہ میں آمد	"
قتیبہ اور خوارزم میں مصالحت	"	قتیبہ کا منتخب فوج سے خطاب	"	عراقیوں کا مدینہ سے خروج	"
شاہ خوارزم خرزاد کی سرکوبی	۳۷۵	قتیبہ کے جاسوس	۳۸۱	عثمان کا اہل مدینہ کو خطبہ	۳۸۷
[illegible] بن ایاس کی گرفتاری	"	مسلمانوں کے مقابلہ کی تیاری	"	ابو سوار العبری	۳۸۸

ابو سعود مروزی کی تقریر کا خاتمہ ۳۸۸
عثمان بن حیان کو مدینہ بھیجنے کا مقصد ″
سعید بن جبیر ″
سعید بن جبیر کی روپوشی ۳۸۹
سعید بن جبیر کی گرفتاری ″
حجاج کو سعید کو آزاد کرنے کا مشورہ ″
[illegible] گرفتار کی سعید بن جبیر سے
ملاقات ۳۹۰
سعید بن جبیر سے حجاج کی جواب طلبی ″
حجاج کی خالد القسری کو ہدایت ″
سعید بن جبیر کا قتل ۳۹۱
قتل سعید پر حجاج پریشانی ″
حضرت علی بن حسین بن حسین کی وفات ″
امیر حج مسلمہ بن عبدالملک اور عمال ″
۹۵ھ کے واقعات ۳۹۲
قتیبہ کے لیے فوجی امداد ″
ولید کا خط بنام قتیبہ ″
حجاج بن یوسف کا انتقال ″
فتح الشاش ۳۹۳
امارت بصرہ و کوفہ پر یزید بن ابی کبشہ
کا تقرر ″
امیر حج بشر بن ولید ″
۹۶ھ کے واقعات ″
ولید بن عبدالملک کی وفات ″
مدت حکومت ″
ولید بن عبدالملک کی عمر ″
ولید بن عبدالملک کی اولاد ۳۹۴
ولید بن عبدالملک کی سیرت و کردار ″
خطیب جمعہ کی پابندی وقت ″
عثمان بن حیان کے قرض کی ادائیگی ″
ولید کی عادت اور مزاج ″
حضرت عمر بن عبدالعزیز کی
حجاج کے متعلق رائے ۳۹۵
ولید بن عبدالملک کی حجاج سے محبت ″
ولید کا تعمیرات سے غیر معمولی شوق ″
محمد بن یوسف کے مظالم ″
ام البنین کی محمد بن یوسف سے متعلق
شکایات ۳۹۶
محمد بن یوسف کی قسم ″
محمد بن یوسف کا انجام ″
عبدالعزیز کی ولی عہدی کی کوشش ″
سلیمان بن عبدالملک کی طلبی ۳۹۷
بلوات عکی کا بیان ″
حجاج کا خطبہ ″
عراق کے وفد کی حضرت عمر بن
عبدالعزیز کی حجاج سے شکایت ″
قتیبہ بن مسلم کی چین پر فوج کشی ″
[illegible] ۳۹۸
ایاس بن بیہس کی واپسی ″
شاہ چین کی مسلم وفد سے ملاقات کی
خواہش ″
اراکین وفد کا انتخاب ۳۹۹
قتیبہ کی ہبیرہ بن مشمرج کو ہدایات ″
وفد کی شاہ چین سے پہلی ملاقات ″
وفد کی شاہ چین سے دوسری ملاقات ۴۰۰
وفد کی شاہ چین کے دربار میں تیسری ″
وفد کی واپسی ″
شاہ چین کا وفد کے متعلق مشورہ ″
مختلف اسباب کے متعلق شاہ چین کا
استفسار ″
ہبیرہ کی بے وقوفی ″
شاہ چین کی صلح کی پیشکش ″
قتیبہ بن مسلم کے عہد کی تکمیل ۴۰۱
قتیبہ کی دعوت ″
گھوڑوں کا قصیدہ ″

باب ۱۲

سلیمان بن عبدالملک ۴۰۲
بیعت خلافت ″
عثمان بن حیان کی معزولی ″
ابو بکر بن حزم کی عثمان سے درخواست ″
امارت مدینہ پر ابو بکر بن حزم کا تقرر ″
امارت عراق پر یزید بن مہلب کا تقرر ″
سلیمان اور قتیبہ کی کشیدگی کی وجہ ۴۰۳
سلیمان سے قتیبہ کا خوف ″
قتیبہ کے سلیمان کے نام تین خط ″
قتیبہ کے قاصد کی سلیمان کے دربار
حکم باغی ″
ابو عبیدہ کی روایت ۴۰۳
قتیبہ کا اعلان بغاوت ″
سلیمان کے قاصد کی روانگی ″
زہیر بن ابی سعید کا بیان ″
قتیبہ کی بدعہدی ″
قتیبہ کا سلیمان سے علیحدگی کا بیان ۴۰۵
قتیبہ کی تقریر ″

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تاریخ طبری حصہ پنجم

اُموی دورِ حکومت

باب ۱

مصعب بن زبیرؓ

۶۷ھ کے واقعات

اس سنہ میں عبیداللہ بن زیاد اپنے ہمراہی شامیوں سمیت قتل کیا گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے:

ابراہیم بن الاشتر کی باربیثا میں آمد:

ابی مخنف کہتے ہیں کہ ہم نے ابراہیم بن الاشتر کے ساتھ عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ہمراہی شامیوں کی طرف کوچ کیا۔ ہم اس لیے بڑی تیزی کے ساتھ اپنے منصوبے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے کہ ہم ان سے پہلے ہی موصل کی سرزمین میں داخل ہو جائیں۔ ہم عراق کی سرحد سے بہت پہلے نکل گئے اور علاقہ موصل میں داخل ہو گئے۔ ہم نے تیز رفتاری سے کوچ کیا اور دریائے خازر پر جو موضع باربیثا کے پہلو میں واقع ہے جا پہنچے۔ (اس مقام اور موصل کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ ہے)

جیش طفیل بن لقیط کی روانگی

ابن الاشتر نے اپنی فوج کے مقدمۃ الجیش پر طفیل بن لقیط کو مقرر کیا تھا۔ یہ شخص ان کا ہم قبیلہ جری مرد اور شجاع تھا۔ جب یہ ابن زیاد کے پاس پہنچ گیا تو ابن الاشتر نے حمید بن حریث کو اپنے پاس بلایا۔ اس وقت ابن الاشتر بغیر ساز و سامان کے آگے بڑھتا تھا۔ اس نے اپنے تمام اصحاب، سامان اور ہمراہیوں کو اپنے قریب ایک ٹیلے پر جمع کر لیا اور ان کے طفیل بن لقیط کو ہراول کے لیے روانہ کیا اور جماعت کو علیحدہ علیحدہ کر دیا۔ جب یہاں تک کہ ان کے مقابل آ کر صفیں باندھے۔

عمیر بن الحباب کی ابن الاشتر سے ملاقات کی خواہش

دوسری جانب سے عبیداللہ بن زیاد بھی آ پہنچا اور ان کے قریب ہی خازر کے کنارے فروکش ہوا۔ بنی سلیم کے عمیر بن الحباب

انہی نے ابن الاشتر کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آج رات [illegible] ملوں۔ ابن الاشتر نے جواب دیا کہ جب چاہیں آپ آ سکتے ہیں۔ اس وقت جو قیسی فوج جزیرہ میں موجود تھی اور یہ لوگ مروان اور ان کے خاندان کے مخالف تھے۔ مروان کی فوج زیادہ تر کلب پر مشتمل تھی اور ابن بحدل ان کا سردار تھا۔

عمیر اور ابن الاشتر میں معاہدہ:

رات کو عمیر ابن الاشتر کے پاس آیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہیں اپنے [illegible] اور یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ اپنی فوج سے شکست کھا جائیں گے۔ ابن الاشتر نے اس سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے آیا میں اپنے گرد خندق کھدوا لوں اور دو یا تین روز توقف کروں تو کیسا ہو؟ عمیر نے کہا ایسا ہرگز نہ کیجئے، کیونکہ مخالف جماعت تو یہی چاہتی ہے کہ آپ دیر کریں۔ کیونکہ یہ بات ان کے لیے مفید ہے وہ تم سے تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور جنگ کو طول دینے میں تمہارا ہی نقصان ہے تم اپنے سے زیادہ فوج کے مقابلے میں کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لیے تمہیں چاہیے کہ اپنے مد مقابل سے فوراً دو دو ہاتھ کر لو، اس لیے کہ تمہاری طرف سے ان کے دلوں میں رعب بیٹھا ہوا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ تم فوراً ان پر حملہ کر دو۔ اور اگر تمہاری فوج کی ان سے [illegible] مڈبھیڑ ہوئی اور مسلسل کئی روز تک جنگ ہوتی رہی تو تمہاری فوج کا رعب ان کے دلوں سے جاتا رہے گا اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ تم کتنے پانی میں ہو۔ وہ تم پر دلیر ہو جائیں گے۔

ابراہیم نے جواب دیا کہ مجھے اب معلوم ہوا کہ تم میرے مخلص دوست ہو اور خیر خواہی کی رائے دی ہے۔ میرے [illegible] نے بھی مجھے یہی ہدایت کی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ [illegible] ہے کہ تم [illegible] وہ [illegible] جنگ کے [illegible] ہیں۔ [illegible] صبح ہوتے ہی [illegible] اپنے مقابل پر حملہ کر دو۔

ابن الاشتر کی صف بندی

عمیر واپس چلا گیا۔ ابن الاشتر نے اس تمام رات میں [illegible] کا انتظام [illegible] حکم دیا۔ اور رات کی [illegible] جب صبح کاذب نمودار ہوئی اور پو پھٹی تو اس نے اپنے ہمراہیوں کو مسلح کیا۔ پھر فوج کے دستے بنا کر قاعدہ سے تقسیم کیا اور اپنے دستے سرداروں کو احکام دیئے۔ سفیان بن یزید بن المغفل الازدی کو اپنے میمنہ پر، علی بن مالک الجشمی ابو الاحوص کے بھائی کو میسرہ پر اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ کو جو ابن الاشتر کا ماں جایا بھائی تھا رسالے پر مقرر کیا۔ چونکہ سواروں کی تعداد تھوڑی تھی اس لیے ابراہیم نے انہیں اپنے قریب رکھا [illegible] میمنہ اور قلب میں متعین تھے۔ اسی طرح [illegible] پیادوں پر طفیل بن لقیط کو مقرر کیا۔ علم مزاحم بن مالک کو دیا۔ ابن الاشتر نے تمام رات [illegible] جب صبح کے وقت اندھیرے میں فجر کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد میدان جنگ کی طرف روانہ ہو گیا۔ صف بندی کی اور فوج کے مختلف حصوں کے سرداروں کو اپنی اپنی جگہ متعین کر دیا۔ [illegible] کا سردار [illegible] میسرہ کا سردار [illegible] سے [illegible] نے اپنے قریب [illegible] جس کا سردار [illegible] عبداللہ [illegible] ابراہیم کا اتفاقیہ [illegible] ہو گیا تھا۔

عبداللہ بن زہیر السلولی

ابراہیم میدان جنگ میں پہنچا تو [illegible] اپنے ہمراہیوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا [illegible]

[illegible]

عبداللہ بن زبیر کی ایک سپاہی سے ملاقات

[illegible]

[illegible]

ابراہیم بن الاشتر کا فوجی دستوں کو خطاب:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آخری جنگ

[illegible]

سفیان بن یزید کا قیصر پر حملہ

[illegible]

ابن عازب کا بیان:

ابن عازب بیان کرتے ہیں کہ ہم شامیوں کی جانب بڑھے اور جب ان سے بالکل قریب ہو گئے تو تھوڑی دیر تک نیزوں سے لڑتے رہے پھر تلواروں اور گرزوں سے بہت جنگ ہوئی، دونوں طرف سے جنگ ہوتی رہی۔ خدا کی قسم جب تلوار پر تلوار پڑتی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ولید بن عقبہ کی حویلی میں دھوبیوں کے موگرے ہیں جن سے وہ کپڑے دھو رہے ہیں۔ بہت دیر تک یہی حالت رہی مگر پھر اللہ نے انہیں شکست دی اور وہ دونوں طرف سے ہم سے ہٹ گئے۔

شامی فوج کی پسپائی

ابراہیم اپنے علمبردار سے برابر یہ کہہ رہے تھے کہ تم اپنا جھنڈا لے کر دشمنوں میں گھس جاؤ۔ اس نے جواب دیا کہ میں آپ پر سے قربان ہو جاؤں میرے بڑھنے کا وقت نہیں آیا۔ ابراہیم نے کہا ایسا نہیں ہے کیونکہ تمہارے ساتھی اب جنگ میں مصروف ہیں اور ان شاء اللہ ان کے پاؤں میدان جنگ سے نہ اکھڑیں گے۔ جب علمبردار جھنڈا لے کر آگے بڑھ گیا تو ابراہیم تلوار لے کر حملہ آور ہوئے اور جس شخص پر تلوار مارتے تھے اسے ختم کر دیتے تھے اور دشمنوں کو اپنے سامنے سے بکریوں کی طرح ہنکا لیے جاتے تھے۔ جب ابراہیم نے جھنڈا لے کر دشمنوں پر حملہ کیا تو ان کے ساتھی بھی یک بارگی دشمن پر ٹوٹ پڑے۔

ابن زیاد کی شکست:

عبیداللہ بن زیاد کے پاس اس روز ایک ایسی تلوار تھی جو جس چیز پر پڑتی اس کو کاٹ ڈالتی۔ جب ان کی فوج شکست کھا کر بھاگی تو عیینہ بن اسماء نے اپنی بہن ہند بنت اسماء کو جو ابن زیاد کی بیوی تھی، گھوڑے پر سوار کرایا اور لے کر چلا گیا۔ اور یہ شعر رجز میں پڑھنے لگا۔

ان تصرمی حبالنا فربما
اردیت فی الهیجا الکمی المعلما

"اگرچہ تم نے ہمارے باہمی رشتہ قرابت کو قطع کر دیا ہے مگر میں نے بارہا میدان جنگ میں مسلح بہادروں کو ہلاک کر ڈالا ہے۔"

عمیر بن الحباب کی ابن الاشتر سے درخواست:

ابراہیم نے جب ابن زیاد اور اس کی فوج پر حملہ کیا تو وہ نہایت شدید جنگ کے بعد بھاگے اور فریقین کا شدید جانی نقصان ہوا۔ عمیر بن الحباب نے کہلا بھیجا کہ میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں۔ ابراہیم نے جواب دیا کہ جب تک اللہ کے دشمنوں کا غیظ و غضب کم نہ ہو جائے تم میرے پاس نہ آنا، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں ان سے ضرر پہنچے۔

ابن زیاد کا قتل:

خود ابراہیم کہتے ہیں کہ دریائے خازر کے کنارے ایک اکیلے جھنڈے کے نیچے میں نے ایک ایسے شخص کو قتل کیا جس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ مشرق کی اور دونوں پاؤں مغرب کی طرف اڑ گئے تھے۔ لوگوں نے اس کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ یہی تو عبیداللہ بن زیاد ہے جو مقتول پڑا ہوا تھا۔ ابراہیم نے اس کو دو ٹکڑے کر ڈالا تھا اس کے دونوں ہاتھ مشرق اور مغرب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مختار ثقفی کا مدائن میں خطبہ

[illegible]

مختار ثقفی کا کذب

[illegible]

مختار ثقفی کی مراجعت کوفہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

گئے تھے۔ جب تک وہ مسجد کے دروازے تک [illegible] انھوں نے اپنے چہرے [illegible] آفتاب کی [illegible] [illegible] [illegible] صاحب [illegible] [illegible] [illegible] صاحب کے [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] کا [illegible]

[illegible] کلام پاک کی [illegible] آیات [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ تلک آیات الکتاب [illegible] نتلوا علیک من [illegible] انہ کان من المفسدین ﴾

"[illegible] کتاب کی آیات ہیں [illegible] بیان کرتے ہیں [illegible]

بے شک فرعون [illegible] تھا"

تلاوت کرنے کے بعد [illegible] کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا [illegible] صاحب نے یہ آیت پڑھی:

﴿ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثین ﴾

"اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں کمزور کیے گئے ہیں اور ان کو [illegible] اور انھیں کو وارث کر دیں۔"

اس آیت کو پڑھتے ہوئے [illegible] صاحب نے [illegible] کی طرف اشارہ کیا۔ پھر یہ آیت پڑھی

﴿ ونری فرعون وهامان وجنودهما منهم ما کانوا یحذرون ﴾

"اور فرعون و ہامان اور ان دونوں کے لشکروں کو ان کی جانب سے وہ [illegible] جس کا ان کو ڈر تھا۔"

اور پھر [illegible] کی طرف اشارہ کیا۔

[illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] صاحب نے [illegible] کے بعد [illegible] کر کے کہا کہ

"مجھے معلوم [illegible] ہے [illegible] ہے۔"

[illegible] صاحب نے [illegible] کی طرف [illegible]

[illegible]

جب [illegible] صاحب کے پاس آیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صاحب [illegible] [illegible] [illegible]

اور وہاں یہ بیٹھ نہیں سکتا تھا اسے اندر بلا لو۔ شبث بن ربعی اندر آیا کوفے کے امراء اور دوسرے اشراف بھی مصعب کے پاس آ گئے۔ اپنے آنے کا حال بیان کیا۔ مصیبت کی داستان سنائی اور کہا کہ ہمارے ہی غلام اور آزاد شدہ غلام ہم پر چڑھ آئے ہیں اب آپ ہماری اعانت کیجیے اور ہمارے ساتھ مختار پر فوج کشی کیجیے۔

محمد بن الاشعث بن قیس:

محمد بن الاشعث بن قیس بھی مصعب کے پاس آئے۔ یہ کوفے کی جنگ میں موجود نہ تھے بلکہ اس وقت اپنے قصر واقع طیزناباذ میں جو قادسیہ کے قریب ہے مقیم تھے۔ جب اہل کوفہ کی ہزیمت کی انہیں اطلاع ہوئی تو بھاگ کر نکل جانے کا ارادہ کیا۔ مختار نے دریافت کیا کہ محمد بن الاشعث کہاں ہے؟ اس پر لوگوں نے ان کے مکان کا پتہ دیا۔ مختار نے عبداللہ بن قراد الخثعمی کو سو سواروں کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا۔ جب یہ فوجی دستہ ان کی طرف چلا تو انہیں بھی خبر ہو گئی کہ دشمن سر پر آ پہنچا ہے تو بھاگ کر جنگل میں مصعب کی طرف جانے کا قصد کر کے نکل کھڑے ہوئے اور مصعب سے جا ملے اور انہیں مختار کے خلاف جنگ کرنے پر ابھارا۔ مصعب نے ان کے مرتبے اور خاندان کی وجہ سے ان کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ مختار نے فوج بھیج کر محمد بن الاشعث کے محل کو منہدم کرا دیا۔

مہلب بن ابی صفرہ کی طلبی:

جب مصعب کے جھنڈے کے نیچے ایک بڑی جماعت جمع ہو گئی تو انہوں نے کوفے پر چڑھنے کا ارادہ کیا مگر محمد بن الاشعث نے کہا کہ میں اس وقت تک فوج کشی نہ کروں گا جب تک کہ مہلب بن ابی صفرہ نہ آ جائیں گے۔ مہلب مصعب کی طرف سے فارس کے گورنر تھے۔ مصعب نے انہیں لکھا کہ تم میرے پاس آ جاؤ کہ ہماری کارروائیوں میں شریک رہو۔ کیونکہ ہم کوفے پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ مہلب اور ان کے ساتھیوں نے آنے میں دیر کی اور چونکہ وہ لڑائی میں جانا نہ چاہتے تھے اس لیے خراج کے وصول کرنے کا بہانہ کر دیا۔ مصعب نے محمد بن الاشعث کو کچھ وعدہ وعید کر کے اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ خود جا کر مہلب کو لے آئیں اور ان سے یہ کہہ دیں کہ میں بغیر تمہارے آئے جنگ کے لیے نہیں نکلوں گا۔

محمد بن الاشعث اور مہلب

محمد بن الاشعث مصعب کا خط لے کر مہلب کے پاس آئے جب مہلب نے خط پڑھا تو کہنے لگے کہ کیا تم جیسے آدمی کو قاصد بن کر آنا چاہیے تھا۔ مصعب کو تمہارے سوا کوئی اور قاصد نہیں ملا۔ محمد بن الاشعث نے کہا کہ میں ہرگز کسی شخص کا قاصد نہیں ہوں۔ مگر کیا کیا جائے حالت یہ ہے کہ ہمارے ہی غلام اور آزاد غلاموں نے ہماری آل و اولاد اور عورتوں پر قبضہ کر لیا۔

مہلب کی بصرہ میں آمد

غرض کہ اب مہلب ایک ایسی زبردست جمعیت اس قدر روپیہ اور ساز و سامان کے ساتھ روانہ ہوئے کہ کسی بصرہ والے کو نصیب نہ تھا۔ جب مہلب بصرہ میں آئے تو مصعب کے دروازے پر پہنچے تاکہ ان سے ملیں۔ حالانکہ لوگوں کو اندر جانے کی اجازت تھی مگر پھر بھی چونکہ حاجب انہیں پہچانتا نہیں تھا اس لیے انہیں اندر جانے سے روک دیا۔ مہلب نے اس کے ایک ایسا گھونسہ رسید کیا کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی۔ حاجب اسی حالت میں مصعب کے پاس چلا آیا اس کی ناک سے خون جاری تھا۔ مصعب نے پوچھا کہ کیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کھڑے رہے۔ پھر مہلب نے اپنی فوج والوں کو ایک قبیلہ کی مدد کرنے کا حکم دیا اور انھیں بتایا کہ تمہارا آج قبیلہ ربیعہ کی شجاعت کا طرہ بکھر چکا ہے کیونکہ ان میں سخت بزدلی پیدا ہو چکی تھی۔ مہلب کی فوج نے اس مرتبہ ایسا شدید حملہ کیا کہ ابن کامل کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے مگر ابن کامل ہمدان کے کچھ لوگوں کے ساتھ جمے رہے۔ پھر جب معاملہ یہ ہوا تو مہلب نے اپنی قوم کے لوگوں کو پکارنا شروع کیا کہ کیا تم کسی نئی شکار کا بچاؤ کرتے ہو۔ تم بنی شنوءہ کے بہادر ہو۔ کیا یہی تمہارا جوان ہیں اور اس کے تھوڑی ہی دیر بعد ابن کامل کی فوج کو شکست ہوئی۔

احمر بن شمیط کا قتل:

عمر بن عبید اللہ بن معمر نے عبد اللہ بن انس پر حملہ کیا اور تھوڑی دیر لڑنے کے بعد پھر اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ اس کے بعد تمام فوج نے ابن شمیط پر حملہ کر دیا۔ ابن شمیط لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ میدان جنگ میں کام آیا۔ اب اس کے گروہ نے ایک دوسرے سے پکار کر کہا کہ اے بجیلہ و خثعم کے گروہ استقلال اور بہت قوی سے ڈٹے رہو۔ اور دوسری جانب سے مہلب نے بلند آواز سے ان سے کہا کہ اگر اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ۔ تم کیوں خواہ مخواہ اپنی عزیز جانوں کو ان غلاموں کے (ساتھ) ورنہ ہلاکت میں ڈال رہے ہو (خدا تمہاری کوششوں کو کبھی بار آور نہ ہونے دے)

مہلب کا پیدل سپاہ پر حملہ:

پھر اس نے اپنی فوج کی طرف دیکھ کر کہا کہ خدا کی قسم آج صرف میری ہی قوم نے کارگزاری ظاہر کی ہے۔ اب دستے نے ابن شمیط کی پیدل سپاہ پر حملہ کر دیا۔ پیدل سپاہ بے ترتیبی سے بکھر گئی اور بیابان کی سمت اس نے راہ فرار اختیار کی۔ مصعب نے عباد بن الحصین کو رسالے دے کر ان کے تعاقب میں روانہ کیا اور حکم دیا کہ جو تمہارے ہاتھ لگے اس کی گردن مار دینا۔ اسی طرح مصعب نے محمد بن الاشعث کو بھی اہل کوفہ کے رسالے کے بڑے دستے کے ساتھ جنہیں مختار نے اس سے پہلے شکست دی تھی ابن شمیط کی فوج کے تعاقب میں روانہ کیا اور کہا کہ اب موقع ہے کہ تم اپنا بدلہ لو۔

شکست خوردہ فوج سے انتقام:

ہزیمت خوردہ فوج کے لیے یہ لوگ بصرے والوں سے بھی زیادہ سخت تھے۔ جس شخص کو پکڑتے تھے فوراً اسے قتل کر ڈالتے تھے اور کوئی ایسا قیدی نہ تھا جسے انھوں نے معاف کیا ہو۔ اس فوج سے سوائے چند سواروں کے اور کوئی شخص نہ بچا اور پیدل سپاہ تو تقریباً بالکل تباہ ہو گئی۔

معاویہ بن قرۃ المزنی کہتے ہیں کہ ہزیمت خوردہ فوج کے ایک سپاہی تک میں پہنچ گیا اور میں نے اپنے برچھے کی انی اس کی آنکھ میں بھونک دی اور اس کی آنکھ کو انی سے ہلانے لگا۔ جب ان سے میں نے کہا کہ تم نے بھی ایسا ہی کیا ہے تو کہنے لگا کہ بے شک ان لوگوں کا خون ہمارے لیے ترک اور دیلم کے خون سے بھی زیادہ حلال ہے۔ معاویہ بن قرہ بصرے کے قاضی تھے۔

مصعب کی روانگی:

مصعب خوش و خرم ہوئے اور جس جگہ اب واسط القصب واقع ہے اس مقام سے انھوں نے دریا عبور کیا (شہر واسط اس وقت موجود نہ تھا۔ اس واقعے کے کچھ عرصے بعد آباد کیا گیا ہے) پھر بیابان کو طے کرنا شروع کیا۔ اس کے بعد مصعب نے پیدل سپاہ اس

کے ساز و سامان اور ضعیف العمر لوگوں کو کشتیوں میں سوار کرایا اور دریائے [illegible] سے ہو کر ہوتے ہوئے [illegible] نہر [illegible] دریائے [illegible] ہوتے ہوئے فرات میں آ پہنچ گئے۔

اہل بصرہ جب کشتیاں چلا رہے تھے تو یہ شعر پڑھتے جاتے تھے

عودنا المصعب جر القلس … والزنبريات الطوال القعس

ترجمہ: "مصعب نے ہمیں [illegible] اونچی پشت والی [illegible] کشتیوں کا عادی بنا دیا ہے"

جب ان عجمیوں کو جو ابن شمیط کے ساتھ تھے اپنے [illegible] کی شکست کا علم ہوا [illegible] تو کہنے لگے کہ ہمیں اس مرتبہ تو جھوٹ کہا۔

ابن شمیط کی شکست کی مختار ثقفی کو اطلاع:

عبد الرحمن بن ابی عمیر ثقفی کہتے ہیں کہ میں اس وقت مختار کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب اسے [illegible] خبر آئی [illegible] مختار میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ بخدا غلام اس طرح قتل کر دیے گئے جس کی نظیر [illegible] نہیں آئی تھی۔ پھر اس نے بتایا کہ ابن شمیط [illegible] اور فلاں فلاں شخص مارے گئے۔ پھر اس نے عرب کے چند بہادروں کے نام لیے جو اس جنگ میں کام آ گئے تھے اور کہنے لگا کہ خدا ان میں سے ہر ایک ایک بڑی جماعت سے بھی بہتر تھا۔ میں نے کہا یہ تو بڑی مصیبت ہے جو آپ پر نازل ہوئی۔ مختار نے کہا موت سے تو چارہ نہیں اور ابن شمیط جس طرح میدان جنگ میں بہادروں کی موت مرے ہیں اس موت سے زیادہ اور کوئی موت مجھے محبوب نہیں میں بھی چاہتا ہوں کہ اسی طرح اپنی جان دوں۔

مختار ثقفی کا سیلحین میں قیام:

راوی کہتے ہیں کہ مختار کی گفتگو سے مجھے معلوم ہو گیا کہ اس نے اپنے دل سے اس امر کا فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ اپنے حصول مقصد کے لیے آخری دم تک لڑتا رہے گا۔

جب مختار کو معلوم ہوا کہ دشمن اس کی جانب خشکی اور دریائی راستوں سے چلا آ رہا ہے تو وہ خود بھی مقابلے کے لیے آگے بڑھے اور مقام سیلحین پر آ کر اپنے ڈیرے ڈال دیے۔ اس مقام پر [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible] دریاؤں کا سنگم ہے۔ اسی مقام پر [illegible] دریائے [illegible] فرات سے [illegible] تھے۔ مختار نے اسی سنگم پر ایک بند باندھ کر دریائے فرات کا پانی روک دیا۔ اس طرح فرات کا تمام پانی ان [illegible] میں بہہ آیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بصرہ والے جو کشتیوں میں سوار ہو کر آ رہے تھے ان کی کشتیاں کیچڑ میں پھنس گئیں۔ بصرہ والوں نے یہ حالت دیکھی [illegible] کشتیاں چھوڑ دیں اور پیدل [illegible] کرنا شروع کیا۔ ان کا [illegible] بند تک آ پہنچا اور اسے [illegible] کر کے کوفے کی طرف [illegible] اٹھا دیا۔

عبداللہ بن شداد کی کوفہ میں نیابت:

مختار کو جب اس کی خبر ہوئی تو وہ بھی مقابلے کے لیے آگے بڑھا اور مقام [illegible] میں اپنے ڈیرے ڈال دیے۔ اور اہل بصرہ اور کوفہ کے درمیان [illegible] ہو [illegible] تھے۔ مختار نے اپنے قصر اور مسجد کو مستحکم کر لیا تھا۔ بلکہ اپنے قصر میں رسد و سامان بھی مہیا کر رکھا تھا۔ جس

کی حالت میں [illegible] موت پیش آتی ہے۔ مختار نے [illegible] سے عبداللہ بن [illegible] کا حال [illegible] تھا۔

مختار کی فوج کی ترتیب

مختار بھی حروراء [illegible] مصعب آ گئے۔ مختار نے [illegible] اپنے میمنہ پر [illegible] ثوری کو میسرہ پر سعید بن منقذ ہمدانی [illegible] کیا [illegible] اپنے [illegible] عمر بن عبداللہ نہدی [illegible] مقرر کیا۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی صف بندی

دوسری جانب مصعب نے اپنے میمنہ پر مہلب بن ابی صفرہ [illegible] اور پیدل پر مقاتل بن مسمع [illegible] مصعب [illegible] اپنی زبان [illegible] مصعب نے اہل کوفہ پر محمد بن الاشعث کو امیر مقرر کیا تھا۔ یہ لوگ بھی میدان جنگ میں آ گئے [illegible] جانب مغرب [illegible] جانب مجتمع ہو گئے۔

آغاز جنگ

جب مختار نے میدان جنگ کا نقشہ دیکھا تو اس نے [illegible] سعید بن منقذ [illegible] عبدالرحمن بن شریح [illegible] [illegible] محمد بن الاشعث [illegible] [illegible] کو [illegible] مہلب [illegible] [illegible] حملہ کرنے کا حکم دیا [illegible] ساتھیوں کے [illegible] [illegible] گئیں۔

سعید بن منقذ اور عبدالرحمن بن شریح کے حملے

سعید بن منقذ اور عبدالرحمن بن شریح [illegible] مصعب کی فوج [illegible] عبداللہ بن [illegible] سعید بن منقذ اور عبدالرحمن بن شریح [illegible] حملہ کرتے [illegible] حملہ کرتے [illegible] تھے۔

مہلب کو حملہ کرنے کا حکم

[illegible] مصعب نے مہلب [illegible] [illegible]

کرے۔ مہلب نے کہا کہ مجھے اپنی جان کی قسم یہ اہل کوفہ کے قریب سے ہیں یہ وار کا موقع دیتے ہیں نہ دوڑ کر حملہ کرتے ہیں اگر انہیں موقع دو تو ان کو صف میں نہ گرا ڈالوں۔

عبداللہ بن جعدہ کا اہل بجیلہ پر حملہ

مصعب نے عبداللہ بن جعدہ کو حکم بھیجا کہ تم ان لوگوں پر جو تمہارے مقابل صف بستہ ہیں حملہ کرو۔ عبداللہ نے اہل بجیلہ پر حملہ کیا اور ان کی صفیں درہم برہم کر دیں اور وہ اتنا پیچھے ہٹے یہاں تک کہ وہ مصعب تک پہنچ گئے۔ مصعب گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے (وہ کبھی میدان جنگ سے بھاگے نہ تھے بلکہ ہمیشہ اپنی جگہ پر ڈٹے ہوئے تیر اندازی کرتے رہتے) اہل کوفہ نے آخر کار ان کے قریب ہی گھوڑوں سے اتر پڑے اور تھوڑی دیر تک دونوں جماعتوں میں جنگ جاری رہی۔ پھر دونوں فریق علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔

مہلب بن ابی صفرہ کا حملہ

مہلب کے تحت میں بہت سپاہ تھی، جنگجو، مسلح اور سوار بھی تھے۔ مصعب نے ان سے کہلا بھیجا کہ تم کیسے بہادر ہو حملہ کرنے میں تامل کر رہے ہو۔

تھوڑی ہی دیر بعد مہلب نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ دوسرے لوگ آج صبح سے جنگ کر رہے ہیں اور تم لوگ کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہو۔ ہمارے دوسرے ساتھی نہایت ثابت قدمی سے لڑ رہے ہیں۔ اب تم اپنے سامنے والوں پر حملہ کرو اور اللہ سے اعانت طلب کرو اور ثابت قدم رہو۔

مہلب اور ان کی فوج نے اپنے مقابل لوگوں پر ایسا شدید حملہ کیا کہ انہیں پیچھے ہٹا دیا اور میدان کو ان سے صاف کر دیا۔

عبداللہ بن عمرو النہدی کا قتل:

عبداللہ بن عمرو النہدی جو جنگ صفین میں علیؓ کے ساتھ تھے کہنے لگے کہ اے اللہ میں اسی عقیدہ پر قائم ہوں جیسا کہ میں جنگ صفین میں پنجشنبہ کی شب تھا۔ میرا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں جو میدان جنگ سے پیچھے ہٹ گئے اور اپنے ساتھیوں کو چھوڑ گئے اسی طرح مجھے مصعب کے طرفداروں سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بعد شمشیر زنی کرتے رہے یہاں تک کہ مارے گئے۔

محمد بن الاشعث کا قتل:

مالک بن عمرو ابو نمران النہدی بڑے جری مرد تھے۔ انہوں نے [illegible] اس وقت تک [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] ہے۔ جب [illegible] گھوڑے پر سوار ہوئے تو کہنے لگے کہ اب [illegible] جہاں تک [illegible] آؤ ان کی طرف چلیں۔ اب [illegible] وقت ہو گیا تھا [illegible] جماعت نے محمد بن الاشعث کے ہمراہیوں پر حملہ کیا اور محمد بن الاشعث اپنے تمام ہمراہیوں سمیت [illegible] مارے گئے۔

ابو نمران کا قتل:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابو نمران ہی نے محمد بن الاشعث کو قتل کیا۔ ابو نمران بھی محمد بن الاشعث کے پہلو میں مقتول پایا گیا۔ لیکن [illegible] ہے کہ عبدالملک بن اشاءۃ الکندی نے ابو نمران کو قتل کیا۔

عبدالملک بن اشاءۃ الکندی کا خاتمہ

جب مختار اپنے ہمراہیوں کے ساتھ محمد بن الاشعث کی لاش پر آئے تو [illegible] اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اسے [illegible] کے [illegible] پر حملہ [illegible] انہوں نے [illegible] عبدالملک بن اشاءۃ الکندی [illegible] محمد کو [illegible] ہے کہ عبداللہ بن [illegible] نے [illegible] قتل کیا ہے۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ مجھ سے [illegible] نے [illegible] اس بات کا ثبوت [illegible] کے قبیلے کے ایک آدمی [illegible] سے ابن اشاءۃ کو قتل کیا [illegible] طرح [illegible] مختلف اشخاص نے [illegible] کیا [illegible] ابن اشاءۃ قتل کیا گیا۔

سعید بن منقذ اور علیم بن یزید کا خاتمہ

سعید بن منقذ [illegible] اپنی قوم کے [illegible] ان کے ساتھ [illegible] لڑائی کرتے رہے یہاں تک کہ سب کے سب مارے گئے۔ اسی طرح [illegible] علیم بن یزید [illegible] آدمیوں کی جماعت کے [illegible] میں ان کے خاندان اور دوسرے قبیلے کے بھی لوگ تھے [illegible] مارے گئے۔

قدامہ بن عیاش اور احمر کا قتل

مختار [illegible] کے [illegible] پر [illegible] گھوڑے [illegible] انہوں نے [illegible] اپنی [illegible] تمام رات [illegible] تک [illegible] کے [illegible] پیچھے [illegible] ان [illegible] مختار کے ساتھیوں میں کوئی [illegible] رہا۔ [illegible] آ [illegible] قدامہ بن [illegible] عیاش [illegible] اور [illegible] احمر [illegible] تھے۔

مختار [illegible] کی مراجعت

[illegible] بات [illegible] سے [illegible] کہا کہ [illegible] کے [illegible] دشمن سے [illegible] کے [illegible] اس کے بعد ان لوگوں نے نہایت شدید جنگ کی۔ جب دشمن مختار سے پیچھے ہٹ گئے تو اس نے [illegible] سے [illegible] کہا [illegible] جواب [illegible] اپنے محل میں واپس [illegible] جاؤں گا۔ [illegible] جب [illegible] دشمن [illegible] پیچھے ہٹ [illegible] الحمد للہ [illegible] گھوڑوں پر سوار ہو کر [illegible] مختار اپنے محل واپس چلا آیا۔

سائب بھی مصعب [illegible] کے ہمراہ [illegible] قبیلے [illegible] کے [illegible] نے اسے قتل کیا۔

ہند بنت المتکلفۃ اور لیلیٰ بنت قمامہ کی ابن حنفیہ سے شکایت

ہند بنت المتکلفۃ الناعطیہ ایک عورت تھی جس کے مکان میں تمام غالی شیعہ جمع ہوتے تھے اور باتیں کرتے تھے۔ اسی طرح لیلیٰ بنت قمامہ المزنیہ کے مکان میں بھی شیعہ جمع ہوتے تھے [illegible] رفاعہ بن قمامہ [illegible] علی [illegible] سے [illegible] تھا اور اس وجہ سے لیلیٰ اسے اچھا نہیں سمجھتی تھی۔ ابو عبداللہ الجدلی اور یزید بن شراحیل نے ان دونوں عورتوں کے غلو کی بابت ابن حنفیہ کو اطلاع دی اور [illegible] ابو [illegible] ابو عبداللہ الجدلی اور [illegible] نے [illegible] کی بھی شکایت کی۔

ابن حنفیہ کا شیعان کوفہ کے نام خط

اس پر ابن حنفیہ نے یزید بن شراحیل کے ہاتھ ایک خط شیعان کوفہ کے نام لکھا۔ جس میں انھیں ان لوگوں سے ڈرایا اور وہ خط یہ ہے:

> "یہ خط محمد بن علی مرتضیٰ کی طرف سے ہمارے ان شیعوں کے نام بھیجا جاتا ہے جو کوفہ میں ہیں۔ تمہیں چاہیے کہ تم لوگ اپنی مساجد میں جمع ہو کر نیکیاں اور ماثر اللہ کو یاد کرو اور دوستوں کے علاوہ کسی کو اپنا ہمراز نہ بناؤ۔ اگر تمہیں اپنی جان کا خوف ہو تو تمہیں اپنے دین و مذہب کے لیے جھوٹے دعویداروں سے خوف نہ کرنا چاہیے۔ نماز روزے پر مداومت کرو۔ اور اللہ کو پکارتے رہو اور یقین جانو کہ مخلوقات میں کوئی ایسا نہیں جو سوائے حکم ربانی کے کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچا سکے۔ ہر شخص اپنے اعمال میں گرفتار ہے اور ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص سے اس کے اعمال کا حساب لے گا۔ پس تمہیں چاہیے کہ اچھے کام کرو اور نیکیوں کو اپنے لیے پہلے سے بھیج دو اور غافل نہ ہو۔ والسلام علیکم۔"

عبداللہ بن نوف کا دعویٰ:

جب جنگ کے ارادہ کے لیے لوگ روانہ ہونے تو عبداللہ بن نوف بھی [illegible] المختار کے گھر سے یہ کہتا ہوا نکلا: "بدھ کے دن آسمان بلند ہو گا اور موت دشمنوں کی شکست کے ساتھ اترے گی۔ پس اللہ کا نام لے کر میدان کی طرف چلو"۔ جب میدان جنگ آراستہ ہوا اور لڑائی شروع ہوئی تو عبداللہ بن نوف کے چہرے پر ایک زخم آیا اور لوگ شکست کھا کر پیچھے ہٹے۔ عبداللہ بن شریک النہدی ابن نوف سے ملا، وہ پہلے سے ان کے فقرے سن چکا تھا۔ عبداللہ بن شریک نے ابن نوف سے کہا کیا تم نے ہمارے سامنے یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ ہم اپنے دشمن کو بھگا دیں گے؟ ابن نوف نے کہا کیا تم نے کلام اللہ میں یہ نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی پیش قدمی:

پھر مصعب اپنے ہمراہیوں کو لے کر جنہیں بصرہ سے ورغلا لائے تھے سب ترتیب سے کوفہ کی طرف چلے۔ جب مہلب کے پاس آئے تو مہلب نے ان سے یہ کہا کہ محمد بن الاشعث مارے جاتے تو پہنچتے آپ کو نہایت خوشی آتی ہوگی۔ مصعب نے کہا بے شک تم ٹھیک کہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا رحم نازل کرے۔ یہ کہتے ہی مصعب آگے بڑھے اور پھر مہلب کو مخاطب کر کے کہا کہ عبیداللہ بن علی مارے گئے۔ مہلب نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مصعب نے کہا: وہ ایسے شخص تھے کہ کاش زندہ ہوتے اور ہماری اس فتح کی خوشخبری سنتے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو ہم انہیں اپنے اوپر ترجیح دیتے اور یہ امر جو ہمیں حاصل ہے اس کے وہ مستحق ہوتے۔ کیا تم ان کے قاتل کو جانتے ہو؟ مہلب نے کہا میں نہیں جانتا۔ مصعب نے کہا کہ اس شخص نے انہیں قتل کیا ہے جو اپنے کو شیعان علی سے کہتا ہے مگر پھر بھی انہیں جان بوجھ کر قتل کر ڈالا۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی سبخہ میں آمد:

مصعب سبخہ میں پہنچے اور اپنے دشمنوں پر پانی اور رسد کی بہم رسانی مسدود کر دی۔ مصعب نے عبدالرحمان بن محمد بن الاشعث کو ایک سمت روانہ کیا اور انہوں نے مقام کناسہ پر مورچے لگائے۔ اسی طرح عبدالرحمان بن مخنف بن سلیم کو بنی سبیع کے قبرستان کی

طرف بھیجا۔ مصعب نے ان سے کہا کہ جو کام تمہارے سپرد کیا گیا تھا اسے تم نے ابھی تک انجام نہیں دیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے دو قسم کے لوگ دیکھے ایک تو وہ جو آپ کی طرف مائل تھے وہ تو آپ کے مددگار ہو گئے۔ دوسرے وہ جو مختار کی رائے کو اچھا سمجھتے تھے انہوں نے جو کچھ دیکھا اس سے ڈر گئے اور وہ ڈر سے چھپ گئے ہیں پھر میں نہ آپ کے پاس آیا نہ ان کے اپنے مکان ہی میں بیٹھ رہا۔ مصعب نے کہا بے شک تمہارا بیان درست ہے۔

مختار ثقفی کے محل کا محاصرہ

مصعب نے عباد بن الحصین کو بنی تمیم کے قبرستان کی طرف، زحر بن قیس کو بنی مراد کے قبرستان اور عبیداللہ بن الحر کو صائدیین کے قبرستان کی طرف روانہ کیا۔ ان تمام سرداروں نے مختار اور ان کی فوج پر پانی اور رسد کو بند کر دیا۔ اس وقت مختار اور اس کے ہمراہی مختار کے محل میں محصور تھے۔ عبیداللہ بن الحر صائدیین کے قبرستان میں مختار کے رسالے سے جنگ میں مصروف تھے کبھی وہ مختار کے رسالے کو پیچھے ہٹا دیتے تھے اور کبھی مختار کا رسالہ انہیں پیچھے ہٹا دیتا۔ یہ معرکہ برابر جاری تھا عبیداللہ نے اپنے رسالے کے پیچھے رستے اور سواروں کو پیچھے بھاگنے پر مکان تک پہنچا آئے اور پھر جوابی حملہ کر کے اپنے مقابل کے رسالے کو صائدیین کے قبرستان تک پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے۔ عبیداللہ کے رسالے والے جس وقت مختاریوں پر قبضہ کر لیتے اور ان کے لوگوں کو گرفتار کر لیتے تو کوب کرتے۔ کیونکہ یہ لوگ مختار کی فوج کو پانی پہنچاتے تھے اور مختار کی فوج کے لئے ضرورت کی چیزیں مہیا کرتے تھے۔

محاصرہ میں سختی

اب کبھی ایسا ہوتا تھا کہ مختار اپنے ہمراہیوں کے ساتھ محل سے نکل کر دشمن سے معمولی جنگ کر کے کوئی خاص نتیجہ پیدا کئے بغیر واپس چلا جاتا۔ جب کبھی مختار کا رسالہ حملہ کرنے کے لیے نکلتا تو مقابل کی فوج اس پر پتھر اور گندہ پانی اور اسی طرح کی چیزیں اس پر پھینکتے۔ ان کی زندگی عورتوں کی بدولت قائم تھی وہ رات چھپ کر اپنے مکان سے کھانا پانی اور دیگر ضروری چیزیں ڈھکی کر کے لے آتیں۔ ظاہر یہ کرتیں کہ وہ نماز کے لیے جامع مسجد جا رہی ہیں یا کسی بچے کو یا اپنے اقارب سے ملنے جا رہی ہیں اور جب مختار کے محل کے پاس پہنچتیں تو ان کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا اور جس کا جو زیادہ ضرورت کے لیے ہوتا اسے دے دیا جاتا اس طرح اسے پہنچ جاتا۔ جب اس کی اطلاع مصعب اور ان کے ہمراہیوں کو ہوئی تو مہلب نے جو ان معاملات کا وسیع تجربہ رکھتا تھا یہ تجویز پیش کی کہ ان پر پہرے بٹھا دیے جائیں اور کسی عورت کو محل میں جانے نہ دیا جائے۔ یہ مشورہ پسند کیا گیا اور اس پر عمل کیا گیا۔

دوسری طرف محصورین کی یہ حالت تھی کہ جب وہ پیاسے ہوتے تو کنویں کا کھاری پانی پی لیتے مگر مختار نے حکم دے دیا کہ کنویں میں شہد ڈال دیا جائے تاکہ پانی کا مزہ بدل جائے اور پینے کے قابل ہو جائے۔ اس طرح بھی اکثر لوگ سیراب ہو جاتے۔

تین عورتوں کی گرفتاری اور رہائی:

اب مصعب نے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ وہ اور زیادہ قریب ہو جائیں۔ عباد بن الحصین حبطی نے مسجد جہینہ کے قریب مورچہ لگائے۔ عباد وہاں جنگ میں لڑتے رہتے تھے اور کبھی بنی مخزوم کی مسجد تک پہنچ گئے تھے اور قریب پہنچ جاتے تھے جہاں سے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مختار ثقفی کا عزم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مختار ثقفی کی چالاکی

[illegible]

مختار ثقفی کی پیش گوئی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبداللہ بن شداد جُشَمی کا قتل

عبدالرحمن بن محمد بن اشعث نے عبداللہ بن شداد جشمی کے بارے میں ایک عربی شخص نے درخواست کی کہ آپ مجھے اس وقت تک مہلت دیں جب تک کہ خود امیر ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کریں۔ عبدالرحمن مصعب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ عبداللہ بن شداد کو آپ مجھے دے دیں تاکہ میں اسے قتل کر ڈالوں۔ کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے قتل کیا تھا۔ مصعب نے ان کی درخواست منظور کر لی اور عبدالرحمن نے انہیں قتل کر دیا۔ جب عبداللہ بن شداد کی اطلاع ان کو پہنچی تو کہنے لگے کہ اگر مجھے بھی اس بات کا علم ہوتا تو میں بھی تم لوگوں سے کہہ دیتا کہ اسے قتل نہ کرو کیونکہ پتا چلا تھا کہ تم سب سے زیادہ اس کو ہی مار ڈالو گے۔

عبداللہ بن شداد کی رہائی

عبداللہ بن شداد کا بیٹا بھی ساتھ لایا گیا۔ اس کی والدہ شداد کی بیٹی تھی اور ان کا نام ام کلثوم تھا۔ مصعب نے اسے بلا کر اپنے پاس بٹھا لیا اور اس نے کہا کہ اگر اسے بھی قتل کیا جاتا تو یہ زیادتی ہوتی۔ انہوں نے اسے رہا کر دیا اور کہا کہ تم میرے بھائی کے قرابت دار ہو۔

قیس بن سعید کا امان قبول کرنے سے انکار

اسود بن سعید نے مصعب سے درخواست کی کہ میرے بھائی کو چھوڑ دیا جائے تو انہوں نے کہا کہ امان دی جا سکتی ہے۔ جب یہ بات ان کے بھائی تک پہنچی تو انہوں نے کہا کہ میں امان نہیں لوں گا جب تک کہ میرے ساتھیوں کو بھی امان نہ دی جائے۔ مجھے اپنی جان ان سے زیادہ عزیز نہیں ہے۔ مصعب نے حکم دیا اور وہ بھی قتل کر دیا گیا اور اسے اس کے ساتھیوں کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔

بجیر بن عبداللہ کی امان طلبی

بجیر بن عبداللہ مسلی کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ امان طلب کرنے آئے تھے۔ جب وہ مصعب کے سامنے پیش کئے گئے تو ان کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ تھے۔ بجیر نے مصعب کو مخاطب کر کے کہا کہ سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے ہمیں تمہاری مصیبت میں مبتلا کیا اور تمہیں ہم پر فتح دی۔ تم ہمیں معاف کر دو۔ یہ دونوں امر ایسے ہیں کہ ایک سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور دوسرے سے اس کی ناراضی حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص درگزر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو شخص بدلہ لیتا ہے وہ بھی اس کے قصاص سے امن میں نہیں ہوتا۔ اے ابن زبیر ہم تمہارے اہل قبلہ اور تمہارے مذہب کے لوگ ہیں۔ ترک اور دیلم نہیں ہیں۔ اگر ہم اپنے بھائیوں سے لڑے تو ہم نے بھی غلطی کی اور انہوں نے بھی۔ ہم نے کچھ زیادتی کی اور انہوں نے بھی۔ ہم نے قتال کیا اور ان کے درمیان جنگ ہوئی تو ہم نے بھی ان کے ساتھ جنگ کی۔ جب تم اس ملک کی طرف آئے تھے تو ہم سب آپ کے ساتھ تھے اور ان کی بیعت پر باقی رہے اور آپ کے مطیع رہے اب آپ ہمیں معاف کر دیجئے اور ہمیں اپنے ساتھ مل جانے دیجئے۔

ابن الاشعث کا اسیران جنگ کو قتل کرنے کا مطالبہ

بجیر اسی طرح کہتے رہے کہ اس وقت محمد بن اشعث کے بیٹے عبدالرحمن نے مصعب سے کہا کہ ان کا قصور تو بہت بڑا ہے

نے چھوڑ دینے کا ارادہ کر لیا اس پر عبدالرحمٰن بن اشعث اٹھے اور کہنے لگے کہ آپ ان سے درگزر کرنا چاہتے ہیں یہ کبھی نہیں ہو سکتا تو آپ ہمیں اپنا ساتھی نہ پائیں گے۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس ہمدانی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ میرے باپ اور بنی ہمدان کے پانچ سو آدمی مارے گئے ہیں۔ اسی طرح ہمارے خاندان کے تقریباً بیس ہزار لوگ اور ہمارے شہر والے ان کے ہاتھوں مقتول ہوئے ہیں۔ باوجود اس کے آپ انہیں یونہی چھوڑ دینا چاہتے ہیں۔ ہمارا خون ان سے وصول کیجیے تب ہی آپ ہمیں اپنا ساتھی پائیں۔

اسی طرح ہر قبیلے اور خاندان والے جن کے عزیز و اقارب مارے گئے تھے اٹھے اور قتل کا مطالبہ پیش کرنے لگے۔

اسیرانِ جنگ کی پیشکش:

جب مصعب نے اپنی قوم کا یہ رخ دیکھا تو قیدیوں کے قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔ اس حکم کے سنتے ہی تمام قیدی باآواز بلند کہنے لگے کہ اے ابن زبیر آپ ہمیں قتل نہ کیجئے بلکہ جب آپ کی شام سے جنگ ہو تو اپنے مقدمۃ الجیش پر ہمیں متعین کر دیجئے۔ کیونکہ خدا کی قسم جب اہل شام سے آپ کا مقابلہ ہو گا تو ہم جانتے ہیں کہ آپ کی جو آپ۔ کیونکہ فوج والوں کی ایسی حالت نہیں کہ ہماری مدد کی اس وقت ضرورت نہ ہو اگر ہم مارے بھی جائیں گے تو انہیں اس قدر کمزور کر دیں گے کہ آپ آسانی سے ان پر قابو حاصل کر لیں گے اور اگر ہم فتح مند ہوئے تو اس فتح کے فوائد سے آپ اور آپ کے ہمراہی متمتع ہوں گے۔

بجیر بن عبداللہ کا قتل:

مصعب نے ان کی ایک نہ سنی اور سب کے مار دینے کی مرضی کی۔ اس پر بجیر المسلی نے کہا کہ میری ایک آرزو ہے اسے آپ منظور کریں کہ مجھے ان دوسرے قیدیوں کے ساتھ نہ مارا جائے۔ کیونکہ میں نے انہیں حکم دیا تھا کہ تلواریں لے کر میدان میں آ کر دشمن کا مقابلہ کریں تو جلد یا بدیر موت سے جان دینی ہے مگر ان لوگوں نے میرے حکم کا انکار کیا۔ چنانچہ وہ سب سے پہلے قتل کیا گیا۔

مسافر بن سعید کی مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ سے درخواست:

مسافر بن سعید بن نمران نے مصعب سے کہا کہ اے ابن زبیر جب تم خداوند عالم کے سامنے جاؤ گے تو اس کا کیا جواب دو گے کہ تم نے مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت کو جنھوں نے اپنی قسمت تمہارے سپرد کر دی تھی بے دریغ قتل کر ڈالا۔ انصاف تو یہ ہے کہ مسلم کی جان ایک کے بدلے کے علاوہ نہ لی جائے۔ اس لیے جس قدر آدمی ہم نے تمہارے قتل کیے ہیں اتنے ہی تم ان کے عوض ہمارے قتل کر ڈالو۔ باقی جو بچیں انہیں تو رہا کر دینا چاہئے۔ ہم میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو ہماری جنگ میں کسی طرح شریک نہیں ہوئے۔ یہ لوگ پہاڑی اور میدانی علاقے میں خراج وصول کرنے اور راستے کی حفاظت میں مشغول تھے مگر مصعب نے ان کی درخواست پر مطلق کان نہیں دھرا۔

مسافر بن سعید کا خاتمہ:

مسافر نے کہا کہ خدا اس جماعت کو برا کرے۔ یاد رکھو میں نے ان سے کہا کہ رات کے وقت قلعے سے نکل چلو اور حریفوں کے پہرہ داروں کو قتل کر کے اپنے قبائل میں مل جاؤ مگر انھوں نے میرا کہنا نہ مانا مجھے مجبور کیا کہ اس ابتدائی ذلت و خواری کی موت کو قبول

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابن الاشتر کے نام عبدالملک کا خط

اسی طرح عبدالملک بن مروان نے ایک خط ابراہیم کو بھیجا تھا۔ وہ بھی حسب ذیل ہے:

حمد و صلوات کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اگر تم زبیر کے بیٹوں کے خلاف بغاوت کرو اور [illegible] حکومت سے اتفاق کر لو [illegible] ہیں۔ اس وقت [illegible] عذاب میں مبتلا [illegible] ہے تمہیں [illegible] کی [illegible] اگر [illegible] نے قبول کر لی تو جب تک میں اور تم زندہ ہیں عراق کی حکومت تمہارے سپرد کر دی جائے گی۔ تمہیں [illegible] اپنے حق کے ایفا کا میں اللہ کے سامنے [illegible] عہد کرتا ہوں۔

ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں کو بلا کر یہ خط [illegible] اور پوچھا کہ [illegible] کیا کرنا چاہیے؟ کسی نے عبدالملک کے حق میں اور کسی نے ابن زبیر کے حق میں رائے دی۔ ابراہیم نے کہا کہ میری ذاتی رائے بھی یہی ہے [illegible] اہل شام کا ساتھ نہ دوں مگر [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ شام میں [illegible] حکومت [illegible] ان میں کوئی [illegible] ایسا نہیں [illegible] ہوا اور اس کا [illegible] اس کے [illegible] اپنے شہر اور قبیلے کی حالت میں چھوڑ کر نکل چکا۔ ابراہیم نے مصعب کی طرف رخ کیا۔ جب مصعب کو ان کے [illegible] کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے مہلب کو اپنے شہر پر [illegible] دیا۔ یہ اسی سال کا واقعہ ہے کہ جب مہلب [illegible] فرات پر آ کر خیمہ زن ہوا۔

[illegible] کا قتل:

مصعب نے ام ثابت بنت سمرہ بن جندب اور عمرہ بنت نعمان بن بشیر الانصاری ؓ کو اپنے سامنے بلایا۔ یہ دونوں مختار کی بیویاں تھیں۔ ان سے پوچھا کہ مختار کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ ام ثابت نے جواب دیا کہ [illegible] ہم [illegible] اس کے متعلق ہمارے لیے سوائے آپ کے اور کوئی [illegible] آپ کی رائے کی [illegible] مصعب نے [illegible] عمرہ نے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] حال [illegible] اس جواب پر مصعب نے اسے جیل خانے بھیج دیا۔ اور ان کے معاملے میں حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کو لکھا کہ یہ عورت اس بات کی مدعی ہے کہ [illegible] ایک نبی تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے اس کے جواب میں حکم دیا کہ اس کو جیل خانے سے نکال کر قتل کر ڈالو۔ چنانچہ رات کے [illegible] ان کو حیرہ اور کوفہ کے درمیان لائے۔ مطر نے تلوار کے تین ہاتھ ان کے رسید کیے۔ یہ [illegible] تیم اللہ بن ثعلبہ کا شاگرد پیشہ تھا اور پولیس کے ہمراہ رہتا تھا۔ عمرہ نے اپنے [illegible] پکارا۔ ابان بن نعمان بن بشیر [illegible] نے یہ آواز سنی فوراً مطر کی طرف جھپٹا اور ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا اور کہا او حرامزادے تو نے اسے قتل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرے [illegible] قطع کر دے گا۔ مطر نے ابان کو پکڑ لیا اور اسے مصعب کے پاس لایا۔ ابان نے کہا کہ میری ماں مسلمان تھی۔ [illegible] شاہد ہیں مگر کسی نے اس کے بیان کی تصدیق نہیں کی۔ مصعب نے حکم دیا کہ اس شخص کو چھوڑ دو۔ کیونکہ اس نے [illegible] ایسا واقعہ [illegible] دیکھا تھا [illegible] نہیں کر سکتا تھا۔

[illegible]

حضرت علی بن حسین سے [illegible] یہ بات [illegible] نے خود حضرت محمد بن حنفیہ [illegible] مختار [illegible] رسول اللہ ﷺ کے [illegible] حضرت علی [illegible] خاص ہے۔

اب [illegible] دیا گیا۔

واقدی کی روایت:

مختار کے متعلق واقدی کا بیان [illegible] مختلف ہے۔ واقدی [illegible] مصعب بصرہ پہنچے تھے۔ مصعب [illegible] قتل [illegible] ہوئی۔

مختار نے اس [illegible] ایک شخص [illegible] الاشعث [illegible]

مقدمۃ الجیش کے سردار عباد حبطی:

مصعب نے عباد حبطی کو اپنے مقدمۃ الجیش کا سردار [illegible] عبید اللہ بن علی [illegible] تھے۔ مصعب دریائے فرات کے [illegible] اس مقام [illegible] اس کا نام نہر البصریین رکھا گیا [illegible] مصعب [illegible] اپنے ہمراہیوں [illegible] مصعب [illegible]

مختار ثقفی کے نقیب کی صدا:

جب بادل [illegible] مختار نے ایک نقیب [illegible] مصعب کی فوج [illegible] مصعب [illegible] مختار [illegible]

[illegible]

بصریوں سے مہلب کی واپسی کا مطالبہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبید اللہ بن الحر کی تحریر

[illegible]

[illegible]

مہلب کی واپسی

[illegible]

بن الاشتر بھی ان کی طرف روانہ ہوئے اور خود کوفہ میں اقامت پذیر ہوئے اور موصل، جزیرہ، آذربائیجان اور آرمینیا کی طرف مہلب بن ابی صفرہ کو روانہ کر دیا۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی معزولی

۶۸ھ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی مصعب کو بصرہ کی امارت سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ اپنے بیٹے حمزہ کو گورنر بنا کر بھیجا۔ مصعب کیوں اور کس طرح معزول ہوئے اس میں مورخین کا اختلاف ہے۔ ایک بیان تو اس کے متعلق یہ ہے کہ مصعب بصرہ کے گورنر تھے۔ جب مختار کے مقابلے کے لیے میدان جنگ کی طرف چلے تو بصرہ پر عبیداللہ بن عبداللہ بن معمر کو قائم مقام بنا دیا۔ مختار کے قتل کے بعد مصعب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے نہ صرف انھیں اپنے عہدے سے برطرف کر دیا بلکہ اپنے پاس نظر بند بھی کر لیا۔ اور بہت معذرت چاہی کہ بار بار یہ کہا کہ میں اس بات کو خوب جانتا ہوں کہ تم حمزہ سے بھی زیادہ عہدہ کے حقدار ہو، لائق اور اہل ہو مگر میرے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مثال موجود ہے کہ آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جیسے شخص کو برطرف کر دیا اور ان کی جگہ عبداللہ بن عامر کو گورنر مقرر کر دیا۔

حمزہ بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا امارت بصرہ پر تقرر

حمزہ بصرہ کے گورنر مقرر کر دیے گئے۔ یہ اگرچہ بڑے سخی تھے مگر مزاج میں اعتدال نہ تھا۔ ان کی سخاوت بعض مرتبہ حد سے تجاوز کر جاتی کہ جو چیز ان کے پاس ہوتی سب دے ڈالتے اور دوسرے وقت اسی قدر بخل کرنے لگتے کہ اس کی نظیر نہ ملتی۔ بصرہ میں ان سے بعض خفیف اور سبک حرکتیں ظاہر ہوئیں ایک روز حمزہ بصرہ کے تالاب پر گئے اور کہنے لگے کیا اچھا ہو اگر جاڑے میں اس کا پانی گرمیوں میں بھی باقی رہے اور لوگوں کے کام آتے رہے۔ پھر ایک بار تالاب کی طرف سوار ہو کر گئے۔ تالاب کے پانی کو گھٹا ہوا دیکھ کر کہنے لگے کہ پہلے ایک دن میں نے اسے دیکھا تھا تو سمجھ رہا تھا کہ یہ ان کا کافی نہیں ہو سکتا۔ احنف نے کہا کہ اس کا پانی اتنی فوراً نیچے چڑھ جاتا ہے اور کچھ گھٹ جاتا ہے۔

حمزہ کی نافہمی۔

ایک روز حمزہ اہواز گئے۔ اس کا پہاڑ دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ مکہ کے کوہ قعیقعان کے مشابہ ہے اسی بنا پر اس کا بھی نام قعیقعان رکھ دیا گیا

حمزہ نے مردان شاہ کو اپنے منشی کے ذریعے خراج ادا کرنے کا حکم دیا۔ مردان شاہ نے اس میں کچھ تامل کیا۔ حمزہ نے اسے تلوار سے ایک ہی ہاتھ میں قتل کر ڈالا۔ احنف نے کہا کہ امیر کی تلوار کس قدر تیز ہے۔

حمزہ نے بصرہ میں بہت بدنظمی پیدا کر دی اور جو کچھ بدخواہیاں ان سے سرزد ہوئیں وہ ہوئیں۔ انھوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ عبدالعزیز بن بشر کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ احنف نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی اور یہ بھی درخواست کی کہ مصعب پھر اپنے سابق عہدہ پر مقرر کر دیے جائیں۔

حمزہ ہی نے بصرہ سے عبداللہ بن عمیر لیثی کو بحرین میں نجدہ کے مقابلہ پر جنگ کرنے کے لیے متعین کیا تھا۔

حمزہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی معزولی

جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حمزہ کو معزول کر دیا تو یہ بصرہ کے خزانے سے بہت سا مال لے کر چلے۔ مالک بن مسمع نے ان پر اعتراض کیا اور کہا کہ ہماری تنخواہوں کی رقم بھی لیے جا رہے ہو۔ اس طرح ہم تنخواہوں سے محروم رہ جائیں گے۔ جب عبیداللہ بن عبید بن معمر نے اوائل روز بیعت کی ضمانت کی، مالک خاموش رہے۔ اور حمزہ وہاں سے چلے گئے اور اپنے باپ کے پاس بھی نہیں گئے۔ مدینہ پہنچ کر اس روپیہ کو کئی شخصوں کے پاس بطور امانت رکھوا دیا۔ سب لوگ اس مال کو دبا بیٹھے۔ البتہ ایک یہودی نے ان کی امانت واپس کر دی۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جب ان واقعات کا علم ہوا تو انھوں نے کہا کہ خدا اسے دور کرے میں چاہتا تھا کہ حمزہ کی وجہ سے بنی مروان پر فخر کروں گا مگر وہ نکما نکلا۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بحالی

مصعب کی معزولی اور بحالی کے اسباب اور واقعات واقدی نے جو بیان کیے ہیں وہ اس بیان سے مختلف ہیں۔ ان کے بیان سے یہ پایا جاتا ہے کہ جب مصعب نے کوفہ پر فتح پائی تو ایک سال کوفہ میں ٹھہرے رہے۔ کیونکہ بصرہ سے انھیں معزول کر کے اپنے بیٹے حمزہ کو گورنر مقرر کر دیا۔ ایک سال اسی طرح گزارنے کے بعد مصعب اپنے بھائی کے پاس مکہ آئے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے انھیں پھر بصرہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ بعض راوی یہ بھی کہتے ہیں کہ مختار کی جنگ سے فراغت پانے کے بعد مصعب کوفہ پر حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو حاکم مقرر کر کے خود بصرہ چلے آئے تھے۔ ایک بیان یہ ہے کہ مختار کے قتل کے بعد کوفہ اور بصرہ دونوں مصعب ہی کی زیر نگرانی رہے۔

امیر حج حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے عمال

اس سال عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کرایا۔ مصعب اس وقت ان کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے۔ اگرچہ اس امر میں اختلاف ہے کہ اس وقت بصرہ پر کون حاکم تھا۔

اس وقت کوفہ کے قاضی عبداللہ بن عتبہ بن مسعود تھے۔ ہشام بن ہبیرہ بصرہ کے قاضی تھے۔ عبدالملک بن مروان شام کے مالک تھے اور عبداللہ بن خازم السلمی خراسان کے گورنر تھے۔

* * *

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نقصانات کی تلافی کی۔ اور جب ان کی قوت اچھی طرح بحال ہوگئی تو پھر فارس کی طرف آئے۔ عمر بن عبیداللہ بن معمر اس وقت بھی فارس کے گورنر تھے۔

خوارج کی روانگی اہواز:

اس مرتبہ خوارج نے اس راستے کو چھوڑ کر جو انھوں نے سابور پر حملہ کرنے کے وقت اختیار کیا تھا دوسرے راستے سے فارس [illegible] اصفہان کی سمت چلے۔ عمر بن عبیداللہ کو جب اس بات کا علم ہوا کہ خوارج فارس کی [illegible] جانب [illegible] سے انھیں یہ خوف پیدا ہوا کہ [illegible] مصعب کی [illegible] لہٰذا انہوں نے [illegible] ان کے پیچھے چلے۔ جب ارجان آئے تو انھیں معلوم ہوا کہ خوارج یہاں سے آگے بڑھ کر اہواز کی سمت جا رہے ہیں [illegible] طرف مصعب کو بھی ان کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ اور انھوں نے [illegible] کی طرف [illegible] کی۔

مصعب بن زبیرؓ کی عمر بن عبیداللہ سے خفگی:

مصعب نے ان کو یہ لکھا کہ عمر بن عبیداللہ [illegible] انصاف [illegible] مجھے [illegible] حالانکہ [illegible] ان کے ساتھ [illegible] ہوگئی ہے۔ [illegible] ہم [illegible] بھی ہم انھیں [illegible] بات [illegible] ان کے پیچھے چلے آ رہے ہیں۔ اس کے لیے ان کے پاس کوئی معقول عذر نہیں ہے۔ [illegible] ان کے پاس [illegible] عمر بن عبیداللہ نے خوارج سے جنگ [illegible] اور ان کے مقابلے سے [illegible] ان کے پاس [illegible] مقابلہ کرنے کے لیے [illegible] حالانکہ میدان [illegible]

خوارج کی اہواز میں آمد

خوارج زبیر بن ماحوز کے ساتھ بڑھتے بڑھتے اہواز تک پہنچ گئے۔ ان کے جاسوسوں نے انھیں اطلاع دی کہ عمر بن عبیداللہ تمہارے پیچھے چلے آ رہے ہیں اور مصعب بن زبیرؓ بصرہ سے تمہارے مقابلے کے لیے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اس خطرے کو محسوس کرکے [illegible] زبیر بن ماحوز نے اپنی قوم کو مخاطب کرکے کہا کہ دشمنوں کے درمیان واقع ہونا ہمارے لیے نہایت خطرناک ہے۔ اس لیے ہمیں فوراً ایک طرف اپنے دشمن سے نپٹ جانا چاہیے۔

خوارج کا مدائن پر حملہ

زبیر بن ماحوز اپنی فوج لے کر چلا اور جوخی ہوتے ہوئے [illegible] آیا اور وہاں سے دریائے دجلہ کو عبور کرکے کلواذا [illegible] پر آ دھمکے۔ کردم بن مرثد بن نجبہ الفزاری مدائن کا حاکم تھا۔ خوارج نے [illegible] کی۔ بچوں، عورتوں اور مردوں کو قتل کر ڈالا۔ اور حاملہ عورتوں کے پیٹوں کو چیر ڈالا۔ کردم نے راہ فرار اختیار کی۔

بنانہ بنت یزید کا قتل:

خوارج مدائن میں آئے اور تمام لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا [illegible] ایک لڑکا تھا قتل کر ڈالا۔ اسی طرح خارجیوں نے [illegible] کی بیٹی [illegible] کو بھی قتل کیا [illegible] وہ قرآن کی حافظہ تھی اور اپنے

زمانے میں سب سے زیادہ حسین عورت تھیں۔ جب خارجیوں نے تلوار سے ان پر حملہ کیا تو انہوں نے کہا کہ صد افسوس! کیا ایسا بھی ہوتا ہے کہ مردوں نے عورتوں کو قتل کیا ہو۔ تم ایسی کو قتل کر رہے ہو جو تم پر ہاتھ نہیں اٹھاتی۔ تمہیں نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ اور خود اپنے کو بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں جن کی نشو و نما زیوروں میں ہوئی اور جھگڑوں سے پیچھے رہتی ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا اسے قتل کر ڈالو۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا کیا ہی اچھا ہو کہ ان سب کو چھوڑ دو۔ اس پر دوسرے بولے اے خدا کے دشمن معلوم ہوتا ہے کہ اس کے حسن کا جادو تم پر چل گیا ہے تو کافر ہو گیا۔ یہ شخص ان لوگوں کے پاس سے ہٹ آیا اور جب انہیں یقین آ گیا کہ وہ چلا گیا ہے پھر حملہ کیا اور اس خاتون کو قتل کر ڈالا۔

خوارج کا عورتوں پر حملہ:

ربطہ بنت یزید کہنے لگیں کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو ظلم کر رہے ہو اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو گا کہ عورتوں اور بچوں کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی قتل کر رہے ہو۔ ربطہ یہ کہہ رہی تھیں۔ خارجی ان پر ٹوٹ پڑے۔ رواع بنت ایاس بن شریح کی بیٹی جو ان کی اخیافی بھائی کی بیٹی تھی۔ سامنے آ گئیں۔ خارجیوں نے ان پر بھی حملہ کیا اور سر پر تلوار کا وار لگایا۔ تلوار کی دھار ہڈی کے سر پر چل گئی اور یہ دونوں زمین پر گر پڑیں۔ ایاس بن شریح نے تھوڑی دیر خارجیوں کا مقابلہ کیا۔ مگر یہ بھی زخمی ہو گئے۔ اور زمین پر گر پڑے۔ خارجی انہیں مردہ سمجھ کر وہاں سے ہٹ گئے۔ رزین بن متوکل بکائی ایک شخص قبیلہ بکر بن وائل کا اس معرکہ میں زخمی ہوا۔ خارجی اس کے پاس سے ہٹ گئے۔ ربطہ بنت یزید اور بنت ایاس کی ام یزید تو جان بحق ہو گئیں۔ باقی اور بچ نکل گئے۔ ایک نے دوسرے کو پانی پلایا۔ اپنے زخموں کی مرہم پٹی کی۔ اور کرایہ کی سواریوں پر کوفہ چلے آئے۔

رواع بنت ایاس کا بیان:

رواع بنت ایاس نے کہا کہ میں نے اس شخص سے زیادہ کوئی بزدل آدمی نہیں دیکھا جو ہمارے ساتھ تھا اور اس کی بیٹی بھی اس کے ہمراہ تھی۔ جب ہم پر حملہ کیا گیا تو وہ ہمیں اور خود اپنی بیٹی کو ہمارے پاس چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اسی طرح میں نے اس شخص سے زیادہ بہادر نہیں دیکھا جو ہمارے ساتھ تھا۔ مگر ہم نہ اسے پہچانتے تھے اور نہ وہ ہمیں۔ مگر جب بھی دشمن نے ہم پر حملہ کیا تو ہماری مدافعت میں لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ زمین پر زخمی ہو کر گر پڑا یہ رزین بن متوکل بکری تھا۔ اس واقعے کے بعد یہ اکثر ہم سے ملنے آتا تھا اور وہ حق رکھتا تھا۔ اس نے حجاج کے دورِ امارت میں انتقال کیا۔ ہم عورتوں نے اس کی موت کا رنج کیا۔ وہ ایک نیک آدمی تھا۔

معرکہ کرخ:

مصعب نے ابوبکر بن مخنف کو استان عالی کا حاکم مقرر کر کے بھیجا۔ جب حارث بن ابی ربیعہ آ گئے تو ابوبکر کو علیحدہ کر دیا۔ مگر ان کے بعد پھر دوسرے سال انہیں کو اس مقام کا حاکم مقرر کر دیا۔ جب خارجی مدائن پر چڑھ آئے انہوں نے اپنی ایک جماعت کو ابوبکر کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ صالح بن مخراق ان خوارج کی جماعت کا سردار تھا۔ مقام کرخ پر دونوں کی جنگ ہوئی۔ تھوڑی دیر جنگ ہونے کے بعد ایک دوسرے نے پیادہ دست بدست جنگ کے لیے آمادگی ظاہر کی چنانچہ ابوبکر اور دوسری طرف خارجی گھوڑوں سے اتر پڑے۔ ابوبکر یہاں ان کا آزاد غلام عبدالرحمٰن بن ابی جعال اور ایک اور شخص انہیں کے قبیلے کا میدان جنگ میں کام آئے اور ان کے تمام دوسرے ساتھی شکست کھا کر منتشر ہو گئے۔

حارث بن ابی ربیعہ کی خوارج پر فوج کشی

[illegible]

[illegible] کا قتل

[illegible]

[illegible] کا قتل

[illegible]

[illegible]

ابراہیم بن الاشتر کا خوارج پر حملہ کرنے کا [illegible]

ابراہیم بن الاشتر نے حارث سے کہا کہ آپ مجھے اجازت [illegible]

اور فوج [illegible] ان کے [illegible] آپ کے ساتھ [illegible] [illegible] [illegible]

حارث بن ابی ربیعہ کا تعین

خارجیوں [illegible] [illegible] ان کے تعاقب [illegible] [illegible] [illegible] ہو جاتا ہے۔

خوارج پر حملہ

ایک شخص نے کہا [illegible] [illegible] [illegible] خارجی [illegible] خارجیوں کے [illegible] [illegible] سے پیچھے ہٹے۔

خوارج کی پسپائی

حارث نے [illegible] بن مخنف کو چھ ہزار [illegible] ان کے تعاقب میں [illegible] [illegible] جب خارجی [illegible] [illegible] خارجیوں کے [illegible] عتاب کے [illegible] میں ہوئی۔

خوارج کا اصفہان پر حملہ

خارجیوں نے چلتے چلتے [illegible] عتاب [illegible] [illegible] خارجیوں نے عتاب کے [illegible] زمانے میں [illegible] مصعب بن زبیر [illegible] عتاب ان کے [illegible] خوارج کا مقابلہ کرتے رہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابوہریرہ اور خوارج

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عتاب کا خوارج پر حملہ

رات کے وقت تمام لوگ بیدار رہے یہاں تک کہ صبح ہوئی۔ عتاب نے حکم دیا کہ تمام فوج والوں سے پہلے ہی کھانا کھا لیا جائے۔ تو خوارج نے رات کا کھانا عتاب [illegible] کھایا ادھر صبح ہوتے ہی انہوں نے اپنے [illegible] خارجیوں پر انہی کے کیمپ میں دھاوا کر دیا۔ خارجی اپنی جگہ بالکل بے خوف ہو رہے تھے۔ کسی کو خیال بھی نہیں آیا تھا کہ اس طرف سے حملہ ہوگا۔ کیمپ میں داخل ہو گئے تو عتاب کے ساتھیوں نے کیمپ کے ایک طرف سے حملہ کیا اور خارجیوں کا اس قدر قتل مچایا کہ وہ فرودگاہ کے دروازے سے ہٹ گئے۔ عتاب کے آدمی زبیر بن الماحوز تک پہنچ گئے۔ وہاں ابو الوازع ایک جماعت کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے مدافعت کے لیے آیا مگر کام آیا۔ اپنے سردار زبیر کی موت کے بعد خارجی قطری کے پاس گئے اور ان کے ہاتھ پر سب نے بیعت کی۔

خوارج کی پسپائی و مراجعت

عتاب خارجیوں کے لشکر کو [illegible] ابھی [illegible] میں واپس آئے تھے کہ قطری ان کے پیچھے پیچھے آیا اور اس کے علم بردار [illegible] تھا۔ جنگ کرنا چاہتا ہے اور زبیر بن الماحوز کے قتل ہو جانے کے بعد [illegible] ہو گئے۔ خارجی یہ کہتے ہیں کہ قطری کے ایک مخبر نے اس سے کہا کہ میں نے عتاب کو یہ کہتے سنا ہے کہ خارجی [illegible] تم لوگ ان کو [illegible] سے جا ملیں۔ تا ایک جگہ قیام کر لیں اور کل دوسرے مقام پر [illegible] سکتے ہیں۔ جب قطری کو اس بات کا علم ہوا تو وہاں سے چل دیا اور عتاب کے ساتھیوں نے بھی ان کی مراجعت کا پیچھا کیا۔ ابو زہیر عبسی جو عتاب کے ساتھ تھے کہتے ہیں کہ ہم دوسرے دن تلواریں لے کر قطری کی طرف بڑھے مگر خارجی اپنا پڑاؤ اٹھا کر جا چکے تھے۔ اس واقعے کے بعد پھر کبھی ان سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی۔

خوارج کی اہواز میں آمد

اس کے بعد قطری اطراف کرمان [illegible] عرصہ رہا۔ ایک بڑی جماعت اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر لی۔ [illegible] جمع کر لیں۔ بہت سا روپیہ جمع کر لیا اور جب طاقت بڑھ گئی تو عتاب کے مقابلے کے لیے سامنے آیا۔ اصبہان کا علاقہ طے کرتا ہوا اہواز کے راستے ایذج آیا اور اہواز میں مقیم ہو گیا۔ اس وقت حارث بن ابی ربیعہ مصعب کی طرف سے بصرے کے حاکم تھے۔ ان واقعات کی اطلاع حارث نے مصعب کو دی اور یہ بھی لکھا کہ مہلب ہی ان خارجیوں کا کامیابی سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ مصعب نے مہلب کو جو اس وقت موصل اور جزیرے کے والی تھے۔ حکم بھیجا کہ تم خوارج سے نبرد آزمائی کرو۔ اور مہلب کی جگہ ابراہیم بن الاشتر کو [illegible] کی کارگزاری کے لیے روانہ کیا۔

معرکہ سولاف

مہلب بصرہ آئے اور منتخب بہادروں کو اپنے ہمراہ لے کر خارجیوں کے مقابلے کو نکلے۔ مقام سولاف پر دونوں فوجوں میں معرکہ کارزار گرم ہوا۔ مسلسل آٹھ ماہ تک ایسی شدید جنگ ہوئی اور طرفین میں ایسا گھمسان کا رن پڑا کہ جس کی نظیر نہ تھی۔

شام میں قحط

اسی ۶۸ ہجری میں شام میں شدید قحط پڑا۔ شدت قحط کا اندازہ اسی امر سے ہو سکتا ہے کہ اسی وجہ سے اس سال کوئی جہاد نہیں ہو سکا۔ اسی سنہ میں عبدالملک بن مروان [illegible] قیصر روم [illegible] کے ساتھ [illegible] جب بادشاہی

تو کچھ لوگوں نے [illegible] ابن الحنفیہ [illegible] سے ختم ہو گیا۔

عبید اللہ بن الحر کے واقعات ۶۸ھ:

اسی سال میں عبید اللہ بن الحر الجعفی [illegible] اپنی قوم کے [illegible] میں سے تھے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible] ہوئے تو انہوں نے [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [illegible] اور [illegible] سے رخصت ہو گئے [illegible] ان کی [illegible]۔

عبید اللہ بن الحر کی [illegible]

عبید اللہ بن الحر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible] جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے [illegible] حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible] حکومت [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] اس معاملے میں [illegible]۔

عبید اللہ بن الحر کی بد نیتی:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے [illegible] حکومت [illegible] اور ان کے [illegible] کی کچھ پرواہ نہیں کیا کرتے تھے۔

جب عبید اللہ بن زیاد [illegible] اور یزید بن معاویہ کا بھی انتقال ہو گیا تو ابن حر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب تمہارے لیے اچھا [illegible] ہے۔

عبید اللہ بن الحر کی مدائن میں آمد:

اس نے اپنی جماعت کے ساتھ مدائن [illegible] اور [illegible] کے لیے [illegible] اپنے ساتھیوں [illegible] ان [illegible]

ستایا کرتی تھی۔

عبیداللہ بن الحر کی شاعری

خود نیک ہونے کے ساتھ ابن الحر ایک جری شہسوار بھی تھا۔ یہ کسی خلیفہ یا بادشاہ یا امیروں سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتا تھا۔ عورتوں کی عصمت و عزت کا بہت خیال رکھتا تھا۔ کوئی شخص اس کے مقابل نہ ٹھہرتا تھا۔ اسی طرح تمام امور کی شناخت اور مشکلات سے نمٹنے پر قادر تھا۔ لوگوں میں اس کے متعلق بہت سے واقعات پیدا ہو گئے۔ آپ کی وجہ شہرت شاعری ہے اور بے شک وہ اپنے شعروں میں بہترین شاعر تھا۔

ام سلمہ زوجہ ابن الحر کی گرفتاری

ابن الحر کا یہی وطیرہ مختار کے پورے دور حکومت تک قائم رہا۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ ابن الحر نے مصعب سے بھی اسی قسم کی سرکشی اختیار کی ہے تو اس کی بیوی ام سلمہ کو قید کر لیا۔ اور قسم کھائی کہ میں یا تو ابن الحر کو قتل کروں گا یا اس کے اہل و عیال کو ہلاک کر دوں گا۔

عبیداللہ بن الحر کا کوفہ کے جیل خانے پر حملہ:

ابن الحر کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اپنے شہسواروں کے ساتھ رات کے وقت کوفہ میں در آیا۔ جیل خانہ کا دروازہ توڑ ڈالا اور صرف اپنی بیوی ہی نہیں بلکہ جس قدر مرد اور عورتیں قید تھیں سب کو آزاد کر دیا۔ مصعب نے مقابلے کے لیے فوج روانہ کی۔ مگر یہ لڑتا بھڑتا ہوا صاف بچ کر نکل گیا۔ پھر اس نے عراق کے عاملوں اور طرفداروں کو سخت تنگ کرنا شروع کیا۔ ہمدانی عقائد کے ساتھ ان کے مکانات پر چھاپے مارے، ان کے مکانوں کو جلا کر خاک کر دیا، ان کی تمام جائیداد جو جہاں تھی اور جو کچھ بھی تھا لوٹ لیا۔ اس کے بعد میں ابن الحر مدائن کی طرف چلا۔ عبداللہ بن سعید کی جاگیر اور ہمدانیوں کی جس قدر املاک وہاں تھیں سب لوٹ لیں پھر کوفہ کے علاقہ میں آیا اور یہاں بھی جس قدر املاک ہمدانیوں کی تھی سب پر قبضہ کر لیا۔

ابن الحر کی گرفتاری:

اسی طرح یہ بھی مدائن کا رخ کرتا اور جوخی کے عاملوں پر حملہ کر کے ان کے تمام مال و اسباب لوٹ لیتا اور کوہستان جبل کی طرف چلا جاتا تھا۔ اب دونوں جانب یعنی مختار مارے گئے اور مصعب وہاں کے گورنر مقرر ہو گئے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ ابن الحر نے زیاد اور مختار دونوں کو تنگ کر رکھا تھا اور اب ہمیں یہ خوف ہے کہ وہ علاقہ سواد پر مختار ہی کی طرح غلبہ حاصل کر لے گا۔ اس لیے مصعب نے ابن الحر کو قید کر دیا

ابن الحر کی بنی مذحج سے سفارش کی درخواست:

ابن الحر نے بنی مذحج کے بعض لوگوں سے درخواست کی کہ وہ مصعب کے پاس جا کر اس کی سفارش کریں۔ بنی مذحج کے سر برآوردہ لوگوں سے بھی اسی کے لیے درخواست کی کہ آپ لوگ مصعب کے پاس جائیں اور میرے متعلق خود ان سے گفتگو کریں۔ کیونکہ مصعب نے مجھے جیل میں ڈالا ہے کہ تمہاری قوم کے بعض لوگوں کی شکایت پہنچتی رہی ہے اور میری جانب سے ایسی باتوں کا خوف دلایا ہے کہ جن کا ارتکاب نہ کیا اور نہ میری یہ شان ہے کہ میں انہیں کروں۔ اس کے بعد اس نے بنی مذحج کے شہسواروں کو لکھا کہ تم لوگ

تھے کہ تم مجھے [illegible] کرتے ہو، [illegible] نے بعض [illegible] مصعب کے پاس [illegible] بھیجا تاکہ وہ ان سے متعلق ان سے گفتگو کریں۔ اور ان کی رہائی کی خواہش کی۔ [illegible] تم کو [illegible] اپنے قبیلے والوں کا [illegible] کے لیے [illegible] رکھا۔

عبیداللہ بن الحر کی رہائی:

چنانچہ بنی مذحج کے کچھ لوگ اس غرض کے لیے مصعب کے پاس آئے اور ان کی سفارش کی۔ مصعب نے ان کو چھوڑ دیا۔ ابن حر نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ [illegible] دیا تھا [illegible] جماعت [illegible] پر مسلط کر دیا۔ میں عراق سے [illegible] ہوگا۔ جب یہ [illegible] نکلا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا [illegible] مصعب نے اس کے [illegible] کی تلاش کے [illegible] آگیا۔

ابن حر کی رہائی پر مصعب کی پشیمانی:

مصعب ابن حر کے رہا کر دینے پر نادم ہوئے مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ اس نے مخالفت شروع کر دی۔ لوگ اسے مبارکباد دینے آئے [illegible] صرف [illegible] نے [illegible] دیا تھا۔ [illegible] ان میں [illegible] ان کے [illegible] ہم [illegible] اپنی [illegible] آگئے۔ [illegible] نے [illegible] کر لیا ہے۔ ان کے ہم [illegible] کی بیعت کے [illegible] سے اپنی [illegible] کے وقت [illegible] نے ہم سے [illegible] ان کی [illegible] کے بعد [illegible] کسی امام [illegible] غالب [illegible] کرنا ان کے لیے [illegible] اپنے بیٹے اور [illegible] کے لیے [illegible] جاتا ہے [illegible] اس لیے تمہیں چاہیے کہ [illegible] اپنی عزت [illegible] کی حفاظت کے لیے تلوار نیام سے نکالو [illegible] اور جنگ کا [illegible] کر دیا ہے اور [illegible] میں [illegible] ہیں۔

مصعب کی ابن حر کو پیشکش

ابن حر نے اپنے ہمراہیوں کی مدد سے جنگ اور غارت گری شروع کر دی۔ مصعب نے سیف بن ہانی المرادی کو اس کے پاس بھیجا۔ سیف نے ابن حر سے کہا کہ اگر تم مصعب کی بیعت کر لو اور ان کی اطاعت قبول کر لو تو [illegible] خراج تمہیں دیا جائے گا۔ ابن حر نے جواب دیا کیا اب [illegible] اور دوسرے مقامات کا [illegible] قبول کروں گا اور کسی بات [illegible] پر اعتماد کروں گا۔ [illegible] تمہیں ایک عاقل آدمی سمجھتا ہوں (سیف اس وقت بالکل نوجوان تھا) اگر تم میری اتباع کرو [illegible] تمہیں [illegible] سیف [illegible] مصعب نے [illegible] کو ابن حر کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ ابن حر نے اسے شکست دی اور اس کے چہرے پر ایک زخم لگا دیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابن حر کی کوفہ میں آمد

ابن حر تکریت سے روانہ ہوا اپنے ساتھیوں سے کہتا [illegible] کہ [illegible] عبدالملک بن مروان کے پاس جاتا ہوں ۔ [illegible] پانچ لوگ آ [illegible] ہو گئے ۔ یہ پہنچے [illegible] گئے [illegible] ہے کہ [illegible] میں مصعب [illegible] نے ساتھیوں [illegible] بچا [illegible] نے [illegible] کوفہ کے راستے سے [illegible] پہنچا اس کے [illegible] مال [illegible] اور [illegible] پر قبضہ [illegible] تو [illegible] اسی طرح [illegible] پہنچا [illegible] کے [illegible] میں [illegible] ہوا ۔

ابن حر پر حملہ و کوفہ سے فرار

مصعب نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو [illegible] کے لیے بھیجا ۔ دونوں میں مقابلہ ہوا [illegible] مصعب نے حجار بن ابجر کو اس کے مقابلے میں [illegible] شکست [illegible] مصعب [illegible] انہیں بہت [illegible] مقابلے کے لیے [illegible] بن کعب الہمدانی اور عمر بن عبیداللہ بن معمر کو [illegible] بھیجا [illegible] اپنی فوج کے ساتھ ابن حر پر [illegible] ابن حر کے ساتھی [illegible] زخمی ہوئے ان کے [illegible] پہنچ [illegible] ابن حر کا [illegible] زخمی ہوئے [illegible] اور شام تک نہایت شدید جنگ ہوتی رہی [illegible] ۔

یزید بن الحارث کو ابن حر کا مقابلہ کرنے کا حکم:

مصعب نے یزید بن الحارث بن رویم الشیبانی کو جو مدائن کا حاکم تھا حکم بھیجا کہ تم ابن حر کا مقابلہ کرو ۔ یزید نے اپنے بیٹے حوشب کو مقابلے کے لیے روانہ کیا ۔ مقام [illegible] پر دونوں میں معرکہ [illegible] ابن حر نے اپنے مقابل کو شکست دی اور [illegible] بھی قتل کیے ۔ ابن حر [illegible] یہاں [illegible] مقابلے کے لیے [illegible] ۔ یہاں سے [illegible] آتے [illegible] الہمدانی اور بشر بن عبداللہ الاسدی اس کے مقابلے کے لیے چلے [illegible] نے مقام [illegible] مقابلہ [illegible] ابن حر [illegible] ہوا ۔

بشر بن عبداللہ کا قتل:

ابن حر نے بشر کو قتل کیا اور [illegible] کے ساتھیوں کو شکست دی [illegible] ابن حر [illegible] عبدالرحمن بن عبداللہ اس کے مقابل ہوئے [illegible] انہیں بھی [illegible] سے قتل کر ڈالا ۔ اس کے ساتھیوں کو شکست دی اور ان کے تعاقب میں [illegible] عبدالرحمن بن [illegible] کا [illegible] میں جنگ ہوئی [illegible] پیچھے ہٹ کر اپنے [illegible] پر واپس چلا گیا ۔ [illegible] نے ابن حر کو شکست دی ۔ جب اس [illegible] کی خبر مصعب کو ہوئی [illegible] لوگوں میں سے [illegible] ہیں کہ [illegible] کے لیے ان کی تعریف کی جائے [illegible] انہیں [illegible] ۔ ابن حر نے [illegible] اور [illegible] کا [illegible] وصول کرتے ۔

عبداللہ بن حجر کا قتل:

ابن حر عبدالملک بن مروان کے [illegible] عبدالملک نے [illegible] آدمیوں کے ساتھ [illegible] کوفہ روانہ کیا [illegible] کو [illegible]

بازاروں کے علاوہ ویرانوں میں بھی گشت کرتے تھے۔ [illegible]

[illegible]

ابن حر کے قتل کی دوسری وجہ

بعض لوگوں نے ابن حر کے مرنے کی اور وجہ لکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن حر [illegible] مصعب کے پاس آیا [illegible] حضرت عبداللہ بن زبیر [illegible] ایک قصیدہ لکھ کر بھیجا جس میں مصعب کی شکایت تھی [illegible]

[illegible]

مصعب [illegible] ایک قصیدہ لکھا [illegible]

قبیلہ قیس عیلان کی ہجو

[illegible]

الم تر قیسا قیس عیلان برقعت لحاها و باعت نبلها بالمغازل

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

عرفات میں چار جھنڈے

اس سال عرفات میں چار جھنڈے [illegible]

جانب ایستادہ تھے۔ سب سے پہلے ابن حنفیہ کی جماعت منتشر ہوئی۔ پھر نجدہ والوں کے بعد بنی امیہ اور سب کے آخر میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا جھنڈا الٹ گیا۔ اور لوگوں نے ان کی پیروی کی۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت تک عرفات سے روانہ نہیں ہوئے جب تک ابن زبیر رضی اللہ عنہ روانہ نہیں ہوئے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے روانگی میں دیر کی، حالانکہ ابن حنفیہ اور نجدہ وغیرہ بہت دور جا چکے تھے۔ اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ دورِ جاہلیت کے طریقے پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پیچھے ہی پیچھے روانہ ہوئے۔

محمد بن جبیر کا بیان:

محمد بن جبیر کہتے ہیں کہ اس موقع پر مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں فتنہ و فساد نہ اٹھ کھڑا ہو۔ اس لیے میں ان چاروں سرداروں کے پاس گیا۔ سب سے پہلے میں محمد بن علی رحمہ اللہ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اے ابوالقاسم اللہ سے ڈرو۔ ہم ایک مقدس مقام اور محترم مہینے میں یہاں جمع ہوئے ہیں۔ حجاج و فد بیت اللہ یہاں جمع ہیں۔ یہ اللہ کا ایک وفد ہے جو اس بیت مبارک کی زیارت کو حاضر ہوا ہے۔ آپ کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے حج کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ محمد بن علی رحمہ اللہ نے کہا کہ میرا ہرگز ایسا ارادہ نہیں۔ میں کسی کو بیت اللہ آنے سے نہیں روکوں گا۔ اور نہ میری جانب سے کسی حاجی کو کوئی ضرر پہنچے گا۔ میں صرف ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور میرے خلاف جو ان کا ارادہ ہے اس سے اپنی حفاظت کرنا چاہتا ہوں اور میں ریاست کی خواہش نہ کروں گا۔ جب تک دو شخص بھی میرے اختلاف رائے رکھیں۔ تم ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے جا کر اس معاملے میں گفتگو کرو اور نجدہ کے پاس بھی جاؤ۔

محمد بن جبیر کی مصالحانہ کوشش

محمد بن جبیر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان سے وہی گفتگو کی جو ابن حنفیہ سے کر چکے تھے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں وہ شخص ہوں کہ میرے ہاتھ پر تمام لوگوں نے بیعت کی ہے اور یہ میرے معتقد ہیں۔ محمد بن جبیر نے عرض کیا نماز کا وقت آ گیا بہتر ہے کہ آپ رکے رہیں۔ انہوں نے کہا بہتر ہے میں ایسا ہی کروں گا۔ اس کے بعد محمد ابن جبیر نجدہ کے پاس آئے۔ نجدہ نے اپنے ساتھیوں سے جدا ہو کر علیحدہ بیٹھے تھے۔ عکرمہ ابن عباس کا غلام بھی وہاں موجود تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں تمہارے آقا سے ملنا چاہتا ہوں تو اور اجازت طلب کرو۔ تو انہی دو اجازت لے کر آئے۔ یہاں کے سامنے پہنچا ان کی تعظیم کی اور وہی گفتگو ان سے کی جو پہلے دونوں سابق الذکر اصحاب سے کر چکے تھے۔ نجدہ نے جواب دیا کہ میں یہ تو نہیں کروں گا کہ خود کسی کے خلاف جنگ و جدل کی ابتدا کروں۔ البتہ اگر کوئی خود چھیڑے گا تو میں ضرور اس سے لڑوں گا۔ ابن جبیر نے ان سے کہا کہ ابن حنفیہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ بھی آپ سے لڑنا نہیں چاہتے۔ اس کے بعد محمد بن جبیر طرفداران خاندان بنی امیہ کے پاس پہنچے اور حسب سابق ان سے بھی وہی گفتگو پیش آئی۔ ان لوگوں نے کہا کہ جب تک کوئی ہم پر حملہ نہ کرے گا ہم خود کسی سے قتال نہ کریں گے۔ محمد بن جبیر کہتے ہیں کہ اس موقع پر سب سے زیادہ امن و آشتی پسند طریقے پر محمد بن الحنفیہ کے طرفدار عرفات سے روانہ ہوئے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے عمال:

جابر بن اسود بن عوف الزہری اس سال ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی جانب سے مدینہ کے عامل تھے۔ کوفہ اور بصرہ کے عامل ان کے بھائی مصعب تھے۔ خراسان کے عامل عبداللہ بن خازم السلمی تھے۔ اور شام میں عبدالملک بن مروان کی حکومت تھی۔

باب ۲

عبدالملک بن مروان ۶۹ھ کے واقعات

عمرو بن سعید بن العاص:

جب عبدالملک بن مروان مقام عین وردہ گئے تو دمشق پر عمرو بن سعید بن العاص کو اپنا قائم مقام بنا گئے۔ عمرو بن سعید دمشق میں قلعہ بند ہو کر مقابلے کے لیے تیار ہو گیا۔ عبدالملک کو اس کی خبر ہوئی۔ دمشق واپس آئے اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔

بعض راویوں نے اس واقعے کے متعلق یہ بھی کہا ہے کہ عمرو بن سعید عبدالملک بن مروان کے ہمرکاب تھا۔ جب مقام بطنان حبیب پر عبدالملک فروکش ہوئے تو عمرو دمشق واپس آ کر قلعہ بند ہو گیا پھر عبدالملک بھی دمشق کو واپس ہوئے۔

عمرو بن سعید کا دمشق پر قبضہ:

ایک یہ بھی روایت ہے کہ عبدالملک بطنان حبیب سے دمشق کو واپس آئے۔ یہاں کچھ عرصہ قیام کر کے قرقیسیا کا رخ کیا۔ زفر بن حارث الکلابی اور ان کے ہمراہ عمرو بن سعید بھی اس مہم میں تھے۔ عمرو بن سعید ایک رات پیچھے سے چل دیا۔ حمید بن حریث بن بحدل الکلبی اور زہیر بن الابرد الکلبی ان کے ساتھ ہو گئے۔ یہ دمشق آئے۔ عبدالرحمٰن بن ام الحکم الثقفی دمشق پر عبدالملک کے قائم مقام تھے۔ انہیں جب معلوم ہوا کہ عمرو بن سعید واپس آ رہا ہے شہر کی حکومت ترک کر کے فرار ہو گئے۔ عمرو نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور جس قدر خزانے تھے ان پر بھی قبضہ کر لیا۔

اور لوگوں نے یہ بیان کیا کہ یہ واقعہ ۷۰ھ میں پیش آیا۔

عمرو بن سعید اور عبدالملک میں کشیدگی:

عبدالملک دمشق سے عراق کی جانب مصعب کے مقابلے کے ارادے سے نکلے۔ عمرو بن سعید نے کہا کہ آپ خود عراق جا رہے ہیں حالانکہ آپ کے والد نے اپنے بعد مجھے خلافت دینے کا وعدہ کیا تھا اور اسی وجہ سے میں لڑتا رہا ہوں اور جس طرح میں نے ان کی مدد کی وہ انجام دی ہیں ان سے آپ ناواقف نہیں ہیں۔ بہتر ہے کہ اپنے بعد آپ مجھے اپنا جانشین نامزد فرما دیں۔ عبدالملک یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ عمرو بن سعید ناراض ہو کر دمشق چلا۔ عبدالملک بھی اس کے پیچھے پیچھے دمشق آ گئے۔

عمرو بن سعید کا اہل دمشق سے خطاب:

پہلے بیان کے مطابق عمرو بن سعید نے دمشق پر قبضہ کر لیا۔ عبدالرحمٰن بن ام حکم الثقفی کو طلب کیا۔ جب وہ نہ ملے تو حکم دیا کہ ان کا مکان منہدم کر دیا جائے۔ اس کی تعمیل ہوئی۔ عمرو ایک بڑے مجمع کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا۔ منبر پر چڑھ کر حمد و ثنا کے بعد بیان کیا کہ مجھ سے پہلے قریش کا کوئی شخص ایسا نہیں گزرا کہ جس نے منبر پر چڑھ کر یہ دعویٰ نہ کیا ہو کہ جنت اور دوزخ اس کے قبضہ تصرف میں ہے جو اس کی اطاعت کرے گا اسے جنت ملے گی اور جو نافرمانی کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔ مگر میں آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ جنت دوزخ سب کچھ اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے میں اس معاملے میں آپ کے سوا اور کچھ نہیں کہتا کہ یہ میرے فرائض میں ہے کہ آپ

[illegible]

[illegible] کی بات میں [illegible] ابن حبیب الحکم [illegible] اپنے دوستوں کے ساتھ دمشق میں داخل ہو۔

عبدالملک کی دمشق میں آمد

روایت ہے عبدالملک جب دمشق میں داخل ہوا تو [illegible] نے [illegible] کو [illegible] کی جماعت [illegible] سے عمرو نے جب [illegible] آپ [illegible] خبر میں [illegible] کہلا بھیجا [illegible] آپ [illegible] سے پہلے [illegible] دمشق میں داخل ہونے کے چند روز بعد عمرو بن سعید نے عبدالملک سے کہلا بھیجا کہ [illegible] اس وقت اپنی [illegible] کے پاس تھا۔ ان سے پہلے عبدالملک نے [illegible] اصحاب [illegible] کی [illegible] کے لیے [illegible] پاس [illegible] اور [illegible] قریب [illegible] آپ [illegible] سے [illegible]۔

عمرو بن سعید کی طلبی

عبدالملک نے قاصد کو عمرو بن سعید کے پاس بھیجا [illegible] عبداللہ نے عمرو سے کہا [illegible] خدا کی قسم [illegible] عبدالملک نے [illegible] عمرو نے پوچھا کیوں۔ عبداللہ نے کہا اس لیے [illegible] کے بیٹے نے [illegible] اولاد [illegible] سے [illegible] دمشق کے دروازے [illegible]۔ عمرو [illegible] باپ کا اور [illegible] کے [illegible] قتل [illegible] عمرو نے کہا [illegible] مجھے [illegible] خوف [illegible] مجھے [illegible] عثمان [illegible] آپ [illegible] اپنا [illegible] عبداللہ عمرو کا ساتھی۔

عبدالملک سے ملاقات کی ممانعت

عمرو نے عبدالملک کے قاصد سے کہا [illegible] شام کے وقت آؤں گا۔ جب شام ہوئی تو عمرو نے ایک [illegible] زرہ [illegible] اور [illegible] اس کے پاس [illegible] بیوی [illegible] جب عمرو نے [illegible] ارادہ کیا [illegible] عمرو نے [illegible] عبدالملک کی طرف چلا۔ عبدالملک نے [illegible] بنی مروان [illegible] پاس [illegible] جب عبدالملک کو معلوم ہوا کہ عمرو دروازے تک آ پہنچا ہے [illegible] ساتھ [illegible]۔

عمرو بن سعید کے ساتھیوں کی علیحدگی

عمرو [illegible] اجازت دی۔ اسی طرح عمرو کے تمام ساتھی [illegible] ایک [illegible] جاتے تھے۔ [illegible] تک پہنچا تو اس کے ساتھ صرف ایک غلام تھا [illegible] عمرو نے عبدالملک کی طرف نظر [illegible] تمام بنی امیہ اس کے پاس جمع ہیں۔ [illegible] غلام کی طرف [illegible] کے پاس [illegible] غلام نے [illegible] کچھ [illegible]

[illegible]

حسان اور قبیصہ سے عبدالملک کی گفتگو

[illegible]

[illegible]

عمرو بن سعید اور عبدالملک کی گفتگو

[illegible]

عمرو بن سعید کی گرفتاری

[illegible]

عمرو بن سعید کی عبدالملک سے درخواست

[illegible]

میں ایک طرح کی قسم پوری ہو گئی۔ بلکہ یہ خود میری ذات ہے کہ ایک دوسرے سے زیادہ ہے۔ جب عمرو نے دیکھا کہ اب تو طوق پڑ گیا ہے اور عبدالملک نے اس اور عمرو کو دیکھا تو کہنے لگا اے ابن زرقاء تو نے دھوکا دیا۔

عمرو بن سعید کے قتل کرنے کا قصد:

عمرو کے قتل کا واقعہ دوسروں نے یوں بیان کیا ہے کہ جب عبدالملک نے اسے اپنی طرف کھینچا اور ایک دانت گر پڑا تو اسے نوچنے لگا۔ عبدالملک نے کہا کہ تمہارا دانت ایسے موقع پر گرا ہے کہ اب تم مجھ سے کبھی خوش نہیں رہو گے۔ پھر عبدالملک نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور اس کی گردن اڑا دی گئی۔

عبدالعزیز بن مروان سے سعید کی رحم کی درخواست:

(روایت سابقہ کے مطابق) جب مؤذن نے عصر کی اذان دی عبدالملک نماز کی غرض سے نکل گئے اور عبدالعزیز بن مروان کو عمرو کے قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔ عبدالعزیز تلوار لے کر عمرو کی طرف بڑھے۔ عمرو نے انہیں خدا کا خوف اور آپس کی قرابت کا واسطہ دلایا اور کہا: آپ میرے قتل کے لیے نہ بڑھیں، کوئی اور شخص جو قرابت میں دور ہو اس کے لیے متعین ہو جائے تو مناسب ہے۔ تب عبدالعزیز نے تلوار پھینک دی اور بیٹھ گئے۔ عبدالملک نے مختصر نماز پڑھی، محل میں آئے اور دروازے بند کر لیے گئے۔

یحییٰ بن سعید کا قصر عبدالملک پر حملہ:

عبدالملک جب نماز کے لیے محل سے نکلے تو لوگوں نے دیکھا کہ عمرو ان کے ہمراہ نہیں تو یحییٰ بن سعید عمرو کے ایک ہزار غلاموں اور ان کے پیچھے اور بہت سے ان کے طرفداروں کے ساتھ آئے۔ عمرو کے طرفداروں نے چلا چلا کر کہنا شروع کیا کہ اے ابو امیہ ہمیں اپنی آواز سنائیں۔

عبدالعزیز بن مروان اور عبدالملک:

یحییٰ بن سعید کے ہمراہ حمید بن حریث اور زہیر بن الابرد بھی آئے اور انہوں نے محل کا دروازہ توڑ ڈالا۔ اور تلواروں سے لڑائی شروع کی۔ عمرو بن سعید کے غلام مصقلہ نے ولید بن عبدالملک کے سر پر تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ وہ زخمی ہو گیا۔ لوگ انہیں اٹھا کر محل میں لے گئے۔ نماز کے بعد عبدالملک جب محل میں واپس آئے تو دیکھا کہ عمرو زندہ موجود ہے۔ عبدالعزیز سے کہا کہ تم نے اسے کیوں قتل نہیں کیا؟ انہوں نے کہا اس نے اللہ کا واسطہ دیا اور میرے سامنے رحم کی درخواست کی۔ مجھے رحم آ گیا۔ عبدالملک نے کہا خدا تیری ماں کا برا کرے تو بھی اس کا سا ہے۔ عبدالملک کی ماں عائشہ بنت معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص بن امیہ تھیں اور عبدالعزیز کی ماں کا نام لیلیٰ تھا۔

عمرو بن سعید کا قتل:

عبدالملک نے تمام خدام کو حکم دیا کہ عمرو کو پچھاڑ دیں۔ عبدالملک نے چاہا کہ تلوار سے عمرو کی گردن پر وار کیا مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ دوبارہ وار کیا پھر بھی کارگر نہ ہوا۔ ہاتھ سے ٹٹول کر معلوم کیا کہ عمرو زرہ پہنے ہوئے ہے۔ عبدالملک ہنس پڑے اور کہا کہ اے ابو امیہ تم زرہ بھی پہنے ہوئے ہو گویا پہلے سے تیار ہو کر آئے تھے۔ پھر خادم کو حکم دیا کہ تلوار لاؤ۔ تلوار آ گئی۔ عبدالملک کے حکم سے عمرو کو گرا دیا گیا۔ وہ عمرو کے سینے پر بیٹھ گیا اور اسے ذبح کر ڈالا۔ قتل کرنے کے بعد عبدالملک کانپنے اور تھرتھرانے لگا۔ لوگوں نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ جب کبھی کوئی شخص اپنے عزیز کو قتل کرتا ہے اس کی یہی حالت ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں لوگوں سے اس

[illegible] بٹھایا۔

[illegible]

عمرو بن سعید کے سر کی حوالگی

یحییٰ بن سعید [illegible] عبدالعزیز بن مروان نے [illegible] لوگوں کے سامنے ڈال دیں۔ [illegible]

یحییٰ بیان کرتا ہے کہ جب عبدالملک [illegible] لوگوں کے سامنے [illegible]

[illegible] عبدالملک [illegible]

[illegible] یحییٰ بن سعید [illegible]

ولید بن عبدالملک

عبدالملک نے [illegible] چنانچہ مسجد کے قریب [illegible] ولید بن عبدالملک [illegible] ابراہیم بن عربی الکنانی [illegible]

یحییٰ بن سعید کی اسیری

یحییٰ بن سعید عبدالملک کے سامنے لایا گیا۔ عبدالملک نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ عبدالعزیز [illegible] اس پر عبدالملک نے حکم دیا کہ اسے جیل کو بھیج دیا جائے۔

عنبسہ بن سعید کی اسیری

اس کے بعد عنبسہ بن سعید سامنے لایا گیا اس کے بھی قتل کا حکم ہوا [illegible] بھی قید کر دیا جائے۔

عامر بن الاسود کی رہائی

عامر بن الاسود الکلبی [illegible] عبدالملک کے [illegible]

کی مروانی جماعت میں مجھ سے جنگ کرنے آئے تھے؟ عامر نے کہا بے شک! عمرو نے میرا اعزاز کیا اور تو نے میری توہین کی۔ اس نے مجھے اپنے سے قریب کیا اور تو نے دور کیا۔ اس نے احسانات کیے اور تو نے برائی۔ اس لیے میں اس کے ہمراہ تیرے مقابلے کے لیے آیا۔ عبدالملک نے حکم دے دیا کہ قتل کر دیا جائے۔ عبدالعزیز کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ اے امیر المومنین یہ میرے ماموں ہیں آپ مجھے بطور احسان ان کی جان بخش دیجیے۔ عامر کو عبدالعزیز کے حوالے کر دیا اور سعید کے بیٹوں کو قید کرنے کا حکم دیا۔ وہ سب قید کر لیے گئے۔

یحییٰ بن سعید کے متعلق عبدالملک کا مشورہ:

یحییٰ کو قید ہوئے ایک ماہ یا اس سے کچھ زیادہ ہوا ہوگا کہ عبدالملک منبر پر خطبے کے لیے کھڑے ہوئے۔ حمد و ثنا کے بعد لوگوں سے یحییٰ کے قتل کے متعلق مشورہ لیا لوگوں کی طرف سے کوئی صاحب تقریر کرنے کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین سانپ سے سپولیا ہی پیدا ہوتا ہے ہماری رائے ہے کہ آپ اسے قتل کرا دیجیے۔ وہ منافق اور دشمن ہے۔

پھر عبداللہ بن مسعدۃ الفزاری تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور کہا اے امیر المومنین یحییٰ آپ کے چچا کا لڑکا ہے اور جو رشتہ داری آپ سے اور اس سے ہے آپ اس سے واقف ہیں۔ جو کچھ انہوں نے آپ کے ساتھ کیا ہے اور جو آپ نے ان کے ساتھ طرز عمل اختیار کیا۔ میں خود بھی ان کی طرف سے بے خوف نہیں ہوں۔ مگر میں آپ کو یہ رائے نہیں دیتا کہ آپ اسے قتل کرا دیں۔ اس کی سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ اسے اپنے دشمن کے مقابلے پر جنگ کرنے بھیج دیجیے۔ اگر وہ جنگ میں مارا جائے تو اس کے قتل کی ذمہ داری سے آپ بچ جائیں گے۔ اگر وہ بچ کر سالم آ گیا تو پھر جیسا آپ مناسب سمجھیں کیجیے۔

یحییٰ بن سعید کی روانگی:

عبدالملک نے اس رائے کو پسند کیا اور سعید کی اولاد کو مصعب کے لیے روانہ کیا۔ یہ قافلہ ابن مصعب کے پاس پہنچا۔ یحییٰ بن سعید مصعب سے ملنے گئے۔ مصعب نے ان سے کہا تم تو بچ کر نکل آئے مگر دم جھڑ گئی۔ یحییٰ نے جواب دیا کہ واقعی دم تو اپنے بالوں سے اچھی معلوم ہوتی ہے۔

زوجۂ عمرو بن سعید سے صلح نامہ کی طلبی:

عبدالملک نے عمرو کی بیوی کے پاس قاصد بھیجا اور مطالبہ کیا کہ وہ صلح نامہ مجھے دے دو جو میرے اور عمرو کے درمیان ہوا تھا۔ عمرو کی بیوی نے جواب دیا کہ میں نے اسے عمرو کے کفن میں لپیٹ دیا ہے۔ تاکہ خدا کے سامنے پیش کر کے تمہارے مقابلے میں داد خواہی کرے۔

عمرو بن سعید اور عبدالملک کی دیرینہ عداوت:

عمرو اور عبدالملک ایک ہی دادا کی اولاد تھے۔ سلسلہ نسب پر جا کر دونوں مل جاتے تھے۔ عمرو کی والدہ ام البنین بنت الحکم بن العاص عبدالملک کی پھوپھی تھیں۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ عمرو اور عبدالملک میں بچپن سے رنج چلا آتا تھا۔ سعید کے بیٹوں کی ماں ام البنین تھیں اور عبدالملک اور معاویہ مروان کے بیٹے تھے۔ یہ سب کے سب بچپن کے زمانے میں مروان بن حکم کی ماں کے پاس جو بنی کنانہ کی بیٹی تھی آیا کرتے

[illegible]

پسرانِ عمرو بن سعید کو معافی و اعزازات:

اس تقریر نے عبدالملک پر بہت اثر کیا۔ اس نے کہا کہ صورت ایسی واقع ہو گئی تھی کہ عمرو مجھے قتل کر دیتے یا میں انہیں۔ اس لیے میں نے ان کے قتل کر ڈالنے کو اپنے مقتول ہونے پر ترجیح دی اور اب رہے تم لوگ۔ تم لوگوں سے میں بہت زیادہ محبت کرتا رہوں گا، صلہ رحم کروں گا اور تمہارے حقوق کی نگہداشت کروں گا۔ چنانچہ عبدالملک ان سے حقِ قرابت ادا کرنے لگا اور ان کو بہت عزت دینے لگا۔ اور اس نے ان کے مناصب میں اضافہ کر دیا۔

خالد بن یزید اور عبدالملک کی گفتگو:

خالد بن یزید بن معاویہ نے ایک روز عبدالملک سے کہا مجھے تعجب ہے کہ کس طرح آپ نے عمرو کو بھلاوے میں پایا۔ پھر اسے قتل کر ڈالا۔ عبدالملک نے جواب میں دو شعر پڑھے۔

دانیتــه مــنی لیســکن روعــه فاصول صولة حـازم مستمكن
غضبـا و محمیة لدینی انه لیس المسیء سبیله کالمحسن

ترجمہ: ”میں نے اسے اپنے قریب کر لیا کہ اس کا خوف جاتا رہے تاکہ پھر میں ایک مستعد ہوشیار کی طرح دین کی خاطر غصہ اور جوش میں پھر حملہ کروں اور یہ ظاہر ہے کہ بدکردار کا طریقہ عمل نیک کام کرنے والے کی طرح کبھی نہیں ہو سکتا“۔

ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں سعید بن عمرو سے ایک شخص ملا اور کہنے لگا کہ رب کعبہ کی قسم بنی امیہ میں تمہارے باپ کا سا کوئی شخص نہ تھا۔ مگر انہوں نے ناحق بنی امیہ سے حکومت منتقل کرنے کے لیے مخالفت کی اور ہلاک ہو گئے۔

خیف منیٰ میں ایک خارجی کا قتل:

واقدی کہتے ہیں کہ عمرو بن سعید اور عبدالملک کے درمیان کا محاصرہ دمشق کا واقعہ ۶۹ھ میں پیش آیا۔ عمرو دمشق میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا اور عبدالملک نے بطنان حبیب سے واپس آ کر دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ پھر عمرو کا قتل ۷۰ھ میں عبدالملک کے ہاتھوں واقع ہوا۔ اسی سال حج کے موقع پر بمقام خیف منیٰ میں ایک خارجی نے اپنا شعار "لاحکم الا للہ" پکارا۔ مگر جمرہ کے پاس قتل کر دیا گیا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسے جمرہ کے پاس تلوار کھینچے دیکھا۔ وہ اکیلا نہ تھا بلکہ خارجیوں کی ایک جماعت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ روکے رکھے۔ یہ شخص ان میں سے آگے بڑھا اور اپنا شعار پکارنے لگا۔ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر ڈالا۔

امیرِ حج ابن زبیر ؓ:

اس سال بھی حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کی زیر امارت لوگوں نے حج کیا۔ کوفے اور بصرے پر ان کے بھائی مصعب گورنر تھے۔ شریح کوفے کے قاضی تھے۔ بصرے کے منصب قضا پر ہشام بن ہبیرہ تھے اور عبداللہ بن خازم خراسان کے گورنر تھے۔

* * *

۷۰ھ کے واقعات

عبدالملک کی شاہ روم سے مصالحت

اس سال رومیوں نے جنگ کی تیاری کی اور شام میں مسلمانوں پر چڑھائی کر دی۔ عبدالملک نے اس خوف سے کہ رومیوں کے ہاتھ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے وہ شاہ روم سے ہزار دینار ہر جمعہ ادا کرنے پر صلح کر لی۔

اسی سال مصعب بہت سا مال و متاع اور مویشی لے کر مکہ آئے۔ اور خاندان و دوسرے لوگوں میں سے تقسیم کیا۔ عبداللہ بن صفوان اور جبیر بن شیبہ اور عبداللہ بن مطیع کو بہت سا روپیہ دیا اور قربانی کی۔

امیر حج ابن زبیر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ مختلف صوبجات پر ان کے گورنر اور قاضی وہی لوگ تھے جو سابق میں تھے۔

۷۱ھ کے واقعات

۷۱ھ میں عبدالملک مصعب کے مقابلے کے لیے عراق کی طرف چلے۔ اب تک یہ دستور تھا کہ جب عبدالملک بطنان حبیب پہنچتے اور مصعب مقام باجمیرا تک بڑھ آتے۔ موسم سرما شروع ہو جاتا۔ دونوں صاحب اپنے اپنے مستقر کو واپس ہو جاتے اور پھر آئندہ سال اسی طرح مقابلے کی تیاریاں کرتے۔

خالد بن عبداللہ کی روانگی بصرہ:

۷۱ھ میں عبدالملک شام سے مصعب کے ارادے سے چلے۔ خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید بھی ان کے ہمراہ تھا۔ خالد نے عبدالملک سے کہا کہ اگر آپ مجھے کچھ سواروں کے ساتھ بصرہ بھیج دیں تو میں امید کرتا ہوں کہ اس پر قبضہ کر لوں گا۔ عبدالملک نے اس کی خواہش کے مطابق اسے روانہ کیا۔ خالد پوشیدہ طور پر اپنے موالی اور خاصے کے سواروں کے ساتھ بصرہ آیا اور عمرو بن اصمع باہلی کے پاس فروکش ہوا۔ عمرو نے خالد کو پناہ دی۔ عباد بن الحصین الحبطی پولیس کا افسر اعلیٰ تھا۔ مصعب نے اپنے مکے کی روانگی کے وقت عبیداللہ بن عبیداللہ ابن معمر کو بصرہ پر اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔

عباد بن الحصین الحبطی:

عمرو بن اصمع نے اس امید سے کہ عباد بھی خالد کے ہاتھ پر بیعت کر لے گا عباد کو کہلا بھیجا کہ میں نے فلاں شخص کو پناہ دی ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اس بات کا علم ہو جائے تاکہ آپ میری پشت پناہ رہیں۔

عمرو بن اصمع کا قاصد ایسے وقت پہنچا جب کہ عباد گھوڑے سے اتر رہا تھا۔ اس نے پیام پہنچا دیا۔ عباد نے اس سے کہا کہ

اپنے آقا سے جا کر کہہ: بے شک ابھی گھوڑے سے زین بھی نہیں اتاروں گا اور سواروں کو لے کر تیرے پاس ابھی پہنچتا ہوں۔ یہ خبر سنتے ہی عمرو نے خالد سے کہا: میں تمہیں جو کچھ بتانا چاہتا تھا۔ یہ قول سنا کہ وہ ابھی آتا ہی ہوگا اور میں تمہاری مدافعت کرنے سے قاصر ہوں۔ بہتر ہے کہ تم ایک جانب ہٹ کے کسی اور راستے چلے جاؤ۔

خالد بن عبداللہ کو مالک بن مسمع کی امان:

ایک یہ بھی روایت ہے کہ خالد مالک بن مسمع کے پاس ٹھہرا ہوا تھا جب مصعب وہاں آیا تو اس نے خالد کو لکھا کہ میں بھی تیرے پاس آتا ہوں۔ خالد ابن مسمع کے پاس سے ان سب کے ساتھ میدان میں آیا۔ ایک بار یہ قوم بنی بکر اس کے ہمراہ تھی۔ دونوں راستے کھلے ہوئے تھے۔ وہ پاس کے لوگوں سے نکلے ہوئے تھے۔ مالک کے پاس پہنچا اور کہا کہ اگر تم مجھے پناہ دو۔ مالک نے کہا بہتر ہے اور ایک سواری کا انتظام کرنے کے لیے بھیجا۔ سب سے پہلے بنی بکر کا جھنڈا مالک کے پاس پہنچا۔ اور دوسری طرف بنی تمیم سواروں کا دستہ لیے ہوئے موجود تھا دونوں فوجیں ٹھہری رہیں اور آپس میں جنگ و جدال نہیں ہوا۔

خالد بن عبداللہ سے بنی تمیم کا تعاون:

دوسرے دن صبح کو خالد نے بنی حارث کے جتھے کی طرف چلا (یہ شخص اس کے بعد سے خالد قتل کی طرف منسوب کیا جاتا ہے) خالد تمیم کے کچھ لوگ آکر شریک ہو گئے تھے۔ ان میں صعصعہ بن معاویہ اور عبدالعزیز بن بشر اور مرہ بن محکان بھی بنی تمیم کی ایک جماعت کے ساتھ موجود تھے۔ خالد کے ساتھ بنی بکر جانے تھے اور ابن معمر کے سپاہی زبیر کو بلاتے تھے۔ جنگ میں عبداللہ بن ابی بکرہ، عمران اور مغیرہ بن المہلب خالد کے ساتھ تھے۔ قیس بن ہیثم السلمی بطور اجرت دے کر لوگوں کو اپنے ساتھ بھرتی کر لیتے تھے۔ ایک شخص نے اجرت کا تقاضا کیا۔ قیس نے کہا کل دوں گا۔ اس پر غطفان بن انیف قبیلہ بنی کعب بن عمرو کے ایک شخص نے یہ اشعار کہے۔

قیس اپنے گھوڑے سے اتر کر ان میں گھوم کر دوڑتا رہتا تھا اور وہ ہر تا ہمیشہ بنی تغلب کے سواروں پر سردار تھا۔ ان کے جو خدمت گار تھے ان کی تنخواہ تمیں درہم تک تھی کہ انہیں صرف وہاں دی جا رہی تھی۔ ایک شعر میں ان کے اس طرز عمل کی بھی شکایت کی گئی ہے۔ شعر یہ ہے:

لبئس ما حكمت يا ابن ورد ... نصطلي ثلاثين و تعطي عشرة

ترجمہ: ”اے ابن ورد تمہارا یہ طرز عمل نہایت برا ہے کہ تمیں تمیں درہم دیتے ہو اور ہم صرف دس ادا کرتے ہو۔“

عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان کی مراجعت دمشق:

مصعب نے زحر بن قیس الجعفی کو ابن معمر کی مدد کے لیے ایک ہزار سوار دے کر روانہ کیا۔ ادھر عبدالملک نے عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان کو خالد کی مدد پر بھیجا۔ عبیداللہ نے بصرے میں داخل ہونا مناسب نہ سمجھا کیونکہ مصعب نے مطر بن توأم کو ان کے مقابلے کو بھیج دیا تھا۔ مطر نے بصرے سے واپس جا کر عبیداللہ کو اطلاع دی کہ لوگ منتشر ہو گئے ہیں۔ عبیداللہ بھی پیچھے سے عبدالملک کے پاس چلا آیا۔

خالد بن عبداللہ کا بصرہ سے اخراج

[illegible]

[illegible]

مصعب بن زبیر کی بصرہ میں آمد

[illegible]

مصعب بن زبیر کی عراقی جماعت کو سرزنش

[illegible]

خراسان کی امارت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبدالعزیز بن بشر کی تذلیل:

عبدالعزیز بن بشر بن حناط حاضر لایا گیا۔ مصعب نے کہا اے ابن المشوہ کیا تیرے چچا نے حضرت عمرؓ کے عہد میں کوئی بکری نہیں چرائی تھی؟ اسی کی پاداش میں حضرت عمرؓ نے حکم دیا تھا کہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا جائے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تیری پھوپھی نے تیری امداد کی ہے (اس کی پھوپھی مقاتل ابن مسمع کی بیوی تھی) ابن حاضر الاسدی پیش کیا گیا۔ مصعب نے اس سے کہا کہ اے اسعد جوتے بیچنے والے بتلا تو کہاں اور شرافت کہاں ہے تو تو اونٹ چرانے والے خانہ بدوشوں میں سے ہے۔ جھوٹ موٹ اپنے کو بنی اسد سے کہتا ہے۔ بنی اسد میں نہ کوئی تیرا رشتہ دار ہے اور نہ ہم نسب ہے۔

زیاد بن عمرو پیش کیا گیا۔ مصعب نے اس سے کہا اے ابن کرمانی تو تو کرمانی ملاحوں میں سے ہے۔ تجھ کو تیغ زنی سے کیا کام تو اور کجا میدان جنگ دور ہو۔ ہاں البتہ کشتی چلانے میں تو مشاق ہے۔

عبداللہ بن عثمان اور شیخ بن النعمان کی اہانت:

عبداللہ بن عثمان بن ابی العاص پیش کیا گیا۔ مصعب نے اس سے کہا۔ تیری یہ شان کہ تو مجھ پر چڑھائی کرے تو تو ہجر کے کاشتکاروں میں سے ہے تیرا باپ طائف میں رہ پڑا تھا۔ اہل طائف کا قاعدہ تھا کہ جو شخص ان میں ملنا چاہتا اسے شریک کر لیتے تھے اور اسے وہ اپنی عزت سمجھتے تھے۔ بخدا میں تجھے تیری اصلیت کی طرف چلتا کر دوں گا۔ پھر شیخ ابن النعمان پیش کیا گیا۔ مصعب نے کہا اے ابن خبیثہ تو زندرود کے کناروں میں سے ہے تیری ماں بھاگ گئی تھی اور تیرا باپ قتل کر دیا گیا تھا۔ پھر اس کی ماں سے بنی بکر کے ایک شخص نے شادی کر لی تھی۔ جس سے وہ لڑکے پیدا ہوئے ان لوگوں نے تجھ کو اپنے نسب میں ملا لیا تھا۔

جعفریہ جماعت کو سرزنش:

اس کے بعد مصعب نے ان کو سو سو کوڑے لگوا دیے اور داڑھیاں منڈوا دیں۔ ان کے مکانات منہدم کر دیے گئے۔ تین روز تک دھوپ میں کھڑے رکھے گئے۔ ان سے ان کی بیویوں کی طلاق دلوائی گئی۔ ان کے لڑکے دشمن سے مقابلہ کرنے والی فوج میں بھرتی کر لیے گئے۔ تمام بصرہ میں انہیں پھرایا گیا اور ان سے حلف لیا گیا کہ وہ کبھی کسی آزاد شریف عورت سے نکاح نہیں کریں گے۔

ہمراہیان خالد کا قتل:

خالد کے جو ہمراہی فرار ہو گئے تھے ان کے تعاقب میں مصعب نے خداش بن یزید الاسدی کو روانہ کیا۔ خداش مرہ بن محکان کے عقب میں جا پہنچا اور گرفتار کر لیا۔ پھر اپنی طرف کھینچ کر قتل کر ڈالا۔ خداش اس وقت مصعب کے پولیس کا افسر اعلیٰ تھا۔

مالک بن مسمع کے مکان کا انہدام:

سنان بن ذہل (قبیلہ بنی عمرو بن مرثد کے ایک شخص کو) مصعب نے مالک بن مسمع کے مکان کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔ سنان نے اس کے مکان کو منہدم کر دیا۔ اور جس قدر سامان البیت اس میں تھا اس سب پر مصعب نے قبضہ کر لیا۔ منجملہ اور چیزوں کے ایک لونڈی بھی تھی اس کے بطن سے مصعب کا لڑکا عمر بن مصعب پیدا ہوا۔

مصعب کوفہ جانے سے پہلے تک بصرہ ہی میں مقیم رہے۔ پھر اس وقت تک کوفہ میں قیام پذیر رہے جب تک کہ انہیں عبدالملک سے جنگ کرنے کے لیے نہ جانا پڑا۔

آل مروان سے عبدالملک کی خط و کتابت

عبدالملک مقام [illegible] میں فروکش تھے۔ خاندان مروان کے [illegible] یہ ملک سے خطوط لکھے۔ سب نے [illegible] [illegible] تھے۔

عبدالملک نے اپنے مقدمۃ الجیش پر محمد بن مروان کو [illegible] کیا۔ مصعب کی [illegible] کیا۔

مصعب بن زبیر کی [illegible]

[illegible] مصعب [illegible] کے لیے [illegible] [illegible] سے [illegible]۔

عبدالملک اور اہل شام میں اختلاف

[illegible] عبدالملک [illegible] مصعب [illegible] اور [illegible] مصعب کے مقابلے [illegible] عبدالملک [illegible] مصعب کے مقابلے [illegible] اس لیے [illegible] اپنے خاندان کے [illegible] مصعب [illegible] فرمائیں۔

عبدالملک کا آل زبیر کی شجاعت کا اعتراف

عبدالملک نے جواب دیا [illegible] اپنی [illegible] مصعب [illegible] قریش میں سب سے بہادر [illegible]۔

عبدالملک کے اہل عراق کے نام خطوط:

عبدالملک دمشق سے چل کر مسکن میں فروکش ہوئے۔ مصعب باجمیرا میں تھے۔ عبدالملک نے اپنے طرفداروں کو جو عراق میں مقیم تھے خطوط لکھے تھے۔ ابراہیم بن الاشتر عبدالملک کا ایک سربمہر لفافہ لیے ہوئے مصعب کے پاس آئے انھوں نے اس وقت تک یہ بند تھا۔ پھر مصعب کو دے دیا۔ مصعب نے پوچھا اس میں کیا ہے؟ ابراہیم نے کہا میں نے اسے اب تک نہیں پڑھا ہے۔ جب مصعب نے اس خط کو پڑھا تو اس میں عبدالملک نے ابراہیم کو اپنا طرفدار بننے کے لیے اس وعدہ پر دعوت دی تھی کہ عراق کی حکومت ان کے تفویض کر دی جائے گی۔ ابراہیم نے کہا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس موقع پر کسی سے زیادہ ناامیدی انھیں میری طرف سے ہوئی۔ مجھے ہی نہیں بلکہ اسی طرح کے خط عبدالملک نے آپ کے اکثر طرفداروں کو لکھے ہیں۔ آپ میرے کہنے پر عمل کریں اور ان سب کو قتل کر دیجیے۔

ابن الاشتر کا مصعب کو مشورہ:

مصعب نے کہا اگر اس تجویز پر عمل کیا گیا تو ان کے تمام قبائل ہم سے بگڑ جائیں گے۔ ابراہیم نے کہا اس کی دوسری شکل یہ ہے کہ سب کو قید یا پابند زنجیر کر کے جیل بھیج دیجیے اور جو کوئی مدد کرے تو ہدایت کر دی جائے کہ اگر آپ کو شکست ہو تو وہ ان سب کو قتل کر ڈالے اور اگر آپ فتح یاب ہوں تو انھیں رہا کر کے ان کے قبیلہ والوں پر احسان کا بوجھ رکھ دیجیے گا۔ مصعب نے کہا اے ابو النعمان میں اس پر عمل کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اللہ ابو بحر پر رحم کرے وہ مجھے اہل عراق کی غداری سے ڈرا رہے تھے۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس مصیبت کا مجھے سامنا ہے وہ اس کے منتظر تھے۔

قیس بن ہیثم کا اہل عراق کو مشورہ:

جب اہل عراق نے مصعب سے غداری کرنے کا قصد کیا تو قیس بن ہیثم نے انھیں لعنت ملامت کی اور کہا کہ شامیوں کو بھی فاتح کی حیثیت سے اپنے شہر میں داخل ہونے نہ دینا۔ اگر وہ تمہارے اسباب معیشت میں شریک بن گئے تو تمہارے مکانات میں تمہاری چیزوں پر قبضہ کر لیں گے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے تمہاری مت پھیر دی ہے۔ خدا کی قسم میں نے خود ایک شامی سردار کو خلیفہ کے دروازے پر دیکھا جو اس آرزو پر خوش ہو رہا تھا کہ اس کو بھی کسی کام کے لیے عراق بھیج دیا جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ تمہارے یہاں پیداوار کی کثرت ہے۔ ہر طرف سرسبزی و شادابی ہے۔ تمہارے یہاں ایک ایک شخص کے پاس ہزار ہزار اونٹ ہیں حالانکہ شام کے سرداروں کے پاس صرف ایک ہی گھوڑا ہوتا ہے جس پر وہ جنگ کے لیے جاتے ہیں اور اس پر پیچھے سامان خوراک وغیرہ رکھ لیتے ہیں۔

ابراہیم بن الاشتر کا خاتمہ:

مقام مسکن دیر جاثلیق کے قریب دونوں فوجوں میں معرکہ کارزار گرم ہوا۔ ابراہیم بن الاشتر نے آگے بڑھ کر محمد بن مروان پر حملہ کیا اور انھیں ان کی جگہ سے ہٹا دیا۔ عبدالملک نے عبداللہ بن یزید کو آگے بھیجا۔ عبداللہ، محمد بن مروان کے قریب پہنچ گیا۔ طرفین میں خونریز جنگ ہونے لگی۔ مسلم بن عمرو الباہلی، یحییٰ بن مبشر (ایک فرد قبیلہ بنی ثعلبہ بن یربوع) اور ابراہیم بن الاشتر اس جنگ میں کام آئے۔

عتاب بن ورقاء کا فرار:

جب عتاب بن ورقاء نے مصعب کے ساتھ بے وفائی کی اور وہ میدان سے فرار ہو گیا تو مصعب نے قطن بن عبداللہ الحارثی سے کہا اے ابوعثمان اپنے سواروں کو آگے بڑھاؤ۔ قطن نے کہا میں مناسب نہیں سمجھتا۔ مصعب نے پوچھا کیوں؟ قطن نے جواب دیا کہ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ بغیر کسی مقصد کے مذحج کو قتل کروا ڈالوں۔

اہل عراق کی غداری

مصعب نے حجار بن ابجر سے کہا اے ابو اسید اپنا نشان آگے بڑھاؤ۔ اس نے کہا ان گندے لوگوں کی طرف؟ مصعب نے کہا جس سے تم پیچھے ہٹ رہے ہو وہ اس سے زیادہ گندی اور کمینی ہے۔ اس کے بعد مصعب نے محمد بن عبدالرحمن بن سعید بن قیس کو اسی طرح کا حکم دیا مگر اس نے جواب دیا کہ جب کسی اور نے آپ کے حکم پر عمل نہیں کیا تو میں ہی کیوں کروں۔

ابن خازم والی خراسان:

اس وقت حالت یہ تھی کہ مصعب نے کہا اے ابراہیم اور آج ابراہیم میرے پاس نہیں ہے۔ (ابراہیم سے مراد ابراہیم بن الاشتر تھے) ابن خازم والی خراسان کو اطلاع ملی کہ مصعب عبدالملک کے مقابلے پر گئے ہوئے ہیں۔ اس نے دریافت کیا کہ ان کے ہمراہ عمر بن عبیداللہ بن معمر ہے؟ کہا گیا کہ وہ فارس پر مصعب کی جانب سے عامل ہے۔ پھر پوچھا کیا مہلب بن ابی صفرہ ان کے ساتھ ہیں؟ جواب ملا کہ وہ موصل کا عامل ہے۔ پھر پوچھا کیا عباد بن الحصین ان کے ہمراہ ہیں؟ جواب ملا کہ وہ بصرہ کا عامل ہے۔ اس پر ابن خازم نے کہا اور میں خراسان میں ہوں۔ پھر ایک شعر پڑھا جس میں مصعب کی ناکامی کا اندیشہ ظاہر کیا گیا تھا۔

عیسیٰ بن مصعب کا خاتمہ

مصعب نے اپنے بیٹے عیسیٰ سے کہا کہ تم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اپنے چچا کے پاس مکہ چلے جاؤ۔ اور اہل عراق نے جو غداری میرے ساتھ کی ہے اس کی اطلاع کرو۔ میری فکر چھوڑ دو۔ کیونکہ میں تو مارا ہی جاؤں گا۔

عیسیٰ نے جواب دیا کہ میں قریش کی عورتوں سے آپ کی خبر کا اظہار نہیں کروں گا۔ البتہ اگر آپ چاہتے ہیں تو بصرہ چلے جائیے کیونکہ وہاں کے لوگ ابھی تک جماعت پر ہیں یا امیر المومنین کے پاس چلے جائیے۔ مصعب نے کہا اللہ کی قسم قریش کو یہ موقع نہیں دوں گا کہ وہ بعد میں اس بات کا چرچا کریں کہ میں ربیعہ کی بے وفائی کی وجہ سے میدان جنگ سے فرار ہو گیا اور شکست کھا کر حرم میں داخل ہو گیا۔ بلکہ میں لڑوں گا اور اگر میدان جنگ میں کام آ گیا تو تلوار سے مارا جانا عار نہیں ہے۔ بھاگ جانے کی میری عادت اور خصلت نہیں۔ اگر تمہارا ارادہ بھی میدان جنگ میں ڈٹے رہنے کا ہے تو آگے بڑھو اور لڑو۔ چنانچہ عیسیٰ نے میدان جنگ کا رخ کیا اور لڑ کر مارا گیا۔

عبدالملک کی مصعب کو امان کی پیشکش:

عبدالملک نے اپنے بھائی محمد بن مروان کے ذریعے مصعب کے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپ کو امان دیتا ہوں۔ مصعب نے جواب دیا کہ مجھ جیسا شخص اس جگہ سے واپس نہیں جاتا بلکہ یا غالب ہوتا ہے یا مغلوب۔

اسمٰعیل بن طلحہ کو عبدالملک کی امان

محمد بن مروان [illegible] عبدالملک کے پاس [illegible] اسمٰعیل بن طلحہ بن عبیداللہ [illegible] مصعب [illegible] [illegible] [illegible] عبدالملک [illegible] [illegible] [illegible] اسمٰعیل [illegible] [illegible] رکھوں۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا امان قبول کرنے سے انکار

جب مصعب نے امان قبول کرنے سے انکار کیا تو محمد بن مروان نے عیسیٰ بن مصعب کو آواز دی کہ اے میرے بھتیجے اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈال۔ تجھے امان ہے۔ مصعب نے عیسیٰ سے کہا کہ تیرے چچا نے تجھے امان دی ہے تو ان کے پاس چلا جا۔ عیسیٰ نے جواب دیا [illegible] قریش کی عورتیں یہ بات کہا کریں گی کہ میں نے آپ کو قتل ہونے کے لیے چھوڑ دیا اور خود اپنی جان بچائی۔ مصعب نے کہا اچھا تو میرے سامنے آگے بڑھو [illegible] عیسیٰ نے آگے بڑھ کر [illegible] کام آیا۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور قتل:

عیسیٰ نے مصعب [illegible] زائدہ بن قدامہ [illegible] مصعب پر حملہ کیا [illegible] مختار کا بدلہ ہے۔ [illegible] مصعب [illegible] عبیداللہ بن ظبیان نے [illegible] عبدالملک [illegible] [illegible] عبدالملک کے پاس [illegible] مصعب کے بیٹے [illegible] مطرف بن سیدان الباہلی [illegible] زیاد بن ظبیان [illegible] مطرف کے پاس [illegible] [illegible]

مطرف بن سیدان کا قتل

[illegible] عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان [illegible] مصعب [illegible] [illegible] مطرف نے عبیداللہ [illegible] [illegible] عبیداللہ [illegible] کام تمام کر دیا۔

عبیداللہ بن ظبیان

مصعب نے مقابلہ کے لیے [illegible] عبیداللہ [illegible] قتل [illegible] زائدہ بن قدامہ ثقفی [illegible] [illegible] عبیداللہ بن ظبیان نے [illegible] عبدالملک کے پاس لے گیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ ابن ظبیان [illegible] مصعب کے [illegible] کہنے لگے [illegible] نے جواب دیا [illegible] عبیداللہ بن ظبیان نے یہ شعر پڑھا:

[illegible] سبیل اللہ [illegible] [illegible]

ترجمہ: "[illegible] پر فدا [illegible]۔"

عیسیٰ بن مصعب اور مصعب کی تدفین

مصعب کے قتل کے بعد عبدالملک نے اہل عراق سے بیعت لے لی [illegible] لوگوں نے آ کر بیعت کی۔ مصعب اور ان کے متعلق روایت ہے کہ وہ [illegible] میں قتل کیے گئے۔ عبدالملک نے مصعب اور ان کے بیٹے عیسیٰ کو دفن کرنے کا حکم دیا [illegible] گئے۔ جب مصعب قتل کر دیئے گئے تو عبدالملک نے حکم دیا کہ ان دونوں کو [illegible] اور ان کی [illegible] کر دیا جائے [illegible] جس میں ان دونوں کا [illegible]۔

مصعب کے قتل پر عبدالملک کا اظہار افسوس

عبداللہ بن شریک العامری کہتے ہیں کہ میں مصعب کے پہلو میں کھڑا تھا۔ میں نے اپنی قبا سے ایک [illegible] نکال کر انہیں دیا [illegible] عبدالملک کا [illegible] ہے۔ مصعب نے [illegible] آیا چاہتے ہیں۔ اسی اثنا میں ایک [illegible] مصعب کے [illegible] میں آیا اس نے ایک لونڈی کو باہر نکالا۔ اس نے چلا کر کہا (ہائے [illegible]) مصعب کے بیٹے تو [illegible] ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ مصعب کا سر عبدالملک کے سامنے لایا گیا، عبدالملک نے اس کی طرف دیکھ کر کہا قریش میں تمہارا مثل اب کہیں نہیں رہا۔

یحییٰ کا مصعب کے متعلق عبدالملک سے استفسار:

یہ دونوں جب مدینہ میں رہتے تھے [illegible] کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور آپس میں باتیں کرتے تھے۔ جب [illegible] مصعب قتل کیے گئے تو [illegible] عبدالملک نے انہیں قتل کیا ہے۔ اس پر بھی۔ [illegible] اور [illegible] اس واقعہ کے بعد عبدالملک حج کرنے گئے تو یحییٰ ان سے ملنے آئے اور کہا تمہیں نے اپنے بھائی مصعب کو قتل کیا ہے۔ عبدالملک نے جواب دیا [illegible] جنگ میں [illegible] کر دے گا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مصعب اور عبدالملک کی جنگ اور مصعب کا قتل [illegible] ہے۔ الواقدی [illegible] خالد بن عبداللہ بن اسید کا واقعہ اور عبدالملک کی جانب سے ان کا [illegible] یہ واقعات [illegible] کے ہیں۔

مصعب جمادی الاول [illegible] قتل کیے گئے اور اسی [illegible] عبدالملک کوفہ [illegible] گئے اور عراق [illegible] اہم عہدوں پر اپنے عاملوں کو مقرر کیا (یہ واقدی کا بیان ہے) ابو [illegible] کا بیان ہے کہ یہ واقعہ [illegible] ایک دوسری

[illegible] میں قتل ہو گئے۔

بنی قضاعہ کی اطاعت:

پہلے بیان [illegible] عبدالملک [illegible]

امیر المومنین کے ساتھ ہیں۔

بنی مذحج و بنی ہمدان کی اطاعت

پھر بنی مذحج و بنی ہمدان آئے۔ عبدالملک نے [illegible]

یحییٰ ابن سعید بن العاص کو امان:

ان کے بعد [illegible] یحییٰ بن سعید [illegible] عبدالملک [illegible]

یحییٰ بن سعید کی اطاعت:

چنانچہ [illegible] یحییٰ بن سعید عبدالملک کے پاس [illegible] عبدالملک نے ان کی طرف [illegible]

سعید بن خالد [illegible] عبدالملک [illegible]

[illegible]

بنی مروان کی عبدالملک کی بیعت:

عبدالملک نے دریافت کیا [illegible]

[illegible]

پڑھے۔ جن میں بعض اشعار بڑے موثر تھے جو وہاں بیان کی گئیں۔ عبدالملک کچھ دیر رہ کر پھر اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا۔ یہ کس کا ذکر ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ اس پر حاضرین میں سے ایک نے اس کے پیچھے سے کہا۔ تب عبدالملک نے اس سے دریافت کیا تم کون ہو۔ کیا نام ہے۔ اس نے جواب دیا میں بنو عذرہ میں سے ہوں۔ اس نے عقب سے عرض کی کہ باپ نے اس کی انگلی میں کاٹ دیا تھا وہ قتل کر دی گئی اس لیے یہ نہیں ہوا۔ پھر اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر دریافت کیا اس کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا کہ اس نے قریش کے لیے امارت۔ اس پر عبدالملک نے اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر دریافت کیا کہ یہ تمہارے قبیلے کا شخص ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ میں نے عقب سے غور کیا تو ناآشنا ہے۔ اس پر عبدالملک نے کچھ شعر پڑھے اور پھر اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تمہاری گفتگو اچھی ہے۔ اس نے کہا ہاں سنتا ہوں۔ مجھ سے پوچھا گیا تھا تو کہا ہے۔ میں نے عرض کیا تھا۔ اس پر عبدالملک نے اپنے دونوں مصاحبوں سے کہا کہ اس شخص کو تحفہ دے کر رخصت کرے۔ اس کی تنخواہ میں اضافہ کر دیا جائے۔ میں اپنی تنخواہ بات سن کر وہاں آیا اور اس کی کل تنخواہ تین سو ہو گئی۔

بنی کندہ کی اطاعت:

اس کے بعد بنی کندہ عبدالملک کے سامنے پیش کیے گئے۔ عبدالملک نے عبداللہ بن اسحاق بن الاشعث کی طرف نظر کی اور اس سے اپنے بھائی بشر بن مروان کے سپرد کیا اور ہدایت کی کہ اپنی مصاحبت میں انھیں بھی مقرر کرلے۔

داؤد بن قحذم کی اطاعت۔

داؤد بن قحذم بنی بکر بن وائل کے دو ہزار آدمیوں کے ہمراہ عبدالملک کے سامنے آئے۔ یہ سب لوگ داؤدیہ تلواریں لیے ہوئے تھے جو اسی داؤد کی طرف منسوب ہیں۔ داؤد عبدالملک کے پہلو میں اس کے تخت پر بیٹھ گیا۔ عبدالملک اس کی طرف متوجہ ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد داؤد اٹھ کر چلا گیا۔ اس کے ہمراہی بھی اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور چلے گئے۔ اس کے پیچھے عبدالملک نے انھیں جاتے ہوئے دیکھا اور کہا اگر ان کا مرجع میرے پاس نہ آیا ہوتا تو فاسق کبھی میری اطاعت نہ کرتے۔

امارت کوفہ پر بشر بن مروان کا تقرر:

عبدالملک نے قطن بن عبداللہ الحارثی کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا مگر صرف چالیس روز قطن اس عہدے پر برقرار رہے پھر عبدالملک نے انھیں موقوف کر کے ان کی جگہ اپنے بھائی بشر بن مروان کو مقرر کیا۔ عبدالملک خطبے کے لیے منبر پر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر امیر المؤمنین عبداللہ بن زبیر سچے خلیفہ ہیں جیسا کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں تو انھیں خود آ کر لوگوں کی خبر گیری کرنا چاہیے بجائے اس کے کہ وہ حرم میں بیٹھے ہوئے اپنے گناہوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔ میں نے بشر بن مروان کو تم پر امیر مقرر کیا ہے اور انھیں ہدایت کر دی ہے کہ اطاعت شعاروں کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور نافرمانوں کے خلاف سخت تدابیر اختیار کریں۔ تمہیں چاہیے کہ جو کچھ کہیں اسے سنو اور ان کی اطاعت کرو۔

ہمدان اور رے پر عمال کا تقرر:

محمد بن عمیر کو عبدالملک نے ہمدان کا حاکم مقرر کیا اور یزید بن رویم کو رے کا حاکم مقرر کیا۔ اسی طرح اور عمال مقرر کیے گئے مگر جس جس سے اصبہان کی صوبہ داری دینے کا وعدہ کیا تھا وہ ایک سے بھی پورا نہیں کیا۔

[illegible]

پھر عبدالملک نے [illegible] سے [illegible] پاس [illegible] جنہوں نے قلعہ [illegible] عراق میں [illegible] [illegible] کے [illegible] کیا [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔ عبدالملک نے [illegible] سب لوگوں کی [illegible] [illegible] [illegible] کئے ہے۔

حمران بن ابان کا بصرہ پر قبضہ:

اسی سال عبداللہ بن ابی بکرہ اور حمران بن ابان کے درمیان بصرہ کی حکومت کے متعلق تنازعہ ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مصعب قتل ہو گئے تو حمران بن ابان بصرہ پر حکومت حاصل کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابن ابی بکرہ ان کے مقابل ہوئے۔ ابن ابی بکرہ نے حمران سے کہا کہ میں تم سے زیادہ طاقت ور ہوں [illegible] بصرہ کے [illegible] کی [illegible] ان کا تمام خرچ میں نے ہی برداشت کیا تھا۔ اس پر لوگوں نے حمران کو سمجھایا کہ ابن ابی بکرہ کے مقابلے میں تم کامیاب نہیں ہو سکتے تو حمران نے عبداللہ بن الاہتم کی امداد حاصل کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ابن ابی بکرہ [illegible] [illegible] [illegible] کے لوگوں نے ان کی مدد کی اور بصرہ پر اقتدار حاصل کر لیا اور ابن الاہتم کو بصرہ کی پولیس کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔

بنی امیہ میں حمران کا مرتبہ:

حمران کو بنی امیہ میں خاص مرتبہ حاصل تھا اور وہ ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ ایک اعرابی نے حمران کو دیکھا تو پوچھا یہ کون ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ حمران ہے۔ اس اعرابی نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ ان کو دیکھا [illegible] [illegible] ان کی [illegible] سے [illegible] ہو گئی۔ مروان اور سعید بن العاص دونوں لپکے کہ ایک سے پہلے دوسرا اس کی [illegible] [illegible]۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ حمران نے اپنے پاؤں پھیلا دیئے۔ معاویہ اور عبداللہ بن عامر دونوں [illegible] [illegible] کر دیا۔ [illegible] اسی سال عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا۔

امارت بصرہ پر خالد بن عبداللہ کا تقرر:

کچھ دنوں حمران بصرہ کے حاکم رہے اور ابن ابی بکرہ مصعب کے قتل کے بعد کوفہ میں عبدالملک کے پاس آئے۔ عبدالملک نے خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو بصرہ اور اس کے ماتحت علاقوں کا گورنر مقرر کیا۔ خالد نے عبداللہ بن ابی بکرہ کو اپنا قائم مقام بنا کر بصرہ کی گورنری پر روانہ کیا۔ عبداللہ جب حمران کے پاس پہنچے تو حمران نے کہا تم آ گئے [illegible]۔ غرض ابن ابی بکرہ خالد کے بصرہ آنے تک ان کے قائم مقام کی حیثیت سے گورنری انجام دیتے رہے۔ بہرحال واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال عبدالملک شام واپس چلے گئے۔

گورنر مدینہ جابر بن اسود کی معزولی:

اسی سال عبداللہ بن زبیر نے جابر بن اسود بن عوف کو مدینہ کی گورنری سے معزول کر کے ان کی جگہ طلحہ بن عبداللہ بن

طرف کو متوجہ کیا۔ پھر عبداللہ بن زبیرؓ کی جانب سے مدینہ کے آخری گورنر تھے۔ جب طارق بن عمرو حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام مدینہ پر آمادہ جنگ ہوئے تو وہ یہاں سے بھاگ گئے۔ طارق مدینہ ہی میں ٹھہرے رہے۔ یہاں تک کہ عبدالملک نے اسے لکھا۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عبداللہ بن زبیرؓ نے لوگوں کو حج کرایا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا خطبہ:

جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو مصعب کے قتل کی خبر ملی تو خطبہ پڑھا اور فرمایا۔ تمام تعریف اسی خدا کے لیے ہے جس نے پیدا کیا جس نے حکم دیا، جس کے ہاتھ میں حکومت ہے۔ جسے چاہتا ہے حکومت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ جان لو حق و صداقت جس کے ساتھ ہے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا چاہے وہ تنہا ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح اسے کبھی عزت نصیب نہیں ہوتی جس کا دوست شیطان اور اس کے گروہ سے ہو چاہے اس کی امداد کے لیے تمام روئے زمین کے انسان اس کی مدد پر ہوں۔ ہمیں عراق سے ایک خبر معلوم ہوئی ہے جس نے ہمیں رنجیدہ بھی کیا ہے اور خوش بھی اور وہ یہ کہ مصعب خدا کی رحمت ان پر نازل ہو، قتل ہو گئے ہیں۔ ہمیں خوشی اس بات سے ہوئی ہے کہ انہیں درجہ شہادت نصیب ہوا۔ اور غم اس لیے کہ ایک محب صادق کی جدائی ایک صدمہ ہے جو اس کے دوست کو مصیبت کے وقت ستاتی ہے۔ مگر عقل مند انسان ان تمام باتوں کے بعد صبر جمیل اختیار کرتے ہیں۔ اس وقت مجھے مصعب کی موت کا صدمہ اٹھانا پڑا۔ حالانکہ اس سے پہلے زبیرؓ جیسی ہستی کی موت کا صدمہ سہہ چکا ہوں۔ نیز حضرت عثمانؓ کی موت کا رنج بھی ایسا تھا جس نے مجھ کو نڈھال کر دیا تھا۔ مصعب بھی اللہ کے ایک بندے اور میرے دست و بازو تھے مگر افسوس یہ بات ہے کہ اہل عراق نے ان سے بے وفائی کی۔ منافقت کی اور بہت تھوڑی قیمت کے عوض انہیں دشمن کے ہاتھ فروخت کر دیا اور شہید کرا دیا۔ پس اگر وہ مارے گئے تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں کیونکہ ہم اپنے بستروں پر بیمار ہو کر مرنے کے عادی نہیں ہیں جیسے ابی العاص کی اولاد ہے۔

بخدا ان کے خاندان کا کوئی شخص بھی زمانہ جاہلیت یا اسلام کی جنگ میں کام نہیں آیا اور ہم بغیر تلواروں کا نشانہ بنے اور تلواروں کے سائے میں جان دیتے رہتے ہیں۔ دنیا تو دنیا ہے۔ اس شہنشاہ اعلیٰ و اعظم کی طرف سے صرف اسی کی حکومت و سلطنت کو ہمیشہ دوام حاصل ہے ایک عاریت ہے اگر وہ سامنے آتی ہے تو اسے غرور اور خوشی کے عالم میں لینے والا نہیں اور وہ پیٹھ پھیر لے گی تو ذلیل ہو کر اس پر ماتم کرنے والا نہیں۔ میں یہ کہتا ہوں اور اپنے اور تمہارے لیے مغفرت مانگتا ہوں۔

عبدالملک کی اہل کوفہ کو دعوت:

مصعب کے قتل کرنے کے بعد عبدالملک کوفہ میں داخل ہوئے۔ حکم دیا کہ بہت سا کھانا پکایا جائے۔ چنانچہ کھانا تیار کیا گیا۔ حکم دیا کہ قصر خورنق میں کھانا چنا جائے تمام لوگوں کو عام دعوت دی۔ لوگ آ کر اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ اتنے میں عمرو بن حریث المخزومی بھی آ گئے عبدالملک نے انہیں اپنے پاس بلایا اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ پوچھا کہ آپ کو کون سا کھانا زیادہ مرغوب ہے۔ عمرو بن حریث نے جواب دیا کہ سرخ رنگ کا بزغالہ جس میں خوب نمک لگا ہو اور اچھی طرح سے بھنا ہوا ہو۔ عبدالملک نے کہا یہ تو کچھ نہ ہوا آپ بکری کے شیر خوار بچے کو کیوں بھول گئے جس میں خوب مسالہ لگا ہو اچھی طرح صاف کیا گیا ہو جس کی ران کو آپ کے ہاتھ میں دوں اور بکری کا دست اس جگہ پہ رکھوں جو حلق سے نزدیک ہو۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

[illegible]

خوارج کی بغاوت

[illegible]

[illegible]

جماعت مہلب اور خوارج کی گفتگو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جماعت مہلب کی عبدالملک کی اطاعت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبدالملک کے [illegible]

[illegible]

عبدالعزیز بن عبداللہ پر خوارج کا حملہ

[illegible]

بنت منذر بن جارود کا انجام و قتل

[illegible]

عبدالعزیز کا رامہرمز میں قیام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خالد بن عبداللہ کو عبدالعزیز کی شکست کی اطلاع

[illegible]

خالد بن یزید کا عبدالملک کے نام خط

جس میں اس نے عبدالملک کو حسب ذیل خط لکھا

اور ان فوجوں کے پڑاؤ کے قریب آ گئے۔ مہلب نے خالد سے کہا [illegible] بہت ہی [illegible] انھیں اپنے قبضے میں [illegible] خارجیوں کی [illegible] کی طرف [illegible] بھیجا گیا۔

مہلب کا عبدالرحمٰن کو خندق کھودنے کا مشورہ

خالد نے اپنے بیٹے [illegible] مہلب [illegible] قریب ہی تھا [illegible] مہلب [illegible] پاس [illegible] انھوں نے [illegible] اپنے گرد خندق [illegible] کھود [illegible] عبدالرحمٰن نے [illegible] مہلب نے [illegible] جب [illegible] خندق [illegible] عبدالرحمٰن کے [illegible] خارجیوں [illegible] جا کر مرے۔

خالد بن عبداللہ کا خوارج پر حملہ

دونوں فوجیں [illegible] روز تک ایک دوسرے کے مقابل رہیں۔ آخر کار خالد نے [illegible] پر حملہ کیا [illegible] دیکھا کہ مقابل [illegible] کی تعداد [illegible] بہت زیادہ ہے انہوں نے محسوس کیا کہ اس طرح جنگ [illegible] دوسرے [illegible] پیچھے [illegible] خالد کی فوج [illegible] کے دل [illegible] عبدالرحمٰن [illegible] چلے گئے اور مہلب نے [illegible]

عبدالملک کو توبیخ

اس واقعے کے متعلق خالد نے عبدالملک کو یہ لکھا کہ "میں امیر المومنین کو مطلع کرتا ہوں کہ میں خارجیوں کے مقابلے کے لیے [illegible] مسلمانوں کی حکومت سے [illegible] دونوں فوجوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا اور نہایت ہی شدید جنگ ہوئی۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کیا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے [illegible] جو کچھ ان کے لشکر میں تھا وہ سب بطور غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ [illegible] ان کے تعاقب میں روانہ کیا ہے [illegible] والسلام علیک"۔

عبدالملک کا خط بنام بشر بن مروان

عبدالملک نے اس خط کو پڑھ کر بشر بن مروان کو لکھا: "تم ایک بہادر [illegible] کو [illegible] خارجیوں کے مقابلے میں [illegible] چونکہ خالد نے [illegible]

[illegible]

طارق بن عمرو کی [illegible]

[illegible]

طارق بن عمرو کی مکہ میں آمد

[illegible]

شامی فوج میں رسد کی فراوانی

[illegible]

عبدالملک کی [illegible]

[illegible]

مصروفِ پیکار تھے۔ عبدالملک بن مروان نے سورہ بن اشیم النمیری کو اپنا خط دے کر ان کے پاس بھیجا جس میں انہیں اطاعت کی دعوت دی تھی کہ اگر تم میری بیعت کر لو گے تو سات سال تک خراسان تمہاری جاگیر میں رہے گا۔ کہا جاتا ہے کہ ابن خازم نے سورہ سے کہا کہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ بنی سلیم اور بنی عامر کے درمیان فساد برپا ہو جائے گا تو میں ضرور تمہیں قتل کر دیتا۔ مگر تم اس کاغذ کو کھا جاؤ۔ چنانچہ سورہ نے اس خط کو کھا لیا۔

ابن خازم اور سوادہ بن عبداللہ:

بعض راوی یہ کہتے ہیں کہ اس کام کے لیے سوادہ بن عبداللہ النمیری کو بھیجا گیا تھا اور دوسرے کہتے ہیں کہ عبدالملک نے سنان بن مکمل الغنوی اپنے خاندان کے آدمی کو بھیجا تھا اور خط میں لکھا تھا کہ خراسان تمہاری جاگیر میں رہے گا۔ ابن خازم نے سوادہ سے کہا کہ عبدالملک نے اس کام کے لیے تمہیں اس لیے بھیجا ہے کہ تم غنوی ہو اور انہیں معلوم ہے کہ میں بنی قیس کے کسی شخص کو قتل نہیں کرتا۔ لیکن میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم اس خط کو نگل جاؤ۔

بکیر بن وشاح کی اطاعت:

عبدالملک نے بکیر بن وشاح (جو قبیلہ بنی عوف بن سعد سے تھا) کو جو ابن خازم کی طرف سے خراسان میں ان کی جانب سے مرو پر قائم مقام تھا ایک خط لکھا جس میں ان سے بہت بڑے وعدے کیے اور امیدیں دلائیں۔ بکیر نے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے انحراف کر کے لوگوں کو عبدالملک کی اطاعت کرنے کی دعوت دی۔ اہل مرو نے اس دعوت پر لبیک کہی۔ ابن خازم کو اس صورت حال کی خبر ہوئی۔ خوف پیدا ہوا کہ مبادا بکیر اہل مرو کو لے کر مجھ پر حملہ کر دے اور اس صورت میں تمام اہل مرو اور بحیر دونوں میرے خلاف اکٹھے ہو جائیں گے اس لیے اس نے بحیر کا مقابلہ چھوڑ کر مرو کا رخ کیا ان کا قصد یہ تھا کہ ترمذ میں اپنے بیٹے کے پاس چلے جائیں۔ بحیر نے ان کا تعاقب کیا اور ایک گاؤں میں جس کا نام شاہمیند ہے انہیں جا لیا۔ اس مقام اور مرو کے درمیان آٹھ فرسخ کی مسافت ہے۔

ابن خازم اور بحیر کا مقابلہ:

ابن خازم نے بحیر کا مقابلہ کیا۔ بنی لیث کا ایک آزاد غلام جو معرکۂ جنگ سے بالکل قریب تھا۔ بیان کرتا ہے کہ آفتاب طلوع ہوتے ہی دونوں فوجیں تلوار سمندروں کی طرح آپس میں گتھ گئیں۔ مجھے تلواروں کے کھٹا کھٹ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ جوں جوں دن چڑھتا جاتا تھا شور کم ہوتا جاتا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ لوگ بہت زیادہ آ گئے ہیں۔ اس وجہ سے شور کم ہو گیا ہے۔ نماز ظہر سے فراغت کے بعد یا تھوڑا پہلے میں باہر نکلا۔ بنی تمیم کا ایک شخص مجھ سے ملا۔ میں نے اس سے جنگ کی کیفیت دریافت کی۔ اس نے جواب دیا کہ اللہ کے دشمن ابن خازم کو قتل کر ڈالا اور یہ اس کی لاش موجود ہے۔

اس کا لاشہ ایک خچر پر جا رہا تھا۔ اس کے عضو تناسل میں ایک رسی اور پتھر بندھا ہوا تھا کہ خچر پر اس کا توازن برابر رہے۔

ابن خازم کا قاتل:

وکیع بن عمیرہ القریعی نے جو دورقیہ کا بیٹا تھا ابن خازم کو قتل کیا تھا بحیر بن ورقاء اور عمار بن عبدالعزیز الجشمی اور وکیع نے ان پر حملہ کیا۔ نیزوں تلواروں سے مار گرایا اور پھر زمین پر گرا دیا۔ وکیع نے ابن خازم کی چھاتی پر بیٹھ کر انہیں قتل کر ڈالا۔ کسی نے وکیع سے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابن خازم کے سر کی روانگی

[illegible]

عبدالملک کے عمال

[illegible]

حضرت عبداللہ بن زبیر کا سر اور ابن خازم

[illegible]

[illegible] حضرت ابن زبیر [illegible] کے پاس [illegible] مدینہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بیان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اہل قلم مسلمانوں کا آغاز

[illegible] سب سے پہلے [illegible] [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] اہل قلم کا [illegible] [illegible]

[illegible] کسی چیز کا [illegible] کی حقیقت [illegible] کوئی بات [illegible] [illegible] کوئی بات [illegible] فصل الخطاب [illegible]

لفظ [illegible] سب سے پہلے حضرت داؤد [illegible] نے استعمال کیا [illegible] حضرت [illegible] [illegible]

ایک روایت یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اس لفظ کو سب سے پہلے قس بن ساعدہ ایادی نے استعمال کیا۔

عہد رسالت کے اہل قلم اصحاب

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وحی لکھا کرتے تھے، اور اگر کسی وقت یہ حضرات نہ ہوتے تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ لکھتے۔ خالد بن سعید بن العاص اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما آنحضرت ﷺ کے سامنے ان کی حاجات لکھا کرتے تھے، اور عبداللہ بن ارقم بن عبد یغوث رضی اللہ عنہ اور علاء بن عقبہ رضی اللہ عنہ [illegible] معاملات کے کاتب تھے۔ بسا اوقات عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی جانب سے دوسرے بادشاہوں کے نام خطوط بھی لکھے ہیں۔

خلافت راشدہ کے اہل قلم حضرات

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں کتابت کے فرائض حضرت عثمان، زید بن ثابت، عبداللہ بن ارقم، عبداللہ بن خلف الخزاعی اور حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہم انجام دیتے تھے۔

زید بن ثابت اور عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے۔ عبداللہ بن خلف الخزاعی ابو طلحہ الطلحات جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے بصرہ کے دفتر کے منشی تھے۔ ابو جبیرہ بن ضحاک الانصاری رضی اللہ عنہ کوفہ کے دفتر کے منشی تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں سے [illegible] قلم کا [illegible] اسی طرح [illegible] [illegible] [illegible] کام [illegible] پہلے [illegible]

[illegible]

مروان بن الحکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کاتب تھا [illegible] منشی تھے [illegible]

[illegible] منشی تھے [illegible] منشی تھے [illegible]

بنو امیہ کے کاتب

[illegible] منشی تھے [illegible]

عبدالملک کے میر منشی [illegible]

ولید کے منشی [illegible]

سلیمان بن [illegible]

حضرت عمر بن عبدالعزیز [illegible] منشی تھے [illegible]

[illegible]

کو اپنا منشی مقرر کیا۔

سعید بن الولید بن عمرو بن جبلہ الکلبی الابرش جن کی کنیت ابو مجاشع تھی ہشام کے میر منشی تھے۔ نصر بن سیار ہشام کے جانب سے خراسان کے محکمہ مال و خزانہ کے افسر اعلیٰ تھے اور ہشام کی جانب سے رصافہ میں ابو العلاء عثمان بھی شعیب بن دینار منشی تھے۔

بکیر بن الشماخ ولید بن یزید کے میر منشی تھے۔ محکمہ مراسلات سالم سعید بن عبدالملک کے آزاد غلام کے تفویض تھا۔ ان کے دوسرے اہلکاروں میں سے عبداللہ بن ابی عمرو یا عبدالاعلیٰ بن ابی عمرو بھی تھے۔ وہاں کی خاص پیشی کا کام عمرو بن عتبہ کیا کرتے تھے۔

یزید بن ولید الناقص کے میر منشی عبداللہ بن نعیم تھے اور عمرو بن حارث بنی جمح کے آزاد غلام محکمہ فرامین شاہی اور مہر کے افسر تھے اور محکمہ مراسلات ثابت بن سلیمان بن سعد الخشنی کے تفویض تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ربیع بن عرعرۃ الخشنی اس خدمت پر مامور تھے۔ محکمہ مال و خزانہ اور چھوٹے دارالانشاء کے افسر اعلیٰ نضر بن عمرو ایک یمنی شخص تھے۔

ابراہیم بن الولید کے میر منشی ابن ابی جمعہ تھے جو بیسان کے فلسطین کے دفتر کے بھی افسر اعلیٰ تھے۔ اہل حمص کے علاوہ تمام لوگوں نے ابراہیم بن الولید کے ہاتھ پر بیعت کی اور حمص والوں نے مروان بن محمد الجعدی کے ہاتھ پر بیعت کی۔

عبدالحمید بن یحییٰ (علاء بن وہب العامری کے آزاد غلام) مصعب بن ربیع الخثعمی اور زیاد بن ابی الورد مروان کے منشی تھے۔ محکمہ مراسلات عثمان بن قیس خالد القسری کے آزاد غلام کے تفویض تھا۔ مروان کے بعض اہلکاروں میں مخلد بن محمد بن الحارث تھے جن کی کنیت ابو ہاشم تھی اور مصعب بن ربیع الخثعمی تھے جن کی کنیت ابو موسیٰ تھی۔ عبدالحمید بن یحییٰ نہایت ہی بلیغ، ذی علم، اہل قلم اور شاعر تھے۔

بنو عباس کے کاتب

خالد برمکی ابو العباس کے میر منشی تھے۔ ابو العباس نے اپنی صاحبزادی ریطہ کو خالد برمکی کے حوالے کر دیا تھا اور خالد کی بیوی ام خالد بنت یزید نے خالد کی بیٹی ام یحییٰ کے ساتھ ابو العباس کی بیٹی ریطہ کو بھی دودھ پلایا۔ اسی طرح ابو العباس کی بیوی ام سلمہ نے خالد کی بیٹی ام یحییٰ کو اپنی بیٹی ریطہ کے ساتھ دودھ پلایا تھا۔

محکمہ مراسلات صالح بن ہیثم ریطہ کے آزاد غلام کے سپرد تھا۔

ابو جعفر منصور کے میر منشی عبدالملک بن حمید حاتم بن نعمان باہلی الخراسانی کے آزاد غلام تھے۔ ہاشم بن سعید الجعفی اور عبدالاعلیٰ بن ابی طلحہ الجعفی واسطی بھی منصور کے میر منشی تھے۔

یہ بھی بیان کیا گیا کہ سلیمان بن مخلد بھی منصور کے میر منشی تھے۔ اسی طرح ربیع بھی ان کے منشی تھے۔ اور عمارۃ بن حمزہ نہایت ہی فاضل لوگوں میں تھے۔ ابو عبیداللہ مہدی کے میر منشی تھے۔ ابان بن صدقہ محکمہ مراسلات کے افسر اعلیٰ تھے۔ محمد بن حمید الکاتب اور یعقوب بن داؤد محکمہ فوج کے افسر اعلیٰ تھے۔ یعقوب بن داؤد کو بعد میں مہدی نے اپنا وزیر بھی مقرر کر لیا تھا۔ مہدی کے بیٹے کے میر منشی عبداللہ بن یعقوب تھے۔ اور محمد اور یعقوب جو دونوں نہایت اچھے شاعر تھے وہ بھی اس کے منشیوں میں تھے۔

یعقوب بن داؤد کے بعد مہدی نے فیض بن ابی صالح کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ یہ ایک سخی شخص تھا۔

ہادی موسیٰ کے میر منشی عبداللہ بن زیاد بن ابی لیلیٰ اور محمد بن حمید تھے۔ مہدی نے ایک روز ابو عبیداللہ سے کہا کہ آپ کے کچھ اشعار

پڑھو۔ اس پر انھوں نے اشعار عرب کی تحسین اور خوبیاں بیان کیں۔ ابو شعرانہ نے خود جیسا کہ [illegible] ابن ربیعہ اور ابن قیس کے اشعار پڑھ کر سنائے اور کہا کہ عرب کی شاعری کا یہ بہترین نمونہ ہے۔

یحییٰ بن خالد برمکی کا قول: یہ ہارون الرشید کا وزیر جعفر بن یحییٰ بن خالد تھا۔ یہ جملہ اس کی انشا پردازی کا بہترین نمونہ ہے۔

الخط سمط الحكمة به تفصل شذورها وينتظم منثورها

ترجمہ: تحریر حکمت کی ایک لڑی ہے جس کے ذریعے سے حکمت کے ٹکڑے واضح کیے جاتے ہیں اور اس لڑی سے بکھرے ہوئے موتی پرو دیے جاتے ہیں۔

ثمامہ نے جعفر بن یحییٰ سے دریافت کیا کہ بیان کیا چیز ہے۔ یحییٰ نے کہا کہ بیان کی یہ تعریف کی ہے کہ جو لفظ بولا جائے وہ قائل کے مطلب کو پورے طور پر ادا کیے ہوئے ہو اس کے مقصد کی تعبیر کرتا ہو کوئی دوسرا مطلب اس کے سوا اس سے نہ سمجھا جائے اور بغیر غور و فکر کے واضح کر دے۔

اصمعی کہتا ہے کہ میں نے یحییٰ کو یہ کہتے سنا ہے۔ دنیا چند روزہ ہے اور دولت ایک عاریت ہے۔ ہمیں اپنے اسلاف کی پیروی کرنا چاہیے اور ہم خود بھی آئندہ نسلوں کے لیے حق اور عبرت ہے۔

بنی عباس کے ہاتھوں قتل اور برامکہ کا تذکرہ اور حال اس وقت بیان کیا جائے گا جب خلیفہ کی [illegible] تاریخ بیان ہوگی۔

* * *

باب ۳

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

۷۳ھ کے اہم واقعات:

حجاج اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان بطن مکہ میں پہنچتے ہی دونوں میں جنگ ہوتی رہی ذیقعدہ ۷۲ھ کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ محصور کیے گئے۔ اور بتاریخ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ مقتول ہوئے اس حساب سے آپ چھ ماہ سترہ روز محصور رہے۔

کعبہ پر سنگباری:

محاصرے کی حالت میں جب منجنیقوں سے پتھر برسائے جاتے تھے اس وقت آسمان پر گرج چمک شروع ہوئی۔ بادلوں کی گرج اور بجلی کی چمک نے ان پتھروں میں جو پھینکے جا رہے تھے رعد کی آواز پیدا کر دیا تھا۔ شامی خوف زدہ ہو کر رک گئے۔ حجاج نے اپنی قبا کا دامن اپنے کمر کے پیچھے میں لپیٹ لیا اور خود پتھر اٹھا کر منجنیق میں رکھا اور فوج کو حکم دیا کہ پتھر برساؤ اور خود بھی اس عمل میں شریک ہوا۔

بجلی گرنے سے شامیوں میں دہشت و ہراس:

صبح کے وقت چمک اور کڑک پھر شروع ہوئی اور پے در پے بجلی گری۔ حجاج کی فوج کے بارہ آدمی فوراً ہلاک ہو گئے۔ شامیوں پر اس واقعے سے ایک دہشت سی طاری ہوئی۔ حجاج نے ان سے کہا کہ اس سر زمین تہامہ میں کوئی انوکھی بات تعجب ہے میں اسی سر زمین کا رہنے والا ہوں وہ یہاں کے معمولات میں سے ہے۔ یہ ہماری فتح کی نشانی ہے۔ سنو اب فتح حاصل ہو گی تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ تمہارے دشمنوں کو بھی ایسی ہی تکلیف پہنچے گی جیسی تمہیں پہنچی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور دوسرے دن پھر بجلی گری اور اس مرتبہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی فوج کے چند آدمی ہلاک ہوئے۔ اس پر حجاج نے اپنی فوج والوں سے کہا کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ ہمارے دشمن ہلاک ہوئے ہیں حالانکہ تم خلیفہ کی اطاعت کر رہے ہو اور وہ مخالفت۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی علیحدگی:

بہر حال اسی طرح دونوں میں جنگ ہوتی رہی اور وہ وقت آ گیا کہ اس کے بعد ہی حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ مقتول ہوئے۔ آپ کے ساتھی آپ کو چھوڑ رہے تھے اور مکے کے اکثر باشندے امن و سلامتی لے کر حجاج کے پاس چلے گئے تھے۔

منذر بن جہم الاسدی کہتے ہیں کہ جس روز حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قتل ہوئے ہیں اس روز میں نے آپ کو دیکھا تھا۔ آپ کے بیشتر ساتھی آپ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور تقریباً دس ہزار حجاج سے جا ملے تھے۔

حمزہ و حبیب پسران ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی علیحدگی:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خود منذر بن جہم نے بھی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اسی طرح ان کے دو لڑکے حمزہ اور حبیب بھی حجاج کے پاس چلے گئے اور اپنے لیے حجاج سے امن و امان لے لیا۔

حضرت ابن زبیرؓ کا حضرت اسماءؓ سے مشورہ:

[illegible]

حضرت اسماءؓ کی ابن زبیرؓ سے گفتگو:

انہوں نے کہا اے میرے بیٹے! خدا کی قسم [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی دعا:

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے والدہ محترمہ! خدا آپ کو اس کی جزائے خیر دے۔ آپ میری فکر نہ کریں بلکہ میرے لیے دعا فرماتی رہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ایسا ہرگز نہ کروں گی کہ تمہارے لیے دعا نہ کروں۔ کیونکہ مجھے یقین کامل ہے کہ اگر اور کسی شخص نے باطل کے لیے اپنی جان دی ہو تو تم نے تو حق و صداقت کی راہ میں اپنی جان عزیز قربان کی ہے۔

اس کے بعد انہوں نے یہ دعا کی۔

"اے اللہ! تو ان کی شب ہائے دراز میں عبادت کے لیے شب بیداری اور مکہ و مدینہ کی دوپہروں میں تیری عبادت میں آہ و بکا کرنے اور روزے میں شدت تشنگی کے برداشت کرنے اور اپنے باپ اور مجھ سے حسن سلوک کی وجہ سے اس پر رحم فرما۔ اے اللہ! اس کے معاملے کو میں نے تیرے سپرد کر دیا ہے اور جو کچھ تو نے فیصلہ کیا ہے میں اس پر خوش ہوں۔ میرے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے تو مجھے صبر و شکر کرنے والوں کا سا ثواب عطا فرما"۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ آپ کے قتل کے بعد صرف پانچ یا دس دن زندہ رہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے آخری ملاقات:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے پاس گئے تو زرہ اور خود پہنے ہوئے تھے۔ سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔ سلام کیا اور آگے بڑھے اور اپنی والدہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بوسہ دیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ یہ آخری رخصت کا وقت ہے تم مجھ سے دور مت ہو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آپ سے رخصت ہونے آیا ہوں۔ کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس جہان فانی میں قیام کا یہ آخری دن ہے۔ علاوہ ازیں میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر میں قتل ہو گیا تو میں ایک مضغہ گوشت ہوں گا۔ جو کچھ میرے ساتھ کیا جائے گا اس سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

ان کی ماں نے کہا بیٹے! ارادے کو مکمل کرو۔ اپنے آپ کو ابن ابی عقیل کے حوالے نہ کرو۔ میرے قریب آؤ تاکہ میں تمہیں رخصت کر دوں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو صبر کی تلقین:

چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قریب ہو گئے۔ ان کے بوسے لیے اور گلے ملے۔ جب انہیں زرہ محسوس ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ جو لوگ جان دینے پر آمادہ ہوتے ہیں وہ زرہ نہیں پہنا کرتے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے زرہ اس لیے پہنی ہے تاکہ آپ کو تسلی رہے کہ میں پورے صبر پر مستحکم رہنے کے لیے تیار ہوں۔ اس پر ان کی ضعیف العمر ماں نے فرمایا کہ "ان باتوں سے مجھے تسلی نہیں ہو سکتی۔ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے زرہ اتار دی اور آستین چڑھالی۔ اپنی قمیص کے دامن سے اپنی کمر باندھ لی اور جبہ جو قمیص کے نیچے تھا اس کے نیچے کے حصے کو اوپر کر کے پیٹی میں سمیٹ لیا۔ ان کی ماں ان کی جانب دیکھتی تھیں کہ کپڑے سے اپنے پیٹ کو جس سے چستی و چالاکی معلوم ہو۔ پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ یہ شعر پڑھتے ہوئے وہاں سے اٹھے۔

إني إذا أعرف يومي أصبر　　إذ بعضهم يعرف ثم ينكر

ترجمہ: "میں جب اپنے مرنے کو پہچان لیتا ہوں تو صبر کرتا ہوں، حالانکہ بعض لوگ جانتے ہیں اور پھر ثابت قدم نہیں رہتے"۔

ان کی ضعیف ماں نے اس شعر کو سن کر کہا تم جھوٹ بول رہے ہو۔ کیونکہ خدا کی قسم تمہارے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ ہیں اور تمہاری ماں صفیہ عبدالمطلب کی بیٹی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

اہل حمص کے ایک سردار نے جو خود اس واقعہ میں شریک تھا یہ بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو منگل کے روز دیکھا تھا اور ہم حمص والے پانسو آدمی ان کے راستے کی صورت میں ان پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ داخلے کے لیے کوئی ایک خاص دروازہ مقرر کر دیا گیا تھا کہ جس سے صرف ہم ہی کو داخل ہونے کا حکم تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تنہا ہمارے مقابلے میں آتے اور ہم سب شکست کھا کر پیچھے ہٹ جاتے اور وہ رجزیہ شعر جو وہ پڑھا کرتے تھے یہ مصرعہ تھا: لا تحسبهم مثل ابن بکر (جب کہ بعض دوسرے لوگ جان بچا کر ایسے وقت میں انجان ہو جاتے ہیں) ایسے تھے۔ میں ان سے کہتا واللہ آپ ایک شریف جوانمرد ہیں۔ میں نے انہیں اسی میں کھڑے ہوئے دیکھا کہ کسی شخص کو آپ کے پاس جانے کی جرأت نہ ہوتی تھی اور اس سے ایسا خیال ہوتا تھا کہ ہم سب ابھی کٹ جائیں گے۔

مکہ کی ناکہ بندی:

غرض کہ منگل ہی کے دن حرم کے تمام دروازے شامیوں سے بھر گئے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی فوج والوں نے مدافعت کے مقامات دشمن کے حوالے کر دیئے۔ دشمن کی تمام فوجیں ان میں جا گھسیں۔ ہر دروازے پر ایک خاص خاص شامی افسر اور کئی ایک دوسرے لوگ متعین کر دیئے گئے۔ چنانچہ حمص والے جس دروازے پر متعین کیے گئے تھے وہ بالکل کعبے کے سامنے تھا۔ اسی طرح دمشق والے باب بنی شیبہ پر تھے اور باب الصفا پر اہل فلسطین باب بنی جمح پر اور اہل قنسرین باب بنی سہم پر متعین کر دیئے گئے تھے۔ حجاج اور طارق بن عمرو دونوں کی فوجیں ابطح کی سمت میں مروہ تک پھیلی ہوئی تھیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کبھی اس سمت میں دشمن کا مقابلہ کرتے اور کبھی دوسری جانب۔ اس وقت آپ کی مثال شیر ببر کی طرح تھی کہ جب دشمن کی جماعتیں آپ پر حملہ آور ہوتیں آپ ان کے پیچھے جھپٹتے حالانکہ وہ دروازے ہی پر کھڑی ہوتی تھیں۔ یہاں تک کہ آپ دروازے سے بھی باہر انہیں نکال دیتے اور رجزیہ شعر پڑھتے اور بآواز بلند کہتے "اے ابن صفوان تیری والدہ کو فتح کی خوشخبری حاصل نہ ہو گی کاش! میرے ساتھی ہوتے۔"

لو کان قرنی واحدا کفیتہ
"اگر میرا مقابل ایک شخص ہوتا تو میں اس کے لیے کافی تھا"

اس کے جواب میں ابن صفوان کہتے خدا! اگر ہزار بھی ہوتے تو آپ ان سے عہدہ برآ ہوتے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا اپنے ساتھیوں سے خطاب:

۱۷ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ بروز سہ شنبہ صبح کے وقت فوج نے تمام دروازوں پر قبضہ کر لیا۔ اس تمام رات حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ عبادت الٰہی میں مصروف رہے پھر تلوار کے پرتلے سے تکیہ لگا کر تھوڑی دیر سو گئے۔ بہت سویرے بیدار ہوئے سعد سے کہا کہ اذان دو۔ سعد نے مقام ابراہیم کے پاس اذان دی۔ آپ نے وضو کیا، دو رکعت سنت فجر پڑھی۔ پھر آگے بڑھے مؤذن نے اقامت کہی

اور آپ نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ دونوں رکعتوں میں سورۃ نون والقلم حرف بحرف تلاوت کی اور سلام پھیرا پھر مقابلے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ حمد و ثنا کے بعد فرمایا: آپ لوگ اپنے چہرے کھول دیجیے تاکہ میں آپ کو دیکھوں (کیونکہ تمام لوگوں نے خود اور عماموں سے اپنے چہرے چھپا رکھے تھے) اس حکم کی تعمیل میں لوگوں نے اپنے چہرے کھول دیئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے آل زبیر! اگر تم نے میرے ساتھ خیرخواہی کی ہوتی تو عرب میں ہمارا ایک خاندان ہوتا کہ جس نے اللہ کے راستے میں اپنی جانیں قربان کی ہوتیں اور کبھی ہم پر یہ مصیبت نازل نہ ہوتی۔ اے آل زبیر! تم ہرگز تلواروں کے لگنے سے خائف نہ ہونا، کیونکہ مجھے اس کا تجربہ ہے۔ دنیا میں کوئی جنگ ایسی نہیں ہوئی جس میں زخمی نہ ہوا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ زخم کے علاج کرنے کی تکلیف تلوار لگنے سے زیادہ سخت ہے۔ جس طرح تم اپنے چہروں کو بچاتے ہو اسی طرح تلواروں کو بھی بچانا۔ کیونکہ میں کسی ایسے شخص سے واقف نہیں ہوں کہ جس کی تلوار ٹوٹ گئی ہو اور وہ پھر زندہ بچ رہا ہو۔ کیونکہ مرد کے پاس اگر ہتھیار نہ ہوں تو وہ عورت کی طرح ہوتا ہے۔ جب بجلی چمکے اپنی آنکھیں بند کر لینا۔ تلواروں سے اپنی آنکھیں بچانا۔ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ صرف اپنے مقابل کا دھیان رکھے۔ میرے متعلق سوال تمہاری اپنی توجہ کو نہ ہٹائے۔ اور یہ ہرگز نہ کہو کہ میں کہاں ہوں۔ البتہ جو شخص دریافت کرے اسے بتا دینا کہ میں سواروں کے سب سے پہلے دستے میں لڑ رہا ہوں گا۔ اللہ کا نام لے کر حملہ کرو۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دشمن پر حملہ کیا اور حجون تک انہیں پیچھے ہٹا دیا۔ ایک اینٹ آپ کے چہرے پر لگی جس کی وجہ سے آپ رک گئے اور تمام چہرہ لہولہان ہو گیا۔ جب خون کی گرمی چہرے سے بہہ کر آپ کو محسوس ہوئی تو آپ نے یہ شعر پڑھا:

فلسنا على الاعقاب تدمى كلومنا   ولكن على اقدامنا تقطر الدما

ترجمہ: ''ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں کہ جو پشت پر زخم کھاتے ہیں اور ایڑیاں ان کے خون سے رنگین ہوتی ہیں بلکہ خون ہمارے قدموں پر گرتا ہے''۔

اور پھر دشمن پر ٹوٹ پڑے۔

ایک مجنون لونڈی چلائی: وا امیر المومنیناہ[1] کیونکہ جہاں آپ گرے تھے اس نے آپ کو دیکھ لیا تھا اور لوگوں کو بتانے کے لیے ان کی طرف اشارہ کیا۔ [illegible] کا لباس آپ کے زیب تن تھا۔

طارق بن عمرو کا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے متعلق اعتراف:

حجاج کو جب اس کی خبر ہوئی تو اس نے سجدۂ شکر ادا کیا اور طارق اور وہ دونوں آپ کی لاش پر آئے۔ طارق نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ ان سے زیادہ جوان مرد آج تک پیدا نہیں ہوا۔ حجاج نے کہا کیا تم ایسے شخص کی تعریف میں رطب اللسان ہو جس نے امیر المومنین کی مخالفت کی۔ طارق نے جواب دیا: بے شک ان کی یہی غیر معمولی بہادری اور شجاعت تو ہمارے لیے باعث تسلی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہمارے پاس اس کا کیا جواب تھا کہ ہم نے سات ماہ سے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ انہوں نے کوئی

---

[1] ترجمہ: افسوس امیر المومنین ہلاک ہو گئے۔

تعلق کھو دی [illegible] قریش [illegible] بلند مقام تھا جو قریش کی طرف سے ملا تھا : جا کر بھی لڑائی میں انہوں نے اپنا پیچھا نہ ہونے دیا بلکہ انہیں کا پلہ بھاری رہا۔ جب ابن زبیرؓ عبدالملک کے دونوں بیٹوں سے ملاقات کے قابل نہ رہے تو [illegible]۔

حضرت ابن زبیرؓ پر جب ایک شخص نے اینٹ ماری تو پہلے اس پر کود پڑے اور پھر پیچھے سے حملہ آوروں نے ان پر غالب آ گئے۔ اپنے حملے کے دوران کہتے جاتے تھے : اے [illegible] ہماری ایڑیوں پر خون نہیں ٹپکتا بلکہ قدموں پر ہمارا خون بہا کرتے ہیں۔

اہل مکہ کی عبدالملک کی بیعت :

حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن صفوان اور عمارہ بن عمرو بن حزم کے سر مدینہ بھیجے جہاں وہ کسی جگہ نصب کر دیے گئے۔ پھر وہ عبدالملک کے سامنے لائے گئے۔ اس کے بعد حجاج مکہ میں داخل ہوا اور تمام اہل قریش سے عبدالملک کے لیے بیعت لے لی۔

اس سنہ میں عبدالملک نے طارق حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔ طارق پانچ ماہ تک اس عہدے پر برقرار رہا۔

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں بشر بن مروان نے انتقال کیا۔ واقدی کے علاوہ دوسروں کے بیان کے مطابق بشر کی وفات ۷۴ھ میں ہوئی۔

عمر بن عبیداللہ اور ابوفدیک خارجی کی جنگ

اسی سال عبدالملک نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو ابوفدیک خارجی کے مقابلے کے لیے روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ اہل شہروں والے اور بصرے کے جن جن لوگوں کو چاہے اپنے ساتھ لے جائے۔ چنانچہ وہ روانہ ہوا۔ پیچھے [illegible] یا [illegible] اور اس طرح کی [illegible] ان کے ساتھ ہو گئے۔ اسی طرح بصرہ سے [illegible] تحریک ہوئے اس کے بعد [illegible] کی طرف روانہ ہوئے [illegible] گئی۔ اور اس لشکر کو [illegible] نے [illegible] والوں نے اپنے میمنہ پر رکھا اور [illegible] پر مقرر کیا۔ بصرہ والوں کو میسرہ پر رکھا اور اپنے بھتیجے عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ کو ان پر سردار مقرر کیا۔ [illegible] قلب لشکر میں متعین کیا۔ ترتیب کے ساتھ یہ لوگ پہنچے اور انہوں نے صف بندی کی۔ سب سے پہلے [illegible]۔ ان کے [illegible] تھے جو انہوں نے زمین سے نکال رکھے تھے اور [illegible] سے [illegible] گئے تھے۔

ابوفدیک کا میسرہ پر شدید حملہ :

ابوفدیک اور اس کے ساتھیوں نے بے جان ہو کر حملہ کیا۔ عمر بن عبیداللہ نے میسرہ کو تہس نہس کر دیا اور [illegible] کر [illegible] مغیرہ بن مہلب اور [illegible] بن المغیرہ اور مجاعہ بن عبدالرحمن اور [illegible] دوسرے [illegible] بہادر [illegible] رہے۔ سب لوگ اس [illegible] سے [illegible] آتش [illegible] ہو گئے تھے۔

عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ پر [illegible] میدان جنگ سے اٹھائے گئے۔ میدان میں جو [illegible] جنگ کر رہے تھے اور دونوں ان کے [illegible] پر جم گئے تھے۔

اہل بصرہ کی شجاعت :

جب بصریوں نے دیکھا کہ [illegible] ہماری جگہ پر ثابت قدم ہیں اور اپنے اپنی [illegible] گئے تو انہوں نے اپنے

اپنے لشکر کو بیچ میدان جنگ میں آئے اور انہیں شکست دی [illegible] کوئی سردار نہ تھا۔ یہاں تک کہ یہ سب [illegible] بن عبیداللہ کے پاس سے کوئی مدد نہیں پہنچی تھی۔ انہیں اٹھایا اور خارجیوں کی [illegible] یہاں تک کہ ان کا [illegible] ہوا اس میں آگ لگادی۔ یہ بھی ان کے خلاف چلے گئے۔

ابوفدیک خارجی کا قتل:

اسی وقت اہل بصرہ نے [illegible] پر حملہ کیا اور انہیں سخت نقصان پہنچایا۔ ابوفدیک میدان جنگ میں کام آیا۔ اس کی فوج کے [illegible] لشکر میں [illegible] عمر بن عبیداللہ نے چھ ہزار [illegible] کو گرفتار کیا [illegible] تمام لشکر بصرہ واپس آگیا۔

خالد بن عبداللہ کی معزولی:

اسی سال عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو بصرہ کی گورنری سے معزول کر کے ان کی جگہ اپنے بھائی بشر بن مروان کو مقرر کیا۔ اور ان [illegible] بصرہ دونوں [illegible] بشر بن مروان کے قبضہ میں ہوئی۔ بصرہ [illegible] گورنر مقرر ہونے کے بعد [illegible] اپنا جانشین مقرر کر کے بصرہ آئے۔ اسی سال محمد بن مروان موسم گرما [illegible] رومیوں سے جہاد کرنے گئے اور رومیوں کو شکست دی۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال عثمان بن الولید اور رومیوں کے درمیان آرمینیا کے علاقے میں جنگ ہوئی۔ عثمان کے پاس کل چار ہزار فوج تھی حالانکہ ان کے مقابلے میں رومیوں کی تعداد [illegible] ہزار تھی۔ مگر عثمان نے انہیں شکست دی اور شدید نقصان پہنچایا۔

امیر حج حجاج بن یوسف:

اس سال حجاج نے لوگوں کو حج کرایا۔ یہ مکہ، یمن اور یمامہ کا صوبیدار تھا۔ واقدی کے بیان کے مطابق بصرہ اور کوفہ پر بشر بن مروان صوبیدار تھا۔ دوسرے لوگ بیان کرتے ہیں کہ بشر کوفہ کے گورنر تھے اور بصرہ کے حاکم خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھے۔

شریح بن حارث کوفہ کے قاضی تھے۔ ہشام بن ہبیرہ بصرہ کے قاضی تھے۔ [illegible] اس وقت خراسان کے گورنر تھے۔

* * *

باب ۵

حجاج بن یوسف

۷۴ھ کے واقعات

طارق بن عمرو کی معزولی:

اسی سال عبدالملک نے طارق بن عمرو کو مدینہ طیبہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ حجاج کو مقرر کر دیا۔ حجاج مدینہ آیا ایک ماہ قیام کیا اور پھر عمرہ ادا کرنے روانہ ہو گیا۔

خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر:

حجاج بن یوسف نے کعبہ کی دیوار کو جس کو عبداللہ نے بنایا تھا منہدم کر دیا۔ حضرت عبداللہ نے حجر کو بھی کعبہ میں شامل کر لیا تھا۔ اور اس کے دو دروازے بنا دیئے گئے تھے۔ مگر حجاج نے کعبہ کو پھر اس کی پہلی صورت پر بنا دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اہانت:

حجاج ماہ صفر میں پھر مدینہ واپس آگیا اور اس مرتبہ تین ماہ مقیم رہا۔ اہل مدینہ کے ساتھ بے عزتی سے پیش آتا تھا انہیں تکالیف پہنچاتا تھا۔ محلہ بنی سلمہ میں ایک مسجد بنائی جو حجاج ہی کے نام سے مشہور ہے۔ اور تو اور حجاج نے تو یہیں سے صحابہ رضوان اللہ علیہم کو بھی نہ بخشا اور اس نے ان کی گردنوں میں داغ لگوا دیئے۔ چنانچہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں داغ لگائے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی گردن میں داغ لگائے۔ اس سے مقصد ان کی تذلیل و توہین تھی۔

حجاج نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا تم نے کیوں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اعانت نہ کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ضرور ان کی مدد کی۔ حجاج نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو اور پھر حکم دے کر ان کی گردن پر داغ لگا دیا۔

اسی سنہ میں عبدالملک نے ابو ادریس الخولانی کو قاضی مقرر کیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسی سنہ میں بشر بن مروان کوفہ سے بصرہ کو منتقل ہو گئے۔

خوارج کی مہم پر مہلب کا تقرر:

اسی سنہ میں عبدالملک نے مہلب کو خارجیوں کے خلاف ایک مہم کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا۔ واقعہ یوں ہے کہ جب بشر بصرہ گئے عبدالملک نے انہیں لکھا کہ مہلب کو ان کے وطن بصرہ کی ایک جماعت کے ساتھ خارجیوں سے مقابلے کے لئے بھیجو اور مہلب کو یہ اختیار دے دو کہ وہ خود اپنے شہر کے سرداروں اور مشہور شہسواروں اور تجربہ کار لوگوں کو منتخب کر لیں۔ کیونکہ اہل بصرہ سے وہ خوب واقف ہیں۔ جنگی معاملات میں ان کو بالکل آزادی دے دینا کیونکہ مجھے ان کے تجربے اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے اخلاص پر اعتماد ہے اور کوفہ والوں کی بھی ایک زبردست جمعیت ان کے ساتھ بھیجنا۔ اس کام پر مشہور معروف اور شریف و نجیب اور ایسے شخص کو

سردار مقرر کرنا جس کی شجاعت وبسالت اور امور جنگ میں اس کا تجربہ پختہ اور معروف ہو۔ ان دونوں شہروں کے منتخب لشکر کو خارجیوں کے مقابلے پر روانہ کرنا اور حکم دینا کہ جہاں خارجی جائیں یہ فوج بھی ان کے تعاقب میں اسی طرف جائے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انھیں ذلیل ونیست ونابود کردے والسلام علیک۔

بشر نے مہلب کو بلا کر خط سنایا اور حکم دیا کہ جسے چاہو اپنے ساتھ لے جانے کے لیے منتخب کرلو۔ مہلب نے اپنے سالے جدیع بن سعید بن قبیصہ بن سراق الازدی کو اپنے سامنے بلا کر حکم دیا کہ فوج کا دفتر لے آؤ تاکہ اس میں سے لوگوں کا انتخاب کرلیا جائے۔

بشر بن مروان کا مہلب سے حسد:

بشر کو یہ بات بری معلوم ہوئی کہ مہلب کو اس مہم کی سرداری کی عزت براہ راست عبدالملک کی جانب سے حاصل ہوئی۔ اب ان کی طاقت نہ تھی کہ وہ سوائے مہلب کے کسی دوسرے شخص کا انتخاب کرتے۔ اور اس طرح وہ ان سے جلنے لگے کہ گویا انھوں نے ان کے خلاف کوئی گناہ کیا ہے۔ بہرحال بشر نے عبدالرحمن بن مخنف کو بلایا اور کوفہ کے لوگوں کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ وہ شہسواروں، دلیروں اور بہادر لوگوں کا انتخاب کریں۔

بشر بن مروان کا عبدالرحمن بن مخنف کو مشورہ:

عبدالرحمن بن مخنف کہتے ہیں کہ بشر نے بلا کر مجھ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری کس قدر عزت ومنزلت کرتا ہوں۔ اور کس قدر تمھیں چاہتا ہوں۔ میرا یہ ارادہ تھا کہ میں تمھیں اس فوج کا چونکہ میں تمہاری شرافت وشجاعت ودانشمندی اور سخاوت سے بخوبی واقف ہوں سردار بناؤں۔ یہ سمجھو کہ تمہارے متعلق نہایت اچھی رائے رکھتا ہوں مگر دیکھو کہ صورت معاملہ یہ واقع ہوئی ہے کہ مہلب اس کے سردار بنائے گئے ہیں اس لیے تمھیں چاہیے کہ تم ان کے مقابلے میں اپنے حکم پر سختی سے جمے رہو ان کی رائے اور مشورے کو قبول نہ کرو۔ اور ان کی تذلیل وتحقیر کرتے رہو۔

یہ باتیں تو کیں مگر یہ نہ کہا کہ فوج کا اس طرح انتظام کرنا دشمن سے لڑنا اور مسلمانوں کی خبرگیری کرنا بلکہ مجھے اپنے ایک عزیز دوست کی مخالفت پر آمادہ کیا کہ میں ایسا ہی بے وقوف تھا جیسا کہ تھا جوان کے اداؤں میں آجاتا میں نے کوئی ایسی مثال نہیں دیکھی کہ مجھ جیسے جہاں دیدہ بزرگ اور صاحب مرتبہ سردار سے کسی نے ایسی خواہش کی ہو جیسی کہ اس کل کے لونڈے نے مجھ سے کی۔ اس نے وہ بات کی ہے جس کا انجام کو پہنچانا اس کی قابلیت وقدرت سے باہر تھا۔ جب بشر نے محسوس کیا کہ میں نے جواب دینے میں زیادہ دلچسپی کا اظہار نہیں کیا تو مجھ سے دریافت کیا کہو کیا کہتے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ بھلا میں آپ کے حکم سے سرتابی کرسکتا ہوں۔ میں تو اس امر پر مجبور ہوں کہ آپ کے ہر حکم کی چاہے اسے میں پسند کروں یا نہ کروں پوری طرح تعمیل کروں۔

مہلب کی خوارج پر فوج کشی:

مہلب نے اہل بصرہ کو لے کر رام ہرمز پر دھاوا کیا اور خارجیوں سے مقابلہ شروع ہوا۔ مہلب نے اپنے پڑاؤ کی طرف خندق کھودی۔ اتنے میں عبدالرحمن بھی اہل کوفہ کے ہمراہ منزل بمنزل آپہنچے ان کے ہمراہ اہل مدینہ کا جو دستہ تھا اس کے سردار بشر بن جریر تھے بنی تمیم اور ہمدان پر محمد بن عبدالرحمن بن سعید بن قیس، کندہ اور ربیعہ پر اسحاق بن محمد بن الاشعث اور مذحج اور بنی اسد پر زحر بن قیس سردار تھے۔

بحیر بن مروان کا انتقام

جیسا کہ پہلے مصعب سے [illegible] نے [illegible] بیٹے [illegible] ان سے [illegible] ایک [illegible] تھی۔ جب [illegible] سے [illegible] بحیر بن مروان نے [illegible] کیا [illegible] تھا اور [illegible] والوں میں سے [illegible] بھاگ گئے۔ [illegible] بعد خالد بن عبداللہ [illegible] اور [illegible] کے مقام پر تھے۔

اہل کوفہ کا میدان جنگ سے فرار

[illegible] میں سے جو لوگ میدان جنگ سے بھاگ گئے تھے ان میں [illegible] بن قیس [illegible] اور [illegible] بن سعید بن قیس [illegible] اپنے بیٹے [illegible] کے قریب میں [illegible] اور [illegible] نے [illegible] ان سے [illegible] کہ اب بھی وہاں سے چلے جاؤ مگر ان دونوں نے [illegible] اور [illegible] مرتبہ [illegible] سے [illegible] سابق [illegible] تب [illegible] کوفہ [illegible] سے بھاگ گئے۔

خالد بن عبداللہ کا بصرہ کے فوجیوں کے نام فرمان

اہل بصرہ [illegible] سے لوگ [illegible] جانا چاہتے تھے [illegible] خالد بن عبداللہ [illegible] خالد نے ان لوگوں کے نام ایک فرمان لکھا اور [illegible] لوگوں کے [illegible] سب کو [illegible] خالد کا [illegible] ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"یہ خط خالد بن عبداللہ کی جانب سے ہر اس مسلمان اور مومن کے نام ہے جس تک یہ خط پہنچے۔ سب پر اللہ کی سلامتی ہو۔ میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بعد ازیں آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد مسلمانوں پر فرض کیا ہے اسی طرح [illegible] جہاد کا اہتمام کرتے ہیں [illegible] اطاعت [illegible] فرض ہے۔ جو شخص جہاد کرتا ہے [illegible] اور جو شخص جہاد [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ضرورت نہیں۔ اور جو شخص [illegible] اللہ تعالیٰ اس سے [illegible] ہوگا اور [illegible] امیر المومنین عبدالملک بن مروان [illegible] اور [illegible] سے [illegible] اور [illegible] کی وجہ سے [illegible]

خلیفہ کی اطاعت کرو، اور سرکشی و نافرمانی نہ کرو ورنہ تمہارے ساتھ وہ سلوک کیا جائے گا جسے تم اچھا نہیں جانتے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس خط کے بعد جس نافرمان پر میں نے قابو پایا میں اسے ضرور قتل کرا دوں گا۔ اگر خدا نے چاہا۔ والسلام علیکم۔

زحر کی خالد کے قاصد سے گفتگو:

قاصد نے یہ خط لکھا آپ وہ حرف بحرف پڑھی مضمون کی کہ زحر بن قیس نے کہا کہ اس کا مضمون بتاؤ۔ خالد کے آزاد غلام نے کہا خدا کی قسم ابھی میں نے اس کا علم نہیں دیا ہے، جس طرح کہ یہ خود دکھایا جاتا ہے نہ کہ اور میں خود بتا سکتا ہوں کہ اس میں کوئی بات نہیں جو آپ کو بھی معلوم ہو، زفر نے کہا اسے ہرگز نہ کھولے تو مجھے جو حکم دیا گیا ہے تو اس کی تعمیل کر، اپنے گھر واپس چلا جا، تو نہیں جانتا کہ ہمارے ارادے کیا ہیں۔

خود جو چاہتا ہے کسی نے اس بات پر التفات نہیں کیا، زحر اسحٰق بن محمد اور محمد بن عبدالرحمن بن ... کے پہلو میں ایک گاؤں میں آکر مقیم ہوئے جو عقبہ بن ... کی ملک تھا اور یہاں سے انہوں نے عمرو بن حریث کو لکھا:

مفرور زبیریوں کا کوفہ میں قیام:

جنگ کے بعد جب لوگوں کو امیر مروان کے وفات کی خبر ہوئی ہم میدان جنگ سے منتشر ہو گئے اور ہمارے ساتھ کوئی نہیں رہا اس وجہ سے اب ہم آپ کے پاس اور اپنے وطن کی طرف واپس آئے ہیں۔ مگر ہم نے یہ مناسب سمجھا کہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے آپ چونکہ حاکم ہیں آپ کی اجازت لے لیں۔

عمرو بن حریث نے اس کے جواب میں لکھا کہ تم نے اپنی قوم کی ناصحت کا حق ادا نہیں کیا ہے جبکہ تم ... اور مخالف ہو گئے اس لیے تمہیں شہر میں آنے کی اجازت دے سکتا ہوں نہ امان۔

جب یہ خط ان لوگوں کے پاس آیا انتظار کرتے رہے اور رات کے پردہ میں اپنے اپنے مکانات میں چلے آئے اور حجاج بن یوسف کے کوفہ آنے تک اسی طرح چھپ کر اقامت گزیں رہے۔

بکیر بن وشاح کی معزولی

اسی سنہ میں عبدالملک نے بکیر بن وشاح کو خراسان کی صوبہ داری سے معزول کرکے ان کی جگہ امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو خراسان کا گورنر مقرر کیا۔ بکیر کی معزولی اور امیہ کے تقرر کے واقعات یہ ہیں۔

ابوالحسن کے بیان کے مطابق بکیر دو سال تک خراسان کے گورنر رہے۔ کیونکہ ۷۲ھ میں ابن خازم قتل ہوئے اور ۷۴ھ میں امیہ نے خراسان آکر ان سے عہدے کا چارج لیا۔

بکیر بن وشاح اور بحیر میں مخالفت:

بکیر اور بحیر کی باہمی مخالفت کی وجہ یہ ہوئی کہ جب ابن خازم قتل کر دئے گئے تو ان کے سر کے بھیجنے کے متعلق بحیر اور وشاح میں اختلاف ہوا اور اسی بنا پر بکیر نے بحیر کو قید کر دیا، اور جب تک امیہ خراسان کے گورنر ہو کر نہ آئے بحیر قید رہے۔

بکیر کو جب معلوم ہوا کہ عبدالملک نے ان کی جگہ امیہ کو خراسان کا گورنر مقرر کرکے روانہ کیا ہے تو اس نے بحیر کے پاس پیام

مجھ کو کیا آپ سے واقف نہ کروں؟ چاہتا ہوں کہ مجھے [illegible] کہہ دیا اور کہا کہ تمہارا [illegible] ہے اگر تم خراسان منتشر کر دو [illegible] اسے معروف اور [illegible] ہے گا۔ خلیفہ کی طرف کا عہدہ [illegible] کر کے تحریر لکھا دی [illegible] آخر کار ضرار بن حصین [illegible] بکیر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم بڑے ہی بیوقوف ہو۔ تمہارا ایک بھائی تم سے معذرت کر رہا ہے [illegible] اور تم اس کو قید میں ڈال کر رکھے ہوئے ہو۔ اگر وہ تمہیں قتل کر ڈالے تو اس کا کیا ہو گا؟ [illegible] تمہاری [illegible] کوئی بھی [illegible] نہ ہو گا۔ اور پھر تمہیں [illegible] ہے تم [illegible] صلح کر لو اور [illegible] تمہیں بالکل [illegible] بحیر نے اس خط کو [illegible] پا لیا اور [illegible] صلح [illegible] جو [illegible] لیکن [illegible]

خراسان میں خانہ جنگی کا خطرہ:

اس وقت خراسان میں قبائلی تعصب تھا۔ ان میں مضر [illegible] تمیم [illegible] اور [illegible] کے قبیلے [illegible] سے تعصب کرنے لگے تھے اس [illegible] خراسان والوں کو [illegible] اور [illegible] صورت حال آگئی تو [illegible] اس کا نتیجہ [illegible] اور خانہ جنگی [illegible] جو [illegible] کی طرح [illegible] اس کا انجام [illegible] انہوں نے عبدالملک کو ان واقعات کی اطلاع دی اور لکھ کر بھیجا کہ خراسان کے حالات اس وقت تک درست نہیں ہو سکتے جب تک کہ کوئی قریشی وہاں کا حاکم مقرر نہ کیا جائے جس سے نہ لوگ حسد کریں اور نہ تعصب۔

عبدالملک کا ارباب سیاست سے مشورہ:

عبدالملک نے ارباب سیاست کو طلب کر کے کہا کہ خراسان ہماری سلطنت کی مشرقی سرحد ہے اور یہ وہاں فتنہ و فساد ہو چکا ہے۔ اس وقت بنی تمیم کا ایک شخص اس پر حکمران ہے۔ لوگ اس سے تعصب کرتے ہیں اور مجھے یہ خوف دامن گیر ہے کہ وہاں پھر وہی فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہو اور یہ قوم سرحدی علاقہ اس کے [illegible] جائے۔ اہل خراسان نے مجھ سے یہ درخواست کی ہے کہ میں ان پر ایک ایسے شخص کو حاکم مقرر کروں جو قریش سے ہو جس کی بات وہ سنیں اور جس کے احکام کی تعمیل کریں۔

عبدالملک اور امیہ بن عبداللہ کی گفتگو:

امیہ بن عبداللہ نے عرض کی کہ آپ اپنے قرابت داروں میں سے کسی شخص کو خراسان کا حاکم مقرر کر دیں۔

عبدالملک نے جواب دیا کہ اگر ابو فدیک کے مقابلے سے تم بھاگ نہ آتے تو میری نظر انتخاب تم ہی پر پڑتی۔

امیہ نے عرض کیا: اے امیر المومنین! میں نے اس وقت ان کے مقابلے سے فرار محض [illegible] کی جب کہ میرے ساتھ کوئی مقابلہ کرنے والا باقی نہیں رہا تھا اور لوگ مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اس وقت میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اپنے گروہ کے پاس واپس جاؤں اس سے زیادہ [illegible] گنتی کے چند آدمی لے کر [illegible] کا مقابلہ کروں۔ اس وقت میں سب کو بلاتا رہا مگر [illegible] اس طرح میں نے مسلمانوں کو ہلاکت سے بچایا۔ مرار بن عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اس سے خوب واقف ہیں اور خود خالد بن عبداللہ نے بھی جب [illegible] میری مجبوریوں سے پوری طرح آگاہ کر دیا۔

امارت خراسان پر امیہ بن عبداللہ کا تقرر:

اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ خالد بن عبداللہ نے عبدالملک کو اس واقعہ کے متعلق لکھا تھا کہ چونکہ تمام لوگوں نے امیہ کا

ساتھ چھوڑ دیا تھا اس وجہ سے بکیر انہیں پسند آ گیا۔ عمار [illegible] اس وقت موجود تھے۔ انہوں نے عبدالملک کے سامنے بکیر کے بیان کی تائید کی۔ اس پر عبدالملک نے امیہ کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا۔

عبدالملک امیہ کو بہت چاہتے تھے اور [illegible] ہو گئے تھے۔ جب یہ خراسان کے مقرر ہوئے تو لوگ کہنے لگے کہ یہ خوب ہوا کہ ایک طرف تو ابوفدیک کے مقابلے میں شکست کھائی اور دوسری طرف اس کا معاوضہ یہ ملا کہ خراسان کے گورنر مقرر ہو گئے۔

بکیر کی امیہ بن عبداللہ سے ملاقات

بکیر اس وقت مقام [illegible] میں مقیم تھا اور پوچھتا رہتا کہ امیہ کب آتے ہیں۔ جب اسے معلوم ہوا کہ وہ ابرشہر کے قریب آ گئے ہیں تو اس نے ایک شخص سے جس کو مرزبان یا زیاد کہا کرتے تھے کہا ایسے قریب کے راستے سے جا کر تم ابرشہر امیہ کے پہنچنے سے پہلے پہنچ جاؤ تو تجھے نو سو [illegible] دیا جائے گا بلکہ میں اور بھی بہت کچھ تجھے دوں گا۔

یہ شخص راستے سے خوب واقف تھا۔ چنانچہ بکیر اس شخص کے ساتھ روانہ ہوا اور ایک ہی رات [illegible] سرخس میں پہنچ گیا۔ پھر وہاں سے [illegible] آیا اور امیہ سے ابرشہر میں ملا۔ ملاقات کے وقت اس نے خراسان کی پوری حالت سے انہیں مطلع کیا اور بتایا کہ کیا تدابیر اختیار کی جائیں جس سے کہ باشندوں کی حالت درست ہو سکے اور کس طرح سے [illegible] اور ان کے انتظام کی تکلیف کو دور کرنے کے لیے [illegible]۔ علاوہ اس کے بکیر نے امیہ سے بحیر کے خلاف اس روپیہ کے لیے جس پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا مرافعہ بھی کیا اور کہا کہ بحیر ضرور بے وفائی کرے گا۔

امیہ کا بکیر سے حسن سلوک

بہرحال بکیر بھی امیہ کے ہمراہ مرو آیا۔ یہ ایک نہایت شریف سردار تھا۔ اس نے بکیر یا اس کے دوسرے عہدہ داروں سے کوئی تعرض نہیں کیا صرف بکیر سے کہا کہ تم میرے باڈی گارڈ کے سردار ہو جاؤ۔ اس نے قبول کرنے سے انکار کیا۔ اس لیے یہ عہدہ بحیر کو دے دیا گیا۔

اس کے انکار کرنے پر بکیر کے ہم قوم چند لوگوں نے اسے ملامت کی اور کہا کہ تم نے اس عہدے کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور بحیر اس پر مقرر ہو گیا اور تمہارے اور اس کے تعلقات جس قدر خراب ہیں اس سے تم خوب واقف ہو۔

بکیر نے جواب دیا کہ کل میں [illegible] کل کی تو بات ہے کہ میں اس صوبہ کا حاکم تھا کہ جب میں چلتا تھا تو میرے آگے نیزے اٹھا کر چلتے تھے۔ اب کیا آج میں اس ذلت کو گوارا کروں کہ دوسرے کے لیے نیزہ ہاتھ میں لے کر چلوں۔

امیہ نے بکیر سے کہا کہ خراسان کے علاقے میں کہیں کی جو حکومت پسند کرو وہ تمہیں دے دی جائے۔ بکیر نے کہا طخارستان۔ امیہ نے کہا بہتر ہے۔ طخارستان تمہاری جاگیر میں دے دیا جاتا ہے۔ بکیر نے اب روانگی کی تیاری شروع کی اور بے انتہا روپیہ لوگوں میں تقسیم کیا۔

بحیر نے امیہ سے کہا کہ اگر بکیر طخارستان پہنچ گیا تو ضرور آپ سے دغا کرے گا۔ غرضکہ بحیر ہمیشہ اسی طرح امیہ کے کان بکیر کی جانب سے بھرتا رہتا تھا۔ آخر کار اس بات کا اثر ہوا اور امیہ نے بکیر کو حکم دیا کہ تم یہیں میرے پاس رہو۔

امیر حج حجاج بن یوسف:

اسی سنہ میں حجاج بن یوسف نے لوگوں کو حج کرایا اور اس نے اپنی جانب سے عبداللہ بن قیس بن مخرمہ کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔

کوفہ و بصرہ کا امیر بشر بن مروان تھا اور خراسان پر بکیر بن وشاح امیر تھا۔

شریح بن الحارث کوفہ کے قاضی تھے اور ہشام بن ہبیرہ بصرہ کے قاضی تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان نے اسی سال امیہ بن عبداللہ کو خراسان اور سجستان کا امیر بنایا ہے۔

۷۵ھ کے واقعات

اس سنہ میں محمد بن مروان نے موسم گرما میں لشکر کے ساتھ رومیوں سے جہاد کیا جب وہ مرعش کی جانب سے آگے بڑھے تھے۔

امارت عراق پر حجاج بن یوسف کا تقرر:

اسی سنہ میں عبدالملک نے یحییٰ بن الحکم بن ابی العاص کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا اور اسی طرح حجاج بن یوسف کو عراق کا سمیت خراسان اور سجستان کا گورنر مقرر کیا اور اسی سنہ میں حجاج بن یوسف کوفہ آیا۔

حجاج مدینہ میں مقیم تھا کہ عبدالملک کا حکم آیا کہ عراق جاؤ کیونکہ بشر کا انتقال ہو چکا تھا۔ حجاج بارہ سواروں کے ساتھ نکلا اور تیز رفتار اونٹنیوں پر سوار ہو کر کوفہ پہنچا۔

حجاج بن یوسف کی کوفہ میں آمد:

جس وقت کوفہ پہنچا ہے تو دن اچھی طرح چڑھ آیا تھا اور حجاج کی آمد کا اچانک وقت ہوا کیونکہ اس کے آنے کا حال کسی کو معلوم نہ تھا مہلب بھی کوفہ میں نہ تھے بلکہ وہ خوارج سے جنگ میں مشغول تھا۔

حجاج سب سے پہلے مسجد میں آیا اور منبر پر چڑھا۔

اس نے ایک سرخ باریک کپڑے کے عمامے سے اپنا چہرہ چھپا رکھا تھا لوگوں سے کہا کہ میرے پاس آؤ تو وہ اس کے قریب ہو گئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ یہ اور اس کے ساتھی خارجی ہیں انہوں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا یہاں تک کہ جب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے چہرے سے نقاب ہٹایا اور یہ شعر پڑھا۔

انا ابن جلا و طلاع الثنایا   متی اضع العمامۃ تعرفونی

ترجمہ: ”میں وہ آفتاب ہوں جو روشن ہونے والا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھنے والا ہوں۔ جب میں اپنا عمامہ اتاروں گا تب تم مجھے پہچان لو گے۔“

حجاج بن یوسف کا خطبہ:

[illegible]

ہوں میں تمہارے سروں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ پک گئے ہیں اور ان کے توڑ لینے کا وقت قریب آ گیا ہے اور میں عماموں اور ڈاڑھیوں کو خون سے تر دیکھ رہا ہوں۔ اے عراق کے لوگو! بات وہ نہیں۔ میں انجیر کی طرح دبایا نہیں جا سکتا اور نہ بوسیدہ خشک مشک سے مجھے ڈرایا جا سکتا ہے۔ میرا انتخاب بہت دانائی سے کیا گیا ہے اور مجھے بڑے اہم فرائض انجام دینا ہیں۔ امیر المومنین عبدالملک نے اپنے ترکش سے تیر نکالے اور ان سب کی لکڑیوں کو دانت سے کاٹا اور مجھ ہی کو سب سے زیادہ مضبوط اور نوک میں سخت پایا اور اسی لیے انہوں نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے کیونکہ عرصہ دراز سے فتنہ و فساد تمہارا شیوہ ہو گیا ہے اور بغاوت تمہارا دستور العمل۔ مگر اب سمجھ لو کہ میں تمہاری اس طرح کھال ادھیڑوں گا جس طرح لکڑی سے چھال اتاری جاتی ہے اور اس طرح تمہیں قطع کر ڈالوں گا جس طرح کہ خشک خار دار درخت ببول کاٹ ڈالا جاتا ہے اور اس طرح تمہیں ماروں گا جس طرح ایک اجنبی اونٹ پیٹا جاتا ہے۔ بخدا! میں وعدہ کرتا ہوں اسے وفا کرتا ہوں اور جب میں کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہوں اسے پورا کرتا ہوں۔ اس لیے مجھ سے اور ان جماعتوں سے ڈرو اور قیل و قال سے بچو اور جس حالت میں تم اب ہو اس سے اپنے آپ کو نکالو بخدا! یا تو تم راہ راست پر آ جاؤ ورنہ یاد رکھو کہ مہلب کی فوج میں سے جو لوگ بھاگ کر آئے ہیں وہ اگر آج سے تین دن کے بعد یہاں آ گئے تو انہیں قتل کر ڈالوں گا اور ان کی جائداد ضبط کر لوں گا۔ اسی قدر خطبہ دینے کے بعد حجاج اپنے قیام گاہ کی طرف چلا گیا۔ جب حجاج دیر تک خاموش بیٹھا رہا تو محمد بن عمیر نے کنکریاں ہاتھ میں اٹھا لیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ ارادہ کیا کہ اسے مارے اور یہ بھی کہا کہ خدا اسے ہلاک کرے یہ کس قدر کریہہ منظر اور بدشکل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو یہ کہے گا وہ بھی ایسا ہی ہوگا جیسا کہ اس کی ظاہری شکل و صورت ہے۔

جب حجاج نے خطبہ شروع کیا تو اس کا اس قدر اثر ہوا کہ خود بخود یہ کنکریاں ہاتھ سے گرنے لگیں اور محمد بن عمیر کو خبر تک نہیں ہوئی۔

حجاج نے اپنے خطبہ میں یہ بھی کہا تھا: شاهت الوجوه. یعنی تمہارے منہ برے ہو جائیں گے ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّن كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾ "اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مثال ایک قریہ سے دی ہے جو نہایت امن و سکون میں تھا۔ ہر جگہ سے نہایت اطمینان و صبر کے ساتھ بافراغت اسے پہنچا کرتی تھیں اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے اس قریہ کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا۔ انہیں کے افعال اس کے ذمہ دار تھے۔"

تم لوگ بھی اس قریہ کے باشندوں کی طرح ہو۔ بہتر ہے کہ تم اپنی حالت درست کر لو اور راہ راست پر آ جاؤ ورنہ یاد رکھو کہ تمہیں ایسی ذلت کا مزا چکھاؤں گا کہ تم ہوش میں آ جاؤ گے اور تمہیں خشک خار دار درخت ببول کی طرح قطع کر دوں گا کہ تم مطیع و منقاد ہو جاؤ گے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یا تم میرے ہاتھوں انصاف قبول کر لو فتنہ و فساد اور جھوٹی افواہوں سے باز آ جاؤ ورنہ سمجھو کہ قطع ہو گیا ہے۔ میں تلوار سے تمہاری ایسی قطع و برید کروں گا کہ تمہاری عورتیں بیوہ اور تمہارے بچے یتیم ہو جائیں گے اور جب تک کہ تم ان بیہودہ باتوں کو ترک نہ کر دو گے اور ان باتوں سے باز نہ آؤ گے جو کہیں اور پھیلا رہے ہیں۔ تم میں سے کوئی شخص سوار نہیں ہو سکتا مگر تنہا یاد رکھو کہ اگر باغیوں کو ان کی بغاوت اور سرکشی راس آ گئی اور وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے تو نہ خراج وصول ہو گا اور نہ دشمنوں سے کوئی لڑنے والا ہو گا اور نہ سرحد کی حفاظت ہو سکے گی۔ اگر یہ لوگ زبردستی جہاد میں شریک نہ ہوں گے خوشی سے تو کبھی بھی نہ

ہوں گے۔ مجھے اس بات کی خبر پہنچی ہے کہ تم لوگوں نے مہلب کو چھوڑ دیا اور دل تنگی کر کے اپنے شہروں میں آ گئے ہو اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج سے تین دن کے بعد جس شخص کو میں یہاں دیکھوں گا اس کی گردن مار دوں گا۔

مفرور فوجیوں کی واپسی کا حکم

اس کے بعد حجاج نے تمام مفرور فوجیوں کو روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ تم مہلب کے پاس پہنچ جاؤ اور مجھے تحریری ثبوت اس بات کا دو کہ تم اپنی منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ اس مدت کے ختم ہونے تک پل کے دروازے شب و روز کھلے رہے۔

حجاج بن یوسف کا اہل کوفہ کو خطاب

تیسرے دن حجاج نے بازار میں تکبیر کی آواز سنی تو گھر سے نکل کر منبر پر آ بیٹھا اور کہنے لگا اے اہل عراق! اے باغیو اور منافقو اور بد اخلاق لوگو! میں نے تکبیر کی ایک آواز سنی ہے گو یہ وہ تکبیر نہیں جس سے جنت کی ترغیب و تحریص دی جاتی ہو۔ بلکہ اس کا مقصد لوگوں کو خوفزدہ کرنا ہے اور میں نے خوب جان لیا ہے کہ یہ ایک غبار ہے جس کے پردے میں سخت آندھی آنے والی ہے۔ اے بیوقوف باندیوں کے بچو اور بدگمان مرتدو اور نافرمانو اور بدکار عورتوں کے بچو! کیا تم میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو اپنی گزر اوقات پر قناعت کرے اور اپنے خون کی حفاظت کرے اور سینے کو اپنے قدم کی جگہ دیکھ کر پھونک پھونک کر قدم رکھے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ عنقریب میں تمہیں ایسی سخت سزا دوں گا جو پہلوں کے لیے عذاب اور آئندہ نسلوں کے لیے عبرت کا باعث ہوگی۔

عمیر بن ضابی کا عذر

اس تقریر کے بعد عمیر بن ضابی التمیمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ خدا امیر کے کاموں کی اصلاح کرتا رہے۔ میں بھی اس لشکر میں شریک تھا اور اس سے متعلق ہوں۔ مگر میں بوڑھا اور ضعیف اور بیمار شخص ہوں۔ یہ میرا لڑکا بالکل نوجوان ہے یہ میرے بدلے جانے کو حاضر ہے۔

حجاج نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ عمیر نے اپنا نام بتایا۔ حجاج نے پھر پوچھا کہ کیا تم نے میری کل کی تقریر سنی ہے؟ عمیر نے کہا ہاں۔ حجاج نے کہا کیا تو وہی شخص نہیں ہے جس نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جنگ کی تھی۔ عمیر نے اس کا بھی اقرار کیا۔ حجاج نے پھر پوچھا کہ کس بنا پر تم نے یہ کیا۔ عمیر نے کہا کہ میرا باپ ایک نہایت بوڑھا شخص تھا۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے جیل خانہ میں ڈال دیا تھا۔ حجاج نے پوچھا کہ کیا تم نے ہی یہ شعر کہا ہے:

هممت ولم افعل وكدت وليتني   تركت على عثمان تبكي حلائله

ترجمہ: "میں نے قصد کیا مگر اسے عملی جامہ نہیں پہنایا۔ میں اسے قتل کرنے ہی والا تھا۔ کاش میں عثمان رضی اللہ عنہ کو ایسی حالت میں چھوڑتا کہ ان کی بیویاں ان پر نوحہ کر رہی ہوتیں۔ میں تو تمہارے قتل کر دینے میں دونوں شہروں کا فائدہ اور بصرہ کی بھلائی تلاش کر رہا ہوں"۔

اس کے بعد حجاج نے اپنے پہرہ داروں کو عمیر کی گردن مار دینے کا حکم دیا اور ایک شخص نے اٹھ کر اس کے گھر کی گلی میں اسے قتل کر دیا اور حجاج نے اس کے تمام مال و دولت پر قبضہ کر لیا۔

عمرو کا سر

[illegible]

[illegible]

عمرو کی بیویوں کی مراجعت

[illegible]

[illegible]

عبدالملک کا خط بنام اہل کوفہ

[illegible]

عمرو کے قتل کا واقعہ

[illegible]

[illegible]

نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مقتول پڑے تھے تو یہ ان کی لاش کے پاس آیا ان کے طمانچے مارے اور ان پر کود پڑا جس سے آپ کی دو پسلیاں چور ہو گئیں۔ حجاج نے اس کے قتل کا حکم دیا اور اس کی گردن مار دی گئی۔

عمر بن سعید کی روایت:

عمر بن سعید کہتے ہیں کہ میں کوفے سے گزر رہا تھا کہ شاہراہ میں میں نے چند لوگوں کو کھڑے دیکھا۔ میں اس طرف چلا اور ان لوگوں سے پوچھا کہ کیا خبر ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم پر قبائل عرب کے بدترین قبیلہ ثمود کا ایک شخص حاکم مقرر ہو گیا ہے جس کی پنڈلیاں پتلی ہیں جس کے پاؤں خشک ہو گئے ہیں اور دل کا اندھا جو حکم ہے۔ ہمارے قبیلے کا عمیر بن ضابی اس کے پاس گیا تو اس نے اسے قتل ہی کر ڈالا۔ حجاج اسی سنہ کے ماہ رمضان المبارک میں کوفے آیا۔

حکم بن ایوب کا امارت بصرہ پر تقرر:

حکم بن ایوب الثقفی کو بصرے کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ خالد بن عبداللہ پر تشدد کرے۔ جب خالد کو اس کا علم ہوا وہ حکم کے بصرے پہنچنے سے پہلے ہی وہاں سے نکل کھڑا ہوا اور مقام جلحاء میں قیام پذیر ہوا۔ اہل بصرہ اس کے ساتھ ہو لیے اور تاوقتیکہ نماز سے ہر شخص کو ہزار ہزار درہم نہ دے دیے وہاں سے کہیں نہ گئے۔

اسی سال عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔ اسی سال یحییٰ بن حکم عبدالملک کے پاس آیا اور مدینے پر ابان بن عثمان کو اپنا قائم مقام مقرر کر آیا۔ عبدالملک نے یحییٰ بن حکم کو حکم دیا کہ تم بدستور سابق مدینے کے حاکم رہو گے۔ بصرے اور کوفے پر حجاج بن یوسف اور خراسان پر امیہ بن عبداللہ گورنر تھے۔ شریح کوفے کے اور زرارہ بن اوفی بصرے کے قاضی تھے۔

اس سنہ میں حجاج کوفے سے بصرہ گیا اور کوفے پر ابو یعفور عروہ بن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور جب تک کہ حجاج جنگ رستقباذ کے بعد کوفے واپس نہ آیا ابو یعفور برابر کوفے پر قائم مقام کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔

حجاج بن یوسف کی بصرہ میں آمد:

اور اسی سال بصرے میں لوگوں نے حجاج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔

عمیر کے قتل کے بعد حجاج کوفے سے بصرے آیا اور جس قسم کی تقریر اس نے اہل کوفہ کے سامنے کی تھی اسی قسم کی یہاں بھی کی۔

بنی یشکر کا ایک شخص اس کے سامنے پیش کیا گیا کہ یہ شخص لشکر سے بھاگ آیا ہے۔ اس نے کہا مجھے فتق کا عارضہ ہے۔ بشر نے خود دیکھا تھا اور بشر نے اس عذر کو قبول بھی کر لیا تھا۔ یہ مجھے بیت المال سے جو وظیفہ ملتا ہے وہ موجود ہے اسے بھی ضبط کر لیا جائے۔ حجاج نے اس کی ایک نہ سنی اور قتل کروا ڈالا۔ اہل بصرہ اس واقعہ سے بہت ہی پریشان ہوئے اور بصرے سے روانہ ہو کر جسر کے پل پر فوجی ملازمت کے لیے باقاعدہ طور پر آگے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ تب مہلب نے کہا اب تو یہاں ایک جواں مرد شخص امیر مقرر ہو کر آیا ہے۔

عبداللہ بن جارود کی بغاوت:

شعبان ۷۵ھ کی ابتدائی تاریخوں میں حجاج بصرے سے روانہ ہوا۔ رستقباذ پہنچ کر [illegible] وہاں لوگوں نے اس کے خلاف

عبداللہ بن جارود نے تو پہلے ہی علم بغاوت بلند کیا۔ حجاج نے عبداللہ بن جارود کو قتل کروا ڈالا اور ان کے اٹھارہ دوسرے سر بھی نصب کرنے کے لیے روانہ کیے۔ اس ترکیب سے مسلمانوں کی جماعت مضبوط ہو گئی۔ مگر دوسری طرف خارجیوں کو یہ بات بہت ناگوار گزری کیونکہ انہیں تو یہ توقع تھی کہ ہمارے دشمنوں میں پھوٹ اور نفاق پڑ جائے گا اس کے بعد حجاج بصرے واپس آ گیا۔

عبداللہ بن جارود کا قتل:

بصرے آکر جب حجاج نے لوگوں کو حکم دیا کہ تم مہلب سے جا کر مل جاؤ تو تم لوگ روانہ ہو گئے۔ جب خود حجاج بھی بصرے سے چل کر رستقباد میں پہنچا جو مقام دستوی کے قریب ہے فروکش ہوا۔ اس کے ہمراہ بصرے کے اکابر اور اشراف بھی تھے مہلب اور اس کے درمیان اٹھارہ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ اس مقام پر حجاج لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ تمہاری تنخواہوں میں ابن زبیر نے جو اضافہ کیا تھا وہ ایک فاسق و منافق کا اضافہ ہے اب میں اسے جاری نہیں رکھوں گا یہ سن کر عبداللہ بن جارود العبدی نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یہ اضافہ کسی فاسق و منافق نے نہیں کیا ہے۔ بلکہ امیر المومنین عبدالملک نے اس کی توثیق کی ہے اور ان ہی کے ہاتھ نے تو ہمارے لیے بحال رکھا ہے مگر حجاج نے اسے جھٹلایا اور دھمکایا۔ اس پر عبداللہ بن جارود حجاج پر جھپٹ پڑا۔ بعض لوگ ان کے ہمراہ تھے اور کچھ حجاج کی حمایت کے ساتھ ہوئے دونوں جماعتوں میں شدید معرکہ جدال و قتال گرم ہوا۔ حجاج نے عبداللہ اور اس کے کئی ساتھیوں کو قتل کروا ڈالا۔ اس کا اور اس کے دس ساتھیوں کا سر کاٹ کر مہلب کے پاس بھیج دیا اور خود بصرے آ گیا۔

مہلب اور ابن مخنف کو خوارج پر حملہ کرنے کا حکم:

مہلب اور عبدالرحمن بن مخنف کو لکھا کہ جس وقت میرا یہ خط تمہیں ملے تم فوراً خارجیوں پر حملہ کر دو۔ اسی سنہ میں مہلب اور ابن مخنف نے خارجیوں کو رام ہرمز سے نکالا۔

جمعہ بیس شعبان ۷۶ھ کی صبح کو نماز فجر کے بعد ہی مہلب اور ابن مخنف نے بمقام رامہرمز خارجیوں پر حملہ کیا اور سخت شدید مقابلے کے بعد انہیں وہاں سے نکال دیا۔ اگرچہ کوئی خونریز معرکہ کارزار گرم نہیں ہوا تاہم ان دونوں سرداروں نے خارجیوں پر حملہ کیا اور تمام کی باقاعدگی سے پسپا ہو گئے اور مقام کازرون واقع علاقہ سابور میں جا کر مورچہ بند ہو گئے۔ مہلب اور ابن مخنف بھی ان کے تعاقب میں چلے اور یکم رمضان کو انہیں جا لیا۔ مہلب نے اپنے چاروں طرف خندق کھدوائی۔ اہل بصرہ کا یہ بیان ہے کہ مہلب نے عبدالرحمن بن مخنف سے بھی کہا تھا کہ میری پیروی سے تم بھی خندق کھدوا لو مگر ان کے ساتھی فوج والوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہماری تلواریں ہی ہماری خندقیں ہیں۔

خوارج کا مہلب پر شبخون:

خارجیوں نے مہلب پر شب خون مارا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ شب ہی میں ان کا قلع قمع کر دیں مگر مہلب ان کے اچانک حملے کے لیے بالکل تیار تھے۔ چنانچہ جب خارجیوں کو معلوم ہو گیا کہ مہلب نے مدافعت کا پورا سامان مہیا کر رکھا ہے تو وہ اس طرف سے ہٹ کر عبدالرحمن پر حملہ آور ہوئے۔

یہاں کوئی خندق نہ تھی کہ ان کے کام آتی خارجیوں نے ان سے جنگ شروع کی۔ ان کے ساتھی انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔ عبدالرحمن گھوڑے سے اتر پڑے اور اپنی فوج کی ایک جماعت کے ساتھ لڑتے لڑتے مارے گئے۔ اسی طرح جتنے لوگ ان

وقت ان کے ساتھ تھے اور سب کے سب میدان جنگ میں [illegible]۔

مہلب اور خوارج کی جنگ:

ذکر کرنے والوں کا بیان ہے کہ جب حجاج کا خط مہلب اور عبدالرحمن بن مخنف کو ملا جس میں لکھا ہوا تھا [illegible] کہ تم دونوں خوارج پر حملہ کر دو۔ یہ دونوں بروز چہارشنبہ ۲۰ رمضان ۷۵ھ کو خارجیوں پر حملہ آور ہوئے اور اس قدر شدید جنگ ہوئی کہ اس سے پہلے خارجیوں سے جس قدر لڑائیاں ہوئی تھیں ان سب سے زیادہ یہ جنگ خوفناک تھی۔ یہ واقعہ ظہر کے بعد کا ہے۔ خوارج اپنی پوری قوت کے ساتھ مہلب پر ٹوٹ پڑے اور مہلب کو [illegible] یہاں تک کہ وہ اپنی فوجی قیام گاہ کی طرف واپس چلے گئے۔ جنگ کی یہ حالت دیکھ کر مہلب نے [illegible] عبدالرحمن کے پاس بھیجا۔ یہ لوگ عبدالرحمن کے پاس آئے اور کہا کہ مہلب نے آپ سے کہا ہے کہ ہمارا اور آپ کا دشمن ایک ہی ہے۔ مسلمانوں پر اس وقت جو وقت آ پڑا ہے آپ دیکھ رہے ہیں لہٰذا آپ اپنے بھائیوں اہل اسلام کی مدد کیجیے۔ خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے۔

ابن مخنف کی مہلب کو امداد

اب عبدالرحمن نے رسالے اور پیدل فوج کے دستے بھیجے۔ جنگ جاری تھی جب [illegible] کے بعد جب خوارج نے یہ دیکھا کہ اس طرح عبدالرحمن کی فوج میں سے پیدل اور رسالہ برابر مہلب کی مدد کو جا رہا ہے تو انہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اب عبدالرحمن کی جمعیت کم ہو گئی ہو گی۔ اس لیے انہوں نے اپنی فوج کے پانچ دستوں کو تو مہلب کے مقابلے پر چھوڑا اور باقی تمام طاقت کے ساتھ عبدالرحمن کا رخ کیا۔ عبدالرحمن نے جب یہ دیکھا کہ یہ ان کی طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں [illegible] ان کے ساتھ تھے لوگ جن کے سردار ابوالاحوص صاحب حضرت عبداللہ بن مسعود، خزیمہ بن نصر ابو نصر بن خزیمہ عبسی جو زید بن علی کے ساتھ قتل ہوئے اور کوفہ میں دار پر کھینچے گئے تھے۔ میدان جنگ میں تھوڑے سے [illegible] رہ گئے۔

عبدالرحمن بن مخنف اور خوارج کی جنگ:

اس وقت عبدالرحمن کے ساتھ خاص ان کے خاندان اور قبیلے کے اکہتر آدمی [illegible] تھے۔ خارجیوں نے ان پر حملہ کیا اور خوب جنگ ہوئی۔ آخر لوگ عبدالرحمن سے علیحدہ ہو گئے اور اب صرف ان کی ایک مختصر سی جماعت کے ساتھ وہ اپنی جگہ [illegible] عبدالرحمن رہ گئے۔

ان کا بیٹا جعفر ان لوگوں میں تھا جنہیں عبدالرحمن نے مہلب کی مدد کے لیے بھیج دیا تھا۔ اپنے باپ کو [illegible] اس نے لوگوں سے مدد مانگی [illegible] ان کے ساتھ ہو گئے۔ جب یہ اپنے باپ کے قریب پہنچے تو خوارج [illegible] حائل ہو گئے۔ یہ لڑا اور زخمی ہوا۔ [illegible] میدان جنگ سے ہٹا لایا۔

عبدالرحمن بن مخنف کا قتل:

عبدالرحمن بن مخنف اپنے چند ہمراہیوں سمیت [illegible] رات تک لڑتے رہے اور پھر اسی جماعت میں مارے گئے۔ صبح کے وقت مہلب آئے۔ انہوں نے ان کو دفن کیا [illegible] اور ان کی موت کی خبر حجاج کو لکھی۔ حجاج نے یہ اطلاع عبدالملک کو دی۔ عبدالملک نے مقام منیٰ میں عبدالرحمن کی خبر مرگ کا اعلان کیا اور اہل کوفہ کی مذمت کی۔

ابن مخنف کا مہلب سے عدم تعاون:

حجاج نے عبدالرحمٰن بن مخنف کی فوج کا قریب ہی میں مقام مقرر کر رکھا تھا [illegible] اور حکم دیا کہ جب تم دونوں مہلب اور عتاب جنگ میں شریک ہوں تو مہلب کے مشورے پر چلو اور ان کی اطاعت کرو۔ عتاب کو یہ بات گوارا نہ تھی [illegible] کے مقابل نکلے [illegible] جب وہاں آ گئے [illegible] جنگ میں معروف ہوا [illegible] کے مقابلے میں [illegible] مہلب [illegible] اور کسی معاملے میں اس نے مہلب سے مشورہ نہ لیا۔

جب مہلب نے اس کا یہ طرز عمل دیکھا تو بنو ازد میں سے چند لوگوں کو جن میں بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ بھی شامل تھے اکسا کر ان سے عتاب کے خلاف بدظنی پیدا کر دی۔

مہلب اور ابن مخنف میں تلخ کلامی:

ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ عتاب مہلب کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری قوم والوں کی تنخواہ ادا کرو۔ مہلب نے کہا آپ بیٹھ جائیے۔ مگر عتاب نے اپنی قوم والوں کی تنخواہ کی ادائیگی کا مطالبہ شدت اور [illegible] سے کیا۔ اس پر مہلب نے کہا کہ اے ابن لخناء (لخناء اس عورت کو کہتے ہیں جس کے بدن سے بدبو آتی ہو)

بنو تمیم یہ کہتے ہیں کہ عتاب نے یہ لفظ مہلب کے لیے استعمال کیا مگر دوسرے لوگوں کا یہ بیان ہے کہ عتاب نے کہا کہ یہ مال تو بہت سے [illegible] کا ہے [illegible] صورت [illegible]

غرض کہ اس قسم کی بات چیت ہوئی [illegible] کہ مہلب غصہ ہو گئے اور چاہتے تھے کہ [illegible] عتاب [illegible] کہ ان کے لڑکے مغیرہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا [illegible] عتاب عرب کے سرداروں اور شریف لوگوں میں ہیں۔ اگر آپ نے کوئی بات خلاف طبیعت کی ان سے سنی ہے تو آپ اسے برداشت کریں اور معاف کر دیں کیونکہ آپ ہی سے اس قسم کے تحمل کی توقع ہے۔ مہلب خاموش ہو گیا۔ عتاب کچھ دیر ٹھہرا پھر اٹھ کر چلا آیا مگر بسطام بن مصقلہ نے سامنے آ کر اسے گالیاں دینا شروع کیں اور ذلت کا اظہار کیا۔

مہلب کے خلاف عتاب کی شکایت:

عتاب نے حجاج کو مہلب کی شکایت لکھی [illegible] مہلب [illegible] کے لیے [illegible] اور اس نے میری [illegible] آپ مجھے اپنے پاس بلا لیں۔ چونکہ شبیب کے [illegible] کے لیے [illegible] اس لیے حجاج نے عتاب کو لکھا کہ تم میرے پاس چلے آؤ اور فوج کا انتظام مہلب کے سپرد کر دو۔ مہلب نے اس پر حبیب بن مہلب کو سردار مقرر کر دیا۔

صالح بن مسرح:

جب ۷۶ھ [illegible] خارجیوں کے مقابلے [illegible] اسی سال صالح بن مسرح (التمیمی) [illegible]

البطین) نے خروج کے لیے سر اٹھایا۔ یہ شخص صفریہ فرقے سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہی پہلا شخص ہے جس نے اس فرقے والوں میں سے سر اٹھایا۔

اس شخص کی شورش کے اسباب اور وہ واقعات جو اس سنہ میں پیش آئے حسب ذیل ہیں

صالح بن مسرح کی گرفتاری کا حکم:

صالح بن مسرح نے ۷۵ھ میں حج کرنے گیا۔ اس کے ہمراہ شبیب بن یزید، سوید، بطین اور ایسے ہی اور لوگ بھی تھے۔ انہوں نے عبدالملک بن مروان کو قتل کرنا چاہا۔ عبدالملک کو بھی اس کی خبر پہنچ گئی جب حج کر کے واپس گیا تو حجاج کو لکھا کہ ان لوگوں کو تلاش کر کے گرفتار کرو۔

صالح کوفے میں آتا جاتا اور ایک ایک ماہ تک قیام کرتا تھا۔ پھر اپنے دوستوں سے ملتا جلتا اور انہیں وعظ کیا کرتا تھا۔ مگر کوفے میں صالح کی رہائش پوشیدہ ہو گئی۔ جب حجاج نے اسے ڈھونڈا تو کوفے والوں نے اس کی مخفی ملاقات نفی کی۔

* * *

باب ۶

شبیب بن یزید خارجی

۷۶ھ کے واقعات

صالح بن مسرح کا ذکر:

اسی سنہ میں صالح بن مسرح نے خروج کیا۔ اس کے خروج کا سبب یہ واقعہ ہے:

صالح بن مسرح تمیمی ایک نیک نہایت عبادت گزار شخص تھا۔ چہرے سے عبادت کا اثر ظاہر تھا۔ اس کا چہرہ زرد تھا۔ مقام دارا، موصل اور جزیرہ میں رہتا تھا۔ بہت سے لوگ اس کے ساتھی ہو گئے تھے جنہیں وہ قرآن پڑھاتا اور فقہ سکھاتا تھا۔

قبیصہ بن عبدالرحمن نے اپنے دوستوں سے جو صالح کے پاس رہتے تھے صالح کا یہ خطبہ بیان کیا تھا جو اس کے خیالات کو ظاہر کرنے والا تھا۔

صالح بن مسرح کا خطبہ:

صالح نے ان سے کہا [illegible] جس پر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کا خطبہ یہ ہوا کرتا تھا۔

الحمد لله الذي خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذين كفروا بربهم يعدلون۔

"تمام تعریف اس ذات کے لیے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیاں اور روشنی بنائی۔ اس پر بھی کافر لوگ دوسروں کو اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔"

اے خدا! ہم تیرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں بناتے اور ہم تیرے سوا کسی کی طرف نہیں دوڑتے۔ صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ تو ہی نے خلق کو پیدا کیا ہے۔ تیری ہی حکومت ہے۔ تیرے ہی ہاتھ نفع نقصان ہے اور سب کو تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد تیرے بندے اور رسول ہیں جنہیں تو نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ تمام ادیان پر غالب ہو [illegible] اور تیرے بندوں کو [illegible] کریں۔ اور ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے پیغام خداوندی کو پہنچا دیا اور امت کی خیر خواہی میں پوری کوشش کی اور حق کی دعوت دی [illegible] جہاد کیا۔ آخر کار خدا نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔

اے لوگو! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں [illegible] دنیا سے [illegible] آخرت کی خواہش [illegible] موت کو یاد کرتے رہو [illegible] سے [illegible] دنیا کی خواہش ترک کرنے سے [illegible]

خصلتیں ہیں ان کے حاصل کرنے کی آرزو پیدا ہوتی ہے اور دوسری قسم کو عبادت خود وقتی کی شخص ہونے کی صورت یہ ہے کہ وہ محبت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے رب سے قرب تلاش کرنے کے لیے شخص کا تخلیق کرتا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ لیکن جو منافق اور بدمعاش ہیں ان پر قرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمایا ہے۔

ط و لا تصل علی احد منهم مات ابدا و لا تقم علی قبره انهم کفروا بالله و رسوله و ماتوا وهم فسقون ۝

"اور جو شخص ان میں مر جائے اس کے لیے تم کبھی دعا نہ کرنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور وہ اسی حالت میں مرے ہیں کہ وہ بدکردار تھے۔"

مومنین سے دوستی رکھنا اس لیے ضروری ہے کہ اس ذریعے سے خدا تعالیٰ کی جانب سے اس کی محبت اور اس کا قرب بھی حاصل ہوگا اور جنت ملے گی۔ منافقین سے بغض سبب ہے رضا و خوشنودی حاصل کرے۔

ایمان والوں پر اللہ کی بڑی رحمت تھی کہ اس نے انہی میں سے ایک رسول بھیجا اس نے انھیں کتاب خدا تعالیٰ۔ حکمت و نصیحت سکھائی ان کے قلوب میں نور ایمان کی صفائی پیدا کر دی گناہوں سے انھیں پاک کیا اور ان کے مذہب میں ان کی امداد کی اور وہ مسلمانوں پر بے حد مہربان اور شفیق رہے۔ جب اللہ نے انھیں اس جہان فانی سے اٹھا لیا (صلوات اللہ علیہ) آپ کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے متقی شخص تمام مسلمانوں کی خوشی سے رہبر ہوگا۔ اور خلیفہ ہوئے جو بالکل آنحضرت کے نقش قدم پر چلے اور انھی کے طریق عمل پر آپ نے بھی کام کیا۔ آخر وہ اسی حالت میں رخصت ہوئے۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔

ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے جن کے ہاتھ میں اللہ نے اس قوم کی باگ دی۔ آپ نے قاعدہ خداوندی کے مطابق کام کیا اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کو زندہ کیا حق و صداقت کی راہ میں کبھی ذاتی بغض و عداوت کو دخل نہیں دیا اور رضا الٰہی کی روشنی میں امامت کرتے رہے امت پر قربان ہوئے۔ آخر کار ایک بدبخت کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ (اللہ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے)

ان کے بعد مسلمانوں کی زمام قیادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی۔ انھوں نے مال غنیمت میں تصرف کیا۔ حدود شرعی معطل کر دیے۔ انتظام و سیاست ملک میں حد سے تجاوز کر گئے۔ ظلم کی تکمیل اور مجرموں کی عزت افزائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور انھیں قتل کر ڈالا۔ بے شک اللہ اور اس کا رسول ﷺ اور تمام نیک مومنین ان سے بری ہیں۔ بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کے جانشین ہوئے مگر تھوڑے ہی زمانے بعد انہوں نے جہاں حکم خداوندی جاری کرنا چاہیے تھا وہاں انسانوں کو حکم بنا دیا۔ تمام لوگوں نے ان سے تعلق بھی قطع کر لیا۔ جادۂ مستقیم سے ہٹ گئے اور شک و شبہ سے کام لیا اور اس لیے ہم علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے بالکل بری ہیں۔

پس اے دوستو! اللہ تم پر رحم کرے اب تم سب ان سے جو گمراہی اور ضلالت کے گروہوں کے خلاف جہاد کرنے کے لیے چلو۔ تاکہ ہم اس فانی دنیا سے عالم جاودانی میں چلے جائیں اور اپنے ان ایمان و یقین رکھنے والے

بعد ان ظالموں سے جو [illegible] اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنی جان قربان کر دو۔ قتل سے گھبرانا نہ چاہیے۔ کیونکہ میدان جنگ میں قتل ہونا موت سے زیادہ آسان ہے۔ اور موت تمہیں اس طرح آنے والی ہے کہ تمہیں اس کا گمان بھی نہ ہوگا کہ وہ کب آئے گی اور پھر وہ تم میں اور تمہارے ماں باپ بیٹوں بیویوں اور اسباب دنیا میں [illegible] کرے گی اور گھبراؤ گے اس لئے کہ تم موت سے اس قدر ڈرو اور گھبراؤ۔ تمہیں نہایت خوشی سے اپنے جان و مال اللہ کے ہاتھ بیچ دینے چاہئیں اس کے معاوضے میں جنت الفردوس ملے گی خوبصورت حوروں سے تم بغل گیر ہو گے۔ خدا ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے شمار کرے جو [illegible] سے ڈرتے ہیں حق کی ہدایت کرتے ہیں اور اسی پر انصاف کرتے ہیں۔

صالح بن مسرح کی جماعت۔

صالح کے دوستوں کی جماعت ان کے پاس آتے جاتے رہتے تھے کہ ایک دن انہوں نے ان سے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ تم کس بات کے منتظر ہو اور کب تک ٹھہرے رہو گے۔ ظلم تو بہت پھیل گیا ہے اور عدل و انصاف کے طریقے بالکل مٹ چکے ہیں ان حکمرانوں کا ظلم و ستم روز بروز بڑھتا چلا جاتا ہے [illegible] اپنے رب کے خلاف بغاوت و نافرمانی کرنے میں جری ہو رہے ہیں۔ اس لیے تم جنگ کے لیے مستعد ہو جاؤ [illegible] تمہارے ارشاد و مقصد سے ہم پوری طرح واقف ہیں [illegible] اس وقت [illegible] میدان جنگ میں نکلنا چاہیے۔

شبیب بن یزید کی صالح کو پیشکش:

چنانچہ انہوں نے اس مقصد کے لیے آپس میں خط و کتابت [illegible] ابھی یہ [illegible] دیکھ رہے تھے [illegible] شبیب [illegible] صالح نے [illegible] تحریر تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کا ارادہ جہاد کرنے کا ہے۔ اس غرض کے لیے آپ نے مجھے بھی دعوت دی ہے میں اس دعوت پر لبیک کہتا ہوں [illegible] آپ [illegible] آپ ایک دن تاخیر کرنا چاہتے ہیں تو مجھے بتا دیں زندگی کا اعتبار نہیں [illegible] بہت ممکن ہے کہ موت آ جائے اور میری امیدوں کو نہ [illegible] گمراہوں سے جہاد نہ [illegible] عظیم الشان نقصان ہوگا اور [illegible] نصیحت [illegible] مجھے [illegible] اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں [illegible] خوشنودی چاہتے ہیں اور [illegible] اور نیک لوگوں کی صحبت [illegible] والسلام علیک۔

صالح بن مسرح کا شبیب کے نام خط۔

جب صالح کے پاس شبیب کا یہ خط پہنچا تو انہوں نے اس کا یہ جواب دیا [illegible] سے مجھے تمہاری دعوت معلوم ہوئی [illegible] تم ہی نے مجھے [illegible] دیا تھا۔ [illegible] نے مجھے اللہ [illegible] کہ تم [illegible] کے لیے آ [illegible] اپنے [illegible] اس کا [illegible] کرتا ہوں۔

کا مصرف بنا رہے ہیں جو کہ ان کی ملکیت نہ تھا اس لیے ہم ان سے الگ ہو کر جنگ کی تیاری میں مصروف ہیں اور ہماری طرف سے بڑی جماعت مل جائے گی ۔ تم یہاں آ جاؤ تاکہ جب تمہارے آنے کے بعد ہم سب مل کر جنگ کے لیے نکلیں۔ کیونکہ تمہاری رائے اور مشورے کے بغیر چارہ نہیں اور فوری معاملات طے کرنا تمہارے مشورے کے بغیر ممکن نہیں۔ والسلام علیک۔

صالح بن مسرح سے شبیب کی ملاقات

شبیب کے پاس جب یہ خط آیا اس نے اپنے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں کو اپنے پاس بلایا۔ ان میں اس کا بھائی مصاد بن یزید بن نعیم محلل بن وائل یشکری، صقر بن حاتم (قبیلہ بنی تیم بن شیبان سے) ، ابراہیم بن حجر ابو الصقیر (قبیلہ بنی محلم سے) اور فضل بن عامر (قبیلہ بنی ذہل بن شیبان سے) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

پھر شبیب روانہ ہو کر داراں میں صالح کے پاس آیا۔ جب صالح سے اس کی ملاقات ہوئی تو اس نے کہا آپ ہمارے ساتھ چلیے اللہ آپ پر رحم کرے کیونکہ سنت روز بروز ختم ہوتی جا رہی ہے اور مجرموں کی سرکشی اور فساد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ صالح نے اپنے پیروؤں میں قاصد بھیج کر انہیں اطلاع دی اور ان سے وعدہ لیا کہ وہ ماہ صفر کی ... بروز چہار شنبہ (۷۶ھ) کو جنگ کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

اب لوگ جمع ہونے شروع ہو گئے تاکہ شب بدھ وہ میدان جنگ کا رخ کریں اور ان کی پوری جماعت اس رات میں اس کے پاس اکٹھی ہو گئی۔

شبیب کی صالح بن مسرح سے درخواست:

شبیب کا بیان ہے کہ جب ہم نے جنگ کے لیے نکلنے کا ارادہ کیا تو سب سے پہلے میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ جنگ کے لیے چلے جانا ہے۔ چونکہ اللہ کی زمین میں ہر طرف ظلم و عصیان کا دور دورہ تھا اس لیے میری یہ رائے تھی کہ جو لوگ ان زیادتیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں ان پر حملہ کر دینا چاہیے۔ اس لیے میں نے صالح سے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا ہم ان ظالموں کے خلاف جنگ کے لیے روانہ ہو جائیں اور قبل اس کے کہ ہم انہیں حق کی دعوت دیں یا انہیں قتل کر دیں یا اتمام حجت کے لیے پہلے انہیں دعوت دیں۔ کیونکہ ان معاملات میں آپ کی رائے ... میں اپنی رائے پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہر شخص جو ہمارے عقائد و نظریات کا مخالف ہے اسے قتل کر ڈالنا چاہیے خواہ وہ قریبی رشتہ دار ہو یا غیر ہو۔ کیونکہ ہم ان لوگوں کے خلاف جنگ کے لیے نکلے ہیں جنہوں نے احکام خداوندی کو پس پشت ڈال دیا ہے اور شیطان ان پر غالب ہے۔

صالح بن مسرح کی ہدایت:

اس پر صالح نے کہا نہیں پہلے ہم انہیں دعوت دیں گے۔ اس لیے کہ ہماری دعوت پر صرف وہی لبیک کہے گا جس کے خیالات مثل ہمارے ہوں گے اور جو ہمارے مخالف ہوں گے وہ انکار کر دیں گے اور ہم پر حملہ کریں گے۔ مگر اتمام حجت کے لیے دعوت لازمی ہے تاکہ بعد میں کوئی شرعی عذر باقی نہ رہے۔

شبیب نے پھر دریافت کیا کہ اچھا ان لوگوں سے ہم جنگ کریں گے اور ان پر فتح پانے کی صورت میں ان کے جان و مال کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ صالح نے جواب دیا اگر ہم نے انہیں قتل کر دیا اور مال غنیمت حاصل کیا تو وہ ہمارا ہے اور اگر

بنے اور [illegible] یا تو یہ بھی ہماری ہی تھی۔ ٹھیک ہے۔

شبیب نے کہا کہ آپ کی رائے بالکل [illegible] آپ پر [illegible] آپ نے اچھا فرمایا ہے۔

محمد بن مروان کے گھوڑوں پر قبضہ:

جس شب میں صالح خروج کے لیے روانہ ہوا اس نے اپنے پیروؤں سے کہا: اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو [illegible] لوگوں کو قتل کرو جو تمہارے سے [illegible] مقابلے پر آئیں۔ جو تم پر ہاتھ نہ اٹھائے [illegible]۔ اس لیے کہ تمہارا خروج [illegible] غضب محض اللہ کی خاطر ہے کیونکہ ان ظالموں نے [illegible] کو توڑ دیا اور کتاب اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کی ہے ناحق لوگوں کا خون بہایا گیا۔ بغیر کسی حق کے لوگوں کے اموال پر قبضہ کر لیا گیا۔ تم [illegible] پر بڑھ کر [illegible] اس کے بعد میں تم خود مرتکب ہو جاؤ۔ تو [illegible] کہ تم اپنے فعل کے جواب دہ ہو۔ تم [illegible] قریب [illegible] جہاں اسی منزل میں محمد بن مروان کے جانور موجود ہیں سب سے پہلے ان پر حملہ کر کے قبضہ کر لو تاکہ [illegible] تمہارے [illegible] ہیں کہ ان کے پاس سواریاں نہیں ہیں [illegible] اور اس طرح تمہاری طاقت دشمن کے مقابلے میں زیادہ ہو جائے گی۔

چنانچہ اسی شب میں سب سے پہلے ان لوگوں نے جس قدر گھوڑے وہاں تھے ان سب پر قبضہ کر کے اپنی پیدل سپاہ کو سوار بنا دیا۔

صالح بن مسرح کا خروج:

تیرہ دن تک خارجی علاقہ دارا میں مقیم رہے۔ ان کے خوف سے باشندگان دارا، نصیبین اور سنجار نے اپنے شہروں کے دروازے بند کر لیے اور قلعہ بند ہو گئے۔

جس شب صالح جنگ کے لیے نکلا ہے اس کے ساتھ کل ایک سو بیس یا ایک سو دس سوار تھے۔

جب محمد بن مروان کو جو اس وقت جزیرے کے حاکم تھے خارجیوں کے اس خروج کی اطلاع ہوئی انھوں نے اسے ایک معمولی سی بات سمجھی اور عدی بن عدی بن عمیرہ کو جو بنی الحارث بن معاویہ بن ثور سے تھا پانچ سو فوج کے ساتھ ان کے مقابلے پر روانہ کیا۔ عدی نے عرض کیا: خدا امیر کو نیک ہدایت دے کیا آپ مجھے صرف پانچ سو فوج کے ساتھ خارجیوں کے سردار کے مقابلے پر بھیج رہے ہیں حالانکہ [illegible] لوگ ان کے ساتھ ہیں جو مرنے ہی کے لیے نکلے ہیں اور ہم سے جنگ کرتے ہیں۔ ان میں ہر شخص ایک سو آدمیوں سے بھی [illegible] پانچ سو پیدل کے ساتھ [illegible]۔

محمد بن مروان نے کہا اچھا میں پانچ سو اور تمہارے ساتھ کرتا ہوں اور ایک ہزار فوج سے تم ان کا مقابلہ کرنے کے لیے جاؤ۔

عدی کی صالح پر فوج کشی:

غرض کہ عدی ایک ہزار سپاہ کے ساتھ حران سے روانہ ہوا۔ یہ پہلی فوج تھی جو صالح پر بھیجی گئی تھی۔ اگرچہ عدی صالح کے مقابلے پر روانہ ہو گیا مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موت اسے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ عدی ایک عابد زاہد شخص تھا۔ عدی اب [illegible] روانہ ہو [illegible] کے ساتھ قیام کیا [illegible] کی ایک شخص جو [illegible] تھا پہنچ

سے صالح کے پاس بھیجا۔

عدی اور صالح کی مراسلت:

اس شخص نے صالح سے جا کر کہا کہ عدی نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ چونکہ میں تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتا اس لیے تم اس شہر کو چھوڑ کر کسی اور شہر کا رخ کرو وہاں کے باشندوں سے جا کر لڑو۔

صالح نے جواب میں کہلا بھیجا کہ اگر تم ہمارا مذہب مان جاتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ ہم رات کے وقت اس شہر سے تمہارا مقابلہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ کا رخ کریں گے اور اگر ظالموں اور سرکشوں اور بے دینوں کے ہم پلہ ہو تو اس وقت ہمیں اختیار ہوگا جب چاہیں گے تو تمہیں سے جنگ کریں گے یا تمہارے علاوہ کسی دوسرے کے مقابلے کے لیے چلے جائیں گے۔ قاصد نے یہ پیام عدی کو دیا۔ پھر عدی نے پیام بھیجا کہ صالح سے جا کر کہو کہ اگرچہ میں تمہارے مذہب کا قائل نہیں ہوں لیکن تم سے جنگ کرنا اچھا نہیں سمجھتا چاہے تم ہو یا کوئی اور۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ تم اور کہیں جا کر مقابلہ کرو۔ صالح نے اسے مان لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ سوار ہو جاؤ چنانچہ سب کے سب تیار ہو گئے۔

خارجیوں نے اس درمیانی شخص کو روک لیا اور وہ روانہ ہو گئے اپنے پاس رکھ لیا۔

صالح بن مسرح کا عدی پر حملہ:

صالح اپنے ساتھیوں کو لے کر دوماں کے بازار میں عدی کے پاس آیا۔ عدی نماز میں مشغول تھا اسے کچھ پتہ نہ چلا کہ کیا معاملہ ہے حالانکہ رسالہ اس پر چڑھا چلا آ رہا تھا۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ دشمن سر پر آ گیا تو چیخ پکار شروع ہو گئی۔

صالح نے اپنے میمنہ پر شبیب کو اور میسرہ پر سوید بن سلیم الہندی الشیبانی کو مقرر کیا تھا اور خود قلب فوج میں تھا۔ جب یہ لوگ اپنے مقابل دشمن کے بالکل قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ مطلق جنگ کے لیے تیار نہ تھے اور سخت ابتری ہوئی اور بدحواسی ان پر چھائی ہوئی ہے۔ صالح نے شبیب کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ شبیب نے حملہ کیا پھر سوید نے بھی حملہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عدی کی فوج کو بڑی بری شکست نصیب ہوئی۔

خالد بن جزء السلمی اور حارث بن جعونہ کی روانگی:

عدی کی شکست کے بعد وہ منہزم فوج محمد کے پاس پہنچی۔ محمد بہت خفا ہوا اور خالد بن جزء السلمی کو بلایا اور چودہ سو فوج کے ساتھ خارجیوں کے مقابلے پر روانہ کیا۔ پھر حارث بن جعونہ کو جو بنی ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے تھا بلایا اور اس کے ساتھ بھی پندرہ سو فوج کے ساتھ روانہ کیا اور دونوں کو حکم دیا کہ تم خارجیوں کی اس مختصر جماعت کی طرف تیزی سے جاؤ۔ جلد نکل جاؤ تم میں سے جو پہلے ان کے پاس پہنچے وہی اپنے ہمعصر پر سردار سمجھا جائے گا۔

صالح کا محاصرہ آمد:

غرض کہ یہ دونوں سردار اپنی اپنی جمعیت کو لیے ہوئے خارجیوں کی تلاش میں انتہائی سرعت کے ساتھ چلے۔ راستے میں صالح کی نقل و حرکت کے متعلق دریافت کرتے جاتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ وہ آمد کی طرف گیا ہے۔ انھوں نے بھی اسی سمت اپنی باگیں پھیر دیں اور آمد پہنچے۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ صالح نے باشندگان آمد کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ یہ دونوں رات کے وقت اس مقام پر

پیچھے اور اپنے گروہ [illegible] ہو گئے اور صالح کے پاس پہنچ گئے۔ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی فوج کے ساتھ صالح پر [illegible] تھے۔ صالح نے شبیب کو حارث بن عمیرہ الہمدانی کے مقابلے پر بھیجا اور خود خالد بن جزء السلمی کی طرف چلا۔

صالح بن مسرح اور جزء السلمی کی جنگ:

صالح کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ عصر کے ابتدائی وقت میں دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ صالح نے اپنی فوج کا انتظام [illegible] اور ہم ان سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوئے۔ معرکہ کارزار گرم ہوا اور ایسا شدید رن پڑا کہ جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔ اب ان کی یہ حالت ہوئی کہ [illegible] ہم میں سے ایک آدمی دشمن کے دس آدمیوں پر حملہ کرتا تھا اور انہیں شکست دیتا تھا اسی طرح اگر بیس آدمیوں پر بھی اس نے حملہ کیا تو انہیں شکست دی۔ ہمارے مقابل کا رسالہ ہمارے رسالے کے سامنے ٹکتا نہ تھا۔ جب ان کے سردار ابن جزء نے جنگ کا یہ نقشہ دیکھا تو گھوڑے سے اتر پڑا اور اپنی فوج کے بیشتر حصے کو حکم دیا کہ پیادہ ہو جاؤ۔ سب لوگوں کا یہی طریقہ ہو گیا اور اب ہم جس طرح چاہتے تھے ان کا کچھ نہ بگاڑ سکتے تھے۔ جب ہم ان پر حملہ آور ہوتے تو ان کی پیدل فوج نیزوں سے ہمارا مقابلہ کرتی۔ ان کے تیر اندازوں نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ [illegible] میں ان کا رسالہ بھی نہیں ہٹتا تھا۔ غرض کہ رات ہونے تک ہم برابر ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ ظلمت شب نے ہمارے اور ان کے درمیان بیچ بچاؤ کرا دیا۔ ہم میں سے بہت سے لوگ زخمی ہوئے اور ان کی فوج کے تو بہت سے زخمی ہوئے۔ ہمارے تیس آدمی کام آئے۔ ہم اپنے مقابل دشمن کے حربے سے زیادہ بہادر [illegible] لہٰذا جب شام ہوئی [illegible] سب لڑائی کا پورا پورا مزہ چکھ چکے تھے۔ اب ہم دونوں مقابل [illegible] بہت بھاری تھے۔

صالح بن مسرح خارجی کی روانگی دسکرہ

جب رات ہوئی وہ اپنی فوج کی قیام گاہ کو چلے گئے اور ہم اپنی۔ ہم نے تھوڑی دیر آرام کیا اور کھانا کھایا اس کے بعد صالح نے شبیب اور اپنے دوسرے سرداروں کو بلایا اور کہا اے میرے دوستو اب کیا رائے ہے؟ شبیب نے کہا ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوا ہم نے ان سے جنگ کی اور انہوں نے خندقوں سے اپنا بچاؤ کیا۔ اس لیے میری رائے میں ہم ان کے مقابل نہیں ٹھہر سکتے۔ صالح نے کہا ہاں ٹھیک ہے میری بھی یہی رائے ہے۔ چنانچہ اسی رات وہ یہاں سے روانہ ہو گئے اور علاقہ جزیرہ طے کرتے ہوئے موصل کے علاقے میں آئے۔ [illegible] دسکرہ آئے۔ اب حجاج کو بھی ان کی خبر معلوم ہوئی۔ اس نے حارث بن عمیرہ بن ذی المشعار الہمدانی کو تین ہزار فوج کے ساتھ ان کے مقابلے پر روانہ کیا۔ [illegible] کی باقاعدہ لڑنے والی فوج [illegible] تھے۔

صالح بن مسرح کی خانقین میں آمد

حارث کی فوج کے ساتھ [illegible] جب دسکرہ پہنچا صالح یہاں سے بھی چلا اور خانقین کی سمت چلا گیا۔ یہ بھی اس کے پیچھے ہوا یہاں تک کہ [illegible] ایک گاؤں میں پہنچا۔ یہ گاؤں علاقہ موصل میں [illegible] واقع ہے اور اس کے اور علاقہ جوخی کے درمیان واقع ہے۔ صالح کے ساتھ اس وقت [illegible] آدمی تھے۔

حارث بن عمیرہ کی صالح خارجی سے جنگ:

حارث بن عمیرہ نے اپنی فوج کی صف بندی کی اور اسی صف بندی کی اپنے میمنہ پر ابو الرواع شاکری کو اور میسرہ پر زبیر بن الاروح التمیمی کو سردار مقرر کیا اور صالح کے چھوٹے دستوں پر حملہ کر دیا۔

صالح نے اپنی جماعت کے تین حصے کیے بیچ کے حصے پر خود رہا اور شبیب کو میسرہ کا اور سوید بن سلیم کو میمنہ کا سردار مقرر کیا اور خود بھی ایک دستے کی قیادت کرتا رہا، یہ سب صرف نوے آدمی ہی تھے۔

جب حارث نے اپنی جمعیت کے ساتھ ان پر حملہ کیا تو سوید کا تمام میمنہ جنگ سے فرار کیا اور صالح بن مسرح اپنی جگہ پر ڈٹا رہا اور مارا گیا۔

صالح بن مسرح کا قتل:

شبیب نیچے اتر آیا اپنے گھوڑے سے دشمن کے پیدل دستے پر حملہ آور ہوا تو وہ پیچھے ہٹ گئے اور یہ اس جگہ پہنچا جہاں صالح گرا ہوا تھا۔ دیکھا کہ صالح مقتول پڑا ہے۔ شبیب نے اپنی فوج والوں کو اپنی طرف بلایا۔ اور سب کے سب اس کی آواز پر آ گئے۔ شبیب نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی پیٹھ دوسرے ساتھی کی پیٹھ سے ملا کر رکھے اور جب دشمن پر حملہ آور ہو تو نیزہ بازی کرتا رہے تاکہ جس طرح ہو سکے ہم اس قلعے میں داخل ہو جائیں پھر اس کے بعد معاملات سے فیصلہ کرنے کے لئے غور کرنا چاہیے۔

سب نے ایسا ہی کیا اور داخل ہو گئے اور اب شبیب کے ساتھ کل ستر آدمی رہ گئے تھے۔

حارث بن عمیرہ کا محاصرہ قلعہ:

حارث نے سر شام اس قلعے کا محاصرہ کر لیا اور فوج کو حکم دیا کہ قلعے کا پھاٹک جلا دو تاکہ جب یہ اہل قلعہ بیکار ہو جائے اسے چھوڑ دو کیونکہ اس طرح یہ قلعے سے نکل کر بھاگیں گے اور صبح ہوتے ہی ہم سب کو قتل کر ڈالیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حارث کی فوج والوں نے قلعے کے دروازے کو آگ لگا دی اور پھر اپنے لشکر میں آ گئے۔

حارث کے ساتھیوں سے خوارج کی سخت کلامی:

شبیب اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ قلعے کی فصیل پر آیا اور حارث کی فوج میں جو نئی فوج بھرتی ہو کر آئی تھی ان میں سے کسی شخص نے انہیں مخاطب کر کے کہا کہ اے دشمنان خدا! کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلیل اور رسوا نہیں کیا؟ انہوں نے جواب دیا اے فاسقو! تم ہمارے مقابلے میں فرار ہو جاؤ کیونکہ ہم تم سے لڑ رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس صداقت اور حق کی راہ سے اندھا کر دیا ہے جس پر ہم چل رہے ہیں مگر یہ تو بتاؤ کہ تم نے ہمارے ساتھیوں پر جو تہمت لگائی ہے خدا کے سامنے کیا جواب پیش کرو گے۔ ان میں جو متقی اور سمجھدار لوگ تھے انہوں نے کہا کہ ہماری فوج کے جن چھوکروں اور لونڈوں نے یہ بات کہی ہے ان کی یہ بیہودہ حرکت ہے ہم خوش ہونے اور ہنسنے کو جائز نہیں سمجھتے ہیں۔

شبیب کی بیعت:

جب شبیب نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ اس طرح صبح ہونے تک انتظار کر رہے ہیں جب یہ حملہ کریں گے تو ہم سب

بہرحال [illegible] فضالہ کی بیعت پر اصرار کیا اور ان سب کو قتل کر کے سر عبدالملک کے پاس بھیج دیے۔ اس پر عبدالملک نے [illegible] سے پہلے ان [illegible] تھیں اور یہ شعر کہا۔

سلامہ نے اپنے بھائی کے قتل اور ان کے اصحاب کی عدم نصرت پر یہ شعر کہا

[illegible]

ترجمہ: [illegible] اس وقت سے پہلے مجھے کوئی خیال نہ تھا کہ [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کے چھوڑ دیا گیا۔

سلامہ کے بھائی فضالہ نے صالح و شبیب کے خروج سے پہلے [illegible] کے خوف [illegible] تھا۔

سلامہ بن سیار کا انتقام

غرض کہ جب سلامہ نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کی اس وقت یہ شرط کر لی کہ [illegible] کا بدلہ لوں گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور [illegible] ایک گاؤں [illegible] پہنچا جس میں [illegible] بھی گیا۔ [illegible] بھائی [illegible] سلامہ کے [illegible] اور [illegible] سے بچ کر نکلا۔

سلامہ نے ایک [illegible] اور کہا کہ [illegible] دیکھنا۔ [illegible] بھائی تھا)

[illegible] سلامہ نے اسے قتل کر ڈالا۔

شبیب خارجی کی روانگی راذان:

اب شبیب اپنے ساتھیوں کے ساتھ راذان کی طرف چلا [illegible] بنی تیم بن شیبان کے ایک [illegible] کو خبر ہوئی۔ وہ [illegible] اور [illegible] کے قبیلے والوں کے [illegible] تعداد تھی۔ [illegible] شبیب کے [illegible] شبیب نے [illegible] ہو گئے۔

رات کے وقت شبیب [illegible] اپنی والدہ [illegible] اور [illegible] کو [illegible] سے [illegible] ہو گئے۔

بنی تیم بن شیبان پر شبیب خارجی کا حملہ:

بنی تیم بن شیبان کے [illegible] اپنی جان بچانے کے لیے [illegible] کے ان لوگوں سے [illegible] اس وقت [illegible]

کی ان سے ایک گھڑی دن کی ملاقات ہوئی تو [illegible] تقسیم ہو گئے [illegible] ہر طرف سے شبیب بھی [illegible] کے ساتھ [illegible] گئے۔

شبیب اپنی ماں کے پاس چلا گیا [illegible]

قلعے میں [illegible] محصور [illegible] [illegible] شبیب کے ساتھیوں کے سامنے آیا [illegible]

سلام بن حیان کی مصالحت کی پیشکش:

اپنی شکست کے بعد شبیب اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ [illegible] قلعے کی دیوار پر آیا [illegible] [illegible] حیان تھا۔ اس نے شبیب کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا: اے لوگو! ہم [illegible] درمیان قرآن کو حکم بناتے ہیں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نہیں سنا:

﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ﴾

"اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دو تاکہ وہ اللہ کا کلام سنے اور پھر اسے اس کی جائے امن میں پہنچا دو۔"

شبیب کے [illegible] گیا یہ درخواست منظور ہے۔

خوارج کی محصورین سے مصالحت:

صبح کے وقت قلعے میں جو لوگ محصور تھے وہ خارجیوں کے پاس چلے آئے۔ شبیب کے ساتھیوں نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] زخمی ہو گیا۔

یہ واقعہ شبیب کی عدم موجودگی میں پیش آیا تھا۔ جب شبیب واپس آیا تو [illegible] [illegible] [illegible] جو کچھ تم نے کیا بہت اچھا کیا۔

شبیب خارجی کی روانگی آذربائیجان:

شبیب نے پھر [illegible] [illegible] ایک جماعت اس کے ساتھ ہو لی اور ایک جماعت [illegible]۔

اس دوران میں [illegible] سورہ بن ابجر [illegible] ابو المعتمر [illegible] کے ساتھ [illegible] ہوا۔

شبیب [illegible] جوخی [illegible] کی طرف ہے۔

سفیان بن ابی العالیہ:

راستے میں سفیان بن ابی العالیہ [illegible] سفیان [illegible] ساتھ طبرستان جانے کے لیے [illegible] کا حکم [illegible] چنانچہ جب [illegible] شبیب سے ان کا سامنا ہو گیا۔

ابن ابی العالیہ کو شبیب سے لڑنے کا حکم:

حجاج کا ایک خط سفیان کے پاس [illegible] شبیب کا [illegible]

چنانچہ [illegible] آ کر [illegible]

سورہ بن ابجر التمیمی کی کمک:

دوسری طرف [illegible] سفیان بن ابی العالیہ کے پاس [illegible] سفیان [illegible] (الذین کانوا [illegible]) [illegible] سفیان کے پاس [illegible]

سورہ بن ابجر کا ابن ابی العالیہ کو پیغام:

سورہ نے سفیان سے کہلا بھیجا تھا کہ جب تک میں تمہارے پاس نہ آ جاؤں تم [illegible] سفیان نے اس نصیحت پر عمل نہیں کیا جلدی کی اور شبیب کی تلاش میں روانہ ہو گیا [illegible] پہاڑی [illegible] شبیب کو جا لیا۔

سفیان کا تعاقب خوارج:

سفیان نے [illegible] عدی بن عمیرہ الشیبانی [illegible] شبیب [illegible] سفیان [illegible] جب سفیان کی فوج نے دیکھا کہ شبیب [illegible] شکست کھا کر بھاگ گیا اور سب اس کے پیچھے چلے۔

عدی بن عمیرہ کا ابن ابی العالیہ کو مشورہ:

عدی بن عمیرہ الشیبانی نے یہ بات کہی کہ [illegible] جلدی نہ کیجیے پہلے [illegible]

کیونکہ اگر کوئی جماعت کہیں گھات میں پوشیدہ ہوئی تو ہم اسے نکال دیں گے اور وہ ہم سے قتال نہ کر سکے گی اور اگر یہ صورت پیش نہ آئی تو یہ ہم سے بھاگ کے کہاں جا سکتے ہیں۔ مگر افسوس کسی نے ان کی بات نہ سنی اور دوڑتے ہوئے تعاقب میں نہایت تیز رفتاری سے روانہ ہو گئے۔

شبیب خارجی کا ابن ابی العالیہ پر حملہ:

شبیب خارجی نے جب دیکھا کہ یہ لوگ اس جگہ سے تجاوز کر گئے جہاں کمین گاہ میں چھپے بیٹھے تھے تو کمین گاہ سے نکل کر وہ ایک دم ان پر پلٹ پڑا۔

دوسری طرف سے جب ان لوگوں نے جو کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے دیکھا کہ یہ لوگ ہم سے آگے نکل گئے ہیں تو وہ بھی کمین گاہ سے نکل آئے غرض کہ ادھر تو شبیب نے سامنے سے حملہ کیا اور کمین گاہ والوں نے ان کو پیچھے سے آ لیا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ کسی شخص نے مقابلہ نہیں کیا اور سفیان کی فوج کو شکست ہوئی۔

مگر ابن ابی العالیہ تقریباً دو سو جوان مردوں کے ساتھ میدان کارزار میں جما رہا اور اس نے شدید جنگی مقابلہ کیا اور خوب کی داد مردانگی دکھائی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے شبیب اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں برابر کی جنگ کی اور دونوں کے پلے برابر رہے۔

سوید کا ابن ابی العالیہ کے قتل کا ارادہ:

سوید بن سلیم نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ کیا کوئی شخص تم میں سے ہمارے مد مقابل دشمن کے سردار ابن ابی العالیہ کو پہچانتا ہے۔ اگر مجھے اس کی شناخت ہو تو میں اسے قتل کرنے کی پوری کوشش کروں۔ شبیب نے کہا کہ میں اسے سب سے زیادہ پہچانتا ہوں۔ وہ دیکھو جو تمہارے سامنے پیشانی داغ گھوڑے پر سوار ہے اور تیر اندازوں کے دستے کے سامنے ایستادہ ہے یہی ابن ابی العالیہ ہے۔ اگر تم اس کے مقابلہ پر جانا چاہتے ہو تو تھوڑی دیر ٹھہرو۔

اس کے بعد شبیب نے قعنب کو حکم دیا کہ تم بیس سواروں کا دستہ لے کر جاؤ اور دشمن کی پشت پر سے حملہ کرو۔

ابن ابی العالیہ کی شکست:

قعنب بیس سوار لے کر پہاڑ کی بلندی پر چڑھا۔ ابن ابی العالیہ کی فوج والوں نے جب دیکھا کہ یہ لوگ عقب سے ہم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے بھاگنا اور کھسکنا شروع کر دیا۔ سوید بن سلیم نے سفیان بن ابی العالیہ پر حملہ کیا اور دونوں کا وار ایک دوسرے پر پڑا اگر ضرب پڑتی تو دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ شمشیر زنی شروع ہو گئی اور پھر ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور اسی طرح گتھم گتھا زمین پر گر پڑے اور پھر دونوں علیحدہ ہو گئے۔ اب شبیب نے ان پر حملہ کیا اور دشمن سے میدان کو صاف کر دیا۔

ابن ابی العالیہ کے غلام غزوان کی جاں نثاری:

سفیان کے پاس ان کا غلام غزوان آیا۔ اپنے گھوڑے سے اترا اور عرض کی کہ اے میرے آقا آپ اس پر سوار ہو جائیں۔ سفیان اس پر سوار ہو گیا۔ خارجیوں نے سفیان کو چاروں طرف سے حلقے میں لے لیا۔ غزوان نے اس کی جان بچانے کے لیے داد مردانگی دی اور میدان جنگ میں کام آیا۔ اس کے پاس سفیان کا علم بھی تھا۔

سفیان ابن ابی العالیہ کا حجاج کے نام خط

سفیان اس معرکے سے بھاگ کر بابل مہروذ پہنچا اور یہ خط واقعے کے متعلق حجاج کو لکھا۔

"حمد و صلوٰۃ کے بعد میں امیر (خدا بھلا کرے آپ کا) کو حال کی اطلاع کرتا ہوں (اطلاع دیتا ہوں) کہ میں نے ان خارجیوں کا تعاقب کیا اور تکریت میں ان کو جا لیا۔ میں نے ان سے جنگ کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بہت سخت ضربات لگائیں اور ہمیں ان پر فتح دی۔ اسی اثناء میں ان کی مدد کے لیے ایک اور جماعت جو وہاں موجود تھی آ گئی اور اس نے ہماری فوج پر حملہ کیا اور شکست دی۔ میں خود چند بہادر اور بہت تھوڑے سپاہیوں کے ساتھ میدان میں اتر پڑا اور لوگ میدان جنگ سے الگ ہو گئے یہاں تک کہ میں بابل مہروذ آ گیا اب میں یہاں مقیم ہوں۔

جو لوگ آپ نے مجھے دیئے تھے وہ سب پیچھے رہ گئے اور سورۃ ابن ابجر میرے پاس اب تک نہ آیا۔ اور نہ اس نے جنگ میں میرے ساتھ شرکت کی۔ اب جب کہ میں یہاں بابل مہروذ آ گیا سورۃ میرے پاس آیا اس نے اپنی کوتاہی پر معذرت کی کہ میں بیمار تھا اور مجھ سے حرکت نہ ہو سکتی تھی۔ والسلام علیک"

حجاج نے اس خط کو پڑھ کر کہا کہ جس شخص نے اس طرح جنگ کی اور مقابلہ کیا اس نے ٹھیک کیا وہ تعریف کے قابل ہے اور پھر یہ خط اسے لکھا

"حمد و صلوٰۃ کے بعد تم نے خوب داد شجاعت دی، بے شک تم نے اپنا فرض پورا ادا کیا۔ جب تمہارے زخموں کی تکلیف کم ہو جائے تو تم خوشی خوشی اپنے اہل و عیال کے پاس چلے آنا۔ والسلام۔"

حجاج کا خط بنام سورۃ ابن ابجر

اور حجاج نے سورۃ ابن ابجر کو حسب ذیل خط لکھا

"حمد و صلوٰۃ کے بعد اے ام سورۃ کے بیٹے! تجھے ہرگز یہ زیبا نہ تھا کہ میرے حکم کے خلاف کرنے کی جرات کرتا اور میرے لشکر کی امداد کرنے سے باز رہتا۔ جب تجھے میرا یہ خط ملے تو اپنے میں سے ایک شخص جو سمجھدار آدمی ہو مدائن روانہ کر تاکہ وہ اس جماعت میں سے جو وہاں مقیم ہے پانچ سو سواروں کا انتخاب کر کے تیرے پاس لے آئے۔ پھر تو اس فوج کے ہمراہ خارجیوں کے تعاقب میں روانہ ہو جا۔ ان کے ساتھ میل اور مدارات کا برتاؤ کرنا کیونکہ جنگ میں سب سے بہتر طریقہ یہی ہے۔ والسلام"

عدی ابن عمیرہ کی روانگی مدائن

سورۃ کے پاس حجاج کا جب یہ خط پہنچا اس نے اسی وقت عدی ابن عمیرہ کو مدائن روانہ کیا۔ مدائن میں ایک ہزار سوار تھے عدی نے ان میں سے پانچ سو جوان لے لئے اور عبداللہ ابن ابی عصیفیر سے ملا جو ان کے پاس آیا (عبداللہ کو حجاج نے مدائن کا حاکم مقرر کیا تھا) عدی اس کے پاس سے رخصت ہو کر اپنی جمعیت کے ساتھ سورۃ ابن ابجر کے پاس بابل مہروذ آیا اور اب سورۃ شبیب کی تلاش میں چلا۔

شبیب کا مدائن پر حملہ

شبیب علاقہ جوخی میں گھومتا پھرتا تھا اور سورۃ اس کی تلاش میں تھا کہ شبیب آ کر مدائن پہنچا۔ اہل مدائن نے اس کا

مقابلہ کرنے کے لیے قلعے کے دروازے بند کر لیے۔ اور دوسری مدافعت کی تدابیر اختیار کر لیں۔ مگر چونکہ مدائن قدیم کے استحکامات بوسیدہ ہو چکے تھے۔ اسی وجہ سے شبیب مدائن میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ بالائی قصبے میں فوج کے گھوڑے اور دوسرے جانوروں کی ایک بڑی تعداد اس کے ہاتھ آئی۔ جو شخص سامنے آیا خارجیوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ مگر لوگوں کے گھروں میں داخل نہیں ہوئے۔

شبیب خارجی کا نہروان پر قیام:

اسی اثناء میں قاصد نے آ کر شبیب کو خبر دی کہ سورۃ ابن ابجر آپ کے مقابلے کے لیے آ رہا ہے۔ شبیب اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے بھی روانہ ہوا۔ نہروان پہنچا پڑاؤ کیا وضو کیا نماز پڑھی اور پھر اس مقام پر آیا جہاں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ہم ملت بزرگوں کو قتل کیا تھا۔ خارجی یہاں پہنچے۔ اپنے بھائیوں کے لیے دعائے مغفرت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کیا اور بہت دیر تک روتے دھوتے کے بعد آگے بڑھے۔

نہروان کو عبور کر کے اس کے مشرق میں ڈیرے ڈال دیے۔ دوسری طرف سورۃ بھی پہنچا اور قطرآثار پر پڑاؤ ڈالا۔ اس کے مخبروں نے خبر دی کہ شبیب نہروان کے قریب خیمہ زن ہے۔

سورۃ ابن ابجر کا شبخون مارنے کا منصوبہ:

سورۃ نے سرداران لشکر کو جمع کر کے کہا کہ جب کبھی کھلے ہموار میدان یا پہاڑ کی گھاٹیوں میں خارجیوں نے تم سے جنگ کی اس میں یا تو دونوں فریقوں کے پلے برابر رہے ہیں یا انہوں نے تم پر فتح حاصل کی ہے۔ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ ان کی تعداد سو سے کچھ اوپر ہی ہے اس لیے میں نے یہ سوچا کہ میں تم میں سے تین سو شہسوار ایسے منتخب کروں جو سب سے زیادہ تنومند اور بہادر ہوں اور انہیں لے کر اسی وقت دشمن پر حملہ کر دوں۔ کیونکہ انہیں اس کا یہ خیال نہ ہو گا کہ ہم ان پر شبخون ماریں گے بخدا اس ترکیب سے مجھے پوری توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی ان کے ان بھائیوں سے جو اس سے پیشتر نہروان پر قتل کیے گئے تھے ملا دے گا۔ سب لوگوں نے کہا اگر آپ اسے بہتر سمجھتے ہیں تو ایسا ہی کیجیے۔

سورۃ بن ابجر کا شبخون:

سورۃ نے اپنے لشکر گاہ پر حازم بن قدامہ احمسی کو اپنی جگہ افسر مقرر کیا۔ اپنی فوج میں سے تین سو قوی دلیر اور بہادر سپاہیوں کا انتخاب کیا اور انہیں لے کر نہروان کی طرف بڑھا۔ دوسری طرف شبیب نے رات اس انتظام سے بسر کرنے کا انتظام کر لیا تھا کہ کوئی تمام رات جاگتے رہیں۔ چنانچہ جب سورۃ کی جماعت ان کے قریب پہنچی وہ فوراً کود کر اپنے گھوڑوں پر آ بیٹھے اور پورے طور پر مسلح ہو گئے۔ اب سورۃ مع اپنے ہمراہیوں کے ان کے قریب پہنچے معلوم ہوا کہ انہیں ان کے آنے کی خبر لگ چکی تھی اور وہ جنگ کے لیے پوری طرح تیار ہیں۔

سورۃ بن ابجر کی پسپائی:

سورۃ اور اس کی جماعت نے ان پر حملہ کیا۔ خارجی آہنی دیوار کی طرح اپنی جگہ ڈٹے رہے اور برابر شمشیر زنی کرتے رہے یہاں تک کہ سورۃ اور اس کے ساتھیوں کو وہاں سے اپنا رخ پھیرنا پڑا۔ شبیب نے اپنی فوج والوں کو للکارا کہ ہاں دشمن جانے نہ پائے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شبیب خارجی کا تعاقب

[illegible]

شبیب خارجی کی روانگی [illegible]

[illegible]

سورہ بن ابجر کی فوج کی مراجعت [illegible]

[illegible]

سورہ بن ابجر کی گرفتاری و رہائی:

[illegible]

خوارج کی مہم پر جنرل کا تقرر:

[illegible]

[illegible]

جزل کا حجاج کو مشورہ

جزل نے [illegible]

[illegible]

جزل بن سعید کی روانگی

[illegible]

[illegible]

شبیب خارجی کی تلاش:

[illegible]

شبیب خارجی کی چال:

اب شبیب نے [illegible]

جزل کی غلط پالیسی

جزل کی اس [illegible] اپنے چاروں طرف سے خطرہ محسوس ہوتا۔

اس ترکیب سے شبیب کو بھی تنہا پا کر حملہ کرنے کا کوئی موقع نہ ملا۔ نماز سے فراغت ہونے پر جزل نے اپنے ساتھیوں کو تیر اندازی کا حکم دیا اور وہاں سے نکل گیا۔

شبیب خارجی کی فوج کی ترتیب

ایک شخص جو شبیب کے ساتھیوں میں شامل تھا بیان کرتا ہے کہ ہم دیر خرارہ پر تھے کہ شبیب نے ہمیں بلایا۔ ہماری تعداد کل ایک سو ساٹھ نفوس پر مشتمل تھی۔ اس جماعت کو اس نے پھر چار حصوں پر تقسیم کیا اور ہر چالیس آدمیوں کی جماعت پر ایک سردار مقرر کیا۔ خود شبیب نے چالیس آدمی اپنی ہمراہی میں رکھے۔ چالیس اپنے بھائی مصاد کے حوالے کیے۔ سوید بن سلیم اور محلل بن وائل کو بھی چالیس چالیس آدمی دیئے۔

شبیب کا شبخون مارنے کا منصوبہ:

اس کے مخبروں نے آ کر خبر دی کہ جزل بن سعید دیر یزدجرد پر فروکش ہے۔ اس پر شبیب نے سب کو بلا کر تیاری کے متعلق احکام دیئے اور حکم دیا کہ گھوڑوں کے توبڑے میں چارہ ڈال دیں اور سب لوگ اس شب میں پیدل چلیں اور جب گھوڑے دانہ کھا لیں اس وقت سوار ہو جائیں۔ تم میں سے ہر شخص کو اپنے افسر کے ساتھ چلنا چاہیے اور دیکھو جو تمہارا افسر جو احکام دے فوراً اس کی تعمیل کرو۔

شبیب خارجی کی سرداروں کو ہدایت:

پھر سرداران فوج کو بلا کر کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ دشمن سے جا کر پڑاؤ پر ان پر شب خون ماروں۔ اپنے بھائی مصاد کو حکم دیا کہ پہلے تم دشمن پر حملہ کرنا۔ پھر وہاں سے ہٹ کر حلوان کی سمت سے ان کے عقب سے حملہ کرنا۔ میں ان کے سامنے سے کوفے کی سمت سے حملہ کروں گا اور سوید تم مشرق کی طرف سے حملہ آور ہونا اور محلل تم مغرب کی جانب سے حملہ کرنا۔

ہر شخص کو اس سمت سے حملہ آور ہونا چاہیے جو اس کے لیے مقرر کر دی گئی ہے اور ان پر اسی وقت تک حملہ کرتے رہو جب تک کہ میں حکم نہ دوں۔ اس ترتیب سے ہم نے پوری تیاری کر لی۔

شبیب خارجی کا شبخون:

راوی بیان کرتا ہے کہ میں خود اس جماعت میں تھا جو شبیب کے ہمراہ تھی۔ جب ہمارے گھوڑوں نے دانہ کھا لیا اور یہ بالکل اول شب تھی۔ ہم روانہ ہوئے اور دیر خرارہ کے قریب پہنچے۔ وہاں پر ہم نے دیکھا کہ دشمن کی ایک جماعت ہماری چوکی پر نگہبانی کے لیے متعین ہے۔ اس جماعت پر ابن ابی العمر الکندی اس کا سردار ہے۔ پہنچتے ہی فوراً شبیب کے بھائی مصاد نے چالیس آدمیوں کی جماعت سے اس پر حملہ کر دیا۔ مصاد شبیب سے آگے تھا اور اس کا ارادہ تھا کہ شبیب سے آگے بڑھ کر دشمن کی پشت پر سے حملہ کرے جیسا کہ شبیب نے اسے حکم دیا تھا۔

مگر جب اس جماعت سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی تو اس نے ان سے جنگ شروع کر دی۔ دشمن تھوڑی دیر ثابت قدم رہے پھر ہم سب ان کی طرف جھپٹ پڑے ان پر حملہ کیا اور انہیں شکست دی۔

دشمن نے شاہراہ اعظم پر راہ فرار اختیار کی۔ حالانکہ ان کے اور ان کی اصل فوج کے درمیان جو دیر یزدجرد پر پڑاؤ کیے ہوئے تھے

پڑی تھی کہ یہاں ایک پل کا راستہ تھا۔

شبیب نے ہم سے کہا جب سے مسلمانوں نے زرہ پہنی ہے وہ دروازوں سے [illegible] تم ان پر حملہ کرو تاکہ اگر وہ شکست کھا کر بھاگیں تو انہیں کے ساتھ ان کے پڑاؤ میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ ہم نے ان کا بڑی سختی سے تعاقب کیا۔ ان سے پہلے، سب سے آگے انہیں [illegible] شکست کھا کر بھاگ رہے تھے ان میں سے [illegible] تب بھی ان کو جب تک [illegible] اپنے پڑاؤ میں پہنچ جائیں۔

غرض کہ اہل کوفہ اپنے قیام گاہ تک پہنچ گئے ان کے ساتھیوں نے شبیب کو لشکر میں داخل ہونے سے باز رکھا اور ان پر تیروں کی بارش کی۔

ان کے مخبروں نے انہیں پہلے سے ہی شبیب کی نقل و حرکت کی اطلاع دے دی تھی۔

شبیب خارجی کا چوکی دیر خرارہ پر حملہ

حجاج نے اپنے پڑاؤ کے چاروں طرف خندق کھدوائی تھی اور حفاظت کی تمام تدابیر اختیار کر لی تھیں اور حفاظت کے لیے یہ چوکی بھی قائم کر دی تھی جس سے دیر خرارہ پر بھی اطلاع ہوتی۔ اسی طرح اور بھی چوکی تھی جو حلوان کے قریب راستے پر قائم کی گئی تھی۔ جب شبیب نے دیر خرارہ والی چوکی پر حملہ کر کے اس کی جماعت کو ان کے اصل لشکرگاہ میں واپس جانے پر مجبور کر دیا تو دوسری چوکیوں والے بھی اپنے اپنے مقامات سے جہاں وہ متعین تھے وہیں چلے آئے مگر انہیں بھی اصل لشکرگاہ والوں نے اپنا علیحدہ داخل ہونے سے روکا اور کہا کہ دشمن سے لڑو اور تیروں سے اپنی مدافعت کرو۔ جو چوکی کہ حلوان کے قریب متعین کی گئی تھی اس پر [illegible] اور ایک دوسری پر [illegible] حارث الحنکی سردار تھے۔

جب یہ تمام جماعتیں ایک جگہ جمع ہو گئیں۔ شبیب نے ان پر حملہ کرنا شروع کیا اور خندق تک پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا مگر لشکرگاہ والوں نے خارجیوں پر اس قدر تیر برسائے کہ انہیں پیچھے ہٹا دیا۔

شبیب خارجی کی روانگی حلوان:

شبیب نے جب دیکھا کہ وہ دشمن تک نہیں پہنچ سکتا اس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اب انہیں چھوڑ دو اور یہاں سے چلے چلو۔ خارجی حلوان کی سمت چلے اور جب اس مقام کے قریب پہنچے جہاں کہ [illegible] (جو [illegible] سے تھا) کے قبے [illegible] ہیں (یہ قبے اس واقعہ کے بعد بنائے گئے ہیں) شبیب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ گھوڑوں سے اتر پڑو یہاں پڑاؤ کرو گھوڑوں کو دانہ کھلاؤ اپنے تیر کمان ٹھیک کر لو۔ تھوڑی دیر آرام کر لو۔ دو رکعت نماز پڑھو اور پھر اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ سب نے اس حکم کی تعمیل کی۔

شبیب کا اہل کوفہ کے فوجی پڑاؤ پر حملہ:

شبیب پھر انہیں لے کر اہل کوفہ کے فوجی پڑاؤ کی طرف چلا اور ان کو دیکھتے ہی مدافعت پر [illegible] مقام پر [illegible] تھیں ان کے لشکرگاہ کو چاروں طرف سے گھیر لینے کا حکم دے دیا۔

غرض کہ خارجی شبیب کی فوج کے پڑاؤ کی طرف بڑھے۔ اس وقت اہل لشکرگاہ نے اپنے لشکر کا جو کہ ان کے [illegible]

شکست ہو گئی [illegible] اجازت [illegible] اور وہ سب کے سب [illegible] پہنچ گئے تھے اور [illegible] سے بالکل بے خوف تھے۔

جب شبیب [illegible] کے [illegible] کے [illegible] تب انھیں معلوم ہوا [illegible] پہنچا ہے اور ان سے پہلے انھیں [illegible] تھی۔

غرض [illegible] خارجیوں نے انھیں [illegible] انھیں [illegible] سے انھیں [illegible] دیا۔

شبیب خارجی کی مراجعت کوفہ

[illegible] نے [illegible] تھا [illegible] شبیب [illegible] شبیب نے اپنے بھائی مصاد [illegible] سے اس وقت [illegible] تھا [illegible] کے لیے [illegible] کا [illegible] ان کی [illegible] شبیب [illegible] خارجی [illegible] سے [illegible] یہاں تک کہ [illegible] ہو گئی۔ انھوں نے [illegible] کا [illegible] اہل کوفہ [illegible] تھے۔

[illegible] انھیں چھوڑ کر [illegible] اہل کوفہ نے ان پر [illegible] سے [illegible] گئے اور [illegible] کہ [illegible] خارجی [illegible] جب [illegible] شبیب نے [illegible] اور ان سے [illegible] کے [illegible] یہاں [illegible] انھوں نے [illegible] کیا [illegible] سے [illegible] ان سے [illegible] کی طرف چلے [illegible] اب اہل کوفہ ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔

شبیب خارجی کی خراج کی وصولی

ایک شخص [illegible] خارجیوں کی [illegible] بیان کرتا ہے کہ [illegible] بن سعید [illegible] تھا [illegible] خارجیوں [illegible] میں [illegible] سے [illegible] شبیب [illegible] اس کے [illegible] شبیب [illegible] کا [illegible] ان کے [illegible] میں [illegible] قرآن [illegible] پڑھا تھا۔

حجاج کا [illegible] کے نام [illegible] خط

[illegible] سے [illegible] نے [illegible] ایک خط [illegible] کے [illegible] کیا [illegible]

> [illegible] نے [illegible] تمہیں [illegible] کے [illegible] اس [illegible] شبیب [illegible] ان سے [illegible] انھیں [illegible] ان سے [illegible] مجھے معلوم [illegible] کے [illegible] سے [illegible] ظلم [illegible] قتل کرتے [illegible] اور [illegible] معلوم ہوتی ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

> [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اگر میں ایسی ہی حالت میں مارا گیا تو تم پر میری کوئی ذمہ داری نہیں۔

جزل نے اہل کوفہ کے ساتھ [illegible] خندق سے باہر نکل آیا اور ان کے میمنہ پر خالد بن نہیک الکندی اور میسرہ پر عبدالرحمن بن عوف کو سردار مقرر کیا اور خود ان کے اصل فوج میں ٹھہرا رہا۔

سعید بن مجالد کا شبیب خارجی کا محاصرہ

سعید بن مجالد آگے بڑھا اور جزل کے ساتھ فوج کی کمان سنبھال لی۔ اس وقت شبیب برازالروز کی طرف چلا گیا اور قطیطیا میں جا کر اس نے پڑاؤ کیا۔ اس مقام کے زمیندار کو حکم دیا کہ ہمارے لیے کھانا تیار کرائے۔ زمیندار نے اس فرمائش کو منظور کر لیا۔ شبیب شہر میں داخل ہوا اور دروازے بند کر لیے گئے۔ ابھی کھانے سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ سعید بن مجالد اپنی فوج لے کر آ دھمکا۔

زمیندار نے شہر کی فصیل پر چڑھ کر دیکھا کہ فوج بڑھی چلی آ رہی ہے اور قلعے کے قریب پہنچا چاہتی ہے تو فصیل سے اتر آیا۔ اس کا رنگ فق تھا۔ شبیب نے اس سے پوچھا: کیا بات ہے تمہارے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے۔

زمیندار نے بیان کیا کہ ہر طرف سے آپ کو فوجوں نے گھیر لیا ہے۔ اس پر شبیب نے کہا کچھ پرواہ نہیں یہ بتاؤ کہ ہمارا ناشتہ تیار ہے یا نہیں۔ زمیندار نے جواب دیا تیار ہے۔ شبیب نے کہا لے آؤ۔

شہر کے دروازے پہلے ہی بند تھے غرض کھانا لایا گیا۔ شبیب اور ان کے ساتھیوں نے ناشتہ کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر خچر منگایا اور اس پر سوار ہوا۔

تمام فوجی شہر کے دروازے کے نزدیک جمع ہو گئے۔ شبیب نے دروازہ کھولنے کا حکم دیا اور اپنے خچر پر سوار ہو کر نکلا [illegible] پر حملہ کر دیا اور کہتا جاتا تھا کہ حکومت اللہ ہی کی ہے [illegible]

سعید نے اپنی فوج کو [illegible] ایک جا جمع کرنا شروع کیا اور پھر [illegible] شبیب کے پیچھے چلا اور [illegible] کیسے [illegible] گئے ہیں۔

شبیب خارجی کا سعید بن مجالد پر حملہ

شبیب نے دیکھا کہ ان کی فوج [illegible] منتشر ہو گئی ہے [illegible] جمع [illegible] حملہ کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ ان کے سردار کو [illegible] قتل کر [illegible]

چنانچہ حسب ہدایت فوجیوں نے ایک جانب کو سمٹ کر [illegible] حملہ کیا اور [illegible] پیچھے ہٹا دیا۔ سعید بن مجالد اپنی جگہ پر جما رہا اور اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہہ رہا تھا [illegible] سعید نے اپنی [illegible] کے [illegible] پر [illegible] کی۔

ا؎ [illegible] خارجیوں کا شعار تھا۔

سعید بن مجالد کا قتل

[illegible]

جزل کی مراجعت مدائن:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شبیب خارجی کی [illegible]

[illegible]

شبیب خارجی کی کوفہ کی جانب روانگی:

[illegible]

سوید بن عبدالرحمن کو شبیب خارجی پر حملہ کا حکم:

[illegible]

[illegible]

حجاج نے عثمان بن قطن کو بھی روانگی کا حکم دیا۔ اس نے بھی سبخہ پر لشکر کشی کی تیاری کی اور اعلان کر دیا گیا کہ اس لشکر کا جو آج رات کوفے میں بسر کرے گا اور عثمان کے پاس نہ پہنچا اس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مال زائل ہو جائیں گے۔

سوید کا زرارہ میں قیام:

حجاج نے سوید کو حکم دیا کہ تم اپنے دو ہزار سواروں کے ساتھ شبیب کے مقابلے پر روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ دریا عبور کر کے زرارہ پہنچا ابھی فوج کی ترتیب اور انہیں جنگ کی ترغیب ہی دلانے میں مصروف تھا کہ اس سے کہا گیا کہ شبیب تمہارے بالکل قریب آ گیا ہے سوید گھوڑے سے اتر پڑا اس کی فوج کے اکثر لوگ اس کے ساتھ اتر پڑے جھنڈا سامنے لایا گیا اور یہ سب کے سب زرارہ کی انتہائی حد تک آ گئے یہاں آ کر معلوم ہوا چونکہ شبیب کو تمہارے قیام گاہ کا علم ہو چکا تھا اس لیے اس نے تمہارا راستہ چھوڑ دیا اور چونکہ دریا یہاں پایاب نہ تھا اس لیے اس نے تمہاری سمت کے علاوہ دوسری سمت سے دریا عبور کیا ہے اور وہ کوفے کی طرف جا رہا ہے پھر کسی نے اس سے کہا دیکھیے وہ جا رہا ہے۔

سبخہ میں کوفی افواج کا اجتماع:

سوید نے اپنی تمام فوج میں اعلان کر دیا اور یہ سب کے سب سوار ہو کر اس کے پیچھے چلے۔ شبیب بڑھتے بڑھتے دار الرزق پہنچا۔ یہیں آ کر اسے معلوم ہوا کہ تمام اہل کوفہ مقابلے کے لیے سبخہ میں تیاری کر رہے ہیں۔ سبخہ میں جو فوج جمع ہو رہی تھی۔ انہیں جب معلوم ہوا کہ شبیب قریب آ گیا ان میں پریشانی پھیل گئی۔ ایک نے دوسرے کو آواز دینا شروع کیا وہ چلے اور ارادہ کیا کہ شہر کوفہ میں چلے آئیں۔ مگر جب ان سے کہا گیا کہ سوید بن عبدالرحمن شبیب کے پیچھے چلا آ رہا ہے بلکہ اس تک پہنچ چکا ہے تو انہیں قرار آیا اور وہ اپنی اپنی جگہ قائم رہے۔

شبیب خارجی کی محصوری و اطمینان قلبی:

شبیب نے جب دیر میں تھوڑا قیام کیا حکم دیا کہ ایک بکری اس کے لیے بھونی جائے۔ زمیندار فصیل پر چڑھا اور اتر آیا تو اس کے چہرے کا رنگ متغیر تھا۔ شبیب نے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا خدا کی قسم ایک بڑی فوج نے تمہیں گھیر لیا ہے۔ شبیب نے کہا کیا ابھی تک بکری بھنی نہیں۔ جواب دیا گیا کہ نہیں۔ شبیب نے کہا اچھا اسے چھوڑ دو۔

زمیندار پھر دوسری مرتبہ شہر کی فصیل پر دیکھنے کے لیے چڑھا اور آ کر اس نے کہا کہ ان فوج نے قلعے کا محاصرہ کر لیا ہے۔ شبیب نے کہا اچھا وہ بھنا ہوا گوشت تو لاؤ اور بغیر کسی تردد یا پریشانی کے کھانے لگا۔ اور اس سے فراغت کرنے کے بعد وضو کیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی نماز پڑھنے کے بعد دو تلواریں حمائل کیں اور ایک لوہے کا گرز لیا اور حکم دیا کہ میرے لیے خچر پر زین کسا جائے۔ اس کے بھائی مصاد نے کہا بھائی کیا بھلا آج بھی آپ خچر پر زین کسواتے ہیں۔ شبیب نے کہا ہاں! آج اسی پر زین رکھو۔ اور سوار ہوا۔ پھر کہا فلاں تم میمنہ پر رہو اور فلاں تم میسرہ پر رہو اور مصاد سے کہا کہ تم قلب فوج میں رہو۔

شبیب خارجی کا کوفی فوج پر حملہ:

اس کے بعد اس نے زمیندار کو شہر کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ چنانچہ کوفے والوں کے روبرو دروازہ کھول دیا گیا اور اپنے اشعار

کہتا ہوا سعید کی طرف چلا۔ سعید اور اس کے ساتھیوں نے رجعت قہقری شروع کر دی اور اس دریا سے ایک میل کے قریب فاصلے پر پیچھے ہٹ گئے۔

سعید کہتا جاتا تھا اے ہمدانیو میں ذی مران کا بیٹا ہوں میرے پاس آؤ۔

سعید نے ایک دستہ فوج کو اپنے بیٹے کے ساتھ روانہ کیا کیونکہ اسے یہ محسوس ہو گیا تھا کہ دشمن مجھ پر غلبہ کر لے گا۔ شبیب یہ دیکھ کر اپنے بھائی مصاد کی طرف دیکھا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے تیری موت کا سوگوار بنائے اگر میں اسے قتل کر کے اس کے بیٹے کو اس کا سوگوار نہ بناؤں اور پھر گرز لے کر سعید پر چڑھ دوڑا۔ سعید لڑکھڑا گیا اور زمین پر گر پڑا۔ فوج نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی۔ مگر سوائے ایک مقتول کے اور کوئی اس روز اہل کوفہ میں مقتول نہیں ہوا۔

جزل کی شجاعت:

سعید کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کر جزل کے پاس آ گئی۔ جزل نے انہیں اپنی طرف بلایا۔

عیاض بن ابی لینہ نے کہا اے لوگو! اگر تمہارا اول درجے کا سردار ہلاک ہو گیا ہے تو کوئی حرج نہیں یہ تمہارا دوسرا مبارک نصیب امیر موجود ہے اس کے پاس آؤ اور اس کے زیر قیادت لڑو۔

یہ سن کر کچھ لوگ تو جزل کی طرف آ گئے اور بعض نے سیدھے کوفہ کی طرف راہ فرار اختیار کی۔ جزل نہایت بہادری سے لڑتا رہا آخر کار زخمی ہو کر گرا۔ خالد بن نہیک اور عیاض بن ابی لینہ دونوں اسے بچاتے رہے اور بڑی مشکل سے جزل کو دشمن کے نرغے سے نکالا۔ اور وہ مدائن میں واپس کر لایا گیا۔ فوج شکست کھا کر کوفہ میں داخل ہوئی۔

جزل کا حجاج بن یوسف کے نام خط:

جزل کو لوگ اٹھا کر مدائن لے آئے اور یہاں سے اس نے تمام واقعے کی کیفیت حجاج کو لکھی۔ جزل کا وہ خط یہ ہے:

"حمد و ثنا کے بعد میں امیر کو مطلع کرتا ہوں کہ میں اس لشکر کے ساتھ جسے آپ نے میرے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا تھا دشمن سے مقابلے کے لیے نکلا۔ آپ نے دشمن کے متعلق جو ہدایات مجھے دی تھیں میں ان پر پوری طرح کاربند رہا اس لیے جب میں موقع دیکھتا تھا دشمن پر نکل کر حملہ آور ہوتا تھا اور جب کسی خطرے کا خوف ہوتا تھا میں فوج کو خارجیوں کے مقابلے پر جانے سے باز رکھتا تھا۔

میں برابر اسی طریقہ کار پر عمل پیرا رہا۔ دشمن نے تمام تدبیریں مجھ پر ختم کر دیں مگر وہ مجھے دھوکا نہ دے سکا اور نہ اچانک غفلت کی حالت میں مجھ پر حملہ کر سکا۔ اتنے میں سعید بن مجالد میرے پاس آ گئے۔ میں نے ان سے کہا "سوچ سمجھ کر کام کیجیے عجلت نہ کیجیے" اور میں نے یہی انہیں ہدایت کی تھی کہ پوری فوج کے ساتھ دشمن سے جنگ کی جائے مگر انہوں نے میری بات نہ مانی، اور سواروں کو لے کر دشمن پر حملہ آور ہو گئے۔

میں نے اس معاملے میں اہل کوفہ اور بصرہ کو گواہ کر لیا ہے کہ میں ان کی رائے سے بالکل بے تعلق ہوں۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا وہ ہرگز میرا منشا نہ تھا۔

سعید نے کہا [illegible] شبیب [illegible] کی طرف [illegible] اور [illegible] لوگوں نے [illegible] اب [illegible] تم [illegible] کے [illegible] اپنے [illegible] آئے ہیں [illegible] شبیب [illegible] اور [illegible] کے مقابلے [illegible] اس [illegible] کی طرح [illegible] آپ [illegible] اس سے [illegible] خیر خواہی [illegible] ظاہر [illegible]"

حجاج کا خط [illegible] کے نام:

حجاج نے [illegible] کے جواب میں یہ لکھا:

"[illegible] تمہارا خط [illegible] اس [illegible] اور [illegible] کے متعلق [illegible] اس کو صحیح سمجھتا ہوں۔

[illegible] کے متعلق [illegible] سمجھا ہے۔

[illegible] تمہاری [illegible] اور [illegible] کو [illegible] اس کی [illegible] اور جب [illegible] تمہارا [illegible] میرا [illegible] ہے۔ تمہارا [illegible] لوگوں [illegible] خیر خواہی [illegible] تمہارا [illegible] اور [illegible] اخراجات میں خرچ کرو والسلام۔"

چنانچہ [illegible] کے پاس آئے اور ان کا [illegible]

[illegible] کیا کرتا تھا۔

شبیب خارجی کا کرخ میں قیام:

اب شبیب [illegible]

مدائن سے کوفہ کی سمت چلا۔ کرخ پہنچا دریائے دجلہ عبور کر کے کرخ آیا۔ شبیب خود کرخ ہی میں مقیم تھا کہ اس نے بغداد کے بازار والوں سے کہلا بھیجا: تم لوگ اپنا اپنا بازار مسلمانوں سے کاروبار کے لیے کھلا رکھو [illegible] تک کوئی تعرض نہ کیا جائے گا۔ یہ کہلا بھیجنے کی وجہ تھی کہ شبیب کو خبر پہنچی تھی کہ بازار والے اس سے خوفزدہ ہیں کہ مبادا غارت گری نہ کرے۔

شبیب خارجی کا سورا پر حملہ:

سورا جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ اس نے فی الفور [illegible] کنارے کنارے چلا اور [illegible] کی پشت پر پہنچ گیا۔ شام کے وقت شبیب نے ان پر بڑی شدت سے حملہ کیا مگر اسے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اب شبیب نے کوفہ کی طرف رخ کر لیا اور [illegible] کے نکالنے پر حملہ شروع کیا۔ سوید بھی [illegible] پیچھا کرتا ہوا [illegible] شبیب کرنے کی تمام کوششیں قطع کر کے [illegible] سوید بھی اس کے تعاقب میں گیا۔ پھر یہاں آ کر اس نے دیکھا کہ شبیب نے جانے [illegible] اس نے شبیب کا تعاقب چھوڑ دیا اور شام تک وہاں مقیم رہا۔

فوج نے [illegible] کہ شبیب کے پیچھے [illegible] اس کے تعاقب میں جا کر شبیب وہاں سے نکل آیا اور دریا [illegible] کے نیچے کے علاقے میں اس کو [illegible] جو بھی تھا اسے لوٹ لیا۔

شبیب خارجی کا بنی ورثہ پر حملہ:

شام [illegible] کی پشت پر سے اس نے [illegible] سے ایک اور پہاڑی علاقے کی طرف جس کا نام [illegible] تھا حملہ شروع کیا۔ یہاں بنی ورثہ کے کچھ لوگوں سے اس کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ شبیب نے ان پر حملہ کیا اور انہیں مجبور کر دیا کہ وہ زمین کے گڑھوں میں پناہ لیں۔ یہاں سے انہوں نے شبیب اور اس کی فوج والوں پر جنگل کے [illegible] ان کے چاروں طرف [illegible] ہوئے تھے حملہ شروع کیا۔

آخر کار یہ سب کے سب ختم ہو گئے۔ شبیب نے انہیں جا لیا اور ان میں سے تیس آدمیوں کو قتل کر دیا جن میں حنظلہ بن مالک، مالک بن حنظلہ اور عمران بن مالک بھی تھے یہ سب قبیلہ بنی ورثہ سے تھے۔

شبیب خارجی کا فروہ بن الاسود پر حملہ:

جب شبیب اپنے [illegible] قبیلے والوں پر غارت گری کرنے کے لیے [illegible] کی سمت بڑھا [illegible] کے قبیلے کا چشمہ [illegible] فروہ بن الاسود [illegible] تھا [illegible] شبیب [illegible] سے واقف تھا اور اس بات سے [illegible] تھا کہ وہ خود اپنے قبیلے والوں پر ہاتھ صاف کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

شبیب کہتا ہے کہ [illegible] اگر [illegible] ہوتا تو میں خود [illegible] غارت گری کرتا۔

جب اس مقام پر شبیب نے حملہ کیا تو پوچھا کہ فروہ کہاں ہے۔

فروہ نے اپنے آپ کو [illegible] سے بچا لیا اور ایک گھوڑے پر سوار ہو کر [illegible] کے پیچھے [illegible] کی وجہ سے [illegible]

سے گھوڑا ان دوڑا دیا۔ اس نے جنگل کا راستہ لیا۔ تمام لوگ شبیب سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے۔ اس لیے یہ واپس آ گیا۔

شبیب نے تمام ملحقات کے لوگوں میں اپنی وحشت بٹھا دی۔ مقام قطقطانہ پر قبضہ کیا۔ پھر مقاتل کے محل پر چڑھا ہوا وہاں سے دریائے فرات کے کنارے پر جو علاقہ تھا اس پر چھاپا، یہاں سے صراۃ اور انبار ہوتا ہوا دقوقا میں گھس آیا اور یہاں سے آذربائیجان کے ملحقہ علاقوں کی طرف روانہ ہوا۔

حجاج کی روانگی بصرہ:

حجاج نے اس کا خیال چھوڑ دیا۔ اور کوفے پر عروہ بن مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر خود بصرے چلا آیا۔

اس درمیان میں لوگوں کو شبیب کا کچھ حال معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ اتنے میں ماذرواسب بابل مہروذ کے زمیندار ادریقی نے عروہ کو خط لکھا کہ انبار کے ایک تاجر نے جو میرے علاقے کا رہنے والا ہے مجھ سے آ کر بیان کیا کہ شبیب کا ارادہ ہے کہ اس آئندہ ماہ کی ابتدائی تاریخوں میں وہ کوفے میں گھس آئے۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو اس کی اطلاع کر دوں تاکہ آپ اس کے متعلق کچھ سوچیں۔ اس بیان کو ابھی ایک گھنٹے کا عرصہ گزرا ہوگا کہ میرے دو خراج وصول کرنے والے ملازم آئے اور انہوں نے بیان کیا کہ شبیب خانیجار پہنچا ہے اور وہاں مقیم ہے۔

عروہ نے اس خط کو ایک دوسرے اپنے خط کے ساتھ منسلک کر کے فوراً حجاج کے پاس بصرے روانہ کیا۔ حجاج اس خط کو پڑھتے ہی نہایت تیزی سے کوفے روانہ ہوا۔

شبیب خارجی کی کوفہ کی جانب پیش قدمی:

دوسری جانب سے شبیب بڑھتے بڑھتے دجلہ کے کنارے ایک گاؤں میں آیا جس کا نام حربی تھا۔ اس مقام سے اس نے دجلہ کو عبور کیا اور پوچھا کہ اس گاؤں کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے کہا اس کا نام حربی ہے۔

شبیب نے کہا حرب ہے۔ جس کی آگ سے تمہارے دشمن جلیں گے اور حرب تمہیں ان کے مکانات کا تاخت بنا دے گا۔ جو شخص واقف کار ہوتا ہے اور پرندوں کا رونا ہے وہ آپ ہی فال لیتا ہے۔

پھر شبیب نے اپنا جھنڈا بلند کیا اور اپنے ساتھیوں کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ بڑھتے بڑھتے مقام عقرقوفا پر پڑاؤ کیا۔

سوید بن سلیم نے عرض کی کہ اے امیر المؤمنین کاش! آپ ہمیں اس منحوس نام والے گاؤں سے لے کر نہ بڑھتے بلکہ کسی دوسرے راستے سے آتے۔

شبیب نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بھی فال لی ہے۔ بخدا میں ہرگز اس مقام سے رخ نہ موڑوں گا بلکہ اس میں سے ہو کر دشمن کے مقابلے پر جاؤں گا۔ ان شاء اللہ اس کی نحوست تمہارے دشمنوں پر ہوگی۔ اسی موضع میں تم ان پر حملہ کرو انہیں کو تباہی اور شکست نصیب ہوگی۔

اس کے بعد شبیب نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ اے لوگو! حجاج اس وقت کوفے میں نہیں ہے اور اب کوفے تک ان شاء اللہ کوئی مزاحمت نہ کرے گا۔ اس لیے بڑھے چلو۔ شبیب نہایت شتاب روی سے کوفے کی طرف چلا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ حجاج سے

پہنچے تو قتل کیا جائے۔

حجاج کی کوفہ میں آمد:

دوسری جانب عروہ نے حجاج کو لکھا کہ شبیب نہایت سرعت سے کوفے کی طرف بڑھ رہا ہے اور قریب ہو گیا ہے اس لیے آپ آنے میں بہت جلدی کیجیے۔

حجاج منزلوں کو چھوڑ چھوڑ کر تیزی سے چلا۔ دونوں چاہتے تھے کہ اپنے مقابل سے پہلے کوفہ پہنچ جائیں۔ حجاج ظہر کے وقت کوفہ میں داخل ہو گیا اور شبیب نماز مغرب کے وقت سبخہ پہنچا۔ یہاں اس نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر کچھ تھوڑا سا ستو کھایا اور ساتھی اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر کوفے میں داخل ہو گئے۔

شبیب خارجی کا قصر کوفہ پر حملہ:

شبیب بڑھتا ہوا بازار تک پہنچ گیا۔ پھر قلعے پر حملہ آور ہوا اور قصر کے دروازے کو گرز سے مارا اور اثر آ گیا۔

ابو منذر کہتے ہیں کہ میں نے شبیب کے گرز کے نشان کو قصر کے دروازے پر دیکھا ہے۔ اس ضرب نے دروازے میں بہت گہرا اثر کیا تھا۔

شبیب وہاں سے ہٹ کر چبوترے پر کھڑا ہوا اور یہ دو شعر پڑھے:

وكأن حافرها بكل خميلة   كيل يكيل به شحيح معدم
عبد دعي من ثمود اصله   لا بل يقال ابو ابيهم يقدم

''گویا گھوڑے کا سم جو ہر ریتلی زمین پر پڑتا ہے وہ ایک پیمانہ ہے جس سے بخیل اور مفلس آدمی وزن کرتا ہے میرا مدمقابل ایک جھوٹے نسب کا دعی غلام ہے جس کی اصل ثمود سے ہے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا جد اعلیٰ یقدم تھا''۔

خوارج کی مسجد میں غارت گری:

اس کے بعد خارجی بڑی مسجد میں گھس آئے جس میں اکثر نمازی رہتے تھے۔ ان میں سے شبیب نے عقیل بن مصعب الوادعی، عدی بن عمرو ثقفی، ابو لیث بن ابی سلیم عنبسہ بن ابی سفیان کے آزاد غلام کو قتل کر دیا۔

دوسرے خارجیوں نے ازہر بن عبداللہ عامری کو قتل کر ڈالا۔

خارجی حوشب کے مکان پر پہنچے۔ یہ پولیس کے افسر اعلیٰ تھے۔

حوشب کے غلام میمون کا قتل:

خارجی اس کے دروازے پر جا کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ امیر حوشب کو بلا رہے ہیں۔ حوشب کے غلام نے گھوڑا باہر نکالا تا کہ حوشب اس پر سوار ہو جائیں۔ اس اثناء میں میمون نے بھانپ لیا کہ یہ دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں۔ خارجیوں نے خیال کیا کہ اب یہ ہمارا بھانڈا پھوڑ دے گا۔

میمون نے چاہا کہ پھر مکان میں چلا جائے مگر خارجیوں نے کہا کہ تم اس وقت تک ٹھیرو جب تک کہ تمہارے آقا یہاں باہر نہ آ جائیں۔

حوشب نے اس گفتگو کو سنا اور سمجھ لیا کہ دشمن آ گیا مگر باہر نکل آیا۔ جب دیکھا کہ ایک جماعت کی جماعت موجود ہے اس نے یقین کر لیا کہ ضرور یہ دشمن ہیں اور پلٹ کر جانے لگا۔ خارجی اس کی جانب جھپٹے مگر وہ گھر میں گھس گیا اور اس نے دروازہ بند کر لیا۔

سوید اور جحاف کی گفتگو:

سوید نے اس سے کہا کہ یہاں اتر آؤ۔ جحاف نے کہا میرے آنے سے تمہیں کیا غرض۔ سوید نے کہا اس جوان اونٹنی کی قیمت ادا کرنا چاہتا ہوں جو میں نے آپ سے فلاں علاقے میں خریدی تھی۔

جحاف نے کہا واہ اچھے وقت قیمت ادا کرنے آئے۔ تاریکی رات اور گھوڑے کی پشت کے لیے رکھی تھی۔ کیا ایسے وقت میں جب کہ رات اندھیاری اور تم گھوڑے کی پشت پر ہو اس امانت کی ادائیگی کرنی تھی۔ اے سوید اللہ اس ملت کا برا کرے جس کی تکمیل اور اصلاح بغیر عزیزوں کے قتل کے اور اپنی ہی قوم کے خون بہانے کے ہو ہی نہیں سکتی۔

ذہل بن الحارث کا قتل:

یہاں سے پلٹ کر وہ مسجد بنی ذہل پر پہنچے یہاں انھوں نے ذہل بن الحارث کو دیکھا۔ یہ اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھتے تھے اور عادت تھی کہ بہت لمبی نماز پڑھتے تھے۔ جب یہ اپنے گھر واپس جانے لگے خارجیوں نے انھیں جا لیا اور حملہ کیا کہ انھیں قتل کر ڈالیں۔

ذہل نے کہا اے خداوند! ان لوگوں کے ظلم اور جہل کی میں تجھ سے شکایت کرتا ہوں۔ اے خداوند میں کمزور ہوں۔ ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا تو ان سے میرا بدلہ لے۔ مگر اس پر خارجیوں نے ان پر وار کیے اور قتل کر ڈالا۔ پھر کوفہ سے نکل کر مردمہ کی سمت روانہ ہوئے۔

نضر بن قعقاع:

نضر بن قعقاع بن شور ذہلی اور ان کی ماں ناجیہ بنت ہانی بن قبیصہ ہانی الشیبانی شبیب کے سامنے آ گئے۔ جب نضر سامنے آیا تو شبیب نے اسے بہت گھور کر غور سے دیکھا۔ نضر نے کہا السلام علیکم ایہا الامیر ورحمۃ اللہ۔ اس پر سوید نے فوراً کہا کہ افسوس ہے تجھ پر امیر المومنین کے لقب سے مخاطب کر۔ پھر نضر نے "امیر المومنین" کہا۔ خارجی کوفہ سے باہر نکل آئے اور مردمہ کی سمت روانہ ہو گئے۔

کوفہ میں منادی:

حجاج نے حکم دیا کہ ایک اعلان کر دیا جائے۔ چنانچہ منادی نے اعلان کیا کہ اے اللہ کے سوارو! اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ اور تمہیں خوشخبری ہو۔ اس وقت تک خود حجاج قلعے کے دروازے پر موجود تھا۔ اس کے پاس ایک غلام بھی کھڑا ہوا تھا جس کے ہاتھ میں چراغ تھا۔

سب سے پہلے عثمان بن قطن بن عبداللہ بن الحصین ذی الغصہ آزاد غلاموں اور اپنے خاندان اور قبیلے کی ایک معتد بہ جماعت کے ساتھ آ موجود ہوا اس نے کہا امیر سے اطلاع کر دی جائے کہ عثمان حاضر ہے جو حکم ہو اس کی تعمیل کی جائے۔

اس غلام نے جو چراغ لیے کھڑا ہوا تھا کہا کہ آپ اپنی جگہ پر ٹھہریں اور امیر کی ہدایت کے منتظر رہیں۔

اب ہر جانب سے لوگ جمع ہونے شروع ہوئے۔ عثمان نے تمام رات ان لوگوں کے ساتھ جو جمع ہو گئے تھے اسی مقام پر بسر کی۔

شبیب خارجی کے تعاقب میں فوجی دستوں کی روانگی:

حجاج نے بشر بن غالب الاسدی (بنی والبہ) کو دو ہزار فوج کے ساتھ اور زائدہ بن قدامہ الثقفی کو دو ہزار فوج کے ساتھ۔ ابوالضریس بنی تمیم کے آزاد غلام کو ایک ہزار آزاد غلاموں کے ساتھ اور اعین کو جو حمام اعین کا مالک تھا اور بشر بن مروان کا آزاد غلام تھا ایک ہزار فوج کے ساتھ خارجیوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔

محمد بن موسیٰ ناظم سجستان:

عبدالملک نے محمد بن موسیٰ بن طلحہ کو سجستان کا ناظم مقرر کیا تھا اور اس کے لیے باقاعدہ وثیقہ بھی لکھ دیا تھا۔ اس طرح حجاج کو یہ خط لکھا تھا:

> ”حمد و ثنا کے بعد جب محمد بن موسیٰ تمہارے پاس پہنچے ان کے ہمراہ سجستان جانے کے لیے دو ہزار کا بندوبست کر دینا اور انہیں جلد روانہ کر دینا“۔

عبدالملک نے محمد بن موسیٰ کو لکھ دیا کہ تم حجاج سے خط و کتابت کرتے رہنا۔

محمد بن موسیٰ اور حجاج:

جب محمد بن موسیٰ آئے تو حجاج نے اس فوج کی تیاری اور درستی میں جو ان کے ہمراہ جانے والی تھی دیر لگانی شروع کی۔ محمد کے دوستوں نے اسے سمجھایا کہ آپ تو سیدھے روانگی کر کے فوراً اپنی منزل مقصود کو جائیے اور اپنی ذمہ دارانہ خدمت کا جائزہ لیجیے۔ کیونکہ معلوم نہیں حجاج کا اس جنگ میں کیا حشر ہو۔

مگر محمد بدستور ٹھہرا رہا اور شبیب کے مقابلے کا جو واقعہ پیش آیا وہ اس کے سامنے پیش آیا۔ اس کے بعد حجاج نے محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ سے کہا کہ تم شبیب اور خارجیوں سے لڑو اور پھر اپنی منزل مقصود کو چلے جانا۔

حجاج نے ان امراء کے ساتھ جو شبیب کے تعاقب میں بھیجے گئے تھے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر بن کریز القرشی اور زیاد بن عمرو العتکی کو بھی بھیج دیا۔

نضر بن قعقاع کا قتل:

شبیب کوفہ سے نکل کر مردمہ پہنچا۔ یہاں خراج وصول کرنے کے لیے ایک حضرموت کا باشندہ ناجیہ بن مرثد الحضرمی عامل

مطر بن ... یہ شخص بھاگ کر حمام میں چھپ گیا۔ شبیب وہاں پہنچا تو اسے باہر نکلوا کر قتل کر ڈالا۔

نضر بن قعقاع بن شور شبیب کے سامنے آیا۔ یہ شخص حجاج کے ساتھ آیا تھا۔ جب کوفہ آ رہے تھے تو یہ ساتھ تھا مگر جب حجاج نے نہایت سرعت سے کئی کئی منزلوں کو ایک ایک دن میں طے کر کے سفر کیا تو اسے پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

جب شبیب نے اسے دیکھا اور اس کے ساتھ حمیت کی وجہ سے پہچان گیا اور اس سے کہا: اے نضر بن قعقاع لا حکم الا للہ حکم خدا ہی کا ہے اس کے کہنے سے مطلب یہ تھا کہ وہ حکم کو (بطور نعرہ) کہے۔ دراصل یہ اسے قتل سے بچانا چاہتا تھا۔

نضر اس جملے سے مطلب کو سمجھ نہ سکا اور اس نے جواب دیا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم خدا ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

اس پر شبیب کے ساتھیوں نے کہا: اے امیر المومنین معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اس کہنے سے اس نے یہ سمجھا کہ آپ اسے اپنے مذہب کی تلقین کر رہے ہیں۔

پھر ان لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا اور قتل کر ڈالا۔

شبیب خارجی کی روانگی قادسیہ:

یہ تمام سردار دار الرزق کے ... فرات کے پل کے علاقے میں جمع ہوئے مگر اب شبیب نے اپنا رخ ہی بدل دیا اور بجائے اس کے کہ ان سرداروں کی طرف آتا اس نے قادسیہ کا رخ کیا۔

حجاج نے زحر بن قیس کو ... منتخب سواروں کے ساتھ شبیب کے تعاقب کا حکم دیا۔ اور ہدایت کی کہ جہاں کہیں تم اسے پاؤ فوراً حملہ کر دینا۔ البتہ اگر وہ بھاگ جائے تو تم اس کا تعاقب نہ کرنا جب تک وہ تم پر پلٹ کر خود حملہ آور نہ ہو تم اس سے جنگ نہ کرو۔ اور اگر وہ کسی مقام پر پڑاؤ کر دے اور تم سے مقابلے پر جما رہے تو تم بھی اس جگہ سے نہ ہلنا جب تک کہ اس سے دو دو ہاتھ نہ کر لو۔

زحر بن قیس کی مہم:

زحر اس مہم پر روانہ ہو کر السیلحین پہنچا۔ شبیب کو بھی معلوم ہوا کہ زحر اس سے مقابلے کے لئے آ رہا ہے۔ اس نے بھی اس کی طرف کوچ کیا۔ غرض کہ دونوں ایک دوسرے کے مقابلے میں آ گئے۔ زحر نے اپنے میمنہ پر عبداللہ بن کناز النہدی کو مقرر کیا جو ایک نہایت ہی بہادر شخص تھا اور اپنے میسرہ پر عدی بن عمیرہ الکندی ثم الشیبانی کو مقرر کیا۔

زحر اور شبیب خارجی کی جنگ:

شبیب نے بھی اپنے تمام سواروں کو ایک جگہ جمع کیا اور کہا کہ ہم سب مجتمع حالت میں ہی دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔ چنانچہ وہ اپنے سواروں کو لے کر دشمن کی صف پر حملہ کرنے کے لئے بڑھا۔ آخر کار زحر کی طرف چلا اور گھوڑوں کی ... دینے کے بعد زحر بن قیس پر حملہ کیا۔

زحر بن قیس کی شکست و مراجعت کوفہ

زحر گھوڑے سے گر پڑا اور زخمی تھا گو کہ بچ گیا اس لیے لڑائی ختم ہو گئی خارجیوں نے سمجھا کہ ہم نے اسے قتل کر دیا۔ مگر جب صبح ہوئی اور اسے سردی محسوس ہوئی۔ اٹھا اور خود اپنے پیروں سے چل کر گاؤں میں آیا یہاں اس نے رات بسر کی اور پھر یہاں سے اسے کوفہ لے گئے اس کے چہرے اور سر پر تلوار اور نیزوں کے بہت سے زخم آئے تھے کچھ عرصہ تک علاج ہوتا رہا تو اچھے ہو گئے۔ پھر حجاج کے پاس آیا اس وقت بھی اس کے چہرہ پر روئی کے پھاہے رکھے ہوئے تھے۔ حجاج نے اسے اپنے پاس تخت پر بٹھایا اور جو لوگ اس وقت اس کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے انہیں مخاطب کر کے کہا جس کسی کو ایک شخص کے دیکھنے سے خوشی حاصل ہوتی ہو جو چلتا پھرتا بھی ہے حالانکہ وہ شہید ہے۔ اسے چاہیے کہ زحر بن قیس کو دیکھ لے۔

شبیب خارجی کی نجران میں آمد

چونکہ شبیب کے ساتھیوں کو یہی خیال تھا کہ ہم نے زحر کو قتل کر دیا ہے۔ اس لیے انہوں نے شبیب سے کہا کہ ہم نے دشمن کے لشکر کو شکست دی اور ان کے ایک بڑے سردار کو قتل کر دیا اب بہتر یہ ہے کہ اپنی عزت و آبرو کو بچا کر آپ ہمیں یہاں سے کسی دوسری طرف لے چلیے۔

شبیب نے کہا کہ ہم نے چونکہ اس امیر کو قتل کیا اور اس لشکر کو شکست دی اس لیے وہ تمام سردار اور فوجیں جو تمہاری تلاش میں بھیجی گئی تھیں تم سے مرعوب ہیں اب تم میرے ساتھ ان کی طرف بڑھو۔ اگر ہم نے انہیں قتل کر لیا تو ان شاء اللہ حجاج کے قتل کرنے اور کوفہ پر قبضہ کرنے میں کوئی شے ہماری سد راہ نہ ہو گی۔

سب نے کہا اب ہم آپ کی رائے پر چلیں اور آپ کی پیروی کرنے کے لیے دل و جان سے حاضر ہیں۔ ہم آپ کی مرضی پر ہیں جیسا آپ کہیں گے ویسا ہم کریں گے۔

شبیب نے سب کو لے کر تیزی سے کوچ شروع کیا نجران پہنچا (یہ نجران وہ ہے جو عین التمر کے اطراف میں کوفہ کے قریب واقع ہے)۔

روذبار میں کوفی افواج کا اجتماع

یہاں آ کر اس نے دشمن کی نقل و حرکت دریافت کی معلوم ہوا کہ وہ سب روذبار واقعہ زیریں فرات علاقہ بہقباذ اسفل میں جو کوفہ سے چوبیس فرسخ کے فاصلے پر ہے تمام سردار اکٹھے ہو رہے ہیں۔

حجاج کو بھی خبر ہوئی کہ شبیب ان سرداروں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس نے عبدالرحمن بن الغرق ابن ابی عقیل کے آزاد غلام کو جس کی حجاج بہت تکریم و تعظیم کیا کرتا تھا۔ حکم دیا کہ تم ان سرداروں کے پاس جا کر انہیں مطلع کر دو کہ شبیب تمہاری طرف بڑھے آ رہے ہیں اور یہ بھی کہہ دینا کہ اگر ایک ہی جگہ میں تم سب جمع ہو جاؤ تو زائدہ بن قدامہ تم سب کے سردار ہوں گے۔

ابن الغرق آیا جو پیغام تھا وہ پہنچا دیا اور پھر واپس چلا گیا۔

[illegible] راجہ داہر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

راجہ داہر [illegible] کا فوج سے خطاب

[illegible] چلے گئے۔

آغاز جنگ:

[illegible]

جو اس وقت تک [illegible] کے مقابلے سے [illegible] تھا

پھر [illegible] شبیب

[illegible]

شبیب نے [illegible]

[illegible]

اہل کوفہ کی شکست و پسپائی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مغرب کے وقت [illegible] محمد بن موسیٰ [illegible] تک پہنچ گئے [illegible]

بشر بن غالب کا خاتمہ

شبیب کے [illegible] بشر بن غالب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شبیب خارجی کا [illegible]

جب خارجی [illegible]

[illegible]

[illegible]

اس وقت شبیب اپنا دستہ آراستہ کر کے اپنی فوج والوں سے کہہ رہے تھے

"اے خدا کے بندو! اپنی تعداد کی قلت پر نظر نہ کرو اور ثابت قدم رہو قریب ہے کہ فتح ہو۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔"

زائدہ بن قدامہ کا قتل:

غرض کہ زائدہ اسی طرح جم کے مقابلہ کرتے رہے اور اپنے دشمنوں سے لڑتے رہے بہت خوب جرأت و شجاعت دکھانے کے بعد قتل کر دیئے گئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابو الصقیر المحلمی نے زائدہ کو قتل کیا تھا۔ مگر اس کے اس دعوے میں ایک دوسرے شخص فضل بن عامر نے بحث کی اور خود ان کے قتل کا مدعی ہوا۔ شبیب نے زائدہ کو قتل کرا دیا اور ابو الضریس اور اعین ایک زبردست قلعے میں چلے گئے۔

شبیب کی بیعت کی دعوت.

شبیب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اب تلوار روک لیں اور لوگوں کو قتل نہ کریں بلکہ لوگوں کو بیعت کی دعوت دیں چنانچہ صبح کے وقت لوگوں کو بیعت کی دعوت دی گئی۔ عبدالرحمٰن بن جندب کہتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو شبیب کے ہاتھ پر بیعت کرنے آئے تھے۔ شبیب اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے دوسرے سوار اس کے سامنے ایستادہ تھے۔ جو کوئی بیعت کرنے آتا اس کے گلے سے تلوار کی حمائل اس سے چھین لی جاتی پھر وہ شبیب کے قریب پہنچتا اور امیر المؤمنین کے لقب سے اسے مخاطب کرتا اس کے بعد اسے جانے کی اجازت ہو جاتی اور روشنی ہونے تک یہی ہوتا رہا۔

محمد بن موسیٰ کی شجاعت.

اسی بیعت کرنے کے دوران میں یہ حال تھا کہ محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ ایک مختصر سی جماعت کے ساتھ مقابلہ کو اٹھ کھڑا ہوا تھا سب سے الگ اپنی جگہ ڈٹے ہوئے تھے۔ جب صبح ہوئی ان کے ساتھ والوں نے اذان دی۔ شبیب نے اذان کی آواز سنی تو پوچھا کہ یہ کون ہے؟ کسی نے جواب دیا کہ یہ محمد بن موسیٰ بن طلحہ ہے جو اب تک اپنی جگہ پر جما ہوا ہے۔

شبیب نے کہا میرا بھی یہی خیال تھا کہ اس کی حماقت اور تکبر اسے مجبور کرے گا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے اچھا ان لوگوں کو ہم سے علیحدہ ہو جانے دو۔ پھر ان سے اتر کر نمٹ لیں گے۔

شبیب خارجی کا محمد بن موسیٰ پر حملہ:

شبیب گھوڑے سے اتر پڑا خود ہی اذان دی پھر آگے بڑھ کر اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ پہلی رکعت میں سورۃ ویل لکل همزة لمزة اور دوسری رکعت میں ارأیت الذی یکذب بالدین تلاوت کی اور سلام پھیرا۔ پھر سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہو گئے محمد پر حملہ کر دیا۔ کچھ لوگ میدان جنگ سے ہٹ گئے اور کچھ اپنی جگہ جمے رہے۔

راوی کہتا ہے کہ مجھے یاد ہے کہ جب اس نے محمد پر حملہ کیا اور پھر اسی طریقہ سے اسے گھیر لیا تو وہ یہ شعر پڑھتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا:

﴿الٓمٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ﴾

"کیا ان لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ محض یہ کہہ دینے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لائے ہیں اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی اور مصیبت میں مبتلا نہ کیے جائیں گے حالانکہ ان سے اگلے لوگوں کو بھی ہم نے مصیبت میں ڈالا تاکہ اللہ تعالیٰ معلوم کرے کہ کون اپنے ایمان میں سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔"

غرض شبیب نے کئی بار حملہ کیا اور ان لوگوں نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا کہ شبیب ان سے نکل گیا تو اس کے بعد ہم اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے اور ان کے تمام لشکرگاہ میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔

جن لوگوں نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ان میں سے اب کوئی باقی نہیں رہا باقی سب بھاگ گئے تھے۔

محمد بن موسیٰ کو شبیب خارجی کی پیشکش

محمد بن موسیٰ بن طلحہ کے متعلق یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے یہ ابو مخنف کی روایت ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے یہ بیان کیا کہ جب عبدالملک بن مروان نے محمد بن موسیٰ کو سجستان کا عامل مقرر کیا تو ان کو لکھا گیا کہ شبیب سے آپ کی ملاقات ہوگی آپ کا گذر ان سب پر آپ ہی کی حکومت ہے لیکن شبیب آپ کے راستے میں ہے۔

محمد بن موسیٰ شبیب کی طرف بڑھا۔ شبیب نے اس سے کہلا بھیجا کہ تمہیں دھوکا دیا گیا ہے تمہاری آزمائش کی جا رہی ہے اپنے آپ کو بچاؤ۔ تم ہمسایہ ہو اس لیے بہتر ہے کہ تم لوٹ جاؤ تم جن کے پاس جا رہے ہو ان کے مقابلے میں آپ اپنی منزل کی طرف چلے جایئے اور میں تم سے خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔

محمد بن موسیٰ اور شبیب خارجی کا مقابلہ

مگر محمد نے ان باتوں پر کچھ کان نہ دھرا اور مقابلہ پر آمادہ ہو گیا۔ شبیب نے اس کو پھر اپنے آدمی کی زبانی یہ کہلا بھیجا کہ تم مجھ سے مقابلہ نہ کرو مگر اس نے نہ مانا اور کہا کہ میں تم سے ضرور مقابلہ کروں گا۔ اس لیے تعصب اور ہٹ دھرمی سے مقابلے کے لیے بڑھے تو محمد بن موسیٰ نے کہا کہ میں صرف شبیب ہی سے مقابلہ چاہتا ہوں۔

ان لوگوں نے شبیب سے کہا کہ وہ تم ہی سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے اور تمہیں للکار رہا ہے۔

شبیب نے کہا کہ یہ جو شخص ہے ہم اس سے شرف رکھتے ہیں۔ شبیب تو اس کے لیے محمد بن موسیٰ کی طرف بڑھا اور اس سے کہا کہ خدا کی قسم میں تمہارا خون بہانا اپنے لیے حرام سمجھتا ہوں مجھے تمہارا قتل ناپسند ہے۔ محمد نے جب نہ مانا اور اس پر اصرار کیا تو شبیب نے قبول کر لیا۔

محمد بن موسیٰ کا قتل

غرض اب شبیب نے اس پر حملہ کیا اور ایک گرز سے جس کی تمام پر بارہ رطل لوہا لگا ہوا تھا اس کے سر پر ایسی ضرب

---

[1] [illegible]

نکالی کہ غوطے کھانے لگے اور سر بھی پانی میں ڈوب گیا اور محمد مردہ ہو کر گر پڑے۔

شبیب نے باقاعدہ اس کی تجہیز و تکفین کی۔ اس کے لشکر گاہ سے جو مال و متاع اس کے ہاتھ آیا تھا اس کی قیمت لگا کر اس کے اہل و عیال کو بھیج دی اور اپنے ساتھیوں سے معذرت کی کہ چونکہ محمد بن موسیٰ کوفہ میں میرا ہمسایہ تھا اس لیے میرا یہ فرض تھا کہ جو کچھ غنیمت میرے ہاتھ آئی ہے میں اسے اس کے ورثاء کو دے دوں۔

اس سے پہلے محمد بن موسیٰ، عمر بن عبید اللہ بن معمر کے ہمراہ فارس میں تھا۔ اور اس کے ساتھ ابو فدیک کے مقابلے میں اس کے میمنہ کا سردار تھا۔ اس جنگ میں اس نے اپنی بہادری اور شجاعت کی وجہ سے شہرت و ناموری حاصل کی تھی۔ عمر بن عبید اللہ نے اپنی بیٹی ام عثمان اس کے نکاح میں دے دی تھی۔ عبدالملک اس کا بہنوئی تھا۔

جب عبدالملک نے اسے سجستان کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا، یہ کوفہ آیا۔ یہاں کسی نے حجاج سے کہا کہ یہ شخص بہادر اور پھر عبدالملک کا سالا بھی ہے سجستان چلا گیا اور پھر اس کے پاس اگر کسی ایسے شخص نے پناہ لی جس کی تمہیں تلاش ہو تو پھر اس شخص کو تمہارے حوالے نہیں کرے گا۔

حجاج نے کہا اچھا پھر کیا کیا جائے؟ مشورہ دیا گیا کہ تم خود اس سے ملنے جاؤ، سلام کرو، اس کی شجاعت و بسالت کی تعریف و توصیف کرو اور کہو کہ شبیب آپ کے راستے میں ہے، میرا تو اس نے ناک میں دم کر دیا ہے، مجھے امید ہے آپ مجھے اس سے نجات دلائیں گے، اب صرف آپ سے میری تمام امیدیں وابستہ ہیں۔ مجھے توقع ہے کہ آپ کی وجہ سے خدا تعالیٰ مجھے اس کی طرف سے مطمئن کر دے گا۔ یہ کارنامہ آپ کی شہرت میں چار چاند لگا دے گا۔

یہ بات محمد کی سمجھ میں آ گئی۔ شبیب کی طرف مڑا۔ شبیب اس سے دو چار ہوا اور کہنے لگا میں تو تمہاری چال سمجھ گیا ہوں۔ اس نے تمہیں دھوکا دیا ہے اور اس طرح اس نے تمہاری آڑ میں اپنے آپ کو بچایا ہے وہ تمہیں گویا تمہارے ساتھیوں کے ہمراہ ہیں اور مجھے یقین ہے کہ جب فریقین میں مقابلہ ہوگا یہ تمہیں چھوڑ دیں گے اور تم بھی اوروں کے ساتھ مارے جاؤ گے۔ میری بات مانو اور اپنا راستہ لو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری جان ضائع ہو۔

محمد نے ایک نہ سنی۔ شبیب نے اس سے تنہا جنگ کی اور قتل کر ڈالا۔

ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ

اس رات جن لوگوں نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ان میں ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ شبیب نے پوچھا کہ کیا تم ابو بردہ ہو؟ انہوں نے کہا ہاں!

شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے میرے دوستو! اس کا باپ پہلا سرپنچوں میں سے تھا!

سب نے کہا کہ کیوں نہ اسے قتل کر ڈالیں۔ شبیب نے کہا کہ اس کے باپ نے جو کچھ کیا تھا۔ اس کا یہ ذمہ دار نہیں۔ سب نے کہا یہ

---

۱ جنگ صفین کے بعد ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے حکم بنائے گئے تھے۔

ٹھیک آپ کا فرمانا درست ہے۔ صبح کے وقت شبیب اس قلعے کی طرف بڑھا۔ جس میں ابوالعفرطی اور ابو عیسیٰ پناہ گزیں تھے۔ انہوں نے شبیب پر تیر برسائے اور قلعہ بند ہو گئے۔

شبیب خارجی کا خانیجار میں قیام:

شبیب اس روز تمام دن وہاں قیام کر کے انہیں چھوڑ کر چلتا ہوا۔

اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اب کوفہ تک راستہ صاف ہے کوئی مزاحم نہیں۔

شبیب نے نظر جو دوڑائی تو دیکھا کہ اس کے ساتھی روانہ ہو گئے ہیں۔ شبیب نے کہا جو کچھ ابھی تمہیں کرنا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے جو اب تک تم کر چکے ہو۔

غرض کہ باغیوں کو لے کر نفر، صراط اور بغداد پر دھاوے کرتا ہوا خانیجار آیا اور یہاں ٹھہر گیا۔

عثمان بن قطن کا امارت مدائن پر تقرر:

جب حجاج کو معلوم ہوا کہ شبیب نفر کی جانب بڑھا ہے اس نے خیال کیا کہ اس کا ارادہ مدائن پر حملہ کرنے کا ہے جو کوفہ کا دروازہ ہے اور جو شخص مدائن پر قبضہ کرے گا تو کوفہ کا بیشتر علاقہ اس کے قبضہ اقتدار میں آ جائے گا۔ اس سے حجاج کو سخت تشویش ہوئی۔ اس نے عثمان بن قطن کو بلایا اور مدائن جانے کا حکم دیا اور کہا کہ خطبہ اور نماز پڑھانے کا بھی تم ہی کو حق ہے۔ تمام علاقہ جوخی اور استان کا خراج سب تمہارے لیے ہے۔

عثمان بن قطن اور جزل:

عثمان روانہ ہوا۔ تیزی سے منزلوں کو طے کرتا ہوا مدائن پہنچا۔ حجاج نے عبداللہ بن عصیفیر حاکم مدائن کو معزول کر دیا۔ جزل بھی کئی ماہ سے یہاں مقیم تھا اور اپنے زخموں کا علاج کر رہا تھا۔ ابن ابی عصیفیر جزل کی عیادت کو آتا تھا اور بہت کچھ سلوک کرتا رہتا تھا۔ جب عثمان مدائن آیا اس نے اس کی خبر گیری نہ کی اور نہ کبھی ملنے ہی جاتا تھا اور نہ کچھ سوغات بھیجا۔

اس پر جزل نے کہا اے اللہ! تو ابن عصیفیر کی سخاوت و شرافت میں دن دونی رات چوگنی ترقی دے اور عثمان بن قطن کے بخل میں اضافہ ہو۔

عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث:

حجاج نے عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث کو بلایا اور حکم دیا کہ فوج کا انتخاب کرلو۔ اور اس دشمن کے تعاقب میں جاؤ۔ چھ ہزار شہسوار منتخب کرلو۔ چنانچہ عبدالرحمن نے شہسواروں اور ان کے سرداروں کو منتخب کر لیا اور اپنی قوم کے بھی چھ سو کندی اور حضرمی بہادر چنے۔ حجاج نے عبدالرحمن کو مشورہ دیا کہ ایک جگہ فوج کو جمع کر کے اس کی ترتیب کرلو۔ عبدالرحمن نے مقام دیر پر لشکر آرائی شروع کی۔

حجاج کا فوج کے نام پیغام:

جب حجاج نے ارادہ کیا کہ اب اس فوج کو روانہ کیا جائے اس نے حسب ذیل خط تمام فوج کے نام لکھا:

”حمد و ثنا کے بعد تم نے ذلیل اور کمینے لوگوں کی سی عادت اختیار کی ہے۔ جنگ میں تم نے پشت موڑ لی حالانکہ یہ کفار کا وتیرہ ہے۔

میں نے ایک مرتبہ تمہیں لکھنے کی بابت سے درگزر کیا ہے۔ اب میں تم سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر اب تم نے جو تم نے ایک بات کہی تمہیں اس کی حفاظت کرو اور دونوں کا اور اس مصیبت میں جو مسلمانوں کو پہنچی ہے تمہیں اس کا ذمہ دار [illegible] کے بیچ [illegible] وہاں کی پہاڑیاں بھی ہاتھ لگ جائیں [illegible] شخص کو میں نے تمہاری جگہ [illegible] اپنے علاقے کی [illegible] تو اب جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر عمل کرو [illegible] اس وقت تک ان کی بات نہ سننا۔ والسلام علیکم۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی روانگی:

طلوع آفتاب کے وقت دونوں نے اپنے سواروں [illegible] عبدالرحمٰن کے پاس بھیجا اور مطلع کیا کہ اسی وقت روانہ ہو جائیں اور تمام ملازمین [illegible] کہ اس کے جو شخص ساتھ ہو جائے گا اور پیچھے رہ جائے گا اس نے تمام حقوق متعلقہ [illegible] دستبردار ہو جائیں گے۔

عبدالرحمٰن روانہ ہو گیا اور [illegible] ایک دن ایک رات یہاں قیام کیا۔ اس کی فوج [illegible] کوچ کا اعلان کر دیا۔

ابن الاشعث کو ہزیل کا مشورہ:

قوم کو یہاں سے [illegible] ہزیل کے پاس آئے [illegible] کی بابت دریافت کیا۔ ایک گفتگو [illegible] تجربہ کار [illegible] تھی [illegible]۔

ہزیل نے [illegible] گفتگو میں کہا [illegible] اپنے دوستوں کے متعلق [illegible] ہے کہ جب سے [illegible] جنگ [illegible] گھوڑوں [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] سے پیدا ہوئے ہیں اور ان کی [illegible] جنگ کی ابتدا [illegible] شروع کر دیں [illegible] جائے تو [illegible] میں ان سے [illegible] جب [illegible] جنگ [illegible] جب [illegible] حاصل ہوا۔ میں نے ان پر فتح [illegible] تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ [illegible] ان کے مقابلے پر نہ آنا۔

اس کے بعد ہزیل نے رخصت لی اور [illegible] ابن الاشعث [illegible] ہوئی۔

ابن الاشعث کا [illegible] میں قیام

عبدالرحمٰن نے گھوڑوں [illegible] کی طرف چلا۔ جب [illegible] کے قریب [illegible] اور شہر [illegible] کی طرف نکل گیا۔

عبدالرحمٰن ان کے تعاقب میں چلا اور کوچ پر کوچ کی اور جب کہ شبیب اب ملنے والا ہی تھا تو اب آگے چلا گیا اپنے شہروں والوں نے بہت بڑے بڑے نقصانات ان کے مال پہنچائے۔

حجاج کا ابن الاشعث کو حکم

اس پر حجاج نے لکھا کہ شبیب کا تعاقب کرو۔ جہاں وہ جائے تم اس کے پیچھے جاؤ۔ یہاں تک کہ تم اسے پا لو تو اسے قتل کرو یا یہاں سے بھگا دو کیونکہ یہ تمام حکومت امیرالمؤمنین کی ہے۔ اور تمام سپاہ بھی امیرالمؤمنین کی فوج ہے۔ والسلام۔

شبیب کی چالاکی

عبدالرحمٰن نے جب اس خط کو پڑھا تو شبیب کی جستجو میں نکلے۔ پس جو شبیب اس کے مقابلے سے بچ رہا تھا مگر اس کے وقت شب خون مارتا۔ جب یہاں آ کر دیکھتا کہ چاروں طرف خندق ہے اور حفاظت کی تمام تدابیر موجود ہیں تو پھر بغیر اقدام واپس چلا جاتا اور عبدالرحمٰن اس کے پیچھے ہوتے۔

جب شبیب کو معلوم ہوتا کہ عبدالرحمٰن اب میرے مقابلے کے قریب آ پہنچے ہیں تو پھر عبدالرحمٰن کی طرف متوجہ ہوتا یہاں آ کر دیکھتا کہ تمام سوار اور پیادے باقاعدہ صف بستہ ہیں۔ مقابلے کے لیے آمادہ ہیں۔ تیر انداز بھی تیر لیے مستعد کھڑے ہیں۔ کوئی موقع یا کمزوری موجود نہ ہوتی کہ حملہ کرے تو پھر اپنا راستہ لیتا اور چلا جاتا۔

جب شبیب نے دیکھا کہ وہ عبدالرحمٰن پر کسی طرح بھی غالب نہیں آ سکتا اور نہ کوئی فتح حاصل ہو سکتی ہے تو اس نے یہ ترکیب شروع کی کہ پیچھے ہٹنا شروع کیا اور جب عبدالرحمٰن اپنے پڑاؤ سے ہٹ کر اس کے قریب پہنچا تو اس نے بیس فرسخ کے فاصلے پر جا کر منزل کی اور ایک نہایت پتھریلے اور ناہموار مقام پر جا کر پڑاؤ کیا۔

عبدالرحمٰن تعاقب کرتا ہوا یہاں بھی پہنچا۔ شبیب نے یہاں سے دس یا بیس فرسخ اور کوچ کیا اور ایک اور ناہموار اور بدترین مقام پر منزل کی جو پہاڑ بھی اسے تعاقب میں پایا تو یہ طریقہ اختیار کیا کہ جیسے ہی عبدالرحمٰن وہاں پہنچ گیا۔

غرضیکہ اس طرح شبیب نے اس فوج کو تھکا دیا اور ان کے گھوڑوں کی کھریں ٹوٹ گئیں اور انہیں سخت تکلیف ہوئی۔ اگرچہ وہ بھی تو مصیبت برداشت کر رہا تھا مگر فوج نے برداشت کر لی کہ عبدالرحمٰن برابر تعاقب کرتا رہا۔ جب عبدالرحمٰن بالکل قریب آ گیا تو وہ پھر یہاں سے چل کر جوخی کی ایک بستی کے پاس دریائے دجلہ کے ساحل پر پہنچ گیا اور اس کی پشت اور کنارے پر پڑاؤ ڈالا۔ ایک منزل اور ان کی پیچھا کرنا پڑ گیا۔

فریقین میں التوائے جنگ کا معاہدہ

عبدالرحمٰن نے دریائے دجلہ کے ساحل پر ذی الحجہ کی واقعی تاریخ ذی الحجہ میں پڑاؤ کیا۔ اس نے ایسے مقامات پر اس نے قیام کیا جو بہت ہی محفوظ تھے اور جہاں عبدالرحمٰن لشکر اترتا وہاں سے بہت جلد آسانی ہوتی۔ محفوظ مقام پر اطراف خندق اور قلعہ بند ہوتا تھا۔

شبیب نے عبدالرحمٰن کے پاس ایک قاصد کو روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ یہ دن ہماری اور آپ کی عید کے دن ہیں اگر آپ مناسب

کیونکہ یہ جانتے تھے کہ جس دن ان کے قریب [illegible] جنگ شروع کر دی جائے گی تو [illegible] ہے۔

عبدالرحمن نے [illegible] یہ چاہتا تھا کہ جنگ میں دشمن [illegible] ان نے ان تمام باتوں کو خوشی سے منظور کر لیا۔

عثمان بن قطن کی عبدالرحمن کے خلاف شکایت

عثمان بن قطن نے حجاج کو عبدالرحمن کی شکایت لکھ بھیجی: اما بعد

"اما بعد میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ عبدالرحمن نے تمام علاقہ جوخیٰ کو ایک خندق بنا دیا ہے۔ خراج کو چھوڑ دیا ہے۔ مگر ان علاقے کے باشندوں کو شبیب کے لیے چھوڑ دیا ہے اور یہ شخص ان کو کھائے جاتا ہے۔ والسلام۔"

حجاج نے اس کے جواب میں لکھا

"عبدالرحمن کے متعلق جو کچھ تم نے لکھا ہے میں اسے خوب سمجھ گیا اور مجھے پوری طرح یقین ہے کہ جو کچھ تم نے بیان کیا ہے اس نے ایسا ہی کیا ہے۔ تم خود وہاں جاؤ اور فوج کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لو۔ تم ہی تمام فوج کے سردار مقرر کیے جاتے ہو۔ خارجیوں کے تعاقب میں جلدی کرنا۔ ساتھ ہی [illegible] تاکہ تم انہیں جا لو اور ان شاء اللہ تعالیٰ تمہیں ان پر فتح دے گا۔ والسلام۔"

حجاج نے مطرف بن المغیرہ بن شعبہ کو مدائن بھیجا۔

امیر لشکر عثمان بن قطن

عثمان روانہ ہوا اور عبدالرحمن اور اہل کوفہ کے ہمراہ ان کے پاس پہنچا۔ یہ لوگ [illegible] کے قریب پڑاؤ ڈالے پڑے تھے۔ عثمان منگل کی رات کو وہاں پہنچا۔ اس دن آٹھ ذی الحجہ کی تاریخ تھی۔

عثمان ایک خچر پر سوار تھا۔ آتے ہی اس نے اعلان کیا کہ اے لوگو! تم سب دشمن کے مقابلے کے لیے روانہ ہو جاؤ۔

تمام لوگ اس کی طرف دوڑ پڑے اور عرض کی کہ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں آپ یہ کیا کر رہے ہیں رات ہو چکی ہے۔ فوج جنگ کے لیے آمادہ نہیں۔ آج رات تو آپ ٹھہر جائیے اور پھر پوری تیاری کے ساتھ دشمن پر حملہ کیجیے۔

مگر عثمان نے تو یہ ٹھان رکھا تھا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اسی وقت ان سے [illegible] ورنہ یہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر دوبارہ کوئی فائدہ حاصل کر لیں گے۔

عبدالرحمن و عقیل کی فوری جنگ کی مخالفت:

اتنے میں عبدالرحمن بھی آ گیا۔ اس نے اس کے خچر کی لگام پکڑ لی اور [illegible] عقیل بن شداد السلولی نے عثمان سے کہا کہ آپ اسی وقت دشمن پر حملہ کرنا چاہتے ہیں [illegible] آپ کے اور فوج کے دونوں کے لیے اچھا ہے۔ اس وقت [illegible] اور لشکر بہت پھیلا ہوا ہے [illegible] آپ قیام کیجیے اور [illegible] کے تمام سپاہیوں کو لے کر دشمن پر حملہ کر دیجیے گا۔ غرض [illegible] عثمان رات بھر [illegible] ہو گیا۔

تمام رات اسی تیز آندھی چل رہی تھی اور [illegible] انھوں نے اس کے لیے ایک [illegible] عثمان نے رات بسر کی۔

اہل بیت کی شبیب خارجی سے درخواست:

جب چہار شنبہ کی صبح ہوئی باشندگان بت شبیب کے پاس آئے۔ شبیب نے یہاں بت کے گرجا میں قیام کیا۔ ان لوگوں نے شبیب سے التجا کی کہ آپ کمزور اور جزیہ دینے والے پر رحم فرماتے ہیں۔ جس شخص پر جزیہ وصول کرنے کی شکایت کی جاتی ہے وہ خود آپ سے دادخواہ ہوتے ہیں اور جو تکلیف انہیں پیش آئی ہے وہ سب آپ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ آپ ان پر غور فرماتے ہیں اور ان کے ضرر کو دفع کرتے ہیں۔

اور یہ ظالم لوگ تو کسی کو بات کرنے نہیں دیتے اور نہ کسی کا عذر سماعت کرتے ہیں۔ بخدا اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ آپ ہمارے پاس مقیم ہیں اور پھر آپ اپنے لیے یہ فیصلہ کریں کہ یہاں سے کوچ کر کے چلے جائیں تو یہ یقینی ہے کہ وہ ہم سب کو قتل کر ڈالیں گے۔ اس لیے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس موضع کی ایک جانب یہاں سے ہٹ کر آپ اپنا پڑاؤ ڈالیں تا کہ ہمارے خلاف کوئی بات انہیں نہ ملے۔

شبیب نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ وہ ان کے گاؤں سے ہٹ کر ایک جانب مقیم ہو گیا۔

اس تمام رات عثمان اپنی فوج کو جنگ کی ترغیب دیتا رہا۔ بدھ کے روز فوج لے کر خارجیوں کی طرف بڑھا تھا کہ سامنے سے نہایت ہی تند و تیز آندھی اور غبار کا طوفان ان پر چھا گیا۔

تمام فوج نے عرض کیا کہ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آج تو آپ ہمیں لے کر حملہ آور نہ ہوں۔ کیونکہ آندھی کا رخ ہمارے خلاف ہے۔

عثمان اس روز بھی ٹھہر گیا۔

دوسری جانب سے شبیب اس فوج سے مقابلے کے لیے بالکل تیار تھا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ میدان جنگ میں بھی آ گیا تھا۔ مگر جب اس نے دیکھا کہ دشمن آگے نہیں بڑھا تو وہ بھی اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔

عثمان بن قطن کی سرداروں کو ہدایت:

پنجشنبہ کی رات کو عثمان جنگ کے لیے آمادہ ہوا، فوج کے مختلف دستوں پر سردار مقرر کیے اور ہر دستے کو لشکر گاہ کے ایک جانب متعین کر دیا اور ہدایت کی کہ ترتیب کے ساتھ دشمن سے نبرد آزمائی کرے۔

پھر پوچھا کہ میمنہ پر کون ہے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ خالد بن نہیک بن قیس الکندی اور میسرہ پر عقیل بن شداد السلولی ہیں۔ ان دونوں کو بلایا اور حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور ان سے نہ ہٹنا۔ میں نے تمہیں دونوں پہلو سپرد کر دیے ہیں۔ تم بس ان پر ڈٹے رہنا ایک دم نہ ہٹنا اور نہ بھاگنا اور مجھے قسم ہے خدا کی کہ اپنی جگہ سے کبھی نہ ہٹوں گا۔ دونوں نے عرض کیا کہ ہم اس معبود کی قسم کھا کر عرض کرتے ہیں جس کے سوا اور کوئی دوسرا معبود نہیں کہ ہم میدان جنگ سے ہرگز نہ ہٹیں گے یا فتح حاصل کریں گے یا مارے جائیں گے۔

عثمان نے کہا اللہ تم دونوں کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ عثمان نے صبح کی نماز پڑھی اور میدان جنگ کا رخ کیا۔ مذحج کے بنی تمیم اور ہمدانیوں کا جو دستہ تھا اسے اپنے میسرہ میں رہنے دیا اور پیادوں کو متعین کیا اور تیغ زن اور تیر انداز سامنے رکھے

پر شبیب نے پیادہ فوج پر عقب سے [illegible] تک نہ پہنچ سکا۔

خوارج پر حملہ:

دوسری طرف شبیب کی توجہ کے لیے [illegible] ان کے ساتھ [illegible] ہوا۔ جب شبیب [illegible] اہل کوفہ کے مقابل ہوا۔

شبیب خود اپنی فوج کے [illegible] پر تھا [illegible] والی [illegible] حملہ کیا اور ایک دوسرے پر [illegible] جاتے تھے۔

عتاب بار بار یہ آیت پڑھتے جاتے تھے

﴿قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا﴾

"کہہ دو کہ [illegible] فرار اختیار کرنا تم کو [illegible] تمہیں موت یا قتل سے بچا نہیں سکتا [illegible] اپنے دین کے محافظ [illegible] کے بچنے والے۔"

اس پر عقیل بن شداد [illegible] نے [illegible] ان لوگوں کے [illegible] جنگ میں [illegible] مارے گئے۔

شبیب کا لشکر پر حملہ:

شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا [illegible] ان کے لشکر [illegible] سے حملہ کر [illegible] اسے شکست دے دی تو پھر [illegible] کے سردار [illegible] کہ اس وقت [illegible] کے [illegible] پر ٹوٹ پڑے [illegible] فوج کے قلب کا [illegible] تو [illegible] سے [illegible] ہے۔

غرض کہ شبیب نے اپنے [illegible] نے [illegible] پر حملہ کیا اور [illegible] شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئی [illegible] گھوڑے سے [illegible] گر پڑا اور مارا گیا۔ اس [illegible] عبداللہ [illegible] بن عبداللہ بن [illegible] مارا گیا۔ ابن [illegible] سے [illegible] تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا

[illegible]

ترجمہ: "[illegible] جنگ میں ایک [illegible] تلوار [illegible] کی طرح [illegible] شیر [illegible] ہوں۔"

شبیب اس فوج کے لشکر [illegible] میں بھی داخل ہو گیا۔

سوید کا خالد بن [illegible] پر حملہ:

سوید بن [illegible] شبیب کے لشکر [illegible] پر سوار تھا عثمان بن [illegible] نے [illegible] پر جس کا سردار [illegible] بن [illegible] القیس الکندی تھا حملہ کیا۔ خالد [illegible] پر [illegible] اور نہایت بہادری سے لڑا۔

[illegible] شبیب نے اس کے پیچھے سے حملہ کر دیا [illegible] اس [illegible] تو [illegible] اس کے [illegible] قتل [illegible] اس کے ساتھ [illegible]

تھے یہ حبیب کے لڑکوں کے قریب پر قتل کر دئے گئے تھے۔

اسی لڑائی میں حبیب کا بھائی عمارہ مارا گیا اور ساتھ ہی وہ لوگ جو اس کے ہمراہ تھے۔

عثمان بن قطن کا معسکر پر حملہ

عثمان اس وقت تک [illegible] پہنچا اور اس نے ساتھ جو شخص تھا اور جو وہ لوگ تھے جن کے ساتھ [illegible] معرکہ ہوا اور اس کی شمشیر زنی کی [illegible] باقی نہ رہی مگر جب حبیب نے عقب سے سواروں کے ساتھ [illegible] حملہ کیا تو [illegible] کا [illegible] نے اپنی [illegible] سے شامیوں پر [illegible] سے حملہ کر کے انکی [illegible] کے لیے [illegible] شروع کیا۔

مرہ بن [illegible] بھی اپنے [illegible] کے ساتھ ان کی طرف چلے [illegible] اور ان کے ساتھی [illegible] آ گئے۔

[illegible] حبیب نے انہیں [illegible] تو [illegible] اس وجہ سے [illegible] کے لیے ان میں [illegible] پیدا ہو گئی۔

عثمان بن قطن کا خاتمہ

عثمان بن قطن نہایت جوانمردی سے لڑا مگر [illegible] نے [illegible] طرف سے حملہ کر کے اسے گھیرے میں لے لیا۔

[illegible] پر حملہ آور ہو [illegible] کا ایک [illegible] تو عثمان نے کہا [illegible] اور اس نے [illegible] (اور خدا کا حکم پورا ہو) اس کے بعد لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔

ابن الاشعث کی مراجعت دیر ابی مریم

اس جنگ میں ابن [illegible] کی [illegible] ایک [illegible] نے اپنے ہتھیار [illegible] دیے اور گھوڑا بھی اسے دے دیا [illegible] عبدالرحمن اپنے گھوڑے سے [illegible] ابن ابی [illegible] نے ایک خچر پر سوار تھا اسے دیکھا اور پہچانا اس کے پاس خچر سے اتر پڑا [illegible] اس نے حوالہ کر دیا کہ سوار ہو جئیے۔

عبدالرحمن بن محمد نے کہا کہ پیچھے کون سوار ہوگا۔ ابن ابی [illegible] نے کہا ہاں [illegible] آپ کی [illegible] سوار ہو جئیے۔

عبدالرحمن سوار ہو گیا اور ابن [illegible] لوگوں کو [illegible] سب [illegible] دیر ابی مریم پر جمع ہو جائیں۔ ابن ابی [illegible] نے اعلان کر دیا اور [illegible] نکال دیئے۔

واصل بن حارث و ابن الاشعث کی تلاش:

واصل بن حارث السکونی نے دیکھا کہ عبدالرحمن کا گھوڑا [illegible] ہاتھ بغیر سوار کے میدان کار زار میں پکڑ کر [illegible] اسے [illegible] گھوڑے کو [illegible] کی ذات [illegible] واصل [illegible] غالب ہو گیا کہ عبدالرحمن میدان جنگ میں [illegible] جو لوگ مقتول پڑے تھے ان میں [illegible] لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ [illegible] ایک شخص کو دیکھا کہ وہ خود اپنی سواری سے اتر [illegible] سوار [illegible] خچر [illegible] تھا اس کا گھوڑا اس شخص نے [illegible] پکڑ لیا۔

واصل اور ابن الاشعث کی ملاقات:

[illegible] واصل اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے پیچھے چلا۔ واصل کے [illegible] غلام بھی ایک خچر پر سوار ہو کر ساتھ ہوا۔

جب یہ دونوں عبدالرحمٰن اور ابن ابی سبرہ کے قریب پہنچے تو ابن ابی سبرہ نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ دو سوار ہمارے پیچھے آ رہے ہیں۔

عبدالرحمٰن نے پوچھا ان دو کے سوا بھی کوئی اور ہے؟ ابن ابی سبرہ نے کہا نہیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا تو پھر کوئی خوف نہیں دو دو کے مقابلے میں کمزور نہیں۔ ابن ابی سبرہ نے اب اس طرح باتیں کرنا شروع کیں گویا یہ ان دونوں سواروں کی مطلق پرواہ نہیں۔ یہاں تک کہ یہ دونوں سوار ان کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ ابن ابی سبرہ نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ دو شخصوں نے ہمیں آ لیا ہے عبدالرحمٰن نے کہا اچھا اتر پڑو۔

غرضیکہ دونوں سواری سے اتر پڑے اور تلواریں کھینچ کر ان کی طرف بڑھے۔ جب واصل نے ان دونوں کو دیکھا اس نے شناخت کر لیا اور کہا کہ جب میدان جنگ میں اتر کر لڑنے کا موقع تھا۔ تو آپ لوگ نہ اترے اور اب اپنی بہادری جتانا چاہتے ہیں اب اس وقت آپ کو اترنے کی ضرورت نہیں۔

اس کے بعد اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا۔ تب ان دونوں نے شناخت کیا۔ خوش آمدید کہا۔

واصل نے ابن الاشعث سے کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ تمہارا گھوڑا بغیر سوار کے میدان کارزار میں گھومتا پھرتا ہے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ تم پیدل ہی چلے آئے ہو اس لیے میں اپنا گھوڑا بھی تمہارے لیے لایا ہوں تاکہ تم اس پر سوار ہو جاؤ۔

ابن الاشعث نے پھر تو صرف ابن ابی سبرہ کے لیے چھوڑ دیا اور خود اس گھوڑے پر سوار ہو گیا اور وہاں سے روانہ ہو کر دیر الیعار آ کر قیام کیا۔

شبیب کی جانب سے بیعت کی دعوت:

ادھر شبیب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اب تلوار نیام میں کر لو۔ چنانچہ اس کے ساتھیوں نے ہاتھ قتل سے کھینچ لیا اور لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ اور پھر پیدل سپاہیوں میں سے جو لوگ باقی تھے وہ شبیب کے پاس آئے اور انہوں نے بیعت کی۔

مقتولین کی تعداد:

ابو الصقیر محلمی نے شبیب سے کہا کہ میں نے سات کوفیوں کو دریا کے نیچے میں قتل کیا ہے۔ ان میں کا جو آخری آدمی تھا وہ میرے کپڑوں سے چمٹ گیا۔ اور چیخ پکار شروع کی اور مجھے ڈرانے لگا۔ میں بھی اس سے ڈر گیا تھا۔ مگر پھر میں نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔

اس روز بنی کندہ کے ایک سو بیس آدمی کام آئے اور تمام فوج میں سے ایک ہزار یا چھ سو آدمی مارے گئے۔ اور جس قدر سر برآوردہ لوگ تھے ان میں سے بیشتر مارے گئے۔

قدامہ بن حازم بن سفیان الخثعمی نے اس روز ایک جماعت کو قتل کیا۔

ابن الاشعث کی مراجعت کوفہ:

عبدالرحمٰن نے وہ رات دیر یعار میں بسر کی دو سوار آئے اور ان کے پاس کوٹھے پر چڑھ کر چلے گئے ایک شخص تو علیحدہ کھڑا ہو گیا اور ایک بہت دیر تک عبدالرحمٰن سے تنہائی میں باتیں کرتا رہا۔ پھر وہ اتر آیا اور اس کے دوسرے ساتھی کی پیچھے اتر آئے۔ بعد میں لوگوں نے بیان کیا کہ جو شخص عبدالرحمٰن سے باتیں کرتا رہا وہ شبیب تھا اور عبدالرحمٰن میں اور اس میں پہلے سے مراسلت ہوا کرتی

تھی۔ پچھلی رات عبدالرحمٰن یہاں سے روانہ ہو کر دیر ابن مریم آ گئے۔ یہاں آ کر دیکھا کہ مسالحہ کے تمام سردار بھی موجود ہیں اور محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی سبرہ نے ان کے لیے چوکی دو جانب تیار کی ہیں بورے ایک دوسرے پر اس طرح رکھی ہوئی ہیں کہ قصر معلوم ہوتے ہیں۔ اور ان کے لیے بکریاں بھی ذبح کی ہیں۔

دو دن تو انہوں نے کھانے پینے اور اپنے گھوڑوں اور دوسرے جانوروں کو چارہ کھلانے میں صرف کیا۔ تمام لوگ جمع ہو کر عبدالرحمٰن کے پاس آئے اور کہا کہ سنا گیا ہے کہ شبیب تمہارے پاس آیا تھا۔ اور گویا تم بھی اس کے قیدی تھے۔ تمہاری فوج منتشر ہو گئی اور جو بہترین جوانمرد تھے وہ مارے گئے۔ اس لیے اب آپ کوفہ واپس چلیے۔

غرض کہ عبدالرحمٰن کوفہ کی طرف روانہ ہوا تمام فوج بھی چلی۔ یہ کوفہ آئے تو حجاج کے سامنے نہ آتے تھے مگر اس کے بعد انہیں وعدہ معافی دے دیا گیا۔

اسلامی سکہ کا اجرا:

اسی ۷۶ھ میں عبدالملک نے درہم و دینار مضروب کرائے اور مسلمانوں میں یہ پہلا شخص ہیں جنہوں نے ان سکوں کو مضروب کرایا۔ ایک راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ مثقال جس کے مطابق عبدالملک نے یہ سکے مضروب کرائے تھے ایام جاہلیت کا مثقال تھا اور اس کا وزن ایک حبہ کم بارہ قیراط تھا۔ اور اس کے دس مثقال ایام جاہلیت کے سات مثقال کے برابر تھے۔

ہلال بن اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن المسیب سے دریافت کیا کہ کتنے دیناروں پر زکوٰۃ واجب ہوتی۔ سعید نے کہا جس کے پاس بیس مثقال وزن شامی سے سونا ہو اسے آدھا مثقال زکوٰۃ دینا پڑے گی۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ شامی اور مصری میں فرق کیا ہے۔ سعید نے کہا شامی وہ وزن ہے جس کے مطابق دینار مضروب ہوئے ہیں اور ان دیناروں کے مضروب ہونے سے پہلے یہی دینار کا وزن تھا اور وہ ایک حبہ کم بارہ قیراط کا تھا۔

سعید نے یہ بھی کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ اسی وزن کے دینار دمشق بھیجے گئے تھے وہ پھر اسی کے مطابق وہ مضروب ہوئے۔

متفرق واقعات:

اسی سنہ میں یحییٰ بن الحکم عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اسی سنہ کے ماہ رجب میں عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔

ابان بن نوفل بن مساحق بن عمرو بن خداش (قبیلہ بنی عامر) بن لوی کو منصب قضاء پر سرفراز کیا۔ اسی سال مروان بن محمد بن مروان پیدا ہوا۔ ابان بن عثمان نے جو مدینہ کا حاکم تھا اس سال لوگوں کو حج کرایا۔

کوفہ اور بصرہ کا حاکم حجاج بن یوسف تھا۔ خراسان پر امیہ بن عبداللہ بن خالد حاکم تھا۔ شریح کوفے کے اور زرارہ بن اوفی بصرہ کے قاضی تھے۔

* * *

باب ۲

شبیب بن یزید خارجی (۲)

۷۷ھ کے واقعات

حر بن عبداللہ بن عوف:

شبیب نے اس فوج کو جو اس کے مقابلے کے لیے حجاج نے زیر سرکردگی عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث روانہ کی تھی شکست فاش دی اور عثمان بن قطن کو قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ بہت ہی سخت موسم گرما میں پیش آیا۔ شبیب اور اس کے ہمراہیوں کو گرمی کی شدت نے بے تاب کر دیا تھا اس لیے وہ مقام ماہ بہزاذان چلا آیا۔ یہاں اس نے تین مہینے گرمی کے بسر کیے اور بہت سے دنیا کے حریص اس کے پاس پہنچ گئے۔ یہ لوگ بھی آ ملے جن پر کوئی مطالبہ سرکاری باقی تھا یا جنہوں نے کوئی جرم کیا تھا اور حجاج ان کی تلاش میں تھا۔ ایسے ہی لوگوں میں ایک شخص حر بن عبداللہ بن عوف بھی تھا۔

حر بن عبداللہ کا جرم:

اس کا واقعہ یہ ہے کہ دو دیہات کے علاقے کے دو زمینداروں نے اس پر سختی کی تھی اس سے بری طرح پیش آئے تھے۔ اس نے دونوں پر حملہ کر کے انہیں قتل کر ڈالا اور شبیب کے پاس چلا گیا۔ اور ماہ میں اس کے ساتھ رہا اور شبیب کے ساتھ اس کے قتل ہونے تک اس کی تمام لڑائیوں میں شریک رہا۔ شبیب کے قتل کے بعد حجاج نے ان تمام لوگوں کو عام معافی اور امان دے دی جو شبیب سے جا ملے تھے اور جن پر کسی قسم کا سرکاری مطالبہ باقی تھا یا جو کسی جرم کے مرتکب ہوئے تھے۔ یہ امان جنگ ختم ہونے کے بعد دی گئی۔

حر بن عبداللہ کو معافی:

الغرض امان کے شائع ہوتے ہی حر بھی اپنی طرف کے دوسروں کے ہمراہ کچھ باہر نکلا۔ ان دونوں زمینداروں کے متعلقین نے جنہیں اس نے قتل کیا تھا آئے اور حجاج کے سامنے اس کے خلاف مستغیث ہوئے۔

حر حجاج کے سامنے لایا گیا۔ چونکہ یہ پہلی زندگی سے توبہ کر چکا تھا اس لیے اس نے مصالحت کی درخواست کی۔

حجاج نے اس سے دریافت کیا اے دشمن خدا تو نے دو سرکاری خراج وصول کرنے والے زمینداروں کو قتل کر ڈالا۔

اس نے جواب دیا خدا آپ کو نیک توفیق دے اس سے بڑھ کر بھی جرم ہوا ہے تو آپ نے بخش دیا؟

حر نے جواب دیا کہ جب ہم امیرالمومنین کی اطاعت سے نکل چکے اور عام جماعت مسلمانوں سے علیحدہ ہو گئے۔ مگر اس کے بعد آپ نے ان تمام لوگوں کو عام معافی دے دی ہے جو آپ کے پاس پہنچے۔ لیکن امام مطیع ہو گئے آپ کا اعلان امان جب آپ کا خط لے ہو گئے تو آپ نے مجھے بھی دی۔

حجاج نے کہا ہاں تم سچ کہتے ہو ہم نے معافی کو قائم رکھا اور اسے چھوڑ دیا۔

جب گرمی کی شدت کم ہوگئی شبیب ماہ سے تقریباً آٹھ سو سپاہیوں کی جماعت کے ساتھ مدائن کی طرف آیا۔ یہ مطرف بن المغیرہ ابن شعبہ جو اس وقت مدائن کا عامل تھا۔

حجاج بن یوسف کا اہل کوفہ کو انتباہ:

شبیب قنطرہ حذیفہ بن الیمان جسر کے قریب آکر خیمہ زن ہو گیا۔ ماذرواسپ بابل مہروذ کے رئیس اعظم نے حجاج کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ نہیں معلوم کہ شبیب کا ارادہ کہاں کا ہے۔ حجاج نے اس خط کو پڑھا اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہوا۔ حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا۔ اے لوگو! یا تو تم لوگ اپنے شہروں اور خراج کی مدافعت کرو ورنہ میں اب مجبوراً ایسے لوگوں کو اس کام کے لیے بلاتا ہوں جو تم سے زیادہ اطاعت شعار، فرمانبردار اور مصائب و شدائد جنگ میں زیادہ صابر اور برداشت کرنے والے ہیں۔ وہ تمہارے دشمنوں کا مقابلہ کریں گے اور تمہاری آمدنی کو اپنے مصارف میں خرچ کریں گے۔

اس پر ہر جانب سے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم دشمن کے مقابلے کے لیے تیار ہیں اور اپنے امیر کی ناراضی کو دور کر دیں گے آپ ہمیں دشمن کے مقابلے پر جانے کا حکم دیجیے آپ جہاں حکم دیں گے ہم جائیں گے۔

زہرہ بن حویہ کا حجاج کو مشورہ:

زہرہ بن حویہ نے جو ایک بہت فرتوت تھا اور جس سے بغیر سہارے اچھی طرح کھڑا بھی ہوا نہیں جاتا تھا کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے سردار! خدا آپ کو نیک توفیق دے اس وقت جس قدر بھی آپ نے دشمن کے مقابلے پر روانہ کی ہیں وہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں پر مشتمل تھیں۔ اب آپ یہاں کی پوری مخلوق کو دشمن کے مقابلے پر بھیج دیجیے اور ایسے شخص کو جو بہادر، صابر، تجربہ کار، میدان جنگ سے بھاگنے والے کو ذلت و عار سمجھنے والا اور ثابت قدم رہنے کو عزت و بزرگی سمجھنے والا ہو اسے اس مہم کا سردار مقرر کر دیجیے۔

حجاج نے کہا تم ہی تجربہ کار اس کام کے لیے سب سے زیادہ موزوں ہو۔

اہل کوفہ کی روانگی:

زہرہ نے جواب دیا کہ ایسے شخص کی ضرورت ہے جو نیزہ اٹھا سکے زرہ کے بوجھ کو سنبھال سکے تلوار چلا سکے اور گھوڑے پر بیٹھ سکے ان میں سے میں کسی بات کو بھی پورا نہیں کر سکتا۔ میری بصارت کمزور ہے اور میں خود بھی بہت ضعیف ہو گیا ہوں البتہ آپ بڑے شوق سے مجھے اس مہم کے ہمراہ بھیج دیجیے۔ میں سواری میں بیٹھ جاؤں گا اور جو اس فوج کا سردار ہوگا اس کے فوجی قیام گاہ میں رہوں گا اسے مشورہ دیتا رہوں گا۔

حجاج نے کہا خدا تمہیں اول اور آخر اسلام میں اس کی جزائے نیک عطا فرمائے تم نے نہایت ہی مخلصانہ بات کی اور سچ کہا اور میں اس تمام فوج کو دشمن کے مقابلے پر بھیجتا ہوں۔ اے لوگو! تم سب کے سب روانہ ہو جاؤ۔ تمام لوگ وہاں سے چلے اور اب کے روانہ ہو گئے۔ مگر کسی کو معلوم نہیں تھا کہ ان کا سپہ سالار کون ہے۔

حجاج کی عبدالملک سے امداد طلبی:

حجاج نے عبدالملک کو اس حالت کے متعلق حسب ذیل خط لکھا:

"حمد و ثنا کے بعد میں امیر المومنین (خدا آپ کی عزت بڑھائے) کو اطلاع دیتا ہوں کہ شبیب مدائن کے سامنے آ گیا

ہے اور کوفہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ شخص کوفہ کو لوٹ کر جنگل میں اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہے جتنی لڑائیاں ہوئیں ان سب میں اس نے فتح پائی ہے۔ اس نے کئی امراء کو قتل کیا اور ان کی افواج کو شکست دی ہے۔ اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو شامیوں کو بھیج دیں تاکہ وہ ان کے دشمنوں کا مقابلہ کریں اور تمام آمدنی اپنے مصرف میں لے آئیں۔

والسلام۔

سفیان بن الابرد کلبی کی روانگی

یہ خط عبدالملک کے پاس پہنچا تو اس نے سفیان بن الابرد کو چار ہزار فوج کے ساتھ اور حبیب بن عبدالرحمن الحکمی کو بنی مذحج کے دو ہزار شہسواروں کے ساتھ حجاج کے پاس بھیج دیا۔

ہر طرف سے لوگوں کا یہ حال ہے کہ [illegible] شبیب کی طرف چلے جا رہے ہیں [illegible] ایک جنگل [illegible] ہے۔ [illegible] کہتا ہے [illegible] دوسرے [illegible] ہے۔

عتاب بن ورقاء اور مہلب میں کشیدگی:

حجاج نے عتاب بن ورقاء کو حکم بھیج دیا تھا کہ تم میرے پاس چلے آؤ۔

عتاب اس وقت مہلب کے ہمراہ کوفہ والوں کے دستہ کے سردار تھے اور یہ وہاں فوج تھی جسے بشر بن مروان نے ازارقہ کے مقابلے پر روانہ کیا تھا۔ عبدالرحمن بن مخنف [illegible] اس فوج کے سردار تھے حجاج کے عراق آنے کے بعد ماہ رجب اور شعبان میں یہ فوج [illegible] آخر ماہ رمضان [illegible] ازارقہ نے عبدالرحمن کو قتل کر ڈالا اور حجاج نے اس فوج کی قیادت کے لئے [illegible] عتاب بن ورقاء کو بھیج دیا تھا اور انہیں یہ بھی حکم دیا تھا کہ تم مہلب سے [illegible] تعمیل کرنا۔ یہ بات عتاب کو ناگوار گزری اور مہلب میں اور عتاب میں جھگڑا ہوا تو عتاب نے حجاج کو اس بارے میں خط لکھ دیا اور درخواست کی کہ آپ مجھے اپنے پاس بلا لیں۔

عتاب کی کوفہ میں طلبی:

اب جب کہ حجاج کا خط عتاب کے پاس پہنچا کہ تم چلے آؤ تو اس سے وہ بہت خوش ہوئے۔ حجاج نے تمام معززین کو جن میں زہرہ بن حویہ سعدی (بنی اعرج) اور قبیصہ بن والق تغلبی بھی تھے اپنے پاس بلا لیا اور کہا کہ آپ لوگوں کی رائے میں کس شخص کو اس کام پر مقرر کیا جائے۔ ان سب لوگوں نے کہا اے امیر آپ کی رائے سب سے افضل و اولیٰ ہے۔

حجاج نے کہا میں نے عتاب بن ورقاء کو بلا لیا ہے اور وہ آج ہی رات کو یہاں آ جائیں گے اور یہی اس گروہ کے مقابلے پر روانہ ہوں گے۔ زہرہ بن حویہ نے کہا خدا نے امیر کو نیک صلاح دی ہے۔ آپ نے ٹھیک تیر نشانے پر لگایا ہے۔ خدا کی قسم وہ شخص بغیر فتح حاصل کئے واپس نہیں آئے گا اور یا اپنی جان دے دے گا۔

قبیصہ بن والق کا حجاج کو مشورہ:

قبیصہ بن والق نے عرض کیا کہ میں امیر المومنین کو ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں اگر یہ غلط ہو تو یہ سمجھئے گا کہ میں نے [illegible] آپ اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی میں حد سے زیادہ احتیاط سے کام لیا اور اگر ٹھیک سمجھا جائے تو میں خیال کروں گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس

کی توفیق مجھے عطا فرمائی۔

ہم نے سنا ہے کہ شام سے ایک فوج آپ کو بھیجی گئی ہے دو دفعہ ان لوگوں نے بری طرح شکست کھائی اور فرار اختیار کرنے پر مجبور کیے گئے۔ جنگ کے نازک موقعوں پر ثابت قدم نہیں رہتے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پہلو میں دل ہی نہیں رہا ہے وہ اور لوگوں کے سینوں میں جاگزیں ہو گیا ہے۔

اس لیے اگر جناب والا مناسب تصور کریں تو اس فوج کی طرف جو شام سے آپ کی امداد کے لیے آرہی ہے قاصد بھیج دیجیے تاکہ وہ پوری تدابیر حفاظت اختیار کریں اور ہر رات ایک جگہ رات بسر نہ کریں جہاں تنہا ہوں گے وہاں ان پر شب خون مارا جائے گا۔ خود آپ نے ایسا کیا ہے کہ جنگ کے وقت آپ خود نہایت مستعد ہو کر نیز تدابیر جنگ سے کام لیتے رہے ہیں مگر آپ چپ جاتے ہیں وہ بھی کیا دوسروں کے سپرد کر دیتے ہیں درست ہے آپ نے شبیب کے مقابلے پر انہیں کو کافی تصور کیا ہے حالانکہ ان پر آپ کو پورا اعتماد نہیں ہے اور یہاں کے سرداران سمت جو فوج شام سے ان کی امداد کے لیے آرہے ہیں انہیں معلوم ہوا کہ شبیب کا طرز عمل یہ ہے کہ ایک دن وہ اس علاقہ پر حملہ کرتا ہے اور کل دوسری جگہ غارت کرتا ہے اور مجھے خوف ہے کہ شبیب اس شام سے آنے والی فوج پر جب کہ وہ بے خبر اپنے گھوڑوں کی زینیں کھولے اترے آرہے ہوں گے اچانک حملہ کر دے گا۔ خدانخواستہ اگر یہ فوج تباہ ہو گئی تو ہم بھی تباہ ہو جائیں گے اور تمام عراق برباد ہو جائے گا۔

حجاج نے کہا: خدا! تم نے نہایت عمدہ رائے اور مشورہ دیا ہے اور پھر عبدالرحمن بن الغرق ابن عقیل کے آزاد غلام کو اس فوج کی طرف روانہ کیا جو شام کی طرف سے آرہی تھی۔

شامی فوج کو حجاج کا پیغام:

عبدالرحمن حجاج کا خط لے کر اس فوج کے پاس پہنچا جو اس وقت مقام (ہیت) میں فروکش تھی۔ اس خط میں مسطور تھا:

"حمد و ثنا کے بعد جب تم ہیت پہنچو تو پھر دریائے فرات اور انبار کا راستہ چھوڑ دو اور عین التمر کے راستے سے کوفہ آؤ۔ حفاظت کی پوری تدابیر اختیار کرنا اور کوشش کرنا کہ یہاں جلد پہنچ جاؤ۔ والسلام"۔

چنانچہ اس فوج نے اپنی رفتار بہت تیز کر دی۔

عتاب بن ورقاء کی سپہ سالاری:

عتاب بن ورقاء اسی رات جیسا کہ حجاج نے بیان کیا تھا کوفہ پہنچ گئے۔ حجاج نے انہیں سپہ سالاری کا حکم دیا۔ عتاب لوگوں کو لے کر چلے اور حمام اعین پر فوج کی آراستگی اور ترتیب کرنے لگے۔

شبیب خارجی کی کلواذا میں آمد:

دوسری جانب سے شبیب بڑھتا ہوا کلواذا آیا۔ یہاں سے اس نے دریائے دجلہ کو عبور کر کے قریب کے شہر بہر سیر میں آکر قیام کیا۔ اب مطرف بن المغیرہ بن شعبہ اور شبیب کے درمیان صرف دریائے دجلہ کا پل رہ گیا تھا۔

جب شبیب بہر سیر میں فروکش ہوا۔ مطرف نے پل توڑ ڈالا اور شبیب کے پاس قاصد کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ آپ اپنے ہمراہیوں میں سے چند معزز آدمی اور قابل شخصوں کو میرے پاس بھیج دیجیے تاکہ میں کلام پاک کے ذریعہ ان سے گفتگو کروں اور غور کروں کہ

آپ کا مذہب کیا ہے جس کی آپ دعوت دیتے ہیں۔

شبیب خارجی اور مطرف میں مراسلات

شبیب نے یہ تحریر پڑھی [illegible] سمجھا [illegible] جب انھوں نے چاہا [illegible] میں سوار ہوں شبیب نے حکم بھیجا کہ جب تک میرا قاصد مطرف کے پاس سے واپس نہ آ جائے [illegible]۔ چنانچہ قاصد واپس آیا۔ شبیب نے پھر مطرف سے خط کتابت کی [illegible] تاکہ [illegible] جب تک [illegible] واپس نہ آ جائے۔

مطرف نے شبیب کے قاصد سے کہا [illegible] اس وقت کی طرح [illegible]۔

قاصد نے واپس آ کر شبیب سے یہ پیام کہہ دیا۔

شبیب نے پھر قاصد بھیجا اور کہا کہ مطرف سے کہو [illegible] ان کے [illegible] ہو سکتے ہو۔

اس پر مطرف نے [illegible] سلیمان بن حذیفہ بن ہلال مزنی اور یزید بن ابی زیاد اپنے آزاد کردہ [illegible] شبیب کے پاس بھیج دیا۔

جب یہ لوگ شبیب کے پاس پہنچ گئے تب اس نے اپنے لوگوں کو مطرف کے پاس بھیجا۔ یہ لوگ مطرف کے پاس آئے [illegible] طرح چار روز تک یہ لوگ آتے جاتے رہے [illegible] مگر کسی بات پر دونوں فریقوں کا اتفاق نہیں ہوا اور جب شبیب کو معلوم ہوا کہ مطرف نہ میرا مطیع ہوتا ہے [illegible] مذہب اختیار کرتا ہے [illegible] کا قصد کیا۔

شبیب خارجی کا عتاب پر حملے کا ارادہ

شبیب نے اپنی فوج کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے کہا [illegible]

[illegible]

مطرف کی [illegible]

مطرف [illegible] شبیب سے [illegible]

[illegible] علاقے کی طرف نکل [illegible] اور کہا کہ جب تک شبیب اور عتاب کے مقابلے کا نتیجہ نہ نکلے اس وقت تک میں [illegible] رہوں گا۔

شبیب نے [illegible] کو لکھ کر کہا کہ ہم نے [illegible] ساتھ [illegible] کی کوشش کی تھی [illegible] اپنے [illegible] اور مقابلے کے لیے تیار ہوں۔

ابن یوسف نے اپنی جماعت والوں سے کہا کہ اپنی عزت اور طاقت تو بچا کر [illegible] یہاں سے چلے جانا چاہیے کیونکہ حجاج ضرور تم سے لڑنے کا [illegible] اس وقت ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں۔

غرض کہ [illegible] وہاں سے روانہ ہو کر [illegible] پہنچا۔ شبیب نے [illegible] اپنے بھائی مصاد کو مدائن کی طرف روانہ کیے۔

عتاب کا سوق حکمہ میں قیام:

دوسری جانب سے عتاب شبیب کی طرف بڑھتے بڑھتے سوق حکمہ تک آ کر ٹھہر گیا تھا۔

حجاج نے اس مہم کے لیے کوفہ سے [illegible] روانہ کیے تھے کہ [illegible] باقاعدہ جنگجو تھی اور [illegible] نوجوان رضا کار۔ اس طرح [illegible] فوج کی تعداد چالیس ہزار تھی اور دس ہزار نوجوان رضا کار اس کے علاوہ تھے اور اسی طرح سوق حکمہ میں عتاب کے ساتھ دونوں طرح کی [illegible] شامل ہو گئی تھیں اور اب کی مجموعی تعداد پچاس ہزار تھی۔ کہتے ہیں [illegible] کے جس قدر [illegible] آباد تھے ان میں سے حجاج نے کسی شخص کو نہیں چھوڑا اور ہر قریشی کو بلکہ سب کو اس مہم پر روانہ کر دیا تھا۔

حجاج کا باشندگان کوفہ سے خطاب۔

حجاج نے جس وقت عتاب کو شبیب کے مقابلے کے لیے روانہ کیا، خطبہ دینے منبر پر کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے باشندگان کوفہ! تم سب کے سب عتاب کے پاس چلے جاؤ [illegible] ان لوگوں کے [illegible] کوئی شخص [illegible] اجازت نہیں [illegible] اور [illegible] خوب سمجھ لو [illegible] کا بدلہ [illegible] جو شخص میدان جنگ سے فرار ہو جائے اس کے لیے ذلت اور رسوائی ہے۔ اس معبود کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کہ اگر اس موقع پر کسی نے [illegible] کیا جیسا کہ تم پہلے کر چکے ہو تو یاد رکھو کہ تمہیں نہایت ہی سخت سزا دوں گا۔

اس تقریر کے بعد حجاج منبر سے اتر آیا اور تمام لوگ سوق حکمہ میں عتاب کے پاس پہنچ گئے۔

شبیب خارجی کا فوج سے خطاب:

دوسری جانب شبیب نے اپنی فوج کو [illegible] کیا اس کی کل تعداد ایک ہزار تھی۔ اور پھر خطبہ دینے کھڑا ہوا حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا:

"اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے [illegible] تک تمہیں دشمنوں پر فتح دی ہے حالانکہ تمہاری تعداد [illegible] ان سے [illegible] کم رہی ہے اور آج تم [illegible] ان کی تعداد [illegible] ہے۔ مجھے پہلے ظہر کی نماز پڑھنا چاہیے اس کے بعد تمہیں لے کر جنگ کی طرف روانہ ہوں گا۔ چنانچہ شبیب نے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر اعلان کر دیا: اے اللہ کے لشکر والو! سوار ہو جاؤ اور تمہیں خوشخبری ہو۔

غرضیکہ شبیب اپنی اس جماعت کے ساتھ روانہ ہوا مگر اب اس کی فوج والوں کا یہ حال تھا کہ آگے بڑھنے سے ہچکچاتے تھے۔

مگر جب مقام مدبج سے یہ لوگ گزر گئے تو سب کے سب شبیب کے ساتھ آ ملے۔

شبیب نے ان سے پہلے تخمیں و حمایت عیون کے دو جہاد کے واقعات بتائے اور دیر تک اپنی قوم کو دنیا کی نفرت اور آخرت کی رغبت اور شہادت کی تلقین کرتا رہا۔ پھر اپنے مؤذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ مؤذن نے اذان دی۔ شبیب نے آگے بڑھ کر سب کو نمازِ عصر پڑھائی اور پھر روانہ ہوا یہاں تک عتاب اور اس کی فوج کے سامنے آ گیا۔

جب شبیب کی نظر اپنے دشمن پر پڑی اسی وقت اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور پھر مؤذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ مؤذن نے اذان دی اور شبیب نے آگے بڑھ کر اپنے ساتھیوں کو مغرب کی نماز پڑھائی۔ سلام بن سیار شیبانی اس کا مؤذن تھا۔

شبیب خارجی کی عتاب کی طرف پیش قدمی

جب عتاب بن ورقاء کو جاسوسوں نے اطلاع دی کہ شبیب آ پہنچا ہے تو عتاب تمام فوج کے ساتھ میدانِ جنگ میں نکلا اور فوجیں جنگ کے لیے باقاعدہ طور پر مرتب کیا۔

پہلے روز جب عتاب اس مقام پر پہنچا تو اس نے اپنے لشکر کے چاروں طرف خندق کھودی تھی اور روزانہ یہ ظاہر کرتا تھا کہ اس کا ارادہ ہے کہ خود وہاں سے جا کر شبیب کا مقابلہ کرے۔

شبیب کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا کہ میں اسے اس سے زیادہ اہم سمجھتا ہوں کہ وہ میری طرف چل کر آئے اس لیے کہ ادھر کی طرف سے وہاں پہنچے اس لیے اب خود شبیب اس کے مقابلے پر چل کر آیا۔

عتاب کی صف بندی:

جب عتاب نے فوج کی صف بندی کی تو محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس کو اپنے میمنہ کا افسر مقرر کیا اور اس سے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے تم شریف ہو جنگ میں ثابت قدم رہنا، حملہ کرتے رہنا اور دوسروں کو بھی ثابت قدم رکھنا۔

محمد نے کہا بخدا میں اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک کہ ایک رگ بھی میرے بدن میں باقی رہے گی۔

قبیصہ بن والق کا عذر:

عتاب نے قبیصہ بن والق سے جو بنی تغلب کے دستہ فوج کا افسر تھا کہا کہ تم میرے میسرہ کی حفاظت کرو۔ اس پر قبیصہ نے کہا۔ میں تو بہت ہی ضعیف و بوڑھا ہوں مجھ سے زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ اپنے جھنڈے کے نیچے کھڑا رہوں گا کیونکہ جب تک کوئی دوسرا آدمی مجھے کھڑا نہ کرے میں کھڑا بھی نہیں ہو سکتا مگر یہ عبیداللہ بن الحلیس اور نعیم بن علیم دونوں تغلبی موجود ہیں (یہ دونوں سردار بھی بنی تغلب کے دستوں پر افسر تھے) اچھے تجربہ کار، عقلمند، مستقل مزاج اور بہادر ہیں ان میں سے جس کو آپ چاہیں یہ خدمت سپرد کر دیں۔

چنانچہ عتاب نے نعیم بن علیم کو اپنے میسرہ کا سردار مقرر کیا۔

عتاب کی پیدل سپاہ:

اور حنظلہ بن الحارث الیربوعی اپنے چچا زاد بھائی کو جو اپنے خاندان کا شیخ تھا پیدل فوج پر سردار مقرر کیا اور تمام فوج کو تین صفوں پر مرتب کیا۔ ایک صف پیدل سپاہ کی تھی جو تلواروں سے مسلح تھی۔ دوسری ان لوگوں کی جن کے پاس نیزے اور بھالے تھے اور

ایک صف تیر اندازوں کی تھی۔

عتاب اپنے میمنہ اور میسرہ میں گھومتا پھرتا تھا اور ہر ایک علمبردار اور اس کی فوج کے پاس جا جا کر انھیں خوف الٰہی اور صبر و استقامت کی تلقین کرتا اور قصص و حکایات بیان کرتا۔

عتاب کا کوفی فوج سے خطاب:

تمیم بن الحارث الازدی بیان کرتے ہیں کہ عتاب ہمارے پاس آ کر ٹھہرا اور بہت سے قصے بیان کیے مگر ان کے مجھے تین جملے یاد رہ گئے ہیں۔

عتاب نے کہا اے مسلمانو! جنت میں سب سے بڑا درجہ شہداء کا ہے۔ خداوند عالم اپنی مخلوقات میں سے کسی اور کو اس قدر زیادہ پسند نہیں فرماتا جتنا کہ وہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو جہاد میں صابر رہتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس نے فرمایا ہے: اصبروا ان اللہ مع الصابرین (صبر کرو کیونکہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) اب جو لوگ جس کے فعل کی خدا تعریف کرے اس کا درجہ کتنا بڑا ہوگا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ سب سے زیادہ باغیوں سے دشمنی رکھتا ہے اور کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ تمہارے دشمن اپنی تلواروں سے مسلمانوں کا گلا کاٹتے ہیں اور اسے قربت خداوندی کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

اس زمین کے رہنے والوں میں یہ سب سے بدترین لوگ ہیں اور اہل دوزخ کے کتے ہیں کہاں ہیں قصہ گو؟

راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے کسی شخص نے اس تقریر پر لبیک نہیں کہا۔ یہ دیکھ کر عتاب نے کہا کہ کون شخص ہے جو عنترہ کا شعر پڑھے۔ اس کا کسی نے جواب نہیں دیا۔

جب عتاب نے یہ صورت دیکھی تو کہا۔ انا للہ! میں خوب جانتا ہوں کہ تم مجھے چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے اور اسی حالت میں چھوڑ جاؤ گے کہ ہوا مجھ پر خاک اڑا رہی ہوگی۔

عتاب سامنے آ کر قلب فوج میں بیٹھ گیا۔ زہرہ بن حویہ، عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث، ابوبکر بن محمد ابی جہم العدوی بھی اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

شبیب خارجی کی فوجی ترتیب:

شبیب بھی صرف چھ سو آدمیوں کے ساتھ میدان جنگ میں آیا۔ ایک ہزار میں سے چار سو آدمی پیچھے رہ گئے اور اس کے ساتھ نہ آئے۔ اس پر شبیب نے کہا اچھا ہوا کہ ایسے لوگ پیچھے رہ گئے جن کو میں چاہتا بھی نہ تھا کہ اپنی فوج میں رکھوں۔ شبیب نے سوید بن سلیم کو دو سو سواروں کے ساتھ اپنے میسرہ پر اور محلل بن وائل کو دو سو سواروں کے ساتھ اپنے قلب میں متعین کر دیا اور خود بھی دو سو سواروں کے ساتھ مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں جب کہ چاند اچھی طرح روشن ہو گیا تھا اپنے میمنہ کی طرف چلا آیا۔ شبیب نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ کس کے نشان و علم ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ ربیعہ کے نشانات ہیں۔ اس پر شبیب نے کہا ہاں یہ وہ جھنڈے ہیں جنھوں نے اکثر حق[1] کی امداد کی ہے اور باطل[2] کی بھی امداد کی ہے۔ تمام جنگوں میں ان جھنڈوں کا حصہ

---

[1] اسلام [2] کفر یا دورِ جاہلیت

ہے۔ تمہارے اس جہاد میں جس کو بھی قتل ہو جائے اس کے لیے بڑی فضیلت ہے۔ جو ساتھ ہو تو وہ تنگیوں میں شریک رہے۔ دونوں کا اجر فتح دیں گے۔ اس وقت شبیب مدائن میں ہوا ہے۔ اور اس سے مقابلہ ہے تو دیکھو کہ تم میں کون ثابت قدم رہتا ہے۔ کوئی صلاحیت ہو تو آگے بڑھ کر قدم بڑھا۔

شبیب خارجی کا میسرہ پر حملہ:

اس کے بعد شبیب نے اپنے دشمن پر حملہ کیا (یہ اس وقت شہر کے سامنے ایک ٹیلے پر آچکا تھا) انہوں نے مقابلہ کیا۔ قبیصہ بن والق، عبداللہ بن الحسین اور نعیم بن علیم بن عاصم، عمر بن ابی الصلت بھاگ کھڑے ہوئے، سب مارے گئے اور تمام میسرہ کو شکست ہوئی۔ بعض قبیلوں نے شور مچایا کہ قبیصہ بن والق مارے گئے۔

قبیصہ بن والق کا قتل:

اس پر شبیب نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا کہ اے گروہ مسلمین تم نے قبیصہ کو قتل کر دیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ﴾

"اور تو ان کو اس شخص کا قصہ پڑھ کر سنا جس کو ہم نے اپنی آیات دی تھیں پس وہ ان سے نکل بھاگا پھر پیچھے پڑا اس کے شیطان اور وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔"

یہی حالت تمہارے بھائی قبیصہ بن والق کی ہوئی کہ یہ شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر مسلمان ہوا اور پھر اب کفار کی حمایت میں تم سے لڑنے آیا۔

شبیب اس کی لاش پر ٹھہر گیا اور کہنے لگا کہ اگر یہ اپنے پہلے اسلام پر قائم رہتا تو نجات پاتا۔

شبیب خارجی کا عتاب بن ورقاء پر حملہ

پھر اپنے میسرہ کو لے کر عتاب بن ورقاء پر حملہ آور ہوا اور سوید بن سلیم نے اہل کوفہ کے میسرہ پر جس کی قیادت محمد بن عبدالرحمن کر رہے تھے حملہ کیا۔

محمد بن عبدالرحمن کے ساتھ بنی تمیم اور ہمدان کے کچھ لوگوں نے مقابلہ کیا۔ بار بار ان لوگوں نے خوب ہی جوہر شجاعت دکھائے۔ ابھی لڑائی کا یہی رنگ تھا کہ انہیں معلوم ہوا کہ عتاب بن ورقاء میدان جنگ میں کام آگئے۔ اب کیا تھا اس فوج کے قدم اکھڑ گئے اور وہ ادھر ادھر ہو گئے۔

عتاب بن ورقاء اور ابن حویرث کا قتل:

عتاب قلب فوج میں ایک چٹائی پر بیٹھے تھے اور زہرہ بن حویہ بھی ان کے ہمراہ تھے کہ شبیب نے ان پر حملہ کیا۔ اس وقت عتاب نے زہرہ سے کہا کہ آج کے دن ہماری فوج کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر ان میں شجاعت و استقلال کی کمی ہے۔ کاش کہ اس تمام فوج کے مقابلے میں میرے پاس اس وقت صرف پانچ سو گھڑ سوار ہوتے کہ میں دشمن کو مزا چکھاتا۔ کیا ان میں ایک بھی ایسا نہیں جو دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہے؟ کیا ایک بھی اپنی جان کی قربانی کے لیے تیار نہیں۔

مگر کسی نے اس پر لبیک نہیں کہا اور اسے دشمن کے نرغے میں چھوڑ دیا۔

زہرہ نے کہا اے عتاب تم نے خوب کیا ایسا ہی جو تم سے اولوالعزم کو کرنا چاہیے تھا۔ بخدا اگر تم ان کے سامنے سے قدم اپنا پیچھے پھیرتے تو بھی تمہاری زندگی کچھ بہت زیادہ نہ ہوتی پھر بھی مجھے تو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری موت کے وقت ہمیں بہت ثواب دینے والا ہے۔

عتاب نے کہا خدا تمہیں اس کی اچھی جزا دے تم جیسے عالم اور بزرگ نے بھی اس کام پر جو ملامت کرنے کا ذکر کیا ہے اور دونوں نے ایک دوسرے کو صبر و تقویٰ کی نصیحت کی۔

عبدالرحمن بن محمد کا فرار:

جب شبیب ان کے بالکل قریب آ گیا تو قریش اور لوگ تو دائیں بائیں ہو کر کی طرف بھاگ گئے تھے مگر ایک چھوٹی سی جماعت اب بھی ان کے ساتھ لڑنے مرنے کے لیے موجود تھی۔ یہ انھوں نے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ عمار بن یزید الکلبی (ذی المدینہ) نے کہا: "خدا امیر کو نیک ہدایت دے، عبدالرحمن بن محمد آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور بہت سے لوگ بھی ان کے ساتھ فرار ہو گئے۔" عتاب نے کہا اس کا بھاگ جانا کوئی انوکھی بات نہیں وہ اس سے پہلے بھی بھاگ چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ شخص اس قسم کی حرکت کرتا ہے اور ذرا برابر اس کی پروا نہیں کرتا۔

عتاب بن ورقاء کا قتل:

عتاب تھوڑی دیر تک حملہ کرتے رہے اور کہتے جاتے تھے کہ اس سے پہلے کبھی میں نے ایسی جنگ میں شرکت نہیں کی جس میں لڑنے والے تو بہت کم ہیں اور بھاگنے والے بہت زیادہ۔

اسی اثنا میں بنی تغلب کے قبیلہ تیم بن زید بن عمرو کے ایک شخص نے عتاب کو دیکھا جس کا نام عامر بن عبد عمرو تھا۔ اس نے اپنی قوم میں ایک خون کیا تھا اور اس وجہ سے بھاگ کر شبیب سے جا ملا تھا مگر تھا مشہور۔ اس شخص نے شبیب سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ شخص جو بول رہا ہے یہ عتاب ہے اور پھر حملہ کر کے نیزہ کا ایسا وار دیا کہ عتاب زمین پر گر پڑا اور یہی شخص عتاب کا قاتل تسلیم کیا گیا۔

زہرہ بن حویہ کا خاتمہ:

رسالے نے زہرہ بن حویہ کو روندنا شروع کیا۔ زہرہ تلوار سے اپنی مدافعت کر رہا تھا مگر بوڑھا تھا اور نہایت ضعیف تھا۔ اچھی طرح کھڑا بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ فضل بن عامر الشیبانی نے حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ شبیب بھی ان کے پاس پہنچا۔ یہ زمین پر مرے پڑے تھے۔ شبیب نے دیکھ کر پہچان لیا اور پوچھا کس نے اسے قتل کیا۔ فضل نے کہا میں نے اسے قتل کیا۔ اس پر شبیب نے کہا یہ زہرہ ابن حویہ ہے اگرچہ یہ اب ضلالت و گمراہی کی راہ میں مارا گیا ہے مگر مسلمانوں کی بہت سی ایام ایسی گزری ہیں جن میں اس نے خوب ہی داد مردانگی دی۔ بہت شجاعت سے لڑا اور مشرکین کی بہت سی جماعتوں کو اس نے شکست دی۔ بہت سے شہروں کے محاصروں میں بھی وہ لشکر لے کر آتے تھے مگر اس نے انہیں بھی ان کے کفر کی سزا کو پہنچایا۔ مشرکین کے بہت سے بادشاہوں کو اس نے قتل کیا مگر اب کیا ہو سکتا ہے اللہ کے علم میں تو یہ تھا کہ یہ ظالموں کی امانت میں اپنی جان دے گا۔

زہرہ بن حویہ کے قتل پر شبیب کا اظہار غم:

فروہ بن لقیط بیان کرتے ہیں کہ زہرہ کی موت کا شبیب کو سخت رنج و قلق ہوا اور اس پر بکر بن وائل کے ایک نوجوان نے کہا کہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

> [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شبیب کا ارادہ تھا کہ یہ منزل طے کرنے کے بعد جب شام ہو تو اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے ایک کونے میں [illegible] کسی شخص کو [illegible] سے پانی اٹھا لے۔ شبیب کے مخبر [illegible] کے پاس [illegible] کے لیے آئے ہوئے تھے۔

یہ لوگ نہایت تیز رفتاری سے چلے اور مدائن کے قریب پہنچے۔ [illegible] مطرف نے [illegible] تھے مکان میں [illegible] آئے اور لوگوں [illegible] کہ ہم [illegible] آئے ہیں۔ ساتھیوں نے [illegible] شبیب کی [illegible] کے لیے [illegible] دیے۔

ساتھی [illegible] آئے اور [illegible] کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے [illegible] شروع کی [illegible] مال [illegible] کا سب [illegible] شبیب کے پاس چلے آئے۔

شبیب خارجی کی دولت سے نفرت

جب شبیب کے پاس پہنچے اس نے دریافت کیا کہ یہ کیا لائے ہو۔ انہوں نے کہا کہ اس قوم کا مال اور روپیہ ہے۔ [illegible] روپیہ تھیلیوں میں بھرا ہوا ایک [illegible] گھوڑے پر لدا ہوا تھا۔ [illegible] تو شبیب نے کہا۔ تم میرے پاس [illegible] سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہوتا ہے۔

[illegible] شبیب نے [illegible] تھیلیوں کو [illegible] اور حکم دیا کہ [illegible] کا جاتے [illegible] تھیلیوں میں سے [illegible] پانی میں پھینک دو۔

سفیان بن الابرد کی پیش قدمی:

جب سفیان بن الابرد [illegible] شبیب کے مقابلے کے لیے بڑھا۔ سفیان اس سے پہلے حجاج کے پاس آ چکا تھا اور اس نے حجاج سے کہا تھا کہ مجھے [illegible] شبیب [illegible] اس کا مقابلہ کروں مگر حجاج نے کہا میں نہیں چاہتا کیونکہ اس نے بھی شبیب سے تمہاری جماعت کے ساتھ [illegible] جب [illegible] سے علیحدہ ہو جاؤں۔

مہم پر عبدالرحمٰن بن محمد:

جب حجاج [illegible] کوفہ آیا تو [illegible] عبدالرحمٰن بن محمد [illegible] مطرف بن مغیرہ بن شعبہ نے حجاج کو لکھا کہ شبیب نے [illegible] عبدالرحمٰن بن محمد [illegible] کے ساتھ مطرف کے پاس پہنچ [illegible] مطرف نے [illegible] اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ اس نے اپنے [illegible] ساتھیوں کو [illegible] یہ بات پوشیدہ رکھی تھی۔ جب مطرف [illegible] عبدالملک [illegible] بلایا اور اپنے ارادے سے مطلع کیا اور کہا [illegible] جب اس کے پاس سے چلا آیا اپنے ساتھیوں کو [illegible] سے روانہ ہو گیا۔

اتنے میں اسے یہ خبر معلوم ہوئی کہ [illegible] شبیب لوٹ کر [illegible] کی طرف روانہ ہوا اب [illegible] ایک گاؤں میں پہنچا۔ اس وقت شبیب مقام [illegible] پر [illegible] ہوا۔

سبرہ بن عبدالرحمٰن کی سفیان ابن الابرد سے گفتگو:

سبرہ اس لڑائی سے بچ کر روانہ ہوا اور قریہ شاہی کے پاس دریائے فرات کو عبور کر کے سواد میں پہنچا وہاں سے سوار ہو کر حجاج کے پاس پہنچ گیا۔ یہاں آ کر اس نے دیکھا کہ اہل کوفہ پر سخت عتاب ہے۔ وہ سفیان بن ابرد کے پاس گیا اپنا پورا قصہ سنایا اور کہا کہ میں امیر کا مطیع ہوں۔ معروف کو چھوڑ نہیں سکتا ہوں۔ عتاب کے ساتھ جنگ میں شریک تھا ہاں اتنا تو ضرور ہے کہ ایک جنگ میں جس میں باشندگان کوفہ کو ہزیمت اٹھانی پڑی ہے میں نے شرکت نہیں کی۔ وہ بھی اس لیے کہ امیر کا (حجاج) عامل نہیں ہوں۔ یہ میرے ساتھ یہ دو سو سوار ہیں جو کسی ایسی جنگ میں میرے ساتھ شریک نہیں ہوئے جس میں شکست کھانی پڑی ہو۔ یہ سب اپنے عہد وفاداری پر اب تک قائم ہیں کسی بغاوت یا سازش میں شریک نہیں ہوئے۔

سفیان یہ تمام باتیں سن کر حجاج کے پاس گیا اور جو کچھ سبرہ نے اپنی کہانی سنائی تھی وہ سب کچھ کہہ سنائی۔ حجاج نے کہا کہ سبرہ سچا ہے اور اس کا طرز عمل ٹھیک رہا ہے۔ تم اس سے کہہ دو کہ وہ بھی ہمارے ساتھ دشمن کے مقابلے میں جنگ میں شریک ہو۔

سفیان نے آ کر سبرہ کو اطلاع کر دی۔

شبیب خارجی کا حمام اعین میں قیام:

اب شبیب حمام اعین پر آ کر فروکش ہوا۔ حجاج نے حارث بن معاویہ بن ابی زرعہ بن مسعود الثقفی کو بلایا اور مسلح پولیس کے ساتھ جو عتاب کے ساتھ شریک جنگ نہیں ہوئی تھی شبیب کے مقابلے پر روانہ کیا۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی جو عامل تھے تقریباً دو سو شامیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ اس طرح حارث بن معاویہ تقریباً ایک ہزار فوج کے ساتھ زرارہ پہنچا۔

حارث بن معاویہ کا قتل:

اس مہم کی آمد کی شبیب کو بھی خبر ہوئی۔ شبیب فوراً ہی اپنے ساتھیوں کے ساتھ حارث کی طرف بڑھا اور اس تک پہنچتے ہی حملہ کر دیا اور حارث کو قتل کر دیا اور اس کی فوج کو شکست دی۔

یہ شکست خوردہ فوج کوفہ واپس چلی آئی۔

شبیب بڑھتے بڑھتے فرات کے پل تک پہنچا۔ پل کو عبور کر کے دریا کے اس کنارے کوفہ کے سامنے خیمہ زن ہو گیا۔

شبیب تین روز تک اپنے فوجی پڑاؤ میں مقیم رہا۔ پہلے دن اس نے حارث بن معاویہ کو قتل کیا۔ دوسرے روز حجاج نے اپنے تمام آزاد غلاموں اور غلاموں کو زرہ بکتر سے مسلح کر کے شبیب کے مقابلے پر روانہ کیا۔ یہ لوگ کوفہ کے سبخہ کے قریب ہی قریب سڑکوں کے ناکوں پر کھڑے رہے اور آگے نہیں بڑھے۔

جنگ سبخہ:

کوفے والے بھی میدان جنگ کے لیے نکلے اور اپنے اپنے راستوں پر متعین ہو گئے۔ کیونکہ انہیں خوف تھا کہ اگر وہ مقابلے پر نہ جائیں گے تو حجاج اور عبدالملک ناراض ہوں گے۔ شبیب نے بڑھ کر سبخہ کے کنارے ایوان کے قریب جہاں کہ شہر والے کھڑے ہوئے تھے ایک مسجد بنائی جو آج تک اس جگہ قائم ہے۔ تیسرے روز حجاج نے اپنے آزاد غلام ابو الورد کو جو زرہ بکتر پہنے ہوئے تھا اور دوسرے غلاموں کو جو زرہ بکتر سے آراستہ تھے مقابلے کے لیے میدان جنگ میں روانہ کیا۔ خارجیوں نے ابو الورد کو دیکھ کر کہا کہ یہی

حجاج سے شبیب نے اس پر حملہ کیا اور قتل کر ڈالا اور کہا کہ یہی تو وہ تھا جو قوم میں سب سے زیادہ ہمیں ملامت دیتا تھا۔

غلام خیبان کا قتل:

پھر حجاج نے اپنے غلام خیبان کو اسی ساز و سامان اور وردی میں جس میں وہ خود تھا مقابلے کے لیے بھیجا۔ شبیب نے حملہ کر کے اسے بھی قتل کر ڈالا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ اگر یہ شخص حجاج تھا تو میں نے اسے بھی قتل کر کے تمہیں آرام پہنچایا اور خوشی پہنچائی۔

حجاج کی سبخہ کی طرف پیش قدمی:

جب آفتاب طلوع ہو کر اچھی طرح بلند ہو گیا تو حجاج اپنے محل سے برآمد ہوا اور حکم دیا کہ میرے لیے گھوڑا لاؤ تاکہ میں اس پر سوار ہو کر یہاں سے کہیں تک جاؤں گا۔ چنانچہ ایک چتکبرا گھوڑا لایا گیا۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ اے امیر خدا آپ کی اصلاح کرے عرب آج جیسے دن میں ایسے گھوڑے پر سوار ہونے کو شگون بد سمجھتے ہیں۔ حجاج نے اس کی جگہ پر ابلق کی بجائے گھوڑا قریب لانے کا حکم دیا اور کہا کہ آج کا دن بھی روشن چمکدار اور چتکبرا ہے۔ یہ کہہ کر گھوڑے پر سوار ہو کر شامیوں کے ساتھ سبخہ کی طرف روانہ ہوا اور جس راستے سے پہنچا جاتا تھا اسی راستے سے روانہ ہوا اور شہر کے بلند ترین حصے تک پہنچ گیا۔

حجاج کا عمیرہ بن عبدالرحمٰن کو حکم:

جب حجاج نے شبیب اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا تو گھوڑے سے اتر پڑا اور شبیب کے ہمراہ چھ سو سوار تھے۔ جب اسے معلوم ہوا کہ حجاج مقابلے کے لیے آ گیا ہے تو اس نے بھی اپنے ساتھیوں کو تیار کر دیا۔

عمیرہ بن عبدالرحمٰن نے حجاج کے پاس آ کر کہا کہ آپ مجھے کہاں متعین فرماتے ہیں۔ حجاج نے کہا کہ تم راستوں کے ناکوں پر کھڑے رہو اگر دشمن تمہاری طرف آئے اور لڑے تو تم بھی جنگ کرو۔

عمیرہ یہ حکم سنتے ہی اپنے ساتھیوں کی جماعت میں جا کر ٹھہر گیا۔

حجاج کا شامی فوج سے خطاب:

حجاج نے ایک کرسی منگوائی اور اس پر بیٹھ گیا۔ شامیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم لوگ فرمانبردار اور اطاعت شعار، جنگ میں ثابت قدم رہنے والے اور ایمان والے ہو ایسا نہ ہو کہ ان کا باطل تمہاری صداقت پر غالب ہو جائے۔ تم نظریں نیچی کر لو اور گھٹنوں کے بل بیٹھ جاؤ اور اسی طرح اپنے نیزوں کے پھلوں سے دشمن کا مقابلہ کرو۔

تمام شامی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اپنے نیزے سیدھے کر لیے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک پتھریلی سیاہ آتش فشاں زمین کا قطعہ ہے۔

سوید اور محلل کا شامی فوج پر حملہ و پسپائی:

دوسری طرف سے شبیب ان لوگوں پر چڑھا اور جب قریب آ گیا تو اس نے اپنی جماعت کو تین حصوں پر تقسیم کر دیا۔ ایک دستہ خود لے لیا ایک سوید کے سپرد کیا اور ایک محلل بن وائل کے حوالے کر دیا اور سب سے پہلے سوید کو حملے کا حکم دیا۔ سوید نے حملہ کیا۔ شامی اپنی جگہ جمے رہے۔ جب دونوں طرف سے نیزوں کے پھل آپس میں مل گئے تو سوید اور ان کے ہمراہی پیٹھ پھیر کے رخ سے جھپٹ پڑے اور ٹھہر کر تیر اندازی کرنے لگے۔ سوید اور اس کے ہمراہی پیچھے ہٹے تو حجاج نے للکارا۔

’’اے اطاعت شعار۔ [illegible] شاباش اسی طرح [illegible] آگے بڑھ جاؤ‘‘

اب شبیب نے نکل کر حملے کا حکم دیا۔ [illegible] ساتھیوں نے [illegible] کے ہمراہ کر چکے تھے۔

ادھر حجاج نے [illegible] اور آگے بڑھ گئے۔

شبیب کا حملہ و پسپائی

یہاں تک کہ جب شبیب حملہ آور ہوا، پہلے تو خالد اسی طرح اپنی جگہ پر کھڑے رہے مگر جب بالکل ان کے قریب آ گئے تو یہ لوگ ایک دم سے نکل گئے اور اپنی اپنی جگہ سے آگے بڑھے یہاں تک کہ شبیب کے بالکل سامنے سے حملہ آور ہوئے۔

چنانچہ شبیب ان سے لڑتا ہوا پھر آخر ساتھیوں سے آ گیا، یہ لوگ [illegible] کی کہ شبیب کو اس کی فوج تک پیچھے ہٹا دیا۔

شبیب کا سوید کو عقب سے حملے کا حکم

شبیب نے جب دیکھا کہ یہ لوگ اسی قدر صبر و استقلال سے لڑ رہے ہیں تو سوید کو حکم دیا کہ تم لوگ حجاج کی پشت پر حملہ کرو کیونکہ شاید اس کے مقابلین کو ہم [illegible] اس طرح حجاج پر عقب سے حملہ کرنا اور ہم سامنے سے حملہ آور ہوں گے۔

سوید اپنی جماعت کو ساتھ لے کر علیحدہ چلا گیا اور اس راستے کے ناکے پر جو لوگ متعین تھے ان پر حملہ آور ہوا مگر لوگوں نے مکانات پر سے اور سڑک سے اس قدر تیر برسائے کہ سوید کو واپس ہونا پڑا۔

حجاج نے پہلے ہی سے عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو تقریباً تین سو سواروں کے ساتھ اپنے پیچھے اسی لیے متعین کر رکھا تھا کہ خارجی عقب سے حملہ نہ کر سکیں۔

شبیب کا خوارج سے خطاب

فروہ بن لقیط راوی ہے کہ اس جنگ کے دن شبیب نے ہم سے کہا اے اہل اسلام! ہم نے اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور جس کسی نے اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ بیچ ڈالا ہو اسے اللہ کی راہ میں جو بھی تکلیف اور مصیبت پیش آئے اس کی پرواہ نہ کرنا چاہیے۔ صبر کرو اور ایک ہی بار شدید حملہ کرو جیسا کہ تم نے ان لڑائیوں میں کیا ہے جن میں تمہیں فتح سے سرفرازی حاصل ہوئی۔ اس کے بعد شبیب نے اپنے تمام ساتھیوں کو اکٹھا کیا۔

حجاج نے جب دیکھا کہ شبیب حملہ کرنا چاہتا ہے اس نے اپنی فوج سے کہا کہ اے اطاعت شعار لوگو! صبر کرو اور اس ایک حملے کے مقابلے میں ثابت قدم رہو۔ اس کے بعد میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہمارے اور فتح کے درمیان کوئی شے حائل نہیں رہے گی۔

تو شامی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔

شبیب خارجی کا دوسرا حملہ

شبیب نے اپنی پوری طاقت کے ساتھ حملہ کیا اور جب بالکل شامیوں سے بھڑ گیا تو حجاج نے بھی اپنی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا اور ان لوگوں نے آگے بڑھ بڑھ کر خوب ہی نیزہ زنی اور شمشیر زنی شروع کی اور شبیب اور اس کے ساتھیوں کو پیچھے دھکیلتے رہے اور وہ بھی ان سے برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ موضع بستان زائدہ تک پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے اللہ کے دوستو!

گھوڑوں سے اتر پڑو اور خود بھی گھوڑے سے اتر پڑا۔

شبیب نے اپنے ساتھیوں کو اترنے کا حکم دیا۔ آدھے تو گھوڑوں سے اتر گئے اور آدھے سوید بن سلیم کے ساتھ چھوڑ دیئے گئے۔

مولیٰ بڑھتے بڑھتے شبیب کی مسجد تک پہنچا اور شبیب کو مخاطب کر کے اس نے کہا

"اے اللہ کے دشمنو! اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں حجاج کی جان ہے یہ وقت آ گیا۔ یہ دن بھی حاصل ہوا ہے۔"

مولیٰ مسجد پر چڑھ گیا۔ اس کے ساتھ تقریباً بیس آدمی بھی چڑھ گئے جن کے پاس تیر تھے حجاج نے ان سے کہا اگر خارجی اس کے قریب آ گئے تو تیروں سے ان کی خبر لینا۔

غرض کہ اس طرح اس تمام دن نہایت ہی شدید جنگ ہوتی رہی کہ دونوں فریق ایک دوسرے کی شجاعت و بسالت کے قائل تھے۔

خالد بن عتاب کا خوارج پر حملہ:

خالد بن عتاب نے حجاج سے کہا کہ آپ مجھے خارجیوں سے لڑنے کی اجازت دیجئے۔ کیونکہ میرے باپ کو انہوں نے مارا ہے۔ میں ان کا بدلہ لوں گا اور آپ مجھے جانتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو بے اعتبار ہوں۔

حجاج نے کہا اچھا میں نے اجازت دی۔ خالد نے کہا میں ان کے عقب سے ان پر حملہ کرتا ہوں۔ جب کہ ان کی قیام گاہ پر غارت گری کروں۔ حجاج نے کہا اچھا جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو۔ تو خالد اہل کوفہ کی ایک جماعت کے ساتھ گئے اور خارجیوں کے عقب سے ان کے پڑاؤ پر آ وارد ہوا۔

مصاد کا قتل:

خالد نے شبیب کے بھائی مصاد کو قتل کیا اور اس کی بیوی غزالہ کو فروہ بن دفان الکلبی نے قتل کیا ان کے لشکر گاہ میں آگ لگا دی۔

اس واقعہ کی خبر شبیب اور حجاج دونوں کو ہوئی۔ حجاج اور اس کے ساتھیوں نے تو خوشی میں نعرہ تکبیر بلند کیا اور شبیب اور اس کے ساتھ جس قدر رفقاء اپنے اپنے گھوڑوں سے اتر چکے تھے وہ سب کے سب ایک دم اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔

شامی سپاہ کا شبیب پر حملہ:

یہ دیکھ کر حجاج نے شامیوں سے کہا کہ چونکہ انہیں ایک خبر ملی ہے جس سے وہ مرعوب ہو رہے ہیں۔ اس لیے اب تم ان پر حملہ کرو۔ شامی ان پر حملہ آور ہوئے اور انہیں شکست دی صرف شبیب ایک معمولی سی جماعت کے ساتھ میدان جنگ میں باقی رہا۔

شبیب خارجی کی شکست و پسپائی:

ایک شخص راوی ہے جو خود شبیب کے ہمراہ تھا جب شبیب کو اپنی شکست ہوئی تو پل پر سے گزر کر آیا۔ حجاج کے رسالے نے اس کا تعاقب کیا۔ شبیب تنہا چلا جاتا تھا۔ میں نے اس وقت کہا اے امیر المومنین ذرا مڑ کر دیکھئے آپ کے پیچھے کون آ رہا ہے۔

شبیب نے بڑی بے پروائی سے مڑ کر دیکھا اور گردن جھکا لی اور بڑھ جانے لگا۔ جب حجاج کا رسالہ اس کے قریب آ گیا۔ ہم نے عرض کی امیر المومنین! دشمن آپ کے قریب پہنچ گیا ہے۔ شبیب نے پھر پیچھے مڑ کر دیکھا لیکن خدا کی قسم اس نے ان کی پرواہ نہ کی اور پھر سر کو ہلانے لگا۔ اس کے بعد حجاج نے اپنے دوسرے رسالے کو بھیجا۔ شبیب نے کہا انہیں چھوڑ دو، انہیں اللہ کی آگ میں جلنے کے لیے چھوڑ دو۔ چنانچہ ان کو وہیں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

جس وقت شبیب نے پیچھا کر لیا اسے قتل کر ڈالا۔

فروہ کہتا ہے کہ جب ہم شکست کھا کر بھاگے تو ہم شبیب کے ہمراہ تھے، جب قتل کے لیے گزرے تو نہ کسی نے اسے چھیڑا نہ کسی نے ہمارا تعاقب کیا۔

حجاج کی مراجعت کوفہ:

حجاج کوفہ آیا۔ منبر پر خطبے کے لیے کھڑا ہوا۔ حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا کہ اس سے پہلے کبھی شبیب سے ایک جنگ نہیں ہوئی تھی کہ وہ اس جنگ سے بھاگ گیا اور اپنی بیوی کو اس حال میں چھوڑا کہ اس کے چوتڑ میں نیزے کا پھل ٹوٹا ہوا ہے۔

حجاج کی مجلس مشاورت:

اس جنگ کے متعلق حرام بن زحر بن جبار الحکمی کی یہ روایت ہے کہ جب شبیب نے بہرسیر میں حجاج کی فوج کو شکست دی۔ حجاج نے ہم سب کو اپنے پاس بلایا۔ ہم سب لوگ اس کے دیوان خانہ میں جہاں وہ مشاورت کیا کرتا تھا پہنچے۔ وہ ایک تخت پر متمکن تھا اور لحاف اوڑھے ہوئے تھا۔

حجاج نے کہا کہ میں نے آپ لوگوں کو ایک ایسی بات کے لیے بلایا ہے جس میں مشاورت کی ضرورت ہے اور غور و فکر کی۔ آپ لوگ مجھے اس معاملے میں مشورہ دیجیے۔ شبیب نے آپ کے تمام قصبوں پر قبضہ کر لیا۔ آپ کے گھروں میں گھس آیا۔ آپ کے سپاہیوں کو اس نے قتل کر ڈالا۔ اب بتائیے کہ کیا کیا جائے۔ سب لوگوں نے چپ چاپ سر نیچے کر لیے۔

قتیبہ کی حجاج پر تنقید:

پھر ایک صاحب اپنی کرسی سے صف سے آگے بڑھے اور حجاج سے بولے کہ اگر امیر مجھے بولنے کی اجازت دیں تو میں عرض کروں۔ حجاج نے کہا فرمائیے۔ وہ صاحب کہنے لگے کہ حق تو یہ ہے کہ آپ نے نہ اللہ کے احکام کی نگہداشت کی نہ امیر المومنین کی حفاظت کی اور نہ رعیت کی خیر خواہی۔ یہ کہہ کر پھر صف میں اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ یہ شخص قتیبہ تھا۔ حجاج یہ سن کر غصہ ہوا۔ لحاف اتار دیا اور اپنے پلنگ کی پٹی سے ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گیا اور پوچھا کس شخص نے یہ بات کہی تھی۔

قتیبہ کا حجاج کو جنگ میں شریک ہونے کا مشورہ:

قتیبہ پھر صف میں سے اپنی کرسی سے اٹھے اور دوبارہ کہا کہ میں نے کہا تھا۔ دوبارہ حجاج نے کہا اچھا اب کیا کرنا چاہیے۔

قتیبہ نے کہا چاہیے کہ آپ خود ان کے مقابلے پر جائیں اور آخری فیصلہ کر لیں۔

حجاج نے کہا اچھا میرے لیے فوجی قیام گاہ کے لیے جگہ تجویز کر کے اسے درست کر دو اور پھر کل میرے پاس آؤ۔

راوی کہتا ہے کہ ہم قتیبہ بن مسلم کو برا بھلا کہتے ہوئے مجلس مشاورت سے نکلے کیونکہ ان حضرات نے حجاج سے قتیبہ کی شکایت کی

اور اسی بنا پر حجاج نے قتیبہ کو اپنا مشیر و دوست بنا لیا تھا۔

حجاج اور قتیبہ کی ملاقات:

ہمیں اسلحہ بھی دے دیے گئے تھے۔ صبح ہوتے ہی ہم ہتھیاروں سے مسلح ہو کر روانہ ہوئے۔ حجاج نے صبح کی نماز پڑھی اور پھر محل میں چلا گیا۔ اس کے بعد تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس کا حاجب آتا تھا اور دریافت کرتا تھا کیا اب بھی آئے اب بھی آئے۔ ہم جانتے نہ تھے کہ کسے دریافت کر رہا ہے۔ اور تمام دیوان خانہ شاہی لوگوں سے کھچا کھچ بھر گیا تھا۔ اس کے بعد پھر حاجب نے آ کر پوچھا کہ کیا اب بھی آئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ قتیبہ مسجد میں ٹہل رہے ہیں اور ایک ہرات کی بنی ہوئی سبز قبا زیب تن ہے۔ سرخ باریک ململ کا عمامہ سر پر بندھا ہوا ہے۔ ایک چوڑی تلوار حمائل ہے۔ جس کا پرتلہ تنگ اور چھوٹا تھا۔ معلوم ہوتا تھا بغل میں دبائے ہیں۔ اپنی قبا کے دامن کو کمر کے پٹکے میں لپیٹ دیا تھا زرہ دونوں پنڈلیوں تک لٹکی ہوئی تھی۔ ان کے لیے دروازہ کھولا گیا۔ قتیبہ محل میں داخل ہوئے کسی نے انہیں روکا نہیں اور یہ سیدھے حجاج کے پاس اس کے خاص کمرے میں چلے گئے۔ دیر تک وہاں رہے پھر برآمد ہوئے اب ان کے ساتھ جھنڈا بھی تھا جو ہوا میں لہرا رہا تھا۔

قتیبہ کی پیش قدمی:

حجاج نے دو رکعت نماز پڑھی پھر کھڑا ہوا اور بات چیت کرنے لگا اور اس جھنڈے کو باب الفیل سے باہر نکالے جانے کا حکم دیا۔ خود حجاج بھی اس کے پیچھے ہی باہر نکلا دروازہ پر ایک بھورے رنگ کا چاند تارے والا چتکبرا خچر موجود تھا۔ حجاج اس پر سوار ہوا اور پیش دست خدمت گاروں نے اور گھوڑے بھی پیش کیے مگر حجاج نے اور سب پر سوار ہونے سے انکار کر دیا اور اس خچر پر سوار ہو گیا اور باقی تمام لوگ بھی سوار ہوئے۔ قتیبہ ایک کمیت رنگ کے چاند تارے والے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ کاٹھی اس قدر بڑی تھی کہ جب قتیبہ اس پر بیٹھے تو معلوم ہوتا تھا کہ زین میں ایک انار رکھا ہوا ہے۔ یہ تمام لاؤ لشکر دار المقابح کے راستہ پر ہو لیا اور سبخہ کی طرف چلا۔ سبخہ میں شبیب کا لشکر پڑا ہوا تھا۔ یہ بدھ کا دن تھا۔ دونوں فریق اس روز تو اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہے اور جمعرات کی صبح کو جنگ کے لیے روانہ ہوئے۔ اور پھر جمعہ کے دن صبح کو لڑنے گئے۔ اور نماز جمعہ کے وقت خارجیوں کو شکست ہوئی۔

حجاج بن قتیبہ راوی ہے کہ شبیب بڑھ کر حملہ آور ہوا۔ حجاج نے اس کے مقابلے پر ایک امیر کو بھیجا۔ شبیب نے اسے قتل کر دیا۔ پھر دوسرے کو بھیجا۔ شبیب نے اسے بھی قتل کر ڈالا۔ ان دونوں میں سے ایک اعین حمام اعین کا مالک تھا۔

غزالہ زوجہ شبیب کی منت:

شبیب کوفہ میں در آیا۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی غزالہ بھی تھی۔ اس نے منت مانی تھی کہ مسجد کوفہ میں دو رکعت نماز پڑھوں گی جس کی ایک رکعت میں سورۂ بقرہ اور دوسری میں آل عمران تلاوت کروں گی۔ چنانچہ اس نے اپنی منت پوری کی اور شبیب نے اپنے لشکرگاہ میں جھنڈے بنا لیے۔

حجاج اور قتیبہ میں سخت کلامی:

حجاج نے کھڑے ہو کر اپنی تقریر میں کہا اے باشندگان عراق! اس میں شک نہیں کہ تم دشمنوں سے لڑنے میں خلوص اور دلچسپی کا اظہار کرتے ہو۔ میں امیر المؤمنین کو لکھے دیتا ہوں کہ آپ اہل شام کو میری امداد کے لیے بھیجیے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حجاج کی میدان جنگ میں آمد:

[illegible]

خالد بن عتاب بن ورقا کی شکست [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تو ابن حامد سے خوش ہو گیا اور اسی کو خارجیوں سے لڑنے کے لیے سردار مقرر کر کے روانہ کیا۔

حجاج کے مخبر کی گرفتاری اور رہائی:

جب شبیب نے عتاب کو قتل کر دیا تو اس نے دوسری مرتبہ کوفہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اور یہاں کوفہ کے سامنے تک چلا آیا۔

حجاج نے سیف بن ہانی اور ایک اور شخص کو شبیب کے پڑاؤ کی طرف خبریں لینے کے لیے بھیجا۔ یہ دونوں شبیب کے لشکرگاہ میں آئے۔ خارجیوں نے دیکھ کر کہا کہ تم میں ایک شخص کو تو ہم ابھی قتل کر دیں البتہ سیف بن ہانی ہو گا۔ ایک خارجی بھی اس کے پیچھے چلا۔ سیف نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور خارجی شخص سے درخواست کی کہ تم مجھے امان دے دو میں سچ سچ سارا واقعہ بتا دیتا ہوں۔

خارجی نے امان دے دی۔ سیف نے بتایا کہ مجھے اور میرے دوسرے ساتھی کو حجاج نے اس لیے بھیجا تھا کہ شبیب کی خبر لائیں۔ اس پر خارجی نے کہا کہ حجاج سے کہہ دو کہ شنبہ کے دن ہم حملہ کریں گے۔

سیف نے حجاج کے پاس آ کر اطلاع دی۔ حجاج نے کہا کہ اس نے جھوٹ کہا اور دھوکا دیا۔

شبیب کا بطین کو دار الرزق جانے کا حکم:

غرض یہ کہ شنبہ کے دن خارجی کوفہ کی طرف چلے۔ حجاج نے حارث بن معاویہ ثقفی کو مقابلے کے لیے بھیجا۔ زرارہ کے پاس اس کی شبیب سے مڈ بھیڑ ہوئی۔ شبیب نے اسے قتل کر ڈالا اور اس کی فوج کو شکست دی اور کوفہ کے اور قریب آ گیا۔ شبیب نے بطین کو دس سواروں کے ساتھ روانہ کیا کہ دار الرزق میں دریائے فرات کے کنارے میرے ٹھہرنے کے لیے کسی مکان کا انتظام کرو۔ بطین اس کام کے لیے روانہ ہوا۔

بطین اور حوشب بن یزید میں مقابلہ:

حجاج نے حوشب بن یزید کو تمام اہل کوفہ کے ساتھ شبیب کے مقابلے پر روانہ کیا۔ چونکہ تمام راستوں کے ناکوں پر کھڑے ہو گئے بطین ان سے آگے ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ شبیب سے امداد طلب کی شبیب نے اور شہسوار ان کے پاس بھیج دیے۔ انھوں نے حوشب کے گھوڑے کو زخمی کر دیا اور اسے شکست دی مگر حوشب بچ گیا۔ غرض کہ بطین اس طرح دار الرزق پہنچ گیا اور دریائے فرات کے کنارے ٹھہر گیا۔ اب شبیب بھی آ کر پل کے اس طرف ٹھہر گیا۔ مگر حجاج نے کسی شخص کو اس کے مقابلے پر نہیں بھیجا۔ شبیب یہاں سے اور آگے بڑھ کر مقام سبخہ میں کوفہ اور فرات کے درمیان خیمہ زن ہوا۔ تین روز یہیں ٹھہرا مگر حجاج نے کسی شخص کو مقابلے کے لیے نہیں بھیجا۔ پھر حجاج کو مشورہ دیا گیا کہ تم خود مقابلے پر جاؤ۔

اہل کوفہ کو روانگی کا حکم:

حجاج نے قتیبہ بن مسلم کو آگے بھیجا۔ قتیبہ لشکرگاہ کو ٹھیک ٹھاک کر کے واپس چلے آئے اور حجاج سے کہا کہ بس مجھ سے سنو دو جگہ بالکل ہموار اور صحیح ہے۔ آپ اب نیک فال لیتے ہوئے تشریف لے چلیے۔

تمام اہل کوفہ کو روانگی کا حکم دے دیا گیا چنانچہ سب روانہ ہوئے۔ حجاج کے ساتھ تمام سردار اور وہ لوگ بھی تھے اور یہ تمام مقرر

اس مقام پر وہ بھی آ کر فروکش ہوئی اور دونوں فریق اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہے۔

شبیب کے میمنہ پر بطین، میسرہ پر قعنب اور ربیعہ بن ذابل کا آزاد غلام دو سو سواروں کے ساتھ متعین تھا۔ حجاج نے اپنے میمنہ پر مطر بن ناجیہ، میسرہ پر خالد بن عتاب بن ورقاء، باقی کو قریباً چار ہزار فوج کے ساتھ متعین کیا تھا۔

حجاج سے کہا گیا کہ جہاں تم کھڑے ہو وہ جگہ شبیب کو معلوم نہ ہونے پائے۔ اس لیے حجاج نے اپنی ہیئت بدل لی۔ اپنے کھڑے ہونے کی جگہ کو پوشیدہ رکھا۔ ابوالورد حجاج کا آزاد غلام بالکل حجاج کے مشابہ تھا۔ اسے دیکھتے ہی شبیب نے اس پر حملہ کیا اور ایک گرز سے جس کا وزن چند رطل تھا اسے ہلاک کر ڈالا۔

نیز حمام ابن اعین کا مالک اور عمرو بن وائل کا آزاد غلام بھی حجاج کے بالکل مشابہ تھا۔ شبیب نے اسے بھی قتل کر ڈالا۔

حجاج ایک چاند تارے والے چتکبرے خچر پر سوار ہو گیا اور کہنے لگا کہ ہمارا مذہب بھی ایسا ہی ہے اور پھر ابو کعب سے کہا کہ اپنا جھنڈا آگے بڑھاؤ۔ میں ابوعقیل کا بیٹا ہوں۔

شبیب نے خالد بن عتاب پر حملہ کیا اور رحبہ تک سے پیچھے ہٹا دیا۔

خارجیوں نے مطر بن ناجیہ پر حملہ کیا اور پیچھے ہٹا دیا۔ اس وقت حجاج خچر پر سے اتر پڑا اور دوسرے لوگوں کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی اتر پڑیں۔ چنانچہ سب اتر پڑے۔ خود ایک کمبل پر بیٹھ گیا۔ حجاج کے ہمراہ عنبسہ بن سعید بھی تھے۔

مصقلہ خارجی اور شبیب خارجی میں اختلاف:

یہ لوگ اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ مصقلہ بن مہلہل ضبی نے شبیب کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور پوچھا کہ بتاؤ صالح بن مسرح کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے اور تم اس کے متعلق کیا کہتے ہو۔ شبیب نے کہا: بھلا یہ موقع اس قسم کے سوال کا ہے کہ خونریز جنگ ہو رہی ہے اور حجاج سامنے بیٹھا ہوا ہے۔

پھر شبیب نے کہا کہ میں صالح سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا۔ مصقلہ نے کہا کہ اللہ تجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔ تمام مخالفین شبیب کو چھوڑ کر چلتے ہوئے۔ البتہ چالیس آدمی باقی رہ گئے جو کہ کٹر خارجی اور سب سے بہادر لوگ تھے۔ باقی تمام مخالف خارجی مدائن کی طرف بھاگ گئے۔

غزالہ زوجہ شبیب کے سر کی تدفین:

اس پر حجاج نے کہا کہ اب خارجی منتشر ہو گئے ہیں اور خالد کو بذریعہ قاصد اس کی اطلاع کر دی۔ خالد نے ان پر حملہ کیا۔ غزالہ ماری گئی۔ ایک شخص اس کا سر لے کر حجاج کی طرف چلا۔ شبیب نے اس سر کو شناخت کر لیا اور عوان کو حکم دیا کہ حفاظت کرے۔ عوان نے اس شخص پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا اور وہ سر لا کر شبیب کے حوالے کر دیا۔ اسے غسل دیا گیا اور سپرد خاک کر دیا گیا۔ شبیب نے اس سر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ تمہاری قریب کی عزیز تھی۔

خوارج کی پسپائی

خارجی شبیب سے پیچھے ہو گئے۔ خالد نے حجاج کے پاس آ کر اسے خارجیوں کی پسپائی کی اطلاع دی۔ حجاج نے اسے شبیب پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور خالد خارجیوں پر حملہ آور ہوا۔ آٹھ شخصوں نے جن میں قعنب، بطین، عوان، عیسیٰ، مہذب، ابن عمیر اور

سنان تھے خالد کا پیچھا کیا اور اسے دیر تک دبائے ہوئے لے گئے۔

فروہ بن لقیط اسدی کی رہائی:

جس جگہ شبیب کھڑا تھا وہیں فروہ بن لقیط اسدی اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ شبیب نے اس سے کہا اے فروہ اللہ ہی کو تمام حکومت سزاوار ہے۔ فروہ نے کہا۔ بے شک اللہ ہی کو حکومت سزاوار ہے۔ اس پر شبیب نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ فروہ تم میں سے ہے مگر پوشیدہ رہتا تھا۔ اس وجہ سے اس نے اب تک اس بات کا اظہار نہیں کیا تھا۔ شبیب نے فروہ کو آزاد کر دیا۔

مضر بن القعقاع کا قتل:

مضر بن القعقاع بھی پیش کیا گیا۔ شبیب نے اس سے بھی کہا کہ حکومت صرف اللہ ہی کو سزاوار ہے مگر مضر اس کے مطلب کو نہیں سمجھا اور اس نے کہا۔ اللہ کی راہ میں میری جان و دل قربان ہے۔ شبیب نے مکرر کہا کہ حکومت اللہ ہی کو سزاوار ہے۔ تاکہ اسے چھوڑ دے مگر اب بھی مضر نہ سمجھا۔ اس پر شبیب نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

شبیب کا بھائی مصاد بھی اس جنگ میں کام آیا۔

شبیب خارجی کی مراجعت دار الرزق:

شبیب ان لوگوں کا جو خالد کے تعاقب میں گئے تھے انتظار کرنے لگا مگر انہیں آنے میں دیر ہو گئی۔ شبیب سو گیا اور حبیب بن خدرہ نے اسے بیدار کیا۔ اب حجاج کی فوج کی یہ حالت تھی کہ مارے خوف کے شبیب پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ شبیب دار الرزق چلا گیا۔ یہاں آ کر اس نے ان لوگوں کے مال و اسباب کو جمع کیا جو اس معرکہ میں مارے گئے۔

وہ آٹھوں آدمی جو خالد کے تعاقب میں گئے تھے وہ پھر اسی جگہ واپس آئے جہاں کہ شبیب پہلے کھڑا ہوا تھا۔ جب یہاں آ کر دیکھا کہ شبیب نہیں ہے انہیں خیال پیدا ہوا کہ دشمنوں نے شبیب کو قتل کر ڈالا۔

خالد بن عتاب اور مطر کا خوارج کا تعاقب:

خالد اور مطر دونوں حجاج کے پاس واپس چلے آئے حجاج نے ان دونوں کو حکم دیا کہ ان آٹھوں کی جماعت کا تعاقب کرو۔ اب یہ دونوں تو ان آٹھوں کے تعاقب میں چلے اور وہ آٹھوں شخص شبیب کے پیچھے روانہ ہوئے۔ غرض یہ کہ اس طرح دونوں فریقوں نے مدائن کے پل کو عبور کیا۔ یہاں ایک گڑھی تھی یہ آٹھوں خارجی اس میں داخل ہو گئے۔ خالد ان کے پیچھے ہی لگا ہوا تھا اس نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

خالد بن عتاب کی دلیری:

خارجی اس گڑھی سے بھی نکل کر بھاگے اور تقریباً دو فرسخ تک بھاگے چلے گئے اور جاتے جاتے دریائے دجلہ میں اپنے گھوڑوں سمیت کود پڑے۔ ان کے ساتھ ہی خالد بھی مع اپنے گھوڑے کے دریا میں کود پڑا۔ اور گھوڑا لے کر پار نکل گیا اس کا جھنڈا اس کے ہاتھ میں تھا۔

شبیب نے اس بہادری اور جرات کو دیکھ کر کہا خدا اس شہسوار اور اس کے گھوڑے کو ہلاک کرے یہ بہادر ترین شخص ہے اور تمام روئے زمین میں اس کا گھوڑا بھی سب سے زیادہ طاقتور گھوڑا ہے۔ لوگوں نے شبیب سے کہا کہ یہی تو خالد بن عتاب ہے [illegible]

شبیب نے کہا ان کی جماعت تو اس کی دگنی ہے جس میں مرابطت کئے ہوئے ہیں۔ بخدا اگر میں پیچھے ہٹا تو یہ لوگ بھی اس کے پیچھے کو دوڑ جاتا چاہے وہ آگ ہی میں کیوں نہ جاتا۔

جب شبیب کو شکست ہوئی حجاج کوفے میں داخل ہوا اور منبر پر چڑھ کر کہنے لگا کہ شبیب کو اس سے پہلے ایسی جنگ سے مڈبھیڑ نہیں پڑا تھا۔ خدا کی قسم ہے کہ اس نے تو راہ فرار اختیار کی اور اپنی بیوی کو مردہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔

حبیب بن عبدالرحمن کو تعاقب کا حکم:

اس کے بعد حجاج نے حبیب بن عبدالرحمن الحکمی کو تین ہزار شامیوں کے ہمراہ شبیب کے تعاقب میں روانہ کیا اور حبیب سے کہہ دیا کہ تم ان کے شبخون سے بچتے رہنا اور جہاں کہیں تمہاری ان سے مڈبھیڑ ہو جائے فوراً ان پر حملہ کر دینا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب جوش و خروش کو ٹھنڈا کر دیا ہے اور ان کے دانت کھٹے کر دیئے ہیں۔

حبیب بن عبدالرحمن شبیب کے تعاقب میں روانہ ہو کر انبار پہونچا۔

شبیب کے ساتھیوں کو امان کی پیشکش:

حجاج نے ایک یہ بھی چال چلی کہ اپنے تمام عاملوں کو ہدایت کر دی کہ تم چپکے چپکے شبیب کے ساتھیوں کو یہ پیغام بھیجا دو کہ جو شخص اس کا ساتھ چھوڑ کر حجاج کی طرف آ جائے گا اسے امان دی جائے گی۔ اس افسوں کا اثر ہوا اور بہت سے لوگ شبیب کو چھوڑ کر حجاج کی طرف آ گئے۔ شبیب کو معلوم ہوا کہ حبیب انبار میں مقیم ہے تو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حبیب کی طرف روانہ ہوا اور جب اس کے پڑاؤ کے قریب پہنچا تو خود بھی ٹھہر گیا اور خارجیوں کو نماز مغرب پڑھائی۔

شبیب خارجی کا حبیب پر شبخون:

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ جب اس رات کو شبیب آیا ہے میں شامیوں کے ہی ساتھ تھا اور پھر اس نے ہم پر شبخون مارا جب بالکل شام ہو گئی تو حبیب بن عبدالرحمن نے ہم سب کو جمع کر کے چار دستوں پر تقسیم کیا اور ہر دستے کو حکم دیا کہ اپنی اپنی سمت کی نگرانی رکھو اس نے کہا کہ اگر ایک دستہ جنگ میں مصروف ہو جائے تو دوسرا دستہ اس کی امداد کو نہ آئے کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ خارجی ہم سے بالکل قریب پڑے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اپنے آپ کو مطمئن اور ثابت قدم رکھو کیونکہ آج رات میں تم پر ضرور شبخون مارا جائے گا۔

شبیب خارجی کا حبیب کی سپاہ پر حملہ:

بہرحال ہم تو پوری طرح تیار ہی تھے۔ ہم ابھی یہ خیال کر رہے تھے کہ شبیب نے آ کر حملہ کیا۔ سب سے پہلے اس نے اس دستہ فوج پر حملہ کیا جو عثمان بن سعید العذری کے ماتحت تھا۔ بہت دیر تک شمشیر زنی ہوتی رہی مگر کسی شخص کے قدم کو جنبش تک نہیں ہوئی سب اپنی اپنی جگہ جمے رہے۔ خارجی مجبور ہو کر اس دستے سے ہٹ گئے۔ اب انہوں نے اس دستہ پر حملہ کیا جو سعید بن عجل العامری کے تحت تھا۔ ان سے بھی خوب مقابلہ ہوا مگر کوئی شخص اپنی جگہ سے نہیں ٹلا۔ خارجیوں نے انہیں بھی چھوڑا اور اس دستے پر بڑھے جو نعمان بن سعد الحمیری کے ماتحت تھا مگر اس کا بھی کچھ نہ بگاڑ سکے۔

اس کے بعد چوتھے دستے پر جو ابن اقیصر الخثعمی کے ماتحت تھا حملہ آور ہوئے اور بہت دیر تک جنگ ہوتی رہی مگر یہاں بھی کچھ نہ کر سکے۔ اس کے بعد خارجیوں نے چاروں طرف سے ہمیں گھیر لیا اور حملہ شروع کر دیا۔ اب تک تہائی رات گزر چکی تھی اور خارجی برابر ہم

سے لڑ رہے تھے۔ ہم نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شکست کھا کر بھاگ جائیں گے۔ مگر بہت دیر تک یہ لوگ ڈٹے رہے یہاں تک کہ ہم سے اور ان کے ہاتھ شل ہو گئے کہ اٹھ نہیں سکتے تھے۔ آنکھیں گرد و غبار سے خیرہ ہو گئی تھیں۔ بہت سے لوگ مارے جا چکے تھے۔ ہم نے ان کے کئی آدمی مارے۔ اور انہوں نے ہمارے تقریباً سو آدمی ہلاک کئے۔

شبیب خارجی کی مراجعت:

ہمارے ساتھ والوں کی تعداد کم تھی اور اگر وہ بھی اس سے زیادہ ہوتے تو یقیناً وہ ہم سب کو ختم کر ڈالتے مگر پھر بھی باوجود اس قلت تعداد کے اس وقت تک انہوں نے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا جب تک کہ ہم نے انہیں اور انہوں نے ہمیں پوری پوری طرح تھکا دیا۔ میں نے خود دیکھا کہ ہم میں کا ایک شخص ان میں سے کسی شخص پر تلوار سے وار کرنا چاہتا تھا مگر ضعف اور تھکن کی وجہ سے دشمن پر اس کے وار کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ ہم میں سے ایک اور شخص کو میں نے دیکھا کہ وہ بیٹھے بیٹھے لڑ رہا ہے اپنی تلوار ادھر ادھر چلاتا ہے مگر اس قدر تھک کر چور ہو گیا تھا کہ کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔

جب خارجی ہم سے مایوس ہو گئے تو شبیب گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے ان ساتھیوں کو بھی سوار ہونے کا حکم دیا جو گھوڑوں سے اتر پڑے تھے اور جب اچھی طرح گھوڑوں کی پشتوں پر جم گئے ہم سے پلٹ کر چلے گئے۔

فروہ بن لقیط کہتا ہے کہ جب ہم انہیں چھوڑ کر پلٹ کر چلے تو ہم بہت تھک گئے تھے۔ ہمارے زخم ابھی تک کھلے ہوئے بغیر مرہم پٹی کے تھے اس وقت شبیب نے ہم سے کہا اگر ہم نے دنیا کی خاطر یہ مصیبت مول لی ہوتی تو یہ زخم اور تکالیف نہایت ہی تکلیف دہ ہوتیں مگر چونکہ یہ بوجہ اللہ اختیار کی گئی ہیں اس لئے ان کا برداشت کرنا نہایت ہی آسان ہو جاتا ہے۔ اس پر اس کے تمام ہمراہیوں نے کہا امیر المومنین آپ بالکل صحیح فرماتے ہیں۔

شبیب خارجی اور سوید خارجی کی گفتگو:

مجھے اب تک یاد ہے کہ شبیب، سوید بن سلیم کے پاس آیا۔ اس سے کہا کہ میں نے گاؤں کے دو شخص قتل کئے ہیں ان میں ایک تو بڑا عبادت گزار اور دوسرا نہایت ہی بزدل تھا۔

شب گزشتہ میں دیکھ بھال کرنے کے لئے نکلا۔ تین شخص مجھے ملے جو ایک گاؤں میں اپنی ضروریات خریدنے چلے گئے تھے۔ ایک شخص اپنی احتیاج خرید کر اپنے ساتھیوں کی طرف روانہ ہوا میں بھی اس کے ساتھ چلا۔ اس شخص نے مجھ سے پوچھا کیا تم نے چارہ وغیرہ نہیں خریدا۔ میں نے جواب دیا کہ میرے اور ساتھیوں نے میرے لئے بھی خرید لیا ہے۔ پھر اس نے اس سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے دشمن کا پڑاؤ کہاں ہے؟ اس نے کہا ہاں مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ہم سے قریب ہی فروکش ہو رہے ہیں اور خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ کوئی شبیب سے میرا مقابلہ ہو جاتا۔ میں نے کہا واقعی تم ایسا چاہتے ہو؟ اس شخص نے کہا ہاں بے شک میں نے کہا اچھا تو تیار ہو جاؤ۔ خدا کی قسم میں ہی شبیب ہوں اور یہ کہتے ہی میں نے اپنی تلوار کھینچ لی۔ اس کے ساتھ ہی وہ شخص گر پڑا اور ٹھنڈا ہو گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ لعنت ہے تجھ پر اٹھ۔ میں آگے بڑھا کہ دیکھوں تو سہی کیا ہوا۔ دیکھتا ہوں کہ روح جسم عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ میں یہاں سے واپس ہوا۔ ایک دوسرے شخص سے مڈبھیڑ ہوئی جو گاؤں سے واپس آ رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا یہ وقت تو لشکر کو واپس چلے جانے کا ہے تم اس وقت کہاں جاتے ہو۔ میں نے اس سے بات نہیں کی بلکہ آگے چل گیا میرا گھوڑا مجھے

اڑائے ہوئے لے جا رہا تھا۔ اس شخص نے میرا پیچھا کیا اور مجھے آلیا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ آخر بتاؤ تم کیا چاہتے ہو؟ اس شخص نے کہا: خدا کی قسم تو ہمارے دشمنوں میں سے ہے۔

میں نے کہا یہ صحیح ہے۔ اس پر اس نے کہا مجھے بھی خدا کی قسم ہے۔ آگے نہ بڑھنا ورنہ تجھے قتل کر ڈالوں گا یا میں تجھے قتل کر ڈالوں۔ میں نے اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ ایک گھنٹہ تک ہم دونوں تلوار چلاتے رہے اور حقیقت یہ ہے کہ میں نہ تو بہادری میں اور نہ جرات میں اس سے کسی طرح زیادہ رہا۔ البتہ چونکہ میری تلوار اس کی تلوار کے مقابلے میں زیادہ تیز تھی اس لیے میں نے اسے قتل کر ڈالا۔

شبیب خارجی کا کرمان میں قیام:

ہم یہاں سے روانہ ہو کر دجیل کو عبور کرتے ہوئے علاقہ جوخی میں پہنچے۔ یہاں سے ہم نے دوبارہ واسط کے قریب دجلہ کو عبور کیا اور پھر اہواز کی سمت ہو لئے اور فارس ہوتے ہوئے کرمان کے پہاڑوں میں چلے آئے۔

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں شبیب ہلاک ہوا۔ اور دوسروں کے بیان کے مطابق ۷۸ھ میں شبیب کی ہلاکت واقع ہوئی۔

سفیان بن الابرد کو شبیب کے تعاقب کا حکم:

ابو یزید السکسکی بیان کرتا ہے کہ جب ہمیں حجاج نے شبیب کی طرف پلٹ کر جانے کا حکم دیا تو بہت کچھ انعام و اکرام تقسیم کیا اور جس قدر لوگ زخمی ہوئے تھے یا جنہوں نے داد شجاعت دی تھی۔ ان سب کو انعام دیا۔ پھر سفیان بن الابرد کو حکم دیا کہ تم شبیب کے تعاقب میں جاؤ۔ سفیان نے روانگی کی تیاری شروع کی۔ حبیب بن عبدالرحمٰن کو یہ بات ناگوار گذری اور اس نے حجاج سے شکایتاً کہا کہ میں نے تو شبیب کو شکست دی اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا اور آپ اب سفیان کو اس کے تعاقب میں روانہ فرما رہے ہیں۔

سفیان دو ماہ کے بعد اس مہم پر روانہ ہوا۔ اس اثنا میں شبیب کرمان ہی میں ٹھہرا رہا۔ جب اس کے ساتھی ٹھیک ٹھاک ہو گئے ان کے زخم مندمل ہو گئے اور پھر ان میں جنگ کی قوت پیدا ہو گئی تو شبیب مع اپنے ساتھیوں کے پھر اسی جانب پلٹا اور اہواز کے نیچے دریائے دجیل کے پل پر سفیان اس کے سامنے آ گیا۔

حجاج نے حکم ابن ایوب بن حکم بن ابی عقیل اپنے داماد کو جو بصرہ کا عامل تھا خط کے ذریعہ یہ ہدایت کر دی تھی کہ بصرہ والوں میں سے کسی شریف و بہادر شخص کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ شبیب کے مقابلے پر روانہ کرو اور جو شخص افسر ہو اسے حکم دے دو کہ سفیان سے جا ملے اور اس کے احکامات کی تعمیل کرے۔

حکم نے زیاد بن عمرو العتکی کو چار ہزار فوج کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا۔ مگر قبل اس کے کہ زیاد سفیان کے پاس پہنچے دریائے دجیل کے پل پر شبیب اور سفیان کا آمنا سامنا ہو چکا تھا۔ شبیب پل کو عبور کر کے سفیان کی جانب چلا آیا۔ یہاں آ کر دیکھا کہ سفیان اور لوگوں کے ساتھ گھوڑے سے اتر کر کھڑا ہوا ہے۔

سفیان کی صف بندی:

سفیان نے مہاصر بن صیفی العذری کو رسالے کا افسر مقرر کر کے میدان جنگ میں روانہ کیا۔ اپنے میمنہ پر بشر بن حسان الفہری

کو اور میسرہ پر عمرو بن ہبیرۃ الفزاری کو سردار مقرر کیا تھا۔

شبیب نے اپنی فوج کو تین دستوں پر منقسم کر دیا تھا۔ ایک دستہ خود اس کے ماتحت، ایک قعنب المحلمی کے ماتحت اور ایک سوید ان کے ماتحت تھا اور گھاٹی کی دائیں جانب لشکر کو وہیں چھوڑ رکھا تھا۔

شبیب خارجی کا حملہ:

جب سوید نے شبیب کے میمنہ سے سفیان کے میسرہ پر اور قعنب نے شبیب کے میسرہ سے سفیان کے میمنہ پر حملہ کیا تو خود شبیب سفیان پر حملہ آور ہوا۔ بہت دیر تک ہم دونوں فریق لڑتے رہے۔ آخرکار خارجی اس مقام کی طرف واپس چلے گئے جہاں کہ پہلے ایستادہ تھے۔ پھر ہم پر شبیب اور اس کے ساتھیوں نے تیس سے زیادہ حملے کیے مگر ہم میں سے کسی شخص کے پاؤں اپنی صف سے نہیں اکھڑے۔ سفیان نے ہم سے کہا کہ علیحدہ علیحدہ نہ ہونا۔ بلکہ ساری فوج کو ایک ہی مرتبہ خارجیوں پر ٹوٹ پڑنا چاہیے۔

چنانچہ ہم برابر ایک ہی طرح نیزوں اور تلواروں سے لڑتے آگے بڑھتے رہے۔ پھر آخر ہم نے خارجیوں کو پہاڑ تک پیچھے ہٹا دیا۔

جب شبیب پہاڑ تک پہنچا تو گھوڑے سے اتر پڑا اور اس کے ساتھ تقریباً سو آدمی اور بھی اتر پڑے۔ ہم نے شام تک ان سے نہایت ہی شدید جنگ کی۔ اب تک ایسی لڑائی کبھی نہیں لڑی گئی تھی۔ اور واقعہ یہ ہے کہ خارجیوں نے بھی ایسی سخت نیزہ بازی اور شمشیر زنی کی کہ اس سے پہلے ہمیں سابقہ نہیں پڑا۔

سفیان نے جب دیکھا کہ کسی طرح ان پر ہمارا بس نہیں چلتا اور ان کے ساتھ وہ خارجیوں کی فتح کے امکان سے بھی بے خوف نہ تھا اس نے تیر اندازوں کو بلا کر تمام خارجیوں پر تیر اندازی کا حکم دیا۔

خوارج پر تیر اندازی:

نصف النہار سے دونوں فریق گتھم گتھا ہو رہے تھے۔ تیر اندازوں نے شام کے وقت ان پر تیر برسائے۔ سفیان نے تیر اندازوں کو علیحدہ ایک صف میں کھڑا کر دیا تھا اور ایک شخص کو ان پر سردار مقرر کر دیا تھا۔

جب یہ تیر انداز کچھ دیر خارجیوں پر تیر برساتے رہے تو خارجیوں نے ان پر حملہ کیا۔ یہ دیکھتے ہی ہم نے بھی خارجیوں پر حملہ کیا اور اس طرح ہم نے خارجیوں کو تیر اندازوں کے قریب پہنچنے سے روک دیا۔

جب تھوڑی دیر اسی طرح ان پر تیر اندازی کی گئی۔ شبیب اور اس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور انہوں نے ہمارے تیر اندازوں پر نہایت شدید حملہ کیا کہ تیس سے زیادہ آدمی ہلاک کر ڈالے۔

خوارج کی مراجعت کوفہ:

اس کے بعد شبیب نے اپنے سواروں کے ساتھ ہم پر رخ کیا اور جب ہماری طرف شبیب آیا ہم نے نیزوں سے اس کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ ظلمت کا پردہ ہمارے اور ان کے درمیان حائل ہو گیا اور شبیب ہمیں چھوڑ کر پلٹ گیا۔

اس پر سفیان نے اپنی فوج سے کہا کہ ان کا تعاقب نہ کرو بلکہ جانے دو۔ صبح ہوتے ہی ہم ان پر حملہ کریں گے۔

چنانچہ ہم سب لوگ اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہے اور خارجیوں کے تعاقب میں نہیں گئے کیونکہ ہم تو خود یہ چاہتے تھے کہ خارجی واپس چلے جائیں۔

فروہ بن لقیط کا بیان:

فروہ بن لقیط راوی ہے کہ جب ہم پل کے قریب ہوئے شبیب نے ہم سے کہا کہ اے گروہ مسلمین اس وقت تم پل سے پار اتر جاؤ اور کل صبح کو ہم دشمن پر حملہ کریں گے۔

ہم سب کے سب شبیب کے ساتھ تھے اور اس طرح ہم نے پل کو عبور کیا۔ اور شبیب پیچھے ہم سب کے ساتھ تھا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار پل سے گزر رہا تھا کہ ایک گھوڑی سامنے آ گئی۔ شبیب کے گھوڑے نے اس پر جست کی۔ گھوڑی کی جست سے شبیب کے گھوڑے کا سم پل کی کشتی سے باہر نکل گیا۔ شبیب دریا میں گر پڑا اور اس وقت اس نے یہ آیت پڑھی:

﴿ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ﴾

"تاکہ خدا اس کام کو پورا کرے جس کے لیے پہلے سے فیصلہ ہو چکا ہے"۔

شبیب نے پانی میں غوطہ کھایا اور پھر ابھرا اس وقت اس نے کہا:

﴿ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴾

"یہ غالب اور جاننے والے کا فیصلہ تھا"۔

شبیب خارجی کی ہلاکت کی وجہ:

شبیب خارجی کی ہلاکت کا واقعہ جو عام طور پر راویوں نے بیان کیا ہے ایک اور روایت ابو یزید السکسکی نے جو حجاجیوں کے خلاف برسر آزما تھا اور فروہ بن لقیط نے جو شبیب کے تمام معرکوں میں اس کے شریک حال رہے مگر خود شبیب کے قبیلہ بنی مرہ بن ہمام کے ایک شخص نے بیان کیا کہ خود اس کے خاندان والوں کی ایک جماعت شبیب کے ہمراہ تھی جو اس کے ساتھ اس کے دشمنوں سے نبرد آزما تھی۔ اگرچہ یہ لوگ اس کے حق میں بد نیت تھے۔ شبیب نے ان لوگوں کے بڑے خاندان والوں اور عزیزوں کو مار ڈالا تھا جس کی وجہ سے ان کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچا تھا اور ان کے دلوں میں کینہ کی آگ مشتعل تھی۔

مقاتل تیمی:

بنی تیم بن شیبان کا ایک شخص مقاتل نامی تھا جب شبیب نے اس قبیلے کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا تو اس شخص نے شبیب کے قبیلے بنی مرہ بن ہمام پر غارت گری کی اور اس قبیلے کے لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ اس پر شبیب نے اس سے سوال کیا کہ تم نے بغیر میری اجازت کے کیوں ان لوگوں کو قتل کر ڈالا۔

اس شخص نے جواب دیا کہ خدا آپ کی حالت بہتر کرے آپ نے تو میرے خاندان میں جو کافر تھے انھیں قتل کیا اور اسی طرح میں نے آپ کے خاندان میں جو لوگ کافر تھے انھیں قتل کر ڈالا۔

شبیب خارجی اور مقاتل کی گفتگو:

شبیب نے اس سے سوال کیا کہ ان کے قتل کا حق تم کو کیسے ہوا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بغیر میرے آپ ایسی اہم باتوں کا خود فیصلہ کر لیتے ہیں۔

مقاتل نے جواب دیا آپ ہی نے تو بتایا کہ کیا یہ ہمارا مذہب نہیں ہے کہ جو شخص ہمارے عقائد کے خلاف عقیدہ رکھے اس کو

کیا۔ یہ دوسرا آدمی ہے اسے قتل کر دیا گیا ہے۔ شبیب نے کہا ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔

ان لوگوں نے کہا تو پھر تم ہم میں سے کیا چاہتے ہو؟ تو اس نے کہا [illegible] آپ نے میرے بھتیجے کے قتل کیے ہیں ان کے عوض میں [illegible] آپ کے بھتیجے کو قتل کیا ہے اور آپ کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ کفار کے قتل کیے جانے پر ندامت و ملال کریں۔

شبیب نے کہا مجھے [illegible] ان کا رنج نہیں۔

شبیب خارجی کی غرقابی

شبیب کے ہمراہ اور بھی بہت سے لوگ تھے شبیب نے ان کے خاندان والوں کو قتل کیا تھا۔ [illegible] نے بیان کیا ہے کہ جب اس موقع پر شبیب سب سے پیچھے رہ گیا تو ان لوگوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ اس وقت پل کو توڑ دیں [illegible] ہونے لگیں گے۔ چنانچہ انہوں نے [illegible] پل کو [illegible] کشتی ایک طرف جھک گئی۔ اس کی وجہ سے گھوڑا اچھل پڑا اور شبیب گھوڑے سمیت پانی میں گر کر غرق ہو گیا۔ یہ بیان قبیلہ مرہ بن ہمام کے ایک شخص کا ہے جو شبیب کے ساتھ تھا۔ دوسرے اہل قبیلہ کا ہے۔ مگر عام لوگ اس کی روایت [illegible] کے [illegible] پھسلے اور ڈوب گئے۔

ابو یزید السکسکی کہتا ہے کہ ہم [illegible] کی تیاری کر رہے تھے کہ [illegible] نے پوچھا کہ تمہارے امیر المومنین کہاں ہیں؟ [illegible] ان کے [illegible] ایک شخص [illegible] تمام خارجیوں میں شور مچ گیا کہ امیر المومنین غرق ہو گئے اور اس کے بعد خارجی یہاں سے چلے گئے اپنے لشکر کا کوئی [illegible] چھوڑ گئے۔ [illegible] ایک بھی شخص باقی نہ رہا۔

خوارج کا فرار

سفیان نے [illegible] اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ ہم لوگوں نے بھی ان کی شرکت کی اور پھر وہاں سے [illegible] عامر بن [illegible] ہم [illegible] پہنچ گئے [illegible] وہاں [illegible] لوگ [illegible] تھے۔ یہ [illegible] کا اعتبار [illegible] ترتیب اور قرینے کے [illegible] دکانوں [illegible] تھی۔

شبیب خارجی کی لاش

پھر ہم نے شبیب کی لاش دریا سے باہر نکالا۔ شبیب کے جسم پر زرہ تھی۔ [illegible] اس کا سینہ شق ہو گیا تھا اور اس کا دل نکال کر دیکھا گیا تو وہ پتھر کی طرح بہت سخت اور ٹھوس تھا۔ جب زمین پر [illegible] تھے تو [illegible] کی وجہ سے [illegible] انسان کے قد کے برابر اچھل جاتا تھا۔ اس پر [illegible] نے کہا اس خدائے پاک کا شکر [illegible] جس نے تمہاری اعانت کی۔

پھر اس کے لشکر گاہ پر ہم نے قبضہ کر لیا۔

شبیب خارجی کی والدہ کا بیان

جب شبیب کی ماں سے اس کی موت کی خبر بیان کی جاتی اور کہا جاتا تھا کہ شبیب قتل کر دیا گیا تو وہ مانتی نہ تھی مگر اس مرتبہ

[illegible] ہو گیا تھا۔

شبیب خارجی کے والدین

[illegible]

[illegible] کا ہے۔

[illegible]

[illegible] چنانچہ وہ مسلمان ہو گئی اور جب شبیب پیدا ہوا تو یہ اس سے پہلے ہی مسلمان ہو چکی تھی۔

شبیب خارجی کی والدہ کا خواب

[illegible]

[illegible] یہاں پر شاہی قیام کرتا تھا۔

شاہی فوج کا حملہ

[illegible]

شبیب خارجی کی جنگی چال

شبیب کے ہمراہ [illegible] جوان [illegible] تھی۔ شبیب نے [illegible] کی ایک جماعت [illegible] اور اپنے ساتھیوں [illegible] کر دیا [illegible] جب [illegible] لشکر [illegible] ایک ایک [illegible] ان کے لشکر [illegible] ایک تیر تھا۔ [illegible] سے [illegible] آ [illegible]

شامی فوج میں افراتفری

مگر ان کے ساتھی [illegible] کرنے [illegible] شبیب [illegible] اور [illegible] کے ساتھ [illegible] شبیب [illegible] ان [illegible] کے لشکر [illegible] ایک [illegible] شبیب [illegible] ان [illegible] گئے۔

غلام حیان کا شبیب کو قتل کرنے کا ارادہ اور ناکامی:

جب شبیب نے دیکھا کہ ان [illegible] اور [illegible] اس وقت ان کے لشکر [illegible] زمین پر [illegible] مقامات میں [illegible] چلے گئے۔ شبیب ان [illegible] حیان [illegible] حیان سے کہا [illegible] پانی [illegible] جب شبیب نے پانی ڈالنے کے لیے [illegible] حیان کا ارادہ ہوا [illegible] قتل [illegible] اور [illegible] میری عزت اور شہرت [illegible] شبیب کے قتل کا ارادہ [illegible] اور جب [illegible] پانی ڈالنے [illegible] شبیب [illegible] اپنے [illegible] سے چھری نکال [illegible] حیان نے چھری [illegible] شبیب [illegible]

حیان کہا کرتا تھا کہ "میرے [illegible] مجھے ان کے قتل کرنے سے [illegible]"۔ پھر شبیب اپنے لشکر [illegible] ساتھیوں سے آ ملا۔

◆

باب ۸

مطرف بن مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حکیم نے مطرف سے کہا خدا آپ کو نیک ہدایت دے جس وقت آپ نے تقریر کی تھی میں آپ سے دور تھا اور اب میں اس لیے آپ کے قریب آیا تھا کہ آپ کی تقریر کا جواب دوں مگر اسی اثنا میں آپ منبر سے اتر آئے۔ بہرحال جو کچھ آپ نے بیان کیا ہم نے اس کے مفہوم کو سمجھ لیا اور یہ کہ حجاج نے آپ سے انصاف و مساوات سے حکومت کرنے کا عہد لیا ہے۔ خدا عہد لینے والے اور عہد کرنے والے دونوں کو کامیاب کرے۔

آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ آپ انصاف کریں اور حق کی اعانت کریں۔ خداوند عالم آپ کی نیت کی تکمیل میں آپ کی اعانت کرے۔

جس طرح کہ آپ کے والد ماجد کی سرشت میں تھا کہ وہ خدا اور بندگان خدا کی خوشنودی ہمیشہ پیش نظر رکھتے تھے اسی طرح آپ بھی اس مقصد کے حصول میں ان کے مشابہ ہیں۔

مطرف نے ان سے کہا کہ یہاں میرے پاس تشریف لائیے' ان کے لیے جگہ نکالی۔ حکیم مطرف کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

حصین بن یزید کہتے ہیں کہ مطرف ان تمام عاملوں میں جو مدائن آئے سب سے بہتر عامل تھے۔ مجرموں کو سخت ترین سزائیں دیتے تھے اور سرکاری عہدہ داروں کے ظلم کو مطلقاً روا نہیں رکھتے تھے۔

بشر بن الاجدع الہمدانی (ثم الثوری) جو شاعر بھی تھا' مطرف کے پاس آیا اور ان کی تعریف میں اشعار کہے۔ مطرف نے منع کر کہا۔ افسوس! تیرا مقصد یہ ہے کہ ہم فضول باتوں کی طرف مائل ہو جائیں۔

مطرف کی حجاج سے امداد طلبی:

جب شبیب ساباط سے مدائن کی طرف بڑھا۔ مطرف نے حسب ذیل خط حجاج کو لکھا:

"حمد و ثنا کے بعد میں امیر کو اطلاع دیتا ہوں کہ شبیب کا رخ ہماری طرف ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری امداد کے لیے اور فوج بھیج دیجیے تاکہ میں اس فوج کی امداد سے مدائن کی حفاظت کروں کیونکہ مدائن کوفے کا پھاٹک اور اس کا قلعہ ہے"۔

اس پر حجاج نے سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف کو دو سو سواروں کے ساتھ اور عبداللہ بن کناز کو دو سو کے ساتھ مطرف کی امداد کے لیے مدائن بھیجا۔

شبیب نے بڑھتے بڑھتے قناطر حذیفہ پر پڑاؤ کیا اور پھر یہاں سے اور آگے بڑھ کر مقام کلواذا پہنچا۔ دجلہ کو عبور کیا اور قصبہ بہرسیر میں آ کر فروکش ہو گیا۔

مطرف بن مغیرہ بن شعبہ اور شبیب خارجی:

مطرف اس شہر قدیم میں تھا۔ جہاں منزل کسریٰ اور قصر ابیض واقع ہیں۔ جب شبیب نے بہرسیر میں اپنا پڑاؤ کیا تو مطرف نے دریا کے پل کو توڑ ڈالا اور شبیب کے پاس قاصد بھیجا کہ آپ اپنے ساتھیوں میں سے چند معزز اور نیک لوگوں کو میرے پاس بھیج دیجیے تاکہ میں قرآن کریم سے ان سے بحث کروں اور ان عقائد پر غور کروں جس کی آپ دعوت دیتے ہیں۔

شبیب نے سوید بن سلیم' قعنب اور محلل بن وائل کو مطرف کی طرف روانہ کیا۔ جب کشتی ان کے قریب لائی گئی اور انہوں نے

اس میں اُتر پڑا۔ شبیب نے حکم بھیجا کہ جب تک ہمارا قاصد مطرف کے پاس سے واپس جواب لے کر نہ آ جائے کوئی کشتی میں سوار نہ ہو۔

شبیب نے مطرف کے پاس قاصد کے ذریعے یہ کہلا بھیجا تھا کہ جس بات کی تم دعوت دیتے ہو بہتر ہے کہ آپ ہمارے پاس آ کر بیان کریں۔ آپ میرے پاس کچھ آدمی بھیج دیجئے کہ جب تک میرے آدمی آپ کے پاس رہیں، یہ بطور ضمانت میرے پاس رہیں گے۔ مطرف نے قاصد سے کہا کہ تم جا کر شبیب سے کہنا کہ جب میں نے اپنے آدمی آپ کے پاس بھیجے تھے اس وقت تو میں نے آپ پر اعتماد کر لیا تھا اور اب آپ کیوں مجھ پر اعتبار نہیں کرتے۔

پھر شبیب نے قاصد کو واپس کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے مذہب میں کوئی بد عہدی جائز نہیں مگر آپ لوگ دھوکہ دیتے ہیں اور اسے معمولی بات سمجھتے ہیں۔ اس پر مطرف نے ربیع بن یزید الاسدی، سلیمان بن حذیفہ بن ہلال بن مالک المزنی اور یزید بن ابی زیاد مغیرہ کے آزاد غلام کو جو مطرف کے محافظ دستے کا افسر تھا شبیب کے پاس بھیج دیا۔

جب یہ لوگ شبیب کے پاس پہنچ گئے تب شبیب نے اپنے آدمیوں کو مطرف کے پاس بھیجا۔

مطرف بن مغیرہ، شبیب اور سوید کی گفتگو

ابو مخنف کہتے ہیں کہ نضر بن صالح نے مجھ سے بیان کیا کہ میں مطرف بن المغیرہ بن شعبہ کے ہاں تھا مگر مجھے معلوم نہیں کہ اس روز لوگ کیا کہتے تھے۔ میں اس فوج میں تھا جو مطرف کے ہمراہ تھی یا یہ کہ اس وقت موجود تھا کہ جب شبیب کے قاصد مطرف کے پاس آئے۔

مطرف میرے اور میرے بھائی کے بڑے دوست تھے ہم سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھتے تھے جب شبیب کے قاصد ان کے پاس آئے اس وقت سوائے میرے اور میرے بھائی حلام بن صالح کے اور کوئی ان کے پاس موجود نہ تھا۔

شبیب کے قاصدوں کی تعداد چھ تھی اور ہم تین تھے وہ سب کے سب مسلح ہو کر آئے تھے اور ہمارے پاس صرف تلواریں تھیں۔

جب یہ قریب پہنچے سوید نے کہا: ''سلامتی ہو اس پر جو اپنے رب سے ڈرا اور جس نے راہ ہدایت کو دیکھا''۔

مطرف نے کہا ''بے شک'' اور پھر ان پر اللہ کی سلامتی بھیجی۔ جب یہ لوگ بیٹھ گئے مطرف نے ان سے پوچھا کہ اب فرمائیے کہ آپ کیا چاہتے ہیں اور کس طرف بلاتے ہیں۔ بیان کیجئے۔

سوید نے پہلے خدا کی حمد اور پھر رسول ﷺ کی شان میں درود پڑھا۔ جس شے کی طرف ہم آپ کو دعوت دینا چاہتے ہیں وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ ہم آپ کی قوم والوں سے اس لیے عداوت رکھتے ہیں کہ انھوں نے مال غنیمت کو اپنے ذاتی مصرف میں خرچ کر رہے ہیں۔ انھوں نے خدا کے احکام کو پس پشت ڈال دیا ہے، یہ لوگ زبردستی مال چھین لیتے ہیں۔

یہ سن کر مطرف نے کہا کہ آپ جس شے کی دعوت دے رہے ہیں وہ بالکل حق ہے۔ آپ ظلم کی مخالفت کر رہے ہیں۔ میں ان امور میں آپ کا پیرو ہوں۔ لیکن جس چیز کی طرف آپ دعوت دے رہے ہیں آپ اس میں میری متابعت کیجئے تاکہ میری اور آپ کی کوشش کو ایک شکل نصیب ہو، میری اور آپ کی حالت متحد ہو جائے۔

خارجیوں نے کہا کہ آپ فرمائیے آپ کیا چاہتے ہیں۔ اگر حق بات کی آپ دعوت دیں گے اور حق ہوئی تو ہم آپ کی دعوت کو قبول کریں گے۔

مطرف کی خوارج کو دعوت:

مطرف نے کہا کہ آئیے ہم آپ مل کر ان ظالم سرکشوں کے خلاف ان کی بدعتوں کی وجہ سے جو انہوں نے ایجاد کی ہیں جہاد کریں اور انہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف بلائیں اور اس معاملہ کی تصفیہ مسلمانوں کے باہمی مشورے سے ہو جائے تاکہ ایک ایسے شخص کو وہ اپنا امیر منتخب کر لیں جسے وہ پسند کریں جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے تک مسلمانوں میں ہوا کرتا تھا اور جب عربوں کو معلوم ہوگا کہ انتخاب امیر المومنین کا مطلب یہ ہے کہ قریش میں سے کسی شخص کو منتخب کر لیا جائے وہ اس چیز کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور ان میں سے اکثر آپ کے ساتھ ہو جائیں گے اور آپ کے دشمنوں کے خلاف آپ کی امداد کریں گے اور اس طرح آپ کی جو مراد ہے اس کی تکمیل ہو جائے گی۔

یہ سنتے ہی خارجی چلا اٹھے اور مجلس اٹھ کر برخاست کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اس بات کو تو ہم حشر تک منظور کرنے کے لیے تیار نہیں۔

خارجی وفد کی واپسی:

یہ کہہ کر خارجی وہاں سے روانہ ہوئے اور مکان کے چبوترے سے نکلنے ہی والے تھے کہ سوید بن سلیم مطرف کی طرف مڑا اور کہنے لگا: اے ابن المغیرہ! یہ اگر میرے ساتھی دشمنی یا بدعہدی کرنے والے ہوتے تو وہ تمہیں قتل کر ڈالتے کیونکہ تم نے تو اپنے آپ کو خود ہی ان کے حوالے کر دیا تھا۔

یہ سن کر مطرف گھبرا گیا اور کہنے لگا بے شک خداوند قدوس جو موسیٰ علیہ السلام کا خدا ہے کی قسم ہے تم ٹھیک کہتے ہو۔

خارجی شبیب کے پاس واپس آئے اور جو کچھ مطرف نے کہا تھا بیان کیا۔ شبیب کو اس سے اس بات کی اور بھی خواہش پیدا ہوئی کہ مطرف کو اپنی طرف مائل کر لیا جائے۔ انہوں نے ان سے کہا کہ صبح کے وقت تم میں سے ایک شخص پھر مطرف کے پاس جائے۔

سوید خارجی کی مطرف سے ملاقات:

جب صبح ہوئی شبیب نے سوید کو مطرف کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم جا کر انہیں سمجھاؤ۔ سوید مطرف کے دروازے پر آیا تو میں نے ہی اسے اندر ہونے کی اجازت دی۔ جب سوید مطرف کے پاس اندر پہنچ کر بیٹھ گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ وہاں سے اٹھ کر چلا آؤں۔ مگر مطرف نے مجھ سے کہا کہ تم بیٹھے رہو کیونکہ تم سے کسی بات کا پردہ نہیں ہے چنانچہ میں بھی بیٹھ گیا۔ میں اس وقت بالکل نوجوان تھا۔

سوید نے مطرف سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں کہ جن سے آپ کا کوئی راز پوشیدہ نہیں۔ مطرف نے کہا کہ یہ نہایت ہی شریف و نجیب شخص ہیں۔ یہ مالک بن [illegible] بن حذیفہ کے صاحبزادے ہیں۔

سوید نے ان سے کہا کہ تم نے ایک اچھے شخص کی عزت افزائی کی ہے۔ اگر ان کا مذہب بھی ان کے حسب و نسب کی طرح اعلیٰ ہوتا تو یہ پھر کامل فرد ہیں۔

شبیب خارجی کو مطرف کا پیغام:

اس کے بعد سوید مطرف کی طرف متوجہ ہوا۔ کہنے لگا کہ جو کچھ آپ نے مجھ سے کہا تھا وہ میں نے امیر المومنین سے بیان کر دیا۔ اس پر امیر المومنین نے مجھے حکم دیا کہ ان معاملات میں آپ سے بات کروں اور کہوں کہ کیا آپ اس بات سے واقف ہیں کہ مسلمان اپنے میں سے جسے چاہیں ایک شخص کو منتخب کر کے اپنا امیر مقرر کر لیں جو ان میں سب سے زیادہ اچھا ہو یہ بات ہے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد یہی طریقہ جاری رہا۔ اگر آپ اس بات کو تسلیم کر لیں گے تو اس کے بعد ہم آپ سے اس بات کے کہنے کا حق دار ہو گیا ہے کہ ہم نے اپنے میں سے جو بہترین شخص تھا اور جو نصیحت کے وجود خدا نے کیا ہے بہترین وقت رکھتا تھا اسے ہم نے اپنا امیر مقرر کر لیا ہے۔ جب تک اس میں کوئی تغیر یا تبدیلی نہیں ہو گی اس کا ساتھ دیں گے اور اس کی حمایت کرتے رہیں گے۔

اور آپ نے جو مشورے کے متعلق بیان فرمایا تھا اور کہا تھا کہ جب عرب کو معلوم ہوگا کہ ہم کیا کرنا چاہتے ہیں تو وہ ہمارے خلاف ہو جائیں گے۔ اس معاملے کے متعلق عرض یہ ہے کہ کیا آپ کو یاد نہیں کہ جو لوگ حق پر ڈٹے رہے ہیں ان کی قلت تعداد اور مظلوم ہونے سے ان کی مشکل یا تنگی کا باعث نہیں ہوئی اور ظالموں کی تعداد زیادہ ہونے سے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

اگر ہم اس حق کو حاصل کرنے کے لیے نکلے ہیں چھوڑ کر تمہاری اطاعت و مشورہ قبول کر لیں تو یہ ہماری خطا، کمزوری اور ضعف ہوگا اور اس سے یہ ثابت ہوگا کہ گویا ہم نے ظالموں کی اعانت کے لیے راستہ صاف کر دیا۔ کیا آپ کو اس بات سے اختلاف نہیں کہ تمام عربوں کے بجائے قریشی ہی اس منصب امارت کے زیادہ مستحق ہیں۔

اگر آپ اپنے اس دعوے پر اصرار کریں تو ہم پوچھیں گے کہ کیوں ایسا ہے جیسا کہ آپ کہتے ہیں اس لیے کہ قریشیوں کو رسول اللہ ﷺ سے قرابت حاصل ہے تو اس کا جواب بھی سن لیجیے کہ پھر اس صورت میں جو تمہارے آباء و اجداد تھے ان پر جائز نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے خاندان یا عبدالمطلب کی اولاد پر بھی حکومت کرتے کہ یہ ان کے موالی اور باقی بھی تب ہوتا اور شاید انہیں معلوم نہیں کہ خدا کے نزدیک سب سے بہتر وہی شخص ہے جو سب سے زیادہ خدا سے ڈرے اور امور خلافت کا بار زیادہ اٹھانے والا ہو اور سب سے افضل ہو۔ تمام مخلوق سے تقویٰ اور پرہیزگاری کے اوصاف کی اس میں بات وجہ یہ ہے کہ وہ مخلوقات کے امور کو بہتر انجام دے۔

ہم نے سب سے پہلے مظالم کے خلاف آواز بلند کی، جہاد کیا اور ان ظالمین کی جماعت سے جنگ کی۔ اگر آپ ہمارے ساتھ ہو جاتے ہیں تو آپ ہمارے تمام فوائد و منفعت میں برابر کے شریک رہیں گے اور ہم آپ کا احسان مانیں گے۔ ورنہ آپ کی جگہ ہمارے دشمنوں کے ایک فرد تصور کیے جائیں گے اور جس طرح ہم دشمنوں سے جہاد کرتے ہیں اسی طرح آپ سے بھی لڑیں گے۔

اس تقریر کے بعد مطرف نے کہا کہ جو کچھ آپ نے بیان کیا میں اسے اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ آج تو آپ واپس تشریف لے جائیں تاکہ ہم اس معاملے پر غور و فکر کر لیں۔ سوید واپس چلا آیا۔

مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کا ساتھیوں سے مشورہ:

مطرف نے اپنے خاص معتمد علیہ اور خیر خواہوں کو بلوایا۔ جس میں سلیمان بن صخر المزنی اور ربیع بن یزید الاسدی بھی تھے نضر بن صالح کہتا ہے کہ میں اور یزید بن ابی زیاد مغیرہ کا آزاد غلام دونوں تلواریں لیے ہوئے مطرف کے سر پر کھڑے ہوئے تھے یزید بن ابی زیاد مطرف کے دستے کا سردار تھا۔

مطرف نے ان سربرآوردہ لوگوں سے کہا آپ لوگ میرے دوست اور بہی خواہ ہیں۔ آپ کے حسن مشورہ اور رائے پر میں بھروسہ کرتا ہوں۔ بخدا! میں ان ظالموں کے افعال کو ہمیشہ سے دل ہی دل میں ناپسند کرتا رہا ہوں اور جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں نے اپنے فعل و قول سے ان افعال کو بدلا ہے مگر جب ان کی خطائیں حد سے تجاوز ہو گئیں اور مجھے یہ معلوم ہوا کہ یہ خارجی ان سے جہاد کر رہے ہیں تو مجھے یہ مناسب معلوم ہوا کہ اگر مجھ کو ان کے خلاف مددگار مل جائیں تو مجھے ضرور ان کے خلاف جنگ کرنا چاہیے۔

میں نے خارجیوں کو دعوت دی تھی اور یہ تمام باتیں تفصیل سے ان سے کہہ دیں۔ انھوں نے بھی یہی اس کے جواب میں کہا اس لیے اب میری رائے یہی ہے کہ ان کے خلاف جنگ کی جائے۔

اور اگر وہ ان باتوں کو جو میں نے ان کے سامنے پیش کی ہیں تسلیم کر لیں تو پھر میں عبدالملک اور حجاج کو چھوڑ دوں گا اور ان کے خلاف چڑھائی کر دوں گا۔

مزنی اور ابن ابی زیاد کا مدائن چھوڑنے کا مشورہ:

مزنی نے کہا کہ یہ خارجی آپ کے ساتھ ہو سکتے ہیں اور نہ آپ ہی ان کی اقتدا کر سکتے ہیں ان خیالات کو آپ اپنے ہی تک محدود رکھیں کسی شخص پر ظاہر نہ کریں۔ دوسرے شخص اسدی نے بھی یہی رائے دی۔ اس پر مطرف کا آزاد غلام ابن ابی زیاد اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور عرض پرداز ہوا کہ خدا کی قسم! جو گفتگو آپ کے اور سوید کے درمیان ہوئی ہے اس کی اطلاع ضرور حجاج کو پہنچے گی اور ایک بات کی دس باتیں کہی جائیں گی۔ اور آپ کے تمام ساتھی ہلاک کر ڈالے جائیں گے اس لیے جہاں تک ممکن ہو اس مقام سے ہٹ جانا چاہیے کیونکہ ہر طرف شہر کے ان دہقان پھیلے ہوئے ہیں اور شبیب کی فوج والے اس گفتگو کا جو آپ کے اور اس کے قاصد سوید کے درمیان ہوئی ہے تذکرہ کر رہے ہیں رات نہ ہونے پائے گی کہ اس واقعہ کی ان لوگوں میں خبر حجاج کو پہنچ جائے گی۔ اس لیے مدائن کے علاوہ کسی اور مقام کو اپنا مستقر بنائیے۔ مطرف کے دونوں ساتھیوں نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا۔ مطرف نے ان سے پوچھا کہ فرمائیے آپ کا طرز عمل اب کیا ہوگا۔ ان دونوں نے کہا کہ ہم ہر طرح سے آپ کے ساتھ ہیں حجاج وغیرہ کے خلاف اپنی جانیں آپ پر سے قربان کر دیں گے۔

اس کے بعد مطرف نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ آپ کے کیا ارادے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ کے دشمن سے لڑوں گا۔ آپ کے ساتھ تمام شدائد پر صابر رہوں گا جب تک آپ صابر رہیں گے۔

مطرف نے اس پر کہا کہ ہاں! آپ کی جانب سے مجھے ایسا ہی گمان بھی تھا۔

مطرف کی مدائن سے روانگی:

تیسرے دن قبیصہ مطرف کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر ہماری پیروی کرتے ہیں تو آپ ہم سے ہیں ورنہ ہمارا آپ سے

کوئی خوف نہیں۔

مطرف نے جواب دیا میں تو دیکھتا ہوں کہ آپ کا نام سن کر آپ کے ساتھی بھی گھبرا جاتے ہیں۔

مطرف نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ تم سب کے سب یہاں سے روانہ ہو جاؤ [illegible] کیونکہ وہاں ایک دوسرا شخص آ گیا ہے۔

مطرف بہت جلد روانہ ہوا اس نے رے اور قومس کو بائیں ہاتھ چھوڑا مقام [illegible] پہنچا اور یہیں منزل کی۔

قبیصہ بن عبدالرحمٰن کی اطاعت:

یہاں قبیصہ بن عبدالرحمٰن الخثعمی آ کر مطرف کی اطاعت میں شریک ہوا۔ مطرف نے اس سے [illegible] قبیصہ نے اسے منظور کیا۔ مطرف نے اسے خلعت دیا گھوڑا دیا [illegible] سے بھی [illegible] کا [illegible] اس نے [illegible] اس سے جا پہنچا [illegible] قطع کر لیا۔

مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کا خطبہ

چنانچہ اس نے تمام سرداروں اور لوگوں کو جمع کیا اور حمد و ثنا کے بعد ان سے کہا:

"اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر جہاد اور ظالم کے خلاف جنگ فرض کی ہے اور کلام پاک میں بھی ارشاد فرماتا ہے

﴿وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب﴾

"نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی اعانت کرو، اور گناہ اور ظلم پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے۔"

میں خدا کو گواہ کر کے اعلان کرتا ہوں کہ میں نے عبدالملک بن مروان اور حجاج بن یوسف کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ جو صاحب میرے ساتھ رہنا چاہتے ہوں اور [illegible] وہ میرے ساتھ رہیں ان کے ساتھ [illegible] اچھا سلوک کیا جائے گا اور جو صاحب نہ رہنا چاہیں وہ [illegible] جہاں ان کا جی چاہے چلے جائیں کیونکہ میں یہ بات اچھی نہیں سمجھتا کہ کوئی ایسا شخص میرے ساتھ ہو جس کی نیت ظالموں کے خلاف جہاد کرنے کی نہ ہو۔

میں آپ لوگوں کو کتاب خدا اور سنت رسول اللہ ﷺ اور ظالموں کے خلاف جہاد کرنے کے لیے دعوت دیتا ہوں۔ جب ہمارے ارادے پورے ہو جائیں گے اور ہم کو کامیابی ہو گی۔ اس وقت ہم امارت کے لیے باہم مسلمانوں کی مشاورت کریں گے اور جسے تمام مسلمان پسند کریں گے وہی ہمارا امیر ہو گا۔"

مطرف کے تمام ساتھیوں نے قرآن [illegible] پر بیعت کی اور وہ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

سبرہ بن عبدالرحمٰن اور عبداللہ بن ابی زر کی علیحدگی

مطرف نے سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف اور عبداللہ بن [illegible] کو خط لکھ کر [illegible] اسی طرح دعوت دی [illegible] تمام لوگوں نے [illegible] بیعت کی اس وقت تو ان دونوں نے اظہار رضا مندی کیا مگر جب مطرف وہاں سے روانہ [illegible]

تب یہ دونوں بھی ان لوگوں کے جو مطرف کا ساتھ چھوڑ کر ان سے آ ملے تھے، حجاج کے پاس روانہ ہو گئے یہاں آ کر دیکھا کہ حجاج شبیب کے مقابلہ میں نبرد آزما ہے۔ یہ دونوں بھی شبیب کی جنگ میں شریک ہوئے۔

مطرف اپنے ہمراہیوں کو لے کر وہاں سے روانہ ہو کر حلوان کی سمت چلا۔

سوید بن عبدالرحمن عامل حلوان کی حکمت عملی:

حجاج نے اس سال سوید بن عبدالرحمن السعدی کو حلوان اور ماسبذان کا عامل مقرر کر کے بھیجا تو جب اسے اطلاع ملی کہ مطرف اس کے علاقہ کی جانب آنے والا ہے اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر میں نے اس معاملے میں کچھ بھی مداہنت سے کام لیا تو حجاج اسے کبھی پسند نہ کرے گا۔ اس لیے سوید نے مطرف کے مقابلے کے لیے اہالی اور کردوں کو جمع کیا۔ کردوں نے حلوان کا راستہ مطرف پر مسدود کر دیا۔ سوید مطرف کے مقابلے کے لیے چلا مگر اس کا دلی منشا یہ تھا کہ سامنے سے گزر جائے اور سالم نکل جائے کیونکہ ایک طرف تو وہ مطرف سے جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا اور اس کے ساتھ یہ بھی چاہتا تھا کہ حجاج بھی کوئی اعتراض نہ کرے اس لیے اس کا اس طرح مقابلے کے لیے روانہ ہونا محض دکھاوے کے طور پر تھا کہ اس پر الزام نہ آئے۔

حجاج بن جاریہ الخثعمی:

حجاج بن جاریہ الخثعمی کو جب معلوم ہوا کہ مطرف مدائن سے کوہستانی علاقوں کی طرف نکل گیا ہے وہ خود اپنی قوم کے تیس آدمی اپنے ہمراہ لے کر اس کے شریک ہونے کے لیے روانہ ہوا۔

عبداللہ بن علقمہ الخثعمی کہتا ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو مطرف کی امداد کے لیے آئے تھے۔ ہم حلوان جا کر اس سے مل گئے اور سوید کے مقابلے میں اس کی طرف سے شریک معرکہ ہوئے۔

نضر نے بھی اسی روایت کو بیان کیا ہے۔

جب ہم مطرف کے پاس پہنچے تو ہمارے آنے سے اسے بہت خوشی ہوئی اور اس نے حجاج بن جاریہ الخثعمی کو اپنے برابر جگہ دی۔

نضر اور عبداللہ بن علقمہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ جب سوید ہمارے مقابلے پر آیا تو وہ پیدل سپاہ کے ساتھ کھڑا رہا بلکہ اپنے مکانات سے باہر بھی نہیں نکلا۔ البتہ اس کا بیٹا قعقاع سواروں کے ساتھ سامنے آیا۔ اس کے سواروں کی تعداد اس روز کچھ زیادہ تھی۔

نضر کا بیان ہے کہ سواروں کی تعداد کوئی دو سو تھی اور ابن علقمہ کہتا ہے کہ ان کی تعداد تین سو تھی۔

سوید اور مطرف میں مصالحت:

مطرف نے حجاج بن جاریہ کو بلا کر حکم دیا کہ تم اس جماعت کے مقابلہ میں جاؤ اور جتنی تعداد ان کی مقابلہ پر آئی تھی اتنے ہی سواروں کے ساتھ میدان جنگ میں پہنچے۔ یہ فوراً قعقاع کے سامنے آ گئے اور چونکہ یہ شہسوار مشہور و معروف بہادر تھے انھوں نے نہایت بہادری سے قعقاع سے جنگ کرنی شروع کی۔

سوید نے جب دیکھا کہ یہ جماعت میرے بیٹے قعقاع کی طرف گئی ہے۔ اس نے اپنے غلام مہر آفرید کو (جو اس واقعہ کے بعد یک اور معرکہ میں سوید کے ہمراہ دیر الجماجم میں مارا گیا جب کہ بنی سعد کا جھنڈا اس کے پاس تھا) بلایا اور حکم دیا کہ حجاج کے پاس جائے۔

رستم نے حجاج بن جاریہ سے آ کر کہا کہ اگر ہمارے علاقے کو چھوڑ کر کسی اور طرف جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ کیونکہ ہم لوگ تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتے اور اگر تمہارا ارادہ ہمیں سے لڑنے کا ہے تو پھر ہمارے لیے اس کے سوا چارہ نہیں کہ جس علاقہ پر ہم متصرف ہیں اس کی حفاظت کریں۔

حجاج نے اس پر یہ کہا کہ تم دوسرے افسر اعلیٰ کے پاس جاؤ اور جو کچھ تم نے مجھ سے کہا ہے یہی ان سے بھی کہو۔

رستم مطرف کے پاس آیا اور جو کچھ اس نے حجاج بن جاریہ سے کہا تھا وہ اس سے بھی کہہ دیا۔ اس پر مطرف نے کہا کہ نہ ہم تم سے لڑنا چاہتے ہیں اور نہ تمہارے علاقے پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

رستم نے کہا اچھا تو پھر آپ اس راستے سے چلے جائیے اور ہمارے علاقے سے نکل جائیے اور ہمارے لیے یہ تو ضروری ہے کہ ہم لوگوں پر یہ بات ظاہر کر دیں تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ہم آپ کے مقابلے کے لیے تیار ہو کر نکلے تھے۔

مطرف کی کردوں سے مڈبھیڑ:

مطرف نے حجاج کو بلا بھیجا جب حجاج آ گیا تو پھر سب وہاں سے روانہ ہو گئے۔ جب پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے کردوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ مطرف اور ان کی تمام فوج گھوڑوں سے اتر پڑی۔

داہنی جانب سے حجاج بن جاریہ اور بائیں سے سلمان بن حذیفہ کردوں کی سمت بڑھے۔ انہیں شکست دی اور ان سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔

مطرف اور اس کے ساتھیوں کو کوئی نقصان اٹھانا نہیں پڑا۔ یہ چلتے چلتے جب ہمدان کے قریب آئے تو چونکہ ہمدان کا عامل مطرف کا بھائی حمزہ بن المغیرہ تھا، اس لیے مطرف نے ہمدان چھوڑ کر ماہ دینار کا رخ کیا۔

مطرف کی حمزہ بن مغیرہ سے امداد طلبی:

مطرف نے اس بات کو اچھا سمجھا کہ وہ ہمدان میں داخل ہو اور اس طرح اس کا بھائی حجاج کی نظر میں متہم ہو جائے البتہ جب وہ علاقہ ماہ دینار میں داخل ہو گیا تو اس نے اپنے بھائی حمزہ کو لکھا کہ چونکہ اخراجات بہت زیادہ ہیں اور سخت تکلیف ہے اس لیے تم روپیہ اور ہتھیاروں سے حتی المقدور میری مدد کرو۔

مطرف نے یزید بن ابی زیاد (مغیرہ بن شعبہ کے آزاد غلام) کو حمزہ کے پاس بھیجا تھا۔ رات کے وقت یزید مطرف کا خط لے کر حمزہ کے پاس آیا۔

جب حمزہ نے اسے دیکھا تو کہا:

"خدا کرے کہ تیری ماں کو تیری موت کا صدمہ اٹھانا پڑے تو نے ہی مطرف کو تباہ کیا"۔

یزید نے جواب دیا کہ آپ پر سے قربان ہو جاؤں میں نے ہرگز ہرگز انہیں تباہ نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے ہاتھوں ذبح

جو اس شہر کا زمین دار ہے خدا اپنے ساتھ مجھے بھی ہلاک کرے " اور اب مجھے تو پورا یقین ہے کہ کہیں ان کی وجہ سے آپ تباہ نہ ہو گیا۔

حمزہ نے پوچھا: کس نے تمہیں یہ خبر پہنچائی۔

یزید نے بتایا: فلاں شخص نے۔ اس کے بعد یزید بیٹھ گیا اور پوری روداد ان سے بیان کی اور مطرف کا خط جو ان کے نام تھا وہ انہیں دیا۔ حمزہ نے خط پڑھا اور کہا بہت اچھا میں خط اور جو پیام تمہارا ان کے پاس پہنچا دوں گا۔ مگر یہ تو کہو کیا یہ بات ابھی راز رہے گی۔

یزید نے کہا کہ میری جانب سے تو یہ بات کھلی نہیں رہ گئی۔

اس پر حمزہ نے کہا اچھا اگرچہ میں ان کی اتنی مدد تو نہیں کر سکتا جس سے انہیں بہت زیادہ قوت پہنچے۔ لیکن خط میں جو انہوں نے لکھا ہے اس سے ملتا جلتا اقرار ہے آسانی بھی خفیہ طور پر ان کی مدد کرنے سے باز نہیں رہوں گا۔

حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ کی مطرف کو امداد:

حمزہ نے یزید کے ہمراہ روپیہ اور ہتھیار بھیج دیے۔ یزید یہ سامان لے کر مطرف کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ وہ ماہ دینار کی سرحد کے نزدیک حدود ماہان سالم کی گھاٹی میں جو علاقہ اصفہان میں واقع ہے مقیم تھے۔ یہ ایک ایسی منڈی تھی جہاں خوبصورت عورتیں بکنے کے لیے آتی تھیں۔

مطرف کا قاشان میں قیام:

نضر بن صالح بیان کرتا ہے کہ جیسے ہی یزید واپس ہوا اس نے لوگوں کو باتیں کرتے سنا کہ مطرف نے اپنے بھائی سے روپیہ اور ہتھیاروں کی امداد طلب کی ہے۔ یہ سن کر میں مطرف کے پاس آیا اور میں نے ان سے کہا کہ مطرف نے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا کہ جب یہی بات کھل گئی ہے تو اب ہر ایک بات ہوگی جو افشا ہو جائے گی۔

اتنے میں یزید بن ابی زیاد بھی آ گیا اور مطرف اپنے ساتھیوں کو لے کر قم، قاشان اور اصفہان کی طرف چلا گیا۔

مطرف جب قم اور قاشان پہنچ گیا اور ہر طرف سے اطمینان ہو گیا اس نے حجاج بن جاریہ کو بلایا اور کہا جنگ میں شبیب کو شکست ہوئی تھی اس کا حال بیان کرو کیا تم اس معرکہ میں شریک تھے یا اس سے پہلے ہی چلے آئے تھے۔

حجاج بن جاریہ نے کہا ہاں! میں اس معرکہ میں شریک تھا۔

شبیب خارجی کے قتل پر مطرف کا اظہار افسوس:

مطرف نے کہا تو اچھا اس کا قصہ بیان کرو۔ حجاج نے پورا واقعہ بیان کیا۔ مطرف نے کہا کاش! شبیب کو فتح حاصل ہوتی۔ اور اگرچہ وہ خود گمراہ تھا مگر دوسرے گمراہ کو قتل کر ڈالتا۔

مطرف کی یہ آرزو اس لیے تھی کہ اگر حجاج ہلاک ہو جاتا تو جس مقصد کے لیے وہ کھڑا ہوا تھا وہ پورا ہو جاتا۔

پھر مطرف نے اپنے عمال روانہ کیے۔

نضر بن صالح کہتے ہیں کہ اگر قسمت کی مخالفت نہ ہوتی تو مطرف نے تو یہ تدبیر بڑی دور اندیشی سے اختیار کی تھی۔

مطرف کا خط بنام سوید بن سرحان و بکیر بن ہارون:

مطرف نے حسب ذیل خط ربیع بن یزید کے ہاتھ سوید بن سرحان الثقفی و بکیر بن ہارون البجلی کے نام روانہ کیا

"حمد و ثنا کے بعد میں آپ کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ان لوگوں کے خلاف جہاد کیجیے جو حق سے منحرف ہو گئے ہیں۔ جنھوں نے خراج کو صرف اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے اور کلام پاک کے احکام کو ترک کر دیا ہے جب حق و صداقت کی فتح ہو جائے گی اور باطل مٹ جائے گا اور حق کو غلبہ حاصل ہو جائے گا تو پھر ہم اس کتاب اور سنت کے مطابق مسلمانوں کے باہمی مشورے سے طے کر لیں گے جسے وہ پسند کریں گے وہی ہمارا امیر ہوگا۔

جو شخص ہماری اس دعوت کو قبول کرے گا وہ ہمارا دینی بھائی اور صحبت و رفاقت کا ہمارا شریک رہے گا اور جو اس دعوت کو رد کر دے گا ہم اس کے خلاف جہاد کریں گے اور اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں گے۔ ہمارے لیے اس شخص کے خلاف اللہ کی شہادت کافی ہے اور اسے سب سے بڑا نقصان تو یہی ہوگا کہ وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے فوائد سے محروم رہے گا اور اس سے زیادہ اس کی ذلت ہوگی کہ خدائی حکم کے خلاف دنیا طلبی سے مداہنت کے ساتھ پیش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاد کو مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ جہاد ایک ایسی شے ہے جو لوگوں پر ناگوار ہے۔

اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا یہی ذریعہ ہے کہ اس کے حکم کو ماننے میں جان و جسم نذر کرے اور خدا کے دشمنوں سے جہاد کرے۔

اس کے لیے خدا آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ آپ لوگ اس حق کی دعوت کو قبول فرمائیے اور ان لوگوں کو بھی دعوت دیجیے جن کے متعلق آپ کو یہ خیال ہو کہ وہ اس پر لبیک کہنے کے لیے تیار ہوں گے اور جن امور سے وہ ناواقف ہوں انھیں بتا دیجیے۔

جو شخص میری رائے سے اتفاق کرے اور ہماری اس دعوت کو قبول کرے اور اپنے دشمن کو ہمارا دشمن سمجھے اسے چاہیے کہ میرے پاس آ جائے۔ خدا ہمیں اور آپ کو ہدایت دے اور ہماری اور آپ کی توبہ قبول فرمائے اس لیے کہ وہی سب سے بڑا توبہ کا قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔ والسلام"۔

سوید بن سرحان اور بکیر کی اطاعت:

جب یہ خط ان دونوں شخصوں کے پاس آیا تو یہ دونوں اپنی رائے کی ایک جماعت کے ساتھ چپکے سے نکل کھڑے ہوئے اور دوسرے ان لوگوں کو بھی جو ان کے ساتھ ہو لیے انھوں نے دعوت دی اور اس طرح تقریباً اپنی رائے کے سو آدمیوں کی جماعت کے ساتھ یہ چپکے سے روانہ ہو گئے اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ ان کا مقصد کہاں جانے کا ہے۔ اور مطرف کے پاس آ گئے۔

براء بن قبیصہ کی حجاج کو اطلاع:

براء بن قبیصہ جو حجاج کی جانب سے اصبہان کا امیر تھا ان واقعات کی اس نے حجاج کو اطلاع دی اور لکھا کہ اگر آپ کو عافیت

اصبہان وغیرہ کی ضرورت وحفاظت منظور ہے تو فوراً مطرف کے مقابلے کے لئے ایک ایسی زبردست فوج بھیجو جو اس کا اور اس کے ساتھیوں کا استیصال کر دے۔ کیونکہ جس مقام پر وہ اب ہے وہاں اکثر مقامات سے لوگوں کی جماعتیں جا جا کر اس کے ساتھ شامل ہو رہی ہیں۔ اس کے ساتھیوں اور فوج کی تعداد کثیر ہو گئی ہے والسلام"۔

حجاج کا ابن قبیصہ کے نام خط:

حجاج نے اس کے جواب میں لکھا کہ "جس وقت میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تم اس فوج کے ساتھ جو تمہارے پاس ہے جنگ کی تیاری کرو اور جب عدی بن وتاد تمہارے پاس آجائیں تم ان کی سرکردگی میں اہل جمعیت کے ساتھ میدان جنگ کا رخ کرو۔ ان کے احکامات کی تعمیل کرنا اور ان کے مشورہ پر کاربند رہنا۔ والسلام"۔

براء بن قبیصہ کی جنگی تیاری:

براء نے اس خط کو پڑھتے ہی فوج کی ترتیب اور آمادگی شروع کر دی۔ حجاج نے بھی پندرہ پندرہ اور بیس بیس آدمیوں کی جماعتیں ڈاک لے جانے والے گھوڑوں کے ذریعے سے براء بن قبیصہ کے پاس بھیجنا شروع کیں۔ اس طرح پانسو کی جمعیت اس کے پاس پہنچ گئی اور دو ہزار پہلے سے اس کے پاس تھے۔

حمزہ بن مغیرہ کی معذرت خواہی:

جب جنگ کے لئے حجاج نے شبیب کے خلاف فوج بھیجی اسود بن سعد الہمدانی اس فوج میں شریک ہونے کے لئے کوفہ آئے تھے۔ ان کا گزر ہمدان اور جبال میں بھی ہوا اور یہ حمزہ کے پاس بھی آئے۔ حمزہ نے ان سے اپنے بھائی کی امداد کرنے کے معاملے میں معذرت چاہی۔ اسود نے اس واقعہ کا حجاج سے بیان کیا۔ حجاج نے کہا کہ مجھے بھی اس کا علم ہو چکا ہے۔

حمزہ بن مغیرہ کی معزولی و اسیری:

حجاج نے حمزہ کو معزول کر دینے کا ارادہ کیا۔ مگر پھر اسے خوف پیدا ہوا کہ مبادا حمزہ میرے حکم کو ٹال جائے اور میرے خلاف ہو جائے۔ قیس بن سعد العجلی حمزہ کے محافظ دستے کا افسر اعلیٰ تھا۔ بنی عجل اور بنی ربیعہ کی معتدبہ جماعت اس وقت ہمدان میں موجود تھی۔

حجاج نے قیس کو لکھا کہ تم ہمدان کے عامل مقرر کئے جاتے ہو اور حکم دیا کہ اپنے سامنے حمزہ کو گرفتار کر کے بیڑیاں ڈال دو اور جب تک میرا حکم نہ آئے وہ چھوڑا نہ جائے۔

قیس کے پاس جب حجاج کا پیام فرمان تقرر اور حکم پہنچا وہ اپنے قبیلہ والوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حمزہ کی طرف آیا۔ جب مسجد میں داخل ہوا تو نماز عصر کی اقامت ہو رہی تھی اس نے حمزہ کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز کے بعد جب حمزہ مسجد سے واپس ہوا تو قیس بھی ساتھ ہوا۔ حجاج کا خط اسے پڑھ کر سنایا اور اپنے تقرر کا فرمان اسے دکھایا۔

حمزہ نے کہا کہ میں اس حکم کی تعمیل کے لئے بادل و جان حاضر ہوں۔ قیس نے حمزہ کو گرفتار کر کے محبوس کر دیا اور ہمدان کی نظامت کا جائزہ لے لیا۔ اپنی قوم کے عمال کو مقامات پر بھیج دیا۔

قیس بن سعد العجلی کا حجاج کے نام خط:

اور حجاج کو حسب ذیل خط کے ذریعے اس تمام کارروائی کی اطلاع کر دی۔

"حمد و ثنا کے بعد میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے حمزہ بن المغیرہ کو بیڑیاں پہنا کر جیل خانے میں قید کر دیا ہے۔ اپنے عاملوں کو خراج وصول کرنے کے لئے مقرر کر دیا ہے۔

اور خراج وصول کرنا شروع کر دیا ہے۔ اب اگر جناب والا کی رائے ہو تو مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنی قوم اور اپنے علاقے کے ان لوگوں کے ساتھ جو میرے ساتھ ہوں مطرف کے مقابلے پر جاؤں تاکہ اس سے جہاد کروں اور مجھے یقین ہے کہ خراج وصول کرنے سے زیادہ جہاد کا ثواب ہوگا۔ والسلام"۔

حجاج اس خط کو پڑھ کر ہنسا اور کہنے لگا کہ اس سمت سے اسکی خبریں وصول ہو رہی ہیں جس کی ہمیں توقع نہ تھی۔

دنیا میں سب سے زیادہ حجاج اس وقت حمزہ کے اصبہان پر حاکم رہنے سے خوف زدہ تھا کیونکہ اسے ڈر تھا کہ حمزہ ضرور روپیہ اور ہتھیار سے اپنے بھائی کی امداد کرے گا اور یہ بھی خیال تھا کہ اگر میں نے کوئی فوری کاروائی اس کے خلاف کی تو ممکن ہے کہ وہ میرے ہی مقابلے کے لئے آمادہ ہو جائے اور عدول حکمی کرے اسی لئے حجاج ارادہ رکھتا تھا کہ حیلے اور موقع پا کر اسے معزول کر دیا۔ جب اس طرف سے اطمینان ہو گیا تو اب اس نے مطرف پر توجہ مبذول کی۔

حجاج کا قیس کی معزولی کا فیصلہ:

حجاج نے جب قیس بن سعد عجلی کا خط پڑھا اور یہ جملہ کہ اگر جناب والا پسند فرمائیں تو میں مطرف کے مقابلے پر اپنی قوم کے ساتھ جانے کے لئے اور اس سے جہاد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ حجاج نے کہا مجھے سب سے زیادہ یہ بات بری معلوم ہوتی ہے کہ عربوں کی تعداد میرے محصل علاقہ خراج میں زیادہ ہو جائے۔ ابن العراق کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ الفاظ حجاج کی زبان سے سنے مجھے معلوم ہو گیا کہ جب مطرف کے قضیہ سے فارغ ہو جائے گا قیس کو برطرف کر دے گا۔

عدی بن وتاد کو مطرف پر فوج کشی کا حکم:

حجاج نے عدی بن وتاد الایادی عامل رے کو حکم دیا کہ مطرف بن مغیرہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور براء بن قبیصہ سے جا کر ملو۔ جب تم دونوں اکٹھے ہو جاؤ تو تم ہی فوج کے سپہ سالار مقرر کئے جاتے ہو۔

عبداللہ بن سمیہ ازدی بیان کرتا ہے کہ جب حجاج کا خط عدی بن وتاد کے نام آیا اس وقت میں رے میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ عدی نے اس خط کو پڑھا اور پھر وہ خط مجھے دے دیا اور میں نے اسے پڑھا۔ اس میں یہ تھا کہ جس وقت تم میرے اس خط کو پڑھو تو اہل رے کے تین دستے فوج کے جو تمہارے ساتھ ہیں انہیں لے کر روانہ ہو جاؤ اور قم میں جا کر براء بن قبیصہ سے ملو اور پھر دونوں مطرف کے مقابلے کے لئے جاؤ۔ جب تم دونوں اکٹھے ہو جاؤ تو تم ہی تمام فوج کے سردار مقرر کئے جاتے ہو۔ تا آنکہ اللہ تعالیٰ مطرف کو ہلاک کر دے اور جب اللہ تعالیٰ مومنین کو اس ذمہ داری سے سبکدوش کر دے۔ تم اپنی چوکی اور ملازمت میں اپنے مستقر کی طرف پلٹ آؤ۔ جب میں نے خط پڑھ لیا عدی نے مجھ سے کہا اٹھو اور تیاری کرو۔ عدی نے آدمیوں کو فوج کے اجتماع کا حکم دیا۔ مقصد بیان نہ کیا حکم دیا کہ تین دستے فوج کے منتخب کرو۔

عدی کی پیش قدمی:

ابھی جمعہ کا دن نہ گزرا تھا کہ ہم روانہ ہو گئے قم پہنچے۔ قبیصہ الجہانی بھی سو شامیوں کے ساتھ یہاں آ کر مل گئے۔ ان

شامیوں میں عمر بن ہبیرہ بھی تھا۔ ہم مطرف سے دو روز کی مسافت پر ٹھہرے۔ عدی بن وتاد اپنے تابع فرمان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ اہل رے کے تین ہزار جنگجو سپاہی تھے اور براء بن قبیصہ کے ساتھ ایک ہزار سپاہی تھے۔ جنہیں حجاج نے کوفے سے ان کے ہمراہ روانہ کیا۔ سات سو ستانی تھے اور تقریباً ایک ہزار اصبہانی اور کرد اس کے علاوہ تھے۔ یہ لشکر تقریباً کل چھ ہزار سپاہی تھے۔

عدی روانہ ہوا اور مطرف کے قریب پہنچ گیا۔

عدی کی صف بندی

جب مطرف کو معلوم ہوا کہ ان کا لشکر میرے مقابلے کے لئے آ رہا ہے اس نے اپنی فوج کے چاروں طرف خندق کھود لی اور دشمن کے آنے تک خندق کی حفاظت میں یہ تمام فوج پڑی رہی۔

یزید عبداللہ بن زبیر کا آزاد کردہ غلام راوی ہے کہ جب یہ واقعہ پیش آیا ہے اس وقت اپنے آقا کے ساتھ تھا۔

عدی نے میدان مقابلہ میں آتے ہی فوج کی ترتیب شروع کی۔ اپنے میمنہ پر عبداللہ بن زہیر کو متعین کیا اور براء بن قبیصہ سے کہا کہ تم میسرہ میں ٹھہرو۔

عدی اور براء بن قبیصہ میں کشیدگی:

براء اس حکم سے بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ آپ مجھے میسرہ میں کھڑے رہنے کا حکم دیتے ہیں حالانکہ میں بھی آپ کا ہم مرتبہ سردار ہوں۔

یہ میرے شہسوار میسرہ میں متعین ہیں جن میں نے ان پر طفیل بن عامر بن واثلہ کو جو عرب کے مشہور بہادر ہیں افسر اعلیٰ مقرر کر دیا ہے۔

جب اس کی خبر عدی کو ہوئی انہوں نے ابن قبیصہ کی طرف حکم دیا کہ تم پیدل سواروں کی کمان کرو اور براء سے جا کر کہو کہ تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ کو میمنہ سے غرض ہے اور نہ میسرہ سے نہ سوار اور پیدل فوج پر کوئی حکومت حاصل ہے۔ آپ صرف اس لئے ہیں کہ میرے ہر حکم کی تعمیل کریں اور کوئی ایسی بات نہ کریں جسے میں ناپسند کروں اور اس طرح میرے اور آپ کے ذاتی تعلقات میں فرق آ جائے۔

عدی براء کی بہت عزت و توقیر کرتا تھا۔

اس کے بعد عدی نے عمر بن ہبیرہ کو میسرہ پر روانہ کیا۔ دو سو شامی سواروں کے ساتھ انہیں حکم دیا کہ تم جا کر اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاؤ۔

طفیل بن عامر کی علیحدگی کا حکم:

عمر بن ہبیرہ آئے اور اپنے جھنڈے کے قریب کھڑے ہو گئے ان کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے طفیل بن عامر سے کہا کہ یہ جھنڈا چھوڑ دو اور تم یہاں سے علیحدہ ہو جاؤ کیونکہ اس جگہ ہم متعین کئے گئے ہیں۔

طفیل نے کہا کہ میں تم سے جھگڑا کرنا نہیں چاہتا۔ یہ جھنڈا براء بن قبیصہ نے جو ہمارے افسر ہیں میرے سپرد کیا تھا۔ اب ہمیں معلوم ہوا کہ تمہارے افسر اعلیٰ اس تمام فوج کے سردار مقرر کئے گئے ہیں اور اب اگر یہ جھنڈا تمہارے سردار نے سپرد کیا ہے تو خدا تمہیں مبارک کرے ہم ہر طرح ان کے احکام کو سننے اور ان کی تعمیل کرنے کے لئے تیار ہیں۔

اس پر عمر بن ہبیرہ نے اپنے ساتھیوں کو ڈانٹا اور کہا الگ ہو جاؤ۔ یہ بھی تمہارے بھائی اور عزیز ہیں۔ اور پھر طفیل سے کہا کہ ہمارا

جھنڈا آپ ہی کا جھنڈا ہے اگر آپ کی خوشی ہو تو ہم اسے آپ ہی کے سپرد کر دیتے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ ان دونوں شخصوں نے اس موقع پر جس علم و بردباری کا ثبوت دیا اس کی نظیر نہیں ملتی۔

پھر عدی گھوڑے پر سے اتر پڑا اور مطرف پر حملہ آور ہوا۔

مطرف کی صف بندی:

دوسری طرف مطرف نے حجاج بن جاریہ کو اپنے میمنہ پر اور ربیع بن یزید الاسدی کو اپنے میسرہ پر اور سلیمان بن صخر المزنی کو ساقہ دستے پر سردار مقرر کیا اور خود پیادہ ہو کے دستے کے ساتھ ہو گیا۔ اور یزید بن ابی زیاد (مطرف کے والد مغیرہ بن شعبہ کا غلام) اس کا علم بردار تھا۔

بکیر بن ہارون کا مخالفین سے خطاب:

جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کی طرف بڑھیں اور قریب آ گئیں۔ مطرف نے بکیر بن ہارون البجلی سے کہا کہ تم جاؤ اور مقابل فوج کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی دعوت دو اور ان کی بداعمالیوں پر انہیں سرزنش کرو۔

چنانچہ بکیر اپنے ایک ابلق گھوڑے پر جس کی دم منقطع تھی سوار اور خود سے مسلح کلائیوں پر فولادی دستانے ہاتھ میں نیزہ، زرہ کے اوپر شال چادروں کے سرخ کناروں سے باندھے میدان جنگ میں آئے اور بآواز بلند دشمن سے یوں مخاطب ہوئے۔

"اے ہمارے ہم قبیلہ، ہم مذہب اور ہم ملت لوگو! میں آپ سے اس ذات کا واسطہ دے کر کہ جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے جس پر تمہاری پوشیدہ و ظاہر تمام باتیں یکساں منکشف ہیں درخواست کرتا ہوں جب کہ تم ہمارے ساتھ انصاف اور صداقت کے سلوک کے بدلے ہو اور تمہاری تمام خیر خواہیاں مخلوقات کو چھوڑ کر صرف خدا ہی کے لیے ہیں اور تم ان تمام باتوں کے لیے جنہیں خداوند عالم اپنے بندوں کے متعلق جانتا ہے گواہ ہو تو مجھے عبدالملک اور حجاج کے متعلق اپنی رائے سے آگاہ کر دو کہ وہ کیسے ہیں۔ کیا آپ لوگ اس سے واقف ہیں کہ یہ لوگ سخت ظالم خود غرض نفسانی خواہشوں کے بندے ہیں محض شبہ کی بنا پر لوگوں کو زندان بلا میں ڈالتے ہیں اور غصہ کے جوش و خروش میں بے گناہوں کو قتل کر ڈالتے ہیں"۔

ہر طرف سے آوازیں آئیں کہ اے دشمن خدا ایسا نہیں ہے۔ تو جھوٹ بولتا ہے۔ بکیر نے کہا افسوس ہے

﴿لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُم بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ﴾

"اللہ پر جھوٹ تہمت نہ لگاؤ ورنہ وہ تمہیں کسی عذاب سے بالکل تباہ کر ڈالے اور بے شک جس نے تہمت لگائی وہ محروم رہا"۔

کیا تم اللہ کو بھی دھوکا دینا چاہتے ہو۔ میں نے تو تم سے شہادت طلب کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے شہادت کے اخفا کے بارہ میں فرمایا ہے

﴿وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ﴾

"جو شہادت کا اخفا کرے گا تو ضرور اس کا دل گناہ گار ہو گا"۔

عدی کے آزاد غلام صارم کا قتل:

صارم عدی بن وتاد کا آزاد غلام جو اس روز اس کا علم بردار بھی تھا بکیر کے مقابلے پر نکلا اور اس پر حملہ آور ہوا۔ دونوں بہادر اپنی اپنی تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرتے رہے مگر عدی کا آزاد غلام بکیر کا بال بھی بیکا نہ کر سکا۔

بکیر نے تلوار کے ایک ہی ہاتھ میں اس کا کام تمام کر دیا اور آگے بڑھ کر کہا کہ ایک ایک شہسوار مقابلے پر آ جائے مگر جب کوئی مقابلے پر نہیں آیا۔ پھر یہ شعر پڑھنے لگا۔

صـــارم بيد لاقيت سيفا صارما وسيـــــا [illegible] ذاقيـــــت [illegible] صارم

ترجمہ: "اے صارم تو نے ایک شمشیر براں اور ایک بالارادہ دلیر خونخوار شیر سے مقابلہ کیا"۔

حجاج بن جاریہ کا میسرہ پر حملہ

حجاج بن جاریہ نے جو میمنہ پر متعین تھا عمر بن ہبیرہ پر جو عمری کے میسرہ پر تھا حملہ کیا۔ اسی میسرہ میں عقیل بن عامر بن واثلہ بھی تھا۔ حجاج اور عقیل مقابل ہوئے۔ یہ دونوں آپس میں بڑے دوست تھے اور برادرانہ تعلقات رکھتے تھے جب انہوں نے ایک دوسرے کو شناخت کیا تو اگرچہ وار کرنے کے لیے تلواریں اٹھا چکے تھے مگر پھر اپنے ہاتھ روک لیے۔ دونوں فوجوں میں دیر تک جنگ ہوتی رہی۔ عدی بن وتاد کا میسرہ تھوڑی دیر میں پیچھے ہٹ گیا اور حجاج پھر اپنی جگہ پر آ کر کھڑا ہو گیا۔

ربیع بن یزید کا عبدالرحمٰن بن زبیر پر حملہ

اس کے بعد ربیع بن یزید نے عبداللہ بن زبیر پر حملہ کیا۔ دیر تک جنگ ہوتی رہی پھر کچھ لوگوں نے اسدی پر حملہ کیا اور اسے قتل کر ڈالا۔ اس سے مطرف بن المغیرہ رحمہ اللہ کے میسرہ کو شکست ہوئی اور وہ پیچھے ہٹ کر مطرف کے پاس چلا آیا۔ اس کے بعد عمر بن ہبیرہ نے حجاج بن جاریہ اور اس کی فوج پر حملہ کیا اور دیر تک ان میں مقابلہ رہا۔ حجاج بھی اس سے بچ کر مطرف کے پاس چلا آیا۔

سلیمان بن صخر المزنی کا قتل:

ابن اقیصر الخثعمی نے رسالے کے ساتھ سلیمان بن صخر المزنی پر حملہ کیا اور اسے قتل کر ڈالا۔ ان کا رسالہ پسپا ہوا اور مطرف کے پاس چلا آیا اور مطرف کے قریب دونوں طرف ایسا سخت رن پڑا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ابن اقیصر بڑھتے بڑھتے مطرف تک پہنچا۔

مطرف بن مغیرہ رحمہ اللہ کا قتل:

نضر بن صالح راوی ہے کہ مطرف اس وقت اپنے دشمنوں کو مخاطب کر کے کہہ رہے تھے کہ:

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾

"اے اہل کتاب اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ ہم سوائے اللہ کے اور کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی شے کو اس کا شریک نہ گردانیں اور سوائے اللہ کے اور کسی کو اپنا آقا نہ بنائیں۔ اگر وہ اس سے روگردانی کریں تو تم (اے مسلمانو!) ان سے کہہ دو کہ تم لوگ گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں"۔

مطرف لڑتے رہے اور مارے گئے۔ عمر بن ہبیرہ نے ان کا سر کاٹ لیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابن اقیصر نے اسے قتل کیا تھا اور [illegible] کی جانب حملہ آور ہوا تھا۔ البتہ ان کے سر کو ابن ہبیرہ نے کاٹا اور عدی بن وتاد کے پاس لے کر آیا اور انعام و

فرار ہو کر نکل آیا۔

عمر بن ہبیرہ کی شجاعت:

اس جنگ میں عمر بن ہبیرہ نے بہت بہادری سے لڑا اور اس نے خوب جوہر شجاعت دکھائے۔

بکیر بن ابی سفیان انماری نے یزید بن ابی زیاد مغیرہ کے آزاد کردہ غلام کو جو اس جنگ میں مطرف کا علم بردار تھا قتل کیا۔

عبدالرحمن بن عبداللہ کا قتل:

اب پوری شکست مطرف کے لوگوں میں داخل ہو گئی۔ مطرف نے اپنے فوج کی پچھاڑی پر عبدالرحمن بن عبداللہ بن عفیف الازدی کو سردار مقرر کیا تھا۔ یہ بھی مارا گیا۔ یہ نیک، بہت متقی اور عابد و زاہد آدمی تھا۔

زیاد ان لوگوں کا غلام جو عدی بن وتاد کے ساتھ تھے، راوی ہے کہ میں نے اس کے سر کو ابن اقیصر کے پاس دیکھا۔ مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے اس سے کہا کہ تو نے بڑے پکے نمازی پرہیزگار روزہ دار کو جو بیشتر ذکر و شغل میں رہتا تھا قتل کیا۔

ابن اقیصر میری طرف آیا اور پوچھا کہ تو کون ہے؟ میرے مالک نے اس سے کہا کہ یہ میرا غلام ہے۔ پھر عدی کے ساتھ سب واپس چلے آئے۔

عدی نے ان لوگوں کو جنھوں نے جنگ میں نمایاں بہادری دکھائی تھی حجاج کی خدمت میں بھیج دیا۔ حجاج نے ان کی عزت و تکریم کی اور انھیں انعام دے دیا۔

مطرف کے ساتھیوں کو امان:

جب عدی رے واپس چلا گیا۔ بنی عجیلہ اس کے پاس آئے اور بکیر بن ہارون کی معافی کے خواستگار ہوئے۔ عدی نے اسے معافی دے دی۔

بنی ثقیف نے سوید بن سرحان ثقفی کے لیے امن طلب کی۔ عدی نے اسے بھی امان دے دی۔ اسی طرح جس قدر آدمی مطرف کے ساتھ تھے ان کے قرابت داروں نے عدی سے ان کے لیے امن کی درخواست کی اور یہ خوب کیا۔

مطرف کے بیٹے بھی معرکہ سے اصفہان میں گھیر لیے گئے ان لوگوں نے زحمت برداشت کی "اے ہمارے امیر ہمارے لیے امن حاصل کرو۔ اے ہمارے ابا ہماری سفارش کرو" یہ آدمی ان کی سفارش کی اور وہ الگ ہو کر بیٹھ گئے۔ عدی نے بہت سے لوگوں کو گرفتار کر لیا تھا مگر پھر سب کو رہا کر دیا۔

نضر بن صالح راوی ہے کہ عدی حلوان میں سوید بن عبدالرحمن کے پاس آیا۔ سوید نے ان کی بہت تعظیم و تکریم کی اور رخصتی انعام دیا۔ اس کے بعد وہ کوفہ واپس چلا گیا۔

حجاج بن جاریہ کو امان:

حجاج بن جاریہ اس جنگ کے ختم ہونے کے بعد رے آیا تھا۔ یہاں اس کی ملاقات ہو گئی۔ لوگوں نے عدی سے اس کی بھی سفارش کی مگر عدی نے کہا کہ یہ مشہور آدمی ہے اور اس کی شہرت مطرف کے ساتھ رہنے کی وجہ سے بھی ہو چکی ہے اور حجاج کا خط اس کے بارے میں آ چکا ہے۔

عبداللہ بن زبیر راوی ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنھوں نے نجات پائی تھی۔ چونکہ سفارش کی گئی تھی عدی نے مجھے [illegible] کا خط نکال کر دکھایا جس میں مسطور تھا کہ اگر [illegible] جا [illegible] پایا تو بہت ہی اچھا ہوا [illegible] میں بھی [illegible] اور [illegible] تک [illegible] اسے اپنے سامنے پکڑ لاؤ اور بیڑیاں ڈال کر میرے پاس [illegible] اور عدی نے کہا کہ [illegible] میرے پاس آ [illegible] ہے میں مجبور ہوں کہ اس کی تعمیل کروں۔ اگر حجاج نے [illegible] ہوتے تو میں ضرور تجھے امان دے دیتا اور چھوڑ دیتا۔ راوی کا بیان ہے کہ [illegible] اس کے پاس سے اٹھ کر چلا آیا [illegible] حجاج [illegible] عدی کے برطرف ہونے کے بعد [illegible] تو میں ان کے پاس گیا اور حجاج [illegible] اس سے [illegible] اور خالد نے اسے امان دے دی۔

* * *

باب ۹

قطری بن الفجارۃ خارجی

قطری بن الفجارۃ کی مخالفت:

اسی سنہ میں قطری بن الفجارۃ کے پیرو خارجیوں میں اختلاف پیدا ہوا' بعض خارجیوں نے قطری کی مخالفت کی' اسے چھوڑ دیا اور اس کی جگہ عبدرب کبیر کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور بعض بدستور قطری ہی کے طرف دار رہے۔

اس واقعہ کی تفصیل اور اسباب کہ کیوں خارجیوں میں اختلاف پیدا ہوا' جس کی وجہ سے وہ آخر میں تباہ ہوئے' حسب ذیل تھا:

جنگ بستان:

جب حجاج نے عتاب بن ورقاء کو مہلب کی فوج سے واپس بلا لیا' مہلب سابور ہی میں مقیم رہے۔ اور تقریباً ایک سال تک برابر خارجیوں کا مقابلہ کرتے رہے' پھر مہلب اور خارجیوں کے درمیان بستان پر جنگ ہوئی' جس میں مہلب نے انہیں سخت نقصان پہنچایا۔ کرمان پر خارجیوں کا قبضہ تھا اور فارس پر مہلب کا تسلط تھا۔ چونکہ علاقہ فارس سے انہیں سامان خوراک بہم نہیں پہنچتا تھا اور اپنے شہروں سے وہ بہت دور ہو گئے تھے' اس لیے وہ سخت دقت میں مبتلا تھے' اور اب ان کی حالت ناقابل برداشت ہو گئی تھی۔ اس لیے مجبوراً انہیں کرمان آنا پڑا۔

مہلب اور خوارج کی جنگ:

مہلب ان کے تعاقب میں روانہ ہوا اور جیرفت میں آ کر پڑاؤ کیا (جیرفت کرمان کا ایک قصبہ ہے) اور اس مقام پر وہ ایک سال سے زیادہ برابر خارجیوں سے نہایت ہی شدید جنگ کرتا رہا۔ اور فارس کے تمام علاقہ سے انہیں نکال دیا' جب یہ تمام علاقہ حجاج کے قبضہ میں آ گیا۔ تو حجاج نے اس کو مہلب سے نکال کر اپنے عامل بھیج دیے' اس تغیر کی اطلاع عبدالملک کو ہوئی۔

کوہستانی علاقہ کی مہلب کو حوالگی:

عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ فارس کے علاقہ کوہستان کا خراج بالکل مہلب کے حوالہ کر دو۔ کیونکہ فوج کے لیے اخراجات کی بھی ضرورت ہے۔ اور سپہ سالار فوج کی بھی اسی طرح امداد کرنا ضروری ہے' علاوہ ازیں پرگنہ فسا اور دارابجرد اور پرگنہ اصطخر بھی ان کی جاگیر میں دے دیے جائیں۔ حجاج نے اس حکم کی تعمیل شروع کی اور یہ علاقے مہلب کے حوالے کر دیے۔ مہلب نے اپنے عمال ان مقامات پر بھیج دیے۔ اور یہ علاقے اس کے ہاتھ آ گئے۔ دشمن کے مقابلے کے لیے اس کی تمام ضروریات یہیں سے پوری ہوتی تھیں۔ اسی کے متعلق ایک ازدی شاعر نے یہ کہا تھا۔ اور اس میں مہلب پر طنز بھی کیا ہے۔

نقاتل عن قصور دار ابجرد   و نجبی للمغیرۃ و للرقاد

ترجمہ: ہم اور ہمارے ساتھی دشمنوں کی مدافعت میں لڑتے ہیں اور مخالف اور رقابت کے لیے فرائض حاصل کرتے ہیں۔

رکاب بنی تمیم کے قبیلے کا ایک شخص تھا جس کی مہلب بہت زیادہ عزت و تکریم کیا کرتا تھا۔

حجاج کا مہلب کے نام خط

حجاج نے براء بن قبیصہ کو مہلب کے پاس بھیجا۔ اور حسب ذیل خط انہیں لکھا۔

"حمد و ثنا کے بعد میرا پیغام یہ ہے کہ اگر تم چاہتے تو اب تک خارجیوں کو ان سے نکال دیتے۔ مگر تم چاہتے ہو کہ وہ زیادہ عرصے تک زندہ رہیں؟ کیونکہ اس تمام علاقہ کا خراج تمہارے لیے ہے۔ اس لیے میں نے براء بن قبیصہ کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ انہیں خارجیوں کے مقابلے کے لیے تیار کریں۔ اس لیے جب یہ میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تو تم تمام مسلمانوں کے ساتھ خارجیوں پر حملہ کرو اور پوری قوت و طاقت اور کوشش ان کے مقابلے میں صرف کرو اور حیلے بہانے اور مہلت دینے کی باتوں سے بچو کیونکہ میں نے تمہارے پاس اس لیے آدمی بھیجا ہے کہ وہ دیکھے جو سب کچھ تم کرتے ہو اور اس کو مجھ تک پہنچا دے۔ والسلام۔"

مہلب کا خوارج پر حملہ

اس خط کے پڑھتے ہی مہلب نے اپنے تمام بیٹوں کو خارجیوں کے ساتھ مقابلے کے لیے آمادہ کیا اور اسی طرح تمام فوجی لوگوں کو اپنے اپنے جھنڈوں اور فوجی ترتیب اور دستوں پر منقسم کر کے میدان جنگ میں آ گیا۔

براء بن قبیصہ بھی آ گئے۔ مہلب نے انہیں ایک قریب کے ٹیلے پر کھڑا کر دیا۔ جہاں سے وہ تمام فوج کی نقل و حرکت اور معرکے کا نظارہ بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ پہلے مہلب کے بیٹوں نے رسالے کے دستوں پر حملہ شروع کر دیا۔ اور صبح کی نماز سے لے کر نصف النہار تک انتہائی شدید جنگ ہوئی جس کی نظیر نہیں ملتی۔ دوپہر کے وقت یہ لوگ بھی واپس پلٹ آئے۔

براء بن قبیصہ کی شجاعت

براء بن قبیصہ مہلب کے پاس آئے اور کہنے لگے بخدا میں نے تمہارے بیٹوں کی طرح بہادر کوئی نہیں دیکھا اور نہ تمہارے شہسواروں کے سے شہسوار دیکھے ہیں اور نہ ان لوگوں کے مثل کوئی دیکھا ہے جو مقابلہ میں تھے۔ میں نے کسی کو ان سے زیادہ صابر اور جنگجو نہیں دیکھا۔

بخدا تم بالکل معذور ہو۔ حقیقت میں کوئی قصور نہیں۔

اب مہلب اپنی تمام فوج کے ساتھ واپس پلٹ آئے۔ اور عصر کے وقت پھر تمام فوج کو لے کر خارجیوں کے مقابلے پر پہنچے ان کے بیٹے حسب سابق اپنے اپنے دستوں کی کمان کر رہے تھے اور انہوں نے اس وقت بھی پہلی طرح خارجیوں سے نہایت ہی شدید جنگ کی۔

ابو مخنف کا بیان

ابو مخنف راوی ہے کہ خارجیوں کے ایک رسالے کے دستے کا مہلب کے ایک دستے سے مقابلہ ہوا۔ اور ان میں نہایت ہی شدید معرکہ جدال و قتال گرم ہوا۔ کوئی فریق بھی شکست سے پیچھے نہیں ہٹتا تھا۔ یہاں تک کہ ظلمتِ شب ان کے درمیان حائل ہو گئی تو یہ

نے دوسرے سے سوال کیا کہ تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو انہوں نے کہا کہ ہم بنی تمیم ہیں۔ دوسرے فریق نے کہا کہ ہم بھی بنی تمیم ہیں اور اسی طرح شام کے وقت دونوں فریق علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔

براء بن قبیصہ کی روانگی کوفہ:

مہلب نے براء سے پوچھا فرمائیے آپ نے کیا دیکھا۔ براء نے کہا بخدا! میں نے ایسے لوگوں کو تمہارے مقابل پایا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی امداد ہے جو ان کے خلاف تمہیں کامیاب کر سکتی ہے۔

مہلب نے براء کی بہت کچھ خاطر مدارات کی اور انہیں نذرانہ یا خلعت دیا اور گھوڑا اور دیگر انعام دیئے۔

براء حجاج کے پاس واپس چلے آئے۔ چنانچہ انہوں نے یہ واقعہ بیان کیا۔ اور مہلب کی معذوری ظاہر کی مہلب نے حجاج کو یہ خط لکھا۔

مہلب کا حجاج کے نام خط:

"میرے پاس جناب والا کا خط آیا۔ جس میں آپ نے خارجیوں کے معاملہ میں مجھ پر الزام عائد کیا تھا اور مجھے حکم دیا کہ میں ان پر حملہ کروں۔ اور یہ تمام کارروائی آپ کے فرستادہ شخص کے سامنے ہو۔ چنانچہ میں نے آپ کے احکام کی تعمیل کر دی۔ اب آپ اپنے قاصد سے جو کچھ انہوں نے بچشم خود دیکھا ہے دریافت فرمائیں۔ اگر ان کا تباہ کرنا یا ان کے مقام سے انہیں نکال دینا میری قدرت میں ہوتا اور پھر میں ایسا نہ کرتا تو آپ یقیناً اس کے مستحق ہوتے کہ امیر المومنین سے میں نے وفا کی نہ آپ کی خیر خواہی۔ بلکہ مسلمانوں کو دھوکے میں رکھا معاذ اللہ میرا ہرگز یہ طریقہ نہیں اور نہ اس طرح میں خدا سے دغا کا مرتکب ہوں۔ والسلام"۔

مقعطر الضبی کے قتل کا مطالبہ:

غرضیکہ مہلب اسی طرح مسلسل آٹھ ماہ تک خارجیوں سے برسر پیکار رہے۔ ان کے خلاف کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جب کبھی خارجیوں نے مہلب اور ان کے ساتھی اہل عراق پر کمین گاہ سے حملہ کرنے کی کوشش کی۔ ان لوگوں نے ہمیشہ انہیں تیروں اور نیزوں سے زک دی اور اپنی حفاظت کی۔ ایک مقعطر الضبی نامی تھا جو قطری کی طرف سے کرمان کی ایک سمت کا عامل تھا۔ وہ ایک فوج کی جماعت اپنے ساتھ لے کر گیا اور خارجیوں کے ایک بڑے بہادر شخص کو اس نے قتل کر ڈالا۔ تمام خارجی قطری کے پاس دوڑے آئے اور یہ واقعہ بیان کیا اور مطالبہ کیا کہ اس شخص کو جو قبیلہ بنی ضبہ سے تعلق رکھتا ہے ہمارے حوالے کر دیا جائے تاکہ ہم اسے اپنے ساتھی کے بدلے میں قتل کر ڈالیں۔

قطری خارجی اور خوارج میں اختلاف:

قطری نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ میں ایسا نہ کروں اس شخص نے کلام پاک کے معنے بیان کرنے میں غلطی کی تھی۔ اور میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تم اسے قتل کر ڈالو کیونکہ وہ بہت ہی نیک اور بزرگ شخص ہے۔

خارجیوں نے کہا ہاں اسے ضرور قتل کر ڈالنا چاہیے۔ قطری نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ غرضیکہ یہی واقعہ ان کے اختلاف کی بنیاد ہوا۔ خارجیوں نے عبدربہ کبیر کو اپنا سردار بنا لیا اور قطری کو چھوڑ دیا۔

قطری خارجی اور مخالف خوارج کی شب و روز جنگ:

ایک مختصر جماعت نے قطری کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ جو تقریباً خارجیوں کی کل تعداد کا ایک چوتھائی یا پانچواں حصہ ہوگی۔ قطری اس جماعت کے ساتھ اپنے مخالف خارجیوں سے لڑ پڑا۔ ایک مہینہ تک دن رات لڑائی ہوا کی۔ اس لڑائی کا حال مہلب نے حجاج کو لکھ بھیجا

"خدا تعالیٰ نے خارجیوں کے درمیان تفرقہ ڈال دیا ہے ان کے جھگڑے میں یہ صورت ہوئی۔ خارجیوں کی ایک بڑی جماعت نے تو قطری کا ساتھ چھوڑ کر عبد ربہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ایک چھوٹی سی جماعت اب بھی اس کے ساتھ رہی۔ اور ان دونوں فریقوں میں رات دن معرکہ آرائی کا بازار گرم ہوا۔ مجھے توقع ہے کہ ان کا اختلاف ہی ان کی تباہی کا سبب ہوگا۔ والسلام۔"

حجاج کا مہلب کو خوارج پر حملہ کرنے کا حکم:

حجاج نے اس کے جواب میں مہلب کو لکھا

"تمہارا خط آیا خارجیوں کی باہمی عداوت کے متعلق جو کچھ تم نے تحریر کیا ہے میں نے اسے پڑھا جب میرا خط تمہیں ملے تو اسی حالت میں کہ ان کے آپس میں اختلاف اور پھوٹ پڑی ہے قبل اس کے کہ ان میں یک جہتی اور اتفاق ہو جائے ان پر حملہ کر دو اور یہی وقت ہے۔ اگر دیر کرو گے تو انہیں اکٹھا ہونے کا موقع ملے گا پھر پچھتاؤ گے۔ والسلام۔"

مہلب کی خوارج کی خانہ جنگی میں خاموشی:

مہلب نے اس کے جواب میں لکھا

"جناب والا! میرا مسلک یہ تھا کہ جو کچھ اس میں فائدہ مند تھا میں نے وہ کیا۔ میری رائے یہ ہے کہ جب تک وہ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہیں اسی طرح اپنی تعداد کم کر رہے ہیں میں ان پر حملہ آور نہیں ہوں گا اور ان سے تعرض نہ کروں گا اگر اس طرح وہ ختم ہو گئے تو فہو المراد اور اگر ان میں سے کچھ باقی بھی رہ گئے تو اس وقت وہ اس خانہ جنگی سے بہت کمزور ہو چکے ہوں گے میں فوراً ان پر حملہ کر دوں گا۔ اس وقت ان کی یہ طاقت و شوکت باقی نہیں رہے گی اور ان شاء اللہ ان کا خاتمہ بہت ہی آسان ہوگا۔"

قطری کی روانگی طبرستان:

قطری مغلوب ہو گیا اور مہلب بھی چپ چاپ بیٹھے ہوئے دور سے تماشا دیکھتے رہے۔ خارجی اسی طرح ایک مہینہ تک خانہ جنگی میں مصروف رہے۔ اس کے بعد قطری ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی طبرستان کی طرف چلا۔

خوارج کی عبد ربہ کبیر کی بیعت:

دوسری قوم خارجیوں نے عبد ربہ کبیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر اس کے بعد مہلب نے خارجیوں پر حملہ کیا۔ خارجیوں نے بھی بہت ہی ثابت قدمی سے مقابلہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ہزیمت دی اور بہت تھوڑے سے ان میں سے بچ نکلے باقی تمام کے تمام مارے گئے۔

ان کی تمام لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا گیا اور جو کچھ اس میں ساز و سامان تھا۔ سب لے لیا گیا۔ اور سب کو قید کر کے لونڈی غلام بنایا۔ کیونکہ خارجی بھی مسلمانوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتے تھے۔

جب کرمان میں خارجیوں کے درمیان اختلاف ہوا۔ جس کا ذکر ہم اوپر بیان کر چکے ہیں تو خارجی عبد ربہ کبیر کے ساتھ ہو گئے۔ اور کچھ قطری کے ساتھ ہو گئے۔ مگر اس سے قطری کی طاقت کو بہت ضعف پہنچا۔ اور اب اس نے طبرستان کا رخ کیا۔

سفیان بن الابرد کا قطری خارجی کا تعاقب:

حجاج کو قطری کی حالت کی اطلاع ہوئی۔ اس نے اہل شام کے ایک زبردست لشکر کو بسر کردگی سفیان بن الابرد قطری کے تعاقب میں روانہ کیا۔ سفیان روانہ ہو کر رے پہنچا۔ اور اب یہاں سے اس نے خارجیوں کا پیچھا کیا۔

طبرستان میں اہل کوفہ کی جو جماعت تھی اسحاق بن محمد بن الاشعث اس کے سپہ سالار تھے۔ حجاج نے انہیں حکم دیا کہ تم سفیان کے احکام کی تعمیل کرو۔ اور وہ تمہارے افسر ہیں۔

اسحاق بھی سفیان سے آ ملے اور اب یہ دونوں سردار قطری کی تلاش میں روانہ ہوئے اور طبرستان کے پہاڑوں کی ایک گھاٹی میں اس سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اور پہنچتے ہی سختی سے جنگ شروع کر دی۔ قطری کے ساتھی اس سے علیحدہ ہو گئے۔ اور وہ اپنے گھوڑے ادھر پر سے پہاڑ کے کھڈ کی تہہ میں لڑھکتا ہوا چلا گیا۔

ایک ضعیفہ کا معاویہ بن محصن پر حملہ:

معاویہ بن محصن الکندی کا بیان ہے کہ جب وہ گرا میں نے اسے دیکھا مگر اسے پہچانا نہ تھا۔ میں نے چند عربی عورتیں دیکھیں جو اپنے حسن و جمال اور شکل و صورت میں قدرت خدا کا ایک نمونہ تھیں۔ سوائے ایک بڑھیا کے کہ وہ بھی ان میں تھی۔ وہ اپنی آپ ہی مثال تھیں۔ میں نے ان پر حملہ کیا اور انہیں سفیان بن الابرد کی طرف ہنکا دیا۔ جب میں انہیں سفیان کے قریب لے آیا تو اس بڑھیا نے تلوار نکال کر مجھ پر حملہ کیا۔ اور ایک ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار میرا خود کاٹ کر میرے حلق کی کھال کو کاٹتی ہوئی الجھ گئی۔ اب پھر میں نے اس کے سر پر تلوار کا ایک ہی ہاتھ رسید کیا کہ اس کا خاتمہ ہو گیا اور مقتول ہو کر پڑی۔

اب میں ان نوجوان عورتوں کو لے کر آگے بڑھا اور انہیں میں نے سفیان کے حوالے کر دیا۔ سفیان اس بڑھیا کی جرأت پر ہنس رہا تھا۔ پھر اس نے مجھ سے کہا کہ تم نے اسے کیوں قتل کر ڈالا؟ میں نے عرض کیا کہ جناب والا نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ اس نے تو مجھ پر تلوار کا ایسا وار کیا تھا کہ قریب تھا کہ مجھے قتل ہی کر ڈالے۔

قطری خارجی اور ایک گنوار:

سفیان نے کہا کہ ہاں بے شک میں نے خود اس واقعہ کو دیکھا ہے مگر تمہیں اس فعل پر الزام نہیں دیتا۔ اس علاقے کا ایک گنوار اس جگہ آیا جہاں کہ قطری پہاڑ کی گھاٹی سے گرا پڑا ہوا تھا۔ چونکہ اسے سخت پیاس معلوم ہو رہی تھی اس نے گنوار سے کہا کہ مجھے پانی پلا۔ گنوار نے کہا کچھ دلواؤ تو پلاؤں۔ قطری نے کہا تجھے مانگتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ یہاں میرے پاس سوائے ان ہتھیاروں کے اور کیا ہے اور اگر تو مجھے پانی پلا دے گا تو یہ ہتھیار میں تجھے دے دوں گا۔

گنوار نے کہا نہیں سب ابھی دے دیجیے۔ قطری نے کہا کہ تاوقتیکہ تم پانی لا کر نہ پلاؤ۔ میں نہیں دے سکتا۔

قطری خارجی کا قتل:

قومس کے وہ گنوار وہاں سے چلا آیا اور پہاڑ پر چڑھ کر بہت اونچی جگہ سے ایک بڑا بھاری پتھر لڑھکا دیا۔ پتھر لڑھکتا ہوا قطری تک پہنچا اور اس کے سرین پر لگا جس سے اس کا حال اور بھی سقیم ہو گیا پھر اس گنوار نے اور لوگوں کو آواز دے کر اپنی طرف بلایا۔ اسے اس وقت تک معلوم نہ تھا کہ یہی قطری ہے۔ البتہ اس کی قدآوری وجاہت اور پورے اسلحہ سے جو وہ سجائے ہوئے تھا۔ اس نے خیال کیا کہ یہ خارجیوں کا کوئی بڑا شخص ہے۔

قطری خارجی کے قتل کے مدعی:

قطری کو دیکھتے ہی کئی ایک کوفے والے اس کی طرف لپکے۔ اور اس کا کام تمام کیا۔ ان لوگوں میں سورہ بن ابجر التمیمی، جعفر بن عبدالرحمن بن مخنف، صباح بن محمد بن الاشعث، باذام بنی اشعث کا آزاد غلام اور عمر بن ابی صلت بن کنارا بنی نصر بن معاویہ کا آزاد غلام جو شہسوار بھی تھا۔ شریک تھے یہ سب کے سب قطری کے قتل کا دعویٰ کرتے تھے۔

جب کہ ان میں ہر شخص اس کے قتل کرنے کا دعویٰ کر رہا تھا۔ ابوالجہم بن کنانہ الکلبی ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اسے پہلے تو میرے حوالے کر دیجیے اور آپ لوگ آپس میں تصفیہ کر لیجیے۔

ابوالجہم بن کنانہ کا اعزاز:

ابوالجہم اس سر کو اسحاق بن محمد کے پاس لایا یہ اہل کوفہ کی فوج کے افسر تھے۔ جعفر میں اور ان میں کسی وجہ سے رنجش تھی۔ جعفر ان کے پاس آتا بھی نہ تھا۔ اور نہ ان کی آپس میں بول چال تھی۔ جعفر سفیان کے ساتھ تھا اور اسحاق کے ہمراہ نہ تھا اور اہل مدینہ کا جو دستہ فوج رے میں مقیم تھا اس کا افسر تھا۔

سفیان نے باشندگان رے میں سے حسب الحکم حجاج پچاس سواروں کا انتخاب کیا۔ وہ انہیں اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوا تھا۔

بہرحال جب یہ لوگ قطری کا سر لے کر آئے تو اس کے متعلق جھگڑنے لگے۔ ابوالجہم بن کنانہ الکلبی سر کو اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے تھا۔ سفیان نے اسے حکم دیا کہ تم اس سر کو لے کر چلے جاؤ اور ان لوگوں کو آپس میں جھگڑنے دو۔

ابوالجہم اس سر کو لے کر حجاج کے پاس آیا۔ اور پھر عبدالملک کے پاس لایا۔ عبدالملک نے اسے دو ہزاری منصب داروں میں کر دیا۔ اور اس کے گھر کے اس بچے تک کا منصب مقرر کر دیا۔ جس کا دودھ چھوٹا ہو۔

جعفر کا قتل قطری پر دعویٰ:

جعفر سفیان کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ قطری نے میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ اور اس کا مجھے نہایت ہی صدمہ تھا آپ میرا ان لوگوں سے سامنا کرا دیجیے جو اس کے قتل کرنے کے مدعی ہیں۔ اور ان سے دریافت کیجیے کہ کیا میں ان سب کے آگے نہ تھا۔ اور سب سے پہلے پہنچ کر میں نے ہی اس کے ایک کاری ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ اور اسے پچھاڑا تھا۔ جب میں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس وقت اور لوگ آئے اور پھر انہوں نے بھی تلواریں مار کر اپنے حوصلے نکالنے شروع کیے۔ اگر وہ لوگ میرے بیان کی تصدیق کریں تو بہتر ہے اور اگر منکر ہوں تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ہی اسے قتل کیا ہے۔ وہ لوگ قسم کھا کر کہیں انہوں نے قتل کیا ہے۔ اور کہہ دیں کہ جو کچھ میرا بیان ہے اس سے وہ واقف نہیں اور نہ میرا اس کے قتل کرنے میں کوئی حق ہے۔ تو میں خاموش ہو جاؤں گا۔

سفیان نے کہا کہ اب آپ آئے ہیں جب کہ میں نے سر قطری کا حجاج کے پاس بھیج دیا ہے۔ جب جعفر واپس چلا آیا تو سفیان نے لوگوں سے کہا کہ سب ٹھیک ہے اگر جعفر نے قطری کو قتل کیا ہے تو وہی سب سے زیادہ اہل بھی تھا۔

عبیدہ بن ہلال خارجی کا قتل

اس کے بعد سفیان نے عبیدہ بن ہلال کی فوج کا رخ کیا عبیدہ نے قلعہ قومس میں پناہ لی تھی۔ سفیان نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اور کچھ روز لڑتا رہا۔ پھر سفیان اپنی فوج قلعہ کے بالکل نزدیک لے آیا اور چاروں طرف سے خارجیوں کو گھیر لیا۔

سفیان نے اپنے نقیب کو حکم دیا کہ اعلان کر دو کہ خارجیوں میں سے جو شخص اپنے سردار کو قتل کر کے ہمارے پاس چلا آئے گا اسے امان دی جائے گی۔

خارجیوں پر محاصرہ کی تکلیف روز بروز بڑھتی گئی۔ کھانے کو کچھ نہ رہا۔ جس قدر جانور ان کے پاس تھے ان سب کو کھا گئے اور جب یہ بھی ختم ہو گئے تو قلعہ سے نکل کر سفیان کے مقابلہ پر آئے۔ سفیان نے ان سب کو قتل کر دیا اور ان کے سر حجاج کے پاس بھیج دیئے۔

سفیان بن الابرد کی معزولی:

سفیان اس جنگ سے فارغ ہو کر کچھ دنوں اور طبرستان چلا آیا اور ابھی طبرستان ہی میں مقیم تھا کہ جنگ جماجم سے پہلے ہی حجاج نے اسے معزول کر دیا۔

امیہ بن عبداللہ حاکم خراسان:

اسی سنہ میں امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید نے بکیر بن وشاح السعدی کو قتل کیا۔

* * *

باب ۱۰

امیہ بن عبداللہ، بکیر بن وشاح

امیہ بن عبداللہ نے جو عبدالملک کی طرف سے خراسان کا ناظم تھا بکیر بن وشاح کو علاقہ ماوراء النہر میں جہاد کے لیے منتخب کیا۔ اس سے پہلے بھی امیہ نے بکیر کو طخارستان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور جب بکیر نے وہاں کا انتظام شروع کیا اور مال اپنے لوگوں میں تقسیم کیا۔ اس وقت تک جنگ نہیں ہوئی تھی۔ بحیر نے امیہ سے اس کی چغلی کھائی۔ جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اس پر امیہ نے بکیر کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہے۔

اب اس مرتبہ جب امیہ نے اسے ماوراء النہر کے علاقہ میں جہاد کرنے کے لیے مقرر کیا۔ اس نے تیاری شروع کی۔ سازو سامان اور سواری فراہم کیا۔ اور سغد کے بعض آدمیوں اور تاجروں سے روپیہ بھی قرض لیا۔ اب بحیر نے امیہ سے کہا کہ اگر بکیر دریا کے اس پار چلا گیا۔ اور ماوراء النہر کے علاقے کے رؤسا سے ملا پھر وہ خلیفۃ المسلمین کا ساتھ چھوڑ دے گا۔ اور خود بھی دعوے دار سلطنت ہو سکتا ہے۔

امیہ اور بکیر میں کشیدگی:

امیہ نے بکیر سے کہا بھیا اگر تم ٹھہر جاؤ تو بہتر ہے شاید میں خود ہی جہاد کے لیے چلوں اور تم میرے ساتھ رہو۔ بکیر کو اس پر بہت غصہ آیا اور اس نے کہا اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ وہ مجھے ذلیل کرتے ہیں۔

ثابت الحر الطائی نے اس ارادے پر کہ میں تو بکیر کے ساتھ جہاد میں چلا جاؤں گا۔ یہ قرض لیا تھا اب جب کہ بکیر کا جانا ملتوی ہو گیا تو ثابت کے قرض خواہوں نے اسے پکڑ لیا اور وہ قید کر دیا گیا مگر بکیر نے اس کی طرف سے روپیہ ادا کر دیا۔ اور وہ رہا ہو گیا۔

اب امیہ بھی جہاد کے لیے جانے پر آمادہ ہوا۔ اور حکم دیا کہ بخارا پر فوج کشی کی تیاری کی جائے۔ اس کا ارادہ یہ تھا کہ جب بخارا فتح ہو جائے تو ترمذ میں موسیٰ بن عبداللہ بن خازم پر حملہ آور ہو۔

امیہ کی فوج کا کشماہن میں اجتماع:

لوگوں نے سازو سامان درست کرنا شروع کیا اور روانگی کی تیاری کرنے لگے۔ امیہ نے اپنے بیٹے زیاد کو خراسان پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔ امیہ روانہ ہوا۔ بکیر بھی اس کے ہمراہ تھا۔ مقام کشماہن پر پہنچ کر اس نے فوج کا اجتماع اور ترتیب دی۔ چند روز یہاں قیام کرنے کے بعد کوچ کا حکم دیا۔ اس مرتبہ پھر بحیر نے امیہ سے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ بہت لوگ اس مہم کو چھوڑ کر پیچھے رہ جائیں گے۔ اس لیے آپ بکیر کو حکم دیں کہ وہ اہل فوج کے بالکل عقب میں رہیں تاکہ کوئی شخص پیچھے نہ رہ جائے۔

بکیر بن وشاح کی مراجعت مرو:

چنانچہ امیہ نے جب بکیر کو حکم دیا کہ تم سب کے پیچھے رہو اس ترتیب سے چلتے چلتے تمام لشکر دریا کے کنارے پہنچا۔ امیہ نے

بکیر سے کہا کہ تم سب سے پہلے دریا کو عبور کرو۔ مگر عتاب اللقوہ نے عرض کیا کہ آپ ہمارے امیر ہیں۔ سب سے پہلے آپ عبور کریں۔ بعد ازاں دوسرے لوگ عبور کریں گے چنانچہ امیہ نے دریا کو عبور کیا۔ اور ان کے پیچھے تمام فوج نے عبور کیا۔ جب وہ بخارا کے پاس پہنچ گئے تو امیہ نے بکیر سے کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ چونکہ میرا لڑکا ابھی بالکل نوجوان اور ناتجربہ کار ہے۔ اس لیے ممکن ہے کہ وہ انتظام ملک کو ٹھیک نہ رکھ سکے۔ اور آپ قریش کے بہترین معتمد ہیں اس لیے تم مرو واپس چلے جاؤ اور میری قائم مقامی کرو۔ میں نے تمہیں اس کا والی مقرر کیا۔ میرے لڑکے کا انتظام مملکت تمہارا ذمہ اور اس کی رفاقت تم اپنے ذمہ لو۔

بکیر نے اپنے ساتھ لے جانے کے لیے خراسان کے ایسے شہسوار منتخب کیے جنہیں وہ خوب جانتا تھا اور جن پر بھروسہ کرتا تھا ان کے ساتھ اس نے پلٹ کر مرو کا رخ کیا۔ اور پھر دریا کی کشتیوں کو جلا دیا۔

امیہ بن عبداللہ کی پیش قدمی:

امیہ نے بخارا کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ ابو خالد ثابت خزاعہ کا آزاد غلام اس کی فوج کے مقدمۃ الجیش کا سردار تھا۔ جب امیہ بخارا کی طرف چلا آیا اور بکیر نے دریا عبور کر لیا تو عتاب اللقوہ نے بکیر سے کہا کہ ہم نے اور ہمارے خاندان والوں نے اپنی جانیں دے کر خراسان پر قبضہ کیا تھا۔ اور اس کا انتظام کیا۔ ہم نے درخواست کی تھی کہ قریش میں سے کوئی ایسا شخص ہمارا امیر بنایا جائے جو ہم میں اتحاد و یکجہتی پیدا کرے اور انتظام درست رکھے۔ مگر ایسا شخص ہمارا امیر مقرر کیا گیا ہے جس نے ہمیں کھلونا بنا رکھا ہے کبھی اس خانہ میں پھینکتا ہے کبھی دوسرے میں بدل دیتا ہے۔

عتاب اللقوہ کا بکیر کو مشورہ:

بکیر نے کہا اچھا بتاؤ کیا صلاح ہے۔ عتاب نے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ ان کشتیوں کو آگ لگا دو۔ اور مرو چلو۔ امیہ کی اطاعت کا جوا گلے سے اتار دو اور مرو چل کے وہاں رہو۔ اور جب تک ہو سکے مقیم رہو۔ احنف بن عبداللہ العنبری نے بھی عتاب کی رائے کی تائید کی۔ مگر بکیر نے کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ یہ میرے ہمراہی بھی تباہ ہو جائیں گے۔

عتاب نے کہا کہ آپ ان لوگوں کی عدم موجودگی سے خائف ہیں۔ اگر یہ ہلاک ہو گئے تو میں اہل مرو میں سے جس قدر آدمی آپ چاہیں گے آپ کے پاس لے آؤں گا۔

بکیر نے کہا کہ اس حرکت سے مسلمان تباہ ہو جائیں گے۔ عتاب نے کہا کہ اس کی ایک بہت آسان صورت یہ ہے کہ آپ صرف اس بات کا اعلان کر دیجئے گا کہ جو شخص مسلمان ہو جائے گا اس سے خراج نہیں لیا جائے گا۔ پھر دیکھئے کہ پچاس ہزار سے زائد افراد شہسوار آپ کے پاس آ جائیں گے جو ان لوگوں سے زیادہ اطاعت شعار اور فرمانبردار ہوں گے۔

بکیر نے کہا کہ امیہ اور ان کے تمام ساتھی تباہ ہو جائیں گے۔ عتاب نے جواب دیا کہ وہ کیوں ہلاک ہونے لگے ان کے پاس تو ہر طرح کا سامان ہے۔ ہتھیار ہیں۔ ان کی تعداد کثیر ہے اور وہ بہادر ہیں۔ ان کے پاس تو اس قدر سامان ہے کہ وہ اپنی مدافعت کرتے ہوئے چین تک جا سکتے ہیں۔

زیاد بن امیہ کی اسیری:

غرض کہ اب بکیر نے کشتیاں جلا دیں۔ مرو واپس آیا۔ امیہ کے بیٹے کو پکڑ کر قید کر دیا اور لوگوں کو دعوت دی کہ تم امیہ کا ساتھ

چھوڑ دو۔ لوگوں نے اس بات کو قبول کر لیا۔ امیہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ اس نے معمولی جنگ تاوان ادا کر کے بخارا والوں سے صلح کر لی اور واپس پلٹا۔

امیہ کا بکیر کے متعلق ساتھیوں سے مشورہ:

امیہ نے حکم دیا کہ کشتیاں بنائی جائیں۔ کشتیاں مہیا کی گئیں۔ امیہ نے ان معزز شخصوں کو جو اس کے ہمرکاب تھے۔ مخاطب کر کے کہا کہ آپ لوگوں کو بکیر کی حرکتوں پر تعجب نہیں ہوتا۔

جب میں خراسان آیا مجھ سے کہا گیا تھا کہ میں بکیر سے ہوشیار رہوں۔ اس کے خلاف میرے پاس شکایتیں کی گئیں اور بیان کیا گیا کہ اس نے مال غنیمت میں تصرف بے جا کیا ہے مگر میں نے ان تمام باتوں پر چشم پوشی کی۔ نہ کبھی تحقیق و تفتیش کی اور نہ اس کے مقرر کردہ عہدہ داروں سے کوئی تعارض کیا میں نے اس کے سامنے اپنے محافظ دستہ کی سرداری پیش کی۔ اس نے قبول نہیں کی۔ میں نے اسے بھی معاف کر دیا۔ پھر میں نے اسے گورنر مقرر کیا۔ اس پر لوگوں نے مجھے اس کی جانب سے ڈرایا۔ پھر میں نے حکم دیا کہ وہ بھی میرے ساتھ رہیں۔ اور اس کی غرض صرف اتنی تھی کہ میں دیکھوں کہ ان کا رنگ ڈھنگ کیا رہتا ہے۔ اس کے بعد میں نے انہیں مرو واپس بھیج دیا۔ تاکہ وہاں کے معاملات کو وہ اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ میرے ان تمام احسانات کو انھوں نے پس پشت ڈال دیا۔ اور ان تمام احسانات کا مجھے یہ صلہ دیا جو آپ کے سامنے ہے۔

ان لوگوں نے بکیر سے کہا کہ امیہ کا طرز عمل یہ نہیں ہے۔ یہ اصل میں ثابت بن قطبہ کی شرارت ہے اسی نے بکیر کو کشتیاں جلا دینے کا مشورہ دیا تھا۔

امیہ بن عبداللہ کی مراجعت مرو:

امیہ نے کہا کہ ثابت کی کیا حقیقت ہے وہ تو ایک پرجوش مرغی ہے جب اس بات کی اطلاع ثابت کو ہوئی تو اس نے چند شعروں میں موزوں کر کے اپنے دل کا بخار نکالا۔

کشتیاں تیار ہو گئیں۔ امیہ نے دریا کو عبور کر کے مرو کا رخ کیا۔ اور موسیٰ بن عبداللہ کا خیال بھی ترک کر دیا اور کہنے لگا اے خداوند میں نے بکیر کے ساتھ احسان کیا تھا اس نے میرے احسان کا بدلہ برائی سے دیا اور جو حرکت اس نے کی ہے وہ سب پر روشن ہے۔

اے خداوند! اب تو ہی اس سے بدلہ لینے والا ہے۔ شماس بن دثار نے جو ابن خازم کے قتل کے بعد سجستان سے واپس آ کر اس مہم میں امیہ کے ساتھ تھا کہا کہ ان شاء اللہ میں اس سے آپ کی طرف سے بھگت لوں گا۔

بکیر کا شماس پر شب خون:

امیہ نے شماس کو آٹھ سو فوج کے ساتھ آگے بڑھایا۔ شماس مقام باسان پر جو بنی نصر کی ملکیت میں تھا آ کر فروکش ہوا۔ بکیر اس کی طرف چلا۔ مدرک بن انیف بھی اس کے ساتھ تھا۔ جس کا باپ شماس کے ہمراہ تھا۔

بکیر نے شماس سے کہلا بھیجا کہ کیا تیرے سوا بنی تمیم میں اور کوئی شخص نہ تھا جو میرے مقابلہ پر آتا اور اسے لعنت ملامت بھی کی۔

ثابت نے کہلا بھیجا کہ تم سے زیادہ قابل ملامت اور باعتبار اپنی ذات کے تم سے کہیں زیادہ بدتر کون ہے تو نے امیہ سے وفاداری نہیں کی اور جو احسانات تیرے ساتھ اس نے کیے تھے ان کا احسان نہیں مانا۔ جب مفاد سامنے آیا اس نے تیری بات مان لی تو اس نے کوئی تعرض نہیں کیا اور تیرے ساتھ جو وعدہ کیا اسے پورا کیا۔ اگر وہ تمہاری ان باتوں پر مواخذہ کرتا تو اس کے مقابلہ پر آیا تب بکیر نے ثابت پر ... اور ان کی فوج کو منتشر کر دیا اپنی فوج کو تمہارے ... کسی شخص کو ... اس کے ساتھ نہیں ہوا چنانچہ ... تھے ... اس طرح ثابت کی تمام جماعت جمع ہو گئی۔

ثابت بن قطبہ بھی جو حمید بن ... کے پاس گرفتار تھا ... اس کے ساتھ ... رہا ہو کر ... اور امیہ کے پاس واپس آ گیا۔

ثابت بن قطبہ کی گرفتاری اور رہائی:

اس موقع پر ثابت بن قطبہ نے ... امیہ کے ... بکیر کے مقابلہ کے لیے ... بکیر ہی سے ... اسے گرفتار کر لیا ... کو منتشر کر دیا ... احسان بکیر کے ساتھ کیا تھا اس لیے بکیر نے اسے چھوڑ دیا۔

امیہ اور بکیر کی جنگ:

جب امیہ نے ... واپس آ گیا اور ... امیہ اپنی فوج کے ساتھ بکیر کے مقابلہ پر آیا۔ بکیر نے اس ... رحم ... کی ... کے ... تھا ان ... بکیر ... نے ... آئے ... مارے ... ان لوگوں کی ... خیال ... اور ... کا شعر ... تم ... آگے بڑھو۔

بکیر کی پسپائی اور سوق عتیقہ میں قیام:

دونوں فوجوں میں پھر جنگ شروع ہوئی اور ... بکیر ... مقام ... میں داخل ہوا اور سوق عتیقہ میں فروکش ہوا۔

امیہ نے ... اور ... دونوں ... آتے رہے۔

میدان جنگ میں بکیر و امیہ کے معرکے:

پہلے دن ... فوج ... پیچھے ہٹے ... جنگ ہوئی ... ایک شخص ... بکیر کے پاس ... ایک ... کیا کہ بکیر ... پیچھے ... اور ... تھا۔

اس پر ... نے دعا کی کہ اے اللہ ... فرشتے امداد کے لیے بھیج دے ... فرشتوں ... ان ... نے بکیر ... دعا کی کہ اے اللہ تو فرشتوں کو ... امداد کے لیے بھیج دے۔

[illegible]

حریث بن قطبہ کا بکیر پر حملہ

[illegible]

امیہ کا بکیر کا محاصرہ

[illegible]

بکیر اور امیہ میں مصالحت

[illegible]

امیہ اور بکیر میں معاہدہ

[illegible]

امیہ نے بکیر سے جو جو وعدے کیے تھے وہ سب نبھائے۔ بیشتر اسے انعام و اکرام دیتا رہتا تھا اور اس کی عزت کرتا تھا۔

امیہ کا عتاب اللقوہ سے حسن سلوک

امیہ نے عتاب اللقوہ کو یہ پیش کش کی کہ وہ بکیر کی اعانت کرنے کا معاوضہ دے رہا تھا۔ عتاب نے منظور کی بات۔ امیہ نے کہا کیوں؟ عتاب نے کہا میں بالکل مفلس اور نادار ہو گیا تھا۔ مجھ پر قرض بہت زیادہ ہو گیا تھا اور قرض خواہ تنگ کر رہے تھے۔

امیہ نے کہا افسوس صرف اتنی بات کی وجہ سے تم نے سلطنت میں پھوٹ ڈال دی۔ اور جب کہ مسلمان دشمنان ملت سے برسرپیکار تھے۔ تم نے دریا کے پل کی کشتیاں جلا ڈالیں۔ اور تمہیں اللہ کا خوف نہیں آیا۔

عتاب نے کہا جب تنگ ہوا تو غلطی ہو گئی۔ اب میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہوں۔

امیہ نے پوچھا کہ تمہارے اوپر کس قدر قرض ہے؟ عتاب نے کہا بیس ہزار۔ امیہ نے کہا کہ تم اس قسم کی حرکتوں سے آئندہ اجتناب کرو۔ جس سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو اور میں تمہارے قرضے ادا کر دیتا ہوں۔

عتاب نے کہا آج سے میں آپ کے حکم کے خلاف کوئی حرکت نہیں کروں گا۔ امیہ نے کہا مگر مجھے امید نہیں کہ تم جیسا کہہ رہے ہو ویسا کرو گے۔ پھر بھی میں تم پر جو قرض ہے اسے ادا کروں گا۔ چنانچہ امیہ نے حسب وعدہ اس کے قرضے ادا کر دیے۔

امیہ ایک نرم طبیعت کا اور بامروت آدمی تھا۔ جس قدر انعام و اکرام اس نے دیے ہیں خراسان کے کسی حاکم نے اتنے نہیں دیے۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے اس نے خراسان پر پابندی کی۔ یہ طبیعت کا سخت متکبر تھا۔ کہا کرتا تھا کہ تمام خراسان اور سجستان میرے باورچی خانہ کے لیے کافی نہیں۔

بکیر کی معزولی:

امیہ نے بکیر کو اپنی کوتوالی کی سرداری سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ عطا بن ابی السائب کو مقرر کیا اور بحیر کے ساتھ بکیر کی ان بن ہوئی اور بحیر نے بکیر کی مخالفت کی۔ چنانچہ اس نے یہ تمام واقعات عبدالملک کو لکھ بھیجے۔

عبدالملک نے حکم دیا کہ ایک فوج امیہ کے پاس خراسان بھیجی جائے۔ اس حکم کے آتے ہی لوگوں نے اپنی اپنی گواہی پیش کی۔ جو نہیں چاہتے تھے دوسروں کو قتل کرنا شروع کیا۔ چنانچہ شمیم بن عقیل الاسدی نے بکیر کی گواہی بنی یربوع کے ایک شخص کے حوالے کر دی۔

امیہ نے لوگوں سے خراج وصول کرنا شروع کیا اور ان پر سختی شروع کر دی۔

بکیر بن وشاح کے خلاف شکایت:

ایک دن بکیر مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ قبیلہ بنی تمیم کے کچھ لوگ اس کے پاس بیٹھے تھے۔ ان لوگوں نے امیہ کے تشدد کی شکایت کی اور اسے برا بھلا کہا اور کہنے لگے کہ خراج وصول کرنے کے لیے ان دہقانوں زمینداروں کو امیہ نے ہم پر مسلط کر دیا ہے۔

بحیر، ضرار بن حصین اور عبدالعزیز بن حارثہ بن قدامہ بھی اس وقت مسجد میں موجود تھے۔

بحیر نے یہ واقعہ امیہ کے سامنے بیان کیا۔ امیہ نے اسے جھٹلایا۔ بحیر نے کہا کہ فلاں فلاں لوگ اور مزاحم بن ابی مجشر السلمی اس کے گواہ ہیں آپ ان سے دریافت کر لیں۔

امیہ نے حزام کو بلا کر واقعہ پوچھا حزام نے کہا کہ بکیر محض مذاق کر رہا ہے امیہ خاموش ہو رہا۔

اس کے بعد بحیر، امیہ کے پاس آیا اور اس نے شکوہ کیا۔ بکیر نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ کو سر مرو چھوڑ دوں گا اور اس نے یہ بھی کہا کہ اگر تم نہ ہوتے تو امیہ کو میں قتل کر ڈالتا اور خراسان کو ختم کر دیتا۔ مگر امیہ نے اس کو یہ جواب دیا کہ میں تمہارے بیان کو سچ نہیں سمجھتا۔ اس نے جو کچھ کیا تھا وہ کیا۔ پھر میں نے اسے امان دے دی۔ اور اس کے بعد وہ توبہ کر چکا اب میں اس کے خلاف کچھ کرنا نہیں چاہتا۔

بحیر، ضرار بن حصین اور عبدالعزیز بن حارثہ کو بلا لایا۔ ان دونوں نے شہادت دی کہ بکیر نے ہم سے کہا تھا کہ اگر تم دونوں میرے ساتھ ہو جاؤ تو میں اس شخص سربراہ قریشی (امیہ) کو قتل کر ڈالوں اور ہم سے یہ بھی خواہش کی تھی کہ آپ کو دھوکے سے ہلاک کر ڈالیں۔

بکیر بن وشاح کی گرفتاری:

امیہ نے کہا کہ جس واقعہ کی تم نے شہادت دی ہے اس کو تم خوب جانتے ہو اس کے متعلق میں ایسا گمان نہیں رکھتا مگر اب جب کہ تم نے اس بات کی شہادت دی ہے اس کے باوجود میرا خاموش رہنا میری کمزوری پر محمول ہوگا۔

امیہ نے اپنے صاحب اور محافظ دستے کے سردار عطاء بن ابی السائب کو حکم دیا کہ جب بکیر اور اس کے دونوں بھتیجے بدل اور شمردل میرے پاس آئیں اور میں دربار سے اٹھ جاؤں۔ تم ان سب کو گرفتار کر لینا۔

امیہ نے دربار منعقد کیا۔ بکیر اور اس کے دونوں بھتیجے بھی آئے جب وہ بیٹھ گئے امیہ اپنے تخت سے اٹھ کر اندر چلا گیا۔ لوگ باہر جانے لگے۔ بکیر بھی باہر جانے لگا۔ لوگوں نے حسب الحکم امیہ بکیر اور اس کے دونوں بھتیجوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

امیہ نے بکیر کو بلا کر پوچھا کہ کیا تو نے یہ باتیں کی تھیں۔ بکیر نے کہا کہ آپ ان سے ثبوت لیجیے۔ اور فیصلہ میں جلدی نہ کیجیے اور مخلوقہ کے بیٹے کی باتوں پر نہ جائیے۔

امیہ نے اسے قید کر دیا اور اس کی لونڈی عارمہ کو بھی گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور احنف بن عبداللہ العنبری کو قید کیا اور کہا کہ تو نے بکیر کو میرے خلاف بغاوت کرنے کا مشورہ دیا۔

بکیر کے خلاف گواہی:

دوسرے دن بکیر کو قید خانہ سے باہر نکالا۔ بحیر، ضرار اور عبدالعزیز بن حارثہ نے اس کے خلاف اس بات کی شہادت دی کہ اس نے ہم سے کہا تھا کہ ہم آپ کو قتل کر ڈالیں۔

اب بھی بکیر نے کہا کہ ان سے ثبوت لیجیے۔ ان کی شہادت کافی نہیں کیونکہ یہ میرے دشمن ہیں۔

امیہ نے زیاد بن عقبہ (جو اہل عالیہ کے سردار تھے)، ابن والان العدوی جو اس وقت بنی تمیم کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے اور یعقوب بن خالد الذہلی سے کہا کیا آپ اسے قتل کریں گے۔ کسی نے حامی نہیں بھری۔ امیہ نے بحیر سے کہا کہ کیا تم اسے قتل کرتے ہو۔ بحیر نے کہا جی ہاں! چنانچہ امیہ نے بکیر کو بحیر کے حوالے کر دیا۔

یعقوب بن قعقاع کی سفارش:

یعقوب بن قعقاع بن اعلم الازدی جو بکیر کا دوست تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور امیہ سے چمٹ گیا اور نہایت لجاجت سے عرض

پرواز ہوا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں آپ بکیر کو چھوڑ دیجیے کیونکہ جو لوگ ہیں آپ نے اس پر کئی ہیں وہ خود تو آپ نے کی ہیں۔ امیہ نے کہا یعقوب! اگر وہ اس ذات کو ہوتے ہیں اسے قتل کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس کے خلاف شہادت دی ہے یہ ان کا تصور ہے؟

عطاء بن ابی السائب نے جو امیہ کے دستے کا سردار تھا، یعقوب سے کہا: امیہ سے کہو وہ باز رہے اور عطاء نے اپنی تلوار کے قبضے کی طرف سے یعقوب کو مارا۔ جس سے اس کی ناک زخمی ہو گئی۔

یعقوب باہر چلا آیا اور اس نے بحیر سے کہا کہ بکیر کو صلح کے وقت ترحم ہو گا۔ نے بکیر سے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا۔ تم بھی اس عہد میں شریک تھے۔ تمہارے ملنے کی جگہ نہیں کہ اس کے بعد کتوار دے۔ بحیر نے کہا اے یعقوب! اللہ نے اس سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔

بکیر بن وشاح کا قتل

بحیر نے بکیر سے وہ تلوار لے لی جس سے بکیر نے ابو اثرجمان سے جو ابن خازم کا ترجمان تھا گفتگو کی تھی۔ اس پر بکیر نے بحیر سے کہا: اگر تم نے اپنے ہاتھ سے مجھے قتل کیا تو بنی سعد میں پھوٹ پڑ جائے گی اس لیے تم ایک ہو جاؤ اور امیہ پر چھوڑ دو جو اس کا دل چاہے میرے ساتھ کرے۔ بحیر نے کہا اے اصبہانی لونڈے کے بیٹے جب تک ہم اور تم دونوں زندہ ہیں ہمارے قبیلے کی حالت کسی طرح نہیں سنبھل سکتی۔ بکیر نے کہا اے محرقہ کے بیٹے اچھا اب تم اپنا کام کر دو۔ اس کے بعد بحیر نے بکیر کو قتل کر ڈالا۔ امیہ نے اس کی لونڈی عارمہ بحیر کو دے دی۔

احنف بن عبداللہ کو معافی

لوگوں نے احنف بن عبداللہ العنبری کی امیہ سے سفارش کی۔ امیہ نے اسے جیل خانہ سے بلوایا اور کہا کہ اگرچہ تو نے ابن بکیر کو میرے خلاف بھڑکایا اور مشورہ دیا تھا مگر میں ان لوگوں کی خاطر تیری خطا معاف کرتا ہوں۔

امیہ نے بنی خزاعہ کے ایک شخص کو موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے مقابلہ پر بھیجا۔ عمرو بن خالد بن حصین الکلابی نے اسے دھوکے سے قتل کر ڈالا۔ اس کی فوج کے بعض لوگوں نے موسیٰ سے امان حاصل کر لی اور اس کے ساتھ ہو گئے اور بعض لوگ امیہ کے پاس چلے آئے۔

امیہ کا جہاد و پسپائی:

اسی سال امیہ نے دریائے بلخ کو عبور کیا تاکہ کفار سے جہاد کرے مگر کسی مقام پر اس کا محاصرہ کر لیا گیا اور امیہ اور اس کی فوج کی ایسی بری گت ہوئی کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے۔ مگر کسی نہ کسی طرح اس آفت سے انہیں نجات ملی اور امیہ اپنی فوج کو لے کر مرو واپس چلے آئے۔ اس موقع پر عبدالرحمن بن خالد الحنظلی بنی ہشام بن مجمع نے امیہ کی ہجو میں چند شعر کہے۔

امیر حج ابان بن عثمان و عمال:

اسی سال ابان بن عثمان نے جو مدینہ کے حاکم تھے۔ لوگوں کو حج کرایا۔ کوفہ اور بصرہ کا گورنر حجاج بن یوسف تھا اور خراسان کے گورنر امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق ابان بن عثمان حاکم مدینہ نے دونوں سال یعنی ۷۶ھ اور ۷۷ھ میں لوگوں کو حج کرایا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شبیب، قطری، عبیدہ بن ہلال اور عبد رب الکبیر کی ہلاکت ۷۷ھ میں ہوئی۔

باب ۱۱

مہلب بن ابی صفرہ

۷۸ھ کے واقعات:

اسی سنہ میں ولید موسم گرما کی مہم لے کر رومیوں سے جہاد کرنے گیا۔

امیہ بن عبداللہ کی برطرفی:

اور اسی سال عبدالملک نے امیہ بن عبداللہ کو خراسان کی گورنری سے برطرف کر دیا۔ اور خراسان اور سجستان بھی حجاج بن یوسف کے ماتحت کر دیے۔ جب یہ دونوں صوبے بھی حجاج کے ماتحت ہو گئے۔ اس نے اپنے عامل ان پر مقرر کر دیئے۔

مہلب کی عزت افزائی:

جب حجاج کو شبیب اور مطرف کے قضیے سے نجات ملی اس نے کوفے سے روانہ ہو کر بصرہ کی راہ لی۔ اور کوفہ پر مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حجاج نے پہلے عبدالرحمن بن عبداللہ بن عامر الحضرمی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا مگر پھر اسے معزول کر کے اس کی جگہ مغیرہ بن عبداللہ کو سرفراز کیا۔

مہلب جو خارجیوں کے قضیے سے فارغ ہو چکے تھے۔ وہ اب کوفہ ہی میں حجاج کے پاس چلے آئے۔

مہلب کے ساتھیوں کو اعزازات۔

مہلب خارجیوں کے قضیے سے فراغت پا کر اسی ۷۸ھ میں حجاج کے پاس چلے آئے حجاج نے انہیں اپنے برابر تخت پر جگہ دی۔ اور حکم دیا کہ مہلب کے ساتھیوں میں جن جن لوگوں نے دشمن کے مقابلہ میں نمایاں اور قابل قدر خدمات انجام دی ہوں۔ میرے سامنے پیش کیے جائیں۔ مہلب لوگوں کو پیش کرتے جاتے تھے۔ اور جس شخص کی شجاعت کی تعریف کرتے۔ حجاج اس کی تصدیق کرتا جاتا تھا۔ حجاج نے ان لوگوں کو سواریاں دیں۔ انعام دیا اور ان کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا۔ اور کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے اپنے عمل کے طور پر سلطنت کی حمایت کی ہے یہ اس بات کے مستحق ہیں کہ انہیں انعام و اکرام دیا جائے۔ یہ سرحدوں کے محافظ ہیں اور یہ وہ ہیں جن سے دشمن جلتے اور خوف کھاتے ہیں۔

عبیداللہ بن ابی بکرہ کا امارت سجستان پر تقرر:

جب حجاج نے مہلب کو خراسان کے ساتھ سجستان کا بھی حاکم مقرر کیا تو مہلب نے عرض کی کہ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو سجستان کے حالات سے مجھ سے زیادہ واقف ہے اور وہ کابل اور زابل کا عامل رہ چکا ہے۔ ان صوبوں کا افسر مال تھا۔ ان سے لڑ بھی چکا ہے۔ اور صلح بھی کر چکا ہے۔

حجاج نے کہا' مجھے وہ کون شخص ہے؟ مہلب نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کا نام لیا۔ حجاج نے ان کی تجویز منظور کر لی۔

مہلب کا امارت خراسان پر تقرر:

مہلب کو خراسان کا اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو سجستان کا عامل مقرر کر دیا۔ اس وقت تک خراسان اور سجستان کے عامل امیہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ تھے۔ یہ براہ راست عبدالملک کے تحت تھے۔ حجاج کو جب عراق پر بھیجا گیا تو ان علاقوں کے معاملات میں کچھ دخل نہ تھا۔ اب اسی سال میں عبدالملک نے امیہ کو برطرف کر دیا اور خراسان اور سجستان کو بھی حجاج ہی کے ماتحت کر دیا۔ غرض کہ مہلب خراسان اور عبیداللہ بن ابی بکرہ سجستان روانہ ہو گئے۔ البتہ عبیداللہ اس ۷۸ھ کے آخر تک وہیں رہے۔

امارت خراسان کے لیے مہلب کی خواہش:

لیکن یونس کی روایت یہ ہے کہ ابو مخنف نے ابی المخارق سے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ علی بن محمد کی روایت یہ ہے کہ ۷۸ھ کے اوائل میں خارجیوں کی تباہی کے بعد یہ دونوں صوبے حجاج کے ماتحت کیے گئے۔ تو حجاج نے مہلب کو سجستان کا اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔ مگر مہلب سجستان کو ناپسند کرتے تھے۔ اور وہ خراسان جانا چاہتے تھے۔ اس معاملے کے متعلق انہوں نے حجاج کے کوتوال کے افسر اعلیٰ عبدالرحمن بن عبید بن طارق سے ملاقات کی اور کہا کہ امیر نے مجھے تو سجستان کا عامل مقرر کیا ہے اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو خراسان کا عامل مقرر کیا ہے۔ حالانکہ خراسان سے میں بہ نسبت ان کے بہت زیادہ واقف ہوں۔ میں خراسان کے معاملات سے حکم بن عمرو الغفاری کے زمانے سے واقف ہوں۔ اور اسی طرح عبیداللہ بن ابی بکرہ سجستان سے مجھ سے زیادہ واقف ہیں آپ میرے متعلق عرض کریں کہ وہ مجھے خراسان بھیج دیں۔ اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو سجستان بھیج دیں۔ عبدالرحمن نے کہا اچھا میں عرض کروں گا مگر زادان فروخ سے بھی کہہ دو۔ کہ جب یہ بات میں عرض کروں وہ میری تائید کریں۔ مہلب نے ان سے بھی تذکرہ کیا۔ زادان فروخ نے وعدہ کیا کہ میں تائید کروں گا۔

عبدالرحمن بن عبیداللہ کی مہلب کی سفارش:

چنانچہ عبدالرحمن نے حجاج سے کہا کہ جناب والا نے مہلب کو سجستان کا عامل مقرر فرمایا ہے۔ حالانکہ اس خدمت کے لیے عبیداللہ بن ابی بکرہ مہلب سے زیادہ موزوں ہیں اور سجستان پر ان کا زیادہ اثر ہے۔ زادان فروخ نے بھی اس قول کی تائید کی۔ مگر حجاج نے کہا میں نے تو اب ان کا تقرر کرنے کے لیے پروانہ لکھ دیا ہے۔ اس پر زادان فروخ نے کہا کہ اس پروانہ کا بدل دینا کون مشکل کام ہے۔ غرض کہ حجاج نے ابن ابی بکرہ کو سجستان بھیج دیا۔ اور مہلب کو خراسان کا عامل مقرر کر دیا۔

مہلب سے اہواز کی مالگزاری کی طلبی:

مہلب سے دس لاکھ درہم اہواز کی مالگزاری کے طلب کیے گئے۔ خالد بن عبداللہ نے اہواز پر مہلب کو عامل مقرر کیا تھا۔ مہلب نے اپنے بیٹے مغیرہ سے کہا کہ خالد نے مجھے اہواز کا عامل مقرر کیا تھا۔ اور تمہیں اصطخر کا۔ اب حجاج نے مجھ سے دس لاکھ درہم کا مطالبہ کیا ہے۔ اس میں سے نصف میں ادا کروں گا اور نصف تم ادا کرو۔

مہلب کے پاس کچھ روپیہ تھا اور جب وہ معزول کر دیے گئے تھے تو انہیں قرض بھی لینا پڑا تھا مہلب نے قرض لینے کے لیے ابو مالک عبداللہ بن عامر کے آزاد غلام سے جو بیت المال کا خزانچی تھا گفتگو کی اور ابو مالک نے تین لاکھ درہم مہلب کو قرض دے دیے۔

مہلب کی بیوی خیرۃ القشیریہ نے کہا کہ اس رقم سے تو مطالبہ پورا نہیں ہو سکتا اس لیے اس نے خود اپنے زیورات اور دوسرا

[illegible] مسلمان قراءت کرتے رہی [illegible] اور پانچ لاکھ [illegible] اس طرح [illegible] کی رقم مہلب نے تاج کو ادا کر دی۔

حبیب بن مہلب کی روانگی خراسان

مہلب نے اپنے بیٹے حبیب کو اپنے [illegible] روانہ کیا۔ حبیب رخصت ہو کر [illegible] کے پاس آیا۔ [illegible] نے اسے [illegible] ایک [illegible] کی [illegible] دی۔ حبیب [illegible] خراسان [illegible] حالانکہ اس کے [illegible] تمام ساتھی [illegible] تھے [illegible] نہیں ہوا [illegible] کے بعد [illegible] خراسان پہنچ کر [illegible] داخل ہو گئے تھے [illegible] تھے [illegible] لوگوں کو [illegible] تعجب ہوا [illegible] اس قدر مسافت طے کر کے [illegible] ہے۔ [illegible] حبیب [illegible] واپس [illegible] سے [illegible] مہلب کے پاس آ گئے۔

امیر حج ولید بن عبدالملک

اس سال ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔ ابان بن عثمان مدینے کے گورنر تھے۔ عراق، بصرہ و خراسان، سجستان اور کرمان کا گورنر حجاج بن یوسف تھا۔ حجاج کی طرف سے مہلب خراسان کے اور عبیداللہ بن ابی بکرہ سجستان کے والی تھے۔ شریح کوفہ کے اور موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے۔

اس سال عبدالملک نے یحییٰ بن الحکم کو [illegible] سے جہاد کرنے کے لیے روانہ کیا۔

۷۹ھ کے واقعات

اس سال شام میں مرض طاعون اس شدت سے پھیلا کہ قریب تھا کہ لوگ فنا ہو جائیں اس وجہ سے اس سال کوئی مہم نہیں بھیجی گئی۔

اسی سال رومیوں نے انطاکیہ پر حملہ کر کے اہل انطاکیہ کو ہلاک کر دیا۔

عبیداللہ بن ابی بکرہ کی سجستان میں آمد

اسی سال عبیداللہ بن ابی بکرہ نے رتبیل پر جہاد کیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جب حجاج نے مہلب کو خراسان کا اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو سجستان کا عامل مقرر کر کے بھیجا تو مہلب [illegible] اپنے مستقر پر [illegible] گئے۔ اس سال کے ختم ہونے تک عبیداللہ اپنے مستقر میں رہے اور پھر رتبیل سے لڑنے کے لیے روانہ ہوئے۔

رتبیل کی عہد شکنی

رتبیل سے مسلمانوں کی صلح تھی۔ اس سے پہلے عرب اس سے خراج وصول کیا کرتے تھے۔ مگر [illegible] کبھی روک دیا کرتا اور کبھی دے دیتا تھا۔ اس کے اس طرز عمل کی وجہ سے حجاج نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کو حکم دیا کہ تم اس سے اس وقت تک جنگ کرتے رہنا جب تک کہ رتبیل کا ملک پامال نہ کر دو۔ اور جب تک اس کے قلعوں کو مسمار نہ کر دو اور اس کی فوج کو قتل اور اس کی اولاد کو [illegible] —

منافقین کو ان کی غلامی سے بچا دو اپنی بات۔

عبیداللہ کی رتبیل پر فوج کشی:

غرض کہ عبیداللہ بن ابی بکرہ کوفہ اور بصرہ کی جس قدر سپاہ ان کے پاس تھی انہیں ساتھ لے کر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے شریح بن ہانی الحارثی اہل کوفہ کی جماعت کے سردار تھے اور خود عبیداللہ بصرہ والوں کے سردار تھے اور یہ ان دونوں فوجوں کے سپہ سالار بھی تھے۔

عبیداللہ نے مہم سے فارغ ہو کر روانہ ہوئے۔ رتبیل کے علاقہ کی حد سے آگے بڑھ کر بہت سی گائیں بکریاں اور دوسرے مال مویشی پر ان کا ہاتھ پڑا اس پر قبضہ کر لیا۔ قلعوں اور قلعہ بند شہروں کا محاصرہ کر کے رتبیل کے اکثر علاقہ پر قبضہ کر لیا۔

عبیداللہ بن ابی بکرہ کی پیش قدمی:

رتبیل کی فوج نے دشمن کی تاک میں تھے۔ یہ طرز عمل اختیار کیا۔ مسلمانوں سے مقابلہ نہیں کرتے پیچھے ہٹتے چلے گئے اور علاقہ پر علاقہ خالی کرتے گئے۔ اس طرح جب مسلمانوں کی فوج بہت دور تک ان کے اندرون ملک میں ایسے مقام تک چلی گئی۔ جہاں سے ترکوں کا دارالحکومت صرف اٹھارہ فرسخ کے فاصلہ پر تھا تو اب ترکوں نے مسلمانوں کو پہاڑوں کے دروں میں اور پہاڑی گھاٹیوں میں گھیر لیا اور تمام تجارتی منڈیاں اور قصبات مسلمانوں کے رحم پر چھوڑ دیے۔ اور ان تمام مقامات نے مسلمانوں کے سامنے ہر طاعت ختم کر دی۔

عبیداللہ بن ابی بکرہ کی رتبیل سے صلح کی پیش کش:

جب مسلمانوں کو خیال پیدا ہوا کہ ہم ان پہاڑوں میں گھر چکے ہیں اور ہماری تباہی یقینی ہے اس خطرہ کو محسوس کر کے عبیداللہ نے شریح بن ہانی سے کہلا بھیجا کہ میں ترکوں سے اس شرط پر صلح کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں کچھ دے دیا جائے اور وہ ہمیں اپنے علاقہ سے نکل جانے دیں۔

شریح بن ہانی کی صلح کی مخالفت

چنانچہ عبیداللہ نے سات لاکھ درہم دے کر صلح کر لی۔ جب شریح سے ملاقات کی تو شریح نے ان سے کہا کہ تم جس قدر رقم دے رہے ہو قسمت نے ادا کیا ہے۔ میرا مشورہ ہے تم سب لوگوں کی تنخواہوں سے وضع کر لیجیے گا۔

عبیداللہ نے کہا اگر تمہاری تنخواہیں بند ہو جائیں تو ہم تو زندہ رہیں گے۔ ہم تنخواہوں کے بغیر بھی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ اس پر شریح نے کہا کہ میری عمر بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ میرے لیے اب زندگی کا کوئی مزہ باقی نہیں رہا اور گھڑی گھڑی موت آتی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہی میری ساعت واپسی ہے جس کا میں مدت سے شہادت کا طالب ہوں اور اگر آج کے دن بھی مجھے شہادت نصیب نہ ہوئی تو پھر کبھی موقع نہ ملے گا یہ موقع مجھے کبھی حاصل نہ ہوگا۔

اس کے بعد شریح نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے للکارا کہ دشمن پر حملہ کرو۔ عبیداللہ بن ابی بکرہ نے کہا کہ تم تو بڈھے ہو گئے ہو سٹھیا گئے ہو۔

شریح نے کہا کہ تمہاری ناموری کے لیے۔ آپ کو تو یہ پسند ہے کہ لوگ تذکرہ کریں کہ عبیداللہ کا باغ ہے اور یہ ان کا حمام ہے۔

شریح بن ہانی کی شہادت

اس کے بعد شریح نے تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم میں سے جو لوگ درجہ شہادت حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ میری طرف آ جائیں۔ بجز رضا کاروں کے چند سوار اور کچھ غیرت مند لوگ ان کے ساتھ ہو گئے اور دشمن سے سرگرم پیکار ہو گئے۔ آخر کار تمام مسلمان جنگ میں کام آ گئے تھوڑے سے بچے۔ شریح نہایت بہادری سے رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے دشمن سے لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ ان میں سے جو بچے وہ اس علاقہ کو چھوڑ کر فرار ہونے لگے اور جب اس علاقہ سے مسلمانوں کے علاقہ میں آ گئے تو اور مسلمان ان کی شکست خوردہ فوج کے لیے کھانا لے کر آ گئے۔ ان لوگوں کی بھوک اور تھکن کی وجہ سے حالت یہ تھی کہ جس کسی نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا مر گیا۔ اس لیے لوگ اب انہیں کھانا کھلاتے ہوئے بھی ڈرنے لگے تھے اور جب تک کہ ان کی قوت ہاضمہ پوری طرح برقرار نہ ہو گئی تھوڑا تھوڑا کھانا انہیں کھلاتے رہے۔

رتبیل کے متعلق حجاج کا عبدالملک کے نام خط

حجاج کو ان تمام واقعات کی اطلاع پہنچی اسے رتبیل کی اگلی پچھلی جو باتیں یاد تھیں اور یہ واقعہ جو صدمہ کا باعث ہو گیا تھا اس سے حجاج نے عبدالملک کو حسب ذیل خط لکھا۔

امیرالمومنین! حمد و ثنا کے بعد میں جناب والا کو مطلع کرتا ہوں کہ آپ کی جس قدر فوج سجستان میں تھی وہ سب تباہ ہو گئی۔ بہت تھوڑے سے آدمی اس میں سے بچے ہیں۔ دشمن کو اس سے جرأت حاصل ہو گئی۔ اسی کی وجہ سے اس کے حوصلے مسلمانوں کے خلاف اور بڑھ گئے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے علاقہ میں گھس آیا ہے اور اس نے مسلمانوں کے تمام قلعوں اور مستحکم شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ اہل بصرہ اور کوفہ کی ایک زبردست فوج اس کی سرکوبی کے لیے بھیج دوں۔ مگر میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے جناب والا کی رائے معلوم ہو جائے۔ پس اگر آپ مجھے بھیجنے کی اجازت مرحمت فرمائیں تو میں اپنی رائے پر عمل کروں گا۔ اور اگر جناب والا کا منشا مہم بھیجنے کا نہ ہو تو آپ اپنی فوج کے مالک و مختار ہیں۔ کسی کو دخل دینے کا کیا موقع ہو سکتا ہے۔ مگر مجھے یہ خوف ہے کہ اگر رتبیل اور اس کے ساتھ جو اور مشرکین کی جماعت ہے ان کی سرکوبی کے لیے زبردست مہم نہ بھیجی گئی تو وہ اس تمام علاقہ پر قبضہ کر لیں گے۔

امیر حج ابان بن عثمان و عمال:

اسی سنہ میں مہلب خراسان کے گورنر بنا کر مقرر ہو کر آئے اور امیہ واپس گئے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت قاضی شریح نے منصب قضا سے استعفیٰ دے دیا اور اس معاملے میں انہوں نے ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری کی نسبت مشورہ دیا تھا۔ حجاج نے استعفیٰ منظور کر لیا اور ابو بردہ کو قاضی مقرر کر دیا۔ واقدی اور دوسرے اصحاب سیر کے بیان کے مطابق اس سال ابان بن عثمان نے جو عبدالملک کی جانب سے مدینے کے گورنر تھے لوگوں کو حج کرایا۔

حجاج عراق اور تمام ممالک مشرقیہ کا گورنر تھا اور حجاج کی طرف سے مہلب خراسان کے عامل تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس علاقہ میں جس قدر لڑائیاں ہوئیں ان کی سربراہی تو مہلب کے ذمہ تھی اور لگان وصول کرنے کا کام ان کے بیٹے مغیرہ کے تفویض تھا۔

ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری کوفہ کے اور موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے۔

۸۰ھ کے واقعات

مکہ میں سیلاب سے تباہی:

اس سال مکہ میں ایک زبردست سیلاب آیا جو حاجیوں کو بہا لے گیا اور مکہ کے تمام مکانات غرق ہو گئے اسی وجہ سے اس سال کا نام لوگوں نے عام الجحاف رکھا، کیونکہ جحاف تک اس کی رسائی ہوئی اور ہر شے کو بہا لے گیا۔

ایک اور شخص بیان کرتے ہیں کہ مکہ میں ایک خوفناک سیلاب آیا کہ جو حاجیوں کو بہا لے گیا اور اسی وجہ سے اس سال کا نام لوگوں نے عام الجحاف رکھا۔ میں نے وہ وقت دیکھا ہے کہ سامان اور مرد و عورتیں بہہ رہی تھیں۔ اور پانی اتنا زیادہ تھا کہ بہہ رہا تھا اور اس نے بیت اللہ کو گھیر لیا تھا پانی بڑھتے بڑھتے رکن کعبہ تک پہنچ گیا تھا۔

واقدی سے روایت ہے کہ اسی سال بصرہ میں شدت سے مرض طاعون پھیلا۔

مہلب کی کس پر فوج کشی:

اسی سال مہلب نے دریائے بلخ کو عبور کیا اور کس پر فوج کشی کی۔ جس وقت مہلب نے کس پر چڑھائی کی اس وقت ابو الادھم زیاد بن عمرو الزمانی مہلب کے مقدمۃ الجیش کے افسر تھے۔ ان کے ماتحت تین ہزار فوج تھی حالانکہ ان کے مقابلہ میں ترکوں کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ مگر اپنی شجاعت، بہادری اور عقل مندی کی وجہ سے یہ اکیلے دو ہزار فوج کے مساوی تھے۔

مہلب کا محاصرۂ کس:

جس وقت مہلب کس کا محاصرہ کیے ہوئے تھے ختل کے بادشاہ کا چچیرا بھائی ان کے پاس آیا اور اس نے بادشاہ ختل سے لڑنے کی استدعا کی۔ مہلب نے اپنے بیٹے یزید کو اس کے ہمراہ روانہ کیا۔

یزید ایک مقام پر فروکش ہوئے اور ختل کے بادشاہ کا جس کا نام السبل تھا، چچیرا بھائی ایک دوسرے مقام پر فروکش ہوا۔

سبل نے اپنے چچیرے بھائی پر شب خون مارا اور ان کے گروہ کو شکست دے کر قتل کرنا شروع کیا۔ جب عربوں نے مسلمانوں کا نعرہ جنگ سنا، اس وجہ سے سبل کے چچیرے بھائی کو خیال ہوا کہ عربوں نے اس سے دغا کی ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ جب اس چچیرے نے عربوں کی فوج سے علیحدہ پڑاؤ ڈالا اسی وقت سے خود عربوں کو ان کی جانب سے دھوکے کا خطرہ تھا۔

سبل نے چچیرے بھائی کو گرفتار کر کے قلعہ میں لے آیا اور قتل کر دیا۔

یزید بن المہلب نے سبل کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا، مگر چند روز کے بعد فدیہ پر اس سے صلح کر لی جس کے لیے انھوں نے محاصرہ اٹھا لیا اور یزید مہلب کے پاس واپس چلے آئے۔

---

۱ لفظی معنی بہا لے جانا۔

۲ مقدمۃ الجیش: ہراول دستہ۔

جب ابن نجم اور علی کی ماں کو جس نے علی سے قتل کیا تھا اپنے بیٹے کے قتل کی خبر ملی۔ تو اس نے علی کی ماں سے کہا بھابھی مبارک ہو آپ کو بھی خبر ملی ہے۔ جس شخص نے علی کو قتل کیا ہے۔ اس کے دو بھائی بھی دوسرے کے سبب در پے انتقام تھے اور بدلہ لیا گیا ہے۔

علی کی والدہ نے اس کے جواب میں کہا تم کو خبر ہے کہ چھوٹے بچے کیسے ہوا کرتے ہیں۔ بخلاف ان کے بڑے بچے بہت محبت سے ہوتے ہیں۔

حبیب بن مہلب کی دشمن پر فوج کشی

مہلب نے اپنے بیٹے حبیب کو دشمن پر فوج کشی کرنے کے لیے روانہ کیا ان کے مقابلہ کے لیے چھ ہزار کا لشکر چالیس ہزار فوج سے گزر رہا تھا کہ دشمن سے ایک شخص نے مسلمانوں سے ہم نبرد طلب کیا۔ حبیب با آواز بلند مقابلہ کے لیے نکلا اس سے جو خبردار ہو۔ جب اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے ساتھی ان پر حملہ کر کے ان میں سے کچھ کو ان کے کوچ کرنے کے باعث چلا آیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کی تعداد اور ان کی قوت آگئی۔ دشمن اپنے مقام کی طرف لوٹ گیا۔

سیمرہ تک:

دشمن کی ایک جماعت نے ایک گاؤں میں پڑاؤ کیا۔ حبیب چار ہزار فوج لے کر ان پر ٹوٹ پڑا۔ دشمن کو سخت نقصان پہنچا اور شکست ہوئی۔ اور اس گاؤں کو جلا کر پھر لشکر کے پاس واپس چلا آیا۔

اسی وجہ سے اس جگہ کا نام محترقہ ہے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا نام حبیب نے آگ لگانے کی وجہ سے پڑا تھا۔

حبیب معمولی کمر پر چڑھے رہتے۔ بعض لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ اس سے آگے کی طرف پیش قدمی کرتے تو زیادہ مناسب تھا۔ مہلب نے جواب دیا کہ میرے لیے یہی بہتر ہے کہ اپنی جگہ قائم رہ کر ساتھ ساتھ جاؤں۔

ہریم بن عدی کی شجاعت:

ایک روز دشمن کی فوج کا ایک شخص جنگ کے لیے نکلا۔ مسلمانوں کی جانب سے اس کے مقابلہ پر ہریم بن عدی بن خالد بن عدی کے باپ نکلے۔ ہریم اپنے ہتھیار سجائے ہوئے تھے۔ وہ ایک نہر کے قریب پہنچے۔ وہ مشرک ان کو وار کرنے کا موقع دے کر زبان پر قابو کرتا رہا۔ مگر آخر کار ہریم نے اسے قتل کیا۔ اور اس کے تمام ہتھیار اور سامان پر قبضہ کر لیا۔ اس پر مہلب نے ان سے کہا کہ اگر تم مارے جاتے۔ اور تمہارے عوض دشمن کے ایک ہزار سپاہی قتل کر دیے جاتے تو میرے خیال میں وہ ایک ہزار تمہارا عوض نہ ہوتے۔

مہلب کی تاوان پر مصالحت

اس مقام پر مہلب نے بنی صعصعہ کے کچھ لوگوں پر کچھ تاوان لگایا اور انہیں قید کر دیا۔

جب مہلب دشمن سے صلح کر کے واپس چلے تو انہوں نے انہیں چھوڑ دیا۔

حجاج کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو حجاج نے مہلب کو لکھا کہ اگر تم نے ان لوگوں کو کسی جرم پر قید کیا تھا تو ان کا رہا کر دینا خلافِ مصلحت ہے اور اگر بلاوجہ قید کیا تھا تو یہ ظلم ہے۔

مہلب نے جواباً لکھا کہ جب مجھے ان کی جانب سے خطرہ پیدا ہوا تو میں نے قید کر دیا۔

مہلب نے جن لوگوں کو قید کیا تھا ان میں عبدالملک بن ابی شیخ القشیری بھی تھے۔

جب مہلب نے اہلِ کس سے کچھ رقم تاوان پر صلح کر لی۔ تو یہ اسے وصول کرنے کھڑے ہوئے۔ اسی اثنا میں ابن الاشعث کا خط ان کے پاس آیا۔ جس میں مہلب سے درخواست کی گئی تھی کہ آپ حجاج کا ساتھ چھوڑ دیجیے۔ اور اس کے خلاف میری مدد کیجیے۔
مہلب نے اس خط کو حجاج کے پاس بھیج دیا۔

عبدالملک کا رتبیل کے خلاف جہاد کا فرمان:

اسی سنہ میں حجاج نے عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کو ترکوں کے بادشاہ رتبیل سے لڑنے کے لیے سجستان بھیجا۔

حجاج کے ابن الاشعث کو اس مہم پر بھیجنے کی وجہ علی بن محمد نے مختلف طور سے بیان کی ہے اسی طرح اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ اس وقت جب کہ حجاج نے ابن الاشعث کو اس مہم پر مقرر کیا ہے۔ وہ کہاں تھے ایک روایت تو یہ ہے کہ جب حجاج کا خط جس میں اس نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کے رتبیل کے علاقہ میں بڑھنے اور پھر ان کی فوج کی تباہی کی اطلاع پائی تھی۔ عبدالملک کے پاس پہنچا۔ عبدالملک نے اس کا حسبِ ذیل جواب دیا۔

حمد و ثنا کے بعد میرے پاس تمہارا خط پہنچا۔ جس میں تم نے علاقہ سجستان میں مسلمانوں کی تباہی کی اطلاع دی ہے۔ اس کے متعلق سنو۔ مسلمانوں پر تو جہاد فرض ہی ہے۔ وہ اپنی خواب گاہوں کو چلے گئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزا دینے والا ہے اور تم نے اس علاقہ کی طرف جو مزید فوج بھیجنے کے متعلق میری رائے دریافت کی ہے کہ آیا وہ بھیجی جائے اس کے متعلق مجھے تمہاری رائے سے اتفاق ہے کہ تم ضرور بھیج دو۔

حجاج اور عبدالرحمٰن بن محمد ابن الاشعث کی عداوت:

حجاج تمام ملکِ عراق میں سب سے زیادہ ابن الاشعث سے عداوت رکھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ جب میں عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کو دیکھتا ہوں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اسے قتل کر ڈالوں۔

نمیر بن وعلہ الہمدانی ثم الیناعی بیان کرتے ہیں کہ میں حجاج کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ابن الاشعث آئے۔ حجاج نے انہیں دیکھتے ہی کہا کہ میں اس کی چال کو دیکھتا ہوں تو دل میں آتا ہے کہ میں اسے قتل کر ڈالوں۔

جب عبدالرحمٰن حجاج کے پاس سے اٹھے تو نمیر بھی اٹھے اور ان سے پہلے ہی سعید بن قیس السبیعی کے دروازہ پر آ کر ان کے انتظار میں کھڑے رہے۔ جب عبدالرحمٰن دروازے سے باہر نکلے گئے تو نمیر نے ان سے کہا کہ ذرا دروازہ کے اندر چلے چلئے آپ سے ایک نہایت راز کی بات کہنا ہے مگر اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ جب تک حجاج بقیدِ حیات ہے آپ اس کا ہرگز تذکرہ نہ کریں۔

عبدالرحمٰن نے کہا بہتر ہے آپ فرمائیں۔

نمیر نے کہا کہ حجاج تیرے متعلق یہ کہہ رہا تھا۔ اس پر عبدالرحمٰن نے کہا کہ جب تک میں اور حجاج زندہ ہیں۔ میں برابر اس کی تباہی کی

کوشش میں لگا رہا کہ [illegible] اگر میں اپنے وعدہ [illegible] تو قتل کیے جانے کا سزاوار ہوں۔ جس کو قتیبہ نے بیان کیا ہے۔

حجاج کا فوج کا معائنہ

جب حجاج نے بیس ہزار اہل کوفہ اور بیس ہزار اہل بصرہ کی بھرتی شروع کی۔ اس فوج کی ترتیب اور آراستگی میں پوری کوشش کی۔ تمام لوگوں کو پورے پورے [illegible] دیئے۔ خوبصورت گھوڑے اور پورے ہتھیار دیئے۔ حجاج نے تمام فوج کا باقاعدہ معائنہ شروع کیا۔ جس شخص کی شجاعت کی تعریف اس کے سامنے بیان کی جاتی تھی حجاج اسے انعام دیتا تھا۔

عبید بن الحصین کو حجاج کا انعام

عبید بن الحصین ازدی اور حجاج دونوں فوج کا معائنہ کر رہے تھے۔ عبداللہ بن ابی عصیفیر شخص عبدالرحمن بن ام الحکم الثقفی کے پاس ہوتے ہوئے ان دونوں کے سامنے سے گزرے۔ عبید نے انہیں دیکھتے ہی کہا آپ نے ان سے عمدہ گھوڑا اور اس سے اچھا سوار نہیں دیکھا ہوگا۔ حجاج نے انہیں بلا کر ان کی قوت اور ان کا ہتھیار دیکھا اور انہیں بڑی عزت دی اور ان کو حجاج نے انہیں پانچ سو درہم دیئے۔

عبید الحمری حجاج کے پاس [illegible] حجاج نے انہیں [illegible] عبدالرحمن سے کہا کہ تم ان کا خیال رکھنا اور ان کا انعام اکرام کرنا۔

رتبیل کی مہم پر عبدالرحمن بن اشعث کی تقرری:

جب یہ دونوں فوجیں پوری طرح تیار ہو گئیں تو حجاج نے عبدالرحمن بن محمد کو ان دونوں فوجوں کا سردار بنا کر روانہ کیا عطارد بن عمیر [illegible] اس کے بعد حجاج نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کی جگہ عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کو بھیجا۔

جب حجاج نے عبداللہ بن ابی بکرہ کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ عبدالرحمن کو مقرر کیا تو عبدالرحمن کا چچا اسمٰعیل بن اشعث حجاج کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ آپ عبدالرحمن کو اس مہم کا سردار نہ بنائیے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ وہ بغاوت کر بیٹھے گا۔ آپ تک [illegible] جب سے [illegible] کے لیے عبور کیا ہے کبھی حاکم کی اطاعت نہیں کی۔

حجاج نے جواب دیا کہ وہاں عبدالرحمن تو مجھ سے بہت ڈرتا ہے اور مجھ سے بغاوت اور سرکشی کرنے کی اس میں جرأت نہیں ہے۔

عبدالرحمن کا سجستان میں خطبہ:

جب حجاج نے عبدالرحمن کو اس لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔ عبدالرحمن نے اس فوج کے ساتھ روانہ ہو کر سجستان پہنچا۔ جب وہاں پہنچ کر تمام باشندوں کو خطبہ سننے کے لیے بلایا اور خطبہ دیا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

اے لوگو! امیر نے تمہارے سرحدی علاقوں کی حفاظت اور تمہارے دشمنوں سے جنہوں نے تمہارے شہروں کو [illegible] تمہارے اور جنگ کرنے کے لیے جہاد کرنے کے لیے مجھے مقرر کیا ہے۔ آپ لوگوں کو چاہیے کہ آپ میں سے کوئی بھی اپنی فوجوں سے پیچھے نہ رہ جائے ورنہ سخت سزا دوں گا۔ آپ سب اپنی اپنی چھاؤنیوں میں حاضر ہو جائیں۔

رتبیل کی عبدالرحمٰن کو خراج کی پیشکش:

چنانچہ تمام لوگوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ ان کے لیے بازار لگا دیے گئے اور اب لوگوں نے جنگ کے لیے تیاری شروع کی۔ ہتھیار درست کرنے لگے۔ اس تیاری کی اطلاع رتبیل کو ہوئی۔ اس نے خوف زدہ ہو کر عبدالرحمٰن کو ایک خط لکھا۔ جس میں اس نے مسلمانوں کی ہلاکت و تباہی پر معذرت کی اور لکھا کہ مسلمانوں نے مجھے جنگ کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ میں آپ سے صلح کی درخواست کرتا ہوں اور خراج ادا کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔

عبدالرحمٰن نے اس کی درخواست منظور نہیں کی اور نہ اس کا جواب دیا۔ بلکہ اپنی زبردست فوج کے ساتھ اس کے علاقہ میں دھاوا شروع کر دیا۔

عبدالرحمٰن کی رتبیل پر فوج کشی:

جب عبدالرحمٰن رتبیل کے علاقہ کے پہلے شہر میں داخل ہوئے تو رتبیل نے اپنی تمام فوج اپنے پاس بلا لی اور تمام علاقہ تھوڑی تھوڑی منزلوں اور قصبے عبدالرحمٰن کے لیے چھوڑ دیے۔

عبدالرحمٰن جس شہر پر قبضہ کر لیتے تھے اس پر اپنا عامل مقرر کر کے آگے بڑھتے تھے۔ اس کی حفاظت کے لیے فوجی دستے بھی متعین دیتے تھے۔ ایک شہر سے دوسرے شہر تک ڈاک کا سلسلہ بھی قائم کر دیا۔ پہاڑی دروں اور گھاٹیوں میں پہرے قائم کر دیے اور ان جگہوں پر جہاں سے خطرہ کا احتمال تھا فوجی چوکیاں قائم کیں۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی فتوحات:

جب عبدالرحمٰن نے اس کے بڑے وسیع علاقہ پر قبضہ کر لیا اور مویشیوں اور بہت سا مال غنیمت قبضہ میں کر لیا۔ اپنی فوج کو مزید پیش قدمی سے روک دیا اور کہا کہ اس سال یہی ہمارے لیے کافی ہے جو ہم نے لے لیا ہے اب ہم یہیں رہ کر خراج وصول کریں اور لگان متعین کریں۔ تاکہ اس اثناء میں مسلمان یہاں کے راستوں سے واقف ہو جائیں اور پھر آئندہ سال آگے بڑھیں۔ ہر سال رتبیل کے علاقہ پر رفتہ رفتہ قبضہ کرتے جائیں اور اسی طرح ایک دن اس کے تمام خزانوں اور اہل و عیال پر قبضہ کر لیں گے اور ان کے بعید ترین شہروں اور مضبوط ترین قلعوں پر قابض ہو جائیں گے اور پھر جب تک کہ خدا ان کو بالکل تباہ نہ کر دے گا ہم یہاں سے نہیں ہٹیں گے۔

پھر عبدالرحمٰن نے ان تمام فتوحات کی اطلاعیں جو مسلمانوں کو دشمن کے علاقہ میں حاصل ہوئیں اور ان احسانات کی جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کیے حجاج کو خط کے ذریعے اطلاع کر دی اور اپنی رائے بھی لکھ دی جس پر آئندہ عمل کرنے کا انہوں نے ارادہ کیا تھا۔

ہمیان کی بغاوت و شکست:

دوسرے لوگوں نے ابن الاشعث کے سجستان کا عامل مقرر کیے جانے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ حجاج نے پہلے ہمیان بن عدی السدوسی کو کرمان بھیجا کہ یہ اس علاقہ کی حفاظت کریں اور عامل سندھ اور سجستان میں سے جس کسی کو امداد کی ضرورت ہو تو اسے امداد دیں۔ مگر ہمیان اور اس کی فوج حجاج سے باغی ہو گئی۔ حجاج نے ابن الاشعث کو اس کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ ابن

الاشعث نے بیان کو شکست دی اور حجاج نے انہیں بیان کی جگہ مقرر کر دیا۔

امارتِ سجستان پر عبدالرحمٰن کا تقرر

اسی دوران میں سجستان کے عامل عبیداللہ بن ابی بکرہ کا انتقال ہو گیا۔ حجاج نے ابن الاشعث کو ان کی جگہ سجستان کا عامل مقرر کر دیا اور اس کے لیے باقاعدہ طور پر فرمان لکھ دیا۔

اس کے علاوہ حجاج نے ایک اور فوج بھیجنے کے لیے تیار کی۔ علاوہ معروف تنخواہوں کے بیس لاکھ درہم اس فوج پر خرچ کیے۔ لوگ اسے جیش الطواویس کہتے تھے۔ اور ابن الاشعث کو رتبیل پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔

امیر حج ابان بن عثمان:

ابان بن عثمان نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ لیکن بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے اس سال حج کرایا۔ مدینہ کے حاکم ابان بن عثمان تھے۔ عراق اور تمام مشرقی ممالک کے گورنر حجاج تھے اور حجاج کی جانب سے خراسان کے عامل مہلب تھے۔ ابو بردہ بن ابی موسیٰ کوفہ کے قاضی تھے۔ اور موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے۔ اس سنہ میں عبدالملک نے اپنے بیٹے یزید کو جہاد کے لیے بھیجا۔

۸۱ھ کے واقعات

فتح قالیقلا:

اسی سنہ میں شہر قالیقلا مسلمانوں نے فتح کیا۔ عبدالملک نے اپنے بیٹے عبیداللہ کو جہاد کے لیے بھیجا اور اس نے شہر فتح کیا۔

بحیر بن ورقاء:

اسی سال بحیر بن ورقاء الصریمی خراسان میں مارا گیا۔ اس کے قتل کا بیان حسب ذیل ہے:

بحیر نے امیہ بن عبداللہ کے حکم سے بکیر کو قتل کیا تھا۔ اس پر عثمان بن رجاء بن جابر بن شداد، متعلق بنی عوف بن سعد نے جو ابناء میں سے تھا چند شعر کہے جن میں خاندان بکیر کے افراد کو بحیر کا بدلہ لینے کے لیے ابھارا تھا۔

جب بحیر کو معلوم ہوا کہ مجھے دھمکی دی جا رہی ہے تب اس نے بھی دیگر چند شعروں میں اپنے دل کا غبار نکالا۔

شمردل کا بحیر پر حملہ:

قبیلہ بنی عوف بن کعب بن سعد کے سترہ آدمیوں نے بکیر کے خون کا قصاص لینے کے لیے عہد کیا۔ چنانچہ شمردل نامی ایک شخص صحرا سے روانہ ہو کر خراسان پہنچا جب اس کی نظر بحیر پر پڑی جو اس وقت کھڑا ہوا تھا۔ شمردل نامی ایک شخص صحرا سے روانہ ہو کر خراسان پہنچا جب اس کی نظر بحیر پر پڑی جو اس وقت کھڑا ہوا تھا۔ شمردل نے فوراً اس پر حملہ کیا اور نیزہ مار کر اسے گرا دیا اور اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ میں نے بحیر کا کام تمام کر دیا ہے۔ اسی اثنا میں لوگوں نے کہا کہ یہ خارجی ہے اور وہ دوڑاتے ہوئے اس کے

---

۱ طواویس۔ طاؤس کی جمع ہے جس کے معنی مور کے ہیں۔

[illegible] میں تھے۔ [illegible] ضرب سے زخمی ہو گیا۔

صعصعہ بن حرب العوفی کی خراسان میں آمد:

جب ابن وشاح قتل کر دیا گیا تو صعصعہ بن حرب عوفی متعلقہ بنی جندب بادیہ سے اپنی قوم سے روانہ ہوا۔ اس نے تمام اونٹ فروخت کر کے اس نے ایک گدھا خرید لیا۔ صعصعہ سجستان آیا اور بحیر کے رشتہ داروں کے پڑوس میں آ کر رہا۔ ان سے محبت کرنے لگا اور اخلاق سے پیش آنے لگا اور کہا کہ میں یمامہ کے قبیلہ بنی حنیفہ سے تعلق رکھتا ہوں۔

یہ شخص بحیر کے لوگوں کے پاس آتا جاتا تھا اور ان میں بیٹھا اٹھا کرتا تھا۔ جب وہ لوگ اچھی طرح مانوس ہو گئے تو ایک دن کہنے لگا کہ خراسان میں میری کچھ جائیداد تھی۔ اس پر وہاں کے لوگوں نے ناجائز طریقہ سے قبضہ کر لیا ہے۔ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ خراسان میں بحیر کا بڑا اثر اور دخل ہے آپ لوگ ان کے نام ایک سفارشی خط لکھ دیجئے کہ وہ اس معاملہ میں میری اعانت کریں۔ چنانچہ بحیر کے رشتہ داروں نے بحیر کے نام خط لکھ دیا۔

صعصعہ کی بحیر سے ملاقات

صعصعہ خط لے کر روانہ ہو کر مرو پہنچا اس وقت مہلب کش سے جنگ میں مصروف تھے مرو میں بنی عوف کے چند لوگ تھے ان کی ایک جماعت سے اس کی ملاقات ہوئی۔ صعصعہ نے اپنے آنے کی غرض اور حقیقت بتائی۔ بحیر کے آزاد کردہ غلام صیقل نے جو اٹھا اور مجلس میں صعصعہ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

صعصعہ نے ان سے خنجر کی فرمائش کی۔ صیقل نے ایک خنجر بنا دیا اسے خوب تپا کر زہر بجھی دوا میں بجھا دیے۔

صعصعہ مرو سے روانہ ہو کر بحیر سے ملنے کے لیے مہلب کی لشکر گاہ میں پہنچا (بحیر اس روز مقام اخرون میں فروکش تھے) بحیر سے مل کر اس کو خط دیا اور کہا کہ میں قبیلہ بنی حنیفہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ ابن ابی بکرہ کے ساتھیوں میں تھا۔ سجستان میں میری جائیداد تھی اور کچھ روپیہ مرو میں مجھ پر باقی ہے اسی کے لینے کے لیے آیا ہوں۔ ان کاموں سے فارغ ہونے کے بعد میں واپس چلا جاؤں گا۔

بحیر کا صعصعہ سے حسن سلوک:

اس پر بحیر نے حکم دیا کہ ضروریات سفر کے لیے جو کچھ درکار ہو دے دیا جائے۔ نیز یہ بھی کہا کہ اس معاملے میں ہم تمہاری امداد کے لیے تیار ہیں۔

صعصعہ نے کہا کہ اس وقت کی واپسی تک میں یہیں آپ کے پاس مقیم رہوں گا۔ چنانچہ صعصعہ ایک ماہ یا قریب ایک ماہ کے بحیر کے ساتھ مقیم رہا۔ بحیر کے ساتھ مہلب کی بارگاہ میں بھی حاضر ہوتا رہا اور اس طرح دونوں میں سے اس کی جان پہچان بھی ہو گئی۔

بحیر کو یہ خوف لگا رہتا تھا کہ مبادا کوئی شخص مجھ پر اچانک حملہ نہ کر دے۔

اسی وجہ سے وہ کسی شخص پر اعتماد نہیں کرتا تھا مگر جب صعصعہ بحیر کے رشتہ داروں کا سفارشی خط لے کر اس کے پاس آیا اور اس نے یہ کہا کہ میں قبیلہ بکر بن وائل سے تعلق رکھتا ہوں۔ بحیر اس کی طرف سے بے خطر ہو گیا تھا۔

صعصعہ کا بحیر پر حملہ

ایک روز بحیر مہلب کے دیوان خانہ میں معمولی قمیص اور چادر اوڑھے بیٹھے تھے کہ صعصعہ آیا اور ان کے پیچھے بیٹھ

کہا پھر اس سے اور قریب ہو گیا اور اس طرح اس پر جھک پڑا گویا کوئی بات کہنا چاہتا ہے اور پھر یکایک اس کی پشت پر سے کمر میں خنجر بھونک دیا جو پیٹ تک اتر گیا۔ سب لوگوں نے کہا کہ یہ خارجی ہے۔ مگر اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ میں نے بکیر کا بدلہ لیا ہے۔

ابو العطاء ابن ابی الغرقاء نے جو آج کل مہلب کے خاندان کا افسر تھا اسے گرفتار کر کے بحیر کے سامنے پیش کیا۔ مہلب نے اس سے کہا کہ تیرا مقصد پورا نہیں ہوا اور تو نے مفت میں اپنی جان ہلاکت میں ڈالی۔ بحیر کی حالت خطرناک نہیں ہے۔

بحیر بن ورقاء کا خاتمہ:

مسعود نے کہا: میں نے ایسا کاری وار لگایا ہے کہ وہ بچ نہیں سکتا۔ خنجر پیٹ تک اتر گیا ہے۔ اس کے پیٹ کی بدبو میرے ہاتھوں میں آتی ہے۔

مہلب نے اسے قید کر دیا۔ اسی رات بحیر کے دوست جیل خانے میں اس سے جا کر ملے۔ اور انہوں نے اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

دوسرے دن: چاشت کے وقت بحیر نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ جب مسعود کو بحیر کے مرنے کی خبر ملی تو اس نے کہا کہ اب جو چاہو میرے ساتھ سلوک کرو مجھے کچھ پروا نہیں۔ اب بنی عوف کی عورتوں کی نذر پوری ہو گئی میں نے اپنا بدلہ لے لیا ہے۔ اب جو کچھ میرا حشر ہو مجھے اس کی پروا نہیں۔

کئی مرتبہ تنہائی میں مجھے موقع حاصل ہوا تھا کہ میں اس کا کام تمام کر دیتا۔ مگر میں نے اس طرح چھپکے سے مارنا بزدلی خیال کیا۔

مہلب نے ان باتوں کو سن کر کہا کہ میں نے اس جیسا شخص موت سے نڈر دوسرا کبھی نہیں دیکھا۔

مسعود کا قتل:

بعد ازاں مہلب نے بحیر کے چچازاد بھائی ابو سویقہ کو اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ انس بن طلق نے اس سے کہا کہ بحیر تو اب قتل ہی ہو چکا ہے۔ وہ تو دوبارہ آ نہیں سکتا اس لیے تم مسعود کو قتل نہ کرو۔

ابو سویقہ نے ایک نہ سنی مسعود کو قتل کر ڈالا۔ اس پر انس نے اسے بہت کچھ برا بھلا کہا۔

دوسرے راویوں نے بیان کیا ہے کہ بحیر ابھی زندہ تھا کہ مہلب نے مسعود کو بحیر کے پاس بھیج دیا۔ اس پر انس بن طلق العبشمی نے بحیر سے کہا کہ تم نے بکیر کو قتل کیا تھا اس کا بدلہ اس شخص نے تم سے لیا ہے تم اسے بخش دو۔

مگر بحیر نے اپنے متعلق لوگوں سے کہا کہ اسے میرے قریب لاؤ اور مسعود سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں اس وقت تک نہیں مروں گا جب تک تو زندہ ہے۔

لوگوں نے مسعود کو بحیر کے قریب کر دیا۔ بحیر نے اس کے سر کو اپنے دونوں پیروں کے درمیان رکھا اور کہا: "اے کمینے صبر کر تو بدترین مخلوق ہے"۔ انس بن طلق نے بحیر سے کہا خدا تجھ پر لعنت کرے میں تو تجھ سے اس کی سفارش کر رہا ہوں اور تو میرے سامنے ہی اسے قتل کیے ڈالتا ہے۔

قبیلہ عوف و ابناء کی شورش:

مگر بحیر نے اسے اپنی تلوار سے قتل کر ڈالا۔ پھر بحیر بھی مر گیا اس پر مہلب نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون یہ جہاد تو منحوس ہوا

کرنے اس میں قتل کیے گئے تھے۔ صعصعہ کے قتل کیے جانے کی وجہ سے قبیلہ عوف بن کعب اور بنو اعرج بیٹھے اور کہنے لگے کہ صعصعہ کو کیوں قتل کیا گیا۔ اس نے تو بحیر کا بدلہ لیا تھا۔ قبیلہ مقاعس اور دوسرے تمیم کے قبیلے ان کے مقابلے پر اٹھ کھڑے ہوئے۔

صعصعہ کی دیت

جب لوگوں نے دیکھا کہ اس طرح فتنہ و فساد بڑھ جانے کا قوی امکان ہے اور باہم کشت و خون ہونے والا ہے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بحیر کی جان تو بحیر کے معاوضے میں سمجھی جائے، البتہ صعصعہ کی جان کی دیت ادا کر دی جائے۔ چنانچہ قبیلہ مقاعس والوں نے صعصعہ کی جان کے عوض دیت ادا کر دی۔ قبیلہ ابنا والوں میں سے ایک شخص نے صعصعہ کی تعریف میں دو شعر کہے۔

عبید بن ظبیان جو صعصعہ کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا عمر ابن ابی ایہم کے قبیلے والوں کے پاس آیا اور ان سے مطالبہ کیا کہ چونکہ صعصعہ نے بحیر کی موت کا بدلہ لینے کے لیے اپنی جان قربان کی ہے اس لیے آپ لوگ اس کی جان کے عوض دیت ادا کیجیے۔

چنانچہ ان کے قبیلے نے صعصعہ کی دیت ادا کی اس طرح اس کی دو دیتیں ادا کی گئیں۔

عبدالرحمن کی شکست کابل سے حجاج کا اختلاف:

ابو مخنف کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث اور اس کے ساتھ عراق کی جو فوج تھی اس نے حجاج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور حجاج سے جنگ کرنے کے لیے اس کی طرف بڑھے۔ مگر واقدی یہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ۸۲ھ کا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل باب نمبر ۸۲ھ میں دیکھیے۔

❖ ❖ ❖

باب ۱۴

عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث

عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کو علاقہ رتبیل میں جو پے در پے کامیابی ہوئی اور اب وہ آگے بڑھ کر دشمن پر حملہ کرنا چاہتے تھے ان تمام باتوں کی اطلاع انہوں نے حجاج کو دی اس کا بیان ہم پہلے ۸۰ھ کے واقعات میں کر چکے ہیں۔ ۸۱ھ کے واقعات جو ان سے متعلق ہیں ان کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

حجاج کا جنگ جاری رکھنے پر اصرار

حجاج نے ابن الاشعث کے خط کے جواب میں انہیں لکھا "حمد و ثنا کے بعد تمہارا خط مجھے ملا جو کچھ تم نے لکھا تھا میں نے اسے سمجھ لیا۔ تمہارے خط کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط ایک ایسے شخص نے لکھا ہے جو صلح و آشتی کا دل و جان سے متمنی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس ذلیل و حقیر دشمن سے تعلقات پیدا کر لیے ہیں جس نے مسلمانوں کی ایک جرار اور بہادر فوج کو ہلاک کر دیا تھا۔ اے عبدالرحمٰن کی ماں کے بیٹے! بخدا اگر تم نے میری فوج اور میرے صریح احکام کی موجودگی میں دشمن سے اجتناب کیا تو تمہارا حشر وہی ہو گا جیسا کہ ان مسلمانوں کا ہو چکا ہے۔ میں تمہاری اس رائے کو جسے تم تدبیر سمجھتے ہو ہرگز ایسا نہیں سمجھتا بلکہ یہ محض تمہاری کاہلی اور بزدلی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے اس لیے اب میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم میری ہدایت پر عمل کرو، دشمن کے ملک میں بڑھتے چلے جاؤ ان کے تمام قلعوں کو مسمار کر کے جو جنگجو ہوں ان کو قتل اور اہل و عیال کو غلام لونڈی بنا لو۔

حجاج کا دوسرا خط بنام عبدالرحمٰن

اس خط کے بعد ہی حجاج نے حسب ذیل دوسرا خط ابن الاشعث کو لکھا "حمد و ثنا کے بعد جو مسلمان تمہارے پاس ہیں انہیں احکام دے دو کہ وہ کھیتیاں ان تمام علاقوں میں جو اللہ تعالیٰ کی مدد سے مسلمان فتح کر لیں بہرحال اس مفتوحہ علاقہ میں مقیم ہو کر زراعت شروع کر دیں۔

حجاج کا عبدالرحمٰن کے نام تیسرا خط

اس خط کے بعد ہی پھر ایک تیسرا خط حجاج نے ابن الاشعث کو لکھا "حمد و ثنا کے بعد میں نے دشمن کے علاقہ میں بڑھنے کے لیے تمہیں جو حکم دیا ہے تم اس کی فوراً تعمیل کرو ورنہ تم معزول ہو جاؤ گے اور اسحاق بن محمد تمہارے بھائی تمہاری جگہ سپہ سالار مقرر کیے جائیں گے۔

عبدالرحمٰن اور اسحاق میں گفتگو

خط پڑھ کر ابن الاشعث نے کہا کہ میں خود ہی اسحاق کے پاس جاتا ہوں۔ عبدالرحمٰن اسحاق کے پاس گئے۔ اسحاق نے ان سے کہا کہ آپ ایسا نہ کریں۔ مگر ابن عبدالرحمٰن نے اسے دھمکی دی کہ اگر تم نے کسی سے اس بات کا تذکرہ کیا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ اب اسحاق نے خیال کیا کہ شاید عبدالرحمٰن میرے مارنے کے لیے تلوار اٹھانا چاہتے ہیں اس لیے اس نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

عبدالرحمن بن اشعث کا فوج سے خطاب:

عبدالرحمن نے تمام فوج کو خطبہ سننے کے لیے بلایا اور حمد و ثنا کے بعد کہا آپ لوگ واقف ہیں کہ میں آپ کا بڑا خیر خواہ ہوں کیا ہر کام کرنے کے لیے تو ہمیشہ سے آپ دشمن پہنچنے کے مقابلے کے لیے میں نے جو طرز عمل آپ کے لیے تجویز کیا تھا۔ میں نے اسے ہر معاملے میں آپ کے ارباب حل اور تجربہ رکھنے والے لوگوں سے مشورہ کر کے طے کیا تھا۔ اس میں میری اپنی ذات کا کوئی دخل نہ تھا۔ سب نے آپ کے لیے اس وقت اور آئندہ کے لیے یہی مناسب تجویز قرار دی تھی۔ اور یہی میں نے آپ کے امیر حجاج کو لکھ دی تھی۔ لیکن جب اس نے مجھے جو خط لکھا ہے۔ اس میں مجھے بزدل اور کمزور رائے بتایا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں فوراً آپ لوگوں کو لے کر دشمن کے ملک میں بڑھتا چلا جاؤں۔ یہ وہی علاقہ ہے جس میں حال ہی میں آپ کے بھائی مارے جا چکے ہیں۔ مگر چونکہ میں بھی آپ کا ایک فرد ہوں اس لیے اگر آپ کی مرضی ہو کہ چلا جائے تو میں بھی تیار ہوں۔ اور اگر آپ اس پر عمل نہ کرنا چاہیں تو بھی میں آپ کے شریک حال ہوں۔

عامر بن واثلہ الکنانی کی تقریر:

مرہ بن عامر بن واثلہ الکنانی نے بیان کیا ہے کہ اس موقع پر سب سے پہلے میرے باپ نے جو شاعر تھے اور مقرر بھی تھے کھڑے ہو کر تقریر کی اور حمد و ثنا کے بعد کہنے لگے کہ حجاج کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے سب سے پہلے اپنے بھائی سے کہا تھا کہ تو اپنے غلام کو گھوڑے پر سوار کر۔ اگر یہ ہلاک ہو جائے تو ہلاک ہو جائے۔ تجھے کیا پروا اور اگر زندہ بچ گیا تو بھی تو اس کا مالک ہے۔ حجاج تمہارے بارے میں بھی قطعاً پروا نہیں کرتا۔ اسی وجہ سے اس نے تمہیں یہ لکھا ہے کہ ملک میں گھس جاؤ۔ اگر تمہیں فتح ہوئی تو مال غنیمت تم حاصل کرو گے مگر ملک کی آمدنی اس کی ہے۔ اس طرح اس کی طاقت اور بڑھ جائے گی اور اگر دشمنوں نے تم پر فتح پالی تو اس وقت حجاج کے نزدیک تم ایسے دشمن ہو جاؤ گے جن کی ہلاکت یا تکلیف کا کوئی خیال نہیں کیا جائے گا اور ان پر مطلق رحم نہیں کیا جائے گا۔

اس لیے آپ لوگ اس دشمن خدا حجاج کو چھوڑ دیجیے۔ وہ جو دشمن کو اجاڑنا چاہتا ہے اور عبدالرحمن کی بیعت کیجیے میں ان کی بیعت کرتا ہوں اور آپ سب اس پر گواہ رہنا ہوں۔

اس تقریر کے ختم ہوتے ہی ہر طرف سے صدا آئی کہ ہم آپ کی رائے پر عمل کرتے ہیں۔ اور دشمن خدا حجاج کو چھوڑ دیتے ہیں۔

عبدالمومن بن شبث کا فوج سے خطاب:

اس کے بعد عبدالمومن بن شبث بن ربعی تمیمی جو عبدالرحمن کے اس مہم پر روانہ ہونے کے بعد سے کوتوال و محافظ پولیس تھا تقریر کرنے کھڑا ہوا اور یوں گویا ہوا۔

اے خدا کے بندو! خوب سمجھ لو اگر تم نے حجاج کی اطاعت کی تو وہ تم کو اس ملک کو اپنا وطن بنا کر رہنے پر مجبور کرے گا اور جس طرح فرعون نے فوجوں کو دشمن کے علاقہ میں مستقل ٹھہرا رکھا تھا اسی طرح یہ بھی تمہیں رکھے گا۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ فرعون نے سب سے پہلا اس فوج کو جو سرحد پر بھیجی جاتی ہے مستقل طور پر دشمن کے ملک میں رہنے کا حکم دیا۔ اسی طرح

تمہیں کبھی موقع نہیں ملے گا کہ تم اپنے اعزا و احباب سے مل سکو اور تمہارا یہاں ایک وقت بھی گزرے۔ مناسب یہ ہے کہ تم اپنے اس امیر کے ہاتھ پر جو یہاں موجود ہیں بیعت کرلو اور اپنے دشمن یعنی حجاج کو اپنے ملک سے نکال دو۔

عبدالرحمٰن بن الاشعث کی بیعت

اس تقریر کے ختم ہوتے ہی تمام لوگ بیعت کرنے کے لیے عبدالرحمٰن کی جانب بڑھے اور بیعت کرنے لگے۔ عبدالرحمٰن بن الاشعث نے کہا: "آپ لوگ میرے ہاتھ پر ان مقاصد کے حصول کے لیے بیعت کیجئے۔ سب سے پہلے یہ کہ دشمن خدا حجاج سے کوئی تعلق نہیں رکھو گے اور دوسرے یہ کہ اس کے مقابلے میں آپ میری امداد و حمایت کریں تاکہ ہم اسے سرزمین عراق سے نکال دیں۔

غرض کہ انہی امور کے لیے لوگوں نے ابن الاشعث کے ہاتھ پر بیعت کی مگر اس موقع پر ابن الاشعث نے عبدالملک کی ترک اطاعت کا بھی کوئی تذکرہ نہیں کیا۔

ذر القاص سے ابن الاشعث کی مصالحت:

عمر بن ذر القاص راوی ہے کہ میرا باپ اس وقت وہاں موجود تھا اور چونکہ ابن الاشعث کے بھائی قاسم بن محمد کے ساتھ ہو گیا تھا اس لیے ابن الاشعث نے اسے مارا پیٹا تھا اور قید کر دیا تھا مگر اس موقع پر جب ابن الاشعث نے حجاج کی مخالفت پر کمر باندھ لی۔ انہوں نے میرے باپ کو قید سے بلا کر خلعت و انعام دیا اور یہ دونوں ابن الاشعث کے ساتھ ہو گئے (ذر القاص زبردست مقرر تھا۔

عبدالرحمٰن اور رتبیل میں مصالحت:

عبدالرحمٰن جب سجستان سے روانہ ہونے لگے تو انہوں نے مقام بست پر عیاض بن ہمیان بکری (المتعلق بنی سدوس بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ) کو اور زرنج پر عبداللہ بن عامر التمیمی الدارمی کو مقرر کیا اور پھر رتبیل کے پاس صلح کرنے کے لیے پیغام بھیجا۔ اور اس شرط پر دونوں میں صلح ہوئی کہ اگر اس کشمکش میں ابن الاشعث کامیاب ہوں تو رتبیل آئندہ سے خراج نہ دے۔ اور اگر ابن الاشعث کو شکست ہو اور وہ رتبیل کے پاس آ جائیں تو رتبیل انہیں پناہ دے۔

عبدالرحمٰن اور رتبیل کی مراجعت عراق:

بہرحال جب عبدالرحمٰن سجستان سے عراق کی طرف روانہ ہوئے تو اعشیٰ ان کے آگے آگے گھوڑے پر سوار رجز پڑھتا تھا۔ اور اپنے اشعار پڑھتا جاتا تھا۔ عبدالرحمٰن نے عطیہ بن عمرو العنبری کو اپنے مقدمۃ الجیش کا سردار مقرر کیا تھا۔ حجاج نے بھی ان کے مقابلے کے لیے رسالہ بھیجا۔ جب کبھی عطیہ کی حجاج کے رسالے سے جنگ ہوئی اس نے شکست دی۔ اس پر حجاج نے دریافت کیا کہ کون شخص تھا جس سے مقابلہ ہے۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ عطیہ ہے اس موقع پر اعشیٰ نے یہ شعر کہے۔

غرض کہ عبدالرحمٰن نے بڑی فوج کے ساتھ عراق کا رخ کیا۔ سب سے پہلے اس نے ابواسحاق السبیعی کو دعوت دی تھی کہ تم میرے ساتھ ہو جاؤ۔ عبدالرحمٰن اس سے کہا کرتا تھا کہ تم میرے ماموں ہو۔ اس نے دریافت کیا کہ ابواسحاق کہاں ہیں۔

ابواسحاق سے لوگوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن آپ کو پوچھ رہے تھے مگر آپ ان کے پاس نہیں گئے مگر ابواسحاق نے عبدالرحمٰن سے [illegible] کچھ بھی نہیں کہا اور [illegible] کیا۔

عبدالرحمٰن [illegible]

[illegible] عبدالرحمٰن کی اس بغاوت نے [illegible]

عبد الملک کی اطاعت سے انحراف

[illegible]

[illegible] عبد الملک [illegible]

[illegible] عبدالرحمٰن [illegible]

[illegible] عبد الملک کی اطاعت [illegible]

[illegible] تمام فوجوں نے [illegible] عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

[illegible]

[illegible]

اس کارروائی کے بعد عراق کا رخ کیا۔

مہلب کا عبدالرحمٰن کے نام خط

[illegible] مہلب [illegible] عبدالرحمٰن [illegible]

[illegible]

مہلب کا حجاج کو مشورہ

اسی طرح مہلب نے حجاج کو بھی لکھا

[illegible] اہل عراق [illegible]

[illegible]

[illegible]

جو ان کے ہمراہ سوار ہوا ہے۔ اس جوش کی حالت میں کوئی چیز انہیں روک نہیں سکتی۔ البتہ جب وہ اپنے اہل وعیال میں پہنچ جائیں اور ان میں گھل مل جائیں اس وقت آپ ان کے خلاف کارروائی کریں اور ان شاءاللہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ آپ کو ان پر فتح دینے والا ہے۔

حجاج نے اس خط کو پڑھ کر کہا: خدا اس کا برا کرے یہ وہی بات ہے جو اس نے [illegible] اگر یہ شامی ان کا ہم خیال ہوتا تو میں سمجھتا مگر اس میں شبہ نہیں کہ ان کا مشورہ خیر خواہانہ ہے۔

عبدالملک کا اہل شام سے خطاب:

جب حجاج کا خط عبدالملک کے پاس پہنچا اسے سخت تشویش پیدا ہوئی اپنے تخت پر سے اتر پڑا۔ خالد بن یزید بن معاویہ کو بلوا بھیجا اور خط اس کو پڑھوایا۔

خالد نے عبدالملک کے اس خوف و ہراس کو دیکھ کر کہا: امیر المومنین اگر یہ فتنہ خراسان کی سمت سے رونما ہوا ہے تو آپ ہرگز خوف نہ کریں۔ البتہ اگر یہ فتنہ سیستان سے اٹھا ہوتا تو آپ کے لئے گھبرانے کی بات تھی۔ عبدالملک اپنے قصر امارت سے برآمد ہوا اور لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور حمد و صلوٰۃ کے بعد کہنے لگے کہ معلوم ہوا ہے کہ اہل عراق پر میری زندگی دوبھر ہو گئی ہے اور انہوں نے میری طاقت کا اندازہ لگانے میں جلد بازی سے کام لیا ہے۔ اے خداوند تو اہل عراق پر شام کی تلواروں کو مسلط کر دے تاکہ وہ پھر تیری خوشنودی کے حلقہ میں آ جائیں اور جب وہ تیری خوشنودی حاصل کر لیں تو پھر وہ ان سے قتل نہ کریں جو تیری ناراضی کا باعث ہوا۔ تقریر ختم کر کے عبدالملک منبر سے اتر آئے۔

حجاج اور عبدالملک میں مراسلت:

حجاج اب تک بصرہ ہی میں اقامت گزیں رہا اور عبدالرحمن کے مقابلہ کی تیاریاں کرنے لگا۔ اور مہلب کی رائے پر عمل کرنے کا خیال ترک کر دیا۔

ملک شام سے عبدالملک کی طرف سے روزانہ حجاج کے پاس سو سو پچاس پچاس دستوں اور اس سے کم کی تعداد میں سوار ڈاک کے ذریعہ سے پہنچنا شروع ہو گئے۔

اور اسی طرح حجاج نے بھی عبدالملک کے پاس روزانہ خط لکھنا اختیار کیا۔ جس میں عبدالرحمن کی گھڑی گھڑی کی نقل و حرکت کی اطلاع دی جاتی اور کس جگہ میں مقیم ہوا اور کہاں سے اس نے کوچ کیا اور کون لوگ اس کی جماعتیں اس کے ساتھ شامل ہو کر [illegible] ملتی ہوئی تھیں۔

حجاج کی پیش قدمی

فضیل بن خدیج بیان کرتے ہیں کہ ہماری جماعت اس وقت کرمان میں تھی۔ اور اس میں چار ہزار اہل کوفہ اور بصرہ کے سوار متعین تھے۔ جب ابن محمد بن الاشعث فارس کے مقام سے گزر رہا تھا تو یہ تمام فوج اس کے ہمراہ ہو گئی۔ حجاج نے اپنی رائے پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور فوراً تستر کی جانب روانہ ہوا کہ ابن الاشعث کا مقابلہ کرے۔ اسی غرض سے وہ تستر کی طرف کوچ کر کے مقام تستر پہنچا اور مطہر بن حر عکی یا جذامی اور عبداللہ بن رمیثہ طائی کو آگے آگے بھیجا۔ مطہر ان دونوں جماعتوں کے افسر اعلیٰ تھے۔

مطہر اور عبدالرحمن کی جھڑپ

یہ دونوں برابر آگے بڑھتے رہے [illegible] تک پہنچے [illegible] عبدالرحمن [illegible] [illegible] عبدالرحمن [illegible] [illegible] کا اتفاق ہوا ہے۔

[illegible] مطہر [illegible] [illegible] آ گیا۔

[illegible] کے ساتھ [illegible] ہو گئے۔

[illegible] اس وقت [illegible] کے ساتھ تھے۔ [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

حجاج کی روانگی بصرہ

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے پاس [illegible] پر قبضہ کر لیا۔

حجاج کا زاویہ میں قیام

[illegible] [illegible] [illegible] بصرہ [illegible] تھے۔

اب اہل عراق بصرہ میں داخل ہو گئے۔

حجاج بن یوسف کی پشیمانی

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھے۔

ابن اشعث کا تستر میں قیام

[illegible] تستر میں ٹھہر گیا اور مقابلہ کے لیے [illegible] [illegible] ان دونوں کے درمیان [illegible] ہوتی تھی۔

حجاج کی پہلی شکست

حجاج نے [illegible] ابن اشعث نے [illegible] [illegible] کے مقابلے کے لیے بھیجا [illegible] یہ بیان کیا جاتا ہے کہ [illegible] کے پاس واپس آ گئے۔

[illegible] حجاج [illegible] کے بعد بصرہ کی طرف پسپائی اختیار کی۔

حجاج کی بصرہ واپس آمد

ابن الاشعث نے [illegible] عبدالملک [illegible] [illegible] لاکھ درہم رشوت دے کر [illegible] رکھا۔

جب حجاج بصرہ پہنچ گیا تو [illegible]

ابی زبیر الہمدانی کی روایت

[illegible] ابی زبیر الہمدانی [illegible] بیان ہے کہ جب عبدالرحمن بن محمد بصرہ میں داخل ہوا تو اس کے ہاتھ پر [illegible] مقابلے [illegible] اور عبدالملک کی امامت سے نکلنے کے لیے بصرہ کے تمام باشندوں نے [illegible] [illegible] تھے۔

[illegible] عقبہ بن عبدالغافر الازدی جو صحابی تھے عبدالرحمن بن محمد کے ہاتھ پر بیعت کرنے [illegible] حجاج کے خلاف [illegible] ہو گئے۔

حجاج نے اپنے [illegible] خندق کھودی [illegible] عبدالرحمن نے بھی بصرہ کے چاروں طرف خندق کھودی۔

[illegible] عبدالرحمن بصرہ میں داخل ہوا۔

امیر حج سلیمان بن عبدالملک

اس سال سلیمان بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کروایا [illegible]

ابان بن عثمان مدینہ کے گورنر تھے۔ عراق اور [illegible] علاقے [illegible] حجاج بن یوسف تھا۔

خراسان کی جانب سے مہلب [illegible] ابو بردہ بن ابی موسیٰ کوفے کے قاضی تھے اور عبدالرحمن بن اذینہ بصرہ کے قاضی تھے۔

۸۲ھ کے واقعات

جنگ زاویہ:

مقام زاویہ پر حجاج اور عبدالرحمٰن بن محمد کے معرکے کے دوران کی تفصیل

عبدالرحمٰن آخر ماہ ذی الحجہ ۸۱ھ میں بصرہ میں داخل ہوا۔ محرم الحرام ۸۲ھ میں حجاج اور اس کے درمیان جنگ ہوتی رہی۔ ایک دن دونوں خوب لڑے۔ بڑی شدید ترین معرکہ جدال و قتال گرم ہوا۔ مگر آخر کار عراقیوں نے شامیوں کو شکست دی۔ شامی پسپا ہو کر حجاج کے قریب آ گئے۔ عراقی پیش قدمی کرتے ان کی خندقوں تک جا پہنچے یہاں بھی جنگ ہوئی۔ تمام قریش اور بنی ثقیف شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے۔ اس موقع پر حجاج کے آزاد کردہ غلام عبید بن موہب نے جو حجاج کا منشی بھی تھا یہ شعر کہا۔

فر البراء وابن عمه مصعب   وفرت قريش غير آل سعيد

ترجمہ: "براء اور ان کا چچیرا بھائی مصعب میدان جنگ سے بھاگ گئے۔ اور سعید کے خاندان والوں کے علاوہ تمام قریش والوں نے بھی راہ فرار اختیار کی"

اسی طرح پھر دونوں فریقوں میں آخر ماہ محرم الحرام میں ایک اور مقابلہ ہوا۔ اس جنگ میں عراقیوں نے شامیوں کو شکست دی۔ شامیوں کا میمنہ اور میسرہ الٹ گیا۔ ان کے نیزے منتشر ہو گئے اور تمام صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ دشمن بڑھتے بڑھتے اس جگہ پر پہنچ گیا جہاں کہ ہم لوگ فوج کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔

حجاج لڑائی کا یہ رنگ دیکھتے ہی اپنے دونوں گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا اور تقریباً بالشت بھر اس نے اپنی تلوار بھی نیام سے کھینچ لی تھی اور کہنے لگا کہ سخت خطرہ اور مصیبت کے وقت مصعب نے کس دلیری اور بہادری کا اظہار کیا۔ اللہ ہی کے لیے ان کی خوبیاں ہیں۔

عراقیوں کی پسپائی:

راوی کہتے ہیں کہ اس جملے سے میں نے یہ سمجھ لیا کہ حجاج کا ارادہ بھاگنے کا نہیں ہے۔ میں نے اپنے والد کی جانب آنکھ ماری کہ اگر وہ مجھے اجازت دیں تو میں اس کا خاتمہ کر دوں مگر انہوں نے اس طرح آنکھ کا اشارہ میری جانب کیا کہ میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے سختی سے منع کر رہے ہیں۔ میں خاموش ہو رہا کہ میں نے مڑ کر دیکھا کہ سفیان بن ابرد الکلبی نے عراقیوں پر حملہ کر کے دشمن کو اس موقع سے پیچھے ہٹا دیا ہے۔

میں نے حجاج سے کہا کہ جناب والا کو خوش خبری ہو۔ دشمن پیچھے ہٹ گیا ہے اس پر حجاج نے مجھ سے کہا کہ کھڑے ہو کر دیکھو میں نے کھڑے ہو کر دیکھا اور عرض کی بے شک اللہ تعالیٰ نے دشمن کو ہزیمت دی۔ پھر حجاج نے زیاد کو حکم دیا کہ تم کھڑے ہو کر دیکھو۔ زیاد کھڑے ہو گئے اور دیکھ کر کہنے لگے کہ بلاشبہ دشمن کو شکست ہوئی۔ یہ سنتے ہی حجاج سجدہ میں گر پڑا۔

جب میں واپس پلٹا تو میرے باپ نے مجھے بہت کچھ برا بھلا کہا اور کہنے لگے کہ تو نے تو میری اور میرے خاندان کی تباہی کا ارادہ کیا تھا۔

مقتولین معرکہ زاویہ:

اس معرکہ میں عبداللہ بن [illegible] ابوسفیان [illegible] اور عقبہ بن عبدالغافر [illegible] قاریوں کی جماعت [illegible] کے ساتھ مارے گئے۔

عبداللہ بن [illegible] [illegible] مقتول ہوئے [illegible] [illegible] [illegible] پایا جائے۔

سعید بن [illegible] کی شجاعت

اس معرکہ میں سعید بن [illegible] [illegible] ایک شخص سے [illegible] [illegible] مقتول کے متعلق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ [illegible] نہیں [illegible]۔

طفیل بن عامر کا قتل:

طفیل بن عامر بن واثلہ بھی اس معرکہ میں [illegible] عبدالرحمن کے ہمراہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دیا۔

[illegible] عبدالرحمن [illegible] [illegible] گئے۔

عبدالرحمن بن عباس کی بیعت:

جب عبدالرحمن کوفہ چلے گئے تو [illegible] اہل بصرہ نے عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

عبدالرحمن بن عباس [illegible] بصریوں کی امامت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بصریوں [illegible] [illegible] [illegible] چلے گئے۔

[illegible] [illegible] [illegible] مر گیا۔

مقاتل بن مسمع کا قتل:

اس جنگ میں زیاد بن مقاتل بن مسمع [illegible] [illegible] عبدالرحمن کے ہمراہ [illegible]

دستہ اور پیدل سپاہ کا سردار تھا ان کی بیٹی عبیدہ نے اس پر چوٹ کرنا شروع کیا اور یہ شعر پڑھنے لگی۔

حـــامـــی زیـــاد عـــلـــمـــی رایتیـــه   [illegible]

ترجمہ: "زیاد نے اپنے دونوں جھنڈوں کی حفاظت کی۔ اور بنی اعصر کے سوار بھاگ گئے"۔

جلیح اسدی نے جو بصرہ کے قصر مربد میں گھی کی تجارت کرتا تھا۔ عبیدہ کو یہ شعر پڑھتے سنا کہ وہ اس طرح اپنے باپ پر فخر کر رہی ہے اور بنی تمیم پر الزام لگا رہی ہے۔ جلیح نے اپنا گھی تو اپنے ساتھیوں کے حوالے کیا اور خود ان کے مکان کے پیچھے آ کر کھڑا ہوا اور چند شعر ان کے جواب میں کہے۔

بقیہ ذوالحجہ محرم اور صفر کا ابتدائی زمانہ حجاج نے بصرہ میں بسر کیا اور پھر ایوب بن الحکم بن ابی عقیل کو بصرہ کا عامل مقرر کر دیا۔

ابن الاشعث کی کوفہ کی جانب پیش قدمی:

ابن الاشعث پہلے ہی کوفہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ حجاج کوفہ پر عبدالرحمن بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن عامر الحضرمی حرب بن امیہ کے حلیف کو اپنا قائم مقام مقرر کر گیا تھا۔

ایک روایت کے مطابق چار ہزار شامی فوج عبدالرحمن کے پاس تھی اور دوسری روایت میں مذکور ہے کہ ان کی تعداد صرف دو ہزار تھی۔

مطر کی حوالگی قلعہ پر ابن الحضرمی سے مصالحت:

اس زمانہ میں حنظلہ بن الوراد حنظلہ بنی ریاح بن یربوع التمیمی اور ابن عتاب بن ورقاء مدائن کے حاکم تھے اور مطر بن ناجیہ الیربوعی معونت کا والی تھے۔ مطر کو جب عبدالرحمن کا حال معلوم ہوا تو یہ بھی کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابن الحضرمی ان کے مقابلے کے لیے قلعہ بند ہو گئے تمام اہل کوفہ نے مطر بن ناجیہ کے ہمراہ ابن الحضرمی اور ان کی شامی فوج پر دھاوا کر دیا اور ان کا قصر میں محاصرہ کر لیا مگر پھر اس شرط پر مطر نے ابن الحضرمی سے صلح کر لی کہ وہ قلعہ سے نکل جائے اور قلعہ کو ان کے حوالے کر دے۔

ابن الحضرمی نے اس شرط کو مان لیا اور صلح کر لی۔

یونس بن ابی اسحاق بیان کرتا ہے کہ میں نے شامیوں کو قلعہ پر سے کھجور کے درخت کے تنے کی سیڑھی کے ذریعہ اترتے ہوئے دیکھا۔ قصر کا دروازہ مطر بن ناجیہ کے داخل ہونے کے لیے کھول دیا گیا دروازہ پر لوگوں کا ہجوم ہو گیا اور اس ہجوم میں مطر گھر گیا۔ مطر نے اپنی تلوار میان سے باہر نکالی اور شامیوں کے خچروں کی ایک لین کو جو قلعہ سے نکل رہے تھے بدکا دیا اور اس طرح راستہ بنا کر قلعہ میں داخل ہو گیا تمام لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے دو دو سو درہم انہیں دیے۔

یونس کہتے ہیں کہ میں نے مطر کو روپیہ تقسیم کرتے ہوئے دیکھا۔ ابو السفر بھی ان لوگوں میں تھے جنہیں روپیہ دیا گیا تھا۔

ابن الاشعث کا کوفہ میں استقبال:

ابن الاشعث شکست کھا کر کوفہ کی طرف آیا اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ کوفہ آئے بعض راویوں کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں عبدالرحمن اور حجاج کے درمیان دیر جماجم کی جنگ ہوئی۔ واقدی کہتے ہیں کہ اسی سنہ کے ماہ شعبان میں یہ جنگ ہوئی اور

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ ۸۲ ہجری میں یہ واقعہ پیش آیا۔

ابوالزبیر ہمدانی ارحبی ۔ جو بیان کرتے ہیں کہ میں بھی جنگ میں تھا جو شکست کھا کر آئے تھے جب ہم کوفہ پہنچے تو میں بھی ابن الاشعث کے ہمراہ تھا۔

جب ابن الاشعث کوفہ کے قریب پہنچ گئے تو لوگ ان کے استقبال کو آئے اور زبارا کے پل کو عبور کرنے کے بعد اہل کوفہ نے ان کا استقبال کیا جب ابن الاشعث بھی ان کے قریب پہنچ گئے تو ہمدان کہنے لگے کہ چونکہ آپ [illegible] اچھا نہیں سمجھتے کیونکہ اس مرتبہ اہل کوفہ کی زیادتی سے ڈر ہے اس لیے اگر آپ مناسب سمجھیں تو راستے سے ذرا ہٹ جائیں چنانچہ ہمیں دستوں سے ایک طرف کر دیا گیا اور اہل کوفہ آ پہنچے جب ابن الاشعث کوفہ میں داخل ہو گئے تو [illegible] ان کے پاس آنے لگے مگر سب سے پہلے بنی ہمدان ان کے پاس آئے۔ عمرو بن حریث کے مکان کے قریب لوگوں نے ابن الاشعث کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

مطر کی گرفتاری اور رہائی:

بنی تمیم کے کچھ لوگ البتہ ایسے تھے جو مطر کے پاس پہنچے اور پوری ثابت قدمی اور قوت سے ابن الاشعث سے لڑنے کے لیے تیار ہوئے مگر کثرت تعداد کے مقابلے میں ان کی پیش نہ گئی۔

عبدالرحمن نے سیڑھیاں منگوائیں قلعہ کی دیواروں پر نصب کیں لوگ قلعہ پر چڑھ گئے اور مطر کو گرفتار کر لائے۔

مطر نے عبدالرحمن سے درخواست کی کہ آپ مجھ پر رحم کریں اور مجھے قتل نہ کریں اور دیکھیں کہ میں آپ کے تمام شہسواروں میں افضل ہوں اور جنگ کے موقع پر ان سب سے زیادہ کار آمد ہوں۔

عبدالرحمن نے مطر کو قید کر دیا مگر بعد میں معافی دے دی اور رہا کر دیا۔

مطر نے عبدالرحمن کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بصری بھی عبدالرحمن کے پاس آ گئے۔

اس عرصہ میں وہ تمام فوجیں جو سرحدی چوکیوں اور سرحدی شہروں پر متعین تھیں، وہ بھی عبدالرحمن کی طرف دوڑ پڑیں اور ان کے پاس چلی آئیں۔

عبدالرحمن بن عباس کی اطاعت.

اہل بصرہ میں سے جو لوگ عبدالرحمن کے پاس آئے تھے ان میں عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب بھی تھا۔ اس شخص نے اس جنگ میں شہرت حاصل کی اور ابن الاشعث کے کوفہ چلے آنے کے بعد تین دن تک حجاج سے بصرہ میں لڑتا رہا۔

جب اس واقعہ کی اطلاع عبدالملک کو ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اللہ عبدالرحمن کو ہلاک کرے، اس نے تو راہ فرار اختیار کی اور قریش کا ایک لونڈا اس کے بعد تین دن تک لڑتا رہا۔ حجاج نے بصرہ سے خشکی کے راستے کوچ شروع کیا۔ قادسیہ اور عذیب کے درمیان گزرا مگر دشمن نے اسے قادسیہ پر پڑاؤ کرنے سے روکا۔ ابن الاشعث نے عبدالرحمن کو کوفہ اور بصرہ کے سواروں کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ حجاج کی مزاحمت کے لیے روانہ کیا اور اس فوج نے حجاج کو قادسیہ پر ٹھہرنے نہ دیا۔

حجاج کا دیر قرہ میں قیام:

عراقی بھی حجاج کے ساتھ ساتھ بڑھنے لگے اور وادی سباع کی طرف بڑھے پھر دونوں فوجوں نے ساتھ ساتھ کوچ شروع

کیا۔ حجاج نے دیر قرہ میں آکر پڑاؤ کیا اور عبدالرحمن بن اشعث نے دیر الجماجم میں پڑاؤ ڈالا۔ پھر ابن الاشعث بھی دیر الجماجم آ گئے اور حجاج دیر قرہ میں مقیم تھا۔

ابن الاشعث کا دیر الجماجم میں قیام

بعد میں حجاج کہا کرتا تھا کیا بات تھی کہ عبدالرحمن بن الاشعث کی یہ عادت تھی کہ وہ پرندوں کی اڑان سے شگون لیا کرتا تھا۔ میں دیر قرہ میں فروکش ہوا اور ابن الاشعث نے دیر جماجم میں پڑاؤ کیا۔

حجاج بن یوسف کی مخالفت و دشمنی

تمام اہل العراق، کوفہ و بصرہ کے قراء اور وہ لوگ جو کتاب پڑھتے تھے اور سرحدی علاقوں کی مسلح فوجیں تھیں وہ یہ تمام جمع ہو گئی تھیں۔ اور سب کی سب حجاج کے ساتھ لڑنے پر تلی ہوئی تھیں۔ اس مخالفت کی وجہ صرف حجاج کی ذات تھی۔ جس سے یہ تمام لوگ عداوت رکھتے تھے اور نفرت کرتے تھے۔

صرف ان فوجیوں کی تعداد جو باقاعدہ تنخواہ پاتی تھیں ایک لاکھ تھی۔ ایک لاکھ ہی ان کے آزاد کردہ غلام ان کے ہمراہ تھے۔

شامی فوج کی کمک

دیر قرہ میں فروکش ہونے سے پہلے ہی حجاج کی امداد کے لیے عبدالملک کی فوج اس کے پاس پہنچ گئی تھی۔ اس مقام پر آنے سے پہلے حجاج کا ارادہ یہ تھا کہ ہیت اور ملک جزیرہ کی جانب چلا جائے۔ کیونکہ وہ یہ سمجھتا تھا کہ شام اور جزیرہ کے قریب رہ کر وہاں کی کمک اور رسد اس کو جلد جلد ملتی رہے گی۔ نیز اسے غلہ بھی ارزاں ملے گا۔

مگر دیر قرہ پہنچ کر حجاج کہنے لگا کہ اس مقام سے بھی امیر المومنین سے بعد نہیں ہے۔ اور دوسری جانب فلالیج اور عین التمر بھی ہمارے قریب ہی واقع ہیں۔ غرض کہ وہ اسی مقام پر ٹھہر گیا اور پڑاؤ ڈال دیا۔

حجاج اور ابن الاشعث میں جھڑپیں:

ابن الاشعث اور حجاج دونوں نے اپنی فوجوں کے گرد خندقیں کھود لیں۔ روزانہ دونوں فریق اپنی اپنی خندقوں سے نکل کر جنگ کرتے تھے۔ اور جب کوئی فریق اپنی خندق کے قریب آ جاتا تو دوسرا بھی اس کی خندق کے قریب آ جاتا تھا۔ غرض کہ اسی طرح دونوں مقابل فوجوں میں روزانہ معرکہ جدال و قتال زیادہ وقت ہوتا رہتا تھا۔

حجاج کی برطرفی کی تجویز:

جب اس کیفیت کی اطلاع اہل شام اور قریش کے سربرآوردہ لوگوں کو ہوئی تو وہ سب عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر اہل عراق حجاج کی برطرفی سے راضی ہو جاتے ہیں تو ہمارے خیال میں حجاج کا برطرف کر دینا ان سے لڑنے کے مقابلہ میں زیادہ آسان ہے۔ آپ حجاج کو عراق کی گورنری سے برطرف کر دیجیے۔ اہل عراق سابق کی طرح آپ کے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں گے۔ اور مسلمانوں کی جانیں بھی سلامت رہیں گی۔

ا۔ آخر کار اصفہان کو بھیج دی اور ہر [illegible]

عبدالملک کی اہل کوفہ کو مراعات کی تجویز:

عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بلایا اور اپنے بھائی محمد بن مروان کو جو اس وقت موصل میں تھا بلا بھیجا۔ یہ دونوں اپنی اپنی جمعیتوں کے ساتھ دربار امارت میں حاضر ہوئے۔ عبدالملک نے انہیں حکم دیا کہ تم دونوں جاؤ اور تم عراقی کے سامنے یہ بات پیش کرو کہ ہم حجاج کو برطرف کر دیتے ہیں اور تمہیں بھی اسی طرح باقاعدہ وظیفے ملا کریں گے جس طرح کہ شامیوں کو ملتے ہیں۔ ابن الاشعث عراق کے جس شہر کو پسند کریں وہاں چلے جائیں اور جب تک وہ زندہ ہیں اور میں خلیفہ ہوں وہ اس شہر کے حاکم رہیں گے اگر اہل عراق ان شرائط کو قبول کر لیں تو حجاج کو موقوف کر دیا جائے اور اس کی جگہ محمد بن مروان عراق کے والی ہوں اور اگر عراقی ان مراعات کو نامنظور کر دیں تو حجاج ہی اہل شام کی جماعت کا افسر رہے اور وہی مہمات جنگ کا انتظام کرتا رہے۔ اور پھر تم دونوں بھی اس کے ماتحت رہنا اور اس کے احکام کی تعمیل کرنا۔

حجاج کی تجویز سے مخالفت:

اس سے زیادہ ناگوار اور تکلیف دہ موقع حجاج کو کبھی مدت العمر میں پیش نہیں آیا تھا۔ کیونکہ اسے ڈر لگا ہوا تھا کہ مبادا اہل عراق ان تجاویز پر لبیک کہہ دیں تو میں ان کی ولایت سے علیحدہ کر دیا جاؤں گا۔ انہیں خطرات کی بنا پر اس نے عبدالملک کو لکھا کہ اگر آپ نے میری برطرفی کا معاملہ اہل عراق کے سپرد کر دیا تو یہ اس وقت تو خاموش ہو جائیں گے مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں گے اور آپ کے خلاف کارروائی کرنے کی ان میں اور بھی زیادہ جرأت ہوگی۔ کیا جناب والا کو معلوم نہیں کہ عراقی اشتر کے ہمراہ ابن عفان پر چڑھ دوڑے اور جب ان سے پوچھا گیا کہ آخر تم کیا چاہتے ہو تو انہوں نے سعید بن العاص کی برطرفی کا مطالبہ کیا۔

آپ اسے خوب سمجھ لیں کہ فولاد ہی لوہے کو نرم کرتا ہے جو کچھ جناب والا نے سوچا ہے اللہ کرے کہ اس میں بھلائی و برکت ہو۔ والسلام۔

اہل کوفہ کو مراعات کی پیش کش:

مگر اس خط نے عبدالملک کے فیصلے پر کچھ اثر نہیں ڈالا اور چونکہ وہ لڑائی سے بچنا چاہتا تھا اس لیے اس نے مذکورہ تجویز پر عمل درآمد کر لینے کا فیصلہ کر لیا۔

جب عبدالملک کا بیٹا اور بھائی دونوں حجاج کے پاس آ گئے۔ تو عبداللہ بن عبدالملک نے میدان میں نکل کر اہل عراق کو مخاطب کر کے کہا کہ میں عبداللہ امیرالمومنین کا بیٹا ہوں اور امیرالمومنین آپ کو یہ مراعات دینا چاہتے ہیں۔

اس کے بعد محمد بن مروان نے بڑھ کر کہا کہ میں امیرالمومنین کا قاصد ہوں جسے انہوں نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور پھر وہی مراعات اور تجویزیں ان کے سامنے پیش کیں جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

ابن الاشعث کا اہل کوفہ کو مشورہ:

چنانچہ یہ دستہ اہل عراق رات کے وقت ابن الاشعث کے پاس ان شرائط پر غور و خوض کرنے کے لیے جمع ہوئے ابن الاشعث تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ اور حمد و ثنا کے بعد انہوں نے کہا کہ تمہیں آج ایک ایسا موقع ملا ہے کہ فوراً اس سے

[illegible]

ابن الاشعث [illegible]

[illegible]

[illegible]

جنگ کا آغاز [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابن الاشعث [illegible]

[illegible]

بن الغمر قوم اس نے جلد از جلد سے واپس آگئے سب لوٹ آئے تھے۔

حجاج کی فوجی ترتیب

اب دونوں فریق جنگ کے لیے بڑھے۔ حجاج نے اپنے میمنہ پر عبدالرحمن بن سلیم کلبی کو، میسرہ پر عمارہ بن تمیم لخمی کو، سواروں پر سفیان بن الابرد الکلبی کو اور پیدلوں پر عبدالرحمن بن حبیب حکمی کو سردار مقرر کیے۔

ابن الاشعث کی صف بندی

اسی طرح ابن الاشعث نے اپنے میمنہ پر حجاج بن جاریہ خثعمی کو، میسرہ پر ابرد بن قرہ تمیمی کو، سواروں پر عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن الحارث الہاشمی کو، پیدلوں پر محمد بن سعد بن ابی وقاص کو، کمین پر عبداللہ بن رزام حارثی کو اور قاریوں کی جماعت پر جبلہ بن زحر بن قیس جعفی کو سردار مقرر کیا۔

ابن الاشعث کے ساتھ بہت سے قاری بھی تھے جن میں عامر الشعبی، سعید بن جبیر، ابو البختری طائی اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بھی شامل تھے۔

حجاج اور ابن الاشعث کے معرکے

غرض چار ماہ تک دونوں فوجوں میں معرکہ آرائی ہوتی رہی۔ عراقیوں کو کوفہ اور اس کے مضافات سے تمام ضروریات زندگی برابر پہنچ رہی تھیں۔ اور وہ بڑے آرام سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ بلکہ بصرہ والے بھی انہیں امداد پہنچا رہے تھے۔ برخلاف اس کے شامی بڑی تنگی کی حالت میں تھے۔ انہیں ہر چیز گراں قیمت پر ملتی تھی۔ سامان خوراک کی قلت تھی اور گوشت تو بالکل مفقود ہی ہو گیا تھا۔ ان کی حالت گویا محصورین کی سی تھی۔ مگر ان تمام مشکلات اور تکالیف کے باوجود شامی نہایت ثابت قدمی اور شجاعت کے ساتھ اپنے دشمنوں سے صبح و شام نہایت بہادری سے شدید جنگ کرتے رہتے تھے۔

حجاج اپنی خندق دشمن کے قریب لے جاتا تھا تو دوسری مرتبہ یہ عراقی اپنی خندق آگے لے جاتے تھے۔ غرض یہ اسی ترتیب سے حملہ جاری رکھتے ہوئے یہاں تک کہ ان کا آخری معرکہ رہا۔

کمیل بن زیاد نخعی کی شجاعت

ایک روز حجاج نے کمیل بن زیاد نخعی کو جو ایک شجاع جنگ میں ثابت قدم رہنے والا اور بڑا رعب و دبدبہ کا سردار تھا اور جس کے دستہ فوج کا نام ”کتیبۃ القراء“ تھا۔ دشمن پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ دستہ دشمن پر متواتر حملے کرتا رہتا تھا اور ہر حملہ میں پوری دلیری اور شجاعت دکھاتا تھا۔ اسی وجہ سے اس دستے نے خاص شہرت اور ناموری حاصل کی۔

حسب قاعدہ ایک روز دونوں فوجیں جنگ کے لیے میدان کارزار میں آگئیں۔ حجاج نے اپنی فوج کو باقاعدہ جنگ کی ترتیب میں تقسیم کر کے دشمن پر حملہ کیا۔

اسی طرح محمد نے اپنی فوج کے آگے پیچھے سات صفیں قائم کیں۔

قراء کے دستہ کا حملہ

حجاج نے قراء کے اس دستہ پر حملہ کرنے کے لیے جس کی قیادت جبلہ بن زحر کر رہے تھے پہلی فوج کے تین دستے تیار کیے اور

ان پر ابن عبداللہ کی امداد کی غرض سے میدان جنگ میں پہنچیں۔ [illegible] کا ساتھ دیتے تھے

[illegible] ابن عجیر نے [illegible] حملہ کر کے [illegible] ان میں سے ایک [illegible] باری باری [illegible] [illegible]۔

مغیرہ بن مہلب کی وفات

اس سال مغیرہ بن مہلب نے مرو میں انتقال کیا۔ یہ مغیرہ اپنے باپ کی جانب سے مرو کے تمام علاقہ کے افسر اعلیٰ تھے رجب ۸۲ھ میں انہوں نے انتقال کیا۔

مغیرہ کی خبر مرگ [illegible] مہلب کی فوج والوں کو معلوم ہو گئی [illegible] کہ مہلب کو یہ خبر کس طرح سنائی جائے۔ [illegible] کسی طرح معلوم ہو [illegible] عورتوں کو رونے کا حکم دیا جب عورتوں نے رونا شروع کیا تو مہلب نے [illegible] دریافت کیا [illegible] مغیرہ کی موت کی خبر سنائی مہلب نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور اس قدر [illegible] جذبات کو چھپا نہ سکے [illegible] اچھا نہیں سمجھا گیا۔

یزید بن مہلب کو مرو بھیجنے کا حکم

مہلب نے یزید کو بلایا اور [illegible] مہلب کی یہ حالت تھی کہ [illegible] کے متعلق ہدایات دیتے جاتے تھے اور [illegible] سے ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو رہی تھی۔

[illegible] نے مہلب کو مغیرہ کی موت کی وجہ سے [illegible] نہایت رنجیدہ دیکھا تھا۔

جس روز مغیرہ کا انتقال ہوا ہے اس روز مہلب نے [illegible] کے [illegible] فوج [illegible] کر دی تھی۔

یزید بن مہلب کی روانگی مرو

غرض کہ یزید [illegible] یزید کے ساتھیوں میں مجاعہ بن عبدالرحمن العتکی عبداللہ بن معمر بن سمیر الیشکری [illegible] (یہ شخص سب سے پہلے اسلام لایا تھا [illegible]) [illegible] ترکوں [illegible] ان کا مقابلہ ہوا۔

ترکوں نے دریافت کیا کہ تم کون ہو ان لوگوں نے کہا کہ ہم تاجر ہیں ترکوں نے کہا کہ مال تجارت کہاں ہے مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہم نے اسے آگے روانہ کر دیا ہے [illegible] ہم کو کچھ دے دو۔

یزید بن مہلب کی ترکوں سے لڑائی

یزید نے دینے سے بالکل انکار کر دیا۔ مجاعہ نے [illegible] ایک کپڑا اور ایک کمان ان کی نذر کی اور [illegible] واپس چلے گئے مگر [illegible] یزید نے کہا کہ میں تو ان کی عادت سے پہلے ہی خوب واقف تھا۔

غرض کہ دونوں فریقوں میں نہایت ہی شدید جنگ شروع ہوئی۔ یزید ایک [illegible] پر سوار تھا جو بالکل [illegible] تھا۔ اس کے [illegible] یزید نے [illegible] دیا تھا۔

ایک نادم کی دلیری:

[illegible]

ابو عزہ کا فرار

[illegible]

قریش کی واپسی:

[illegible]

[illegible]

ابو عزہ کی آمد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صحابہ [illegible]

صحابہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حریث بن قطبہ پر قطری کا حملہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مہلب کی حریث سے جواب طلبی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حریث بن قطبہ کا فرار

[illegible]

[illegible]

[illegible] کو مہلب کو قتل کرنے کا مشورہ:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قطری پر ظلم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کا قرار

[illegible]

[illegible]

مہلب بن ابی صفرہ کی علالت:

[illegible]

مہلب کی اپنے بیٹوں کو نصیحت:

[illegible]

[illegible]

انھوں نے جواب دیا بےشک۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مہلب کی وفات

[illegible]

[illegible]

یزید نے عبدالملک کو اپنے باپ کی وفات کی اطلاع دی اور پھر یہ بھی بتایا کہ مہلب اپنا جانشین بنا گئے ہیں حجاج نے اس وصیت کی توثیق کی۔ اور انہیں بتعہد مہلب کا جانشین تسلیم کر لیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مرنے کے وقت وصیت کرتے ہوئے مہلب نے یہ کہا تھا کہ اگر معاملہ میرے اختیار میں ہوتا تو میں حبیب کو اپنے بیٹوں کا سردار مقرر کرتا۔

مہلب نے ماہ ذی الحجہ ۸۲ھ میں انتقال کیا۔

امارت خراسان پر یزید بن مہلب کا تقرر

اسی سنہ میں حجاج نے یزید بن المہلب کو مہلب کے انتقال کے بعد خراسان کا والی مقرر کیا اور عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینہ کی گورنری سے برطرف کر دیا۔

امارت مدینہ پر ہشام بن اسمٰعیل کا تقرر:

واقدی کے بیان کے مطابق ۱۳ جمادی الآخر ۸۲ھ کو عبدالملک نے ابان بن عثمان کو معزول کیا اور ان کی جگہ ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔

ہشام نے گورنری کا چارج لیتے ہی نوفل بن مساحق العامری کو منصب قضا سے علیحدہ کر دیا۔ نوفل کو یحییٰ بن حکم نے مدینہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔ یحییٰ کی علیحدگی کے بعد جب ابان بن عثمان اس عہدہ پر مقرر ہوئے تو انہوں نے نوفل کو ان کی جگہ برقرار رکھا۔

سات برس تین مہینے تیرہ دن ابان مدینے کے گورنر رہے۔

ہشام بن اسمٰعیل نے نوفل کے بجائے عمرو بن خالد الزرقی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔

امیر حج ابان بن عثمان:

اس سال ابان بن عثمان ہی نے لوگوں کو حج کرایا۔

حجاج کوفہ بصرہ اور تمام مشرقی صوبہ جات کا گورنر تھا۔ اور یزید بن مہلب حجاج کی طرف سے خراسان کا عامل تھا۔

۸۳ھ کے واقعات

عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ کا فوج سے خطاب:

ابو زبیر الہمدانی بیان کرتے ہیں کہ میں اس رسالہ کے دستہ میں تھا جو جبلہ بن زحر کے ماتحت تھا۔ جب شامیوں نے پے درپے کئی حملے ہم پر کیے تو عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ الفقیہ نے ہم سب کو مخاطب کر کے کہا ''اے قراء کے گروہ! میدان جنگ سے بھاگنا کسی شخص کے لیے اس قدر مذموم نہیں ہے جتنا کہ آپ لوگوں کے لیے ہے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب ہمارا شامیوں سے مقابلہ ہوا یہ سنا ہے کہ جو شخص کسی فعل جرم کا ارتکاب کرتے یا کسی بری بات کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہوئے دیکھے اور اپنے دل ہی دل میں اسے برا سمجھے تو وہ خدا کے سامنے ذمہ داری سے بچ جائے گا اور اگر کوئی اپنی زبان سے اس فعل پر نفرت کا اظہار کرے اور مخالفت کرے تو اسے اس کا اجر ملے گا۔ اور اس کا مرتبہ پہلے شخص سے افضل ہے مگر جو ظالم اور معصیت کے ارتکاب

کے خلاف اس لیے تلوار اٹھائے تا کہ خدا تعالیٰ کا فرمان غالب اور ظالموں کی خواہشیں مغلوب ہو جائیں تو بے شک وہ ایسا شخص ہے کہ جس نے ہدایت کے راستہ کو پا لیا اور اس کا قلب نور ایمان سے منور ہے۔ لیکن تم ان لوگوں سے جہاد کرو جو بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ مذہب میں نئی نئی اختراعات کرتے ہیں اور اپنے ان نفسوں کو مطلقاً بے لگام کر گئے۔

ابوالبختری طائی اور سعید کی تقاریر

ابوالبختری نے کہا کہ آپ لوگ اپنے دین و دنیا کی حفاظت کے لیے جنگ کیجیے کیونکہ حجاج اگر آپ پر فتح پا گیا تو نہ صرف آپ کے مذہب میں فساد پھیلائے گا۔ بلکہ آپ کے مال و اسباب اور ہر چیز پر قبضہ کر لے گا۔

شعبی کہنے لگے اے مسلمانو! دشمنوں سے جی جان سے لڑنے میں آپ کو کسی قسم کا تامل نہ کرنا چاہیے کیونکہ تمام روئے زمین پر کوئی قوم ایسی نہیں جو ان سے زیادہ ظالم اور جفا جو ہو۔ آپ لوگوں کو تو ان پر ٹوٹ پڑنا چاہیے۔

سعید بن جبیر نے کہا کہ آپ لوگ دشمنوں سے لڑیں اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے کہ ان کے خلاف لڑنے میں آپ کی طرف سے ہے آپ کو گناہ نہ سمجھیں بلکہ آپ ان سے صرف اس لیے لڑیں کہ مذہب اسلام میں ان کی سب جابرانہ حرکت اور بدعات اور بے انصافیاں ہیں کہ انہوں نے کمزوروں کو ذلیل اور نماز کو مردہ کر دیا ہے یہ سب ہو چکا ہے۔

ہم سب کے سب ساتھی ان پر حملہ کرنے کے لیے مستعد ہو گئے۔ جبلہ نے ہم سے کہا کہ دیکھیے جب آپ لوگ دشمن پر حملہ آور ہوں تو پوری جرأت اور شجاعت اور قوت سے حملہ کیجیے گا اور جب تک کہ آپ لوگ ان کی صفوں پر ٹوٹ نہ پڑیں اپنی پشت دشمن سے نہ پھیریے گا۔

جبلہ بن زحر کا خاتمہ

غرض کہ اب ہم نے پوری شجاعت و بہادری اور طاقت کے ساتھ دشمن کے ہر اول دستے پر حملہ کیا اور ان کے تمام دستوں پر اس بے جگری سے حملہ کیا اور نہایت نقصان پہنچایا کہ تتر بتر ہو گئے۔

ہم بڑھتے ہوئے دشمن کی اصلی صف پر ٹوٹ پڑے اور انہیں بہت نقصان پہنچایا اور جیسی جانب سے انھیں ہٹا دیا۔

جب ہم واپس پلٹے تو دیکھا کہ جبلہ مقتول پڑے ہیں۔ مگر ہمیں معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کس طرح مارے گئے۔

اس واقعہ سے ہمیں سخت صدمہ ہوا اور ہماری تمام شجاعت و بہادری ختم ہو گئی ہم کیسے بزدل ہو گئے گویا کہ ہم اسی جگہ کھڑے ہو گئے جہاں پہلے کھڑے تھے۔ ہمارے دستے کے قاری لوگ بھی اب اپنی جان بچانے لگے جبلہ بن زحر کی موت ہمارے لیے ایسی رنج و غم کی تھی کہ گویا ہمارا کوئی بھائی یا باپ مر گیا ہے۔ اور خصوصاً جنگ کے اس نازک موقع پر اس کا مارا جانا ہمارے لیے اور بھی زیادہ تکلیف دہ تھا۔

ابوالبختری الطائی کی تقریر

ابوالبختری نے کہا کہ جبلہ کی موت سے کسی قدر رنج کا اظہار آپ کی جماعت میں ہو رہا ہے اس لیے کہ وہ بھی آپ ہی جیسے آدمی تھے۔ جو ان ہی کی موت کا مقرر وقت اسی میں اجل موت ٹل نہیں سکتی اسی طرح ہم بھی ایک دن اپنی مقررہ موت سے ہم کنار ہوں گے نہیں ٹل سکتی۔ آپ تمام لوگ بھی ایک نہ ایک دن موت کا مزہ چکھنے والے ہیں اور جب موت کا پیام آئے گا تو اس پر لبیک کہیں گے۔

ابن زحر کی موت پر شامی سپاہ کا اظہار مسرت:

غرض میں نے جب قاریوں کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آثار حزن و ملال ان کے چہروں پر نمایاں تھے۔ ان کی زبانوں پر مہر خاموشی لگی ہوئی تھی۔ اور شکستہ دلی اور بزدلی ان کی حالت سے ظاہر تھی اس کے مقابلہ میں شامیوں پر اس واقعہ سے ایک خاص خوشی و انبساط طاری تھا اور انہوں نے چلا کر ہم سے کہا کہ اے دشمنان خدا! تم ہلاک ہو گئے اور اللہ نے تمہارے اصل سرغنہ کو ہلاک کر دیا۔

ابن زحر کے قتل کا واقعہ:

ابو یزید السکسکی بیان کرتے ہیں کہ جب جبلہ اور ان کے ساتھیوں نے ہم پر حملہ کیا۔ ہم پسپا ہو گئے۔ دشمن نے ہمارا تعاقب کیا ہماری فوج کا ایک دستہ ایک سمت پسپا ہو کر علیحدہ ہو گیا ہم نے دیکھا کہ جبلہ کے ساتھی ہماری فوج والوں کا تعاقب کر رہے ہیں اور خود جبلہ ایک ٹیلہ پر اس غرض سے کھڑے ہیں کہ ان کے ساتھی واپس پلٹ کر پھر ان ہی کے پاس چلے آئیں اس پر ہمارے بعض سپاہیوں نے کہا کہ یہ شخص جبلہ بن زحر ہیں اس اثناء میں کہ ان کے ساتھی دوسری جانب جنگ میں مصروف ہیں ہمیں ان پر حملہ کر دینا چاہیے بہت ممکن ہے ہم انہیں قتل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

ابن زحر کے دستہ میں مایوسی و پریشانی:

غرض ہم نے فوراً ان پر حملہ کر دیا اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ انہوں نے بھاگنے کا مطلقاً خیال نہیں کیا بلکہ تلوار لے کر ہم پر جھپٹے۔ جب اس ٹیلہ سے وہ نیچے اتر آئے تو ہم نے نیزوں سے انہیں چھید دیا اور گھوڑے سے اتار کر زمین پر گرا دیا اور ان کے ساتھی واپس پلٹے اور جب ہم نے انہیں آتے دیکھا تو ہم لوگ ایک طرف ہٹ گئے ان لوگوں نے جبلہ کو مقتول دیکھ کر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور سخت صدمہ اور رنج ان پر طاری ہوا جسے دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔

جبلہ کی موت سے ان کے ساتھیوں پر اس قدر اثر اور مایوسی طاری ہوئی کہ ان کی جنگ اور مدافعانہ کارروائی میں ہم نے اس کا اثر نمایاں طور پر محسوس کیا۔

بسطام بن مصقلہ:

جبلہ کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کی موت نے ہمیں سخت نقصان پہنچایا اور اس وجہ سے ہم پر بزدلی طاری ہو گئی۔ بسطام بن مصقلہ بن ہبیرۃ الشیبانی آئے۔ ان کے آنے سے ہماری ہمت بڑھ گئی اور ہم نے کہا کہ یہ شخص بے شک جبلہ کا صحیح قائم مقام ثابت ہوگا۔

جب ابو البختری نے اس بات کو کسی شخص کی زبان سے سنا تو ڈانٹنے لگے اور کہنے لگے کہ تمہارا برا ہو کیا تم میں سے کوئی شخص مارا جائے گا تو تم سمجھو گے کہ بس اب تباہی اور موت نے ہمیں گھیر لیا اور کہا اگر ابھی ابن مصقلہ بھی مارے جائیں تو اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں ڈال دو گے اور کہو گے کہ اب کوئی شخص ایسا نہیں رہا جس کے زیر قیادت ہم لڑیں۔ یہ نہایت ہی نامناسب بات ہوئی کہ ہم نے امیدوں کو تم سے وابستہ کیا ہے۔

بسطام اور قتیبہ کی ملاقات:

بسطام رے سے آ رہے تھے کہ اثنائے راہ میں قتیبہ کی اور ان کی ملاقات ہوئی۔ قتیبہ نے ان سے کہا کہ آپ حجاج اور

شامیوں کا ساتھ دیں۔ بسطام نے قیس کو عبدالرحمٰن اور عراقیوں کی حمایت کرنے کی دعوت دی۔ مگر قیس نے بھی ایک دوسرے کی دعوت کو قبول نہیں کیا اور بسطام نے جا کر عراقیوں سے مرتے دم تک ساتھ دینے پر بیعت کی اور شامیوں اور حجاج سے لڑنے آ کر فروکش ہوئے۔

بسطام مصقلہ کی ربیعہ کے رسالے کی سرداری:

جب بسطام ابن محمد کے پاس پہنچے تو ابن محمد سے درخواست کی کہ آپ مجھے بنی ربیعہ کے رسالہ کا سردار مقرر کر دیجیے۔ ابن محمد نے ان کی درخواست منظور کر لی۔

بسطام نے بنی ربیعہ کو مخاطب کر کے کہا کہ جنگ کے موقع پر میرے مزاج میں غیر معمولی تیزی اور جوش پیدا ہو جاتا ہے آپ صبر فرما کر ایسے موقع پر تحمل سے کام لیجیے گا اور میری باتوں کو برداشت کیجیے گا۔

عورتوں کی گرفتاری اور رہائی:

بسطام بہت بہادر انسان تھے ایک روز کا واقعہ ہے کہ وہ جنگ کے لیے میدان مصاف میں آئے بنی ربیعہ کے رسالہ کو لے کر دشمن پر حملہ آور ہوئے اور بڑھتے بڑھتے ان کے فوجی قیام گاہ تک جا پہنچے انہیں عورتوں کو گرفتار کر کے جن میں لونڈیاں اور باندیاں تھیں اپنے لشکرگاہ کی طرف واپس چلے۔ جب لشکرگاہ کے قریب آئے تو ان عورتوں کو واپس کر دیا اور وہ پھر حجاج کے لشکرگاہ میں آ گئیں۔ اس پر حجاج نے کہا ان سالوں نے اچھا کیا کہ ان لونڈیوں کو رہا کر دیا اور اس طرح انہوں نے اپنی عورتوں کو بچا لیا ورنہ اگر کل مجھے ان پر فتح حاصل ہوتی تو میں ان کی عورتوں کو قید کر لیتا۔

دوسرے روز پھر دونوں فریقوں میں مقابلہ ہوا عبداللہ بن ملیل الہمدانی نے اپنے رسالہ کے ساتھ شامیوں پر حملہ کیا اور ان کے لشکرگاہ میں جا پہنچا۔ عمارہ عورتوں کو گرفتار کر لیا۔

عبداللہ کے ہمراہ طارق بن عبداللہ الاسدی کا داماد ابو ذکی تھے ایک معمر شخص اپنے خیمہ سے نکلا۔ اسدی اپنے کسی شخص سے کہنے لگا کہ اس شیخ کو میرے سامنے سے ہٹاؤ ورنہ میں اسے تیر ماروں یا حملہ کر کے تلوار سے ہلاک کر دوں۔

فوراً ہی اس ضعیف العمر شخص نے بلند آواز سے کہا "اے اللہ تو ہم پر اور ان پر رحمت نازل فرما"۔

اس پر سعدی نے کہا میں نہیں چاہتا کہ ایسے شخص کو قتل کروں اور اسے چھوڑ دیا۔ فوراً ہی ابن ملیل ان عورتوں کو لے کر اپنے لشکرگاہ کی طرف چلا۔ مگر پھر انہیں بھی رہا کر دیا۔ اس موقع پر بھی حجاج نے اپنا پہلا قول دہرایا۔

جبلہ ابن زحر کے قتل پر حجاج کا اظہار مسرت:

ایک دوسری روایت ہے کہ ولید بن نحیت الکلبی متعدد شامی اپنا دستہ لے کر جبلہ بن زحر کی طرف بڑھا اور ایک ٹیلے کے نیچے سے ولید ان پر جھپٹا۔ ولید ایک لمبا تڑنگا جسیم شخص تھا۔ جبلہ ایک پستہ قد اور گٹھے بدن کا آدمی تھا۔ دونوں کا مقابلہ ہوا ولید نے جبلہ کے سر پر تلوار کا وار کیا۔ جبلہ کے گرتے ہی اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے اور ولید جبلہ کا سر لے آیا۔

ابو مخنف اور عوانہ الکلبی دونوں راوی ہیں کہ جبلہ کا سر حجاج کے سامنے لایا گیا۔ حجاج نے اسے دو نیزوں پر بلند کر کے شامیوں سے کہا اس جنگ کی کامیابی کی میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں آج تک کوئی واقعہ جنگ ایسا پیش نہیں ہوا کہ جس میں کوئی اتنا بڑا مرد نہ

مارا گیا اور یہ اہل کوفہ کے بڑے سرداروں میں سے ایک مرد تھا۔

حجاج بن جاریہ اور ابوالورد کا مقابلہ:

ایک اور دن کا واقعہ ہے کہ دونوں فوجیں مقابلے کے لیے باہر نکلیں۔ ایک شامی نے میدان جنگ میں نکل کر اہل عراق کے سامنے تنہا مقابلے کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حجاج بن جاریہ اس کے مقابلے میں آیا۔

حجاج نے حملہ کر کے اس پر نیزہ کا وار کیا اور اسے گھوڑے سے گرا دیا مگر جب اس شخص [illegible] تو جب [illegible] کر کے اسے بعد میں معلوم ہوا کہ یہ شخص ابوالورد [illegible] تھا۔ اس پر حجاج نے کہا کہ جب میں نے اسے مارا تب میں اسے پہچانتا نہ تھا۔ اگر پہلے سے پہچان لیتا تو کبھی اس سے مبارزت نہ کرتا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میری قوم کا ایسا شخص میرے ہاتھ سے مارا جائے۔

ابوحمید کی مبارزت

عبدالرحمٰن بن عوف الرواسی جس کی کنیت ابوحمید تھی مبارزت کے لیے میدان جنگ میں نکلا۔ اس کے مقابلے کے لیے شامیوں کی طرف سے اس کا چچازاد بھائی نکل کر آیا۔ تھوڑی دیر تک دونوں شمشیر زنی کرتے رہے۔ دونوں کہنے لگے کہ میں بنی کلاب کا نوجوان ہوں اور جب ان میں سے ایک نے دوسرے سے اس کی شخصیت دریافت کی اور جب پہچان لیا تو علیحدہ ہو گئے۔

عبداللہ بن رزام کی شجاعت:

عبداللہ بن رزام الحارثی حجاج کی جانب بڑھ کر آیا اور کہنے لگا کہ ایک ایک آدمی میرے مقابلے پر بھیجو۔ ایک شخص اس کے مقابلے کے لیے بڑھا۔ عبداللہ بن رزام نے اسے قتل کیا۔ اسی طرح تین روز تک روزانہ ایک ایک شخص کو قتل کرتا رہا۔ چوتھے دن عبداللہ پھر مقابلے کے لیے اکیلا بڑھا تو دیکھا کہ حجاج کی فوج والوں نے کہا "وہ آیا! خدا اسے دور کرے"۔

عبداللہ بن رزام کا جراح کو مشورہ:

اس مرتبہ حجاج نے جراح کو حکم دیا کہ تم جا کر مقابلہ کرو۔ جراح مقابلے کے لیے بڑھا۔ چونکہ جراح عبداللہ کا دوست تھا عبداللہ نے جراح سے کہا: جراح! تم میرے مقابلے پر کیوں آئے ہو؟ جراح نے جواب دیا کہ حکم ہوا کہ مقابلہ کروں، مجبور تھا کیا کرتا؟ عبداللہ نے کہا کہ میں ایک اچھی ترکیب بتاتا ہوں۔ جراح نے کہا: وہ کیا؟ عبداللہ نے کہا میں تمہارے مقابلے میں شکست کھا کر بھاگ جاتا ہوں اور پھر تم حجاج کے پاس واپس چلے جانا وہ تمہاری بہادری کی تعریف کرے گا اور تمہیں عزت کی نظر سے دیکھے گا۔ چونکہ اپنی قوم کے تم جیسے شخص کو میں قتل کرنا نہیں چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم سلامت رہو اس لیے تمہارے مقابلے سے بھاگ جانے پر جو لوگ مجھ پر طعن کریں گے میں اسے برداشت کر لوں گا اور مجھے ان لعنت ملامت کی پرواہ نہیں۔

جراح نے کہا: اچھا ایسا ہی کرو۔

عبداللہ بن رزام اور جراح کا مقابلہ:

جراح نے عبداللہ پر حملہ کیا۔ عبداللہ اس کے سامنے سے کنارہ کاٹتا جاتا تھا چونکہ اس کے حلق کا کوا کٹا ہوا تھا اسے پیاس بہت محسوس ہوتی تھی ایک غلام پانی کی صراحی لیے ساتھ تھا جب اسے پیاس محسوس ہوتی تو غلام اسے پانی پلا دیتا۔

غرض کہ جب عبداللہ جراح کے مقابلے سے کترانے لگا اور پیچھے ہٹا تو جراح نے اس مستعدی سے اس پر حملہ کیا کہ معلوم

ہوتا تھا کہ وہ اسے قتل ہی کر ڈالتے لیکن اس کے اس تیور کو دیکھ کر اسے چھوڑ دیا۔ [illegible] آپ [illegible] ہے۔ جو تم [illegible] سمجھے [illegible] بیان [illegible] اور [illegible] کہ اس کے چہرے پر [illegible] ابن الحجاج نے [illegible] کہ تم [illegible] خواہاں اور تم [illegible] بیان کئے ہیں۔

[illegible] نے کہا کہ میں [illegible] چاہتا تھا [illegible] چلے جاؤ [illegible] تمہیں چھوڑ دیتا ہوں۔

قدامہ بن حریش التمیمی:

سعید الحرشی کہتے ہیں کہ اس روز میں اول صف میں ایستادہ تھا کہ ایک [illegible] قدامہ بن حریش التمیمی [illegible] سے نکل کر دونوں صفوں کے درمیان آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اے شامی گروہ کے لوگو! میں تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف دعوت دیتا ہوں [illegible] اور اگر تم میری دعوت قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہو تو ایک شخص کو [illegible] مقابلے کے لیے نکل آ [illegible]۔

ایک شامی [illegible] اسے قتل کیا اور اسی طرح ایک ایک کر کے [illegible] قتل کیا۔ [illegible] کوئی شخص اس [illegible] مقابلے [illegible]۔

قدامہ کا مقابلہ کرنے سے حجاج کی ممانعت:

ہم نے حجاج سے جا کر عرض کیا کہ آپ نے [illegible] کوئی شخص اس [illegible] شخص [illegible] اس کی موت کا وقت آ چکا تھا۔ [illegible] شخص کی موت کا بھی ایک مقررہ وقت [illegible] وقت قریب [illegible] آپ ان لوگوں [illegible] اجازت [illegible] کہ اب ان میں سے کوئی شخص اس کے مقابلے کے لیے آگے بڑھے۔

حجاج نے کہا [illegible] سعید الحرشی نے اپنے ساتھیوں [illegible] اجازت [illegible] منع کیا۔

قدامہ سے مقابلہ کے لیے سعید الحرشی کی درخواست:

جب اس شخص نے پھر مبارزت کے لیے [illegible] سعید الحرشی کے ساتھیوں میں سے ایک شخص [illegible] قدامہ نے اسے بھی قتل کر دیا۔

اس [illegible] سعید [illegible] اور چونکہ اس نے حجاج سے [illegible] تھے اس لیے اسے اور بھی زیادہ رنج و ملال ہوا۔

قدامہ نے پھر بلند آواز سے کہا "کوئی ہے جو میرا مقابلہ کرے"۔ سعید حجاج کے پاس گیا اور درخواست کی کہ آپ

تھے اس کے بعد مقابلہ کرنے کی اجازت چاہی۔

[illegible] نے کہا [illegible] ہے۔

سعید الحرشی کو مقابلہ کرنے کی اجازت ہے

سعید نے کہا میں آپ کی مرضی پر کام کرنے کے لیے حاضر ہوں۔ [illegible] خاقان نے [illegible] سعید نے [illegible] سعید [illegible] خاقان نے سعید کی طرف [illegible] تمہارا [illegible] مقابلہ میں [illegible] کرتے ہو۔

سعید نے [illegible] خاقان [illegible]

[illegible]

سعید میدان جنگ میں [illegible] قدامہ کے قریب [illegible] سعید [illegible] اور اس بات سے [illegible] خوش ہوئی۔

سعید الحرشی کا قدامہ پر حملہ

قدامہ نے کہا [illegible] جب [illegible] لڑے [illegible] اور [illegible] پہلے [illegible] وار [illegible] اپنے آپ کو [illegible] کروں گا۔

سعید نے کہا پہلے تم مجھ پر وار کرو۔

قدامہ نے کہا [illegible]

سعید نے [illegible] اس کے [illegible] ہاتھ [illegible] سعید [illegible] سعید [illegible] وار [illegible] نے [illegible] تلوار [illegible] چاہیے [illegible] اسے [illegible] کر [illegible] سعید نے [illegible] ہوا [illegible]

قدامہ کا سعید پر حملہ

اب قدامہ نے تلوار نیام سے [illegible] اور سعید سے کہا [illegible] سعید نے اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دیا۔

قدامہ نے ایک [illegible] سعید [illegible]

قدامہ بھی اپنے گھوڑے سے [illegible] سعید کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور [illegible] سے ایک خنجر [illegible] سعید [illegible] کرنے [illegible] سعید نے [illegible] قتل کرنے [illegible]

[illegible] مجھے چھوڑ دینے [illegible] ہوں۔

قدامہ نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ سعید نے اسے اپنا نام بتایا قدامہ نے کہا: بخدا میں تجھے نہ جانے دوں گا اور حجاج کو اس واقعہ کی اطلاع کر دی۔

سعید بن جبیر حجاج کے پاس آیا۔ حجاج نے پوچھا کون ہو؟ سعید نے عرض کیا کہ حقیقت یہ ہے کہ آپ اچھی طرح واقف تھے۔

ابوالبختری اور سعید بن جبیر کے حملے:

ابو یزید السکسکی نے گذشتہ روایت کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ ابوالبختری الطائی اور سعید بن جبیر دونوں اس آیت کو آخر تک پڑھتے تھے: ما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا مؤجلا "کوئی شخص بغیر اللہ کے علم کے مر نہیں سکتا۔ ہر ایک کے لیے ایک خاص وقت مقرر ہے۔" اور پھر حملہ کرتے ہوئے دشمن کی صف میں گھس پڑتے تھے۔

پورے سو دن تک دونوں فریقوں میں معرکہ کارزار گرم رہا۔

عراقی فوج کی شجاعت:

غرہ ربیع الاول ۸۲ ہجری منگل کے دن صبح کے وقت ابن محمد بن الاشعث نے دیر جماجم پر پڑاؤ کیا اور جمادی الاول ۱۴ بدھ کے دن بوقت چاشت جب کہ دھوپ پھیل چکی تھی انہیں شکست ہوئی۔ ہر روز جنگ کے دن تمام گذشتہ مواقع کے مقابلہ میں عراقی شامیوں کے مقابلے میں نہایت دلیر تھے اور شامیوں کی حالت بہت ہی سقیم تھی۔

سفیان بن ابرد الکلبی کا حملہ:

غرض کہ ۱۴ جمادی الاول ۸۳ھ بروز چہار شنبہ دونوں حریفوں میں بہت سخت جنگ شروع ہوئی عراقی تمام دن بڑی خوبی اور عمدگی سے لڑے کہ اس سے پہلے وہ کبھی اس طرح نہیں لڑے تھے وہ انہیں شکست کا مطلق خیال نہیں تھا۔ بلکہ ان ہی کا پلہ شامیوں کے مقابلہ میں بھاری تھا۔ جنگ کی اسی حالت میں کہ اتنے میں سفیان بن ابرد الکلبی اپنے رسالے کے ساتھ ابن الاشعث کی فوج کے میمنہ سے جا لڑا جو ابرد بن قرۃ التمیمی کے قریب پہنچا جو عبدالرحمٰن بن محمد کے میمنہ پر متعین تھا۔

ابرد بن قرۃ التمیمی کی پسپائی:

ابرد بن قرۃ التمیمی نے بغیر کسی شدید مقابلہ کے شکست کھائی۔ لوگوں نے اس کے اس عمل کی بہت مذمت کی اور چونکہ وہ ایک بہادر شخص تھا اور جنگ سے بھاگنا اس کی سرشت کے خلاف تھا اس لیے لوگوں نے یہ خیال کیا کہ اس نے دیدہ و دانستہ ایسا کیا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اسے امان دے دی گئی ہے اور کسی شرط پر اس نے صلح کر لی۔ کیونکہ اپنی فوج لے کر پسپا ہو جائے گا۔

بہرحال جب ابرد بن قرۃ نے پسپا ہونا شروع کیا تو اس سمت کی تمام صفیں اپنی جگہ سے اکھڑ گئیں اور جس کا جدھر منہ اٹھا ادھر ہی اس نے بھاگنا شروع کر دیا۔

شامی فوج کی پیش قدمی:

عبدالرحمٰن بن محمد منبر پر چڑھ گئے اور لوگوں کو پکارنے لگے کہ اے بندگان خدا میں ابن محمد ہوں میرے پاس آؤ۔ عبداللہ بن رزام الحارثی ان کے پاس آئے اور منبر کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ عبداللہ بن ذواب السلمی بھی اپنا رسالہ لے کر آ گئے اور عبدالرحمٰن کے قریب آ کر ٹھہر گئے۔ عبدالرحمٰن اسی طرح منبر پر بیٹھے رہے یہاں تک کہ شامی فوجیں ان کے بالکل قریب آ گئیں اور شامیوں نے ان

پہنچے تو کچھ [illegible] واپس ہو گئے۔ عبدالرحمن نے انہیں دوبارہ حکم دیا کہ دشمن کے سواروں اور پیدل سپاہ پر حملہ کرو۔ تب ان دونوں نے حملہ کر کے انہیں ہٹا دیا۔

اس کے بعد شامیوں کی فوج [illegible] چاروں طرف [illegible] ہوئے تھے۔ عبدالرحمن کی طرف سے [illegible] جب عبدالرحمن نے [illegible] کرنے کا حکم [illegible] اب [illegible] کے [illegible] کی جانب سے [illegible] دی۔

عبدالرحمن بن الاشعث کی شکست:

عبدالرحمن اس وقت تک منبر کی سیڑھی پر تھے یہاں تک کہ شامی ان کے لشکر گاہ میں داخل ہو گئے اور انہوں نے تکبیر کہی۔ عبدالرحمن بن یزید بن المغفل الازدی جن کی بیٹی عبدالرحمن کی بیوی تھی۔ عبدالرحمن کے پاس منبر پر چڑھ کر آئے اور ان سے کہا کہ آپ منبر سے اتریئے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر آپ [illegible] تو گرفتار کر لیے جائیں گے۔ اگر آپ اس مقام سے واپس چلے جائیں گے تو شاید پھر آپ اس قابل ہو جائیں کہ دشمن کے مقابلے کے لیے فوج جمع کر لیں۔ اور تدبیر کریں اور ان شاء اللہ تعالیٰ انہیں آپ کے ہاتھوں تباہ کر دے۔

عبدالرحمن اتر آئے۔ سب عراقیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور اس طرح بھاگے کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے۔

عبدالرحمن بن الاشعث کی کوفہ سے روانگی:

تو عبدالرحمن اپنے خاندان کے ان لوگوں اور بنی جعدہ بن ہبیرہ کے ساتھ میدان جنگ سے روانہ ہوئے اور جب مقام فلوج بنی جعدہ کے موضع کے مقابل آئے تو کشتی منگوائی اور اس میں بیٹھ کر دریا عبور کیا۔ آیا عبدالرحمن بھی کشتی میں ہیں یا نہیں اگرچہ لوگوں نے انہیں جواب نہیں دیا مگر انہیں گمان غالب تھا کہ عبدالرحمن ضرور اس کشتی میں ہیں۔

عبدالرحمن اسی حالت میں کہ تمام ہتھیاروں سے مسلح اور گھوڑے پر سوار تھے اپنے مکان پر پہنچے۔ ان کی [illegible] مکان سے نکل آئیں اور ان سے چمٹ گئیں۔ اسی طرح ان کے [illegible] روتے ہوئے آ گئے۔ عبدالرحمن نے انہیں صبر کی تلقین کی اور [illegible] سمجھتے ہو کہ میں اگر تمہیں چھوڑ کر [illegible] تو [illegible] ساتھ [illegible] کر دوں گا۔ اگر میں مر بھی جاؤں تو رزاق مطلق ہے جو تمہیں اس وقت روزی پہنچا رہا ہے وہ تو زندہ و باقی ہے۔ وہ میرے بعد بھی تمہیں اسی طرح رزق پہنچائے گا جس طرح کہ میری زندگی کے زمانے میں پہنچاتا ہے۔ اس کے بعد عبدالرحمن اپنے اہل و عیال سے رخصت ہو کر کوفہ سے چل دیے۔

محمد بن مروان اور عبداللہ بن عبدالملک کی مراجعت:

محمد بن سائب الکلبی بیان کرتے ہیں کہ جب میں اچھی طرح جم گیا اور دشمن قریب آ گیا اس وقت عراقی شکست کھا کر بھاگے۔ [illegible] ہتھیار اور ڈھال [illegible] میں نے اپنا گھوڑا [illegible] نے مجھ سے کہا کہ [illegible] ان کی [illegible] کے پاس آؤ [illegible] اس واقعہ کے بعد محمد بن مروان موصل چلے گئے اور عبداللہ بن عبدالملک نے شام کا رخ کیا اور یہ دونوں حجاج کو عراق میں [illegible] دے کر چلے گئے۔

حجاج کی بیعت:

حجاج کوفہ آیا۔ مسقلہ بن کرب بن رقبہ العبدی کو جو ایک مقرر شخص تھا اپنے پہلو میں بٹھایا اور ان سے کہا کہ ہر اس شخص کو جس کے ساتھ ہم نے احسان کیا ہے اور پھر اس نے ہماری مخالفت کی تم لعن طعن کرو۔ اس کی ناسپاس گزاری، بدعہدی اور جو ذاتی عیب اس کا تمہیں معلوم ہو اس کی بنا پر تم ہر شخص کو ملامت کرو اور اس کی توہین کرو۔

کافر ہونے کا اقرار کی شرط:

جو شخص حجاج کے ہاتھ پر بیعت کرنے آتا تھا۔ حجاج اس سے پوچھتا تھا کہ کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ تم کافر ہو جو شخص اس کا اثبات میں جواب دیتا تھا تو اس سے بیعت لیتا تھا ورنہ قتل کر دیتا تھا۔

ایک خثعمی کا قتل:

قبیلہ خثعم کا ایک شخص جو دونوں جماعتوں سے بالکل الگ تھلگ دریائے فرات کے دوسرے کنارے اس زمانہ میں رہا تھا بیعت کرنے آیا۔ حجاج نے اس کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ میں تو ابتدا سے اس موقع سے بالکل علیحدہ واقعات کے آخری نتیجہ کا انتظار کر رہا تھا جب آپ کو فتح حاصل ہوئی تو اب آیا ہوں کہ اور لوگوں کے ساتھ میں بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لوں۔

حجاج نے کہا خوب! آپ منتظر تھے اچھا تم اپنی زبان سے اس بات کا اقرار کرو کہ تم کافر ہو۔ اس شخص نے کہا کہ میں بدترین خلائق ہوں گا۔ اگر اسی برس تک خدا کی عبادت کرنے کے بعد خود اپنی زبان سے اپنا کفر تسلیم کروں۔

حجاج نے کہا اگر ایسا نہ کرو گے تو میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا۔ اس شخص نے جواب دیا کہ اگر آپ مجھے قتل کر ڈالیں گے تو مجھے اس کی پروا نہیں کیونکہ میری عمر ہی اب کتنی باقی ہے۔ میں تو خود ہی موت کا صبح و شام منتظر ہوں۔

حجاج نے اس کے قتل کا حکم دیا اور اس کی گردن مار دی گئی۔ اس پر جتنے لوگ چاہے وہ قریشی ہوں یا شامی اس کے طرف دار ہوں یا مخالف جو اس کے گرد بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اس شخص پر ترس کھایا اور اس کے قتل کا افسوس کیا۔

کمیل بن زیاد نخعی کا قتل:

حجاج نے کمیل بن زیاد النخعی کو سامنے بلایا اور کہا کہ تم سے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لیا جائے گا۔ اور میں تو چاہتا تھا کہ کسی طرح تم پر میرا قابو چل جائے۔

کمیل نے کہا کہ بخدا! میں نہیں جانتا کہ ہم دونوں میں سے آپ کس پر زیادہ ناراض ہیں۔ آیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جب کہ انہوں نے اپنے آپ کو قصاص کے لیے ہمارے حوالے کر دیا۔ یا مجھ پر جب کہ میں نے ان سے قصاص نہیں لیا اور انہیں معاف کر دیا۔

اس کے بعد کمیل نے حجاج کو مخاطب کر کے کہا کہ اے بنی ثقیف کے شخص تو مجھ پر اپنے دانت نہ پیس اور ریت کے ٹیلے کی طرح مجھ پر کیوں گرتا ہے اور بھیڑیے کی طرح دانت نہ دکھا۔ میری عمر صرف اس قدر باقی ہے جتنی کہ گدھے کی پیاس ہوتی ہے کہ وہ اگر صبح کے وقت پانی پی لیتا ہے تو شام کو مر جاتا ہے اور شام کو پیتا ہے تو صبح کو جان دے دیتا ہے۔ جو کچھ تجھے کرنا ہے کر کیونکہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے اور قتل کے بعد حساب کتاب ہو جائے گا۔

حجاج نے کہا کہ اس کی تمام ذمہ داری تجھ پر عائد ہوتی ہے۔ کمیل نے کہا کہ ہاں یہ اس وقت ہوتا جب کہ فیصلہ کا اختیار

آپ ہوتے۔

حجاج نے کہا کہ یہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں تھا اور اب اس نے امیر المومنین عبدالملک سے بغاوت کی۔

حجاج نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ کمیل آگے لایا گیا۔ ابوالجہم بن کنانہ الکلبی مصعقہ بنی عامر بن عوف منصور بن جمہور کے چچا زاد بھائی نے اسے قتل کیا۔

ایک کوفی کا اقرار کفر:

اس کے بعد ایک دوسرا شخص حجاج کے سامنے پیش کیا گیا حجاج نے اسے دیکھ کر کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ شخص اپنے کفر کی شہادت نہ دے گا۔ اس پر وہ شخص کہنے لگا کیا جناب والا مجھے اپنی جان کے خلاف دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ نہیں جناب میں تو تمام روئے زمین پر سب سے زیادہ کافر ہوں بلکہ فرعون سے بھی بڑا کافر مجھ جیسا ہوا ہے اس کے اس کہنے پر حجاج کو ہنسی آ گئی اور اس نے اسے رہائی دے دی۔

حجاج نے ایک ماہ کوفہ میں اقامت کی اور شامیوں کو اہل کوفہ[1] کے مکانات میں سکونت کا اختیار دیا۔

دیر جماجم کی جنگ کے بعد اسی سنہ میں مقام مسکن پر ایک اور جنگ حجاج اور ابن الاشعث کے درمیان ہوئی۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

عبیداللہ بن عبدالرحمن کا بصرہ پر قبضہ:

جنگ جماجم کے بعد محمد بن سعد بن ابی وقاص مدائن پہنچا اور بہت سے لوگ اس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ اسی طرح عبیداللہ بن عبدالرحمن بن سمرۃ بن حبیب بن عبد شمس القرشی جماجم سے بھاگ کر بصرہ آیا۔ ایوب بن الحکم بن ابی عقیل حجاج کا چچا زاد بھائی بصرہ کا عامل تھا۔

عبیداللہ نے بصرہ پر قبضہ کر لیا۔

عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث کی بصرہ میں آمد:

عبدالرحمن بن محمد بھی بصرہ چلا آیا اور عبیداللہ بھی بصرہ میں موجود تھا تو لوگ عبدالرحمن کے پاس جمع ہو گئے۔ ابن الاشعث کے بصرہ آتے ہی عبیداللہ عبدالرحمن ابن الاشعث کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ یہ خیال نہ کیجئے گا کہ میں نے آپ کو چھوڑ دیا بلکہ آپ ہی کی خاطر میں نے بصرہ پر قبضہ کیا ہے۔

ابن الاشعث کا مسکن میں قیام:

اب حجاج بھی بصرہ کے ارادے سے روانہ ہو کر پہلے مدائن آیا۔ پانچ روز یہاں مقیم رہا اور یہاں تمام فوج کو کشتیوں میں سوار کرا

---

[1] اصل میں یہ عبارت ہے: وانزل اهل الشام من بیوت اهل الکوفة جس کے معنی یہ ہیں کہ کوفیوں کے مکانات سے شامیوں کو نکال دیا مگر حاشیہ میں یہ لفظ بھی دیا ہے۔ وانزل اهل الشام بیوت اهل الکوفة یہ زیادہ قرین قیاس ہے جیسا کہ معلوم ہوتا ہے اور اسی لئے میں نے اس حاشیہ والے لفظ کو اختیار کر کے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ ۱۲ مترجم

دیا کہ وہ یا تو مجبور کر کے دائیں جانب حملہ کرے۔ مگر جیسے ہی معلوم ہوا کہ شامی دائیں طرف سے مجبور کئے گئے ہیں انہوں نے میدان خالی کر دیا اور سب کے سب چل کر ابن الاشعث سے جا ملے۔ حجاج ابن الاشعث کی طرف چلا۔ تمام لشکر ابن الاشعث کے ہمراہ مقام مسکن پر جمع ہو گیا تھا کہ یہاں دشمن کا مقابلہ کریں۔

اہل کوفہ اور شکست خوردہ جماعتوں کا مسکن میں اجتماع:

اہل کوفہ و بصرہ تمام شکست خوردہ منتشر اور بچی ہوئی جماعتیں ابن الاشعث سے اس مقام پر آ ملیں۔ ابن الاشعث نے لوگوں کو میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنے پر بہت سخت ملامت کی ان میں سے اکثر نے بسطام بن مصقلہ کے ہمراہ آخری دم تک لڑنے کے لیے عہد کیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنی فوج کے چاروں طرف خندق کھود لی۔ کیونکہ پشت کی طرف دریا تھا اور اب لڑنے کے لیے صرف ایک ہی سمت باقی رہ گئی۔

جنگ مسکن:

خالد بن جریر بن عبداللہ القسری کوفہ کے دستہ فوج کے ساتھ خراسان سے عبدالرحمٰن کے پاس چلا آیا۔ اور اس جنگ میں شریک ہو گیا۔

شعبان کے پندرہ روز تک دونوں حریفوں میں نہایت شدید معرکہ جدال و قتال گرم رہا۔ اسی اثناء میں زیاد بن غنیم القینی جو حجاج کی حفاظتی چوکیوں کا افسر اعلیٰ تھا، مر گیا اس کی موت سے حجاج اور اس کی فوج کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا

حجاج کا فوج سے خطاب:

شعبان کی چودھویں تمام شب حجاج نے اپنی فوج میں گھوم پھر کر اپنی فوج سے کہتا جاتا تھا کہ تم لوگ اطاعت شعار ہو اور باغی جبکہ تم اللہ کی خوشنودی کے لیے اور یہ لوگ بدعت کی بات کے لیے کوشش کرتے ہیں جس سے خدا ناراض ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابلے میں ہمیشہ تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے کوئی معرکہ اب تک ایسا نہیں گزرا ہے۔ جس میں تم نے اپنی شجاعت اور عزم واستقلال کے ساتھ جنگ نہ کی ہو اور تم کو فتح حاصل نہ ہوئی ہو اس لیے صبح ہوتے ہی پوری مستعدی اور جرأت کے ساتھ دشمن پر حملہ کرو۔ دیکھو اس بات میں مطلق شبہ نہیں کہ تمہیں فتح حاصل ہو گی۔ ان شاء اللہ

جنگ کا آغاز:

غرض کہ صبح ہوئی تو صبح ہوتے ہی فوج نے جنگ کی پوری تیاری کی۔ اور سویرے ہی عبدالرحمٰن پر ٹوٹ پڑے۔ ایسا شدید حملہ جس کی کوئی نظیر نہیں تھی۔ جس وقت کہ سفیان بن ابرد کے دستہ کو عبدالرحمٰن کے مقابلے سے پیچھے ہٹنا پڑا۔ اسی وقت عبدالملک بن المہلب حجاج کی مدد کو آ پہنچا اس نے باغیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

ابوالبختری اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا خاتمہ:

حجاج نے عبدالملک سے کہا کہ ان منتشر شدہ سواروں کو بھی اپنے میں شامل کر لو۔ کیونکہ اب میں دشمن پر حملہ کرنا چاہتا ہوں۔ عبدالملک نے تعمیل حکم کی اور اب ہر طرف سے شامیوں نے حملہ شروع کر دیا۔ عراقی شکست کھا کر بھاگے۔ ابوالبختری الطائی اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ میدان جنگ میں کام آئے۔ مرنے سے پہلے ان دونوں نے کہا تھا کہ میدان جنگ سے بھاگنا کسی وقت بھی

ہمارے بچے تو یتیم ہیں اور پھر دونوں مارے گئے۔

بسطام بن مصقلہ کا حملہ

بسطام بن مصقلہ بصرہ اور کوفہ کے چار ہزار جنگجو بہادروں کو لے کر مقابلے کے لیے بڑھے ان تمام شہسواروں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے تھے۔ بسطام نے ان سے کہا کہ یاد رکھو اگر فرار اختیار کرنے سے ہم موت کے چنگل سے بچ سکتے تو ہم ضرور بھاگ جاتے مگر موت تو دیر سویر آنے والی ہے اس لیے ایسی شے سے بھاگنا جس سے ملے بغیر چارہ ہی نہیں فضول ہے۔ ہم لوگ حق و صداقت پر ہیں اس لیے ہمیں حق کی حمایت میں لڑنا چاہیے اور بالفرض اگر حق پر نہ بھی ہوتے تب بھی عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے غرضیکہ بسطام اور یہ بہادر جماعت نہایت جوانمردی سے لڑتی رہی۔ اس نے کئی مرتبہ شامیوں کو پیچھے ہٹا دیا۔ حجاج نے جب دیکھا کہ کسی طرح ان پر قابو نہیں چلتا تو تیر اندازوں کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تم تیر اندازوں کے علاوہ اور کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

جب تیر اندازوں نے ان پر حملہ کیا اور دوسرے لوگوں نے بھی چاروں طرف سے انہیں محاصرہ میں لے لیا۔ اس جماعت کے بیشتر افراد میدان جنگ میں کام آئے اور بہت تھوڑے باقی بچے۔

بکیر بن ربیعہ کا قتل:

بکیر بن ربیعہ بن ثروان الضبی گرفتار کر کے حجاج کے سامنے لایا گیا۔ حجاج نے اسے قتل کروا دیا۔

ابوالجہم بھی ایک ایسے شخص کو گرفتار کر کے حجاج کے سامنے لایا۔ جس کی دلیری و بہادری سے حجاج خوب واقف تھا۔ اس پر اس نے شامیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر خاص احسان ہے کہ تمہارا ایک لونڈا لپاڑوں میں سے ایک ایسے بہادر شخص کو گرفتار کر لایا ہے۔ میں اسے مارے ڈالتا ہوں۔ حجاج نے اس شخص کو بھی قتل کروا دیا۔

ابن الاشعث کی شکست و پسپائی:

ابن الاشعث اپنی شکست خوردہ فوج کے ساتھ سجستان کی طرف چلا۔ حجاج نے عمارۃ بن تمیم اللخمی اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے محمد بن الحجاج کو ابن الاشعث کے تعاقب میں روانہ کیا مگر اس فوج کا سپہ سالار عمارۃ ہی تھا۔

عمارۃ بن تمیم کا ابن الاشعث کا تعاقب:

عمارۃ بن تمیم عبدالرحمن کے تعاقب میں روانہ ہوا اور مقام سوس پر اسے جا لیا عبدالرحمن نے تھوڑی دیر تک اس کا مقابلہ کیا اور پھر اس کی فوج نے شکست کھائی اور یہ تمام لاؤ لشکر سابور پہنچا۔ اس مقام پر علاوہ دوسرے لوگوں کے جو عبدالرحمن کے ہمراہ تھے بہت سے کرد بھی اس سے آ ملے۔

ابن الاشعث اور عمارۃ کی جنگ:

پہاڑ کے درے پر عمارۃ نے اس جماعت سے نہایت شدید جنگ کی اس کی جماعت کے بیشتر آدمی مجروح ہوئے۔ عمارۃ اور اس کی فوج نے شکست کھائی اور درہ کا راستہ دشمن کے لیے چھوڑ دیا۔ عبدالرحمن یہاں سے روانہ ہو کر کرمان پہنچا۔ واقدی کہتے ہیں کہ بصرہ کے علاوہ دیر جماجم پر ۸۳ھ میں عبدالرحمن اور حجاج کے درمیان جنگ ہوئی۔

ابن الاشعث کا کرمان میں استقبال

عبدالرحمن جب کرمان پہنچے تو [illegible] کا عامل تھا [illegible] استقبال کیا اور ان کی مہمانداری کا سامان [illegible] قیام پذیر ہو گئے۔

معقل اور ابن الاشعث کی گفتگو

بنی عبدالقیس کے ایک [illegible] جس کا نام معقل تھا عبدالرحمن سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ [illegible]

[illegible]

ابن الاشعث کا بست میں [illegible]

پہلے پہل عبدالرحمن [illegible] زرنج پہنچے [illegible] وہاں [illegible] ایک شخص عبداللہ بن عامر [illegible]

[illegible]

عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث کی گرفتاری:

[illegible] عبدالرحمن [illegible] عبدالرحمن کو گرفتار کر لیا [illegible] حجاج [illegible] حاصل کرے۔

رتبیل کا عامل بست [illegible]

ادھر رتبیل کو خبر ہوئی کہ عبدالرحمن [illegible]

[illegible] عبدالرحمن [illegible]

تیرے اہل وعیال کو لونڈی غلام بنالوں گا اور تیرا مال و متاع اپنی فوج میں تقسیم کر دوں گا۔

رتبیل اور عیاض میں مصالحت:

عیاض اس دھمکی سے ڈر گیا اس نے کہلا بھیجا کہ اگر آپ میرے جان و مال کے لیے وعدہ معافی عطا فرمادیں۔ تو میں عبدالرحمٰن کو مع تمام اس روپیہ کے جو ان کے پاس تھا آپ کے سپرد کر دوں گا۔ غرض کہ مذکورہ بالا شرائط پر دونوں میں صلح ہو گئی عبدالرحمٰن کے لیے شہر کا دروازہ کھول دیا گیا اور وہ رتبیل کے پاس چلے آئے۔

عیاض کی اہانت و تذلیل:

عبدالرحمٰن نے رتبیل سے کہا کہ اس شخص کو میں نے اس مقام کا عامل مقرر کیا تھا اور مجھے اس پر پورا بھروسہ اور اعتماد تھا۔ اور پھر یہ کم بخت غداری اور بے وفائی اس نے میرے ساتھ کی اور جو سلوک مجھ سے روا رکھا وہ آپ کے بھی پیش نظر ہے۔ اس لیے اب آپ اسے میرے حوالے کر دیجیے تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔

رتبیل نے کہا کہ میں اسے امان دے چکا ہوں اور اب یہ نہیں چاہتا کہ بد عہدی کروں۔ اس پر عبدالرحمٰن نے کہا کہ اچھا آپ اجازت دیجیے کہ میں اسے خوب تھپڑ اور گھونسے رسید کروں اور اس کی توہین و تذلیل کروں۔ رتبیل نے یہ بات مان لی اور ابن الاشعث نے اسے مار پیٹ کر خوب اپنے دل کا بخار نکالا۔

مخالفین حجاج کا سجستان میں اجتماع:

عبدالرحمٰن رتبیل کے ساتھ اس کے علاقہ میں چلا آیا رتبیل نے اپنے پاس انہیں مہمان رکھا اور ان کی بے حد تعظیم و تکریم کی عبدالرحمٰن کے ہمراہ شکست خوردہ فوج کی بھی ایک بڑی جماعت تھی۔ اس جماعت کے علاوہ عبدالرحمٰن کی شکست خوردہ فوج کا اور جو بیشتر حصہ باقی تھا یا بڑے بڑے سردار و افسر جنہوں نے حجاج کی مخالفت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا اور چونکہ حجاج کی اول مرتبہ دو مرتبہ امان کو رد کر چکے تھے اس لیے اب انہیں امان حاصل کرنے کی کوئی توقع نہ تھی۔ یہ سب کے سب عبدالرحمٰن کی جستجو و تلاش میں پھرتے پھرتے سجستان آئے۔ اسی طرح علاقہ سجستان اور خود شہر سجستان کے اور بہت سے لوگ ان کے ساتھ ہو گئے غرض کہ اب ان کی تعداد ساٹھ ہزار ہو گئی تھی۔

ابن الاشعث کو خراسان آنے کی دعوت:

اس جماعت نے عبداللہ بن عامر البعار پر حملہ کر کے اس کو محاصرہ کر لیا اور عبدالرحمٰن کو جو اس وقت رتبیل کے پاس تھا۔ خط کے ذریعہ اطلاع دی کہ ہم آپ کے پاس آ رہے ہیں اور ہماری اتنی تعداد ہے اور فلاں فلاں قبیلے اور جماعتیں ہمارے ساتھ ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب اس جماعت کو نماز پڑھاتے تھے ان لوگوں نے عبدالرحمٰن بن محمد کو یہ بھی لکھا کہ آپ ہمارے پاس آ جائیے تاکہ ہم خراسان چلیں۔ کیونکہ وہاں ہمارے طرفداروں کی ایک زبردست فوج ہے بہت ممکن ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہو کر اہل شام سے لڑنے پر آمادہ ہو جائیں۔ علاوہ بریں خراسان ایک وسیع و عریض ملک ہے۔ جس میں کثرت سے قلعے ہیں اور بے انتہا آبادی ہے۔

ابن الاشعث کی سجستان سے روانگی:

عبدالرحمن بن محمد نے اس دعوت پر لبیک کہی اور عجلی کے علاقے سے روانہ ہو کر اپنی فوج کے ہمراہ اس جماعت کے پاس آئے ان تمام لوگوں نے عبداللہ بن عامر البعار کو معزول کر دیا اور اس سے ہتھیار رکھوا لیے۔ عبدالرحمن نے اسے خوب پٹوایا۔ سزا دلوائی اور قید کر دیا۔

اب عمارہ بن تمیم شامی فوج کے ہمراہ اس جماعت کے مقابل ہوا۔ عبدالرحمن کی فوج نے عبدالرحمن سے کہا کہ آپ سجستان تو دشمن کے لیے چھوڑ دیں اور ہم سب کو لے کر خراسان چلیے۔

ابن الاشعث کی یزید بن مہلب کے متعلق رائے

عبدالرحمن کہنے لگے کہ یزید بن مہلب خراسان کا گورنر ہے اور وہ ایک جوان اور بہادر آدمی ہے وہ کبھی اپنی خوشی سے اپنی حکومت آپ کے حوالے نہیں کرے گا اور بالفرض اگر اس کی مرضی کے بغیر تم لوگ صرف خراسان میں بھی داخل ہو گئے تو وہ جنگ کی غرض تمہارے مقابلے کے لیے نکل آئے گا اور پھر شامی بھی برابر تمہارا تعاقب کر رہے ہیں اس لیے یہ مناسب نہیں کہ تم ان دشمنوں کے بیچ میں گھر جاؤ اور اس طرح تمہاری قوت منتشر ہو جائے گی۔

اس پر ان تمام لوگوں نے کہا کہ اہل خراسان تو ہمارے اہل وطن ہیں ہمیں پوری توقع ہے کہ اگر ہم سرزمین خراسان میں داخل ہو گئے تو ایسے لوگوں کی تعداد جو ہمارا ساتھ دیں گے ان سے زیادہ ہو گی جو ہمارا مقابلہ کریں گے علاوہ بریں خراسان ایک طویل و عریض علاقہ ہے جہاں جو چاہے کسی طرف کو ہو رہیں گے اور پھر حجاج یا عبدالملک کے مرنے تک وہیں ٹھہرے رہیں گے پھر جیسا مناسب سمجھیں گے ویسا کریں گے۔

عبیداللہ بن عبدالرحمن بن سمرہ کی علیحدگی:

عبدالرحمن نے کہا اچھا اللہ کا نام لے کر میرے ساتھ چلو۔ تمام فوج روانہ ہو کر ہرات آئی اب تک کوئی بات ان کے علم میں ایسی نہیں آئی تھی جس سے انہیں کچھ شبہ ہوتا۔ یکا یک عبیداللہ بن عبدالرحمن بن القرشی دو ہزار فوج کے ساتھ چپکے سے عبدالرحمن کے لشکر سے چلا گیا اور جس راستے سے وہ جانا چاہتے تھے اس راستے کو چھوڑ کر دوسری طرف چل دیا۔

ابن الاشعث کی مراجعت خراسان:

صبح کے وقت عبدالرحمن تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد کہنے لگے کہ ان تمام معرکوں میں میں آپ کے شریک رہا۔ ہر موقع پر میں آپ لوگوں کی خاطر ثابت قدمی سے دشمن کے مقابلے پر جما رہا اور جب میں نے دیکھا کہ آپ میں سے کوئی شخص بھی میدان جنگ میں نہیں ہے تو میں بھی مجبوراً پسپا ہو جاتا تھا مگر جب میں نے اچھی طرح دیکھ لیا کہ آپ لوگ لڑتے ہیں اور نہ دشمن کے مقابلہ پر ثابت قدم رہتے ہیں تو میں بھی ایک گوشہ عافیت میں چلا آیا تھا آپ لوگوں نے یہاں بھی مجھے چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ بلکہ اپنے خط کے ذریعہ یہ درخواست کی کہ میں آپ کے پاس آؤں نیز آپ لوگوں نے مجھے لکھا تھا کہ ہم سب لوگ متحد الخیال اور ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں اور اب پھر دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ میں آپ کے پاس آیا آپ سب کی صلاح ہوئی کہ میں خراسان چلوں تو آپ نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ آپ سب کے سب میرا ساتھ دیں گے اور مجھ سے جدا نہ ہوں گے۔ مگر اس پر بھی

عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے جو حرکت کی وہ آپ پر روشن ہے۔ اس لیے آپ کا کیا خیال ہے کیا آپ لوگوں کی جانب سے میرے لیے کوئی جائے پناہ ہے تو اپنے کیا ارادے سے کہ میں واپس چلا جاؤں جب تک کہ آیا تھا کسی کی بات میرے ساتھ نہ ہوئے اور جو حق تھا میرے ساتھ نہیں ہوتا ہے اس کو بھول چکے ہوئے ہیں کسی طرف سے مجھے خطرہ لاحق نہ کیا جائے۔

عبدالرحمٰن بن عباس کی بیعت

ایک گروہ تو اہل بصرہ سے علیحدہ ہو گیا ایک گروہ نے عبدالرحمٰن کا ساتھ دیا مگر بیشتر حصے نے عبدالرحمٰن کے جانے کے بعد عبدالرحمٰن بن عباس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ عبدالرحمٰن بن محمد تو رتبیل کے پاس چلا گیا اور دوسری جماعت نے خراسان کا رخ کیا۔

جب یہ لوگ ہرات پہنچے تو رقاد ازدی عتکی کی جماعت سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی۔ مگر انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اب یزید بن المہلب ان کی طرف بڑھا۔

عبدالرحمٰن بن عباس کی خراسان میں آمد

مفضل بن محمد ازدی بیان کرتے ہیں کہ شکست کھانے کے بعد ابن الاشعث تو کابل چلا گیا عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرہ ہرات آ گیا۔ عبیداللہ نے ابن الاشعث کے بھاگ جانے کو بہت برا سمجھا اور اس کی مذمت کی۔ عبدالرحمٰن بن عباس سجستان آیا۔ یہاں ابن الاشعث کی شکست خوردہ فوج عبدالرحمٰن بن عباس کے پاس جمع ہو گئی اور وہ سب پوری جمعیت کے ساتھ جس کی تعداد بیس ہزار بیان کی گئی ہے خراسان کی طرف روانہ ہو کر ہرات آیا یہاں رقاد بن عبید العتکی سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی اور انہوں نے اسے قتل کر ڈالا۔

یزید بن المہلب کی عبدالرحمٰن بن عباس کو پیشکش

عبدالرحمٰن بن عباس کے ہمراہ عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی ذروہ حنظلی تمیمی بھی تھا۔

یزید بن المہلب نے عبدالرحمٰن بن عباس کو لکھا کہ دوسرے سے بہتر اور وسیع علاقے موجود ہیں جہاں پہلے لوگ آپ کا اقتدار اور قوت میں مجھ سے کہیں بڑھ کر ہے تو آپ کسی اور سرزمین کی طرف چلے جائیں جو میرے علاوہ اور کسی کا ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ میں آپ سے لڑوں اگر سفر کے اخراجات کے لیے روپیہ کی ضرورت ہو تو میں روپے سے بھی آپ کی امداد کرنے کے لیے تیار ہوں۔

عبدالرحمٰن بن عباس کی مال گزاری کی وصولی

عبدالرحمٰن بن عباس نے اسے یہ جواب دیا کہ ہم یہاں آپ سے جنگ کرنے کے لیے تو نہیں آئے ہیں اور نہ ہم یہاں مستقل طور پر قیام کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ ذرا دم لے لیں اور پھر ان شاء اللہ یہاں سے چلے جائیں گے اور ہمیں آپ کی مالی امداد کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے جب یزید کا آدمی یہ جواب لے کر واپس چلا آیا تو پھر اب عبدالرحمٰن نے ہرات کی مال گزاری وصول کرنا شروع کر دی۔

مفضل بن مہلب کی پیش قدمی:

جب یزید کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگا کہ اس شخص کا ارادہ یہ ہے کہ وہ یہاں سے آرام لے کر چلا جائے گا وہ خراج لے کر

وصول کیا کرتا اس لیے اب یزید نے چار ہزار یا چھ ہزار سواروں کے ساتھ اپنے بھائی مفضل کو آگے روانہ کیا اور پھر خود دو ہزار سوار لے کر اس کے پیچھے روانہ ہوا۔

یزید نے پورے ہتھیار سجا کر اپنے تئیں وزن کرایا اور اس کا وزن چار سو رطل نکلا اس پر کہنے لگا کہ میرا وزن اب اس قدر زیادہ ہو گیا ہے کہ میں جنگ میں جانے سے مجبور ہوں بھلا کون گھوڑا میرے اس بوجھ کو برداشت کر سکے گا؟ پھر ایک گھوڑا جس کا نام الکامل تھا منگوایا اور اس پر سوار ہوا۔

جدیع بن یزید کی مرو میں نیابت:

یزید نے اپنے ماموں جدیع بن یزید کو مرو پر اپنا جانشین مقرر کیا اور مرو الروذ کے راستے سے روانہ ہوا اپنے باپ کی قبر پر آیا تین روز یہاں قیام کیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو سو سو درہم تقسیم کیا پھر ہرات پہنچا یہاں پہنچ کر اس نے عبدالرحمٰن بن عباس کو کہلا بھیجا کہ اب آپ نے اچھی طرح آرام لے لیا ہے خوب کھا پی کر موٹے ہو گئے اور خراج بھی وصول کر لیا۔ جس قدر خراج آپ نے وصول کر لیا ہے وہ میں آپ کو معاف کیے دیتا ہوں۔ بلکہ اگر آپ چاہیں تو کچھ اور بھی دے سکتا ہوں مگر اس شرط پر کہ آپ اس مقام سے کسی دوسرے علاقہ میں چلے جائیں کیونکہ قسم کہتا ہوں کہ مجھے آپ سے لڑنا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

مفضل بن مہلب کو حملہ کا حکم:

مگر عبدالرحمٰن نے اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا اور مقابلہ پر اصرار کیا۔ اس کے ہمراہ عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرۃ بھی تھا۔ عبدالرحمٰن نے خفیہ طور پر یزید کی فوج میں سازش کی اسکیم بنائی کچھ نقدی بھی دیا اور اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے دعوت دی کسی جاسوس نے یزید سے اس سازش کا ماجرا بیان کیا یزید نے سن کر کہا کہ اب ان کا قصور نا قابل معافی ہو چکا ہے کیا خوب میرا ارادہ پہلے بغیر لڑائی و عداوت کے خواہش مند تھا۔

یزید مقابلے کے لیے آگے بڑھا دونوں فوجیں آمنے سامنے آ گئیں اور جنگ کے لیے تیار ہو گئیں یزید کے لیے ایک کرسی بچھا دی گئی اور وہ اس پر بیٹھ گیا اور جنگ کا انتظام اپنے بھائی مفضل کے سپرد کر دیا۔ اور حکم دیا کہ رسالہ آگے بڑھاؤ۔

آغاز جنگ:

مفضل رسالے کو لے کر آگے بڑھا اور اب دونوں فوجوں میں معرکہ جدال و قتال گرم ہوا۔ کچھ زیادہ دیر تک جنگ بھی نہیں ہوئی تھی کہ عبدالرحمٰن کی فوج نے پیٹھ پھیر دی۔ عبدالرحمٰن چند خود دار اور دلیر آدمیوں کی جماعت کے ساتھ اپنی جگہ جما رہا۔ قبیلہ بنی عبد والے بھی برابر اپنی جگہ ڈٹے رہے۔

سعد بن نجد القردوسی نے حلیس الشیبانی پر جو عبدالرحمٰن کے سامنے تھا حملہ کیا حلیس نے نیزہ کے ایک وار سے سعد کو اس کے گھوڑے سے گرا دیا مگر پھر اس کے ساتھیوں نے آ کر اسے بچا لیا۔

عبدالرحمٰن بن عباس کی شکست و پسپائی:

عبدالرحمٰن اور اس کی جماعت پر دشمن کی ایک کثیر تعداد ٹوٹ پڑی ان لوگوں کو پسپا ہونا پڑا مگر یزید نے تعاقب کرنے کی ممانعت کر دی۔

یزید کی فوج نے عبدالرحمٰن کی فوجی قیام گاہ میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر لیا اور کچھ قیدی بھی گرفتار کیے۔ یزید نے عطاء بن ابی السائب کو حکم دیا کہ دشمن کے لشکرگاہ کی عورتوں پر قبضہ کر لو جو بھی سامنے ہو۔ چنانچہ عورتیں اس کے ہاتھ آئیں یزید نے انھیں عروہ بن عطاء بن ابی السائب کے حوالے کر دیا۔ عروہ ان عورتوں کو پہلے طیسین لے کر آیا اور پھر عراق لے گیا۔

سعد بن نجد کا دعویٰ

یزید نے سعد بن نجد سے پوچھا کہ کون شخص تھا جس نے تم پر حملہ کیا تھا۔ سعد نے کہا حلیس الشیبانی نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔ خدا کی قسم اگر میں پیدل بھی ہوتا اور وہ سوار ہوتا تب بھی میں اس کی طاقت و شجاعت میں اس سے بڑھ کر ہوں۔

جب حلیس تک اس کے اس دعوے کا علم ہوا تو کہنے لگا کہ خدا کی قسم سعد جھوٹ کہتا ہے۔ میں پیدل اور سوار دونوں حالتوں میں اس سے زیادہ دلیر اور بہادر ہوں۔

عبدالرحمٰن بن منذر بن بشر بن حارثہ بھاگ کر موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے پاس چلا گیا۔

اسیرانِ جنگ کی روانگی کوفہ

قیدیوں میں محمد بن سعد بن ابی وقاص، عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ بن معمر، عیاش بن الاسود بن عوف الزہری، ہلقام بن نعیم بن القعقاع بن معبد بن زرارہ، فیروز حصین، ابوالعلج عبیداللہ بن معمر کا آزاد کردہ غلام، خاندان ابی عقیل کا ایک شخص، سوار بن مروان، عبدالرحمٰن بن طلحہ بن عبداللہ بن خلف اور عبداللہ بن فضالہ الزہرانی بھی شامل تھے۔ عبدالرحمٰن بن عباس

اس جنگ کے بعد یزید بھی مرو واپس آ گیا اور سبرۃ بن نخف بن ابی صفرہ کی حفاظت میں ان قیدیوں کو حجاج کے پاس بھیج دیا۔

عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرۃ کی گرفتاری

یزید نے ابن طلحہ اور عبداللہ بن فضالہ کو رہا کر دیا۔ بعض لوگوں نے عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرۃ کی یزید سے چغلی کھائی۔

یزید نے اسے بھی گرفتار کر کے قید کر دیا۔

ابن طلحہ کی معافی

ایک شخص جہم بن عمارہ کا بیان ہے کہ یزید نے آخر میں ابن طلحہ کو معاف [illegible] حکم ہوا [illegible] تم مجھ سے پاس آئی [illegible] اور کسی جنگ میں [illegible] عبدالرحمٰن ابن طلحہ نے قسم کھائی تھی کہ اس احسان کے عوض جو یزید نے اس کو مصیبت سے نکال کر پہنچایا ہے میں جہاں کہیں یزید کو دیکھوں گا اس کے ہاتھ کو اظہار تشکر و عقیدت کی بنا پر بوسہ دوں گا۔

محمد بن سعد بن ابی وقاص کو امان:

محمد بن سعد بن ابی وقاص نے یزید سے کہا کہ چونکہ میرے والد نے تمہارے باپ کو دعوت اسلام دی تھی اس لیے میں اس بھلائی کے عوض آپ سے اپنی جان کی معافی کا خواستگار ہوں۔ یزید نے ان کی درخواست منظور کر لی اور انہیں بھی امان دے دی۔ مگر اس روایت میں کہ محمد بن سعد بن ابی وقاص نے اس طرح معافی مانگی ایک ایسی چیز زیر بحث ہے۔

عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ سے جواب طلبی:

یزید نے بقیہ قیدیوں کو حجاج کے پاس بھیج دیا۔ عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ بن معمر بھی ان قیدیوں میں شامل تھے۔ حجاج نے ان

سے کہا کہ تم ہی عبدالرحمن کے محافظ دستے کے افسر تھے۔ عمر بن موسیٰ نے کہا جناب والا! فتنہ و فساد کی ایک آگ بھڑکی جس نے اچھوں اور بروں سب کو لپیٹ لیا۔ ہم بھی اس میں شریک ہو گئے۔ اب اگر آپ ہمیں معاف کر دیں تو یہ آپ کے اخلاقی علم و مروت کی بنا پر ہوگا۔ اور اگر آپ سزا دیں تو ہم وہی مجرم ہیں آپ سزا دینے میں حق بجانب ہیں۔

یہ سن کر حجاج کہنے لگے کہ تمہارا یہ دعویٰ کہ اس فتنے نے اچھے اور برے دونوں قسم کے آدمیوں کو اپنے میں شامل کیا بالکل غلط ہے صرف بدکردار ہی اس میں شامل ہوئے۔ نیک اس سے بالکل علیحدہ رہے چونکہ تم نے اپنے قصور کا اعتراف کیا ہے اس لیے ممکن ہے کہ اس اعتراف سے تمہیں فائدہ ہو۔

عمر بن موسیٰ حجاج کے سامنے سے ہٹا دیا گیا۔ اب سے دوسرے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اسے معافی دے دی جائے گی۔

بلقام بن نعیم کا قتل:

اتنے میں بلقام بن نعیم حجاج کے سامنے پیش کیا گیا۔ حجاج نے اس سے دریافت کیا کہ تم بتاؤ عبدالرحمن بن محمد کی حمایت کرنے سے تمہاری کیا توقعات تھیں کیا تمہیں یہ توقع تھی کہ تم خلیفہ ہو جاؤ گے۔ بلقام نے کہا بے شک مجھے یہی امید تھی۔ اور مجھے توقع تھی کہ جس مرتبہ پر عبدالملک نے تجھے سرفراز کیا ہے اسی پر عبدالرحمن مجھے سرفراز کریں گے۔ یہ سنتے ہی حجاج کو غصہ آ گیا اور اس نے اس کی گردن مارنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ بلقام قتل کر ڈالے گئے۔

ابن معمر و اسیران جنگ کا قتل:

اس کے بعد حجاج نے ابن معمری کی طرف جو اس کے سامنے سے ہٹا دیا گیا تھا دیکھا اور اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اسی طرح اور تمام قیدی بھی قتل کر ڈالے گئے۔

عمرو بن ابی قرہ کی رہائی:

حجاج نے عمرو بن ابی قرۃ الکندی ثم الحجری جو ایک نہایت شریف آدمی تھے اور ایک قدیم خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ معافی دے دی۔ وہ ان سے مخاطب ہو کر یہ کہ تم تو میرے پاس آ کر اپنی ضروریات بیان کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ مجھے ابن الاشعث اور اشعث سے کوئی تعلق نہیں مگر اب تم نے ابن الاشعث کی حمایت کی جس سے معلوم ہوا کہ تمہارا بے تعلقی کا اظہار وقتیت پر مبنی تھا۔ مگر شاید ہی اس کی حمایت سے تمہیں کوئی عزت حاصل ہوئی اور نہ کوئی فائدہ۔

عامر الشعبی کی کوفہ میں طلبی:

باغیوں کو جب دیر جماجم میں شکست ہوئی تو حجاج نے اعلان کر دیا تھا جو شخص رے میں قتیبہ بن مسلم کے پاس چلا جائے گا تو اسے امان دے دی جائے گی اس لیے بہت سے آدمی رے میں قتیبہ کے پاس چلے گئے اور ان لوگوں میں عامر الشعبی بھی تھے۔

ایک روز حجاج نے شعبی کو یاد کیا اور پوچھا وہ کہاں ہیں انہوں نے کیا کارروائی کی؟ یزید بن مسلم نے جواب دیا کہ جناب والا مجھے اطلاع ملی ہے کہ شعبی رے میں قتیبہ کے پاس چلے آئے ہیں۔

حجاج نے کہا اچھا تم کسی شخص کو بھیجو کہ وہ شعبی کو میرے پاس لے آئے اور قتیبہ کو خط لکھا کہ میرے خط کے دیکھتے ہی تم شعبی کو بھیج دو۔ یہ خط دے کر قاصد روانہ کر دیا۔

شعبی کی معافی کی وجہ معذرت:

شعبی کہتے ہیں کہ ابن ابی مسلم میرے مخلص دوست تھے جب مجھے حجاج کے پاس لایا گیا تو ابن ابی مسلم سے میری ملاقات ہوئی میں نے ان سے کہا کہ آپ مشورہ دیں کہ میں کیا کروں؟ ابن ابی مسلم نے کہا کہ میں سوائے اس کے تمہیں اور کیا مشورہ دے سکتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے حجاج کے سامنے عذر خواہی کرنا یہی مشورہ میرے دوستوں اور عزیزوں نے بھی مجھے دیا۔ جب میں حجاج کے سامنے گیا تو میں نے ان لوگوں کے مشورے کے بالکل خلاف عمل کیا اس سے پہلے میں نے امیر کے لقب سے خطاب کر کے حجاج کو سلام کیا اور پھر کہا کہ اے امیر لوگوں نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ میں آپ کے سامنے اپنی برأت کا اظہار کروں حالانکہ خداوند عالم جانتا ہے کہ میرا یہ بیان حق و صداقت پر مبنی ہوگا۔ مگر میں جناب والا سے قسم کھا کر عرض کرتا ہوں کہ اس موقع پر میں جو کچھ کہوں گا وہ بالکل حق اور حقیقت پر مبنی ہوگا۔ بخدا ہم نے آپ کے خلاف بغاوت کی اور آپ کے خلاف کوئی دقیقہ کوشش اور جوش جرأت کا اٹھا نہیں رکھا اور ہم نے اس کارروائی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ مگر نہ تو ہم بے گناہ رہے اور اس جرم بغاوت کا ارتکاب کر کے ہمیں اتقیاء کا درجہ حاصل ہوا۔ اللہ نے آپ کو ہم پر فتح دی اس لیے اگر آپ ہمارے ساتھ سختی کا برتاؤ کریں گے تو خود ہمارے افعال و حرکات ہی اس کے ذمہ دار ہیں اور اگر آپ ہمیں معاف کر دیں گے تو یہ آپ کے علم و جذبات مروت کی بنا پر ہوگا اور ارتکاب بغاوت کے ثبوت کے بعد آپ کو ہم پر پورا اختیار ہے۔

عامر شعبی کو امان:

اس تقریر کو سن کر حجاج نے کہا کہ بخدا اعتراف جرم کی بنا پر میں تم کو ان لوگوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں جو میرے سامنے اس حالت میں آتے ہیں کہ ہمارے خونوں سے ان کی تلواریں متقاطر ہوتی ہیں اور پھر بھی وہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی اور ہم کسی جنگ میں شریک نہ ہوئے۔ جاؤ ہم نے تمہیں امان دی۔

میں واپس چلا تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ حجاج نے پھر بلایا۔ اس سے مجھے خوف پیدا ہوا مگر مجھے یاد آیا کہ حجاج مجھے وعدہ معافی دے چکا ہے۔ اس سے میرا خوف جاتا رہا۔

حجاج نے مجھ سے نہایت نرمی اور تعظیم کے لہجہ میں پوچھا کہ بتاؤ ہمارے بعد تمہارا کیا حال ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ جناب والا کے خوف سے میری نیند جاتی رہی ہے۔ شہر ذرا دور تھا مجھے مرکب میسر نہ ہوتا تھا۔ خوف دامنگیر تھا اور عزیز و اعزا کی جدائی میرے قرین تھی۔ اور آپ سے کہیں چھٹکارا نہ تھا۔ حجاج نے مجھ سے کہا اچھا جاؤ میں واپس چلا آیا۔

شاعر اعشیٰ ہمدانی کا قتل:

اعشیٰ ہمدانی مشہور شاعر حجاج کے سامنے لایا گیا۔ حجاج نے دیکھ کر کہا اے دشمن خدا تو اپنا وہ قصیدہ مجھے سنا جس میں تو نے میری ہجو لکھی ہے اور جس کا پہلا مصرع یہ ہے

بین الاشج و بین قیس باذخ

اعشیٰ نے کہا میں آپ کو وہ قصیدہ سناتا ہوں جو میں نے آپ کی مدح میں کہا ہے۔ حجاج نے پہلے قصیدے کے پڑھنے پر اصرار کیا۔ مگر اعشیٰ نے مدحیہ قصیدہ سنایا جب قصیدہ ختم کر چکا تو تمام شامیوں نے حجاج سے اس کی تعریف و تحسین کی۔ مگر حجاج نے کہا کہ نہیں

یہ تعریف کا مستحق نہیں ہے تمہیں معلوم تھا کہ اس قصیدہ سے اس کا کیا مطلب تھا۔

پھر حجاج نے اعشیٰ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے دشمن خدا! تیرے اس مدحیہ کلام پر ہم تیری تعریف نہیں کرتے کیونکہ اس میں تو نے اپنے طرفداروں کی ناکامی پر اظہار افسوس کیا ہے ہم نے تجھ سے اس قصیدہ کی فرمائش نہیں کی تھی وہ قصیدہ جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے:

و بین الاشج و بین قیس باذخ

غرض کہ اعشیٰ نے یہ قصیدہ سنانا شروع کیا اور جب اس نے یہ مصرعہ پڑھا

بخ بخ لوالدہ و للمولود

تو حجاج نے کہا اب تم کو کبھی یہ موقع نہیں ملے گا کہ تم کسی اور کے لیے یہ الفاظ استعمال کرو۔ حجاج نے اسے سامنے بلا کر قتل کرا دیا۔

عمر بن ابی الصلت کا رے پر قبضہ:

واقعات مذکورہ بالا متعلقہ امیران جنگ بالکلیہ ابو مخنف کی روایت پر مبنی تھے۔ مگر ابو عبیدہ نے ان واقعات کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ جب ابن الاشعث کو شکست ہوئی یہ لوگ اور دوسری تمام شکست خوردہ فوج کے ساتھ رے آئے۔ عمر بن ابی الصلت بن کنارہ مولیٰ نصر بن معاویہ کے آزاد غلام نے جو ایک نہایت ہی بہادر شخص تھا رے پر قبضہ کر لیا تھا یہ تمام لوگ بھی اس سے آ ملے۔

امارت رے پر قتیبہ بن مسلم کا تقرر:

حجاج نے قتیبہ بن مسلم کو رے کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا اس پر ان تمام قیدیوں نے جنہیں یزید بن المہلب نے حجاج کے پاس روانہ کیا تھا اور دوسری شکست خوردہ فوج نے عمر بن ابی الصلت سے کہا کہ ہم آپ کو اپنا امیر مقرر کرتے ہیں اور آپ ہمارے ساتھ قتیبہ سے لڑیں۔

عمر بن ابی الصلت کی شکست:

عمر نے اس معاملہ میں اپنے باپ ابو الصلت سے مشورہ کیا انہوں نے کہا کہ اگر اتنی بڑی جماعت تمہیں اپنا امیر بناتی ہے تو تم فوراً منظور کر لو چاہے تم کل ہی قتل کر ڈالے جاؤ۔ چنانچہ عمر نے اپنا جھنڈا بلند کر دیا اور دشمن کے مقابلہ پر آیا مگر اسے اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ اور یہ شکست خوردہ فوج خراسان بھاگ گئی۔ بعضوں نے کہا کہ اس فوج نے عبدالرحمٰن بن محمد کو جو اس وقت رتبیل کے پاس مقیم تھے واپسی خط لکھا۔

اب یہاں سے اس روایت میں وہی تمام واقعات ہیں جو اوپر مذکور ہو چکے ہیں۔

ابن طلحہ کی رہائی:

ابو عبیدہ نے بیان کیا ہے کہ جب یزید نے ان قیدیوں کو حجاج کے پاس بھیجنے کا قصد کیا تو اس کے بھائی حبیب نے کہا کہ جب آپ ابن طلحہ کو بھی حجاج کے پاس بھیج رہے ہیں تو پھر آپ کا اہل یمن کی امداد و اعانت کا حق تلف ہوتا ہے یہ مستحق ہے اور اس پر یزید نے کہا کہ تم نہیں جانتے یہ حجاج کا معاملہ ہے اس کی مخالفت کرنا دانشمندی کے خلاف ہے۔

مگر پھر حبیب نے کہا کہ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرتے ہوئے کہ آپ معزول کر دیئے جائیں گے پھر بھی میں آپ

میں خیال کرتا ہوں کہ آپ اس خط کو دیکھئے۔ [illegible] کے [illegible] ہیں۔ [illegible] نے [illegible] کے [illegible] ہیں۔ [illegible] نے [illegible] میں [illegible] سے [illegible] اور [illegible] لیا [illegible] نے [illegible] قرآن کی طرف سے [illegible] نے ان کی [illegible] تھی۔ [illegible] نے ان [illegible] سے [illegible] حجاج کے پاس [illegible]۔

حجاج کو فیروز کو قتل کرنے کا حکم

[illegible] کہ جب [illegible] حجاج کے پاس پہنچے تو [illegible] نے [illegible] سے کہا [illegible] تب [illegible] کو [illegible] میرے سامنے پیش کرو۔

[illegible] میں [illegible] حجاج اس وقت [illegible] میں تھا [illegible] ہے۔ [illegible] حجاج نے [illegible] کو حکم دیا کہ [illegible] میرے سامنے پیش کرو۔ [illegible] فیروز [illegible]۔

حجاج کی فیروز سے جواب طلبی:

فیروز کو لایا گیا۔ حجاج نے اس سے دریافت کیا [illegible] ان لوگوں کے ساتھ [illegible] میں شریک ہونے [illegible] ہیں۔ فیروز نے کہا [illegible] بغاوت [illegible] نے [illegible]۔ حجاج نے کہا کہ اپنا تمام مال منقول اور غیر منقول [illegible] لکھ دو۔ فیروز نے پوچھا کہ اس کے بعد کیا ہوگا۔ حجاج نے کہا پہلے [illegible] اس کے بعد امان دی جائے گی۔ حجاج نے کہا پہلے لکھو تو اس کے بعد دیکھا جائے گا۔

فیروز نے غلام کو طلب کر کے کہا کہ لکھو [illegible]۔ [illegible] پوچھا [illegible] فیروز نے کہا کہ میرے [illegible] حجاج نے کہا کہ [illegible] فیروز نے پوچھا کہ [illegible] کرنے کے بعد امان [illegible] حجاج نے کہا جب تم [illegible]۔ فیروز نے [illegible] جان [illegible]۔ حجاج نے عذاب کا حکم دیا [illegible] چنانچہ فیروز [illegible] کر دیا گیا۔

محمد بن سعد بن ابی وقاص کی پیشی

حجاج نے حکم دیا کہ محمد بن سعد بن ابی وقاص کو میرے سامنے پیش کیا جائے۔ محمد بن سعد پیش ہوئے۔ حجاج نے ان سے کہا کہ شیطان کا [illegible] تکبر [illegible] بیعت [illegible] حسین [illegible] ابن الاشعث کا [illegible] حجاج نے ایک [illegible] سے [illegible] محمد بن سعد کے سر [illegible]۔ [illegible] محمد نے [illegible] جب [illegible] چنانچہ حجاج نے [illegible] لیا۔

محمد بن سعد کا قتل:

محمد نے حجاج سے کہا کہ [illegible] امیر المومنین کی خدمت میں پیش کر دو [illegible] معاف کر دیں گے تو [illegible] تمہاری بھی [illegible] ہو جائے گی [illegible] قتل کا حکم دیں گے تو [illegible] ہو جاؤ گے۔ حجاج نے [illegible] اس معاملہ پر غور [illegible] پھر ان کے قتل [illegible] کا حکم دیا اور ان [illegible] کر دی گئی۔

عمر بن موسیٰ کا قتل:

اس کے بعد حجاج نے عمر بن موسیٰ کو بلایا اور کہا اے دشمن خدا تو وہی ہے جو تمام تر ابن الاشعث کے سرہانے تلوار لے کر پہرہ داروں کی طرح کھڑا ہوتا تھا اور تو ہی ہے جو حمام میں اس کے ساتھ شراب پیتا تھا اور [illegible] [illegible] ہے [illegible] اس کے لیے کہا ہے فرزدق نے یہ شعر کہا۔

و [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] الابطالا

ترجمہ: "تو نے اپنے [illegible] کا [illegible] کرنا [illegible] کیا [illegible] ان کے خون سے بھی رنگا۔"

عمر بن موسیٰ نے جواب دیا کہ یہ میرا ایک احسان ہے کہ میں نے اپنے [illegible] کو تیری ماں بہن اور بیویوں سے محفوظ رکھا۔ حجاج نے اس کے قتل کا بھی حکم دے دیا۔

ابن عبیداللہ بن عبدالرحمن کو معافی:

پھر حجاج نے ابن عبیداللہ بن عبدالرحمن بن سمرہ کو بلایا یہ نوجوان بھی تھا۔ اس نے عرض کی کہ جب یہ فتنہ اٹھا میں اپنے باپ کے ساتھ تھا مجھے خود اختیار نہ تھا میرے ماں باپ جہاں ہوتے تھے میں بھی ان کے ساتھ رہتا تھا۔ حجاج نے پوچھا کہ کیا ان تمام لڑائیوں کے دوران میں تیری ماں بھی تیرے باپ کے ساتھ رہتی تھی۔ ابن عبیداللہ نے کہا جی ہاں۔ حجاج نے کہا تیرے ماں باپ پر خدا کی لعنت ہو۔

اس کے بعد حجاج نے ہلقام بن نعیم کو بلا کر پوچھا کہ تمہیں ابن الاشعث کی [illegible] سے کیا توقعات تھیں؟

ہلقام نے جواب دیا کہ مجھے یہ امید تھی کہ جس طرح عبدالملک نے تجھے عراق کا حاکم مقرر کیا ہے اسی طرح ابن الاشعث اپنی خلافت میں مجھے سرفراز کرے گا۔

حجاج نے اپنے غلام موشب کو حکم دیا کہ اس کی گردن مار دے۔ جب وہ قریب آیا ہلقام نے اس سے کہا اے ابن الزرقاء میری داڑھی کو مت چھیڑ۔ غرض اسے بھی قتل کر دیا گیا۔

عبداللہ بن عامر کا قتل

بعد ازاں عبداللہ بن عامر پیش کیا گیا جب وہ حجاج کے سامنے حاضر ہوا تو کہنے لگا اے حجاج! اگر تو نے ابن المہلب کو اس کے اس جرم کی وجہ سے جس کا وہ مرتکب ہوا ہے معاف کر دیا تو خدا تجھے جنت کی صورت نہ دکھائے۔ حجاج نے پوچھا کہ اس نے کیا کیا؟ اس کے جواب میں عبداللہ بن عامر نے یہ دو شعر پڑھے۔

لا [illegible] [illegible] فی الاطلاق [illegible] [illegible] [illegible] فی اغلالها مضر

وفی [illegible] [illegible] الموت [illegible] وکان [illegible] [illegible] علیه خطرا

ترجمہ: "اس لیے کہ اس نے اپنے خاندان والوں کو رہائی دے دی مگر [illegible] مضر کو زنجیروں میں جکڑ کر تیری طرف بھیج دیا۔"

تیری قوم میں تو میں اس نے اپنے خاندان امارت کے مخالف سے بچ رہا۔ حالانکہ تیری قوم سے سب سے کم اندیشہ تھا۔"

تو حجاج تھوڑی دیر تک غور کرتا رہا۔ پھر یہ بات اس کے دل میں اتر گئی کہ اس نے عمارہ بن عامر سے کہا کہ تم مجھے ان معاملات سے بے تعلق رکھو اور پھر اسے بھی قتل کرا دیا۔

چونکہ یہ بات حجاج کے دل میں برابر کھٹکتی رہی۔ مگر آخر کار اس نے یزید کو خراسان کی امارت سے معزول کر کے اسے قید کر دیا۔

فیروز حصین کی ایذا رسانی:

حجاج نے حکم دیا کہ فیروز کو سخت سزا دی جائے اور اب اسے اس طرح کی تکلیفیں دی جانے لگیں۔ منجملہ اور تکلیفوں کے ایک یہ بھی تھی کہ نرکلوں کے سرکنڈے چیر چیر کر اس کے جسم پر باندھ دیئے جاتے تھے پھر اسے گھسیٹا جاتا تھا اور جب اس کا تمام جسم زخمی ہو جاتا تھا تو اس پر سرکہ اور نمک چھڑکا جاتا تھا۔ جب فیروز نے محسوس کر لیا کہ اب موت اس کے سر پر ہے تو جلادوں سے کہا کہ تمام لوگوں کو یقین ہے کہ میں مارا جا چکا ہوں اور میری بہت سی امانتیں ان کے پاس ہیں جو کبھی مجھے نہیں دیں گے جب تک کہ تم مجھے لے چلو تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ میں ابھی زندہ ہوں تو وہ میرا روپیہ لے کر دے دیں۔ اور تم یہ بات حجاج سے جا کر کہو۔ حجاج نے کہا اچھا اسے لے جاؤ۔

فیروز حصین کا قتل:

غرض کہ فیروز شہر کے دروازے کی طرف سے چلے اس نے بہت سے لوگوں کے مجمع میں جا کر چلا کر کہا جو شخص مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا ہے میں بتائے دیتا ہوں کہ میں فیروز حصین ہوں۔ میری امانت جو لوگوں کے پاس ہے جس نے جس شخص کے پاس جو کچھ میرا ہے وہ سب اسی کا ہے میں دیئے دیتا ہوں اس میں سے کسی کو کچھ بھی نہ دیا جائے جو لوگ یہاں موجود ہیں ان پر فرض ہے کہ وہ میرے اس اعلان کو ان تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ اب حجاج نے اس کے قتل کا بھی حکم دے دیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔

ابن شوذب کی روایت:

یہ واقعات ابو مخنف کی روایت پر مبنی تھے مگر ابن شوذب کی روایت یہ ہے کہ حجاج کے ان کے عاملوں نے جو مختلف مقامات میں متعین تھے حجاج کو لکھا کہ مال گزاری بہت کم ہو گئی ہے اور ذمی مسلمان ہو کر شہروں میں چلے جاتے ہیں۔ اس پر حجاج نے بصرہ اور دوسرے مقامات میں حکم دے دیا کہ جس شخص کا اصلی وطن دیہات میں ہے وہ دیہات میں چلا جائے۔ حکم عام ہو گیا تب یہ چار و ناچار یہ لوگ ایک جماعت کی شکل میں آہ و بکا کرتے ہوئے نکلے اور شہر کے باہر پڑاؤ ڈال کر ٹھہر گئے یا محمداہ یا محمداہ پکارتے جاتے تھے اور ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کہاں جائیں؟

بصرہ کے قاریوں کی ابن الاشعث کی حمایت کی وجہ:

بصرہ کے قاری اور دوسرے نیک لوگوں کا یہ قاعدہ تھا کہ چہروں پر نقاب ڈال کر ان کے پاس جاتے اور ان کی آہ و بکا سن کر اور حالات دیکھ کر خود بھی رونے لگتے تھے اسی واقعہ کے بعد ہی فوراً ابن الاشعث نے عراق پر چڑھائی کی اور اسی وجہ سے بصرے

کے قاری ابن الاشعث کی حمایت میں حجاج کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

حجاج کا اہل کوفہ سے فریب:

شعبی نے بیان کیا ہے کہ جنگ ہو رہی تھی حجاج سے کہ جو بھی آتا اسے وہیں قتل کر دیا جاتا اور ان میں سے صرف ایک شخص کی جان بخشی کی گئی جس کا چچا حجاج کے قیدیوں میں تھا۔ حجاج نے اس سے پوچھا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے باپ کی جان بخشی کر دی جائے اس نے کہا ہاں اور پھر حجاج نے اسے معافی دے دی۔

وعدہ معافی کے متعلق امن میں حجاج نے لوگوں کو دھوکہ دیا۔ پہلے تو قتیبہ کو حکم دیا کہ اعلان کر دیا جائے چنانچہ جب عراقیوں کو شکست ہوئی تو قتیبہ نے اعلان کیا کہ فلاں فلاں اشخاص کی امان نہیں اور ان سرکردہ لوگوں کے نام لے دیے جن کا تذکرہ کیا جا چکا ہے مگر قتیبہ نے یہ نہیں کہا کہ اور تمام لوگوں کو امان دی جاتی ہے مگر قدرتی طور پر عام لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ سوائے چند لوگوں کے باقی سب کو امان دے دی گئی۔ چنانچہ یہ سب لوگ وہاں فرار اختیار کرنے کی بجائے حجاج کے پاس قیام کی طرف چلے اور جب سب جمع ہو گئے تو انہیں حکم دیا کہ تمام ہتھیار رکھ دو اور پھر کہا کہ میں تم پر ایک ایسے شخص کو مسلط کرتا ہوں جس سے تمہاری کوئی قرابت نہیں ہے۔

غرضیکہ حجاج نے انہیں عمارہ بن تمیم اللخمی کے سپرد کر دیا۔ عمارہ نے انہیں علیحدہ علیحدہ کر کے سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔

مقتولین کی تعداد:

مقتولین کی تعداد کے متعلق ہشام بن حسان نے یہ بیان کیا ہے کہ جن لوگوں کو حجاج نے اس طرح قتل کرایا تھا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار یا ایک لاکھ تیس ہزار تھی۔

جنگ مسکن کی دوسری روایت:

مقام مسکن پر ابن الاشعث کی شکست کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ جو ابو مخنف کی روایت پر مبنی تھا ایک اور بیان حسب ذیل بھی ہے

سرزمین ابو قباذ کے مقام مسکن پر حجاج اور ابن الاشعث جنگ کے لیے جمع ہوئے ابن الاشعث کا پڑاؤ دریائے دجیل پر تھا جس کے پیچھے دریائے تیری رواں تھا اور حجاج نے دریائے افریذ پر خیمے ڈالے۔ غرضیکہ اسی طرح دونوں فوجوں نے دو ماہ اور کچھ دن تک مورچے لگائے اور ایک ماہ یا اس سے کچھ کم دنوں فریقوں میں معرکہ جدال و قتال گرم رہا۔

زورق چرواہا اور حجاج:

دشمن تک رسائی کا حجاج کو صرف یہی راستہ معلوم تھا کہ جس سے دشمن حملہ آور ہوا۔ ایک ضعیف العمر چرواہا زورق نامی حجاج کے پاس آیا اور اس نے دشمن کے عقب پر حملہ کرنے کے لیے کرنج کے پیچھے سے ایک اور راستہ بتا دیا۔ اس راستہ کا طول چھ فرسخ تھا۔ اور جھاڑیوں اور دریا کے پایاب حصہ سے گزرتا ہوا جاتا تھا۔

حجاج نے چھ ہزار منتخب شامی بہادروں کو ایک سردار کی زیر قیادت اس بڈھے کے ساتھ روانہ کیا اور اس فوج کے سردار سے کہہ دیا کہ تم لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ اور یہ چار ہزار درہم اپنے ساتھ لیتے جاؤ اگر یہ بڈھا تمہیں دشمن کی فوج کے عقب سے

[illegible]

حجاج کی میدان جنگ سے واپسی

[illegible] ابن الاشعث [illegible] حجاج [illegible]

[illegible]

[illegible] ابن الاشعث [illegible]

ابن الاشعث کا فرار

[illegible] حجاج [illegible] ابن الاشعث [illegible]

[illegible] ابن الاشعث [illegible]

ابن الاشعث کے لشکر [illegible]

[illegible] ابن الاشعث [illegible]

بسطام اور [illegible] کا قتل

[illegible] بسطام [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

مقابلہ نہیں کر سکتا وہ تو کتے کی طرح بھونکتا ہے۔

حجاج نے [illegible] کے مرنے کے بعد کہا کہ یہ کیسا بدبخت ہے [illegible] اس نے [illegible] گردن کو کاٹ کر [illegible] پھینک دے [illegible] حال [illegible] کے سامنے [illegible] غلام نے اس [illegible] حجاج نے اس [illegible] کی موت کے غم میں [illegible] کہا گیا [illegible] میں [illegible] ہیں۔

اہل کوفہ کی جبری بھرتی:

اسی سال حجاج نے [illegible] خراسان بھیجنے کے لئے اہل کوفہ کی ایک فوج جبری فوجی خدمت کے قانون کے مطابق بھرتی کی۔ اس فوج نے [illegible] کے لیے [illegible] شروع کیا۔

ایک شامی کے قتل کا واقعہ:

اس فوج میں [illegible] ایک شخص اسدی [illegible] کی شادی [illegible] سے ہوئی تھی [illegible] رات کے وقت لشکر گاہ سے اپنی بیوی کے پاس آیا [illegible] کے بعد ہی ایک شخص نے [illegible] دروازہ کھٹکھٹایا [illegible] اسدی نے [illegible] دیکھا تو ایک بدمست شامی ہے اس کی بیوی نے کہا یہ شامی روزانہ ہماری طرف آتا ہے [illegible] اس کی نیت اچھی نہیں معلوم ہوتی میں نے اس کے [illegible] سے بھی اس کی شکایت کی ہے [illegible] اس کا علم ہو چکا ہے۔

اس کے خاوند نے کہا اچھا اسے آنے دو [illegible] دروازہ کھول دیا اور جب وہ شامی اندر آیا تو [illegible] دروازہ بند کر دیا۔

اپنے خاندان کی خاطر [illegible] تھے [illegible] گھر کو [illegible] رکھا تھا۔

شامی نے اس [illegible] اسدی نے اسے قتل کر ڈالا اور اس کی [illegible] اسدی اپنا [illegible] جب [illegible] کی نماز [illegible] اطلاع [illegible] بیان کر دیا۔

چنانچہ اس خاتون نے [illegible] حجاج کے پاس [illegible] خاتون اس کے سامنے پیش ہوئی اس وقت عنبسہ بن سعید بھی حجاج کے ساتھ [illegible] اس خاتون نے تمام [illegible] درست بیان کر دیا حجاج نے [illegible] مقتول شامی کے وارثوں سے کہا [illegible] قصاص [illegible] دلائی جا سکتی ہے۔

اس واقعہ کے بعد حجاج نے ایک اعلان عام کیا کہ کوئی شخص کسی [illegible] کے مکان میں نہ جایا کرے۔

شہر واسط کی مسجد کی تعمیر:

[illegible] تمام [illegible] حجاج نے [illegible] والوں کو [illegible] کے قیام کا انتظام کر دیا۔ حجاج

ہر طرف سے غور سے دیکھنے کے بعد شہر کے قریب اس مقام کو پسند کیا۔ وہ ابھی اسی جگہ میں تھا کہ اس نے ایک راہب کو گدھی پر سوار ہوتے ہوئے دیکھا اس راہب نے اپنا گدھا بیٹھا دیا اور جب واسط کے جائے وقوع پر پہنچا تو وہ گدھی ایک دم سے رک گئی اور اس نے پیشاب کر دیا۔ راہب اتر پڑا اور جس جگہ گدھی نے پیشاب کیا تھا وہاں کی مٹی کھود کر دریائے دجلہ میں ڈال آیا۔ یہ تمام واقعہ حجاج کے سامنے ہوا حجاج نے حکم دیا کہ اس راہب کو میرے پاس لاؤ۔ راہب سامنے آیا تو حجاج نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے یہ کیوں کیا۔ راہب نے کہا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ اس مقام پر ایک مسجد تعمیر کی جائے گی۔ اور جب تک دنیا میں ایک بھی موحد باقی رہے گا یہاں اللہ کی عبادت ہوتی رہے گی۔ اس کے بعد حجاج نے شہر واسط کی حد بندی کی اور اسی جگہ مسجد بنوائی۔

امیر حج ہشام بن اسمٰعیل و عمال:

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینہ کی امارت سے برطرف کر دیا اور ان کی جگہ ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کو والی مقرر کیا اور ہشام ہی نے لوگوں کو اس سال حج کرایا۔

سوائے مدینہ منورہ کے اور باقی تمام صوبوں پر وہی لوگ حاکم اور عامل تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے البتہ مدینہ کے عامل کے عزل و نصب کے متعلق ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

۸۳ھ کے واقعات

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں عبدالملک کے بیٹے عبداللہ نے رومیوں کے خلاف جہاد کیا اور شہر مصیصہ فتح کیا۔

حوشب بن یزید کو ابن القریہ کی گرفتاری کا حکم:

نیز اسی سنہ میں حجاج نے ایوب ابن القریہ کو قتل کیا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔ یہ شخص ابن الاشعث کے ساتھیوں میں تھا۔ دیر الجماجم سے بھاگ آنے کے بعد حوشب بن یزید کے پاس جو حجاج کی طرف سے کوفہ کا عامل تھا آیا کرتا تھا۔ حوشب اپنے ملازمین سے کہہ دیتا تھا کہ اس شخص کو جو میرے ساتھ کھڑا ہوتا ہے تم اپنی نگاہ میں رکھو۔ کیونکہ ایک آدھ روز میں حجاج کا میرے نام ایسا حکم آئے گا کہ اس کی تعمیل مجھے کرنی پڑے گی۔ چند ہی دن بعد ایک روز ایوب حوشب کے ساتھ کھڑا ہوا تھا کہ حجاج کا یہ خط پہنچا:

> ”مدت کے بعد مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک عراقی کو جو میرا دشمن ہے پناہ دی ہے اس کے دیکھتے ہی تم ابن القریہ کی اس کی مشکیں کس کے معتبر شخص کی حراست میں میرے پاس بھیج دو۔“

ایوب بن القریہ کی گرفتاری:

حوشب نے خود خط پڑھ کر ابن القریہ کو پڑھنے کے لیے دیا۔ اس نے پڑھ کر کہا کہ حکم کی تعمیل میں مجھے کچھ چون و چرا نہیں ہے چنانچہ حوشب نے اس کی مشکیں کس کر حجاج کے پاس بھیج دیا۔ جب وہ حجاج کے سامنے آیا تو حجاج نے پوچھا کہ کیوں اس موقع کو بھی تم نے کسی انتظام کر رکھا ہے کہ اب کیا جواب دو گے؟

ابن القریہ نے کہا کہ ہاں: تین الفاظ ہیں جو گویا ایک سوار [illegible] آخرت، موت اور احسان۔ حجاج نے کہا اچھا اب ان کی تشریح کرو۔ ابن القریہ نے کہا جس کی کہیے بتا دوں۔

[illegible]

ابن القریہ کا قتل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کر کے کوفہ سے یہاں بھیج دیا۔ یہاں پہنچ کر [illegible] ۔ یحییٰ قتیبہ کے پاس پہنچ گئے یہ شخص اپنے زمانے کا بہترین [illegible] پیدا ہوا تھا۔

حجاج نے اس بات کو دریافت کیا۔ یحییٰ نے جو اسلوب اختیار کیا حجاج نے تعجب سے کہا کہ [illegible] یحییٰ نے جواب دیا کہ میں نے پڑھا ہے [illegible] اور [illegible] تصحیح کی تھی [illegible] ہے۔

یحییٰ کی توبیخ پر تحسین

پھر حجاج نے پوچھا کہ کیا عنبسہ بن سعید کی بول چال میں غلطی کرتے ہیں؟ یحییٰ نے کہا ہاں۔ اس پر حجاج نے پوچھا اور قاری صاحب بھی؟ یحییٰ نے جواب دیا کہ [illegible] مجھ سے متعلق [illegible] بول چال میں غلطی کرتے ہیں؟ یحییٰ نے کہا ہاں! [illegible] آپ بھی غلطی کرتے ہیں [illegible] کر دو۔

ان کی [illegible] اور [illegible] اس [illegible] سے [illegible] کا [illegible] اگر اس کے بعد عراق میں [illegible] تمہیں دیکھوں گا تو قتل کر دوں گا۔ یحییٰ خراسان چلے گئے۔

اس سال ہشام بن اسمٰعیل المخزومی نے حج کرایا۔ مختلف صوبجات پر وہی لوگ عامل تھے جن کے نام ہم ۸۴ھ کے واقعات میں بتا چکے ہیں۔

۸۵ھ کے واقعات

عبدالرحمن بن محمد ابن الاشعث کی موت اور اس کے اسباب و واقعات۔

علقمہ بن عمرو کا ابن الاشعث کو مشورہ

جب ابن الاشعث ہرات سے واپس رتبیل کے پاس جانے لگے ان کے ہمراہ ایک شخص علقمہ بن عمرو بھی تھا۔ علقمہ نے ابن الاشعث سے کہا کہ میں آپ کے ہمراہ [illegible] رتبیل کے پاس نہیں جاؤں گا۔ ابن الاشعث نے وجہ دریافت کی تو علقمہ نے کہا کہ مجھے [illegible] اندیشہ ہے [illegible] مجھے معلوم ہے کہ [illegible] عمارہ بن تمیم اور [illegible] رتبیل کو [illegible] اور رتبیل یا تو تمہیں [illegible] کے پاس [illegible] قتل کر دے گا [illegible] جان [illegible] ہمارا [illegible] ہم [illegible] اس وقت تک [illegible] جب تک کہ ہمیں امان حاصل ہو جائے یا ہم سب کے سب [illegible] جائیں۔

عبدالرحمن نے ان سے کہا کہ آپ میرے ساتھ چلئے [illegible] آپ کی [illegible] کروں گا اور عزت و توقیر سے رکھوں گا مگر علقمہ نے جانے سے انکار کر دیا۔

علقمہ بن عمرو کی ابن الاشعث سے علیحدگی

عبدالرحمن رتبیل کے پاس چلے گئے اور یہ پانچ سو آدمی وہاں سے روانہ ہو کر کسی مقام میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے۔ مودود النضری کو انہوں نے اپنا امیر مقرر کر لیا۔

عمارہ بن تمیم لخمی نے آ کر ان کو محصور کر لیا۔ یہ جماعت ان سے لڑی اور ان کی پیش نہ جانے پائی آخر کار عمارہ نے ان کو امان دے دی۔ یہ لوگ ان کے پاس چلے آئے اور عمارہ نے اپنے وعدہ معافی کو برقرار رکھا۔

اب حجاج نے رتبیل کو ابن الاشعث کی حوالگی کے بارے میں خط پہ خط بھیجنے شروع کیے اور یہ دھمکی دی کہ اگر تم نے ابن الاشعث کو میرے حوالے نہ کیا تو دس لاکھ فوج سے تمہاری سلطنت کو روند ڈالوں گا۔

عبید بن ابی سبیع

رتبیل کے پاس ایک شخص عبید بن ابی سبیع تمیمی آیا جایا کرتا تھا اس نے رتبیل سے کہا کہ میں حجاج سے تمہارے لیے یہ عہد لے لوں کہ سات سال تک تم سے خراج نہ لیا جائے گا بشرطیکہ تم ابن الاشعث کو اس کے حوالے کر دو۔ رتبیل نے کہا اگر تم ایسا کر دو تو بہتر۔ اس کے بعد عبید نے حجاج کو لکھا کہ رتبیل میری بات مان گیا ہے اور قسم ہے خدا کی میں اس وقت تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ وہ ابن الاشعث کو آپ کے حوالے نہ کر دے گا۔ اس خدمت کے صلہ میں حجاج نے بھی اس شخص کو بہت کچھ روپیہ دینا منظور کیا۔ رتبیل سے بھی اس نے اپنا تمام معاملہ طے کر لیا۔ غرض کہ رتبیل نے عبدالرحمن کے سر کو حجاج کے پاس بھیج دیا اور حجاج نے اس کے بدلے میں سات سال کا خراج معاف کر دیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رتبیل نے تو عبدالرحمن بن الاشعث کو حجاج کے پاس بھیج دیا تھا مگر اس نے راستہ میں ایک چھت سے گر کر خودکشی کر لی۔

ملیکہ بنت یزید

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے یزید کی بیٹی ملیکہ کو کہتے سنا ہے کہ بخدا عبدالرحمن مر گئے اور ان کا سر میری ران پر رکھا ہوا تھا انہیں دق ہو گئی تھی۔

عبدالرحمن کو سل ہو گئی تھی انتقال کے بعد جب لوگوں نے انہیں دفن کرنے کا ارادہ کیا تو رتبیل نے ان کی لاش منگوا کر ان کا سر کٹوا لیا اور اسے حجاج کے پاس بھیج دیا علاوہ ازیں ان کے خاندان کے اٹھارہ آدمیوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور حجاج کو اس کی اطلاع دی۔ حجاج نے لکھا کہ ان سب کو قتل کر کے ان کے سر میرے پاس بھیج دو۔

حجاج نے ایک قاصد اپنے پاس بلا کر انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھ ان کو عبدالملک کے سامنے پیش کرے اور عبدالملک نے ان میں سے کسی ایک کو بھی معاف نہ کیا۔

عمارہ کا سجستان پر قبضہ

ابن ابی سبیع اور ابن الاشعث کے درمیان جو واقعہ پیش آیا اس کے متعلق مذکورہ تفصیل کے علاوہ ایک اور روایت بیان ہو چکی تھی ایک اور حسب ذیل روایت بھی ہے جس کا راوی ابی عبیدہ معمر بن المثنی ہے اس کا بیان ہے کہ عمارہ کرمان سے روانہ ہو کر سجستان آیا۔ یہاں ایک شخص عبدالملک بن العجمی نے اس کا محاصرہ کر لیا پھر اسے امان دے دی۔ اس طرح اٹھارہ ماہ کے بعد سجستان ان کے تصرف میں آ گیا۔

عمارہ کا حجاج کے نام خط

اس قضیہ سے فارغ ہونے کے بعد عمارہ نے حجاج کا حسب ذیل خط ایک قاصد کے ذریعے رتبیل کے پاس بھیج دیا۔

حمد و ثنا کے بعد میں نے عمارہ کو تیس ہزار آدمیوں کے ساتھ تمہارے مقابلہ پر بھیج دیا ہے جو ہمیشہ سے وفا شعار اور فرمانبردار ہے۔

رہے۔ انہوں نے کبھی خلیفہ سے بغاوت نہیں کی اور نہ بادشاہوں کی اطاعت کی بات میں سے جو شخص موجود ہے ہم کو اس کا حق ہے اور جنگ میں جو مال غنیمت حاصل کرتا ہے اس سے بھی یہ خوب مستفید ہوتے ہیں۔ اور ابن الاشعث کی لڑائی میں بھیجے گئے تھے۔

عبید بن ابی سبیع کا رتبیل کو مشورہ:

رتبیل نے ابن الاشعث کو حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ ابن الاشعث کے پاس عبید اللہ بن ابی سبیع التمیمی بھی تھا جو ان کا خاص آدمی تھا اور اس کو ابن الاشعث نے اپنا سفیر بنا کر رتبیل کے پاس بھیجا تھا۔ رتبیل کے پاس پہنچ کر اس نے خاص تعلقات پیدا کر لیے اور اس سے کہا کہ اگر تم نے ابن الاشعث کو حوالے کر دیا تو سخت مصیبت میں پھنس جاؤ گے۔

عبید بن ابی سبیع کے خلاف شکایت:

عبدالرحمن کے بھائی قاسم بن الاشعث نے ان سے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ یہ تمیمی بے وفائی کرے گا بہتر ہے کہ آپ اسے قتل کر ڈالیں۔ عبدالرحمن نے اسے قتل کرنا بھی چاہا مگر یہ ہوشیار ہو گیا اور عبدالرحمن کی رتبیل سے شکایت کی۔ حجاج کا خوف اس کے دل میں جاگزیں کر دیا۔ اور مشورہ دیا کہ عبدالرحمن کو حجاج کے حوالہ کر دیجیے۔ رتبیل نے اس مشورہ کو قبول کر لیا۔

رتبیل کی بدعہدی:

عبید پوشیدہ طور پر عمارۃ بن تمیم اللخمی کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اگر ابن الاشعث آپ کے حوالہ کر دیا جائے تو کتنا روپیہ آپ اس کے معاوضہ میں دیں گے۔ عمارہ نے دس لاکھ درہم کہے۔ عبید عمارہ کے پاس ٹھہرا رہا۔ عمارہ نے اس معاملہ کے متعلق حجاج سے استصواب کیا۔ حجاج نے حکم دیا کہ عبید اور رتبیل دونوں کی شرائط کو منظور کر لو۔ عبید نے تو دس لاکھ مانگے اور رتبیل نے یہ شرط کی کہ دس سال تک میرے خلاف کوئی جنگ نہ کی جائے دس سال کے بعد میں نو لاکھ درہم سالانہ بطور خراج ادا کرتا رہوں گا۔

ابن الاشعث کی گرفتاری:

عمارہ نے ان لوگوں کے مطالبات کو منظور کر لیا۔ رتبیل نے ابن الاشعث کو اپنے سامنے حاضر کیے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اور اس کے خاندان کے تیس اور اشخاص حاضر کیے گئے۔ ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہلے ہی سے تیار تھیں۔ عبدالرحمن اور اس کے بھائی قاسم کے گلے میں بیڑیاں ڈال دی گئیں اور ان سب کو عمارہ کی قریب ترین سرحدی چوکی میں بھیج دیا گیا۔

ابن الاشعث اور اس کے اعزہ کا قتل:

عبدالرحمن کے اور جس قدر ساتھی تھے ان سے رتبیل نے کہہ دیا کہ جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ۔ جب عبدالرحمن عمارہ کے قریب رہ گیا تو اس نے ایک کوٹھے سے گر کر خود کشی کر لی۔ اس کا سر کاٹ کر اور دوسرے قیدی عمارہ کے پاس لائے گئے۔ عمارہ نے ان سب کو بھی قتل کر ڈالا اور ابن الاشعث اس کی بیوی اور اس کے دوسرے عزیزوں کے سروں کو حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج نے ان کے سر کو عبدالملک کی خدمت میں ارسال کر دیا اور عبدالملک نے عبدالعزیز کے پاس جو اس وقت مصر کے گورنر تھے بھیج دیا۔

ابن الاشعث کے سر کی روانگی شام:

عبدالملک کے سامنے جب ابن الاشعث کا سر رکھا گیا اس نے اسے ابن الاشعث کی قریبی رشتہ دار عورت کے پاس جو کسی قریش کے گھر میں تھی ایک خوجہ سرا کے ہاتھ بھیج دیا۔ جب سر اس عورت کے سامنے رکھا گیا تو اس نے کہا کہ کیا خوش زائر کی آمد

پر خوش آمدید کہتی ہوں یہ ایک اولوالعزم بادشاہ تھا جس کا مطمح نظر اس کی عالی و ارفع شان کے شایان تھا۔ مگر قسمت برگشتہ تھی اس لیے اسے کامیابی نہیں ہوئی۔

خواجہ سرا اس کے سر کو لے جانے لگا اس عورت نے اس کے سر کو اس کے ہاتھ سے چھین لیا اور کہا کہ میں اس وقت تک نہ لے جانے دوں گی جب تک کہ اپنی آرزو پوری نہ کر لوں گی۔ پھر اس نے کنگھی منگوائی اس کے سر پر کنگھا پھیرا اور کہا کہ اب لے جا۔

خواجہ سرا سر کو لے گیا اور عبدالملک سے یہ داستان سنائی۔ جب اس عورت کا شوہر اس کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اگر تیرا بس چلتا تو شاید اس سے احتراز عمل کرتا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ابن الاشعث کے ساتھیوں میں سے کسی شخص نے علاقہ رتبیل کی طرف روانہ ہوتے وقت ابن الاشعث سے کچھ اشعار پڑھ کر اسے غیرت دلائی۔ اس شخص نے ابن الاشعث کی طرف پلٹ کر کہا کہ اے رتبیل کا شکار تم کسی جنگ میں ثابت قدم رہے ہوتے تو ہم تمہارے سامنے ہی اپنی جانیں قربان کر دیتے تو تمہارے لیے اس موجودہ حالت سے زیادہ اچھا ہوتا۔

شاعر عبیدالارقط اور حجاج:

انہیں معرکوں میں سے کسی معرکہ پر جاتے جاتے شاعر عبیدالارقط شاعر بھی اس کے ہمراہ تھا۔ عبید نے یہ اشعار پڑھے۔

مازال يبني خندقا ويهدمه عن عسكر يقوده فيهزمه

حتى يصير في يديك مقسمه هيهات من مصعبة مشرمه

ان اخا الكظاظ من لا يسأمه

ترجمہ: "ہمیشہ وہ خندق بناتا رہا اور اسے منہدم کرتا رہا اس لشکر کے گرد جس کی وہ قیادت کرتا تھا اور پھر اسے چھوڑ دیتا تھا یہاں تک کہ اس کی قسمت کی باگ تیرے ہاتھ میں آ گئی اس شکست خوردہ میدان معاملہ پر افسوس ہے مصائب و شدائد جنگ کا ایسا شخص برداشت کر سکتا ہے جو تھکنے والا نہیں"۔

حجاج نے ان اشعار کو سن کر کہا کہ یہ اشعار اس وقت اعشیٰ ہمدانی کے شعر سے زیادہ حقیقت سے مملو ہیں۔ اعشیٰ ہمدانی کا یہ شعر تھا۔

نبئت ان بني يوسف خر من زلق تبا

ترجمہ: "مجھے معلوم ہوا ہے کہ یوسف کا لڑکا ایک چکنے پتھر سے گر کر ہلاک ہو گیا"۔

"اب واضح معلوم ہو گیا کہ کون پھسلا اور تباہ ہوا۔ کون منہ کے بل گرا۔ کس نے خوف کھایا اور تھرا گیا اور کس نے شکست کھائی اور ذلت میں پڑا"۔

حجاج نے ان جملوں کو اس قدر بلند آواز کے ساتھ ادا کیا کہ جس قدر حاضرین تھے سب اس کے غیظ و غضب سے خوف زدہ ہو گئے اور ارقط بھی چپ ہو گیا۔ حجاج نے اس سے کہا کہ جو اشعار تم سنا رہے تھے تو تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ ارقط نے کہا کہ میری جان امیر اور اللہ کی جانب سے غالب فرماں روا پر قربان ہو۔ جب میں نے آپ کو اس جوش و غضب کی حالت میں دیکھا میرے تمام جوڑ بند خوف سے کانپنے اور تھرتھرانے لگے۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ گیا اور میں چکر کھانے لگا۔ حجاج نے کہا بے شک

اللہ تعالیٰ کی حکومت تو سب سے مقدم ہے۔ [illegible] ارطاۃ نے یہ شعر سنائے۔

ارطاۃ کے اشعار:

ایک روز حجاج کہیں جا رہا تھا اس کے ہمراہ زیاد بن جریر بن عبداللہ بجلی بھی تھا۔ یہ کانا تھا۔ حجاج نے ارطاۃ سے کہا کہ تم نے ابن مروان کے لیے جو شعر کہے تھے وہ سناؤ۔ ارطاۃ نے یہ شعر پڑھے

یا اعور العین فدیت العوری ۔۔۔ كنت حسبت الخدع المغرورا

[illegible] ۔۔۔ [illegible]

ترجمہ: ”اے کانے! میں تیری ایک آنکھ پر فدا ہو جاؤں، تو نے خیال کیا تھا کہ یہ خواہش تجھے ان مصائب سے بچا سکتی ہیں جو تیرے لیے مقدر ہو چکی ہیں۔ [illegible]“۔

* * *

باب ۱۳

یزید بن مہلب

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ عبدالرحمن بن الاشعث ۸۵ھ میں ہلاک ہوا۔ اسی سنہ میں حجاج نے یزید بن المہلب کو خراسان کی گورنری سے معزول کر کے اس کی جگہ اس کے بھائی مفضل کو مقرر کیا۔

حجاج کی ایک راہب سے ملاقات:

حجاج عبدالملک سے ملنے گیا تھا واپسی میں اس نے ایک دیر میں قیام کیا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ یہاں ایک بڑا عالم و فاضل عیسائی راہب رہتا ہے۔ حجاج نے اسے بلایا اور پوچھا کہ کیا آپ کی کتابوں میں ان حالات کا ذکر ہے جس میں کہ اس وقت ہم اور آپ ہیں۔

راہب نے کہا جی ہاں جو واقعات آپ پر گزر چکے ہیں گزر رہے ہیں اور گزرنے والے ہیں۔ وہ سب مذکور ہیں۔

حجاج نے پوچھا کہ کیا صریح طور پر نام بنام ان کا ذکر ہے یا صرف آثار و علامات کی صفات بیان کی گئی ہیں۔

راہب نے کہا کہ جہاں صرف صفات بیان کیے گئے ہیں وہاں نام نہیں ہے اور جہاں نام ہے۔ وہاں صفات مذکور نہیں۔

حجاج نے پوچھا اچھا فرمائیے کہ ہمارے موجودہ امیرالمومنین کی کیا خصوصیات ہیں۔ راہب نے کہا کہ ہم اپنے زمانہ میں انہیں ایک نہایت ہی مدبر بادشاہ سمجھتے ہیں جو ان کی مخالفت کرے گا پچھاڑ دیا جائے گا۔

حجاج نے کہا ان کے بعد کون ہوگا راہب نے کہا ولید۔ حجاج نے پوچھا کہ ان کے بعد کون ہوگا؟

راہب نے کہا ایک ایسا شخص جس کا نام ایک نبی کا نام ہے جس سے خیر و برکات کا افتتاح ہوگا۔

حجاج نے پوچھا کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ راہب نے کہا ہاں مجھے بتایا گیا ہے۔ حجاج نے پوچھا کیا آپ میرے منصب و ولایت کو جانتے ہیں؟ راہب نے کہا ہاں جانتا ہوں۔ حجاج نے پوچھا میرے بعد کون والی ہوگا؟ راہب نے کہا یزید نامی ایک شخص ہوگا۔ حجاج نے پوچھا کہ آیا میری زندگی میں یا میرے بعد۔ راہب نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ حجاج نے پوچھا اس کی خصوصیات آپ جانتے ہیں راہب نے کہا کہ وہ ایک بدعہدی کرے گا اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں جانتا۔

حجاج کی یزید بن مہلب سے بدگمانی

اس گفتگو کے بعد حجاج کے دل میں خیال آیا کہ یزید بن المہلب ہی میرا جانشین ہے۔ حجاج نے کوچ کیا اور سات روز تک چلتا رہا۔ اس راہب کے قول سے اسے خوف پیدا ہو گیا تھا۔ مختصر یہ کہ عراق کی صوبہ داری سے اس نے عبدالملک کو اپنا استعفیٰ لکھ بھیجا۔ عبدالملک نے اس کے جواب میں لکھا کہ مجھے تمہارا اصلی منشا معلوم ہو گیا ہے تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے متعلق میں اپنی رائے کا اظہار کروں تو سن لو کہ میں تمہیں ایک مفید آدمی سمجھتا ہوں اب یہ اپنا استعفا واپس لے لو اور اب کبھی مرتے دم تک استعفا نہ دینا۔

حجاج کی یزید بن مہلب کے متعلق عبید سے گفتگو

ایک روز حجاج بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے عبید کو بلایا۔ جب وہ [illegible] حجاج کے پاس آیا تو اس [illegible] پیدا ہوا تھا۔ حجاج نے اپنا سر اوپر اٹھا کر عبید سے [illegible] بیان [illegible] [illegible] عراق کا گورنر ہوا۔ میں نے یزید بن [illegible] اور یزید [illegible] خیال [illegible] وہ انہیں اس کا موقع [illegible] یزید بن [illegible] ہے۔

عبید نے عرض کیا کہ آپ ہی نے انہیں عزت دی تھی اور منصب جلیلہ پر فائز کیا ان کے افراد کی تعداد بھی کثیر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو شجاعت [illegible] میں [illegible] اور ترقی کے بے نہایت [illegible] اور [illegible] ہیں۔

ابو عثمان خیار بن سبرہ:

حجاج نے جو یزید کے برطرف کرنے کا ارادہ [illegible] کیا [illegible] ابو عثمان خیار بن سبرہ بن ذویب بن عمرو [illegible] بن مجاشع جو مہلب کے سرداروں میں تھا حجاج کے پاس آیا۔ حجاج نے اس سے یزید کی حالت دریافت کی۔ خیار نے کہا کہ وہ [illegible] اور [illegible] حجاج نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ مجھ سے سچ سچ بیان کرو۔ خیار نے کہا کہ [illegible] اس میں شک نہیں ہے کہ [illegible] جو اس کی [illegible] ہیں۔ حجاج نے کہا کہ اب تم نے سچ کہا۔

اس کے بعد حجاج نے خیار کو [illegible] کا حاکم [illegible] دیا تھا۔

آل مہلب کے خلاف حجاج کی شکایت

حجاج نے عبدالملک کو یزید اور خاندان مہلب کی شکایت لکھی [illegible] ہیں۔ عبدالملک نے اس کے جواب میں حجاج کو لکھا کہ یہ کوئی جرم کی بات نہیں ہے کہ وہ [illegible] خاندان [illegible] [illegible] یہ [illegible] حقیقت ہوا [illegible] خاندان [illegible] ان کی [illegible] خاندان سے وفاداری کا باعث ہے۔

یزید بن مہلب کی معزولی

مگر حجاج نے [illegible] کے بیان پر عبدالملک کو لکھا کہ یہ لوگ ضرور بے وفائی کریں گے۔ عبدالملک نے جواب دیا کہ تم نے یزید اور خاندان مہلب کی بہت شکایت کی ہے۔ تم کسی ایسے شخص کا نام پیش کرو جو [illegible] خراسان کی گورنری کا اہل ہو۔ حجاج نے مجاعہ ابن سعر السعدی کا نام پیش کیا۔ عبدالملک نے اس کو لکھا کہ تم نے [illegible] مہلب کی [illegible] [illegible] کی موجود ہے۔ کسی ایسے شخص کا انتخاب کرو کہ [illegible] کی قابلیت رکھنے والا [illegible] اور [illegible] کام کو مکمل کرنے والا ہو۔ اس پر حجاج نے قتیبہ بن مسلم کا نام پیش کیا۔ عبدالملک نے اسے منظور کر لیا اور حکم دے دیا کہ قتیبہ [illegible] کو یہ معلوم ہو گیا۔ حجاج نے کچھ طرف [illegible] اس نے اپنے [illegible] سے پوچھا کہ بھلا کون شخص میرا جانشین بنایا جائے گا۔ سب نے کہا کہ قتیبہ بن [illegible] کوئی شخص [illegible] [illegible] نہیں۔ بلکہ [illegible] میں سے کوئی شخص [illegible] مقرر کر دیا جائے گا۔ اور جب [illegible] اس کے پاس چلا جاؤں گا۔ تب سے [illegible] توقف کر کے [illegible] کوئی شخص مقرر کر دیا جائے گا۔ اور میرا خیال ہے کہ قتیبہ ہوں گے۔

یزید بن مہلب کی طلبی:

غرض کہ جب عبدالملک نے یزید کو معزول کرنے کی اجازت دے دی تو حجاج نے اسے لکھا کہ مفضل کو جانشین مقرر کیجیے۔ نیز یزید کو لکھا کہ اپنے بھائی مفضل کو نائب بنا کر خود ہمارے پاس آ جاؤ۔

یزید نے حصین بن منذر سے مشورہ کیا۔ حصین نے کہا کہ تم وہیں ٹھہرے رہو اور کوئی بہانہ کر دو کیونکہ امیر المومنین کی رائے تمہارے متعلق اچھی ہے اور یہ سب کچھ حجاج کی طرف سے ہے۔ مجھے امید ہے کہ اگر تم ٹھہرے رہے اور جلدی نہ کی تو امیر المومنین تمہارے لیے اسی عہدہ پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کر دیں گے۔

یزید کہنے لگا کہ ہم ایسے گھرانے کے لوگ ہیں جنہیں اطاعت میں برکت حاصل ہوئی ہے اور نافرمانی سے نقصان پہنچا ہے۔ میں مخالفت اور سرکشی کو معیوب سمجھتا ہوں۔

امارت خراسان پر مفضل بن مہلب کا تقرر:

یزید نے سفر کی تیاری شروع کر دی۔ مگر کوچ میں تاخیر ہو گئی۔ جب حجاج کو معلوم ہوا تو اس نے مفضل کو لکھا کہ میں تمہیں خراسان کا گورنر مقرر کرتا ہوں۔ اب مفضل نے یزید سے اصرار شروع کیا کہ تم فوراً چلے جاؤ۔ یزید نے اس سے کہا کہ میرے جانے کے بعد بھی حجاج تمہیں اس عہدہ پر برقرار نہیں رکھے گا۔ اس نے تم کو یہ عہدہ صرف اس لیے دیا ہے کہ اسے یہ ڈر ہے کہ میں اس کی حکومت کا مقابلہ اور حکم کی خلاف ورزی کروں۔

مفضل کہنے لگا کہ آپ مجھ سے جلتے ہیں۔ یزید نے کہا اے ابن بہلہ میں تجھ سے حسد کروں۔ تمہیں خود ہی عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

مفضل بن مہلب کی برطرفی:

یزید ربیع الآخر ۸۵ھ میں خراسان سے روانہ ہوا۔ اس کے بعد حجاج نے مفضل کو بھی برطرف کر دیا۔ اس پر ایک شاعر نے مفضل اور اس کے سگے بھائی عبدالملک کی ہجو میں چند شعر کہے۔ حصین نے یزید کو مخاطب کرتے ہوئے یہ دو شعر کہے

امرتك امرا حازما فعصيتني فاصبحت مسلوب الامارة نادما
فما انا بالباكي عليك صبابة وما انا بالداعي لترجع سالما

ترجمہ: "میں نے تجھے ایک نہایت مضبوط مشورہ دیا تھا مگر تو نے اسے نہ مانا۔ اور تیری امارت چھن گئی اور تو نادم ہوا۔ میں تیری مصیبت پر کسی قسم کی محبت کی وجہ سے رونے والا نہیں ہوں اور نہ میں یہ دعا کرنے والا ہوں کہ تو صحیح سلامت واپس آ جائے۔"

قتیبہ اور حصین کی گفتگو:

جب قتیبہ خراسان آیا تو اس نے حصین سے کہا کہ تم نے یزید کو کیا مشورہ دیا تھا۔ حصین نے یہ شعر پڑھے

امرتك امرا حازما فعصيتني فنفسك اول اللوم ان كنت لائما
فان يبلغ الحجاج ان قد عصيته فانك تلقى امره متفاقما

ترجمہ: "میں نے تجھے ایک بہت مضبوط مشورہ دیا تھا مگر تو نے نافرمانی کی۔ اب اگر تو کسی کو ملامت کرنا چاہے تو تو خود ہی اس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آل زبیر [illegible]

عبدالملک نے جواب دیا کہ مجھے [illegible]

نہیں معلوم ہوتی۔ [illegible]

میں وہی بیان ہے جو روایت سابقہ میں پہلے مذکور ہو چکا ہے۔

مفضل کی باذغیس پر فوج کشی:

حجاج نے یزید کو خراسان کی حکومت سے [illegible] ان کے بھائی مفضل [illegible] مفضل [illegible] باذغیس [illegible] فتح [illegible] مال غنیمت [illegible]

فتح باذغیس

باذغیس فتح کرنے کے بعد مفضل نے [illegible] مال غنیمت [illegible]

مفضل کا کوئی بیت المال نہ تھا۔ جب ان کے پاس [illegible]

اسی سنہ میں موسیٰ بن عبداللہ بن خازم ترمذ میں قتل کیا گیا۔

عبداللہ بن خازم کے بیٹے کا ترمذ میں قیام

جب موسیٰ کے باپ عبداللہ بن خازم [illegible] عبداللہ بن خازم [illegible]

[illegible]

موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا اہل ترمذ سے مقابلہ:

[illegible]

موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کو ترکان کی امان

[illegible]

آپ سے خائف ہیں اس لیے آپ کا یہاں رہنا کسی طرح مناسب نہیں۔ وہ لوگ ہرگز آپ کو امن نہیں دیں گے۔

موسیٰ کئی مہینے اس رئیس کے پاس نوقان میں مقیم رہا۔ آخر یہاں سے بھی روانہ ہوا۔ ایک ایک رئیس کے پاس پناہ لینے جاتا کوئی ٹھکانا تلاش کرتا کہ اس میں قرار حاصل ہو جائے مگر ہر جگہ سے دھتکار دیا جاتا اور کہیں اسے جائے پناہ میسر نہ آتی۔ آخر کار سمرقند پہنچا۔ یہاں کے رئیس طرخون نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔ اور یہاں آ کر موسیٰ ایک مدت تک مقیم رہا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا شہسوار سغد سے مقابلہ

باشندگان سغد ہر سال یہ رسم مناتے تھے کہ ایک دسترخوان بچھایا جاتا تھا جس پر گوشت، حلیم، روٹی اور شراب کی ایک صراحی رکھی جاتی تھی۔ تمام سغد میں جو سب سے زیادہ بہادر شخص ہوتا تھا وہی اسے کھاتا تھا اگر کوئی اور شخص اس کھانے کو کھا لیتا تھا تو پھر ان دونوں میں مقابلہ ہوتا اور جو فتح مند ہوتا۔ اس کھانے کا ہر سال مستحق ہوتا۔

موسیٰ کے ساتھیوں میں ایک شخص نے اس کھانے کی حقیقت دریافت کی۔ جب اسے اس کی غرض و غایت معلوم ہوئی تو پہلے تو وہ خاموش ہو رہا۔ اور پھر کہنے لگا کہ میں اس کھانے کو کھاؤں گا اور شہسوار سغد سے مقابلہ کروں گا اگر میں نے اسے قتل کیا تو پھر میں ہی سغد کا بہادر بن جاؤں گا چنانچہ وہ شخص بیٹھ کر تمام کھانا چٹ کر گیا جب اس شخص کو اطلاع ہوئی جس کے لیے دسترخوان بچھایا گیا تھا وہ نہایت برہم ہو کر کہنے لگا کہ اے عرب! آ مجھ سے مقابلہ کر۔ عرب نے کہا کہ میں تو یہی چاہتا ہوں۔ چنانچہ دونوں میں مقابلہ ہوا۔ اور عرب نے اس سغدی بہادر کو قتل کر ڈالا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا سغد سے اخراج

اس پر بادشاہ سغد نے کہا کہ میں نے تم لوگوں کو اپنا مہمان بنایا۔ تمہاری تعظیم و تکریم کی۔ اور تم لوگوں نے اس کا بدلہ مجھے یہ دیا کہ سغد کے شہسوار اعظم کو قتل کر ڈالا۔ اگر میں نے تجھے (موسیٰ کو) اور تیرے ہمراہیوں کو وعدہ معافی نہ دیا ہوتا تو میں ضرور تم سب کو قتل کر ڈالتا۔ لہٰذا اب تم فوراً میرے شہر اور اس کے مضافات سے چلے جاؤ۔

موسیٰ بن عبداللہ اور رئیس کس کی جنگ:

موسیٰ یہاں سے روانہ ہو کر کس آیا۔ رئیس کس نے طرخون سے امداد طلب کی۔ امدادی فوج آ گئی۔ موسیٰ سات سو جوان مردوں کے ساتھ ان کے مقابلہ آیا۔ شام تک دونوں مقابل و آمادہ پیکار رہے۔ اور رات کی وجہ سے پھر علیحدہ علیحدہ ہٹ گئے۔ موسیٰ کے بہت سے ساتھی زخمی ہو چکے تھے۔ صبح کے وقت موسیٰ نے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ سروں کو منڈوا لو چنانچہ خارجیوں کے طریقے کے مطابق سب نے اپنے سر منڈوا لیے (اہل عجم کی طرح جب کوئی مرنے کے لیے بالکل آمادہ ہو جاتے ہیں) ان لوگوں نے چمڑے کے ترکش دان توڑ پھوڑ ڈالے۔

زرعہ بن علقمہ کا طرخون کو مشورہ:

موسیٰ نے زرعہ بن علقمہ سے کہا کہ تم طرخون کے پاس جاؤ۔ اور اسے کسی تدبیر سے پھسلاؤ۔ زرعہ طرخون کے پاس آیا۔ طرخون نے اس سے پوچھا کہ تمہارے ساتھیوں نے یہ کیا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اب وہ مرنے پر بالکل آمادہ ہو گئے ہیں لہٰذا آپ ہی غور فرمائیے کہ اگر جناب والا نے موسیٰ کو قتل کر دیا یا انہوں نے آپ کو قتل کر دیا تو اس سے آپ کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ ورنہ آپ اس

وقت تک موسیٰ پر قابو نہیں پا سکتے کہ جتنے ادھر ہیں اتنے ہی آپ کے آدمی بھی موت کے گھاٹ اتار دیں گے اور اگر بالفرض آپ نے موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو قتل بھی کر ڈالا۔ تب بھی آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ یہ بھگوڑے عربوں میں ان کی بڑی قدر و منزلت ہے جتنے لوگ خراسان آئیں گے سب آپ سے ان کے خون کا بدلہ لینے کے لیے آمادہ ہوں گے آپ ایک سے بچ گئے تو دوسرا آپ کو قتل کر ڈالے گا۔

طرخون نے کہا یہ سب کچھ ٹھیک ہے مگر میں کسی طرح اسے ان کے حوالے نہیں کر سکتا۔ زرعہ نے کہا تو اچھا آپ ان کے مقابلے سے باز آ جائیے تاکہ وہ یہاں سے کسی اور طرف نکل جائیں۔

موسیٰ بن عبداللہ کی ترمذ میں آمد:

چنانچہ طرخون نے مقابلہ ترک کیا اور موسیٰ ترمذ آیا۔ ترمذ میں ایک ایسا قلعہ تھا۔ جس کا ایک رخ دریا کی جانب تھا اس قلعہ سے باہر موسیٰ ترمذ کے ایک زمیندار کے پاس آ کر فروکش ہوا۔ یہ زمیندار بادشاہ ترمذ کا مصاحب تھا اور اس کے ثقہ تھا۔ اس نے موسیٰ سے کہا کہ چونکہ بادشاہ ایک نہایت ہی باحیا اپنی عزت کا پاس کرنے والا ہے اگر آپ اس سے دوستانہ طور پر پیش آئیں اور تحفے تحائف بھیجیں تو چونکہ وہ ایک ضعیف شخص ہے وہ ضرور آپ کو اپنے قلعہ میں داخل ہونے کی اجازت دے دے گا۔

موسیٰ نے کہا کہ یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا البتہ میں اس سے درخواست کروں گا کہ وہ مجھے قلعہ میں اترنے دے۔ چنانچہ موسیٰ نے درخواست کی مگر بادشاہ ترمذ نے اسے مسترد کر دیا اب موسیٰ نے بادشاہ کو ہر قسم کا مال بھیجا اسے تحفے بھیجے دوستانہ مراسم سے ربط بڑھانا چاہا اور ان کے تعلقات دوستانہ قائم ہو گئے۔

شاہ ترمذ کے موسیٰ بن عبداللہ سے دوستانہ مراسم:

ایک روز موسیٰ بادشاہ ترمذ کے ساتھ شکار کھیلنے بھی گیا اور اب وہ نہایت ہی اخلاق و مہربانی سے بادشاہ سے پیش آنے لگا۔ بادشاہ نے موسیٰ کی دعوت کی اور کہلا بھیجا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی عزت افزائی کروں اس لیے کل صبح کا کھانا آپ میرے ساتھ کھائیں اور صرف ایک سو ساتھی اپنے ہمراہ لائیے۔ موسیٰ نے سو آدمیوں کا انتخاب کیا۔ یہ جماعت گھوڑوں پر سوار ہو کر شہر میں داخل ہوئی۔ شہر میں گھستے ہی ان کے گھوڑے ہنہنائے۔ اس پر اہل ترمذ نے بد شگون لیا اور مہمانوں سے کہا کہ گھوڑوں سے اتر جائیں۔ سب مہمان اتر پڑے۔ ایک مکان میں انہیں دو دو کر کے داخل کیا۔ کھانا کھلا دیا گیا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد موسیٰ لیٹ گیا۔ اہل ترمذ نے اس سے درخواست کی کہ اب جائیے۔ موسیٰ نے کہا کہ مجھے اس سے بہتر مکان نہیں مل سکتا۔ میں یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گا۔ اب یہ جگہ یا تو میرے رہنے کا مکان بنے گی یا میری قبر۔

موسیٰ بن عبداللہ کا ترمذ پر قبضہ:

اب شہر میں ان عربوں نے اہل ترمذ سے لڑنا شروع کیا ان میں سے کچھ لوگوں کو مار ڈالا اور کچھ بھاگ گئے عرب ان کے مکانات میں گھس گئے موسیٰ نے شہر پر قبضہ کر لیا اور بادشاہ ترمذ سے کہا کہ میں آپ سے اور آپ کے خاص لوگوں سے کسی قسم کا تعارض کرنا نہیں چاہتا آپ یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ بادشاہ ترمذ اور باشندے چھوڑ کر نکل گئے ترکوں کے پاس آئے اور طالب امداد ہوئے ترکوں نے کہا کہ کیسے تعجب کی بات ہے کہ صرف سو آدمیوں نے تمہارے شہر میں گھس کر تمہیں وہاں سے نکال دیا۔ حالانکہ

ہم نے مقام کس پر کامیابی سے ان کی مدافعت کی۔ اب ہم ہرگز ان سے نہیں لڑیں گے۔

موسیٰ بن عبداللہ کی حکمت عملی:

موسیٰ نے ترمذ میں اقامت اختیار کر لی اس کے اور ساتھی بھی جن کی تعداد سات سو تھی ترمذ میں آ کر مقیم ہو گئے جب اس کا باپ مارا گیا تو اس کے باپ کے ساتھی بھی جن کی تعداد چار سو تھی اس سے آ ملے اس طرح اس کی قوت بڑھ گئی اور یہ لوگ نکل نکل کر اپنے آس پاس کے علاقہ پر غارت گری کرتے تھے۔

ترکوں نے ایک وفد موسیٰ کے پاس اس لیے بھیجا تا کہ وہ اس کی حالت دیکھ کر آئے۔ موسیٰ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کوئی نئی چال چلنی چاہیے۔

اگرچہ نہایت سخت گرمی پڑ رہی تھی مگر موسیٰ نے بہت سی آگ جلوائی اور اپنے ساتھیوں کو سردی کے گرم کپڑے پہننے کا حکم دیا ان لوگوں نے ان کپڑوں پر نمدے بھی پہن لیے اور اپنے ہاتھ گرمی سے تاپنے کے لیے آگ کی جانب دراز کر دیے۔ موسیٰ نے ترکوں کے وفد کو سامنے بلایا ترک یہ کیفیت دیکھ کر بہت گھبرائے اور مستفسر ہوئے کہ یہ کیا ہے؟ عربوں نے جواب دیا کہ ہمیں اس موسم میں سخت سردی معلوم ہوتی ہے اور موسم سرما میں سخت گرمی۔ ترک یہ دیکھ کر واپس چلے گئے اور کہنے لگے کہ یہ لوگ تو واقعی جنات ہیں ہم ان سے کبھی نہیں لڑیں گے۔

ایک مرتبہ ترکوں کے بادشاہ نے موسیٰ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور ایک قاصد کو زہر، تیر اور مشک دے کر اس کے پاس بھیجا۔ زہر سے اس بات کا اشارہ تھا کہ ہماری لڑائی زہر کا خاصہ رکھتی ہے اور تیر سے مراد جنگ ہے البتہ مشک صلح کی نشانی تھی اب اس کی مرضی ہے موسیٰ چاہے جنگ کو اختیار کر لے یا صلح کو۔

موسیٰ نے زہر کو آگ کے سپرد کر دیا اور تیر کو توڑ ڈالا اور مشک کو بکھیر دیا اس واقعہ کو سن کر ترک بولے کہ عربوں کا ارادہ صلح کا نہیں ہے اور انہوں نے اس طرح بتا دیا ہے کہ ان کی جنگ آگ کے مشابہ ہے اور وہ ہمیں شکست دیں گے غرض کہ اس لیے ترکوں نے عربوں سے جنگ نہیں کی۔

امیہ کی موسیٰ بن عبداللہ پر فوج کشی:

اسی زمانہ میں بکیر بن وشاح خراسان کا صوبیدار مقرر ہوا اس نے موسیٰ سے کوئی تعارض نہیں کیا البتہ جب امیہ صوبیدار ہو کر آیا تو وہ خود موسیٰ کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا مگر راستہ ہی میں بکیر نے اس سے بدعہدی اور بغاوت کی اور اسے مجبوراً واپس آنا پڑا۔ امیہ اور بکیر کے درمیان صلح بھی ہو گئی۔ مگر اس سال اس نے کوئی کارروائی نہیں کی مگر دوسرے سال بنی خزاعہ کے ایک شخص کو امیہ نے ایک زبردست فوج دے کر موسیٰ کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا محاصرہ:

اب اس موقع پر اہل ترمذ پھر ترکوں کے پاس گئے اور ان سے طالب امداد ہوئے پہلے تو ترکوں نے امداد دینے سے انکار کر دیا مگر جب ان لوگوں نے ترکوں سے بیان کیا کہ خود دشمن کے ہم قوم ان پر چڑھائی کر کے آئے ہیں اور انہوں نے ان کا محاصرہ کر لیا ہے اس موقع پر اگر ہم اس مہم کی اعانت کریں تو ہم ضرور موسیٰ پر فتح حاصل کر لیں گے۔ ترکوں نے اس بات کو مان لیا اور اہل ترمذ اور

ترکوں کی ایک زبردست فوج بھی موسیٰ کے مقابلہ کے لیے بڑھی۔ خزاعی اور ترکوں دونوں نے مل کر موسیٰ کا محاصرہ کرلیا۔ موسیٰ دن کے حصہ میں تو خزاعی سے لڑتا اور آخری حصہ میں ترکوں سے نبرد آزما ہوتے۔ دو یا تین ماہ تک اسی طرح لڑتا رہا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا شبخون مارنے کا منصوبہ:

ایک روز موسیٰ نے عمرو بن خالد بن حصین الکلابی سے جو ایک نہایت بہادر تھا کہا کہ ہماری اور ان کی جنگ نے بہت طول کھینچا ہے۔ اب میں نے یہ مصمم ارادہ کرلیا ہے۔ اس خزاعی پر شبخون ماروں۔ کیونکہ وہ لوگ ہمارے شبخون مارنے کے خیال سے بالکل بے خطر ہیں۔ اس معاملہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟

عمرو نے کہا کہ شب خون مارنے کا خیال تو نہایت مناسب ہے مگر یہ عجمیوں پر ہونا چاہیے۔ کیونکہ عرب بہت ہی ہوشیار قوم ہے۔ فوراً خطرہ کو محسوس کرلیتے ہیں اور رات کے وقت عجمیوں سے زیادہ جرأت کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ ترکوں پر شب خون ماریے۔ اور مجھے توقع ہے کہ اللہ ہمیں کامیابی عطا فرمائے گا۔ پھر اکیلے خزاعی کو تو ہم بھگت لیں گے۔ کیونکہ ہم قلعہ کی حفاظت میں ہیں اور وہ کھلے میدان میں پڑے ہیں۔ وہ ترک ہم سے زیادہ ثابت قدم و صابر ہیں اور جنگی چالوں کو ہم سے زیادہ سمجھنے والے ہیں۔

موسیٰ بن عبداللہ کا ترکوں پر شب خون:

موسیٰ نے بھی ترکوں ہی پر شب خون مارنے کا قصد کیا اور جب ایک پہر رات گزر گئی۔ موسیٰ چار سو سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ عمرو سے کہا تم ہمارے بعد روانہ ہونا۔ مگر قریب ہی رہنا۔ جب ہماری تکبیر کی آواز سنو تو تم بھی تکبیر کہنا۔

موسیٰ نے دریا کے کنارے کنارے بڑھنا شروع کیا۔ دشمن کے لشکر سے دور نکل گیا پھر مقام کفتان کی سمت سے بڑھنا شروع کیا اور جب دشمن کے قریب پہنچ گیا تو اپنی فوج کے چار حصے کر دیے اور انہیں حکم دیا کہ دشمن کے چاروں طرف پھیل جاؤ۔ جب ہماری تکبیر سنو تو تم بھی تکبیر کہنا۔

ترکوں کی شکست و فرار:

موسیٰ آگے بڑھا۔ عمرو بھی آگے گیا فوج اس کے پیچھے ہولی۔ جب پہرہ والوں پر سے ان کا گزر ہوا۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ موسیٰ کی جماعت نے کہا کہ راہ گیر ہیں جب یہاں سے آگے نکل گئے تو فوج کے دستے حسب الحکم چاروں طرف پھیل گئے۔ اور ایک ساتھ انہوں نے تکبیر کی آواز بلند کی۔ ترکوں کو دشمن کی اطلاع اس وقت ہوئی جب ان پر تلواریں پڑنے لگیں۔ ایسی بدحواسی ان پر طاری ہوئی کہ آپس ہی میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ شکست کھا کر پیچھے ہٹے۔ مسلمانوں کے سولہ آدمی کام آئے۔ مسلمانوں نے ان کی لشکرگاہ پر قبضہ کرلیا۔ مال غنیمت میں ہتھیار اور روپیہ ہاتھ آیا۔

خزاعی کے قتل کا منصوبہ:

صبح کے وقت خزاعی اور اس کی فوج کی ہمتیں اس شکست سے ٹوٹی ہوئی تھیں۔ انہیں بھی خوف ہوا کہ کہیں ہم پر بھی شب خون نہ ماریں اس لیے وہ چوکنے ہو گئے۔ عمرو نے موسیٰ سے کہا چونکہ خزاعی کو برابر امداد آ رہی ہے اور ان کی تعداد بڑھتی جاتی ہے اس لیے بغیر کسی چال کے تم فتح نہیں پا سکتے۔ مجھے ان کے پاس جانے دو تاکہ میں ان کے سردار کو موقع پا کر تنہائی میں قتل کر دوں۔ اس کی یہ تدبیر ہے کہ تم مجھے خوب مارو۔ موسیٰ نے کہا کہ اب تم کیوں بچنے کے لیے جلدی کر رہے ہو حالانکہ ہر وقت قتل کے

لیا اپنے تئیں پیش کر دے۔ عمرو نے کہا کہ قتل کے بعد تو ہم زندہ نہیں بچ سکتے۔ یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اس طرح ہو سکے اور یہ تو ان کے متعلق ہے جس کا میں ارادہ کر رہا ہوں بالکل آسان۔ غرض کہ موسیٰ نے اس کی بات مان لی اور اس سے یہاں کو اس سے نکالے۔

خزاعی کا قتل:

عمرو موسیٰ کے لشکر سے نکل کر خزاعی کے پاس بلا اجازت لے کر پہنچا اور اس سے کہا کہ میں بنی تمیم کا باشندہ ہوں عبداللہ بن خازم کے ہمراہ تھا اور ان کے قتل کے بعد میں ان کے بیٹے کے پاس چلا آیا اور انہی کے ہمراہ رہا اور سب سے پہلے میں نے ان کا ساتھ دینے کے لیے۔ مگر جب آپ تشریف لائے تو موسیٰ نے مجھ پر اتہام لگایا۔ مجھ سے کہا کہ اتفاق سے آیا اور مجھ سے کہا کہ تو ہمارے دشمنوں کا طرفدار ہے اور ان کا مخبر ہے۔ اس پر مجھے خطرہ ہو گیا ہے۔ لیکن مجھے تو یہ خوف تھا کہ شاید وہ مجھے قتل کر دے گا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہلاکت کے بعد قتل ہونے سے اچھا ہے کہ اس سے بھاگ آؤں۔

خزاعی نے یہ سمجھ کر اسے امان دے دی۔ اور عمرو اس کے ساتھ رہنے لگا۔

ایک دن عمرو خزاعی کے پاس جب کہ وہ تنہا تھا آیا۔ اس نے دیکھا کہ کوئی ہتھیار وغیرہ اس کے پاس نہیں ہے۔ عمرو نے خیر خواہی میں اس سے کہا کہ خدا آپ کو نیک ہدایت دے۔ آپ جیسے شخص کو اس موقع پر بغیر ہتھیار کے کسی وقت نہ رہنا چاہیے۔

خزاعی نے کہا میرے پاس ہتھیار موجود ہے یہ کہہ کر اس نے اپنے بستر کا گوشہ اٹھایا وہاں ایک شمشیر برہنہ رکھی تھی۔ عمرو نے تلوار لے لی اور اسی سے خزاعی کا کام تمام کر دیا۔

خزاعی کی فوج کی مراجعت:

عمرو اس خیمہ سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا۔ لوگ اس کے پیچھے پیچھے گئے مگر وہ ان کی گرفت سے نکل گیا تھا۔ مگر پھر بھی انہوں نے تعاقب کیا مگر عمرو صاف بچ کر نکل گیا اور موسیٰ کے پاس پہنچ گیا۔ اس واقعہ کے بعد خزاعی کی فوج منتشر ہو گئی۔ کچھ لوگوں نے دریا عبور کر کے مرو کا رخ کیا اور کچھ لوگ موسیٰ کے پاس امان لینے کے لیے آئے۔ موسیٰ نے انہیں امان دے دی۔ اس مہم کے ناکام ہونے کے بعد امیہ نے پھر کسی شخص کو موسیٰ کے مقابلہ پر روانہ نہیں کیا۔ امیہ معزول ہو گیا اور اس کی جگہ مہلب خراسان کے صوبہ دار مقرر کیے گئے۔

مہلب کی اپنے بیٹوں کو موسیٰ کے متعلق نصیحت:

مہلب نے موسیٰ سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا بلکہ اپنے بیٹوں سے کہہ دیا کہ موسیٰ کو کبھی نہ چھیڑنا۔ تم لوگ اسی وقت تک اس علاقہ کے حاکم رہو گے جب تک کہ یہ اکثر اپنی جگہ قائم ہے۔ جس روز یہ قتل کر دیا گیا اسی روز تم معزول ہو جاؤ گے اور قیس کا کوئی شخص خراسان کا صوبہ دار مقرر کر دیا جائے گا۔

مہلب نے اپنی مدت العمر کسی شخص کو موسیٰ کے مقابلہ پر نہیں بھیجا۔ ان کے بعد یزید بن المہلب خراسان کا صوبہ دار بنا۔ اس نے بھی موسیٰ سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔

ثابت بن قطبہ کی یزید بن المہلب کے خلاف شکایت:

مہلب نے حریث بن قطبہ الخزاعی کو رکھا تھا پھر وہ اور اس کا بھائی ثابت موسیٰ کے پاس چلے آئے جب یزید صوبہ دار ہوا اس نے ان دونوں کی جائداد اور عورتوں پر قبضہ کر لیا ان کے اخیافی بھائی حارث بن منقذ اور ان کے داماد کو جس کی بیوی ام حفص بنت ثابت تھی۔ قتل کر ڈالا۔ یزید کی اس حرکت کی اطلاع ان دونوں کو بھی ہوئی ثابت نے طرخون کے پاس جا کر اس کی شکایت کی۔ عجمی اس شخص کو بہت ہی محبوب رکھتے تھے اس کی آؤ بھگت کرتے اور اس کی بے حد تعظیم کرتے تھے اور اس کے وقار کو مانتے تھے۔ اس کے اثر کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص کسی بات کے پورا کرنے کے لیے عہد کرتا تو ثابت کی زندگی کی قسم کھاتا اور کبھی عہد شکنی نہ کرتا۔

یزید بن المہلب کے خلاف طرخون کی جنگی تیاری:

یہ واقعہ سن کر طرخون کو غصہ آ گیا اس نے نیزک، سبل، اہل بخارا اور اہل صغد کو اس کے لیے جمع کر دیا یہ تمام جماعت ثابت کے ساتھ موسیٰ کے پاس آئی۔ دوسری طرف عبدالرحمن بن العباس کی شکست خوردہ فوج ہرات سے، ابن الاشعث کی عراق اور کابل کی سمت سے اور کچھ خراسان کے رہنے والے بنی تمیم کے وہ لوگ جو ابن خازم کی بغاوت میں لڑ رہے تھے موسیٰ کے پاس آ گئے اس طرح آٹھ ہزار عرب جس میں بنی تمیم، قیس، ربیعہ اور یمنی تھے موسیٰ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔

ثابت اور حریث نے موسیٰ سے کہا کہ اب آپ اس فوج کے ہمراہ دریائے جیحوں کو عبور کر کے خراسان پر فوج کشی کیجئے اور یزید کو نکال دیجئے پھر ہم آپ ہی کو خراسان کا امیر بنا دیں گے طرخون، نیزک، سبل اور اہل بخارا بھی آپ کے ساتھ ہیں یہ نہایت عمدہ موقع ہے۔

موسیٰ نے اس تجویز پر عمل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مگر اس کے اور دوستوں نے اس سے کہا کہ یہ دونوں بھائی اس وقت تو یزید سے خوف زدہ ہیں اگر آپ نے یزید کو خراسان سے نکال دیا اور یہ لوگ مامون ہو گئے تو پھر یہی قابض و متصرف ہو جائیں گے اور خراسان کی امارت آپ سے چھین لیں گے بہتر یہ ہے کہ آپ چپکے رہیں۔

علاقہ ماوراء النہر سے عمال یزید کا اخراج:

موسیٰ نے ان کے مشورہ کو منظور کر لیا ترمذی میں رہا اور ثابت سے کہہ دیا کہ اگر ہم نے یزید کو خراسان سے بھی نکال دیا تو کیا ہوگا کوئی دوسرا شخص عبدالملک کی طرف سے عامل مقرر ہو جائے گا۔ البتہ یہ کرنا چاہیے کہ دریائے جیحوں کے اس پار کے علاقہ میں جو ہمارے متصل ہے۔ یزید کے جو عامل متصرف ہیں انہیں نکال دیں اور اس پر قبضہ کر لیں تاکہ وہاں کی آمدنی سے ہم فائدہ اٹھائیں۔

ثابت اس بات پر راضی ہو گیا۔ چنانچہ موسیٰ نے ماوراء النہر کے علاقہ میں جس قدر یزید کے عامل تھے ان سب کو نکال دیا بہت سا روپیہ ٹیکس ملا اور موسیٰ کے طرفداروں کی حالت اس سے بہت درست ہو گئی۔

حریث و ثابت پسران قطبہ کے قتل کا منصوبہ:

اس کارروائی کے بعد طرخون، نیزک، سبل، اہل بخارا اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے اب انتظام سلطنت تو بالکل حریث اور ثابت کے ہاتھوں میں آ گیا اور موسیٰ محض نام کا امیر رہ گیا۔ اس حالت کو دیکھ کر موسیٰ کے دوستوں نے اس سے کہا کہ اصل حکومت واقعتاً تو حریث اور ثابت کے ہاتھ میں ہے اور آپ برائے نام امیر ہیں ان دونوں کو قتل کر ڈالیے اور تمام حکومت اپنے ہاتھ میں

لے لیجیے۔

موسیٰ نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور کہنے لگا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میں ان دونوں کے ساتھ بے وفائی کروں کیونکہ ان ہی دونوں نے میری حکومت و قوت کو مستحکم کیا ہے اس پر وہ لوگ حریث اور ثابت سے حسد کرنے لگے اور موسیٰ سے برابر ان کی شکایت کرتے رہتے کہ یہ دونوں ضرور تمہارے ساتھ بے وفائی کریں گے۔ بار بار کہنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ موسیٰ کے خیالات ان کی جانب سے خراب ہو گئے اور ان کی تجویز کے موافق اس نے حریث اور ثابت کو دھوکہ سے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔

ترکوں کی موسیٰ بن عبداللہ پر فوج کشی:

اسی اثنا میں اور ایک آفت الٰہی نازل ہوئی کہ جس نے ان کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیا۔ ستر ہزار ترک، تبتی اور ہیاطلہ (ان میں ان لوگوں کا شمار نہیں جو ننگے تھے یا جن کے خود بغیر کلغی کے تھے، یہ تعداد صرف ان لوگوں کی ہے جو کلغی دار خود پہنے تھے) کے لشکر نے موسیٰ پر فوج کشی کر دی۔

ابن خازم تین سو پیدل اور تین سو سواروں کے ساتھ شہر کے باہر مقابلہ کو چلا آیا۔ ایک کرسی اس کے لیے رکھ دی گئی اور وہ اس پر بیٹھ گیا۔ طرخون نے حکم دیا کہ گڑھی کی فصیل میں نقب لگائی جائے۔ موسیٰ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ دشمن کی مزاحمت نہ کرو جب دشمن کی پہلی جماعت گڑھی میں داخل ہو گئی اس وقت بھی موسیٰ نے اپنے آدمیوں سے یہی کہا کہ ابھی ان سے تعرض نہ کرو۔ بہت سوں کو آ جانے دو ایک فولادی تیر موسیٰ کے ہاتھ میں تھا اسے وہ پھرا رہا تھا جب دشمن کثیر تعداد میں گڑھی میں گھس آیا۔ موسیٰ نے حکم دیا کہ ان کی مزاحمت کی جائے۔

موسیٰ گھوڑے پر سوار ہو کر ان پر حملہ آور ہوا اور فصیل کے اس شگاف سے جس سے وہ گھسے تھے انہیں باہر نکالا۔ اور پھر واپس آ کر گڑھی پر متمکن ہو گیا۔ طرخون نے پھر اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا مگر انہوں نے واپس جانے سے انکار کر دیا اس پر طرخون نے اپنے خاص سواروں سے کہا یہ شیطان ہے جو تم میں سے اسے دیکھنا چاہتا ہو وہ اس شخص کو دیکھ لے جو کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور جو شخص میرے اس بیان کو تسلیم نہ کرے اسے چاہیے کہ اس پر حملہ کرے۔

مگر پھر اہل عجم خاقان کی منڈی کی طرف واپس چلے گئے۔

ابن خازم کا عجمیوں پر حملہ:

ایک مرتبہ عجمی موسیٰ کے گھوڑوں کو لوٹ لے گئے۔ اس واقعہ سے موسیٰ بہت ملول ہوا اس نے کھانا بھی نہیں کھایا۔ [illegible] کو تو پہنچا۔ ایک رات موسیٰ سات سو سپاہیوں کے ساتھ ایک ایسی ندی کے راستے جس میں پانی نہ تھا اور اس کے کنارے پر جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں جس کا بہاؤ عجمیوں کی خندق کی طرف تھا روانہ ہو کر نکل گئے وہاں سے لشکر گاہ کے قریب آ گئے جب دشمن کے گھوڑے چرنے کے لیے نکلے موسیٰ نے ان پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور انہیں ہنکا لایا۔ کچھ لوگوں نے اس کا تعاقب کیا موسیٰ کے آزاد غلام سوار نے ان پر پلٹ کر ایک عجمی کو مار ڈالا۔ عجمی واپس چلے گئے اور موسیٰ بھی صحیح سلامت گھوڑوں کو لے کر آ گیا۔

دوسرے دن عجمیوں نے پھر اس پر حملہ کیا۔ طرخون بیس ہزار سپاہ کے ساتھ جو پورے طور سے سامان سے مسلح تھی ایک ٹیلے پر جم گیا۔ موسیٰ نے اپنی فوج سے کہا کہ اگر تم نے اس جماعت کو ہٹا دیا تو اس کے بعد دوسروں کا مقابلہ کرنا تمہارے لیے پھر بالکل آسان

کام ہے۔

حریث بن قطبہ کا خاتمہ

حریث بن قطبہ اس جماعت کی طرف بڑھا اور تمام دن ایسی جوانمردی اور شجاعت قوت سے لڑا کہ دشمن کو اس نے پیچھے دھکیل دیا اور ایک تیر حریث کی پیشانی پر لگا پھر دونوں حریف ٹھہر گئے۔ رات کو موسیٰ نے عجمیوں پر شب خون مارا اس کا بھائی خازم بڑھتے بڑھتے طرخون کے خیمے کے نزدیک جہاں شمع روشن تھی پہنچ گیا اور ایک شخص کے جسم میں تلوار کا کچھ حصہ جھونک دیا اس کے گھوڑے کو نیزہ سے ہلاک کر ڈالا۔ اور اس شخص کو جا کر [illegible] ڈال دیا۔ یہ شخص [illegible] پہنچے ہوئے تھا۔ عجمی نہایت بری طرح مارے گئے اور بہت مشکل اور مصیبت سے ان کے بھتیجے السیف نے بھاگ کر جان بچائی اس واقعہ کے دو روز کے بعد حریث نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور اپنے خیمے ہی میں دفن کر دیا گیا۔

موسیٰ عجمیوں کے سروں کو لے کر ترمذ روانہ ہوا۔ ان سروں سے انہوں نے دو گل تعمیر کیے جو ہر ایک دوسرے کے مقابل بنا دیے گئے۔ حجاج کو جب اس واقع کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگا کہ تمام تعریفیں اسی خدا کے لیے ہیں جس نے منافقین کو کفار پر فتح دی۔

منافقین کا ثابت بن قطبہ کے قتل پر اصرار:

حریث کے مر جانے سے موسیٰ کے دوستوں نے اس سے کہا کہ حریث سے تو اب ہمیں نجات مل گئی اب آپ ثابت کی طرف سے بھی ہمیں مطمئن کر دیجیے۔ موسیٰ نے اس مرتبہ بھی ان کی تجویز مسترد کر دی۔ مگر رفتہ رفتہ ثابت کو بھی اس سازش کی اطلاع مل گئی۔ اس نے محمد بن عبداللہ بن مرثد الخزاعی کو جو نصر بن عبدالحمید کے جوانانِ مسلم کا رسالے پر مالک تھا چچا وہ موسیٰ بن عبداللہ کی خدمت میں تھا رشوت دے کر اپنا طرف دار بنا لیا اور اس سے کہہ دیا کہ تم ہرگز عربی زبان نہ بولنا اگر کوئی تم سے تمہارا وطن دریافت کرے تو کہہ دینا کہ میں بامیان کے قیدیوں میں سے ہوں۔

غرض کہ یہ شخص موسیٰ کے خادموں میں داخل ہو گیا جو بات وہاں سنتا اسے ثابت سے بیان کر دیتا ثابت نے اس سے کہہ رکھا تھا کہ جو بات میرے مخالف کیا کریں اسے خوب یاد رکھا کرو۔

اب ثابت پر بھی خوف طاری تھا جب تک یہ شخص آ کر روزانہ اسے خبر نہ پہنچا دیتا وہ نہ سوتا۔ اپنے خاص خدمت گاروں میں سے بعض کو حکم دے دیا تھا کہ وہ پہرہ دیتے رہیں اور اسی مکان میں رات بسر کریں ان کے ساتھ کچھ عرب بھی تھے جو اس کی حفاظت کرتے تھے۔

ثابت کے مخالف برابر اپنی درخواستوں پر مصر رہے انہوں نے اسے اس قدر تنگ کیا کہ آخر ایک رات موسیٰ نے ان سے کہا کہ تم نے کہہ کہہ کر میرا ناک میں دم کر رکھا ہے جو تم کرنا چاہتے ہو اس میں تمہاری ہلاکت ہے۔ تم نے حد سے زیادہ ان کے خلاف مجھ سے کہا ہے۔ مگر یہ بتاؤ کہ کیوں تم انہیں قتل کرتے ہو اور میں تو کبھی ان سے بدعہدی نہیں کروں گا۔

ثابت بن قطبہ کا فرار:

موسیٰ کے بھائی نوح نے اس پر کہا کہ آپ ہمیں اجازت دے دیجیے۔ ہم اس سے نپٹ لیں گے جب وہ صبح آپ کے پاس

آ گیا ہے تو آپ کے پاس پہنچنے سے پہلے آئیں مکان میں سے جو قتل کروائیں گے۔ موسیٰ نے جاسوسوں کی بات یاد کر کے وہ تم سب تباہ ہو جاؤ گے اور تم لوگ خود اچھی طرح حالات سے واقف ہو۔

تمام اس کو مشتعل ہو [illegible] ثابت رات ہی رات بیس سواروں کے ساتھ نکل کر چلا ہو گیا ان لوگوں کو معلوم ہوا مگر یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کس طرف گیا ہے کیونکہ تب تک قوم بھی وہاں نہ تھا اس سے انہوں نے سمجھا کہ غلام ثابت کا مخبر تھا جو اس کی باتیں اس تک پہنچاتا تھا۔

موسیٰ بن عبداللہ کی ثابت پر لشکر کشی:

ثابت ترمذ آ گیا اور شہر کی جانب مقیم ہوا۔ بہت سے عرب اور عجم اس کے پاس جمع ہو گئے اس پر موسیٰ نے اپنے دوستوں سے کہا کہ تم نے اپنے خلاف ایک دروازہ کھول دیا ہے اگر جلد ہو سکے تو اسے بند کر دیا جائے۔

موسیٰ اس سے لڑنے کے لیے روانہ ہوا۔ ثابت بھی ایک بڑی جماعت کے ساتھ اس کے مقابلہ پر آیا۔ موسیٰ نے حکم دیا کہ خندق جب ڈال جائے موسیٰ ان سے لڑا اور انہیں شہر کی طرف پناہ لینے پر مجبور کر دیا مگر ثابت اور اس کی فوج نے شہر میں داخل ہونے سے حملہ آوروں کو روک دیا۔

رقبہ بن الحر العنبری: کہ میں نے گھس کر شہر کے دروازے تک پہنچ گیا یہاں ثابت کی فوج کا ایک شخص لڑ کر اپنے ساتھیوں کی مدافعت کر رہا تھا۔ رقبہ نے اسے قتل کر دیا اور پھر واپس پلٹ کر خندق میں سے گھس کر جواب بہت ہی مشتعل ہو گیا تھا چلا آیا یہاں تک کہ جو وہ پیچھے ہٹ گئے تھے اس کے کناروں میں بھی آگ لگ گئی تھی۔ رقبہ نے اسے اتار ڈالا اور پھر اپنی جگہ لڑتا رہا۔

ثابت کی طرخون سے امداد طلبی:

ثابت شہر کے اندر قلعہ بند ہو گیا اور موسیٰ نے اس کی بابت کوشش میں مصروف رہا۔ [illegible] کے آتے ہوئے ثابت نے طرخون کے پاس مدد کے لیے قاصد بھیجا چنانچہ طرخون اس کی امداد کے لیے آیا جب موسیٰ کو معلوم ہوا کہ طرخون آ رہا ہے تو محاصرہ چھوڑ کر ترمذ واپس آ گیا۔

اہل کش، بخارا اور نسف نے بھی ثابت کی امداد کی اور اس طرح اسی ہزار فوج ثابت کے پاس جمع ہو گئی۔ ثابت نے اس فوج کو لے کر موسیٰ پر حملہ کیا۔ اس کا محاصرہ کر لیا سامان خوراک کی بہم رسانی مسدود کر دی جس سے ان کی بڑی آفت ہوئی۔ ان کے وقت ثابت کی فوج اور [illegible] مجبور کر کے موسیٰ کا [illegible] کر لی اور رات کو شہر کا [illegible] واپس آ جاتی۔

رقبہ اور ثابت میں قطع:

ایک روز رقبہ جو ثابت کا گہرا دوست تھا اور جو دراصل اس کے خلاف سازش کرنے سے بچنے کی کوشش کیا کرتا تھا اپنے گھر سے نکل کر آیا اور رقبہ سے مبارزت کا خواہاں ہوا۔ ثابت مقابلہ پر آیا۔ رقبہ [illegible] کھانا کی [illegible] تھے ثابت نے [illegible] دریافت کیا۔ رقبہ نے کہا بھلا اپنے شخص کا نام کیا [illegible] دریافت کرتے ہو جو اس وقت دشمن کے ساتھ میں اس قدر [illegible] جیسے [illegible] کے بعد رقبہ نے اپنی فوج کی [illegible] بیان کی ثابت نے [illegible] کہا کہ آپ لوگوں نے اپنے ہاتھوں یہ مصیبت لی ہے۔ رقبہ نے قسم کھا کر کہا کہ میں بھی ان کے علاوہ اور تدبیروں میں شریک نہیں ہوں۔ بلکہ جو کچھ ان لوگوں نے آپ کے ساتھ کیا اسے میں نے ناپسند کیا۔

ثابت نے کہا مجھے بتائیے کہ آپ کو کہاں بھیجا جائے تو آپ کہاں جائیں گے؟ رقبہ نے کہا کہ میں بنی الطفاوہ کے پاس جو بنی قیس کے خاندان اعصر سے ہیں جاؤں گا۔ ایک بڑا شراب فروش تھا رقبہ ہی کے پاس مقیم تھا۔

ثابت بن قطبہ کی رقبہ کو امداد:

ثابت نے پانچ سو درہم علی بن المہاجر الخزاعی کے ہاتھ رقبہ کو بھیج دیئے اور کہلا بھیجا کہ ہمارے تاجروں کا ایک قافلہ بلخ سے سامان ضروریات لے کر آ رہا ہے جب وہ یہاں پہنچ جائے اور تمہیں اس کی آمد کی اطلاع ہو جائے تو مجھے کہلا بھیجنا میں تمہاری ضروریات کی چیزیں ان سے لے کر بھیج دوں گا۔ علی رقبہ کے دروازہ پر آیا اندر داخل ہوا دیکھا کہ رقبہ اور کچھ لوگ بیٹھے ہیں اور شراب کا ایک قدح سامنے ہے۔ ایک خوان بچھا ہے اس پر بھنا ہوا مرغ اور روٹیاں رکھی ہیں۔ رقبہ ایک پراگندہ مو شخص تھا۔ ایک سرخ رضائی اوڑھے تھا۔ علی نے وہ درہم کی تھیلی اور خط اسے دے دیا مگر بات نہیں کی۔ رقبہ نے تھیلی لے لی اور ہاتھ ہی کے اشارہ سے کہہ دیا کہ چلے جاؤ اور اس نے بھی کوئی بات نہیں کی۔

رقبہ ایک جسیم شخص تھا۔ جس کی آنکھیں گڑی ہوئی تھیں۔ جبڑے ابھرے ہوئے اور مضبوط تھے۔ دانتوں کے درمیان اس قدر ریخیں تھیں کہ ہر دو دانتوں کے درمیان ایک دانت کی گنجائش تھی اور اس کا چہرہ جیسے دھامن کی طرح معلوم ہوتا تھا۔

یزید بن ہزیل کی ثابت سے امداد طلبی:

جب موسیٰ کی فوج والے لمبے محاصرے سے تنگ آ گئے تو یزید بن ہزیل نے کہا کہ ہم لوگوں کا ثابت کے پاس چلے جانا یا قتل ہو جانا بھوکے مرنے سے تو بہتر ہی ہے اور میں اس ثابت کو دھوکے سے قتل کر ڈالتا ہوں یا اپنی جان دے دوں گا۔

یزید اس ارادے سے ثابت کے پاس آیا۔ اس سے امان کی درخواست کی۔ مگر ظہیر نے ثابت سے کہا کہ میں اسے آپ کے مقابلہ میں زیادہ جانتا ہوں یہ آپ کے پاس کسی لالچ سے یا آپ کی خیر خواہی کے لیے نہیں آیا ہے بلکہ یہ دھوکہ دینے کے لیے آیا ہے آپ اس سے ڈرتے رہیے اور مجھے اجازت دیجیے کہ میں اسے قتل کر ڈالوں۔

ثابت نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں ایسے شخص پر حملہ کروں جو مجھ سے امان کا خواستگار ہو کر آیا ہو اور ابھی مجھے معلوم نہیں کہ یہ واقعی دھوکہ دے گا یا نہیں۔

ظہیر نے کہا تو اچھا مجھے ان سے ضمانت لے لینے دیجیے اس پر ثابت نے یزید سے کہلا بھیجا کہ مجھے تو یہ امید نہیں کہ جو شخص مجھ سے امان کا خواستگار ہو کر آیا ہے وہ بدعہدی کرے گا مگر یہ آپ کے عزیز آپ سے میرے مقابلہ میں زیادہ واقف ہیں جو شرائط یہ پیش کریں آپ انہیں منظور کر لیں۔

پسران یزید بن ہزیل کی بطور یرغمال حوالگی:

یزید نے ظہیر سے کہا کہ اے ابو سعید تم محض حسد کی وجہ سے تم میرے خلاف یہ کارروائی کر رہے ہو کیا جو ذلتیں مجھے برداشت کرنا پڑی ہیں وہ آپ کے لیے کافی نہیں ہوئی تھیں اپنے وطن عراق اور اپنے اہل و عیال سے جدا ہوا اور اب خراسان میں اس حال میں ہوں جو تم بھی دیکھ رہے ہو۔ کیا اب بھی مجھ پر رحم نہیں آتا؟ ظہیر نے کہا کہ اگر مجھے میری رائے پر تمہارے بارے میں عمل کرنے دیا جاتا تو تمہیں کبھی ان باتوں کے کہنے کا موقع نہیں ملتا۔ اچھا اب تم اپنے دونوں بیٹوں ضحاک اور قدامہ کو بطور یرغمال میرے

[illegible] یزید کے بیٹے [illegible] نے [illegible] کر دیے۔

یزید کا ثابت بن قطبہ پر مہلک وار:

یزید ثابت کی تاک میں رہنے لگا [illegible] کوئی وقت آئے تو قتل کر [illegible] مگر کوئی موقع اسے نہ ملتا تھا۔ اسی اثناء میں [illegible] اس کی موت کی خبر [illegible] ثابت [illegible] تعزیت کے لیے [illegible] اس کے ساتھ [illegible] جب [illegible] ثابت کے قریب پہنچ [illegible] تلوار کا [illegible] اس کے ساتھ [illegible] گئے۔

یزید کے بیٹوں کا قتل:

لوگ ثابت کو اٹھا کر اس کے مکان پر لے آئے۔ صبح کے وقت جب طرخون [illegible] ثابت [illegible] طرخون [illegible] قتل [illegible] ان کے باپ [illegible] ہے۔

یزید جب اپنے بیٹوں کی [illegible] خبر ملی تو [illegible] سب کے [illegible] ڈالا گیا۔

اس [illegible] طرخون کے ہاتھ [illegible] ہے۔

ثابت بن قطبہ کا انتقال:

اس واقعے کے سات روز کے بعد ثابت نے وفات پائی [illegible] طرخون [illegible] ثابت کے ساتھی [illegible] تھے [illegible] گئے۔

طرخون پر شب خون مارنے کا قصد:

[illegible] طرخون [illegible] اپنے [illegible] شب خون [illegible] حفاظت کے [illegible] ہے۔

موسیٰ بن عبداللہ کا طرخون پر شب خون

دوپہر رات گزرے موسیٰ آٹھ سو سپاہیوں کے ساتھ جنہیں اس نے ان ہی سے تیار کر رکھا تھا اور ان کو چار دستوں پر تقسیم کر دیا تھا۔ شب خون مارنے کے لیے روانہ ہوا۔ ایک دستہ کی قیادت رقبہ بن الحر کر رہا تھا۔ [illegible] ایک پر موسیٰ کا بھائی نوح بن عبداللہ خود سردار تھا۔ ایک پر یزید بن ہذیل اور ایک دستہ خود موسیٰ کے تحت میں تھا۔

غرض کہ اس ترتیب سے یہ فوج بڑھی۔ موسیٰ نے اپنی فوج سے کہہ دیا تھا کہ جب تم دشمن کے لشکر گاہ میں داخل ہو جاؤ تو سب گھس جانا اور جو چیز تمہارے سامنے آئے اسے تباہ کر دینا۔ غرض کہ ان چاروں طرف سے یہ فوج دشمن کے لشکر گاہ میں داخل ہوئی جو سواری کا جانور نظر آیا خچر یا گدھا فوراً ان کے سامنے پڑتا اسے مار ڈالتے۔

طرخون پر حملہ:

حریث نے جب اس ہنگامہ کے شور و غل کی آواز سنی اس نے ہتھیار اپنے بدن پر سجا لیے اور اس تاریک رات میں کھڑا ہو گیا۔ علی بن المہاجر الخزاعی کو حکم دیا کہ طرخون سے جا کر کہو کہ اس مقام پر کھڑا ہوں اور پوچھو کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ علی طرخون کے پاس آیا دیکھا کہ طرخون ایک راؤٹی میں بیٹھا ہے اس کے خدمت گاروں نے اس کے آگے آگ روشن کر رکھی ہے علی نے حریث کا پیام اسے سنایا۔ طرخون نے اسے بیٹھنے کے لیے کہا اور خود طرخون لشکر گاہ اور اس شور و غل کی طرف آنکھ لگائے ہوئے تھا سامنے ہی محمد سلمی آیا اور عربی زبان میں اس نے کہا کہ حسم کو نفسہ ہیں۔ (تم وہ نتیجہ پاؤ گے) خدمت گار علیحدہ ہٹ گئے محمد راؤٹی میں گھس آیا۔ طرخون اس کے مقابلے کے لیے اٹھا۔ محمد نے جھپٹ کر تلوار کا وار اس پر کیا۔ مگر اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ طرخون نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ میں بھونک دی اور اسے نیچے گرا دیا اور پھر کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ محمد نکل کر بھاگ گیا اس کے بعد اس کے خدمت گار واپس آئے طرخون نے ان سے کہا کہ تم ایک شخص کو دیکھ کر بھاگ گئے اچھا یہ تو بتاؤ کیا تم نے آگ کو لپکتے ہوئے دیکھا جاتا تم بہت سے بہت یہی ہوتا کہ وہ تم میں سے ایک کو جلا ڈالتی۔

طرخون کی جنگ بند کرنے کی پیشکش:

طرخون نے اپنی بات ابھی ختم بھی نہ کی تھی کہ سپاہی اس کی راؤٹی میں آ گھسے اور خدمت گار اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ طرخون نے تھوڑے ہی لوگوں کو بیٹھنے کا حکم دیا اور علی سے کہا کہ اٹھو دونوں کے دونوں باہر نکلے دیکھا کہ نوح بن عبداللہ بن خازم قناتوں کے پاس تک پہنچ گیا ہے دونوں ایک دوسرے پر تھوڑی دیر تک وار کرتے رہے مگر کوئی کسی کو کسی قسم کا زخم نہ پہنچا سکا نوح پیچھے مڑ کر چلا۔ طرخون نے اس کا تعاقب کیا اور نوح کے گھوڑے کی کمر میں تلوار بھونک دی گھوڑا چت ہو گیا اور نوح اور اس کا گھوڑا دونوں دریائے صغانیان میں گر پڑے۔ طرخون پھر واپس آیا [illegible] قناتوں میں داخل ہوا۔ علی بن المہاجر بھی اس کے ہمراہ تھا پھر یہ دونوں اسی راؤٹی میں چلے آئے۔ طرخون نے اپنی بیبیوں کو حکم دیا کہ وہ قناتوں میں چلی جائیں چنانچہ انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ پھر اس نے موسیٰ سے کہلا بھیجا کہ تم اس وقت اپنی فوج کو باز رکھو۔ صبح ہوتے ہی ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔

موسیٰ نے اس تجویز کو منظور کر لیا اپنے لشکر گاہ واپس چلا آیا اور صبح کے وقت طرخون اور تمام عجمی قومیں اپنے اپنے شہروں کو واپس چلی گئیں۔

موسیٰ بن عبداللہ بن خازم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مفضل بن مہلب اور موسیٰ بن عبداللہ پر فوج کشی:

[illegible]

عثمان بن مسعود کی روانگی

[illegible]

[illegible]

مدرک اور عثمان کی مہم میں شریک ہونے کا حکم:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

میں جو ترمذ کے قریب واقع ہے منزل کی اب تک اس جزیرہ کا نام جزیرہ عثمان ہے کیونکہ اسی جزیرہ میں عثمان پندرہ ہزار فوج کے ساتھ فروکش ہوا تھا۔

موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا محاصرہ

عثمان بن مسعود اور طرخون دونوں ابن خازم کے لیے یا یہ سب کے سب آ گئے۔ موسیٰ کا انہوں نے محاصرہ کر لیا اور اب موسیٰ اور اس کی فوج کو محاصرہ سے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا ایک رات موسیٰ نکلا ان پہنچا اور جو سامان خوردنی وہاں سے لے کر پلٹ آیا دو مہینے تک تنگی و ترشی کی حالت میں رہے۔ عثمان نے شب خون سے بچنے کے لیے اپنے گرد خندق کھود رکھی تھی۔ اس نے موسیٰ کو شب خون مارنے کا کوئی بھی موقع نہ دیا۔ مجبور ہو کر موسیٰ نے ایک دن اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب آخری جنگ کا فیصلہ کر دینا چاہیے۔ یا فتح یا شکست۔ پہلے ہلہ صغد اور ترکوں پر حملہ کرو۔

موسیٰ بن عبداللہ کی فیصلہ کن جنگ

غرض کہ اس آخری فیصلہ کن جنگ کے لیے موسیٰ ترمذ سے روانہ ہوا۔ نضر بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم کو شہر میں چھوڑ دیا اور اس سے کہہ دیا کہ اگر میں مارا جاؤں تو تم شہر کے دروازے عثمان کے سپرد کر دینا۔ موسیٰ نے اپنی فوج کا ایک تہائی حصہ ثابت کے مقابلہ میں بھیج دیا اور حکم دیا کہ جنگ میں تم پیش قدمی نہ کرنا۔ اگر تم پر حملہ کیا جائے تب تم بھی مقابلہ کرنا یہ حکم دے کر خود موسیٰ نے طرخون اور اس کی فوج پر حملہ کیا اور ان لوگوں نے بہت ثابت قدمی اور شجاعت سے ان سے لڑائی کی طرخون اور ترک ہزیمت اٹھا کر پیچھے بھاگے۔ موسیٰ نے ان کے لشکرگاہ پر قبضہ کر لیا۔ جس قدر سامان وہیں تھا سب اٹھوا کر لانے لگے۔

ترکوں اور صغدیوں کا جوابی حملہ

دوسری جانب معاویہ بن خالد بن ابی برزہ نے عثمان کی طرف دیکھا جو خالد بن ابی برزہ کے ایک ترکی گھوڑے پر سوار تھا اور اس سے کہا کہ جب یہ ان گھوڑوں سے اتر جائیں اس پر خالد نے عثمان سے کہا کہ آپ حملہ کر دیجیے۔ معاویہ تو ہمیشہ ایسے ہی کہتا رہا کرتا ہے۔ اس کے بعد ترکوں اور صغدیوں نے جوابی حملہ کیا اور موسیٰ اور قلعہ کے درمیان حائل ہو گئے موسیٰ نے ان کا مقابلہ کیا۔ مگر اس کا گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا اور موسیٰ گر پڑا اپنے آزاد کردہ غلام سے کہا کہ تو مجھے سوار کر دے۔ غلام نے کہا موت سب کو بری معلوم ہوتی ہے۔ تم سوار ہونا چاہتے ہو تو میرے پیچھے سوار ہو جاؤ۔ اگر ہم بچ نکلے تو دونوں بچ جائیں گے اور اگر مارے گئے تو دونوں مارے جائیں گے۔

موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا قتل

موسیٰ اپنے آزاد کردہ غلام کے پیچھے سوار ہو گیا۔ جب موسیٰ اچھل کر گھوڑے پر سوار ہوا تو عثمان نے اس کی چھلانگ دیکھ کر کہا کہ قسم ہے رب کعبہ کی یہ موسیٰ ہے جو گھوڑے پر سوار ہوا ہے

موسیٰ ایک خود پہنے تھا۔ جس پر ایک سرخ ریشم کا کپڑا لپٹا ہوا تھا اور اس کی کلغی میں ایک بڑا سا یاقوت لگا ہوا تھا۔ عثمان نکل آیا۔ وہ گھوڑا اب موسیٰ کے ساتھ پیچھے رہ گئے تھے۔ عثمان موسیٰ کی طرف بڑھا۔ موسیٰ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ اور اس کا آزاد غلام دونوں زمین پر گر پڑے۔ اتنے میں لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر ڈالا۔

عربوں کا قتل

عثمان کے نقیب نے اپنی فوج میں اعلان کیا کہ جس شخص کو قیدی ہاتھ آئے وہ اسے قید کرے۔ قتل نہ کرے۔ اس پر موسیٰ کے آخر ساتھی تتر بتر ہو کر ادھر ادھر چلے گئے کچھ پکڑے گئے اور وہ عثمان کے سامنے پیش کیے گئے۔ ان قیدیوں میں سے جو عرب عثمان کے سامنے پیش کیا جاتا تھا۔ عثمان اس سے کہتا تھا کہ ہمارا خون بہانا تو تمہارے لیے حلال ہے اور کیا تمہارا خون بہانا ہم پر حرام ہو سکتا ہے یہ کہہ کر اسے قتل کرا دیتا۔ عربوں کے علاوہ جو کوئی اور قیدی پیش کیا جاتا تو عثمان اسے برا بھلا کہتا اور کہتا کہ یہ عرب تو مجھ سے لڑتے ہیں اور میرے مخالف ہی ہیں مگر تو نے میری حمایت کیوں نہیں کی؟ اس کے بعد اسے خوب پٹواتا۔

عبداللہ بن بدیل اور رقبہ بن الحر کو معافی:

عثمان ایک نہایت ہی سخت دل اور بے رحم آدمی تھا جس قدر قیدی اس کے سامنے پیش ہوئے اس نے سب کو قتل کرا دیا البتہ اپنے آزاد کردہ غلام عبداللہ بن بدیل بن عبداللہ بن ورقاء کو جب دیکھا تو ہاتھ کے اشارے سے اسے رہائی کا حکم دے دیا اسی طرح رقبہ بن الحر کو بھی معافی دے دی۔ جب رقبہ اس کے سامنے پیش ہوا۔ عثمان نے اسے دیکھ کر کہا کہ اس نے ہمارے خلاف کوئی برا کام نہیں کیا ہے۔ یہ ثابت کا مخلص دوست تھا۔ عثمان نے مکر کیا تھا اس سے بھی اس نے وفاداری کی اور اپنے آدمیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے تعجب ہے کہ تم نے کس طرح اسے قید کر لیا اس کے گھوڑے کو نیزہ کا زخم لگا تھا۔ یہ ایک گڑھے میں گر پڑا اور پکڑا گیا۔

عثمان نے اسے آزاد کر دیا بلکہ سواری کے لیے گھوڑا بھی دیا۔ اور خالد بن ابی برزہ سے کہا کہ اسے اپنے پاس ٹھہراؤ۔

واصل بن طیسلہ العنبری نے موسیٰ پر حملہ کیا تھا۔

زرعہ بن علقمہ اور سنان الاعرابی کو امان:

عثمان کی نظر زرعہ بن علقمہ السلمی، حجاج بن مروان اور سنان الاعرابی پر پڑی جو ایک طرف علیحدہ کھڑے تھے عثمان نے ان سے کہا کہ تمہیں امان دی جاتی ہے۔ مگر لوگوں نے خیال کیا کہ اس نے امان کیوں دی ہے؟ کہ انہوں نے وعدہ معافی اس سے لکھوا لیا۔

شہر ترمذ کی مدرک کو حوالگی:

شہر ترمذ اب تک نضر بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم ہی کے قبضہ میں تھا اور اس نے کہا کہ میں ترمذ کو عثمان کے حوالے نہیں کروں گا۔ البتہ مدرک کے حوالے کر دوں گا۔ چنانچہ شہر مدرک کے حوالے کر دیا گیا۔ مدرک نے نضر کو امان دے دی اور پھر عثمان کے حوالے کر دیا۔

حجاج کو نوید فتح:

مفضل نے اس فتح کی خوشخبری حجاج کو لکھی۔ حجاج نے یہ پڑھ کر کہا کہ یہ شخص ابن بہلہ بھی عجیب ہے کہ میں اسے ابن سمرہ سے لڑنے کے لیے حکم دیتا ہوں اور وہ لکھتا ہے کہ میں نے موسیٰ کو قتل کر ڈالا ہے۔

موسیٰ ۸۵ھ میں قتل کیا گیا۔ بحتری نے بیان کیا کہ مغراء بن المغیرہ بن ابی صفرہ نے موسیٰ کو قتل کیا تھا۔

قتل ہونے کے بعد ایک سپاہی نے موسیٰ کی پنڈلی کو تلوار سے مارا جب قتیبہ بن مسلم خراسان کا صوبہ دار مقرر ہو کر آیا تو اس نے اس شخص سے پوچھا کہ تو نے کیوں عرب کے اس بہادر کے ساتھ موت کے بعد ایسی نازیبا حرکت کی۔

اس سپاہی نے کہا کہ اس نے میرے بھائی کو قتل کیا تھا قتیبہ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس کے سامنے ہی اسے قتل کر دیا گیا۔

عبدالعزیز کو حق خلافت سے محروم کرنے کا فیصلہ:

اسی سنہ میں عبدالملک نے فیصلہ کیا کہ اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کو اپنے بعد خلافت کے حق سے محروم کر دے۔ جب عبدالملک نے اس بات کا ارادہ کیا تو قبیصہ بن ذویب نے اسے منع کیا اور کہا کہ آپ خود اپنا نقصان کریں گے اس کارروائی سے ذلیل ہو جائیں گے بچ جائے گا اور شاید موت آ کر خود بخود آپ دونوں میں تفریق کر دے اور آپ کو اس سے نجات دے دے۔

روح بن زنباع کا مشورہ:

اس پر عبدالملک اپنے ارادہ سے باز رہا مگر اس کا نفس اس کام کے لیے بے چین تھا کہ روح بن زنباع الجذامی نے کہا کہ اگر عبدالعزیز کو معزول کر دیں تو ایک آواز بھی ان کی حمایت میں نہ نکلے گی۔ عبدالملک نے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔ روح نے کہا بے شک ایسا ہی ہوگا سب سے پہلے میں خود اس آواز پر لبیک کہوں گا۔

عبدالملک کہنے لگا کہ ان شاء اللہ یہی مناسب بھی ہوگا۔

قبیصہ بن ذویب کے اختیارات:

یہی گفتگو کرتے ہوئے عبدالملک اور روح دونوں سو گئے۔ رات کا وقت تھا کہ اتنے میں قبیصہ بن ذویب عبدالملک کے پاس آئے۔ عبدالملک نے پہلے سے دربانوں کو حکم دے رکھا تھا کہ دن اور رات کے کسی وقت قبیصہ آئیں اور میں کھانا کھا رہا ہوں یا صرف ایک شخص میرے پاس ہو تم انہیں آنے سے نہ روکنا۔ البتہ اگر میں عورتوں کے پاس ہوں تو انہیں دیوان خانہ میں بٹھا دینا اور مجھے ان کی اطلاع کر دینا۔ غرض کہ قبیصہ بلا اجازت اندر چلے آتے تھے چونکہ مہر انہیں کے پاس رہتی تھی۔ نیز ڈاک کا انتظام بھی انہیں کے سپرد تھا۔ تمام سلطنت کی خبریں اور مراسلات عبدالملک سے پہلے ان کے سامنے پیش کر دی جاتیں اور خطوط بھی ان کے سامنے پڑھے جاتے اور جو فرمان عبدالملک کی جانب سے شائع ہوتا وہ بھی ان کے مہر ثبت کرنے کی غرض سے ان کے سامنے پڑھ دیا جاتا تھا۔

عبدالعزیز بن مروان کی موت کی اطلاع:

قبیصہ نے کمرہ میں داخل ہوتے ہی عبدالملک کو سلام کیا اور کہا امیرالمومنین! آپ کے بھائی عبدالعزیز کے بارے میں اللہ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ عبدالملک نے پوچھا کہ کیا ان کا انتقال ہو گیا؟ قبیصہ نے کہا جی ہاں! عبدالملک نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور روح کو مخاطب کر کے کہا اللہ نے خود بخود اس کام کو پورا کر دیا جس کے متعلق ہم سوچ رہے تھے اور پھر قبیصہ کی طرف دیکھ کر کہا: ابو اسحاق! اس معاملہ میں تمہارے مخالف تھے۔ قبیصہ نے پوچھا جناب والا کس بات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں؟ عبدالملک نے وہ گفتگو جو ان کی روح سے عبدالعزیز کی معزولی کے متعلق ہوئی تھی بیان کی۔ قبیصہ نے کہا کہ آخر میں یہی بہترین طرز عمل ہے اور جلدی کی جا رہی تھی وہ روشن ہو گئی۔ اس پر عبدالملک نے کہا کہ بسا اوقات جلد بازی میں بہت کچھ بھلائی ہوتی ہے۔ تم تو عمرو بن سعید کا واقعہ دیکھ چکے ہو کیا اس معاملہ میں جلدی تاخیر سے زیادہ مفید ثابت نہیں ہوئی۔

اسی سنہ ماہ جمادی الاول میں عبدالعزیز بن مروان نے مصر میں وفات پائی۔ عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ کو ان کا جانشین کر کے اسے مصر کا گورنر بنا دیا۔

عبدالعزیز کی معزولی کی تجویز [illegible]

[illegible] عبدالملک کی خدمت [illegible] عبدالعزیز [illegible] خلافت [illegible]

عمران بن عصام کا وفد

عمران بن عصام کی تقریر یا قصیدہ خوانی [illegible] عبدالملک نے [illegible] عبدالعزیز [illegible] آپ کی [illegible] خلافت [illegible] ولید [illegible] اس معاملہ کی تحقیق کے لیے عمران بن عصام [illegible] عبدالملک [illegible] جب عبدالعزیز نے [illegible] عبدالملک کی [illegible] خاموش ہو گیا۔ [illegible] عبدالعزیز کی موت نے خود [illegible] تصفیہ کر دیا۔

عبدالعزیز کا حق خلافت سے دستبرداری سے انکار

جب عبدالعزیز نے عبدالملک [illegible] عبدالعزیز [illegible] عبدالملک [illegible] اپنے بیٹے ولید [illegible] عبدالملک نے عبدالعزیز کے لیے [illegible] کی بددعا کی۔

عبدالعزیز بن مروان سے خراج کی طلبی

اسی طرح عبدالعزیز [illegible] عبدالعزیز [illegible] آپ [illegible] زندگی [illegible] آپ [illegible]

عبدالملک کی خاموشی

عبدالملک [illegible] عبدالعزیز [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ولید اور سلیمان کی ولی عہدی کا اعلان

[illegible]

[illegible] کیا کہ سب سے افضل [illegible] اور [illegible] منصب کے اہل ولید ہیں۔ عبدالملک نے [illegible] تمہاری [illegible] نے جواب [illegible] ان کے بعد [illegible] مدت چاہتا ہوں [illegible] سلیمان [illegible] امیر المومنین [illegible] لگ گئے [illegible] ولید اور سلیمان [illegible]۔

[illegible]

چنانچہ ولید نے [illegible] کے لیے [illegible] اور [illegible] انہوں نے [illegible]۔

ہشام بن اسماعیل کو بیعت لینے کا حکم

اب عبدالملک نے [illegible] ہشام بن اسماعیل کو [illegible] ولید اور سلیمان کے لیے لوگوں سے حلف اطاعت [illegible] ان دونوں کے لیے ولی عہدی کا حلف اٹھایا مگر سعید بن المسیب نے انکار کر دیا [illegible] جب تک عبدالملک زندہ ہیں میں [illegible] ہشام نے [illegible] سعید [illegible] کہا کہ مجھے معلوم [illegible] انہیں [illegible] پہنا رہے ہیں۔

عبدالملک کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو [illegible] ہشام کا [illegible] سعید [illegible] انہوں نے انکار [illegible] قتل کر [illegible] معاف کر [illegible]۔

سعید بن المسیب کا بیعت کرنے سے انکار

اس سنہ میں عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید کو ولی عہد بنایا اور ان کے بعد [illegible] ہشام بن اسماعیل [illegible] مدینہ کے عامل تھے [illegible] سعید بن المسیب نے بیعت [illegible] ہشام نے [illegible] تمام شہر [illegible] عبدالملک کو جب اس واقعہ کا علم ہوا [illegible] ہشام [illegible] سعید [illegible] تمام [illegible] گئے۔

[illegible] کی روایت ہے [illegible] جب عبداللہ بن زبیر [illegible] جابر بن الاسود بن عوف الزہری کو مدینہ کا عامل مقرر کیا تو انہوں نے لوگوں کو ابن زبیر کی بیعت کے لیے [illegible] سعید بن المسیب نے کہا کہ میں اس وقت تک بیعت نہیں [illegible] تمام لوگ [illegible] خلیفہ تسلیم [illegible] جابر نے [illegible] سعید کے کوڑے [illegible] ابن زبیر [illegible] اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے جابر کو لعنت ملامت کی [illegible] سعید کے [illegible] نہیں [illegible] چھوڑ دو۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالعزیز بن مروان نے مصر میں جمادی الاولیٰ ۸۴ھ میں وفات پائی۔

سعید بن المسیب کی اہانت و تذلیل

ان کی وفات کے بعد عبدالملک نے اپنے دونوں بیٹوں ولید اور سلیمان کے لیے لوگوں سے بیعت لی اور تمام شہروں کو حکم بھیجا کہ ان کے لیے بیعت لی جائے اس زمانہ میں ہشام بن اسمٰعیل المخزومی مدینہ پر عبدالملک کا عامل تھا۔ اس نے تمام باشندوں کو بیعت کے لیے بلایا اور سب نے بیعت بھی کر لی سعید بن المسیب کو بھی بلایا اور ان سے بھی بیعت کرنے کے لیے کہا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اس معاملہ پر غور کر رہا ہوں۔

ہشام نے ان کے ساٹھ کوڑے لگوائے ان کو ایک جانگیہ پہنا کر تمام شہر میں انہیں تشہیر کیا اور دروں کی چوٹی تک لے چلے جب انہیں واپس لانے لگے تو سعید کہنے لگے کہ اگر مجھے یہ یقین نہ ہوتا کہ تم لوگ مجھے سولی دینے نہیں لے جا رہے ہو تو میں ہرگز یہ اون کا جانگیہ نہ پہنتا۔

سعید بن المسیب سے بدسلوکی پر عبدالملک کا اظہار افسوس

غرضیکہ ہشام نے انہیں پھر جیل خانہ میں واپس لا کر قید کر دیا اور اس تمام واقعہ اور ان کی مخالفت کی اطلاع عبدالملک کو لکھ بھیجی۔ عبدالملک نے اس فعل پر اسے لعنت ملامت کی اور لکھا کہ سعید ایسے شخص ہیں کہ ہمیں ان کی دوستی اور ہمدردی کی زیادہ ضرورت ہے بجائے اس کے کہ ان کے ساتھ اس قسم کی بدسلوکی کی جائے اور ہم خوب جانتے ہیں کہ ان کا ارادہ مخالفت کا نہ تھا اور نہ آپس میں پھوٹ ڈالنا چاہتے ہیں۔

امیر حج ہشام بن اسمٰعیل:

اس سال ہشام نے لوگوں کو حج کرایا اور حجاج اس وقت مشرقی ممالک کا مع عراق کا گورنر جنرل تھا۔

۸۶ھ کے واقعات

عبدالملک کی وفات:

اسی سال عبدالملک نے وسط ماہ شوال میں وفات پائی۔ یوم پنجشنبہ وسط شوال ۸۶ھ میں عبدالملک نے وفات پائی اور اس طرح تیرہ سال پانچ مہینے عبدالملک نے خلافت کی۔

ایک دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۷۳ھ میں تمام لوگوں نے عبدالملک کے ہاتھ پر بحیثیت خلیفہ ہونے کے بیعت کی تھی۔

مدت حکومت:

ایک اور روایت میں ہے کہ وسط ماہ شوال ۸۶ھ بروز پنجشنبہ عبدالملک نے دمشق میں وفات پائی اس طرح بیعت کے دن سے وفات تک اکیس سال ڈیڑھ ماہ ہوا اس میں سے نو سال تک عبدالملک عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑتے رہے اور اس دوران میں صرف ان کی شام میں خلافت تسلیم کی جاتی تھی۔ مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کے بعد پھر عراق میں بھی عبدالملک خلیفہ تسلیم کیے

[illegible] ہے۔

عبدالملک کی عمر

عبدالملک کی عمر کے بارے میں [illegible]

[illegible] بیان کی گئی۔

ایک روایت [illegible] ان کی عمر [illegible] ہوئی۔

عبدالملک کا شجرہ نسب

عبدالملک کا شجرہ نسب یہ ہے: عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف [illegible] ان کی ماں عائشہ بنت معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص تھیں۔

عبدالملک کی ازواج و اولاد

1. ولید، سلیمان، مروان اکبر (متوفی) اور عائشہ ان کی ماں کا نام ولادہ بنت العباس بن جزء بن الحارث بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن الحارث بن قطیعہ بن عبس بن بغیض تھا۔
2. یزید، مروان، معاویہ (متوفی) اور ام کلثوم ان کی ماں عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان تھیں۔
3. ہشام ان کی ماں ام ہشام بنت ہشام بن اسمٰعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرہ المخزومی تھیں۔ [illegible] ان کا نام عائشہ تھا۔
4. ابوبکر ان کا نام بکار تھا ان کی ماں عائشہ بنت موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ تھیں۔
5. حکم (متوفی) ان کی ماں ام ایوب بنت عمرو بن عثمان بن عفان تھیں۔
6. فاطمہ بنت عبدالملک ان کی ماں ام المغیرہ بنت المغیرہ بن خالد بن العاص بن ہشام بن المغیرہ تھیں۔
7. اور عبداللہ، مسلمہ، منذر، عنبسہ، محمد، سعید الخیر اور حجاج ام ولد سے تھے۔

مدائنی کہتے ہیں کہ [illegible] عبدالملک کی [illegible] بنت علی بن [illegible] اور [illegible] تھیں۔

[illegible] راہب سے عبدالملک کی گفتگو

ایک مرتبہ [illegible] عبدالملک [illegible]

[illegible]

[illegible]

اپنی زندگی [illegible] کرتا ہے کیونکہ [illegible] اور [illegible] مجھ سے [illegible] اور [illegible] ایک امید کے [illegible] پر ختم فانی ہے۔

عبدالملک نے کہا آپ مجھے اس واقعہ کا حال سنائیے۔ سعید نے کہا کہ ان کی حالت تو [illegible] شعروں میں کسی شاعر نے کیا خوب کھینچی ہے وہ اشعار یہ ہیں:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"" اس زمانہ کی گردش نے قبیلہ جرہم [illegible] کر دیا [illegible] ان کی [illegible] کی طرح ہو گئے حالانکہ ان سے پہلے وہ قبیلہ نہایت عزت دولت اور قوت والا تھا۔ اور زمانہ کی تو یہ عادت ہے کہ بڑے والوں کو ہلاک کرتا ہے اور ان کے [illegible] ہو جاتے ہیں۔ ""

عدی بن زید کے اشعار:

پھر عبدالملک نے سعید سے پوچھا کہ [illegible] شعر کس نے کہے ہیں:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: "" ابتدائے خلقت سے لوگوں کا یہ حال ہے [illegible] کرتے ہیں [illegible] اور [illegible] کیوں [illegible] نہیں جانتا کہ لوگ کیوں اور کس لیے عمل کرتے ہیں اور اس عمل سے انہیں [illegible] دنیا کے لیے وہ ایسا کرتے ہیں تو یہ ان کا خیال بالکل غلط ہے [illegible] کیونکہ آج تک [illegible] کوئی بھی محفوظ نہیں رہا ""۔

سعید نے کہا کہ یہ شعر [illegible] ہیں۔

ابو قطیفہ عمرو بن ولید کے اشعار:

ابو قطیفہ عمرو بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط نے حسب ذیل اشعار عبدالملک کے متعلق کہے:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: "" مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن قیس نے [illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

باب ۱۳

ولید بن عبدالملک

بیعت خلافت:

اسی سنہ میں ولید بن عبدالملک کے ہاتھ پر بحیثیت خلیفہ ہونے کے بیعت لی گئی۔ ولید اپنے باپ کو دفن کر کے مسجد میں آیا۔ منبر پر چڑھا تمام لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے پھر اس نے تقریر کی اور کہا: انا للہ و انا الیہ راجعون امیر المومنین کی موت سے جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی اس میں اللہ تعالیٰ ہی ہماری مدد کرنے والا ہے۔ اور تمام تعریفیں اسی خدا کے لیے سزاوار ہیں جس نے خلافت دے کر ہم پر جو سب سے بڑا انعام و احسان کیا ہے۔ آپ لوگ کھڑے ہوں اور بیعت کریں۔ سب سے پہلے عبداللہ بن ہمام السلولی نے بیعت کی۔ ان کے بعد اور تمام لوگوں نے بیعت کی۔

ولید بن عبدالملک کا پہلا خطبہ:

اس واقعہ کے متعلق واقدی بیان کرتے ہیں کہ ولید جب اپنے باپ کو دفن کر کے واپس آیا۔ عبدالملک دمشق کے باب الجابیہ کے باہر دفن کیے گئے۔ تو اپنے مکان میں نہیں گیا بلکہ سیدھا جامع دمشق میں آ کر منبر پر چڑھا۔ مناسب الفاظ میں حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا: آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس شے کو اللہ نے آگے رکھا ہے کوئی شخص اسے پیچھے نہیں کر سکتا اور جسے اس نے پیچھے کیا ہے کوئی اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔ ہر نفس کے لیے خدا وند عالم نے پہلے ہی سے موت کا فیصلہ کر دیا ہے اس سے انبیاء علیہم السلام و ملائکہ اور حاملین عرش بھی مستثنیٰ نہیں ہیں۔

ہماری قوم کے سربراہ دوسرے عالم میں نیک بندوں کے منازل کی طرف سدھار گئے ان کا طرز عمل اور جو فضل خدا کے یہاں ہے۔ جو شخص مخالفت و بغاوت کرے اس پر سختی کرے اور اچھے اور شریف لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر نرمی و اخلاق سے پیش آئے۔ ہمارے مقدس مذہب اسلام کے تمام ارکان پر انہوں نے عمل کیا۔ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ غزوات اسلامیہ کی سرحدوں کی حفاظت کی۔ دشمنان خدا پر فوج کشی کی وہ نہ کمزور تھے نہ ضرورت سے زیادہ سخت تھے۔ آپ لوگوں کو چاہیے کہ آپ وفادار رہیں اور جماعت کے نظام میں شیر کے ہرنوں کی طرح منسلک رہیں۔ یہ خوب سمجھ لیجئے کہ ہر شخص کے ساتھ ہمیشہ شیطان لگا رہتا ہے جو شخص ہم پر اپنا باطن ظاہر کرے گا جو اس کے دل میں ہے ہم اس سے ویسا ہی سلوک کریں گے اور جو مخالفت کے جذبات کو اپنے دل میں ہی چوری کی طرح چھپائے رکھے گا وہ اسی مرض سے ہلاک ہو جائے گا۔ اس تقریر کے بعد ولید نے عبدالملک کے عمال کے تمام عہدوں کو جیسے تھے ان پر بحال کر دیا یہ ایک نہایت ہی نازک وقت کی گفتگو تھی۔

امارت خراسان پر قتیبہ بن مسلم کا تقرر:

اسی سنہ میں قتیبہ بن مسلم حجاج کی طرف سے خراسان کا حاکم مقرر ہو کر خراسان آیا۔ قتیبہ ۸۶ ہجری میں اس وقت خراسان پہنچا جب کہ مفضل فوج کا معائنہ کر رہا تھا اور وہ اخرون اور شومان کے خلاف جہاد کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ قتیبہ نے لوگوں کے سامنے تقریر کی اور انہیں جہاد پر برانگیختہ کیا۔

قتیبہ کا جہاد پر خطبہ:

قتیبہ کی تقریر حسب ذیل ہے:

"اللہ تعالیٰ نے کفار سے جہاد کرنے کو تمہارے لیے حلال کیا ہے تاکہ اس سے دین کا غلبہ ہو تم بڑا کام لے سکو دولت اور خزانہ کو تمہارا دیا ہے جس اسلام پاک کی اپنے نبی محمد ﷺ سے فتح کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾

"وہی وہ مقدس ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر مبعوث فرمایا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے چاہے مشرک اسے کتنا ہی ناپسند کیوں نہ کریں"۔

اسی طرح خدا اور رسول نے مجاہدین کے لیے بڑا ثواب جو اپنے پاس ہے جس کے مراتب اور مقامات بڑے ہیں کا وعدہ فرمایا ہے۔ فرماتا ہے:

﴿ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ .... أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

"جہاد میں جو خدمات انہوں نے کیں ان کے بدلے دیے جائیں گے کہ اللہ کی راہ میں جب انہیں پیاس معلوم ہوتی ہے یا تکلیف محسوس کرتے ہیں یا بھوک لگی اور وقت دشواری۔"

آخر آیت میں فرمایا کہ ان کو عمل کا نہایت ہی بہتر اجر دیا ہے"۔

اس کے بعد قتیبہ نے شہداء کے متعلق کہا کہ وہ زندہ ہیں اور انہیں ہمارا اللہ کی طرف سے رزق پہنچتا رہتا ہے چنانچہ خود خداوند عالم نے شہداء کے متعلق فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾

"جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں تم مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس اور انہیں رزق پہنچایا جاتا ہے"۔

اس لیے آپ لوگوں کو چاہیے کہ اپنے رب کے وعدہ حاصل کیجیے اور اپنے تئیں ہر ایک مصیبت و تکلیف کے برداشت کرنے کے لیے تیار رکھیے اور خوشی میں بے صبری اور کاہلی سے گریز کرنا ہوگا۔

قتیبہ بن مسلم کی پیش قدمی:

قتیبہ تمام مرتب کے ساز و سامان ہتھیار اور گھوڑوں کی امداد لے کر جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ اس نے مرو پر دو شخصوں کو اپنا قائم مقام بنایا۔ فوج کا سردار ایاس بن عبداللہ بن عمرو کو مقرر کیا۔ دیوانی کاروائی پر عثمان بن السعدی کو مقرر کیا۔ جب قتیبہ طالقان پہنچا یہاں بلخ کے کچھ دہقان اس کے ساتھ ہو گئے۔ جب دریا کو عبور کیا تو وہاں پر تیش الاعور صغانیان کے بادشاہ نے تحفے تحائف اور سونے کی کنجی پیش کر کے اس کا استقبال کیا اور اپنے علاقے میں آنے کی دعوت دی اور قتیبہ وہاں گیا۔

شاہ کفتان و صغانیان کی اطاعت:

اسی طرح کفتان کا بادشاہ بھی بہت سا مال اور تحفے تحائف لے کر اس کی خدمت میں آیا اور اپنے یہاں آنے کی دعوت دی۔ قتیبہ تیش کے ساتھ صغانیان گیا۔ بادشاہ صغانیان نے اپنا ملک اس کے حوالے کر دیا۔ بادشاہ اخرون اور شومان تیش کے ہمسائے تھے انہوں نے اس بادشاہ سے بیر باندھ رکھا تھا اور جھگڑے کر کے اس کو تنگ کر رکھا تھا۔

قتیبہ کی مراجعت مرو:

اس بنا پر قتیبہ نے اب دونوں کی سرکوبی کے لیے جو بغاوت کر رہے تھے، حملہ کیا۔ تھوڑی لڑائی ہوئی تھی۔ جنگ کرنے سے پہلے ہی طخارستان نے آ کر کچھ زرِ فدیہ دے کر صلح کی درخواست کی۔ قتیبہ نے صلح کر لی اور مرو واپس آ گیا۔ واپسی میں قتیبہ نے فوج کی قیادت اپنے بھائی صالح کو تفویض کر دی اور خود فوج کو پیچھے چھوڑ کر اس سے پہلے ہی مرو آ گیا۔

صالح بن مسلم کی فتوحات:

ان کے چلے جانے کے بعد ان کے بھائی صالح نے قلعہ باسارا الحسن فتح کیا۔ اس جنگ میں نصر بن سیار بھی صالح کے ہمراہ تھا اس معرکہ میں وہ بڑی بہادری اور شجاعت سے لڑا جس کے صلہ میں صالح نے اسے ایک گاؤں تنجانا نامی جاگیر میں عطا کیا۔ اس قلعہ کو فتح کرنے کے بعد صالح قتیبہ کے پاس چلا آیا۔ قتیبہ نے اسے ترمذ کا عامل مقرر کیا۔

حجاج کی قتیبہ سے اظہار خفگی:

قتیبہ کے خراسان آنے کے متعلق باہلی یہ کہتے ہیں کہ ۸۶ ہجری میں خراسان آیا۔ فوج کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا جس قدر فوج خراسان میں اس وقت تھی اس کے پاس کل تین سو پچاس زرہیں ہیں۔ قتیبہ نے اخرون اور شومان پر فوج کشی کی اور پھر واپس پلٹ آیا واپسی میں کشتی پر سوار ہو کر آمل آیا اور فوج کو پیچھے چھوڑ دیا۔ فوج بلخ کے راستہ مرو آئی حجاج کو جب اس واقعہ کا علم ہوا اس نے قتیبہ کو لعنت و ملامت کی اور فوج کو پیچھے چھوڑ آنے پر اظہار ناخوشنودی کی اور لکھا کہ اب جب کبھی تم جنگ کرنے کے لیے جاؤ تو پیش قدمی کی صورت میں سب سے آگے رہو اور جب واپس پلٹو تو سب سے آخر میں پچھلے دستہ فوج میں رہو۔

اہل بلخ کی سرکوبی و سرکشی:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دریا کو عبور کرنے سے پہلے اس سال قتیبہ بلخ کی طرف بڑھا کیونکہ ان میں سے صرف رستاق کے کچھ لوگوں نے سرکشی کی تھی اور مسلمانوں سے باغی ہو گئے تھے۔ قتیبہ بلخ والوں سے لڑا اس روز جنگ میں جو قیدی گرفتار ہوئے ان میں خالد بن برمک کے باپ برمک کی بیوی بھی تھی اور اس وقت خود برمک نو بہار کا عامل تھا یہ عورت عبداللہ بن مسلم قتیبہ کے بھائی کے جسے فقیر کہا جاتا ہے حوالے کر دی گئی۔ عبداللہ بن مسلم کو کچھ جذام بھی تھا عبداللہ نے اس عورت سے مباشرت کی اس واقعہ کے دوسرے ہی دن بلخ والوں نے قتیبہ سے صلح کر لی۔ قتیبہ نے حکم دیا کہ تمام قیدی واپس کر دیے جائیں۔

زوجہ برمک اور عبداللہ بن مسلم:

اب برمک کی بیوی نے عبداللہ سے کہا کہ اب میں تجھ سے حاملہ ہو گئی ہوں۔ اسی وقت عبداللہ نے وفات پائی مگر یہ وصیت کر دی کہ جو بچہ اس عورت سے پیدا ہو وہ میرے خاندان میں شامل کر لیا جائے اور پھر یہ عورت برمک کو واپس کر دی گئی۔ جب خلیفہ مہدی رے آئے تو عبداللہ بن مسلم کے لڑکے خالد کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ تم ہمارے بھائی ہو۔ اس پر مسلم بن قتیبہ نے ان سے کہا کہ تم خالد کو اپنے خاندان میں شامل کرنا چاہتے ہو اگر وہ اسے منظور کر لیں تو پھر تمہیں اپنے خاندان کی لڑکی بھی انہیں دینی پڑے گی۔ اس پر عبداللہ کے لڑکے دعوے سے دستبردار ہو گئے۔ برمک طبیب حاذق تھا۔ مسلمہ کو کوئی بیماری تھی اس نے اس کا علاج کیا اور اسے صحت ہو گئی۔

حبیب بن مہلب [illegible] کی برطرفی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۸۷ھ کے واقعات

ہشام بن اسمٰعیل کی معزولی

[illegible]

امارت مدینہ پر حضرت عمر بن عبدالعزیز کا تقرر

[illegible]

فقہائے مدینہ کی طلبی

[illegible]

فقہائے مدینہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا خطاب

[illegible]

[illegible]

سعید بن المسیب کا ہشام سے حسن سلوک:

سعید بن المسیب کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے اور دوسرے اہل و موالیوں کو بلا کر ان سے کہا کہ یہ ہشام بن اسمٰعیل کی جائیداد ہے، اگرچہ دار و رقم میں سے کوئی شخص اسے نہ چھیڑے اور نہ کوئی بری بات کہے جس سے اس کے قلب کو اذیت ہو۔ کیونکہ میں اپنے دل سے اس کے معاملہ کو خدا اور قرابت کی بنا پر چھوڑ دیتا ہوں اگر یہ بری بات اس کے متعلق اچھی نہیں ہے تو ہم قباحت اپنی زبان سے ہرگز درگزر کر دیا کرو کہ تم نے ہے سے متعلق کیے گئے۔ محمد بن عمر کے باپ بیان کرتے ہیں کہ ہشام کے ساتھ سعید و جو ان سے کسی طرح کا تعرض نہیں کیا گیا تھا۔

ہشام کی تشہیر و توہین کا حکم:

حضرت علی بن الحسین جانتے تھے کہ اس کے ہاتھوں سخت تکلیفیں برداشت کر چکی تھیں جب ہشام معزول کیا گیا اور ولید نے اس کی توہین اور تشہیر کا حکم دیا تو کہنے لگا کہ مجھے صرف علی بن الحسین ہی سے خوف ہے ہشام مروان کے مکان کے پاس کھڑا کیا گیا تھا آپ اس کے پاس سے گزرے مگر اس سے تعرض نہیں کیا آپ نے اپنے عزیزوں سے فرمایا تھا کہ خبردار کوئی بات ہشام سے نہ کہنا چنانچہ جب ہشام بن اسمٰعیل کے پاس سے گزرے تو اس نے کلام پاک کا یہ جملہ آپ کی شان کے لیے پڑھا:

﴿ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ﴾

"اللہ ہی سب سے بہتر جاننے والا ہے کہ وہ کس شخص کو پیغمبر بناتا ہے"۔

مسلم قیدیوں کی رہائی:

اسی سنہ میں نیزک قتیبہ کے پاس آیا اور قتیبہ نے شاہ باذغیس سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اب اس کے علاقہ میں داخل نہ ہو گا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نیزک طرخان کے پاس جو مسلمان قید تھے یا شاہ باذغیس سے صلح کرنے کے بعد قتیبہ نے نیزک کو ان قیدیوں کے بارے میں خط لکھا کہ انہیں چھوڑ دو ورنہ میں بہت سختی سے پیش آؤں گا اس دھمکی سے نیزک خائف ہوا اور اس نے تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر کے قتیبہ کے پاس بھیج دیا۔

نیزک کو فوج کشی کی دھمکی:

اب قتیبہ نے سلیم الناصح عبید اللہ بن ابی بکرہ کے آزاد غلام کو نیزک کے پاس سفیر کی حیثیت سے بھیجا تاکہ وہ اسے صلح کی دعوت دیں اور اس سے کہیں کہ انہیں امان دی جائے گی۔ قتیبہ نے نیزک کو ایک خط بھی لکھا تھا اور اس میں لکھا تھا کہ اگر تم میرے پاس نہ آئے تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پھر تم پر فوج کشی کروں گا اور جہاں کہیں تم جاؤ گے تمہیں ڈھونڈ نکالوں گا اور اس وقت تک پیچھا نہ چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ یا تو مجھے فتح حاصل ہو جائے گی یا موت آ کر میرے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دے گی۔

نیزک اور قتیبہ میں مصالحت:

غرض کہ سلیم قتیبہ کے اس خط کو لے کر نیزک کے پاس آئے اور اسے سمجھانے بجھانے لگے۔ نیزک نے ان سے کہا کہ آپ کے ارادے کی نیت بھی نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ مجھے پہلے ہی عزت و مرتبت حاصل ہے اور نہ وہ کبھی ایسی تھی کہ جا سکے۔ سلیم نے اس سے کہا

کہ اس میں شک نہیں کرتا۔ ہمارے بادشاہ سیاست و حکومت میں بہت سخت ہیں تاہم اگر ان کے سامنے کوئی شخص نرمی و عاجزی سے پیش آئے تو وہ بھی بہت نرم طبیعت ہو جاتے ہیں اور جو تمکنت اور سرکشی سے پیش آئے اس کے لیے بہت ہی سخت ہیں۔ آپ ان کی عزت کے درشت لہجے سے خوف زدہ نہ ہوں اور سختی اس میں سے ان کے بس کی بات نہیں۔ آپ قسم کو پوری کر لیجیے۔ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ اور تمام مراتب آپ کی پیشوائی کا خاطر و مدارات اور عزت و توقیر کریں گے۔ یہ چیزیں لے کر ہبیرہ قتیبہ کے پاس آیا۔ قتیبہ نے اس بار قسم سے اس طرح تصفیہ کر لی کہ اب وہ ان کے علاقہ میں داخل نہ ہو گا۔

مسلمہ بن عبدالملک کی رومیوں پر فوج کشی:

اسی سنہ میں مسلمہ بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں فوج کشی کی۔ یزید بن جبیر بھی ان کے ہمراہ تھا۔ سوسنہ کے مقام پر جو مصیصہ کے قریب واقع ہے۔ رومیوں نے ایک زبردست فوج کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ مقام طوانہ کے قریب مسلمہ اور عباس الجرجانی کی مڈ بھیڑ ہوئی۔ اس وقت مسلمہ کے ساتھ کل ایک ہزار سپاہیوں کا لشکر تھا۔ مسلمہ نے دشمن کے بے شمار آدمی قتل کر ڈالے اور اللہ نے ان کے ہاتھوں کئی ایک قلعے سر کر دیے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسلمہ کے بجائے اس سنہ میں ہشام بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ نے قلعہ حصن بولق، اخرم، بولس اور قمقیم ان کے ہاتھوں فتح کرا دیے۔ عرب مستعربہ میں سے ایک ہزار سپاہی کام آئے۔ ہشام بن عبدالملک نے ان کے بیوی بچوں کو قیدی بنا لیا۔

قتیبہ بن مسلم کا خجند پر حملہ:

اسی سنہ میں قتیبہ نے خجند پر فوج کشی کی۔ خجند پر فوج کشی اور اس کی تفصیل:

بخارا سے صلح کرنے کے بعد قتیبہ دوسرے سال جہاد کی مہم میں مصروف رہا اور پھر اسی ۹۴ ہجری میں اس نے خجند پر فوج کشی کی۔ مرو سے چل کر بلخ آیا۔ پھر آمل ہوتا ہوا زم آیا۔ اسی مقام سے اس نے دریا کو عبور کر کے خجند کا رخ کیا۔ فرغانہ کے شہروں میں خجند دریائے سیحوں کے قریب ترین واقع ہے۔ یہ ترکوں کا شہر کہلاتا ہے اور خجند اس سمت سے دشمنوں کے راستہ پر واقع ہے۔

مسلمانوں کی مجبوری:

غرض کہ جب مسلمانوں کی فوج نے اس کے بالکل قریب جا کر پڑاؤ کیا تو خجند والوں نے اہل صغد اور دوسرے اپنے آس پاس کے لوگوں سے اعانت طلب کی اس درخواست پر زبردست امدادی فوجیں خجند کی امداد کے لیے پہنچ گئیں انہوں نے مسلمانوں کے مقابل ہو کر ان کے راستے کو مسدود کر دیا۔ اب یہ حالت ہوئی کہ قتیبہ کا کوئی قاصد اس علاقہ سے باہر جا سکتا تھا اور نہ ان کے پاس کوئی قاصد وہاں پہنچ سکتا تھا اس مدت تک ولید کو ان کی خیریت معلوم ہوئی اور نہ حجاج کو ان کی کوئی خبر معلوم ہوئی اس سے حجاج کو سخت تشویش ہوئی اور اسے قدرتی طور پر مسلمانوں کی فوج کی تباہی کا خطرہ پیدا ہوا اس نے تمام مساجد میں لوگوں کو دعا کرنے کا حکم دیا اور تمام شہروں میں بھی دعا کرنے کے لیے احکام جاری کر دیے اور اس فوج کی یہ حالت تھی کہ روزانہ دشمن سے معرکہ آرائی رہتی تھی۔

تنگ دستی اور قتیبہ بن مسلم:

ایک عجمی شخص تنذر نامی قتیبہ کا مخبر تھا اہل بخارا نے اسے بہت کچھ رشوت دے کر ملا لیا اور اس سے کہا کہ تو کسی ترکیب سے

قتیبہ کو اس کی موجودہ حیثیت سے ہٹا دے۔ تندر قتیبہ کے پاس آیا اور قتیبہ کو خلوت کا موقع ملا تو تمام لوگ قتیبہ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔ تو قتیبہ نے ضرار بن حصین الضبی کو اپنے پاس ٹھہرا لیا، تندر نے قتیبہ سے کہا کہ حجاج کو معزول کر دیا گیا ہے اور نیا حاکم آپ پر حاکم ہو کر آنے والے ہیں، بہتر یہ ہے کہ آپ مرو واپس چلے جائیں۔

تندر رومی کا قتل:

قتیبہ نے اپنے غلام سیاہ کو بلا کر حکم دیا کہ تندر کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا۔ پھر قتیبہ نے ضرار سے کہا کہ اب میرے اور تمہارے سوا اور کوئی شخص اس خبر سے واقف نہیں ہے۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر یہ بات اس معرکہ کے ختم ہونے تک کسی سے ظاہر ہوئی تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ لہٰذا تم اپنی زبان بند رکھو۔ کیونکہ اس خبر کے شائع ہونے سے تمام لوگوں میں بزدلی پیدا ہو جائے گی۔

تندر کے قتل پر قتیبہ کی تقریر:

اس بات کی ہدایت کرنے کے بعد قتیبہ نے دوسرے لوگوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی۔ جب لوگ اس کے پاس آئے تو دیکھا کہ تندر مقتول پڑا ہے۔ اس سے انہیں بہت تعجب ہوا اور ایک خوف طاری ہو گیا۔ سب نے گردنیں جھکا لیں۔ قتیبہ نے ان سے کہا کہ آپ لوگ اس شخص کے قتل سے کیوں گھبراتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم سب تو یہ سمجھتے تھے کہ یہ مسلمانوں کا خیر خواہ ہے۔ قتیبہ نے کہا نہیں، یہ تو دھوکے باز تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے گناہ کی سزا دی ہے۔ اب اپنے دشمن کے مقابلہ کی طرف چلو اور کل اپنے دشمن سے غیر معمولی بہادری اور بہت ثابت قدمی سے زور آزمائی کیجیے۔

اہل بیکند کی شکست اور صلح:

دوسرے دن صبح کو سب لوگ جہاد کے لیے تیار ہو کر میدان کارزار میں آ گئے۔ قتیبہ تمام علمبرداروں کے پاس جا کر انہیں اور ان کے ماتحت کام کرنے والوں کو جنگ کے لیے ابھارتے تھے۔ دونوں فوجوں میں معرکہ کا جدال و قتال گرم ہوا۔ مسلمانوں کی تلواروں نے دشمن کے گلوں سے محافظت شروع کی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ثابت قدمی نازل فرمایا۔ غروب آفتاب تک خوب لڑائی ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے مونڈھے پیٹھ پھیر کر مسلمانوں کے حوالے کر دیے اور وہ شکست کھا کر شہر کی طرف بھاگے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا، کچھ شہر میں گھس گئے باقی منتشر ہو گئے اور مسلمانوں نے جس طرح چاہا ان کو قتل کیا اور جسے چاہا گرفتار کیا۔ بہت کم شہر میں پناہ لے سکے۔ قتیبہ نے مزدوروں کو حکم دیا کہ شہر کی فصیل کو گرا دو۔ یہ دیکھ کر انہوں نے صلح کی درخواست کی۔ قتیبہ نے ان سے صلح کر لی اور بنو قتیبہ کے ایک شخص کو ان کا حاکم مقرر کر دیا۔

اہل بیکند کی عہد شکنی:

اب قتیبہ واپس ہوا، ابھی وہ پانچ منزل ہی آیا تھا اور بیکند سے صرف پانچ فرسخ کے فاصلے پر تھا کہ اس کے پاس یہ خبر آئی کہ اہل بیکند نے غداری کی اور اپنے عامل اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا اور ان کی ناک اور کان کاٹ ڈالے۔ یہ خبر پاتے ہی قتیبہ واپس ہوا۔ اہل بیکند قلعہ بند ہو گئے تھے۔ ایک ماہ تک قتیبہ محاصرہ کیے رہا۔ پھر اس نے سرنگ کھودنے والوں کو حکم دیا کہ شہر کی فصیل کو منہدم کر دیا جائے۔ انہوں نے فصیل کو لکڑیوں کے سہارے کھڑا کر دیا۔ قتیبہ کا ارادہ یہ تھا کہ جب یہ مکمل ہو جائے تو اس وقت اس میں آگ لگا دی

جائے۔ وہاں سے فصیل منہدم ہو جائے۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنے کام کو ختم کریں فصیل خود بخود گر پڑی اس سے چار سو آدمی ہلاک ہوئے۔

بیکند کا تاوان:

اب پھر اہل بیکند نے صلح کی درخواست کی۔ مگر قتیبہ نے انکار کر دیا اور بزور شمشیر اس شہر کو فتح کر لیا۔ جس قدر جنگ جو تھے ان کو قتل کر ڈالا اور قیدیوں میں ایک کانا شخص تھا اسی نے ترکوں کو مسلمانوں کے خلاف مقابلہ کرنے پر ابھارا تھا اس نے قتیبہ سے کہا کہ میں اپنی جان کا فدیہ دینے کے لیے تیار ہوں۔ سلیم الناصح نے اس سے پوچھا کہ کتنا دو گے؟ اس نے پانچ ہزار چینی ریشمی تھان کہے جس کی مجموعی قیمت دس لاکھ ہو گی۔ مگر قتیبہ نے انکار کیا۔ لوگوں نے کہا فدیہ لینے سے مسلمانوں کی دولت عامہ میں اضافہ ہوگا۔ یہ اب کبھی اسے قوت پہنچ نہیں سکے گا کہ کسی کو ضرر پہنچائے۔ اس لیے فدیہ لینے میں کیا حرج ہے۔ مگر قتیبہ نے ان کی درخواست کو منظور نہیں کیا اور کہا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ اب اس کی وجہ سے پھر کبھی مسلمانوں کے لیے کوئی خطرہ ہو۔ لہٰذا اسے قتل کر دینا چاہیے۔ چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا۔

فتح بیکند اور مال غنیمت:

بیکند کی فتح میں مسلمانوں کو مال غنیمت میں بے شمار سونے چاندی کے برتن ملے۔ قتیبہ نے مال غنیمت کی نگرانی اور تقسیم کے لیے عبداللہ بن والان العدوی حلیف بنی ملکان جسے قتیبہ امین بن الامین کہا کرتا تھا اور ایاس بن بیہس الباہلی کو مقرر کر دیا ان دونوں نے جس قدر سونے چاندی کے برتن اور بت تھے ان سب کو گلا دیا۔ اور قتیبہ کے پاس لے کر آئے۔ جو تمام اس کے گلانے کے بعد بچ رہی جو ان برتنوں سے نکلی تھی لے آئے۔ قتیبہ نے پھر یہ ان دونوں کے حوالے کر دی کہ اس کی قیمت پائیں یا خرید لیں اور ہم کو دیں ان دونوں نے قتیبہ سے اس کی اطلاع کی۔ قتیبہ نے اسے خود لے لیا اور حکم دیا کہ اسے پگھلا دیا جائے۔ جب اسے پگھلایا گیا تو اس میں سے ایک لاکھ پچاس ہزار مثقال خالص چاندی برآمد ہوئی۔

اسی طرح بیکند میں اور بھی بہت کچھ بڑی بڑی مال غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ جس قدر مال غنیمت اس مقام سے انہیں ملا اتنا خراسان میں کبھی نہ ملا تھا۔

فوج میں اسلحہ کی تقسیم:

اس فتح کے بعد قتیبہ مرو واپس آ گیا۔ مسلمانوں کی مالی حالت بہت بہتر ہو گئی انہوں نے خوب ہتھیار اور گھوڑے خرید لیے۔ ان کے لیے وارد ہونے والے سواری کے جانور سامنے بڑی قیمت پر بکتا تھا۔ ہر ایک سب سے عمدہ اور خوب صورت گھوڑا اور ہتھیار خرید لیے۔ اس سے ہتھیاروں کی قیمت اس قدر بڑھ گئی کہ ایک نیزہ ستر درہم تک آنے لگا۔ سرکاری ذخیرہ اسلحہ میں بھی بہت سا ہتھیار اور اسلحہ وغیرہ سامان حرب تھا۔ قتیبہ نے حجاج کو لکھا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ ہتھیار فوج کو دے دوں۔ حجاج نے اجازت دے دی۔ قتیبہ نے تمام سامان حرب و ہتھیار ہر ایک سپاہی کو دے دیا اور لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ اب فوج جنگ کے لیے نکلنے سے پہلے مسلح ہو گئی۔

نومشکث کی فتح:

موسم بہار میں قتیبہ نے تمام لوگوں کو کوچ کرنے کا اعلان عام کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو جہاد کے لیے اپنے

وقت میں لیجاؤں جب کہ آپ کو زاد راہ کے اٹھانے کی دقت نہ پڑے اور معلوم ہو جائے پہلے واپس لے آؤں۔ غرض کہ اب قتیبہ ایک نہایت آراستہ و پیراستہ فوج کے ساتھ جس کے گھوڑے نہایت حسین و خوب صورت تھے۔ اور چمکتے ہوئے ہتھیاروں سے مسلح جہاد کے لیے روانہ ہوا پیچھے آ گیا۔ پھر زم سے دریائے جیحوں کو عبور کر کے بخارا کے علاقہ میں داخل ہوا۔ شہر مشکث پر جو بخارا کا ایک شہر ہے دھاوا کر دیا۔ شہر والوں نے اس سے صلح کر لی۔

مسلم الباہلی کی امانت کا واقعہ:

مسلم الباہلی نے والان سے کہا کہ میں کچھ مال بطور امانت آپ کے پاس رکھوانا چاہتا ہوں۔ والان نے پوچھا کہ کیا آپ لوگ چاہتے ہیں کہ اور لوگوں کو اس کی خبر نہ ہو اور ان کو خبر ہو جانے میں آپ کوئی برائی نہیں سمجھتے؟ مسلم نے کہا نہیں۔ میں اسے پوشیدہ ہی رکھنا چاہتا ہوں۔ والان نے کہا تو بہتر یہ ہے کہ آپ کسی معتمد شخص کے ہاتھ وہ مال فلاں مقام پر بھیج دیجیے اور اسے حکم دے دیجیے کہ اگر وہاں کوئی بیٹھا ہو تو یہ مال وہاں چھوڑ کر چلا آئے۔ مسلم نے کہا بہتر ہے میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ اس نے تمام مال ایک خرجی میں رکھوا کے اسے خچر پر لادا اور اپنے آزاد غلام سے کہا کہ اسے فلاں مقام پر لے جاؤ۔ جب دیکھو کہ وہاں کوئی شخص بیٹھا ہوا ہے تو تم خچر چھوڑ کر چلے جانا۔

وہ خچر لے کر چلا دوسرے طرف والان وقت مقررہ پر حسب وعدہ اس مقام پر آ یا مگر جب بہت دیر تک مسلم کا کوئی آدمی وہاں نہیں پہنچا۔ والان وقت مقررہ کے گزر جانے کے بعد چلا گیا اور اس نے خیال کیا کہ شاید مسلم کا آدمی آ کر واپس چلا گیا۔

اس شخص کے چلے جانے کے بعد ہی ایک اور شخص اس جگہ آ کر بیٹھ گیا کہ اتنے میں مسلم کا آزاد غلام مال لے کر وہاں پہنچا جب دیکھا کہ ایک آدمی وہاں بیٹھا ہوا ہے اس نے خچر کو وہیں چھوڑ دیا اور خود واپس چلا آیا۔

تغلبی نے خچر کو جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس پر زر و جواہر لدا ہے اور کوئی شخص اس کا مالک نہیں ہے۔ تب خچر کو اپنے گھر لے آیا اور خچر اور مال دونوں اپنے قبضہ میں کر لیے چونکہ مسلم کو تو یہ یقین تھا کہ میرا مال والان کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اس لیے تا وقتیکہ اسے مال کی واپسی کی ضرورت نہ پڑی اس نے کبھی اس سے پوچھا بھی نہیں۔ جب ضرورت ہوئی تو مسلم نے والان سے کہا کہ میری امانت واپس کر دیجیے۔ والان نے کہا کہ میرے پاس آپ کی کوئی امانت نہیں ہے۔ اور نہ میں نے آپ کے مال کو لیا ہے۔

مسلم الباہلی کی امانت کی واپسی:

اب مسلم نے ہر جگہ والان کی برائی کرنا شروع کی اور اس کی بددیانتی کا اظہار کرتا۔ ایک روز بنی ضبیعہ کی مجلس میں آیا اور ان سے والان کی شکایت کی۔ وہ تغلبی جس نے اصل میں اس کا مال لیا تھا وہ بھی وہاں موجود تھا یہ تذکرہ سن کر علیحدہ لے گیا اور پوچھا کہ تمہاری کیا کیا چیزیں تھیں۔ مسلم نے سب بیان کیں۔ تغلبی نے مسلم کو اپنے گھر بلایا اور وہی خرجی دکھا کر کہا کہ کیا تم اسے پہچانتے ہو۔ مسلم نے کہا ہاں! تغلبی نے کہا کہ اس مہر کو بھی جانتے ہو اس کا جواب بھی مسلم نے اثبات میں دیا۔ تغلبی نے کہا تو یہ آپ ہی کا مال ہے آپ لے لیجیے اور یہ واقعہ سنایا اس حقیقت کے اظہار کے بعد مسلم نے جن لوگوں سے والان کی شکایت کی تھی ان سے آ کر معذرت کی اور پورا واقعہ سنایا۔

امیر حج حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ و عمال:

اس سال عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جو مدینہ کے عامل تھے لوگوں کو حج کرایا۔ اس سنہ میں ابو بکر بن عمرو بن حزم عمر بن عبدالعزیز

حزم کی طرف سے مدینہ کے قاضی تھے عراق اور تمام مشرقی صوبہ جات کا حسب سابق حجاج گورنر تھا۔ جراح بن عبداللہ الحکمی اس کی طرف سے بصرہ کا عامل تھا۔ عبداللہ بن اذینہ بصرہ کے قاضی تھے کوفہ میں معاملات جنگ کا انتظام زیاد بن جریر بن عبداللہ کے تفویض تھا۔ اور ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری کوفہ کے قاضی تھے اور قتیبہ بن مسلم خراسان کا گورنر تھا۔

۸۸ھ کے واقعات

قلعہ طوانہ کی تسخیر

اس سنہ میں رومیوں کا قلعہ طوانہ مسلمانوں نے فتح کیا اور وہیں ایام سرما بسر کیے۔ مسلمہ بن عبدالملک اور عباس بن الولید بن عبدالملک اس اسلامی فوج کے جس نے اس قلعہ کو فتح کیا تھا سردار تھے۔

پہلے دن کی لڑائی میں مسلمانوں نے دشمنوں کو شکست دی۔ کفار سب کے سب اپنے گرجوں اور خانقاہوں میں جا چھپے مگر پھر پلٹ کر آئے اور اب کی مرتبہ مسلمان پسپا ہو گئے اور ایسی بدحواسی سے بھاگے کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب کسی طرح جنگ کی حالت درست نہیں ہو سکتی۔ صرف چند آدمی عباس کے پاس رہ گئے تھے۔ ان میں ابن محیریز الجمحی تھا۔ عباس نے اس سے کہا کہ کہاں ہیں وہ قرآن یاد رکھنے والے جو جنت کے خواہش مند ہیں۔

ابن محیریز نے عباس سے کہا کہ آپ انہیں آواز دے کر بلائیے وہ آپ کے پاس آ جائیں گے۔ عباس نے انہیں یا اہل القرآن کہہ کر آواز دی۔ اس پر سب کے سب پلٹ پڑے۔ اب کیا تھا اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو شکست دی اور مسلمان قلعہ طوانہ میں داخل ہو گئے۔

اہل مدینہ کی جہاد کے لیے طلبی

ولید نے مدینہ والوں کو حکم دیا کہ مدینہ سے دو ہزار فوج جہاد کے لیے تیار کی جائے۔ مدینہ کے ذی استطاعت باشندوں نے چندہ جمع کر کے اپنی جگہ دوسرے لوگوں کو اجرت دے کر بھیجنا شروع کیا۔ اس طرح بجائے دو ہزار کے پندرہ سو آدمی گئے اور مسلمہ کے ساتھ قلعہ طوانہ کی تسخیر میں شریک ہوئے۔ باقی پانچ سو پیچھے رہ گئے اور موسم گرما کی مہم میں شریک ہوئے۔

عباس اور مسلمہ دونوں اس مہم کے سردار تھے۔ انہوں نے قلعہ طوانہ میں موسم سرما بسر کیا اور اسے فتح کیا۔ اسی سال یزید بن عبدالملک کا بیٹا ولید پیدا ہوا۔

امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے مکانات کا انہدام

نیز اسی سال ولید نے مسجد نبوی اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے مکانات کے انہدام کا حکم دیا اور ان کے مکانات کو بھی مسجد نبوی میں شامل کر دیا گیا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ربیع الاول ۸۸ ہجری میں ولید کا قاصد اس وقت سے مدینہ آیا کہ اس کا عمامہ منہ پر لپٹا ہوا تھا گویا ڈھاٹا اس نے باندھ رکھا تھا۔ یہ دیکھ کر لوگ کہنے لگے کہ معلوم نہیں کہ قاصد کیا لے کر آیا ہے اور چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔

مسجد نبوی کی توسیع کا منصوبہ

قاصد عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ ولید کا خط انہیں دیا اس میں مرقوم تھا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرے بھی مسجد نبوی میں شامل کر دیئے جائیں علاوہ ازیں اس کے پیچھے اور آس پاس جو مکانات ہیں وہ بھی خرید لیے جائیں تاکہ مسجد نبوی کا طول دو سو گز اور عرض دو سو گز ہو جائے اور اگر ممکن ہو تو مسجد کے سامنے کا حصہ بھی آگے کو بڑھا دیا جائے اور آپ ایسا کر سکتے ہیں کیونکہ مسجد کے سامنے آپ کے ننھیالی رشتہ داروں کے مکانات واقع ہیں وہ آپ کی مخالفت نہیں کریں گے۔

مکانات کی قیمت کی ادائیگی

اگر ان میں سے کوئی شخص مکان دینے سے انکار کرے تو آپ شہر والوں سے ان مکانات کی صحیح قیمت کا اندازہ کرا کے نقد قیمت ان کے حوالے کر دیجئے گا اور پھر مکانات کو منہدم کرا دیجئے گا۔ اس کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نظیر بھی موجود ہے کہ انہوں نے پہلے بھی ایسا کیا ہے۔ ان مکانات کے مالک اس وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مل بیٹھے تھے آپ نے ولید کا خط پڑھ کر انہیں سنایا۔ وہ لوگ قیمت لے کر مکانات بیچنے کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قیمت ان کے حوالے کر دی۔ اب آپ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں کو منہدم کرا کے مسجد نبوی کی بنیاد شروع کی۔ پہلے دن مدینے کے کاریگروں سے کام لیا بعد میں وہ معمار آ گئے جنہیں ولید نے خاص مسجد نبوی کی تعمیر کے لیے بھیجا تھا۔

مسجد نبوی کا انہدام

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خود بھی مسجد نبوی کے گرانے میں شریک تھے اور ان کے ہمراہ اور بھی سربرآوردہ لوگ جن میں قاسم، سالم، ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث، عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ، خارجہ بن زید اور عبداللہ بن عبداللہ بن عمر جیسے بھی مسجد کے گرانے میں شریک تھے یہ لوگ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد کے نشانات بتاتے اور اس کی شناخت کے مطابق اس کا اندازہ کرتے جاتے تھے اور انہیں حضرات نے اس کی بنیاد قائم کی۔

صالح بن کیسان کا بیان

صالح بن کیسان کہتے ہیں کہ جب ولید کا خط دمشق سے مسجد نبوی کے انہدام کے بارے میں آیا تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو علیحدہ کر کے چند شخص مسجد گرانے کے لیے گئے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کے انہدام اور اس کی تعمیر کی نگرانی میرے متعلق کر دی تھی۔ ہم نے مدینے کے مزدوروں اور کاریگروں سے انہدام کا کام لینا شروع کیا۔ سب سے پہلے ہم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مکانوں کو منہدم کر دیا اتنے میں وہ کاریگر آ گئے جنہیں ولید نے اسی غرض سے مدینہ بھیجا تھا۔

مسجد نبوی کے لیے قیصر روم کی پیش کش

صفر ۸۸ ہجری میں ہم نے مسجد نبوی کو گرانا شروع کیا۔ ولید نے قیصر روم کو لکھا کہ میں نے چونکہ مسجد نبوی کے انہدام اور پھر نئے سرے سے اس کی تعمیر کا حکم دیا ہے اس لیے آپ بھی اس کام میں میری امداد کیجئے۔ قیصر روم نے ایک لاکھ مثقال سونا، سو معمار اور چالیس اونٹ منقش اور سنگ مرمر وغیرہ سامان سے لدے ہوئے ولید کے پاس بھیج دیئے اور معمار شام کے قصبوں اور شہروں سے مینا کاری کے ہوئے پتھر تلاش کر کے ولید کے پاس بھیجے اور ولید نے انہیں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیا۔

مسجد نبوی کی تعمیر:

اسی سنہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی نیز اسی سنہ میں مسلمہ نے رومیوں سے جنگ کیا۔ تین قلعے قسطنطین، غزالہ اور اخرم فتح کیے اور تقریباً ایک ہزار عرب اشخاص جو قتل کر ڈالے ان کے بال بچوں کو غلام بنا لیا اور ان کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا۔

اسی سنہ میں قتیبہ نے نومشکث اور رامیثنہ پر فوج کشی کی۔

اہل رامیثنہ کی اطاعت:

قتیبہ نے ۸۸ ہجری میں بشار بن مسلم کو مرو پر اپنا قائم مقام بنا کر نومشکث پر فوج کشی کی۔ باشندگان نومشکث نے قتیبہ کا استقبال کیا اور ان سے صلح کر لی یہاں سے قتیبہ رامیثنہ گیا اس شہر کے باشندوں نے بھی صلح کر لی اور قتیبہ مرو واپس چلا آیا۔

ترکوں کا مجاہدین پر حملہ:

اثنائے راہ میں ترکوں نے جن کے ساتھ صغدی اور اہل فرغانہ کی کثیر تعداد میں تھے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور عبدالرحمن بن مسلم الباہلی پر جو فوج کے پچھلے حصہ پر تھے اور ان کے اور اصل فوج اور قتیبہ کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا ترکوں نے یہ حملہ کر دیا۔ جب ترک عبدالرحمن کے بالکل نزدیک پہنچ گئے اس نے قاصد کے ذریعہ سے اس خطرہ کی فوراً قتیبہ کو اطلاع دی۔ اتنے میں ترکوں نے عبدالرحمن پر حملہ کر دیا اور جنگ شروع کر دی۔

قتیبہ بن مسلم کی کمک:

قاصد نے قتیبہ کو جا کر اس سانحہ کی اطلاع دی۔ قتیبہ فوراً اپنی فوج لے کر عبدالرحمن کی امداد کے لیے چلا۔ عبدالرحمن بھی برابر ترکوں کے مقابلہ پر جما ہوا تھا اب حالت یہ ہو گئی تھی کہ ترکوں نے تقریباً مسلمانوں کی فوج کے پچھلے حصہ کو گھیر لیا تھا۔ مگر جب عبدالرحمن کی فوج نے قتیبہ کو دیکھا تو ان کے حوصلے بلند ہو گئے ان میں پھر نئے قسم کا جوش پیدا ہو گیا نہایت ثابت قدمی سے ظہر تک لڑتے رہے۔

ترکوں کی شکست و فرار:

اس معرکہ میں نیزک نے جو قتیبہ کے ہمراہ تھا خوب اچھی بہادری دکھائی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ترکوں کو شکست دی اور ان کی جمعیت منتشر ہو گئی۔ قتیبہ نے اب پھر مرو کا رخ کیا اور ترمذ کے پاس سے دریا کو عبور کر کے بلخ ہوتا ہوا مرو پہنچا۔

باہلی یہ بیان کرتے ہیں کہ جن ترکوں نے حملہ کیا تھا ان کا سردار اس معرکہ میں فغفور چین کا بھانجا کور مغانون ترکی تھا۔ اور ترکوں کی تعداد دو لاکھ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔

اسی سال ولید نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو حکم دیا کہ پہاڑی راستے صاف کر دیے جائیں تا کہ مسافروں کو آسانی ہو اور قصبات میں کنوئیں کھدوائے جائیں۔

پہاڑی راستوں کو ہموار کرنے کا حکم:

صالح بن کیسان بیان کرتے ہیں کہ ولید نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو حکم دیا کہ تمام پہاڑی دشوار گزار راستے آسان کر دیے

بنائی جائیں اور مدینہ میں کنوئیں کھدوائے جائیں [illegible] تمام علاقوں میں بھی لکھا۔ چنانچہ خالد بن عبداللہ کو بھی اسی قسم کا حکم موصول ہوا تھا۔ یہ بھی حکم دیا تھا کہ جذامی لوگوں [illegible] باہر نہ نکلیں۔ ان کے لیے بیت المال سے [illegible] وظائف مقرر کیے گئے [illegible] ضروریات زندگی مہیا کی گئیں۔

مدینہ میں فوارہ بنانے کا حکم:

ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو یہ بھی حکم دیا کہ ایک فوارہ بنایا جائے۔ چنانچہ انہوں نے یزید بن عبدالملک کے مکان کے قریب [illegible] جب ولید حج کے لیے آیا تو اس نے فوارہ اور اس کے پانی کو دیکھا تو اسے بہت پسند کیا اور حکم دیا کہ اس پر کچھ لوگ مقرر کیے جائیں اور مسجد والوں کو اس سے پانی دیا جائے۔ پھر یہ پانی تقسیم کر دیا گیا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔

اہل مکہ کی عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے پانی کی قلت کی شکایت:

صالح بن کیسان کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ۸۸ ہجری میں حج کے لیے گئے تو قریشیوں نے ان کے ساتھ مدینہ سے [illegible] عمر بن عبدالعزیز [illegible] عطایا [illegible] حج کے لیے [illegible] ان کا [illegible] عمر بن عبدالعزیز [illegible] حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اپنے ساتھ پانی لے کر گئے تھے جب آپ مقام تنعیم پہنچے تو قریش کے لوگوں [illegible] آپ سے ملے [illegible] پانی کی قلت [illegible] کہ [illegible] پانی [illegible] حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بارش کے لیے دعا کی۔

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے [illegible] اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں تو آپ نے اور دوسرے لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی [illegible] پانی [illegible] اسی روز [illegible] بارش کی حالت میں [illegible] رات تک خوب بارش [illegible] آنے والے [illegible] ہو گئے [illegible] عمر بن عبدالعزیز [illegible] ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ۸۸ھ میں عمر بن ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال ملک کے مختلف مقامات کے حکمران وہی لوگ تھے جو ۸۷ھ میں تھے۔

◆

۸۹ھ کے واقعات

مسلمہ بن عبدالملک کی قلعہ سوریہ پر فوج کشی:

مسلمہ بن عبدالملک کی زیر قیادت اس سال مسلمانوں نے قلعہ سوریہ فتح کیا۔ واقدی بیان کرتے ہیں کہ اس سال مسلمہ رومیوں سے جہاد کے لیے ان کے علاقہ میں داخل ہوئے ان کے ہمراہ عباس بن ولید بھی تھے۔ دشمن کے علاقہ میں پہنچ کر دونوں ساتھ داخل ہوئے مگر پھر علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ مسلمہ نے قلعہ سوریہ فتح کیا اور عباس نے اذرولیہ فتح کیا رومیوں کی ایک فوج نے ان کی مزاحمت کی مگر اس نے انہیں شکست دی۔

قلعہ جات عموریہ، ہرقلہ اور قمودیہ کی تسخیر:

مگر واقدی کے علاوہ اور لوگوں کا بیان ہے کہ مسلمہ نے قلعہ عموریہ کی تسخیر کے لیے فوج کشی کی۔ یہاں رومیوں کی ایک زبردست فوج سے ان کا مقابلہ ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ اور مسلمہ نے قلعہ جات ہرقلہ اور قمودیہ فتح کر لیے اور عباس موسم گرما کی مہم لے کر بدندون کی جانب سے کفار کے علاقہ میں جہاد کے لیے گئے تھے۔

قتیبہ بن مسلم کی وردان خذاہ سے جنگ:

نیز اس سال میں قتیبہ نے بخارا کے علاقہ میں جہاد کیا اور راستین فتح کیا۔ یہ روایت باہلیوں کی ہے مگر دوسرے بھی بیان کرتے ہیں کہ جب قتیبہ راستین فتح کر کے کش کے راستہ سے واپس ہوا تو مرو آیا پھر حجاج کا خط اسے ملا جس میں حکم دیا گیا تھا کہ تم وردان خذاہ سے جا کر لڑو۔ قتیبہ ۸۹ ہجری میں دوبارہ مرو سے جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ زم آیا اور یہاں سے دریا کو عبور کیا ریگستان کے راستے میں اہل صغد، کش اور نسف نے اس کا مقابلہ کیا۔ قتیبہ ان سے لڑا۔ اور انہیں شکست دے کر بخارا پہنچا۔ وردان کی داہنی سمت سے گزر کر اس نے مقام خرقانہ زیریں میں اپنا پڑاؤ کیا۔ اس مقام پر دشمن کی ایک زبردست جمعیت سے اس کی جنگ ہوئی۔ دو دن دو راتیں مسلسل معرکہ جدال وقتال گرم رہا۔ مگر آخر کار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مظفر و منصور کیا۔

ادریس بن حنظلہ کا بیان:

مگر ادریس بن حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ ۸۹ ہجری میں قتیبہ نے وردان خذاہ بخارا کے بادشاہ سے جنگ کی مگر اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا اور نہ کوئی شہر فتح کیا اور مرو واپس آ گیا اور حجاج کو تمام واقعات کی اطلاع دے دی۔ اس پر حجاج نے اسے لکھا کہ بخارا کے بادشاہ کی تصویر میرے پاس بھیج دو۔ قتیبہ نے اس کی تصویر بھیج دی۔ حجاج نے قتیبہ کو لکھا کہ تم اپنے قصور پر نادم ہو اور خطاؤں سے اپنے خدا کے سامنے توبہ کرو۔ اور پھر ان مقاموں اور راستوں سے بخارا پر چڑھائی کرو۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حجاج نے قتیبہ کو لکھا کہ کش کے خلاف کوئی چال چل کر نسف کو تباہ کر دو۔ وردان کو دور رکھو اور حفاظت کی تمام تدبیریں اختیار کرتے رہنا اور مجھے چھوٹی چھوٹی مہموں کے جھگڑوں سے نجات دو۔

خالد بن عبداللہ القسری:

اسی سال خالد بن عبداللہ القسری مکہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ خالد مکہ میں تقریر کر رہا تھا وہ لوگوں کے سامنے خطبہ دے رہا تھا۔ اس نے لوگوں سے پوچھا کہ بتاؤ کسی کا خلیفہ جو اس کی قوم میں ہو یا اس کا رسول جو کسی کام کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ خدا کی قسم اگر تم خلیفہ کی فضیلت نہ جانتے ہوتے تو آگاہ ہو کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگا تو اللہ نے انہیں کھاری پانی عطا فرمایا۔ مگر ہمارے خلیفہ نے جب اس سے پانی مانگا تو اس کو میٹھا اور خوشگوار پانی دیا۔ یہ کنواں خالد نے ولید کے حکم سے ثنیہ طوی اور ثنیہ حجون کے درمیان کھدوایا تھا اور یہاں سے اس کا پانی لے جا کر زمزم کے پہلو میں چمڑے کے حوض میں رکھتے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس کا پانی زمزم سے بھی اچھا ہے۔

مگر بعد میں یہ کنواں بیکار ہو گیا اور کنوئیں کی جگہ معلوم نہ ہو سکی۔ آج کل یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں تھا۔

اس سال مسلمہ بن عبدالملک نے ترکوں پر جہاد کیا اور آذربائیجان کی سمت سے حملہ کر کے باب تک پہنچ گیا اور اس نے بہت سے شہر اور قلعے فتح کیے اور منہدم کر دیے۔

امیر حج حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ اور اس سال بھی مختلف ممالک کے ارباب حل و عقد وہی تھے جن کا ذکر ہم سال گذشتہ کے بیان میں کر چکے ہیں۔

۹۰ھ کے واقعات

مسلمہ بن عبدالملک اور عباس بن ولید کا جہاد:

اس سال مسلمہ بن عبدالملک نے سوریہ کی سمت سے روم کے علاقہ میں جہاد کیا اور سوریہ میں جو پانچ قلعے تھے انہیں فتح کیا۔

عباس بن ولید نے بھی اس سال جہاد کیا اور ارزن تک پہنچ گیا اور لوگوں نے بیان کیا ہے کہ سوریہ تک پہنچ گیا تھا۔ محمد بن عمر کا بیان ہے کہ پہلا بیان زیادہ صحیح ہے۔

فتح سندھ:

اسی سال محمد بن قاسم الثقفی نے جسے حجاج بن یوسف نے سندھ فتح کرنے کے لیے بھیجا تھا داہر بن صصہ بادشاہ سندھ کو قتل کیا۔

اسی سال ولید نے عبداللہ بن عبدالملک کی جگہ قرۃ بن شریک کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔

امیر البحر خالد بن کیسان کی گرفتاری و رہائی

اسی سال رومیوں نے خالد بن کیسان مسلمانوں کے امیر البحر کو گرفتار کر لیا۔ اسے قیصر روم کے پاس لے گئے۔ مگر قیصر نے اسے بطور ہدیہ ولید کے سپرد کر دیا۔

قتیبہ بن مسلم کی بخارا پر فوج کشی

اور اسی سال قتیبہ نے بخارا [illegible] کی تمام طاقت کو [illegible] دی۔

جب [illegible] قتیبہ [illegible] سے [illegible] ہوا [illegible] بخارا [illegible] کے لیے [illegible]۔

بخارا کا محاصرہ

[illegible] قتیبہ نے [illegible] ان [illegible] مسلمانوں سے [illegible] لگے۔

بنی ازد کا کفار پر حملہ اور پسپائی

بنی ازد نے کہا کہ آج آپ [illegible] قتیبہ [illegible] مسلمانوں [illegible] ہو گئے۔

مسلمانوں کا جوابی حملہ

[illegible] مسلمانوں [illegible] جنگ [illegible]۔

قتیبہ کی بنی تمیم سے درخواست

قتیبہ نے کہا [illegible] آپ اپنے [illegible]۔

وکیع اور بنی تمیم کی پیش قدمی

اس پر وکیع نے [illegible] بنی تمیم [illegible] قتیبہ [illegible]۔

پیدل دستے کے ساتھ آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کیا۔ بڑھتے بڑھتے ہریم اس دریا کے کنارے پہنچا جو ان کے اور دشمن کے درمیان رواں تھا۔ ہریم وہاں ٹھہر گیا۔ مگر ابن وکیع نے اس سے کہا کہ دیکھتے کیا ہو دریا میں گھوڑا ڈال دو۔ ہریم نے وکیع کی جانب غصے سے اور غیظ آلود نگاہوں کی طرح دیکھا اور کہنے لگا کہ میں اپنے رسالے کو دریا میں ڈال دوں اور یہ شکست کھا جائے تو بالکل تباہ ہو جائے گا۔ تم بالکل احمق ہو۔ وکیع کہنے لگا کیوں بزدلی دکھاتے ہو اور میرے حکم سے سرتابی کرتے ہو۔ ابن وکیع نے اس ڈنڈے سے جو اس کے ہاتھ میں تھا اسے مارا۔ ہریم نے اپنے گھوڑے کو چابک رسید کیا اور دریا میں ڈال دیا۔ اور کہنے لگا کہ جو مجھ کو اب میرے ساتھ ہو چکا ہے اس سے زیادہ تو دشمن کے مقابلہ میں بھی نہ ہوگا۔

وکیع اور ہریم کا ترکوں پر حملہ:

غرض کہ ہریم رسالے کے ساتھ دریا کو عبور کر کے نکل گیا۔ وکیع بھی اپنے پیدل دستے کے ساتھ دریا پر پہنچا۔ حکم دیا کہ شہتیر لائے جائیں۔ چنانچہ شہتیر بچھا کر پل بنا دیا گیا۔ اور اب وکیع نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ صرف وہ جو مرنے کے لیے تیار ہو۔ میرے ساتھ دریا کو عبور کرے۔ اور جو اس کے لیے تیار نہیں بہتر ہے کہ وہ آگے نہ بڑھے۔ اور سب اپنی جگہ ٹھہر رہے صرف آٹھ سو پیدل سپاہی نے اس کے ساتھ دریا کو عبور کیا وکیع بھی آہستہ آہستہ ان کے ساتھ چلا رہا۔ جب یہ تھک گئے تو تھوڑی دیر آرام کر لینے کی انہیں اجازت دی۔ اور جب سستا کر یہ دشمن کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ تو وکیع نے رسالے کو اپنے دونوں بازوؤں پر بڑھنے کا حکم دیا اور ہریم سے کہا کہ میں دشمن پر نیزوں سے حملہ کرنا چاہتا ہوں۔ تم اپنے رسالے سے ہماری جانب بڑھنے نہ دینا۔ ہریم سے اتنا کہہ کر وکیع نے فوج کو حملہ کا حکم دیا۔ تمام لوگ نہایت بہادری سے تیر کی طرح دشمن پر جا پڑے۔ ہریم نے بھی اپنے دستے کو لے کر دشمن پر حملہ کیا۔ اور جب تک کہ انہیں اس اہم مقام سے ہٹا نہیں دیا ان کا پیچھا نہیں چھوڑا۔

ترکوں کی شکست و پسپائی:

ادھر قتیبہ نے یہ حالت دیکھ کر بلند آواز سے کہا کہ دیکھو دشمن نے شکست کھائی۔ مگر اب بھی کسی کو یہ جرات نہ ہوئی کہ دریا کو عبور کرتا اور دشمن کا تعاقب کرتا۔ مگر جب دشمن نے بالکل ہی بھاگنا شروع کیا تب اس فوج نے ان کا تعاقب کیا۔

کافر کے سر کے لیے انعام کا اعلان:

قتیبہ نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک کافر کا سر لائے گا اسے سو درہم انعام دیا جائے گا۔ اس روز بنی قریع کے گیارہ شخص قتیبہ کے پاس سر لے کر آئے۔ جس کسی سے قتیبہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے یہی کہا کہ میں قریعی ہوں۔ اس پر ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا کہ ایک مزنی شخص بھی کسی کافر کا سر قتیبہ کے سامنے لایا۔ قتیبہ نے اس کا نام و نسب پوچھا اس نے کہا کہ قریعی ہوں۔ جہم بن زحر بھی اس وقت قتیبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے قتیبہ سے کہا کہ خدا کی قسم! اس شخص نے جھوٹ بولا ہے یہ تو میرا چچا زاد بھائی ہے قتیبہ نے اس شخص سے اس جھوٹ کی وجہ دریافت کی۔ اس نے کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ ہر شخص یہی آ کر کہتا ہے کہ میں قریعی ہوں تو میں نے خیال کیا کہ شاید جو شخص کسی دشمن کا سر لے کر آئے اسے اپنے تئیں قریعی ہی کہنا چاہیے اس بات کو سن کر قتیبہ ہنسنے لگا اس معرکہ میں خاقان اور اس کا بیٹا زخمی ہوئے۔

قتیبہ بن مسلم کی مراجعت مرو:

قتیبہ پھر مرو واپس آ گیا اور حجاج کو لکھ کر جس نے عبدالرحمن بن مسلم کو کفار کے مقابلہ پر بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں مسلمانوں کو فتح دی۔ اس فتح میں حجاج کا ایک آزاد غلام بھی شریک تھا۔ اس نے حجاج سے آ کر اصل کیفیت بیان کی۔ حجاج کو قتیبہ پر سخت غصہ آیا اور اس سے قتیبہ کو بھی سخت رنج کا ملال ہوا۔ اس نے مشیروں کو مصالح دریافت کیا۔ آپ بنو تمیم کے کچھ لوگوں کا ایک وفد انہیں انعام و اکرام سے مالا مال کر کے اور انہیں راضی کر کے حجاج کے پاس بھیجا تاکہ یہ لوگ آپ کے بیان کی تردید کریں۔

بنی تمیم کا وفد اور حجاج:

چنانچہ قتیبہ نے بعض لوگوں کو جن میں مرار بن حسین تمیمی بھی تھا۔ اس غرض سے حجاج کی خدمت میں بھیجا۔ جب یہ لوگ حجاج کے پاس پہنچے۔ حجاج نے انہیں خوب ڈانٹا ڈپٹا بھلا برا کہا اور حجام کو بلایا۔ جو قینچی لیے ہوئے تھا۔ اور کہا کہ یا تو تم لوگ مجھ سے سچا واقعہ بیان کرو۔ ورنہ اس قینچی سے تمہاری زبانیں قطع کرا دوں گا۔

اب کسی کی مجال نہ تھی کہ جھوٹ بولتا۔ مرار نے تمام وفد کی طرف سے کہا کہ امیر اور سپہ سالار عام تو قتیبہ تھے۔ مگر عبدالرحمن کو انہوں نے فوج کا سردار بنا دیا تھا۔ اس لیے دراصل فتح اسی کو ہوئی۔ جو تمام لوگوں کا سپہ سالار بنا ہوا اور امیر تھا۔ اس بیان سے حجاج کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔

شاہ صغد طرخون کی تجدید معاہدہ کی درخواست:

اسی سال قتیبہ نے طرخون صغد کے بادشاہ سے اپنے سابقہ عہد نامہ صلح کی تجدید کی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب قتیبہ نے بخارا کو نہایت ذلیل شکست دی اور ان کے بہت سے آدمی مارے گئے تو اہل صغد پر اس کی ہیبت اور رعب طاری ہو گیا۔ طرخون اپنے ساتھ دو سرداروں کو لے کر چلا آیا اور قتیبہ کے لشکر کے قریب آ کر ٹھہر گیا۔ دریائے بخارا ان دونوں کے بیچ میں حائل تھا۔ طرخون نے قتیبہ سے درخواست کی کہ کسی شخص کو آپ بھیج دیجیے تاکہ میں اس سے کچھ گفتگو کر لوں۔ قتیبہ نے ایک شخص کو اس کے پاس بھیج دیا۔

قتیبہ بن مسلم اور طرخون میں تجدید معاہدہ:

مگر باہلی کہتے ہیں کہ طرخون نے خود حیان النبطی کو اپنے ذریعہ سے بلایا۔ حیان اس کے پاس گیا۔ طرخون نے اس سے کہا کہ میں اس قدر فدیہ دے کر صلح کرنا چاہتا ہوں۔ قتیبہ نے اس کی درخواست منظور کر لی۔ اور اس کے ایک شخص کو ادائی زر فدیہ بطور یرغمال اپنے پاس روک لیا۔ طرخون اپنے علاقہ میں چلا گیا اور قتیبہ مرو واپس آ گیا نیزک بھی قتیبہ کے ہمراہ تھا۔

نیزک کا طخارستان جانے کا ارادہ:

اسی سنہ میں نیزک نے بدعہدی کی۔ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے قلعہ بند ہو گیا۔ قتیبہ نے اس سے جنگ کی۔ اور اس پر فتح پائی۔ ان تمام واقعات کا بیان حسب ذیل ہے:

قتیبہ جب بخارا چھوڑ کر روانہ ہوا نیزک بھی اس کے ہمراہ تھا مگر قتیبہ کی متواتر فتوحات سے اس کے دل میں قتیبہ کا رعب بیٹھ گیا تھا اور وہ قتیبہ سے ڈرنے لگا تھا۔ ایک روز اس نے اپنے خاص معتمدوں سے کہا کہ اگرچہ میں قتیبہ کے ہمراہ ہوں۔ مگر مجھے اس کی طرف سے اطمینان نہیں ہے۔ ان عربوں کی مثال کتے کی سی ہے کہ اگر مارو تو بھونکتا ہے اور اگر اس کے سامنے ٹکڑا ڈال دو تو دم

جانے لگتا ہے۔ اور یہ تجھ کو بدل لیتا ہے اور اگر تم اس سے لڑو اور پھر تجھ سے دور رہو۔ [illegible] قوتوں کو [illegible] کر رہا ہے۔ طرخون نے کئی مرتبہ ان کا مقابلہ کیا۔ مگر جب اس نے دیکھا کہ [illegible] شکست دی۔ تو اس نے فوراً صلح کرلی اور پھر دوستانہ تعلقات قائم کر لیے۔ اس میں بھی شک نہیں کہ اس [illegible] اب بہت [illegible] ہے آپ [illegible] یہی مناسب ہے کہ [illegible] سے اجازت لے لیں اور اپنے وطن واپس چلا جائیں سب سے بہتر یہی ہے کہ اجازت لے لیجئے۔

نیزک کی روانگی طخارستان

جب قتیبہ آمل آ پہنچے تو نیزک نے ان سے طخارستان واپس جانے کی اجازت طلب کی۔ قتیبہ نے اجازت دے دی۔ نیزک قتیبہ کے لشکر گاہ سے بلخ کی طرف روانہ ہوا۔ مگر وہاں سے نکلتے ہی اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہمیں اپنی رفتار میں بہت تیزی کرنی چاہیے چنانچہ نہایت سرعت سے یہ تمام لوگ چلے اور نوبہار پہنچے۔ یہاں نیزک نے عبادت کی اور برکت حاصل کی اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ مجھے یقین کامل ہے کہ جب ہم وہاں سے روانہ ہوئے تو قتیبہ مجھے آنے کی اجازت دے کر پشیمان ہوا ہوگا۔ اور ابھی اس کا قاصد مغیرہ بن عبداللہ کے پاس میرے قید کرنے کا حکم لے کر آتا ہوگا۔ لہٰذا تم دیکھتے رہو اگر قتیبہ کا قاصد شہر کے دروازے پر نظر آئے تو امید ہے کہ وہ [illegible] نہیں پہنچا ہو کہ ہم طخارستان پہنچ جائیں گے۔ اور جب تک مغیرہ کسی اور شخص کو دوسرے تعاقب میں بھیجے ہم قلم کی گھاٹی پہنچ جائیں اور وہ ہمیں نہیں پا سکے گا۔

نیزک کی گرفتاری کا حکم:

غرض کہ نیزک کے ساتھی دیکھ بھال کے لیے متعین ہو گئے۔ قتیبہ کا قاصد مغیرہ کے پاس نیزک کے قید کرنے کا حکم لے کر روانہ ہوا۔ (چونکہ اس زمانہ میں بلخ ویران تھا اس لیے مغیرہ اس وقت برقان میں تھا) یہ دیکھتے ہی نیزک اور اس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔

اب قاصد مغیرہ کے پاس پہنچا۔ مغیرہ خود ہی نیزک کے تعاقب میں چلا۔ مگر دیکھا کہ وہ قلم کی گھاٹی میں داخل ہو گیا ہے مجبوراً تعاقب چھوڑ کر واپس چلا آیا۔

نیزک کی بغاوت:

نیزک نے اپنے علاقہ میں پہنچتے ہی علم کھلا بغاوت کا اظہار کیا اور اصبہبذ بلخ، باذام بادشاہ مرو روذ، سہرک بادشاہ طالقان، ترسل بادشاہ فاریاب اور جوزجانی بادشاہ جیغویہ سے مدد کی درخواست کی۔ اور انہیں مسلمانوں کی حکومت کے جوئے کو اتار پھینکنے پر ابھارا۔ ان تمام بادشاہوں نے اس کی تجویز کو قبول کر لیا۔ نیزک نے ان سے کہا کہ موسم بہار میں ہم سب ایک جا جمع ہو کر قتیبہ پر چڑھائی کریں گے۔ نیزک نے کابل شاہ سے امداد طلب کی اور اپنا تمام قیمتی مال و اسباب زر و جواہرات اس کے پاس بھیج دیے اور اجازت طلب کی کہ اگر ضرورت ہوئی تو میں آپ کے پاس آ کر پناہ لوں گا اور اپنے علاقہ میں مجھے پناہ دیجیے گا۔ کابل شاہ نے اس کی درخواست پر پناہ دینے کا وعدہ کر لیا اور اس کے تمام مال و اسباب کو اپنے پاس رکھ لیا۔

شاہ جیغویہ کی اسیری:

طخارستان کا بادشاہ جیغویہ جس کا نام [illegible] تھا ایک ضعیف کمزور آدمی تھا۔ نیزک نے اسے اس ڈر سے کہ مبادا یہ کوئی

پہنچ [illegible] فرار [illegible] کیا [illegible] طخارستان کا [illegible] اس کو [illegible] قتیبہ [illegible] اس تمام واقعات [illegible] قتیبہ [illegible] مرو [illegible] اس وقت [illegible] ختم ہو چکی تھی اور [illegible] واپس آ گئے تھے۔

عبدالرحمن بن مسلم کو بروقان جانے کا حکم

قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ بروقان روانہ کیا [illegible] جب [illegible] نیزک [illegible] طخارستان [illegible] مجھ کو [illegible] تمہارا بھائی ہوں۔

عبدالرحمن کا بروقان میں قیام

عبدالرحمن بروقان آ گئے [illegible] وہاں [illegible] احکام بھیج کر [illegible] نیزک [illegible] قتیبہ کے پاس پہنچنے کے لیے مستعد [illegible]۔

قتیبہ بن مسلم کی طالقان پر فوج کشی

اسی سنہ میں قتیبہ نے اہل طالقان پر [illegible] کی [illegible] کثرت [illegible] جب نیزک [illegible] طالقان [illegible] قتیبہ سے بغاوت کی اور قتیبہ [illegible] طالقان کے بادشاہ نے بھی قتیبہ کے خلاف [illegible] آ رہا ہوں گا۔

جب قتیبہ [illegible] طالقان پر حملہ کر کے ان کے [illegible] جیسا کہ پہلے بیان [illegible] یہ واقعہ اسی سنہ میں [illegible] ہم [illegible] کے واقعات میں بیان کریں گے۔

امیر حج عمر بن عبدالعزیز و دیگر عمال

عمر بن عبدالعزیز نے اس سال لوگوں کو حج کرایا [illegible] مدینہ، مکہ اور طائف کے گورنر تھے، عراق اور مشرقی صوبوں کا حاکم حجاج بن یوسف تھا۔ [illegible] کی طرف سے جراح بن عبداللہ [illegible] عبدالرحمن بن اذینہ قاضی تھے [illegible] قتیبہ بن مسلم خراسان اور قرہ بن شریک مصر کے گورنر تھے

اسی سنہ میں یزید بن المہلب [illegible] قید [illegible] سلیمان بن عبدالملک کے پاس [illegible] ولید بن عبدالملک [illegible]۔

آل مہلب کی اسیری

یزید قید ہوا تو تمام ساتھ والوں پر حجاج نے لوٹ مار اور تعذیب شروع کر دی گئی۔ ان کی مزاحمت کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ جیسا وقت سے ہے۔ حتیٰ کہ یزید اور اس کے بھائیوں مفضل اور عبدالملک کو بھی قید سے نکال کر اپنے ساتھ لے آیا اپنے لشکر کو وہیں میں لے آیا تھا۔ ان کے چاروں طرف ایک خندق کھدوا دی تاکہ یہ لوگ بھاگ نہ جائیں اور اپنے لشکر کے قریب ایک چھوٹے سے خیمہ میں انہیں قید کر دیا اور شامیوں کا پہرہ ان پر بٹھا دیا۔

یزید بن مہلب کی ثابت قدمی:

حجاج نے سب ساتھیوں کو تمام ان پر جرمانہ کر دیا تھا اور ضرب و حرب کی تکلیفیں انہیں دیتا تھا مگر یزید نہایت ہی ثابت قدمی سے ان تمام مصائب کو برداشت کرتا تھا اور اس کی اس ثابت قدمی سے حجاج اور زیادہ چڑ جاتا تھا۔

یزید بن مہلب کو ایذا رسانی

کسی نے حجاج سے کہا کہ یزید کی پنڈلی میں تیر مارا جا چکا ہے۔ تیر کی انی ابھی تک اس کی پنڈلی میں لگی ہے جو ہلنے سے دکھتی ہے۔ اور اگر معمولی سی چیز بھی اس کو حرکت دیتی ہے تو فوراً آپ اس کے چیخنے کی آواز سنیں گے۔ چنانچہ حجاج نے حکم دیا کہ اسے خوب تکلیف اور ایذا پہنچائی جائے اور اس کی پنڈلی کو دبایا جائے۔ جب یزید کے ساتھ یہ حرکت کی وہ چیخنے لگا۔

ہند بنت مہلب کو طلاق:

یزید کی بہن ہند بنت المہلب حجاج کے نکاح میں تھی جب یزید چیخا تو اس نے بھی چیخنا چلانا شروع کیا۔ حجاج نے محض اس وجہ سے اسے طلاق دے دی۔

آل مہلب پر جرمانہ

مگر حجاج یزید اور اس کے بھائیوں کو تکلیف دینے سے باز نہ رہا اور انہیں حکم دیا کہ رقم مطلوبہ ادا کرو۔ یہ تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کرتے تھے۔ مگر اس کے ساتھ ہی بھاگ جانے کی فکر سے بھی غافل نہ رہے۔ انہوں نے مروان بن المہلب کو جو اس وقت بصرہ میں تھا کہلا بھیجا کہ تیز رفتار گھوڑے مہیا کر لیے جائیں اور لوگوں پر ظاہر کیا جائے کہ یہ فروخت کرنے کے لیے تیار کیے جا رہے ہیں مگر ان کی قیمت اتنی مانگی جائے کہ کوئی خرید نہ سکے تاکہ ہم اگر کسی طرح اس جیل خانہ سے بھاگ سکے تو پھر یہی گھوڑے ہمارے کام آئیں گے۔

یزید بن مہلب کا جیل خانہ سے فرار

مروان نے اس تجویز پر عمل کیا۔ حبیب بن المہلب بھی بصرہ میں تھا اور اسے بھی اسی طرح کی سختیاں دی جا رہی تھیں۔ ایک رات یزید نے اپنے محافظین کے لیے کھانا تیار کرایا۔ انہیں خوب کھلایا اور خوب شراب پلائی۔ جب یہ شراب کے نشہ سے چور ہو کر سونے لگے تو اور اس طرف یزید نے اپنے باورچی کے کپڑے پہن لیے اور ڈاڑھی پر ایک سفید داڑھی لگائی۔ اور قید خانے سے نکلا۔ کسی سپاہی نے اسے دیکھ کر کہا کہ یہ تو یزید کی چال معلوم ہوتی ہے مگر چونکہ رات تھی جب آ کر دیکھا تو سفید داڑھی نظر آئی۔ اسے چھوڑ کر چلا گیا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ یہ تو کوئی بڈھا شخص ہے۔

مفضل اور عبدالملک کا فرار

[illegible]

ابن مہلب کے فرار پر حجاج کی پریشانی

[illegible]

ابن مہلب سے حجاج کا خوف

[illegible]

ابن مہلب کی روانگی شام

[illegible]

[illegible]

ابن مہلب کو سلیمان بن عبدالملک کی امان

[illegible]

سلیمان نے کہا کہ ان سب کو میرے پاس لے آؤ میں ان سے کہہ دوں گا میں ان کی امداد کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں کوئی شخص انہیں ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

وہ یہ ان سب کو سلیمان کے پاس لے آیا اور یہ سب اپنے محل کے پاس ٹھہر گئے۔ جہاں اب انہیں کوئی خطرہ نہ تھا۔

عدی، عبدالجبار بن یزید اور یزید بن مہلب

اثنائے راہ میں جب کہ عبدالجبار بن یزید بن ربعہ ان کو لیے ہوئے جا رہا تھا۔ یزید کا گھوڑا کمزور پڑ گیا۔ جب یزید نے مدد کی تو نہ پایا۔ عبدالجبار سے کہا کہ تم بھی جا کر مدد کرو۔ عبدالجبار نے کہا کہ یہ بات میری شان کے خلاف ہے۔ یزید نے کہا کہ جاؤ اور تلاش کر کے لاؤ۔ عبدالجبار نے اس مرتبہ بھی اس کی بات مسترد کر دی۔ یزید نے اس کے گھونسا مارا۔ عبدالجبار نے اپنے اور یزید کے تعلقات نسب کا ذکر کیا۔ اس پر یزید نادم ہوا۔ اسی وجہ سے بعد میں عبدالجبار نے یزید کی تعریف کی۔

حجاج نے ولید کو لکھا کہ آل مہلب نے اور دوسروں نے خدا کے مال میں خیانت کی ہے اور مجھ سے بھاگ کر سلیمان کے پاس پناہ لی ہے۔

اس سے پہلے یہ احکام دیئے گئے تھے کہ تمام لوگ خراسان جانے کے لیے تیار ہو جائیں۔ کیونکہ ہر شخص کو یہی خوف تھا کہ یزید اس لیے خراسان گیا ہے تاکہ وہاں حجاج کے مقابلہ میں انہیں جنگ کے لیے برانگیختہ کرے۔

سلیمان کا ولید بن عبدالملک کے نام خط:

جب ولید کو یہ بات معلوم ہوئی کہ یزید سلیمان کے پاس آ گیا ہے تو اس کے دل میں اس کی طرف سے جو اندیشہ تھا وہ جاتا رہا اور اس روپے سے متعلق جو یزید نے ناجائز طریقے سے وصول کیا تھا اس کا غصہ بھی فرو ہو گیا۔ سلیمان نے ولید کو لکھا کہ یزید نے میرے پاس آ کر پناہ لی ہے اس پر صرف تیس لاکھ درہم باقی رہ گیا ہے کیونکہ حجاج نے ساٹھ لاکھ کا مطالبہ کیا تھا ان لوگوں نے تیس لاکھ ادا کر دیئے ہیں اور بقیہ رقم میں اپنے ذمے لیتا ہوں۔

یزید بن مہلب کی طلبی:

ولید نے سلیمان کو لکھا کہ جب تک تم یزید کو میرے پاس نہ بھیج دو گے اس وقت تک میں انہیں امان نہ دوں گا۔ سلیمان نے اس کے جواب میں لکھا کہ اگر یزید کو میں آپ کی خدمت میں بھیجوں گا تو خود بھی ان کے ہمراہ خدمت میں حاضر ہوں گا۔ اور آپ سے خدا کا واسطہ دے کر عرض کروں گا کہ آپ مجھے رسوا نہ کریں اور جو عہد و امان میں نے انہیں دیا ہے اس میں دست اندازی نہ کریں۔

یزید بن مہلب کی سلیمان سے درخواست

ولید نے لکھا کہ اگر تم ان کے ہمراہ آؤ گے تو خدا کی قسم میں ہرگز انہیں امان نہ دوں گا۔ جب معاملات کی نزاکت اس حد تک پہنچ گئی۔ تو خود یزید نے سلیمان سے کہا آپ مجھے بھیج دیجیے۔ کیونکہ میں یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے آپ کے ان کے تعلقات خراب ہو جائیں اور لوگوں کو مجھ سے متعلق چہ میگوئیاں کرنے کا موقع ملے کہ بھائی بھائی میں میری وجہ سے منافرت ہو گئی۔ آپ مجھے بھیج دیجیے۔ میرے ساتھ اپنے صاحبزادے کو بھی بھیج دیجیے۔ اور ایک خط نہایت نرم اور ملائم لہجہ میں لکھ کر اپنے صاحبزادے کے ہاتھ امیر المومنین کو میری سفارش کے لیے بھیج دیجیے۔

یزید بن مہلب اور ایوب بن سلیمان کی روانگی

[illegible] جائے۔

ایوب بن سلیمان کی ولید بن عبدالملک سے درخواست

[illegible] کر دیا جائے۔

سلیمان کی یزید بن مہلب کے لیے سفارش

[illegible]

[illegible] گیا [illegible]

آل مہلب کو معافی:

[illegible] سلیمان بن عبدالملک [illegible] حجاج [illegible] یزید بن مہلب [illegible] آپ [illegible] سے معافی دے دی۔ جب یزید سلیمان کے پاس [illegible] چلا آیا [illegible] ولید [illegible] سلیمان [illegible] کے بارے میں [illegible] وغیرہ کچھ نہ لکھو۔

ابو عیینہ و حبیب پسران مہلب کو معافی:

جب حجاج پر [illegible] منکشف ہوئی [illegible] یزید بن مہلب [illegible] معاف کر دیا [illegible] حبیب بن مہلب [illegible]

سلیمان بن عبدالملک کا یزید بن مہلب سے حسن سلوک:

یزید سلیمان بن عبدالملک کے پاس آیا [illegible] سلیمان [illegible] حارث بن مالک [illegible] سلیمان کے پاس [illegible] تمہارے [illegible]

حارث بن مالک اور سلیمان بن عبدالملک کی گفتگو:

حارث نے کہا [illegible] ولید [illegible] سلیمان [illegible] چلے آئے۔

حارث سلیمان کے پاس آئے۔ اس وقت سلیمان کو [illegible] ہو چکی تھی۔ حارث نے [illegible] سلام کیا مگر سلیمان نے جواب نہیں دیا۔ [illegible] سلام کا جواب دیا اور [illegible] کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ حارث نے [illegible] اس سے [illegible] کے لیے ولید نے انہیں بھیجا تھا۔ [illegible] سلیمان [illegible] سے [illegible] کیا [illegible] تو [illegible]۔ حارث نے کہا [illegible] تھے۔ تو اس کی میں نے تعمیل کر دی۔

سلیمان بن عبدالملک کا حارث سے اظہار خفگی:

حارث سلیمان کے پاس سے چلے آئے۔ جب دوسرے دن [illegible] سلیمان کو دینے کے لیے [illegible] آیا [illegible] حارث [illegible] کے پاس آئے اور کہنے لگے [illegible]۔ سلیمان نے [illegible] حارث نے کہا [illegible] میں [illegible] اس کے متعلق [illegible] نہیں کرنا چاہتا۔ میں کیا کروں [illegible] جیسا [illegible] مجھے [illegible] اس کی تعمیل [illegible]۔ سلیمان چپ ہو گئے اور سمجھ گئے کہ حارث سچ کہہ رہا ہے۔

اب حارث سلیمان کے پاس سے [illegible] اور [illegible] سلیمان نے حکم دیا کہ [illegible] سے [illegible] حارث کو معلوم ہو گیا کہ [illegible] سلیمان [illegible] شخص [illegible] سلیمان کے [illegible]۔

۹۵ ہجری [illegible] جمادی [illegible] انتقال کیا۔

* * *

باب ۱۵

قتیبہ بن مسلم

۸۶ھ کے واقعات:

اس سال عبدالعزیز بن الولید موسم گرما کی مہم کے ساتھ کفار سے جہاد کرنے گیا۔ مسلمہ بن عبدالملک اس مہم کا سپہ سالار تھا۔ مسلمہ نے ترکوں سے جہاد کیا۔ آذر بائیجان میں در آیا اور باب تک پہنچ گیا اور کئی قلعے اور شہر فتح کر لیے۔

اسی سنہ میں موسیٰ بن نصیر نے اندلس پر چڑھائی کی اور کئی شہر اور قلعے سر کیے۔

نیز اسی سنہ میں قتیبہ بن مسلم نے نیزک طرخان کو قتل کیا۔

قتیبہ بن مسلم کی مرو روذ کی جانب پیش قدمی:

اب یہاں سے پھر نیزک اور قتیبہ کی جنگ اور قتیبہ کی فتح کا واقعہ شروع ہوتا ہے۔

جب باشندگان ابرشہر، ابیورد، سرخس اور ہرات جنہیں قتیبہ نے جہاد کے لیے مدعو کیا تھا۔ اس کے پاس آ گئے تو اب قتیبہ اس تمام جماعت کے ساتھ مرو روذ کی جانب بڑھا۔ مرو کی حکومت کا انتظام اس نے دو شخصوں کے سپرد کر دیا۔ حماد بن مسلم کو فوجی کارروائیوں کا منتظم اور عبداللہ بن الاہتم کو مال گزاری دفتر کا مہتمم مقرر کیا۔ مرو روذ کے رئیس کو جب قتیبہ کی پیش قدمی کی خبر ہوئی اس نے علاقہ فارس کی طرف راہ فرار اختیار کی۔ قتیبہ مرو روذ آیا۔ وہاں کے رئیس کے دونوں لڑکوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور سولی پر چڑھا دیا۔ اس مقام سے قتیبہ نے طالقان کا رخ کیا۔ رئیس طالقان نے اس کی کوئی مزاحمت نہیں کی اور اسی بنا پر قتیبہ نے بھی اس کے خلاف کوئی جنگی کارروائی نہیں کی۔ طالقان کے علاقہ میں کچھ ڈاکو تھے۔ قتیبہ نے انہیں قتل کرا کے سولی پر لٹکا دیا۔

فاریاب کی اطاعت:

عمرو بن مسلم کو طالقان کا عامل مقرر کر کے خود قتیبہ نے فاریاب کی راہ لی۔ بادشاہ فاریاب نے اظہار اطاعت اور عقیدت کے لیے شہر سے باہر نکل کر قتیبہ کا استقبال کیا۔ قتیبہ نے اس کے طرز عمل کو بنظر استحسان دیکھا۔ کسی شخص کے خلاف تلوار نہیں اٹھائی۔ ایک باہلی کو فاریاب کا عامل مقرر کیا۔

قتیبہ بن مسلم کا جوزجان میں استقبال

رئیس جوزجان کو جب قتیبہ کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی۔ اس نے اپنے علاقہ کو خیر باد کہہ کر پہاڑوں میں جا کر پناہ لی۔ جب قتیبہ جوزجان پہنچا باشندوں نے اس کا استقبال کیا اور اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا یقین دلایا۔ قتیبہ نے ان کے طرز عمل کو پسند کیا۔ کسی شخص کو قتل نہیں کیا۔ عامر بن مالک الحمانی کو یہاں کا عامل مقرر کر کے بلخ آیا۔ اصبہبذ بلخ نے تمام باشندوں کے ساتھ قتیبہ کا استقبال کیا۔ ایک روز قتیبہ نے یہاں قیام کیا اور اب پھر عبدالرحمن کے پیچھے چلا۔ درۂ خلم پہنچا یہاں آ کر اسے معلوم ہوا کہ نیزک اس درے سے آگے نکل گیا ہے اور مقام بغلان میں جا کر مورچہ لگائے بیٹھا ہے مگر اس نے درے کے دہانہ اور اس کے دوسرے تنگ مقامات پر کچھ فوج قتیبہ کی مزاحمت کے لیے متعین کر دی تھی۔

قتیبہ کا قلعہ پر قبضہ:

اس طرح ان دروں کے پیچھے ایک مستحکم قلعہ میں آگئی جو نہایت مستحکم تھی۔ [illegible] قتیبہ [illegible] تاریخ [illegible] کا بیان ہوتا ہے۔ لیکن عجیب ہوا ایک تو درہ ہی بہت تنگ تھا دوسرے یہ کہ [illegible] ان میں سے کسی کی ہمت نہ تھی کہ [illegible] ان کے دروں کے درمیان [illegible] اس بات کی اطلاع [illegible] مل گئی۔ چنانچہ [illegible] تب ایک شخص اور [illegible] سے [illegible] ہوا [illegible] تھا۔ ان حالات میں قتیبہ اسی مقام پر ٹھہرا رہا [illegible] قتیبہ کی [illegible] قتیبہ کے دربار میں حاضر ہوا اور اس نے یہ کہا کہ میں اس درہ کے [illegible] ایک ایسا راستہ بتاتا ہوں جس سے قلعہ کی پشت پر پہنچ جائیں گے اس نے اپنے لئے امان طلب کی۔ قتیبہ نے یہ درخواست منظور کر لی۔ رات کے وقت کچھ فوجوں کو اس کے ساتھ کر دیا۔ وہ سب خاص اس قلعہ اور درہ کے پیچھے سے قلعہ پر لے آیا۔ مسلمانوں نے اسی وقت رات کو جب کہ محافظین اور اہل قلعہ بے خبر سو رہے تھے قلعہ پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے بعض کو قتل کر ڈالا۔ قلعہ کے محافظین میں سے جو بچ گئے انہوں نے [illegible] ان لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے [illegible] کی۔ قتیبہ اور اس کی فوج درے سے گزر کر سمنگان میں آئی۔ اور نیزک بغلان چلا گیا۔ اس وقت نیزک بغلان کے [illegible] چاہ کی پشت پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ سمنگان اور بغلان کے درمیان ایک چھوٹا سا [illegible] حائل تھا مگر وہ نہایت دشوار گزار تھا۔

نیزک کی کرز کو روانگی:

قتیبہ نے سمنگان میں چند ایام ٹھہر کے نیزک کی طرف پیش قدمی کی۔ اور اپنے بھائی عبدالرحمن کو اپنے آگے روانہ کیا۔ نیزک کو ان مراسلوں کی [illegible] حرکت کی خبر ہوئی۔ اس نے اپنی جانب قیام کرنا [illegible] مناسب نہ [illegible] طے کیا۔ چنانچہ تمام مال و اسباب کابل شاہ کے پاس بھجوا دیا اور خود کرز چلا آیا۔ عبدالرحمن بھی تعاقب کی طرح اس کے پیچھے ہی لگا ہوا تھا [illegible] پہنچا اور جہاں کے تنگ اور دشوار گزار راستے تھے ان پر قابض ہو گیا۔

نیزک کا اسکمشت میں قیام:

نیزک نے اس مقام کو بھی چھوڑ کر اسکمشت پر پڑاؤ کیا۔ اور اب اس کے اور عبدالرحمن کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا۔ نیزک [illegible] مقیم ہو گیا۔ اس تک پہنچنے کا صرف ایک راستہ تھا اور وہ بھی اس قدر دشوار گزار تھا کہ کوئی چوپایہ اس سے نہیں گزر سکتا تھا۔ قتیبہ دو ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رہا۔ آخر کار نیزک کے پاس سامان خورد و نوش کی سخت قلت ہو گئی۔ اس کی فوج میں وبا پھیل گئی۔ اور جبغویہ بھی چیچک میں مبتلا ہو گیا۔

سلیم الناصح کو قتیبہ کا حکم:

دوسری جانب قتیبہ کو موسم سرما کے آ جانے کا خوف ہوا۔ اس لیے اس نے سلیم الناصح کو بلا کر کہا کہ تم نیزک کے پاس جاؤ۔ اور کسی نہ کسی طرح بغیر امان دیئے ہوئے میرے پاس لے آؤ۔ اور اگر وہ کسی اور طرح آنے پر راضی نہ ہو تو مجبوراً امان دے دینا اور خوب سمجھ لو اگر تم نے انہیں ان کے بغیر واپس آتے دیکھا تو تمہیں پھانسی دے دوں گا۔ اس لیے جاؤ اور جو مناسب سمجھو کرو۔ سلیم نے کہا کہ آپ اس معاملہ کے متعلق ایک خط عبدالرحمن کو لکھ دیجئے تاکہ وہ میری مخالفت نہ کرے۔ قتیبہ نے اس کی

درخواست منظور کر لی اور عبدالرحمٰن کو لکھ دیا۔ سلیم عبدالرحمٰن کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ آپ کچھ لوگوں کو درے کے دہانے پر متعین کر دیجیے تاکہ جب میں اور نیزک درے سے باہر نکلیں تو یہ لوگ ہمارے اور درے کے درمیان حائل ہو جائیں۔

چنانچہ عبدالرحمٰن نے رسالہ کا ایک دستہ سلیم کے ساتھ کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ جہاں سلیم ٹھہرائے، ٹھہر جانا۔

سلیم الناصح اور نیزک کی ملاقات:

اب سلیم نیزک کی طرف روانہ ہوا۔ اپنے ساتھ بہت سا کھانا جو کئی روز کے لیے کافی تھا اور ہر قسم کا حلوہ وغیرہ بھی لے گیا تھا۔ سلیم نیزک کے پاس پہنچا۔ نیزک نے شکایتاً کہا کہ آپ نے تو ہمیں بالکل ہی چھوڑ دیا۔ سلیم نے کہا کہ آپ کیا اچھی بات کہہ رہے ہیں۔ میں نے آپ کو سمجھایا تھا؟ آپ نے ہم سے سرکشی اور نافرمانی کی اور آپ تو اپنی مخالفت کے ذمہ دار ہیں۔ نیزک نے کہا پھر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ سلیم نے کہا کہ میں کہتا ہوں قتیبہ کے پاس چلے چلئے۔ آپ سے اچھی طرح پیش آ چکے ہیں۔ قتیبہ بڑا جنگجو سلطان ہے اور اپنے ارادے سے باز آنے والا آدمی نہیں ہے۔ اس نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ موسم سرما بھی یہیں بسر کرے گا چاہے خود سب ہلاک ہو جائے۔

سلیم الناصح کا نیزک کو مشورہ:

نیزک کہنے لگا بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں بغیر عہد و امان لئے اس کے پاس چلا چلوں۔ سلیم نے کہا گو وہ آپ سے بہت ناراض ہے اس لئے مجھے توقع نہیں کہ وہ آپ کو امان دے۔ البتہ ایک صورت ہے کہ آپ چپ چاپ چلے چلو اور اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دو۔ چونکہ وہ نہایت ہی با مروت آدمی ہے امید ہے کہ اس ترکیب سے تمہاری جان بچ جائے گی۔

نیزک کو سلیم الناصح کی امان:

نیزک نے کہا کیا واقعی تمہاری بھی یہی رائے ہے۔ سلیم نے کہا کہ بے شک۔ نیزک کہنے لگا کہ میرا دل نہیں مانتا بلکہ مجھے تو یہ ڈر ہے کہ وہ میری صورت دیکھتے ہی مجھے قتل کروا دے گا۔ اس پر سلیم نے کہا کہ میں تو آپ کو یہی مشورہ دینے کے لئے آیا تھا۔ اگر آپ میری تجویز پر عمل کریں گے تو مجھے امید ہے کہ آپ بچ بھی جائیں گے اور پھر آپ کی وہی پہلی عزت و منزلت قائم ہو جائے گی۔ اگر آپ نہیں مانتے تو اپنی جگہ تو رہیں میں واپس جاتا ہوں۔ نیزک نے کہا اچھا کھانا تو کھاتے جائیے۔ سلیم کہنے لگا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کے یہاں کھانا تیار نہیں ہوگا اور ہمارے ساتھ کافی مقدار میں کھانا موجود ہے۔ سلیم نے فوراً کھانا منگوایا۔ خدمت گار بہت سا کھانا سامنے لائے۔ کھانا اس قدر زیادہ اور وافر تھا کہ جب سے یہ لوگ محصور ہوئے تھے انہیں نصیب ہی نہیں ہوا تھا۔ دیکھنے کے ساتھ ہی بھوکوں کی طرح کھانے پر ٹوٹ پڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے چٹ کر گئے۔ ان کی اس فاقہ زدہ حالت سے نیزک کو سخت رنج ہوا۔ اس موقع پر سلیم نے نیزک سے کہا کہ دیکھو میں تمہارا پکا دوست ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ محاصرہ نے تمہارے ساتھیوں کو سخت مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے اور اب مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر محاصرہ نے اور طول کھینچا اور تمہاری یہی حالت رہی تو خود یہ لوگ تمہیں دشمن کے حوالے کر دیں گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ قتیبہ کے پاس چلے چلو۔ نیزک نے کہا چاہے کچھ ہو میں بغیر عہد و امان لئے تو کبھی اس کے پاس نہ جاؤں گا۔ کیونکہ مجھے تو یہ گمان غالب ہے کہ وہ عہد و امان دے کر بھی مجھے قتل کروا دے گا مگر خیر اس کی تسلی کے لئے وعدہ امان ضروری ہے۔ سلیم نے کہا اچھا تمہیں امان دی جاتی ہے اور مجھے امید ہے کہ تم میری بات پر یقین کرو گے۔

نیزک اور ترک سرداروں کی روانگی

نیزک نے کہا کیا مجھے [illegible] پر بھروسہ ہے۔ سلیم نے کہا اچھا [illegible] اور پہلے [illegible] نیزک [illegible] عبدالرحمن نے بھی [illegible] سے ان کو [illegible] کیونکہ وہ [illegible] نیزک کے [illegible] سلیم نے [illegible] ہمراہ [illegible] جب پہاڑ کے [illegible] اس گھاٹی پر [illegible] جہاں سے [illegible] نیزک نے سلیم سے کہا [illegible] اپنی موت کا وقت معلوم ہو [illegible] اپنی موت کے وقت کو پا گئے ہیں۔ جب میں قتیبہ [illegible] تو مجھے موت آ جائے گی۔ سلیم نے کہا [illegible] یہ تمہارا خیال غلط ہے [illegible] سب کے سب سوار [illegible] ہوئے۔ نیزک کے ساتھ [illegible] اور [illegible] مرزبان [illegible] جب یہ تمام جماعت [illegible] اس [illegible] سلیم نے [illegible] نیزک نے سلیم سے [illegible] نظر نہیں آتے۔

ترک سرداروں اور نیزک کی گرفتاری

سلیم نے کہا تم اس کا کچھ خیال نہ کرو ان لوگوں کا پیچھے رہ جانا تمہارے لیے اچھا ہے۔ بہر حال نیزک سلیم اور دوسرے ترک سردار جو وہاں سے نکل آئے تھے یہ سب کے سب عبدالرحمن بن مسلم کے پاس آئے۔ عبدالرحمن نے ایک قاصد کے ذریعے ان کے آنے کی اطلاع قتیبہ کو دی۔ قتیبہ نے [illegible] کو [illegible] کہ تم عبدالرحمن سے جا کر کہو کہ وہ ان سب کو میرے پاس لے آئیں۔ عبدالرحمن سب کو لے کر آئے تو قتیبہ نے نیزک کے ساتھی دوسرے ترک سرداروں کو قید کرا دیا اور نیزک کو ابن بسام لیثی کی نگرانی میں دے دیا۔ اور حجاج سے نیزک کے قتل کرنے کی اجازت طلب کی۔ ابن بسام نے نیزک کو ایک حجرہ میں نظر بند کر دیا اور اس حجرے کے گرد خندق کھدوا دی اور پہرہ مقرر کر دیا۔

حجاج کی نیزک کے قتل کرنے کی اجازت:

قتیبہ نے معاویہ بن عامر بن علقمہ العلیمی کو کرز بھیجا۔ معاویہ کو کرز میں جس قدر مال غنیمت اور جس قدر قیدی ملے وہ سب قتیبہ کے پاس لے آئے۔ قتیبہ نے تمام اسیران جنگ کو قید کر دیا اور ان کے متعلق حجاج کے آخری احکام کا منتظر رہا۔ چالیس روز کے بعد حجاج کا خط آیا جس میں نیزک کو قتل کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ قتیبہ نے نیزک کو بلا کر پوچھا کیا تمہیں یاد ہے کہ عبدالرحمن نے یا سلیم نے تم سے وعدہ معافی کیا ہے؟ نیزک نے کہا کہ جی ہاں سلیم نے مجھ سے وعدہ معافی کیا تھا۔ قتیبہ نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ یہ کہہ کر قتیبہ دربار سے اٹھ کر چلا گیا۔ اور نیزک پھر محبوس کر دیا گیا۔ اس کے بعد قتیبہ تین دن تک اپنے مکان سے باہر نہیں نکلا۔

نیزک کے قتل کے متعلق قتیبہ کا مشورہ:

اب لوگوں میں نیزک کی قتیبہ کے متعلق چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ قتیبہ کے لیے کسی طرح جائز نہیں کہ اسے قتل کرے۔ اور دوسرے اس کے قتل کر دینے کے حامی تھے۔ چوتھے دن قتیبہ نے دربار عام منعقد کیا اور نیزک کے متعلق لوگوں سے

مشورہ دیا۔ ایک شخص نے کہا کہ اسے قتل کر دیجیے دوسرے صاحب بولے کہ چونکہ آپ نے ان سے وعدہ کر لیا تھا اس لیے اس کی جان بخش دیجیے۔ ایک صاحب نے کہا کہ اگر آپ اسے چھوڑ دیں گے تو یہ ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف غداری کرتا رہے گا۔ اس بحث و مباحثہ کے درمیان ضرار بن حصین الضبی بھی دربار میں تھے۔ قتیبہ نے ان سے پوچھا کہ کہو تمہاری اس معاملہ میں کیا رائے ہے۔

نیزک اور ترک سرداروں کا قتل

ضرار نے کہا کہ میں نے یہ بات سنی ہے کہ جب آپ نے خدا سے اس بات کا عہد کیا ہے کہ اگر آپ کو کبھی نیزک پر قابو ملا تو آپ اسے قتل کر دیں گے اس لیے اگر آپ اپنے اس عہد کو جو آپ نے خدا سے کیا تھا قائم نہیں رکھیں گے تو پھر مجھے ڈر ہے کہ اب کبھی ان کے مقابلہ میں خدا آپ کی امداد نہ کرے گا۔ قتیبہ دیر تک سر جھکائے سوچتے رہے۔ پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ نیزک کی صرف اتنی ہی مدت باقی ہوتی تھی جتنی ان تین تکبیروں کو ادا کرنے میں لگی۔ تکبیروں کو ختم کرتے ہی حکم دیا کہ اسے ضرور قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ نیزک کے قتل کا حکم دے دیا اور نیزک اس کے ساتھ اور سات سو ترک تہ تیغ کر دیے گئے۔

نیزک کے قتل کے بارے میں دوسری روایت

مگر باہلی یہ کہتے ہیں کہ قتیبہ نے ان سے صلح نہ کی تھی۔ صرف اس قوم کو لڑائی سے معاف کیا تھا۔ جب قتیبہ نے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اسے سامنے لایا۔ ایک تلوار منگوائی گئی اور نیام سے باہر کی آستین چڑھالی اور اپنے ہی ہاتھ سے اس کی گردن ماردی۔ عبدالرحمن کو حکم دیا کہ تم صول کو قتل کرو۔ عبدالرحمن نے ان کے حکم کی تعمیل کر دی اور صالح نے عثمان (یعنی شقران) کو قتل کیا جو نیزک کا بھتیجا تھا۔ قتیبہ نے کہا: ابن صیب باہلی سے پوچھا کیا آپ میں کچھ قوت ہے؟ کہنے لگے جواب دیا کہ ہاں ہے اور میں چاہتا بھی ہوں۔ مگر میں کچھ بڑی تکلیفیں بھی ہیں۔ تب قتیبہ نے اس سے کہا کہ مجھے آپ دو سے تلواروں کو دیجیے۔ چنانچہ جب کوئی لایا جاتا تو وہ اس کے سر پر تیغ لگاتا اور کہتا کہ موت کے گھاٹ اتر۔ بہاں سے داہنی اور بائیں جانب اسی طرح باہلیوں کے بیان کے مطابق اس روز بارہ ہزار ترک قتل کر دیے گئے۔

نیزک اور اس کے دونوں بھتیجوں کا سر کاٹ کے ایک شخص کے ہاتھ جس کا نام محفن بن ثابت تھا قاصدوں پر بھجوا دیا گیا۔

قتیبہ نے نیزک کے سر کے ساتھ جز الکابلی اور سوار بن زہیر الحکمی کے ہاتھ بھیج دیے گئے۔ اس پر باہلی نے کہا کہ قتیبہ کو چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اپنے بھائیوں میں سے کسی کے ہاتھ نیزک کا سر بھیجتے۔

شہزاد اور سبل کے متعلق نیزک کی رائے

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ نیزک ابھی قید ہی میں تھا کہ قتیبہ نے اس سے دریافت کیا کہ شہزاد اور سبل کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ کیا اگر میں ان کو بلا بھیجوں تو وہ آئیں گے یا انکار کریں گے۔ نیزک نے کہا نہیں آ جائیں گے۔

شہزاد اور سبل کی طلبی

قتیبہ نے ان دونوں کو بلا بھیجا۔ جب وہ آگئے تو اب اس نے نیزک اور جغویہ کو بھی دربار میں طلب کیا۔ آتے ہی کیا دیکھا کہ شہزاد اور سبل قتیبہ کے روبرو کرسیوں پر متمکن ہیں۔ نیزک اور جغویہ بھی ان کے مقابل بیٹھ گئے۔ شہزاد نے قتیبہ سے کہا کہ اگر چہ جغویہ میرے دشمن ہیں مگر چونکہ عمر میں وہ مجھ سے بڑے ہیں اور بادشاہ ہیں اور میری حیثیت ان کے مقابلہ میں غلام کی ہے

اس لیے آپ مجھے ان کے قریب جانے کی اجازت دے دیجیے۔ قتیبہ نے اجازت دے دی۔ شذ نے جبغویہ کے پاس جا کر اس کا ہاتھ چوما اور سجدہ کیا۔ پھر شذ نے قتیبہ سے صول کے ہاتھ کو بوسہ دینے کی اجازت طلب کی۔ قتیبہ نے اجازت دے دی اور شذ نے ان کے پاس جا کر ان کے ہاتھ کو بھی بوسہ دیا۔

نیزک نے بھی قتیبہ سے اجازت طلب کی کہ آپ مجھے شذ کے قریب جانے کی اجازت دیجیے کیونکہ میں ان کا ذاتی خادم ہوں۔ قتیبہ نے اسے بھی اجازت دے دی۔ اور نیزک نے ان کے قریب جا کر ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

شذ اور صول کی مراجعت:

اب قتیبہ نے شذ اور صول کو اپنے اپنے علاقہ واپس چلے جانے کی اجازت دے دی۔ دونوں واپس چلے گئے اور قتیبہ نے عیاض الغنوی کو خراسان کے سرداروں اور ان لوگوں میں سے شذ کے دربار میں اپنا معتمد (ریذیڈنٹ) مقرر کر دیا۔

نیزک کے ایک جوتے کی قیمت

جب قتیبہ نے نیزک کو قتل کر ڈالا تو جابس الباہلی کے آزاد کردہ غلام نے نیزک کے ایک جوتے کو لوٹ لیا جس میں نہایت بیش قیمت جواہرات لگے ہوئے تھے۔ انہیں جواہرات کی بدولت یہ اس علاقہ کے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ دولت مند بن گیا۔ اور اپنی تمام عمر بھی طرح طرح فارغ البالی میں بسر کی۔ ابن زیاد کے دور میں بدارئی میں کابل میں اس نے وفات پائی۔

جبغویہ کو معافی:

قتیبہ نے جبغویہ کو البتہ معاف کر دیا اور اسے ولید کے پاس بھیج دیا۔ جبغویہ ولید کی وفات تک برابر شام میں مقیم رہا۔

قتیبہ کی مراجعت:

اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو بلخ کا عامل مقرر کر کے خود قتیبہ مرو واپس چلا آیا۔ مگر نیزک کے اس طرح قتل کر دینے پر کہ قتیبہ نے دھوکا سے نیزک کو قتل کیا۔ اس پر ثابت قطنہ نے یہ شعر کہا

"تم بے مہرنی کو تدبیر ہرگز نہ سمجھنا۔ بسا اوقات لوگ اس کے ذریعہ بام عروج ارتقا پر پہنچتے ہیں مگر یہ ترقی نہایت ہی ناپائیدار ثابت ہوتی ہے اور پھر انہیں قعر مذلت میں گرنا پڑتا ہے۔"

حجاج قتیبہ کے متعلق کہا کرتا تھا کہ جب میں نے اسے سرحد کا مقرر کر کے بھیجا تھا تو یہ ایک بالکل ناتجربہ کار نوجوان تھا۔ مگر اس اثناء میں تو میں نے اسے ایک بالشت بھی آگے نہیں بڑھایا حالانکہ وہ مجھ سے گزوں آگے نکل گیا ہے۔

شاہ جوزجان کی امان طلبی:

نیزک کے قتل کے بعد جب قتیبہ مرو واپس آئے تو اب وہ بادشاہ جوزجان کی جو ان کے آتے ہی چھوڑ کر بھاگ گیا تھا تلاش میں تھا۔ بادشاہ نے قتیبہ کے ذریعے امان طلب کی۔ قتیبہ نے اسی شرط پر امان دینے کا اقرار کیا کہ بادشاہ خود میرے پاس آئے اور صلح کرے۔ اس پر بادشاہ جوزجان نے کہا کہ آپ کے پاس یرغمال بھیجتا ہوں اور آپ میرے پاس اپنے چند لوگوں کو بطور یرغمال بھیج دیجیے۔ چنانچہ قتیبہ نے حبیب بن عبداللہ بن عمرو بن حصین الباہلی کو بادشاہ جوزجان کے پاس بھیج دیا۔ اور بادشاہ نے اپنے کنبہ کے بعض لوگوں کو قتیبہ کے پاس بھیج دیا۔

حبیب بن عبد اللہ اور [illegible] کا قتل

[illegible]

[illegible]

خوارزم شاہ کی عہد شکنی

[illegible]

[illegible]

قتیبہ کی خوارزم پر فوج کشی

[illegible]

[illegible]

خوارزم کی تسخیر

[illegible]

[illegible]

کش، نسف اور فریاب کی تاراجی

[illegible]

عبدالرحمن بن مسلم کی سغد پر فوج کشی

[illegible]

طرخون کی ادائیگی خراج

[illegible]

طرخون کی اسیری و خودکشی

[illegible]

[illegible]

باہلی کی روایت:

ایک باہلی کہتے ہیں کہ جب قتیبہ نے بادشاہ شومان کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے شہر کے سامنے منجنیق نصب کر دی۔ ایک دو منجنیق لگا دی گئی جس کا پہلا پتھر قلعہ کی دیوار پر پڑا۔ دوسرا شہر میں ... پھر باہر ... میں پتھر گرتے رہے اور اس کا ایک پتھر بادشاہ کے دیوان خانے میں گرا جس سے ایک شخص قتل ہوا۔ قتیبہ نے بزور شمشیر شہر کو فتح کر لیا۔ پھر کس اور نسف کی طرف بڑھا اور وہاں سے بخارا آیا۔ بخارا کے قریب ایک نیچے گاؤں میں اترا۔ [illegible] ایک غول موروں کا آیا [illegible] کی جگہ [illegible] تھی اسی وجہ سے اس پہاڑ کا نام فج الطواویس رکھ دیا گیا۔ قتیبہ یہاں سے روانہ ہو کر سغد کی طرف چلا۔ تاکہ طرخون سے زر جزیہ وصول کرے۔ اہل سغد کی [illegible] قریب [illegible] قتیبہ سے [illegible] کی تعریف میں دو شعر کہے۔ قتیبہ طرخون سے زر جزیہ لے کر بخارا آیا۔ بخارا کی ریاست پر ایک نوجوان [illegible] کو بادشاہ بنایا۔ جن ایسے لوگوں کو قتل کر ڈالا جن کے متعلق خوف تھا کہ یہ اس نوجوان بادشاہ کی مخالفت کریں گے پھر اس کے بعد مرو واپس آیا۔

باہلی بیان کرتا ہے کہ لوگ ابھی اپنے شراب کے [illegible] تھے کہ قلعہ فتح ہو گیا۔

خالد بن عبداللہ کا اہل مکہ سے خطاب:

اسی سنہ میں ولید نے خالد بن عبداللہ قسری کو مکہ کا گورنر مقرر کیا۔ خالد ولید کی وفات تک مکہ کا گورنر رہا۔ خالد نے مکی گورنری کا چارج لینے پر حسب ذیل تقریر لوگوں کے سامنے کی

"آپ لوگ ایسے شہر کے باشندے ہیں جو عند اللہ تمام شہروں میں باعتبار اپنی حرمت و تقدس کے ارفع و اعلیٰ ہے۔ یہ وہ شہر ہے جسے اللہ نے اپنے گھر کے لیے انتخاب کیا۔ اور [illegible] سب پر اس کا حج فرض کیا۔ اس لیے آپ اہل اطاعت [illegible] اور اتحاد قومی کی تنظیم میں [illegible] شبہات سے محفوظ رہنے والے ہیں۔ یاد رکھو کوئی ایسا شخص جو اپنے امام کی [illegible] کرے گا [illegible] میرے سامنے پیش کیا گیا تو میں اسے اسی جرم میں پھانسی پر لٹکا دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے جسے مناسب خیال کیا اسے خلیفہ بنایا ہے اس لیے آپ ان کے احکام اور حکومت میں چون و چرا کرنے کا کوئی موقع نہیں۔ [illegible] ان کے سامنے سر تسلیم خم کیجیے [illegible] آپ لوگوں [illegible] معلوم ہوا ہے کہ ہمارے بعض مخالفین آپ لوگوں کے پاس آتے ہیں اور یہاں ٹھہرتے ہیں۔ آئندہ سے آپ کسی ایسے شخص کو اپنے ہاں [illegible] جس کے متعلق خلافت حاضرہ کی مخالفت کا شبہ بھی ہو [illegible] جس شخص کے مکان میں کوئی مشتبہ شخص ٹھہرا پایا گیا وہ مکان زمین سے ملا دیا جائے گا۔ [illegible] آپ کے یہاں [illegible] کی اچھی طرح دیکھ بھال [illegible] مجھے [illegible] اتحاد و نظام [illegible] اطاعت شعار [illegible]۔"

ابو حبیب اور خالد بن عبداللہ القسری

ابو حبیب کہتے ہیں کہ میں اسی زمانہ میں عمرہ کرنے گیا۔ اور بنی اسد جو [illegible] کے [illegible] تھے ان کے مکانات میں جا کر ٹھہرا۔ مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ ایک دن خالد نے مجھے بلایا۔ میں اس کے پاس گیا۔ خالد نے میرا حال پوچھا میں نے کہا کہ مدینہ کا باشندہ ہوں۔ خالد کہنے لگا۔ تو پھر تم اپنے لوگوں کے پاس [illegible] ہمارے مخالفین کے یہاں کیوں ٹھہرے؟ میں نے کہا کہ میں یہاں

صرف ایک [illegible] اس کو اوڑھ کر اپنے مکان واپس چلا جاؤں گا اور میں خلیفہ وقت کے مخالفین میں سے نہیں ہوں۔ پھر بھی تو ان لوگوں میں ہوں جن کی نسبت [illegible] نے کہا ہے [illegible] اگر چہ خبیث ہے [illegible] خلافت کا مظہر ہو وہ ہلاک ہو جائے۔

میری تقرری پر [illegible] نے کہا کہ تمہارا [illegible] حال [illegible] نے میری کوئی خطا نہیں [illegible] اپنے لوگوں کا [illegible] کرنا مجھے یہ خلیفہ وقت کے مخالف ہوں۔ میں نے کہا [illegible] ایسے لوگوں سے کوئی [illegible] نہیں۔ ایک روز میں نے [illegible] تھا کہ [illegible] حرم میں میرا [illegible] اور [illegible] جماعت کا [illegible] تو میں نے انہیں بھی یہاں سے نکال دیا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ [illegible] صرف وہی لوگ رہیں اور وہی ان کی [illegible] سے [illegible] ہوں جو [illegible] خاندان خلافت اور ان کے عہدہ داروں کے مخالف نہ ہوں۔ [illegible] نے کیا کہا ہے [illegible] مانتے ہیں۔

ولید بن عبدالملک کی مدینہ میں آمد

۹۱ ہجری میں خود ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔ اصحاب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب ولید کے حج کے لیے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ کے سربرآوردہ لوگوں کو حکم دیا کہ میرے ساتھ امیر المومنین کے استقبال کو چلو۔ چنانچہ سب آئے جن میں ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام اور ان کے بھائی محمد بن عبدالرحمن اور عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان بھی تھے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ [illegible] تھا سویداء تک آئے یہ سب لوگ سوار [illegible] تھے۔ جب ولید سامنے آیا اور وہ بھی گھوڑے پر سوار تھا تو حاجب نے ان لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ امیر المومنین کی خاطر سواریوں سے اتر پڑیں۔ سب لوگ اتر پڑے مگر پھر خود ولید نے انہیں سوار ہونے کا حکم دیا اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلایا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ولید کے جلو میں ان کے ساتھ ساتھ چلتے رہے اور [illegible] یہ تمام جماعت [illegible] ہوئی۔

مسجد نبوی کا معائنہ

یہاں وہ تمام اصحاب جو استقبال کے لیے آئے تھے پیش کیے گئے۔ ایک ایک شخص آتا تھا اور سلام کرتا جاتا تھا۔ ولید نے کھانا منگوایا۔ ان سب اصحاب نے بھی اس کے ساتھ کھانا کھایا۔ ظہر کے وقت ولید یہاں سے روانہ ہو کر مدینہ آیا۔ صبح کو مسجد نبوی دیکھنے کے لیے آیا۔ جس قدر لوگ اس وقت مسجد میں موجود تھے سب نکال دیے گئے۔

سعید بن المسیب کا مرتبہ

البتہ سعید بن المسیب اپنی جگہ بیٹھے رہے اور ان کے رعب کی وجہ سے کسی سپاہی کو بھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ انہیں اٹھا دیتا۔ سعید اپنے کپڑوں اور معمولی چادر میں جن کی قیمت پانچ درہم ہو گی سب تنہا بیٹھے تھے۔ کسی شخص نے ان سے درخواست کی کہ آپ اٹھ جائیں۔ سعید نے کہا کہ جو میرا اٹھنے کا وقت ہے اس سے پہلے تو میں ہرگز نہ اٹھوں گا۔ پھر ان سے کہا گیا کہ آپ اٹھیں کہ امیر المومنین کو سلام تو کر دیں۔ سعید کہنے لگے کہ میں خود ان کے پاس اٹھ کر سلام کرنے نہیں جاؤں گا۔

ولید بن عبدالملک اور سعید بن المسیب

اب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال ہے کہ وہ ولید کو مسجد میں ادھر ادھر پھرا رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ولید کی نظر سعید پر اس وقت تک نہ پڑے جب تک کہ [illegible] نہ پہنچیں۔ مگر ولید کی نظر قبلہ کی طرف اٹھی۔ اس نے پوچھا کہ یہ کون صاحب بیٹھے

ہوتے ہیں۔ کیا یہ سعید بن المسیب تو نہیں ہیں؟

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے جو کہ اس کے ساتھ تھے کہا: ہاں سعید بن المسیب ہیں۔ اگر انھیں معلوم ہو جاتا کہ آپ اس وقت مسجد نبوی میں موجود ہیں تو وہ ضرور خود آپ کے پاس سلام کو آتے۔ وہ نظر کے کمزور ہیں۔ ولید نے کہا مجھے ان کا حال معلوم ہوا۔ ہم خود ان کے پاس جاتے ہیں اور سلام کرتے ہیں۔

سلف الصالحین کا آخری نمونہ:

ولید نے تمام مسجد کا چکر لگایا۔ روضہ اطہر پر آ کر کھڑا ہوا۔ پھر سعید کے پاس آیا اور ان کی مزاج پرسی کی۔ سعید بیٹھے رہے اور انھوں نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی۔ البتہ مزاج پرسی کے جواب میں الحمدللہ میں خیریت سے ہوں۔ امیر المومنین کا مزاج کیسا ہے اور کیا حال ہے؟ ولید نے کہا الحمدللہ خیریت سے ہوں۔ اس قدر گفتگو کے بعد ولید وہاں سے چلا آیا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے کہا: یہ سلف الصالحین کا ایک نمونہ باقی رہ گئے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے جواب دیا: ہاں امیر المومنین بجا فرماتے ہیں۔

ولید نے مدینہ طیبہ میں بہت سی اشیاء، غلام اور سونے چاندی کے برتن اور نقد روپیہ لوگوں میں تقسیم کیا۔ جمعہ کے دن خطبہ بھی پڑھا اور نماز پڑھائی۔

ولید بن عبدالملک کا خطبہ:

ولید نے مسجد نبوی میں جمعہ والے دن جو ایام حج میں جمعہ کے دن خطبہ دیا۔ منبر سے مسجد کے اندر والی گیٹ کی آخری دیوار تک لوگوں کی دو صفیں تھیں، ان کے ہاتھوں میں چاندی کے عصا اور گرزیں پکڑے تھے۔ ولید ایک معمولی چغہ اور ٹوپی پہنے منبر پر چڑھا۔ کوئی شال اس پر نہ تھی۔ منبر پر چڑھ کر اس نے لوگوں کو سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ موذنوں کو اذان دینے کی اجازت دی۔ جب اذان ختم ہو گئی تو پہلا خطبہ بیٹھ کر دیا اور دوسرا خطبہ کھڑے ہو کر پڑھا۔

اسحاق اور رجاء بن حیوۃ کی گفتگو:

اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے رجاء بن حیوۃ سے مل کر پوچھا کہ کیا اس طرح خلفاء کا یہی طرز عمل رہا ہے؟ رجاء نے کہا ہاں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کیا تھا اور ان کے بعد اور تمام لوگ بھی ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔ میں نے کہا: کیا آپ نے اس معاملہ میں کبھی ان سے گفتگو نہیں کی؟ رجاء کہنے لگے مجھ سے قبیصہ بن ذؤیب نے بیان کیا تھا کہ انہوں نے عبدالملک سے اس کے متعلق اعتراض کیا تھا مگر اس نے کسی قسم کی تبدیلی کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تو بیٹھ کر خطبہ دیا ہے مگر بعد میں کھڑے ہو کر دیا ہے ہاں لوگوں سے اسی طرح بیان کیا گیا۔ اور راوی یہ بات کہتا ہے۔

اسحاق کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ولید جیسا رعب و داب اور حشمت میں نے کسی کی نہیں دیکھی۔

امیر حج ولید بن عبدالملک والی:

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ ولید مسجد نبوی کے لیے خوشبو میں اور انگیٹھی بھی لایا تھا۔ تمام مسجد نبوی میں کھول کر چھڑکا دیا گیا۔

[illegible]

۹۲ھ کے واقعات

مسلمہ نے رومیوں کے علاقے میں جنگ کی ۔ تین قلعے فتح کیے اور اہل سوسنہ کو رومیوں کے اندرونی علاقہ میں جلاوطن کر دیا ۔

فتح اندلس

[illegible] اور ۹۲ھ میں اندلس فتح ہو گیا ۔

قتیبہ کی سجستان پر فوج کشی

[illegible] عبداللہ بن عمیر اللیثی کو وہاں کا حاکم مقرر کر کے خود واپس چلا آیا ۔

امیر حج حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

اسی سال حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے [illegible]

۹۳ھ کے واقعات

رومیوں پر فوج کشی

[illegible]

خوارزم کا ظلم و استبداد

[illegible]

چاہتا کرتا۔ اگر اسے خبر لگتی کہ بادشاہ کے طرفداروں میں سے کسی کے پاس لڑکی، کوئی عمدہ سواری یا کوئی عمدہ چیز ہوتی تو وہ آدمی بھیج کر منگوا لیتا یا اس پر قبضہ کر لیتا۔ یا اگر معلوم ہوتا کہ کسی کی لڑکی یا بیوی یا بہن خوبصورت ہے تو اسے زبردستی اٹھوا لیتا۔ غرض جس چیز کو چاہتا اس پر قبضہ کر لیتا اور کسی کو چوں و چرا کی مجال نہ تھی اور نہ کسی میں طاقت تھی کہ اس کو منع کر سکے۔ بلکہ خود بادشاہ بھی اس کے سامنے بے بس و مجبور تھا۔ جب کبھی بادشاہ سے اس کی شکایت کی جاتی تو وہ اپنی بے بسی ظاہر کر دیتا۔ غرض اس کا قہر اور ستم اس حد تک بڑھ گیا تھا کہ تمام رعایا بادشاہ سے بدظن ہو گئی تھی۔ جب ان حالات سے وہ بہت تنگ آگیا تو اس نے قتیبہ کو اپنے علاقہ میں آنے کی دعوت دی۔ تاکہ وہ اپنی ریاست ان کے حوالے کر دے۔ اور اسی لیے اس نے خوارزم کے شہروں کی طلائی کنجیاں بھی اس کے پاس بھیج دیں اور یہ شرط لگائی کہ جب آپ یہاں تشریف لائیں تو میرے بھائی اور میرے مخالفین کو میرے حوالے کر دیجئے تاکہ میں ان کے ساتھ جیسا چاہوں سلوک کروں۔

شاہ خوارزم کی قتیبہ سے درخواست

بادشاہ نے یہ پیغام اپنے ایک قاصد کے ذریعے بھیجا تھا۔ اس نے کسی امیر یا سردار کو خبر تک نہ دی۔ آخر موسم سرما میں جب کہ جہاد کا موسم ختم ہو چکا تھا یہ قاصد قتیبہ کے پاس آیا۔ قتیبہ پہلے سے جہاد کی تیاری کر چکا تھا اس نے ظاہر یہ کیا کہ وہ صغد پر فوج کشی کرنا چاہتا ہے۔ مگر دراصل اس کا مقصد خوارزم تھا۔ شاہ خوارزم کا قاصد اپنے کام میں کامیاب ہونے کے بعد خوارزم واپس چلا گیا۔ قتیبہ نے مرو سے آکر ثابت الاعور کو مرو کا عامل مقرر کیا اور خود ہزار اسپ کی طرف روانہ ہوا۔

شاہ خوارزم کی مجلس عیش و نشاط

دوسری جانب بادشاہ نے اپنے ترک امراء اور سرداروں اور مصاحبوں اور دوستوں کو اپنے ساتھ عیش و نشاط میں شریک ہونے کے لیے خوارزم میں جمع کیا اور اپنے تمام احباب سے کہا کہ قتیبہ صغد پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کر رہا ہے اور ہم سے اس وقت لڑائی نہیں چاہتا کیونکہ موسم بہار تک ہم کو کوئی خطرہ نہیں اب عیش و عشرت کریں اور جنگ سے بے نیاز ہو جائیں۔ چنانچہ وہ لوگ شراب خوری اور عیش و نشاط میں مشغول ہو گئے اور جنگ سے بالکل بے فکر۔

شاہ خوارزم کی مجلس مشاورت

ترکوں کو قتیبہ کی پیش قدمی کا اس وقت علم ہوا جب کہ اس نے ہزار اسپ میں پہنچ کر وہاں اپنے خیمے گاڑ دیئے۔ اب شاہ خوارزم نے اپنے مشیروں سے پوچھا کہ اب کیا رائے ہے؟ سب نے کہا کہ ہم اس سے لڑیں گے۔ بادشاہ نے کہا نہیں کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہم سے زیادہ طاقتور ہیں اور ان کو دیکھو کہ انہوں نے ہم سے کہیں زیادہ زبردست اور طاقتور قوموں کو زیر کیا۔ میری یہ رائے ہے کہ ہم ان کو کچھ دے دلا کر اس سال تو یہاں سے ٹال دیں۔ آئندہ سال دیکھا جائے گا۔ سب نے کہا کہ ہم آپ سے متفق ہیں۔

بادشاہ خوارزم نے شہر مدینۃ الفیل میں آکر قلعہ بندی کر لی۔ یہ شہر دریا کے اس پار واقع ہے۔ خوارزم کے علاقہ میں تین مختلف شہر ہیں جو ایک ہی حصار میں ہیں۔ ان تینوں شہروں میں مدینۃ الفیل سب سے مستحکم ہے۔

قتیبہ اور شاہ خوارزم میں مصالحت

اب قتیبہ تو ہزار اسپ میں دریا کے اس کنارے پر تھا۔ اور بادشاہ مدینۃ الفیل میں اس پار مقیم تھا۔ دونوں کے درمیان

[illegible] اگر آپ [illegible] آپ کے [illegible] ان دنوں با فصاحت ہے۔

قتیبہ نے پوچھا [illegible] کون ہے؟ [illegible] قتیبہ نے پوچھا کہ کیا کسی اور سے بھی تم نے اس کا تذکرہ کیا ہے؟ [illegible] قتیبہ نے کہا اب اگر تم نے اس کا تذکرہ کسی سے کیا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔

سغد پر فوج کشی:

قتیبہ نے اس روز تو قیام کیا، دوسرے روز عبدالرحمن کو طلب کر کے کہا [illegible] اپنے ساتھ [illegible] جاؤ اور تمام سامان و اسباب اپنے ساتھ لے چلو۔ چنانچہ [illegible] سب سے پہلے روانہ ہو گیا۔ [illegible] ہو گیا تو اس تمام دن عبدالرحمن مرو کی طرف چلتا رہا۔

شام کے وقت قتیبہ نے اسے لکھا کہ [illegible] سغد کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ [illegible] میں بھی فوراً تمہارے پیچھے آتا ہوں۔ عبدالرحمن کو جب یہ خط ملا اس نے اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ سامان کو مرو بھیج دیں اور خود سب [illegible] سغد کی طرف چلے۔

قتیبہ کا فوج سے خطاب:

قتیبہ نے لوگوں کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ اللہ نے تمہارے [illegible] جب [illegible] کی کارروائی کرتا [illegible] اب سغد تمہارے سامنے ہے، وہاں مدافعت کا کوئی سامان نہیں ہے۔ اہل سغد نے اس عہد کو پس پشت ڈال دیا ہے جو ہمارے اور ان کے درمیان ہوا تھا [illegible] کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے [illegible] اسی لیے اللہ کا نام لے کر [illegible] حملہ اور [illegible] اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿ وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا ﴾

"اور دوسرا وہ مقام جس پر تمہاری دسترس نہ ہوگی اللہ نے اس کو اپنے گھیرے میں لے لیا ہے۔"

سمرقند کا محاصرہ:

غرضیکہ قتیبہ سغد آیا، عبدالرحمن پہلے ہی بیس ہزار فوج کے ساتھ سغد کے سامنے پہنچ چکا تھا۔ قتیبہ عبدالرحمن کے وہاں پہنچنے کے تین یا چار دن بعد اہل بخارا اور خوارزم کے ساتھ پہنچا۔ سغد پہنچ کر قتیبہ نے کہا [illegible] بہت بری ہوگی۔

﴿ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنذَرِينَ ﴾

"پھر جب کسی قوم کے سامنے ان کے میدان میں اترے گا تو ڈرائے جانے والوں کی صبح ان پر بہت بری گزری۔"

لیکن [illegible] قتیبہ نے ان کا محاصرہ کر لیا [illegible] ایک ماہ تک [illegible]

اہل سغد کی ملک شاش اخشاذ فرغانہ سے امداد طلبی:

اہل سغد کو محاصرے کے طول پکڑ جانے کا خوف پیدا ہوا۔ انہوں نے ملک شاش اور اخشاذ فرغانہ کو لکھا کہ [illegible] عرب [illegible] مقابلے میں فتح [illegible] ہم [illegible]

اپنا [illegible] کر لیجیے۔

ملک الشاش اور اخشاذ کا شبخون مارنے کا منصوبہ:

اس تحریک کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان دونوں بادشاہوں نے ان کی امداد کے لیے عربوں سے جا کر لڑنے کا تصفیہ کیا، اور اہل سغد کو اطلاع دے دی کہ تم کسی جماعت کو ان سے لڑنے کے لیے بھیج دو تاکہ وہ اس جماعت سے مصروف کارزار رہیں اور ہم بے خبری میں ان پر شبخون مارتے رہیں۔ چنانچہ ان قوموں نے اپنے یہاں کے رؤسا اور بڑے بڑے سرداروں کے بیٹوں اور سورماؤں کو مسلمانوں کے لشکر پر شبخون مارنے کے لیے منتخب کر کے روانہ کیا۔

قتیبہ کو شبخون کی اطلاع:

مگر مسلمانوں کے مخبروں نے فوراً اس کی خبر قتیبہ کو دی۔ قتیبہ نے ان کے توڑ کے لیے اپنی فوج سے تین سو یا چھ سو بڑے جانفروش سوار منتخب کیے۔ اور صالح بن مسلم کو ان کا افسر مقرر کر کے حکم دیا کہ اس راستے پر جہاں سے مخالف جماعت کی پیش قدمی کا خوف ہے۔ کمین گاہوں میں مناسب مقامات پر چھپ جائیں۔

اب صالح نے پھر دشمنوں کی نقل و حرکت کی اطلاع پانے کے لیے مخبر روانہ کیے اور خود اپنے اصل لشکر گاہ سے دو فرسخ کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔ مخبروں نے واپس آ کر اطلاع دی کہ آج ہی رات دشمن حملہ کر دے گا۔

صالح نے اپنے رسالے کو تین دستوں پر تقسیم کر کے دو دستوں کو تو کمین گاہ میں چھپا دیا۔ ایک دستہ خود لے کر ان کی مزاحمت کے لیے راستے پر قیام کیا۔

مشرکین کی پیش قدمی:

مشرکین پہرِ شب میں مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ مگر انھیں یہ معلوم نہ تھا کہ صالح ہماری گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس لیے وہ بغیر اس خوف کے مسلمانوں کے لشکر گاہ تک پہنچنے سے پہلے ہماری کسی قسم کی مزاحمت کی جائے گی بڑھتے چلے آئے۔ صالح نے اسی بے خبری کی حالت میں ان پر حملہ کیا اور جب دونوں حریفوں میں خوب نیزہ بازی شروع ہو گئی تو اب وہ دو دستے بھی جو پہلے سے کمین گاہوں میں پوشیدہ تھے نکل آئے اور لڑائی میں شریک ہو گئے۔

صالح بن مسلم اور مشرکین کی جنگ:

مشرک اس قدر بے جگری اور دلیری سے لڑے جس کی مثال اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آئی۔ تا دمِ مرگ لڑتے رہے۔ بھاگنے کا نام بھی نہیں لیا۔ اکثر مشرک میدانِ جنگ میں کھیت رہے اور بہت تھوڑے بھاگ کر بچ سکے۔ مسلمانوں نے ان کے ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا۔ ان کے سر کاٹ ڈالے اور جو تھوڑے گرفتار ہوئے تھے جب ان سے مقتولین کی شخصیت دریافت کی گئی تو معلوم ہوا کہ ان میں کل شہزادے اور بڑے رئیسوں کے لڑکے تھے یا مشہور بہادر اور سورما تھے۔ ان قیدیوں نے یہ بھی کہا کہ ان میں کا ہر شخص سو آدمیوں کے برابر تھا۔

مسلمانوں نے ان کے ناموں کے کانوں پر لکھ دیے۔ صبح کو لشکر گاہ میں آئے۔ ہر شخص اپنے ہاتھ میں ایک سر لٹکائے تھا جس پر اس مقتول کا نام لکھا ہوا تھا۔ مسلمانوں کو نہایت عمدہ عمدہ گھوڑے غنیمت میں ملے۔ یہ سب چیزیں انھوں نے قتیبہ کو دے دیں۔

شاہ صغد کا قتیبہ پر طنز

پھر تو قتیبہ نے اہل صغد کے حوصلے پست کر دیے۔ اب قتیبہ نے ایک طرف تو شہر پر منجنیقیں نصب کر دیں۔ اور ان سے سنگ اندازی شروع کر دی اور اس کے ساتھ ہی برابر ان سے جنگ کرتا رہا۔ اور ایک مدت کے لیے جنگ میں اتنی شدت تھی۔ بخارا اور خوارزم والے جو ان کے ہمراہ تھے وہ بھی بہت ہی خوشی اور تندہی سے لڑ رہے تھے۔ خوب داد شجاعت دی اور بہادری سے اپنی جانیں مسلمانوں کے لیے لڑا دیں مگر جنگ کا نتیجہ اب تک نہیں ہوا تھا کہ غوزک نے قتیبہ سے کہلا بھیجا کہ آپ ہمارے مقابلہ میں میرے ہی خاندان اور میرے بھائیوں سے جنگ کر رہے ہیں۔ اس میں آپ کی کیا بہادری ہے۔ عرب میں سے آپ کے مقابلہ پر بھیجئے تو مزا چکھایا جائے۔

قتیبہ کی فوج کا معائنہ:

قتیبہ کو یہ سن کر بہت غصہ آیا۔ انہوں نے جلدی سے بلا کر حکم دیا کہ فوج کا معائنہ کرو۔ دوران میں سے جو بہادر ہوں ان کا انتخاب کرو۔ غرض کہ تمام فوج معائنہ کے لیے حاضر کی گئی۔ خود قتیبہ نے ان کا معائنہ کرنا شروع کیا۔ جو لوگ کہ تمام قبیلوں سے علیحدہ علیحدہ واقف تھے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ اب خود قتیبہ ایک ایک شخص کو پکارا جاتا تو وہ اس کے متعلق جاننے والوں سے پوچھتا تو معروف بعض کے متعلق کہتے کہ یہ بہادر ہے۔ بعض کے متعلق کہتا کہ یہ متوسط درجہ کا ہے۔ بعضوں کو کہتے کہ یہ بزدل ہیں۔ اس پر قتیبہ نے جو ان کا نام لکھوا رکھا۔ ان کے گھوڑے اور عمدہ ہتھیار لے کر بہادروں اور دوسرے متوسط درجہ کے لوگوں کو دے دیے اور برے معمولی قسم کے ہتھیار ان بزدلوں کو بانٹ دیے۔

قتیبہ کی منتخب فوج کا حملہ:

اب قتیبہ اس منتخب فوج کے ساتھ قلعہ پر حملہ آور ہوا۔ صبح سے دوپہر تک جنگ ہوتی رہی اور دونوں طرف سے سخت تیر باری ہوئی۔ منجنیقیں نصب تھیں ان سے شہر پر سنگ اندازی کی گئی اور فصیل میں ایک شگاف بھی پڑ گیا۔ مگر صغدیوں نے اسے فوراً بوری کی تھیلیوں سے مسدود کر دیا۔ اور ایک شخص نے اسی مقام پر کھڑے ہو کر قتیبہ کو گالیاں دیں۔ قتیبہ کے ہمراہ کچھ تیر انداز بھی تھے۔ قتیبہ نے ان سے کہا کہ اپنے میں سے دو آدمی چن دو چنانچہ دو آدمیوں کو منتخب کیا گیا۔ جو سب سے بڑھ کر تیر انداز تھے۔ قتیبہ نے ان سے کہا کہ تم میں جو شخص اس گالی دینے والے کو مار کر ہلاک کر دے گا اسے دس ہزار درہم انعام دیا جائے گا۔ اور اگر چوک گیا تو اس کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں گے۔ ان دونوں میں سے ایک تو ڈر گیا مگر دوسرے نے آگے بڑھ کر ایسا تاک کے تیر مارا کہ اس کی آنکھ میں جا کر لگا قتیبہ نے اسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دے دیا۔

صغد پر سنگ باری:

دوسرے دن پھر شہر پر سنگ باری کی گئی اور ایک شگاف پیدا کر دیا گیا۔ قتیبہ نے حکم دیا کہ اس شگاف پر پہنچو۔ مگر دوسری طرح بچنا کہ مکانات سے شہر میں گھس جاؤ۔ غرض کہ مسلمان لڑتے لڑتے اس شگاف تک پہنچ گئے۔ اس وقت اہل صغد مسلمانوں پر تیروں کی بوچھاڑ کر رہے تھے۔ اور ان کی یہ حالت تھی کہ اپنی ڈھالوں کو تیروں کے خوف سے آنکھوں کے آگے رکھ کر حملہ کر رہے تھے۔ جب مسلمان اس شگاف پر پہنچ گئے تو غوزک نے درخواست کی کہ آج تو آپ واپس چلے جائیں کل ہم صلح کر لیتے ہیں۔

اہل صغد کی امان کی درخواست

اب یہ باہلی یہ کہتے ہیں۔ قتیبہ نے صلح کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ جب تک ہم نے ان کی فصیل پر قبضہ کر لیا ہے اور ہماری منجنیقیں ان کے شہر اور ان کے مورچوں پر سنگباری کر رہی ہیں صلح کرنا بے معنی ہے۔ مگر دوسروں کا یہ بیان ہے کہ قتیبہ نے اپنی فوج سے کہا کہ یہ آپ لوگ اس حد تک آ گئے ہیں۔ بہتر ہے کہ اتنی ہی کامیابی پر اکتفا کر کے واپس ہو جائیے۔ چنانچہ سب واپس آ گئے۔

صلح نامہ کی شرائط:

دوسرے دن بارہ لاکھ درہم سالانہ خراج پر صلح ہو گئی۔ اور یہ بھی طے ہوئی کہ تیس ہزار لونڈی غلام مسلمانوں کو دیے جائیں ان میں کوئی بچہ یا بوڑھا نہ ہو۔ اور نہ کوئی ایسا ہو کہ جس میں کوئی عیب ہو۔ اور شہر قتیبہ کے لیے خالی کر دیا جائے اس میں کوئی جنگجو آدمی نہ رہے۔ ایک مسجد بنوائی جائے تاکہ قتیبہ اس میں نماز پڑھے۔ ایک منبر رکھا جائے تاکہ اس پر بیٹھ کر خطبہ پڑھا جائے اور پھر کھانا کھا کر واپس چلا آئے۔

شرائط صلح کی تکمیل:

جب شرائط صلح طے ہو گئیں تو قتیبہ نے اپنی فوج کے پانچوں دستوں میں سے دو دو ہزار شخص منتخب کر کے ان کو شہر میں بھیجا کہ وہ شرائط صلح کی تکمیل کرائیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے ہر قسم کے سامان پر قبضہ کر لیا۔ جب تیس ہزار لونڈی غلام بھی آ گئے تو قتیبہ کہنے لگا کہ اب ان کفار کی اچھی طرح سے ذلت و تذلیل ہوئی۔ کیونکہ اب ان کے بیٹے اور بھائی تمہارے قبضہ میں آ گئے ہیں۔

حسب شرائط صلح غوزک نے شہر خالی کر دیا۔ مسجد بنائی اور منبر رکھ دیا۔ قتیبہ چار ہزار منتخب بہادروں کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔ مسجد میں آ کر نماز پڑھی۔ خطبہ دیا اور پھر کھانا کھایا۔ اس کے بعد صغد سے کہلا بھیجا کہ جو شخص اپنا مال و اسباب یہاں سے لے جانا چاہے لے جائے۔ کیونکہ اب میں تو شہر سے نہیں نکلوں گا اور یہ بھی رعایت ہے جو میں تمہارے ساتھ کر رہا ہوں اور میں تم سے اس معاوضہ کے علاوہ جس کی صلح میں تصفیہ ہو چکا ہے اور کچھ نہیں لوں گا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اب یہاں فوج رکھی جائے گی۔

مال غنیمت کے متعلق باہلی کا بیان:

باہلی یہ بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے اس شرط پر صلح کی تھی کہ ایک لاکھ لونڈی غلام اور آتش کدے اور بتوں کے زیور دیے جائیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس کی تکمیل کر دی۔ جب تمام بت اس کے سامنے لائے گئے تو بیش قیمت جواہرات اور جو سامان ان پر تھے وہ سب اتار لیے گئے اور سب اوپر تلے رکھے گئے تو ایک محل کے برابر انبار لگ گیا۔ قتیبہ نے ان کے جلانے کا حکم دیا۔ اس پر عجمی کہنے لگے کہ ان بتوں میں بعض دیوتا ایسے بھی ہیں کہ جو شخص انہیں جلائے گا خود تباہ ہو جائے گا۔ قتیبہ نے کہا اچھا میں خود اپنے ہاتھ سے انہیں جلاتا ہوں۔ غوزک نے دو زانو بیٹھ کر عرض کی کہ مجھ پر آپ احسان کریں اور ان بتوں کو نہ جلائیں۔ مگر قتیبہ نے ایک مشعل منگوا کر اسے ہاتھ میں لے کر تکبیر کہی اور آگ لگا دی۔ اس کے بعد دوسرے لوگوں نے بھی اس کی اقتداء کی۔ جلنے کے بعد ان بتوں میں سے پچاس ہزار مثقال سونا اور چاندی برآمد ہوئی۔

شہر سے بڑی بڑی تانبے کی دیگیں نظر آئیں۔ انہیں دیکھ کر قتیبہ نے حضین سے پوچھا کیا رقاش کے پاس بھی ایسی دیگیں

تھیں۔ انھوں نے کہا کہ ان کے پاس تو انھیں بعض محلات کے پاس ایک ایک کوٹھڑی بھی ملی ہے۔ قتیبہ ہنسنے لگا اور کہنے لگا ہم نے اپنا بدلہ لے لیا۔

بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ اہل عجم قتیبہ پر بدعہدی کا الزام لگاتے تھے کہ اس نے خوارزم اور سمرقند والوں سے جو معاہدہ امان کیا تھا اسے پورا نہیں کیا۔

شہر صغد میں جو لونڈیاں مال غنیمت میں ملیں ان میں یزدگرد کے بیٹے کی لڑکی بھی تھی۔ قتیبہ نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا اس سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ کیا سمجھا جائے گا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ اپنے باپ کی طرف سے بدذات ہوگا۔ قتیبہ نے اس شہزادی کو حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج نے ولید کے پاس بھیج دیا اور پھر اس کے بطن سے یزید بن ولید پیدا ہوا۔

غوزک کی شاہان شاش، فرغانہ اور خاقان سے امداد طلبی:

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب غوزک نے دیکھا کہ قتیبہ سمرقند کی طرف کو روز بروز بڑھتا جاتا ہے تو اس نے شاہان شاش، اخشاذ فرغانہ اور خاقان سے امداد طلبی کی اور لکھا کہ اس وقت ہم آپ کے اور عربوں کے درمیان حائل ہیں۔ اگر عربوں نے ہم پر قابو پالیا اور ہمارے ملک پر قبضہ کرلیا تو آپ لوگوں کی بھی خیر نہیں۔ آپ ہم سے بھی زیادہ ذلیل اور کمزور ہو جائیں گے اس لیے یہی موقع ہے کہ آپ لوگ اپنی پوری طاقت ہماری اعانت میں صرف کیجیے۔

غوزک کو فوجی امداد:

ان بادشاہوں نے اس درخواست پر غور کیا اور یہ طے کیا کہ اگر ہم نے اپنی معمولی فوج امداد کے لیے بھیج دی تو وہ کچھ زیادہ کارآمد نہ ہوگی۔ کیونکہ اپنے فرائض اور تمام مصیبتوں کا جتنا ان کو احساس ہے اس قدر کسی کو نہیں ہو سکتا ہے۔ ہم فرمانروا ہیں۔ ہم سے امداد طلب کی گئی ہے۔ اس لیے ہمیں خود امداد دینی چاہیے۔

چنانچہ ان بادشاہوں نے شہزادوں اور اپنے خاندانوں کے بہادر تنومند جوانوں کو منتخب کیا اور خاقان کے ایک لڑکے کو اس جماعت کا سردار مقرر کر کے قتیبہ کی فوج پر شب خون مارنے کے لیے روانہ کیا۔ انھیں یہ خیال تھا کہ چونکہ مسلمان تو شہر صغد کے محاصرے میں مصروف ہیں۔ لشکرگاہ کی جانب سے بے فکر ہوں گے اس لیے یہ موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔

قتیبہ کا منتخب فوج سے خطاب:

غرض کہ اب یہ منتخب جماعت مسلمانوں کے لشکرگاہ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوئی۔ دوسری جانب قتیبہ کو بھی ان کے اس ارادے کی خبر ہو چکی تھی۔ اس نے بھی اپنی فوج سے خاص خاص لوگوں کا انتخاب کیا۔ شعبہ بن ظہیر اور زہیر بن حیان بھی اس منتخب گروہ میں تھے۔ اس طرح چار سو بہادر چنے گئے۔ قتیبہ نے ان سے کہا کہ آپ کے دشمن اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے آپ کی تائید اور اعانت کی ہے مگر اب انھوں نے اپنے چیدہ چیدہ سرداروں اور شہزادوں کو منتخب کر کے اس لیے بھیجا ہے کہ وہ اچانک آ کر ہمارے لشکرگاہ پر شب خون ماریں۔ اب آپ لوگ سردار اور بہادر ہیں۔ اس کے علاوہ خداوند عالم نے اپنا دین عطا کر کے بھی آپ کی عزت افزائی کی ہے۔ اس لیے اب آپ اللہ کی راہ میں پوری طرح داد مردانگی دیجیے تاکہ آپ ثواب کے مستوجب ہوں اور اپنی خاندانی شرافت، عزت و شجاعت کو قائم رکھنے کی پوری کوشش کیجیے۔

قتیبہ کے جاسوس:

قتیبہ نے پہلے ہی سے دشمن کی نقل و حرکت کی دیکھ بھال کے لیے جاسوس چھوڑ رکھے تھے جب اسے معلوم ہوا اب دشمن اتنا قریب آ پہنچا ہے کہ وہ آج ہی رات کو ہمارے پڑاؤ تک پہنچ جائے گا۔ وہ ان لوگوں کے پاس جنہیں اس نے اس جماعت کے مقابلے کے لیے منتخب کیا تھا، آیا اور ہر ایک شخص کو خدا کی راہ میں جہاد اور اظہار شجاعت کے لیے ابھارتا۔ پھر صالح بن مسلم کو اس جماعت پر سردار مقرر کیا۔

مسلمانوں کی مقابلہ کی تیاری:

مغرب کے وقت یہ تمام دستہ اصل لشکرگاہ سے روانہ ہوا۔ پیچھے قتیبہ کے لشکرگاہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر اس راستہ پر جہاں سے کہ دشمن کے آنے کا یقینی تھا یہ جماعت ٹھہر گئی۔ صالح نے اپنی فوج کے مختلف دستے کر دیئے۔ ایک کو اپنے بائیں جانب ایک کو اپنی داہنی جانب کمین گاہوں میں چھپا دیا اور خود مقابلے کے لیے سر راہ ٹھہر گیا۔

کفار پر صالح کا حملہ:

نصف یا تہائی رات گذری ہوگی کہ دشمن اپنی پوری ترتیب اور رفتار میں تیزی اور بالکل خاموشی کے ساتھ بڑھتا ہوا اس مقام پر پہنچا۔ صالح پہلے ہی سے رسالہ لیے ایستادہ تھا۔ دشمن نے صالح کو دیکھتے ہی حملہ کیا اور تیر بازی شروع ہوئی تو مسلمانوں کے رسالہ کے دونوں دستے کمین گاہوں سے داہنی اور بائیں جانب سے عقاب کے دو بازوؤں کی طرح فوراً نکل کر دشمن پر ٹوٹ پڑے ہر چیز پر خاموشی تھی۔ فضا آسمانی پر ابر چھایا ہوا تھا۔ اب صرف ہتھیاروں کے چلنے کی آواز آتی تھی مگر کوئی شخص کسی کو [illegible] نے خوب ہی داد مردانگی دی اور اس بے جگری سے لڑے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ ایک شخص جو اس معرکہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ جب ہم نبرد آزما تھے اور شمشیر ان پر چل رہی تھی تو میں نے رات کی اندھیری میں قتیبہ کو دیکھا اس وقت میں نے ایک ایسا جوہر تلوار کا دکھایا کہ میں خود اپنی تحسین کرنے لگا تھا جب میں نے قتیبہ کو دیکھا تو ان سے کہا کہ میرا باپ اور ماں آپ پر سے صدقے اور قربان ہو جائیں فرمایئے میں نے کیا خوب کام کیا ہے؟ قتیبہ نے کہا خاموش رہو خدا تمہارا منہ توڑ دے۔

مال غنیمت اور مقتولین کے سر:

بہرحال ہم نے لڑتے لڑتے ان کے بیشتر سواروں کو قتل کر ڈالا۔ ان میں سے صرف معدودے چند بچے۔ اب ہم نے مقتولین کے لباس اور ہتھیار کو اتارنا شروع کیا اور ان کے سر کاٹ لیے۔ صبح کے وقت جب ہم اپنے لشکرگاہ کی طرف واپس پہنچے تو ہمارا عجیب و غریب منظر تھا۔ اور کبھی کوئی جماعت یہ چیزیں لے کر واپس نہ آئی ہوگی جو ہم اس روز لے کر آئے تھے ہر شخص کسی نہ کسی مشہور دلاور کا سر اپنے ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھے یا کسی قیدی کو ڈوری سے باندھے ہوئے لا رہا تھا۔

مجاہدین کو انعام و اکرام:

یہ تمام سر ہم قتیبہ کے پاس لے کر آئے۔ قتیبہ نے دیکھ کر کہا خدا تمہیں اس کی جزائے خیر دے۔ اس نے مجھے بہتری کی بات کے اظہار کے بعد بہت کچھ انعام و اکرام دیا۔ اور میرے ساتھ ہی حیان العدوی اور حلیس الشیبانی کو بھی انعام و اکرام دیا اس پر میں نے خیال کیا کہ ان کے ساتھ جو یہ خاص مراعات کی جا رہی ہیں اس کی وجہ یہی ہوئی کہ قتیبہ نے ان لوگوں کی شجاعت کا بھی کوئی ایسا ہی

خاقان کا ارادہ تم کو فوراً بھگا دینا تھا کہ اس نے یہ دھوکا دیا تھا۔

اہل سغد کی واپسی:

اس واقعہ نے اہل سغد کی کمر توڑ دی۔ ان کی رہی سہی امید پر بھی پانی پھر گیا۔ اب انہوں نے صلح کی درخواست کی اور زر معاوضہ پیش کیا۔ مگر قتیبہ نے صلح کی درخواست مسترد کر دی اور کہا کہ میں غوزک کا بدلہ لوں گا۔ وہ میرا آدمی و غلام تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جن کی حفاظت جان کا میں نے عہد کیا تھا۔

قتیبہ کا عزم:

جب محاصرہ نے طول کھینچا اور شہر کی فصیل میں ایک شگاف کر دیا گیا تو ایک شخص نے اس مقام پر آ کر نہایت فصیح عربی میں قتیبہ کو گالیاں دیں۔ یہ شرارت تھی۔ مگر وہیں ابن زہیر کہتا ہے کہ ہم لوگ قتیبہ کے پاس کھڑے تھے۔ جب ہم نے یہ گالیاں سنیں تو ہم وہاں سے جلدی سے نکل کر چلے آئے اور دوسرے لوگ بھی، وہ شخص ہمارے قتیبہ کو گالیاں دیتا رہا۔ ہم قتیبہ کے خیمے میں آئے۔ دیکھا کہ قتیبہ ایک رومال کی کمان پر ٹیک لگائے بیٹھے ہیں اور چپکے چپکے اپنے دل سے یوں کہہ رہے ہیں کہ اے سمرقند کب تک شیطان تجھ میں گھر کرے گا۔ بخدا اگر خدا نے چاہا تو کل صبح میں تیرے باشندوں کے خلاف اپنی انتہائی کوشش صرف کر دوں گا۔ یہ سنتے ہی میں اپنے اور ساتھیوں کے پاس چلا آیا اور ان سے بیان کیا کہ اب فتح قریب ہے۔ مجھے کل کے ہمارے بہادروں کی جو غیر معمولی ہمت سے جو کچھ کی۔ اور بیان کیا کہ اس طرح قتیبہ چپکے چپکے اپنے دل میں کہہ رہا تھا۔

معرکہ سمرقند:

مگر باہلی یہ کہتے ہیں کہ جب قتیبہ جہاد کے لیے روانہ ہوا تو دریا کو عبور کر چکا تو اہل بخارا کو اپنے ساتھ جہاد میں شریک ہونے کی دعوت دی اور ان سب کو لے کر شہر اربنجن پہنچا۔ یہ وہی شہر ہے جہاں سے اربنجن کی ندی آتی ہیں۔ اس مقام پر ترکوں کے بادشاہ غوزک نے جس کے ہمراہ ترک، شاش اور فرغانہ کی ایک کثیر تعداد تھی قتیبہ کا مقابلہ کیا۔ کفار اور مسلمانوں کے درمیان گرچہ کئی بار مختصری جھڑپ ہوئی مگر کوئی بڑی فیصلہ کن جنگ نہیں ہوئی۔ مگر ان تمام معرکوں میں مسلمانوں ہی کا پلہ بھاری رہا اور دشمن برابر پیچھے ہٹتے گئے۔ اسی طرح مسلمان بڑھتے بڑھتے سمرقند کے سامنے پہنچ گئے۔ یہاں جب دونوں حریفوں میں اصلی معنی میں مقابلہ ہوا۔ پہلے تو اہل سغد نے مسلمانوں پر نہایت ہی جرأت اور بے جگری سے حملہ کیا کہ مسلمانوں کی صفیں درہم برہم کر دیں اور بڑھتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر گاہ تک پہنچ گئے مگر مسلمانوں نے جوابی حملہ کر کے ان کو بھی ان کے لشکر گاہ تک پسپا کر دیا۔ اس معرکہ میں مشرکین کا بہت سخت جانی نقصان ہوا۔ مسلمان شہر میں داخل ہو گئے۔ اور پھر شہر والوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی۔

سمرقند کی فتح:

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب کفار کے رسالے نے مسلمانوں کے رسالے پر حملہ کیا تو اس وقت قتیبہ میدان جنگ میں کسی جگہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنی تلوار اسے ڈوری باندھے ہوئے تھا۔ کفار کا رسالہ مسلمانوں کو دباتا ہوا قتیبہ سے بھی آگے بڑھ آیا۔ مگر قتیبہ ابھی کوئی بھی جگہ سے ٹلنے نہ پایا تھا کہ دوسرے رسالے کے جانبازوں نے کفار کے اس رسالہ پر حملہ کر کے ہمارے کیمپ سے پسپا کر دیا

[illegible] میں سے [illegible] قتل کر دیا [illegible] اور [illegible] ان کی [illegible] [illegible] [illegible] اس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہاتھ آ گئے۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے لیے خط لکھا اور آپ کو [illegible] کر دیا [illegible] اور [illegible] کو بھی [illegible] [illegible] [illegible]

قتیبہ کا قاصد

اس فتح کی خوشخبری دینے کے لیے قتیبہ نے ایک شخص کو [illegible] کے پاس بھیجا۔ حجاج نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کو اطلاع دے [illegible] [illegible] وہ شخص [illegible] پہنچا۔ آفتاب طلوع ہونے کے پہلے کی بات ہے [illegible] [illegible] اس کے پاس ایک بڈھا [illegible] [illegible] بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اس سے شام [illegible] [illegible] [illegible] بات کی۔ اس ضعیف العمر شخص نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم اجنبی ہو۔ اس نے کہا کیا [illegible] [illegible] [illegible] یا [illegible] اس شخص نے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ قاصد نے کہا خراسان سے۔ پھر اس نے پوچھا کب آئے ہو؟ قاصد نے اپنے آنے کی غرض بیان کی۔ اس ضعیف العمر شخص نے کہا خدا کی قسم [illegible] ہو گئے اور [illegible] کی نسبت سے [illegible] [illegible] ہو گئے۔

عبداللہ بن مسلم کی نیابت

قتیبہ مرو واپس چلا آیا۔ عبداللہ بن مسلم کو سمرقند پر اپنا جانشین مقرر کیا اور زبردست فوج ان کے پاس [illegible] [illegible] اور سامان جنگ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے ہاتھ پر مہر لگائے بغیر شہر میں نہ آنے دینا اور صرف اس وقت تک [illegible] [illegible] اجازت دینا جب تک کہ مٹی اس کے ہاتھ پر گیلی رہے۔ اگر خشک ہونے کے بعد کوئی مشرک شہر میں پایا جائے تو اسے قتل کر دینا۔ اسی طرح اگر کوئی چھری یا کوئی ہتھیار اس کے پاس سے برآمد ہو تو بھی اسے قتل کر دیا جائے گا اور دروازہ بند ہونے کے بعد اگر کوئی مشرک شہر میں نظر آئے اسے بھی مار ڈالا جائے۔ چونکہ اس نے ان دونوں شہروں خوارزم اور سمرقند کو ایک ہی سال میں فتح کیا تھا اس لیے قتیبہ [illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے مقابلے کی [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] قتیبہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ایاس بن عبداللہ کے خلاف شورش

ایاس بن عبداللہ بن عمرو خوارزم میں جنگی معاملات کے نگران تھے اور عبیداللہ بن ابی عبیداللہ بنی مسلم کے آزاد کردہ غلام اس کے خراج کے افسر تھے۔ ایاس بہت کمزور ضعیف الرائے شخص تھا۔ اہل خوارزم نے اس کی کمزوری سے فائدہ اٹھایا اور اس کے خلاف جمع ہو گئے۔ عبیداللہ نے اس واقعہ کی اطلاع قتیبہ کو دی۔ قتیبہ نے عبداللہ بن مسلم کو موسم سرما میں خوارزم کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ ایاس اور حیان النبطی کو سو سو

دوسرے اکابر تھے اور ان کے سردار بھی موجود تھے۔ ان کا دادا عبیداللہ بن عبداللہ اپنے خاندان میں ایک بڑا رئیس تھا، کیونکہ وہ اس سے خراسان کا گورنر رہا ہے اور اس کی وفاداری قابل تحسین ہے۔

حیان النبطی کی گرفتاری

قتیبہ مرو سے روانہ ہو کر جب خوارزم کے قریب پہنچا تو جیحون کے پار اس نے اپنے آنے کی اطلاع دی اور کہلا بھیجا کہ تم شہر چھوڑ کر فوراً کسی اور طرف چلے جاؤ۔ عبداللہ خوارزم آ گیا۔ اس نے حیان کو گرفتار کر کے اس کو کوڑے مارے اور سخت سزا دی۔

مغیرہ بن عبداللہ کی خوارزم پر فوج کشی

عبداللہ کے بعد قتیبہ نے مغیرہ بن عبداللہ کو فوج کے ساتھ خوارزم بھیجا۔ اہل خوارزم کو ان کے آنے کی اطلاع ملی تو جب مغیرہ خوارزم گیا تو ان لوگوں نے جن کے باپ بھائی کو بادشاہ خوارزم نے قتل کیا تھا اس موقع پر بادشاہ کا ساتھ چھوڑ دیا اور مدد دینے سے صاف انکار کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ترکوں کے علاقہ میں بھاگ کر پناہ لی اور مغیرہ نے شہر پر قبضہ کر لیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنا لیا اور جسے چاہا قتل کر ڈالا۔ باقی لوگوں نے زر تاوان دے کر مغیرہ سے صلح کر لی۔ اس کامیابی کے بعد مغیرہ قتیبہ کے پاس چلا آیا۔ قتیبہ نے اس کو خوارزم کا حاکم بنا دیا۔

طلیطلہ کی مہم:

اسی سال موسیٰ بن نصیر نے اپنے آزاد کردہ غلام طارق بن زیاد کو اندلس کی سپہ سالاری سے معزول کر کے شہر طلیطلہ بھیج دیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۹۳ ہجری میں موسیٰ بن نصیر طارق سے ناراض ہو گیا اور ولید کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوا۔ موسیٰ نے مغیرہ حبیب بن ابی عبیدہ الفہری کو ساتھ لیا۔ قیروان سے روانہ ہوتے وقت موسیٰ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ موسیٰ جب اندلس کے ساتھ موسیٰ کے آنے کی اطلاع طارق کو ملی تو اس نے موسیٰ کے پاس پہنچ کر طارق نے موسیٰ کا استقبال کیا۔ اور اس کی اطاعت کی۔ مگر موسیٰ طارق سے ناخوش ہو گیا اور اسے طلیطلہ کی طرف جو اندلس کا ایک بہت بڑا شہر ہے اور قرطبہ سے بیس روز کے فاصلہ پر واقع ہے بھیج دیا۔ طارق کو اس شہر کی فتح میں حضرت سلیمان کا وہ دسترخوان ملا جس میں اس قدر ہیرے جواہرات لگے ہوئے تھے کہ ان کی قیمت کا اندازہ کوئی بھی نہیں لگا سکتا ہے۔

موسیٰ بن نصیر کی نماز استسقاء

اسی سال افریقہ میں سخت قحط سالی ہوئی۔ اور بارش کی وجہ سے قحط پڑا جس سے باشندوں کو بہت تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ موسیٰ بن نصیر نے شہر سے باہر نکل کر نماز استسقاء پڑھی اور خطبہ میں دعا کی مگر خطبہ میں ولید کا ذکر نہ کیا۔ جب شہر سے واپس آیا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ نے امیرالمومنین کے لیے بھی دعا کی؟ موسیٰ نے کہا یہ وقت ان کے لیے دعا کرنے کے لیے نہ تھا۔

اللہ نے ان کی دعا کو شرف اجابت بخشا اور اتنی بارش ہوئی جس سے لوگوں کے کھیتوں کی حالت سنبھل گئی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کی معزولی

اسی سن میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ مدینہ کی امارت سے معزول کیے گئے اس کا واقعہ یہ ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے ولید کو حجاج کی شکایت لکھی کہ یہ جو عراق پر قابض ہے بے تحاشا سختی کرتا ہے۔ بلکہ اہل عراق پر ظلم اور زیادتی کیا کرتا ہے۔ حجاج کو بھی اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے ولید کو لکھا کہ اہل عراق میں سے جو لوگ ہمارے مخالف تھے اور آپس میں پھوٹ و نفاق ڈالا کرتے تھے۔ وہ عراق سے جلاوطن ہو کر مدینہ چلے گئے ہیں اور اب انہوں نے مدینہ میں پناہ لی ہے یہ ان کے تقویت کا باعث ہوں گے۔

امارت مدینہ پر عثمان بن حیان کا تقرر:

ولید نے حجاج کو لکھا کہ تم دو شخصوں کے نام میرے سامنے پیش کرو۔ حجاج نے عثمان بن حیان اور خالد بن عبداللہ کے نام پیش کر دیے ولید نے خالد کو مکہ کا اور عثمان بن حیان کو مدینہ کا عامل مقرر کر دیا۔ اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کو معزول کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ مدینہ سے روانہ ہو کر سویداء میں مقیم تھے۔ مزاحم سے کہنے لگے کیا تم کو یہ ڈر ہے کہ ہم ان لوگوں میں ہوں جنہیں مدینہ طیبہ نے اپنے سے دور پھینک دیا۔

خبیب بن عبداللہ بن زبیر کا قتل:

اسی سال ولید کے حکم سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے خبیب بن عبداللہ بن زبیر کو پٹوایا اور ان کے سر پر ٹھنڈے پانی کی پکھال چھڑوا دی۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے خبیب کے پچاس درے لگوائے اور سخت سردی کے دن میں پانی کی ایک پکھال ان کے سر پر ڈلوائی اور دن بھر انہیں مسجد کے دروازے پر کھڑا رکھا اس صدمے سے وہ جاں بحق ہو گئے۔

امیر حج عبدالعزیز بن ولید و عمال:

عبدالعزیز بن الولید بن عبدالملک نے اس سال حج کیا۔ اس سال مکہ کے سوا مدینہ کے اور باقی تمام مشرقی صوبوں کے وہی لوگ افسر اعلیٰ رہے جو اس سے پہلے تھے۔ البتہ مدینہ کے عامل عثمان بن حیان المری ۹۳ھ شعبان میں مقرر کیے گئے تھے۔ واقدی کا یہ بیان ہے کہ عثمان شعبان کے شروع ۹۴ ہجری سے دو دن پہلے مدینہ کے عامل مقرر ہو گئے۔ بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز ۲۳ شعبان ۹۳ھ میں معزول ہوئے۔ جہاد کے لیے گئے۔ وہاں سے چلے آئے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم الانصاری کو قائم مقام بنا گئے اور عثمان مدینہ میں ۲۸ یا ۲۹ رمضان کو داخل ہوئے۔

۹۴ھ کے واقعات

اس سال عباس بن ولید نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس سال انہوں نے انطاکیہ فتح کیا ہے۔

نیز اسی سال عبدالعزیز بن الولید نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اور بڑھتے بڑھتے غزالہ تک پہنچ گیا۔ ولید بن ہشام المعیطی علاقہ برج الحمام تک اور یزید بن ابی کبشہ سرزمین سوریہ تک جا پہنچے۔

اسی سنہ میں شام میں زلزلہ آیا۔ محمد بن قاسم ثقفی رحمۃ اللہ نے ہندوستان فتح کیا۔ اور قتیبہ نے علاقہ شاش اور فرغانہ پر چڑھائی

کی اور فوج دار شاش تک بڑھتے فرغانہ کے وسط میں جا پہنچے۔

قتیبہ کی خجندہ پر یورش

۹۴ھ میں قتیبہ جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ دریا عبور کرنے کے بعد [illegible] بخارا، کش، نسف اور خوارزم سے بیس ہزار جنگجو جمع کر لیے۔ یہ سب کے سب اس کے ہمراہ تھے۔ [illegible] شاش کی طرف بھیج دیں اور خود قتیبہ نے فرغانہ کا رخ کیا۔ چلتے چلتے خجندہ پہنچا۔ اہل خجندہ نے [illegible] مقابلہ کے لیے فوج جمع کی۔ پہلے کئی لڑائیاں حریفوں میں ہوئیں مگر ہر معرکہ میں فتح نے مسلمانوں ہی کا ساتھ دیا۔

ایک روز لڑائی ختم ہونے کے بعد مسلمان اپنے گھوڑوں پر بغیر زین سواری کر رہے تھے۔ ایک [illegible] ان سے [illegible] کہنے لگا کہ [illegible] آج ہم پر حملہ کرنے کا ارادہ [illegible] اگر [illegible] اس وقت ہم سے جنگ ہوئی تو [illegible] نصیب ہوگی۔ اس پر ایک دوسرے شخص نے اس کے جواب میں کہا کہ تمہارا یہ خیال غلط ہے ہم بہادر ہیں اور ہر حالت میں دشمن سے برسر پیکار ہونے کے لیے مستعد ہیں۔

شاش کی تاراجی:

بعد ازاں قتیبہ فرغانہ کے شہر کاشان آیا۔ اس مقام پر وہ فوج بھی جسے اس نے شاش بھیجا تھا اپنا کام پورا کر کے اس سے آ ملی۔ ان لوگوں نے شہر شاش کو فتح کر کے اس کا بیشتر حصہ جلا دیا۔

سندھ سے عراقیوں کی طلبی:

حجاج نے محمد بن قاسم (ثقفی) کو لکھا کہ تم عراقیوں کو قتیبہ کے پاس بھیج دو اور جہم بن زحر بن قیس کو ان کا سردار بنا کر بھیج دو۔ کیونکہ ان کا اثر شامیوں کے مقابلے میں عراقیوں پر زیادہ ہے۔ محمد بن قاسم [illegible] دوست تھے۔ غرض محمد بن قاسم نے جہم اور سلیمان بن صعصعہ تمیمی کو قتیبہ کی طرف روانہ کیا۔ جہم کو رخصت کرتے وقت محمد بن قاسم بہت روئے تھے اور کہا اے جہم آج ہم اور تم جدا ہو رہے ہیں۔ جہم نے کہا کیا کیا جائے ایک نہ ایک دن جدائی ہونے والی تھی۔ ۹۵ھ میں جہم قتیبہ کے پاس آیا۔ اسی سنہ میں عثمان بن حیان المری ولید کی جانب سے مدینہ کا والی مقرر ہو کر مدینے آیا۔

عثمان بن حیان کی مدینے میں آمد:

ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو مدینے کی صوبہ داری سے علیحدہ کر کے ان کی جگہ عثمان کو والی مقرر کرنے کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اب یہاں محمد بن عمر کا بیان ہے کہ عثمان شوال ۹۴ ہجری کے ختم میں ابھی دو راتیں باقی تھیں کہ مدینہ آیا۔ اور مروان کے مکان میں اترا۔ [illegible] کہنے لگا [illegible] ابو بکر بن حزم کو قاضی مقرر کیا تھا۔

عراقیوں کا مدینے سے اخراج

عثمان نے ریاح بن عبیدہ اور منقذ العراقی کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں اور پھر ان کو بیڑیاں پہنا کر حجاج کے پاس بھیج دیا۔ اسی دوران میں عثمان نے مدینے میں جس قدر عراق کے باشندے تھے [illegible] سب کو نکال دیا۔

نہ ہو اور جو تم نہیں ہو تم نیکی کر سکتے ہو کیونکہ مجھے جو بات پہنچ رہی ہے میرے تجربات نے مجھ پر یہ ظاہر کیا ہے کہ تم لوگ فضول اور غلط باتیں اڑاتے رہتے ہو۔ اب میں تم سے کہتا ہوں کہ اس قسم کی گفتگو کو چھوڑ دو۔ اور اب کسی حاکم کی عیب گوئی نہ کرو، جو کہ اعلیٰ عہدہ پر حکومت کا اقتدار رکھتا ہو۔ کیونکہ تم دیکھتے ہو کہ جو ایک دو بغاوت پر متفق ہوتا ہے۔ اور یہ بغاوت ایک مصیبت عظمیٰ ہے جو ایمان، مال دولت اور اولاد سب کو تباہ کر دیتی ہے۔

یہ خبر بصرہ پہنچی تو قاسم بن محمد نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ بغاوت ایک تباہی ہے۔

ابو سوادہ بصری

سعید بن عمرو الانصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے عثمان بن حیان کے نقیب کو اپنے محلے میں یہ منادی کرتے سنا کہ اے بنی امیہ بن زید جس شخص نے کسی عراقی کو پناہ دی اس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مال سوخت ہو جائیں گے۔ مگر ہمارے ہاں بصرہ کے ایک صاحب ابو سوادہ رہتے تھے۔ جو نہایت ہی عابد و زاہد اور بزرگ آدمی تھے۔ یہ اعلان سن کر کہنے لگے کہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے آپ لوگوں پر کوئی مصیبت آئے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ مجھے کسی محفوظ جگہ پہنچا دیں۔ میں نے کہا کہ یہاں سے نکل کر اب جانا نہ آپ کے لیے مفید ہے اور نہ میرے لیے اچھا ہے۔ ان شاء اللہ خدا ہماری اور آپ کی حفاظت کرے گا۔

ابو سوادہ بصری کی گرفتاری کا حکم:

میں انہیں اپنے گھر لے آیا۔ عثمان بن حیان کو بھی اس کی اطلاع ہوئی۔ اس نے گرفتاری کے لیے پولیس بھیج دی۔ میں نے انہیں اپنے بھائی کے گھر میں چھپا دیا اور پولیس والوں کو ان کا پتہ نہ لگ سکا۔ جس شخص نے اس بات کی مخبری کی تھی وہ میرا دشمن تھا۔ میں نے عثمان سے جا کر کہا کہ یہ شخص جھوٹی باتیں بیان کرتا ہے۔ آپ محض اس بنا پر کوئی کارروائی نہ کیجیے۔ عثمان نے اس کے دس درے لگوائے۔ اب ہم نے اس عراقی صاحب کو کھلم کھلا باہر نکالا۔ وہ ہمارے قبیلے کی مسجد میں قرآن پڑھاتے تھے۔ اور ہمارے خاندان والے ان پر اس قدر مہربان ہو گئے تھے کہ انہوں نے کہہ دیا تھا کہ جب تک ہم زندہ ہیں کوئی شخص آپ کو گزند نہیں پہنچا سکتا۔ چنانچہ ابن حیان عثمان کی برطرفی تک وہ اسی طرح ہمارے یہاں رہے۔

عثمان بن حیان کا مدینہ بھیجنے کا مقصد

ایک روایت یہ ہے کہ ولید نے عثمان کو مدینہ اس غرض سے بھیجا تھا کہ جس قدر عراق کے باشندے اس وقت مدینہ میں آباد تھے ان سب کو حجاج کے حوالے کر دے۔ خارجیوں کو بھی گرفتار کرے اسی طرح ہر شخص جو زیادہ سرکش و جنگجو تھا مدینہ سے نکال دے۔ اور عثمان خود اس وقت مدینہ کو گورنر بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ چنانچہ وہ منبر پر بھی نہیں چڑھتا تھا اور نہ خطبہ پڑھتا تھا۔ مگر جب اس نے عراقیوں اور کوفہ وغیرہ کے خارجیوں سے شہر کو پاک کر دیا تب سے ولید نے مدینہ کی گورنری پر مستقل کیا اور اس وقت سے وہ منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھنے لگا۔

سعید بن جبیر

اسی سنہ میں حجاج نے سعید بن جبیر کو قتل کیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے سعید کے قتل کرنے کا سبب یہ ہوا کہ یہ بھی عبدالرحمٰن بن الاشعث کے ساتھ حجاج کے خلاف بغاوت میں شریک تھے۔ حالانکہ حجاج نے عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کو رتبیل کے

خلاف جہاد کرنے کے لیے روانہ کیا تو انہیں اس لشکر کا منشی مقرر کر دیا تھا۔ جب عبدالرحمٰن کو شکست ہوئی اور اس نے زنبیل سے علاقے میں جا کر پناہ لی تو سعید نے بھی راہِ فرار اختیار کر لی۔

سعید بن جبیر کی روپوشی:

سعید بھاگ کر اصبہان چلے گئے۔ حجاج نے عامل اصبہان کو لکھا کہ سعید تمہارے پاس ہیں۔ تم انہیں گرفتار کر لو۔ مگر جس کو یہ حکم دیا تھا اس نے تحمل میں ہی ہوشیاری کی۔ اور سعید سے چپکے سے کہلا بھیجا کہ تم یہاں سے اب چلے جاؤ۔ اور میرے حدود والایت سے باہر نکل جاؤ۔ سعید آذر بائیجان آ گئے۔ کئی سال یہاں گزارے۔ پھر عمرہ کرنے مکہ آئے اور یہیں رہ پڑے۔ ان کی طرح اور بہت سے لوگ تھے سب اپنے آپ کو چھپائے تھے اور اپنا نام تک ظاہر نہیں کرتے تھے۔ ابو حصین کہتے ہیں کہ جب ہمیں معلوم ہوا کہ اب مکہ پر خالد مقرر ہوا ہے تو ہم نے سعید سے کہا کہ اس سے خطرہ ہے یہ برا آدمی ہے۔ اور مجھے ڈر ہے کہ وہ آپ کے خلاف ضرور کوئی کارروائی کرے گا۔ بہتر ہے کہ اب آپ یہاں سے نکل جائیں۔

سعید بن جبیر کی گرفتاری:

سعید کہنے لگے کہ اب بھاگتے ہوئے مجھے اللہ سے شرم آتی ہے۔ جو کچھ خدا نے میرے لیے پہلے سے لکھ دیا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ اس پر ابو حصین نے کہا کہ واقعی تم ایسے ہی ہو۔ بہ قسم کہتا ہوں کہ خالد نے سعید کو جا کر گرفتار کر لیا مگر پھر ان سے نرمی سے پیش آیا اور بات چیت کی اور ان کے ساتھ ملاطفت اور خوش اخلاقی سے پیش آنے لگا۔ کوفی حالت سے متعلق حجاج نے ولید کو لکھا کہ اس وقت باغیوں اور منافقوں نے مکہ میں جا کر پناہ لی ہے۔ اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو ان کے خلاف کارروائی کرنے کی مجھے اجازت دیں۔ اس پر ولید نے خالد بن عبداللہ القسری کے نام اس کا حکم نافذ کر دیا۔ خالد نے عطا، سعید بن جبیر، مجاہد، طلق بن حبیب اور عمرو بن دینار کو گرفتار کر لیا۔ عطا اور عمرو بن دینار تو اس وجہ سے کہ وہ مکہ ہی کے رہنے والے تھے چھوڑ دیے گئے۔ مگر اوروں کو اس نے حجاج کے پاس بھیج دیا۔ طلق تو راستہ ہی میں انتقال کر گئے۔ مجاہد حجاج کے مرنے تک جیل خانہ میں پڑے رہے۔ البتہ سعید بن جبیر قتل کر دیئے گئے۔

محافظ کا سعید کو فرار ہونے کا مشورہ:

اصبغ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ محافظ سعید کو لے کر آئے تو ربذہ کے قریب ایک مکان میں اترے۔ ایک سپاہی تو کسی اپنی ضرورت سے باہر چلا گیا تھا اور دوسرا جو ان کے پاس تھا وہ نیند سے اٹھ بیٹھا۔ اس نے کوئی خواب دیکھا تھا۔ سعید سے کہنے لگا کہ میں تمہارے خون سے اللہ کے سامنے اپنی برأت چاہتا ہوں۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم قتل کیے جاؤ گے۔ سعید اس سے کہنے لگے تجھ پر افسوس ہے۔ کیا سعید بن جبیر کے خون سے اپنے آپ کو بری کرنا چاہتا ہے؟ سپاہی نے کہا کہ آپ کا جہاں جی چاہے تشریف لے جائیں۔ میں کبھی آپ کو تلاش نہیں کروں گا۔ مگر سعید نے اس طرح بھاگ جانے کی تجویز کو مسترد کر دیا۔ اور کہنے لگے کہ میں خدا سے عافیت اور توفیق کا متوقع ہوں۔ اس گفتگو کے بعد ہی دوسرا سپاہی آ گیا۔ دوسرے دن انہوں نے پھر کسی مقام پر قیام کیا۔ آج بھی اس سپاہی نے وہی خواب دیکھا اور کہنے لگا کہ میں سعید کے خون سے بری الذمہ ہوں۔ اور پھر سعید سے کہا کہ آپ کا جہاں جی چاہے چلے جائیں۔ میں اللہ کے نزدیک آپ کے خون کی ذمہ داری سے بری ہوں۔ غرض کہ اب وہ انہیں اس مکان میں جس میں وہ پا کر رکھے تھے لے آئے۔

صلحائے کوفہ کی سعید بن جبیر سے ملاقات:

یزید بن ابی زیاد بنی ہاشم کے آزاد غلام بیان کرتے ہیں اس مکان میں جہاں سعید بیڑیاں پہنا کر لائے گئے تھے۔ ان سے ملنے گیا۔ کوفے سے اور بھی علما اور صلحا ان سے ملنے آئے تھے میں نے ان سے کہا اے ابو عبداللہ آپ ان لوگوں سے باتیں کیجیے۔ چنانچہ سعید ہنستے جاتے تھے اور ہم سے باتیں کر رہے تھے ایک کمرے میں ان کی ایک صاحبزادی بھی تھی جب اس نے سعید کو بیڑیاں پہنے دیکھا تو رونا شروع کیا اس پر میں نے سعید کو یہ کہتے سنا کہ اے بچی! تو میرے متعلق کسی قسم کا برا خیال اپنے دل میں مت آنے دے۔ ادھر خوف کرتے ہم سب لوگ سعید کی مشایعت میں پل تک آئے۔ پل پہنچنے کے وقت ان دونوں محافظ سپاہیوں نے کہا کہ ہم تو انہیں لے کر اس وقت تک ہرگز بھی پل سے عبور نہیں کریں گے جب تک یہ کوئی ضامن ہمیں نہ دے دیں۔ کیونکہ ہمیں یہ ڈر ہے کہ یہ خود کشی کرنے کے لیے خود دریا میں کود کر غرق ہو جائیں گے۔ اس پر ہم نے کہا کہ بھلا سعید اور اس طرح خود کشی کریں۔ مگر سپاہیوں نے کسی طرح نہ مانا آخر کار ہم نے ان کی ضمانت کی اور تب وہ انہیں پل پر سے لے گئے۔

سعید بن جبیر سے حجاج کی جواب طلبی:

فضیل بن سوید کہتے ہیں کہ حجاج نے کسی کام کے لیے مجھے باہر بھیجا۔ باہر آ کر دیکھا تو لوگ سعید کو گرفتار کر کے لائے ہیں۔ میں اس خیال سے کہ دیکھوں ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ پھر واپس حجاج کے پاس چلا آیا اور اس کے سرہانے کھڑا ہو گیا حجاج نے ان سے کہا کہ اے سعید! تمہیں یاد ہے کہ آیا میں نے تمہیں اپنا معتمد علیہ نہیں بنایا۔ تمہیں عامل کی ذمہ دار خدمت تفویض نہیں کی؟ اس پر میں نے خیال کیا کہ شاید حجاج انہیں معاف کر دے گا۔ سعید نے کہا کہ جی ہاں آپ کا ارشاد بجا ہے۔

حجاج نے پوچھا کہ پھر کیوں تم میرے خلاف بغاوت میں شریک ہوئے۔ سعید نے کہا کہ میں بالکل مجبور تھا۔ اس جملے پر حجاج کو سخت غصہ آیا اور کہنے لگا کہ کیوں جناب! دشمن خدا عبدالرحمن کا تو آپ نے اتنا حق سمجھا کہ آپ میری مخالفت پر مجبور ہو گئے۔ اور اللہ، امیر المومنین اور میرا اتنا بھی حق نہیں تھا؟ پھر حجاج نے ان دونوں پہرہ داروں کو حکم دیا کہ ان کی گردن مار دو۔ چنانچہ سعید قتل کر دیئے گئے۔ ان کا سر تن سے جدا ہو کر پڑا اس وقت ایک چھوٹی سی سفید ٹوپی ان کے زیب سر تھی۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ قتل کے بعد جب سعید کا سر تن سے جدا ہو کر گرنے لگا تو انہوں نے تین مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا تو اچھی طرح سمجھ میں آتا تھا۔ دو ہونٹوں کی حرکت سے بھی معلوم ہوتا تھا کہ لا الہ الا اللہ کہہ رہے ہیں مگر سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

حجاج کی خالد القسری پر لعنت:

جب سعید حجاج کے سامنے لائے گئے تو حجاج نے کہا کہ خدا نصرانی عورت کے بیٹے پر لعنت کرے۔ اس سے اس کی مراد خالد القسری تھا۔ کیونکہ اس نے سعید کو مکہ سے گرفتار کر کے بھیجا تھا۔ حجاج نے یہ بھی کہا کہ کیا اسے سعید کی سکونت کا علم نہ تھا؟ بخدا میں خوب جانتا تھا کہ وہ کس ملک میں ہیں بلکہ جس مکان میں رہ رہے تھے وہ بھی معلوم تھا مگر میں جان بوجھ کر طرح دے رہا تھا۔

سعید بن جبیر کا عذر:

اب حجاج نے سعید کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ فرمائیے آپ کیوں میرے خلاف ہو گئے تھے؟ سعید نے کہا کہ خدا آپ کو نیک ہدایت دے میں بھی ایک مسلمان ہوں کبھی مجھ سے خطا ہو جاتی ہے اور کبھی صحیح راستے پر چلتا ہوں اس جواب سے حجاج خوش ہوا۔

اس کو بھی منافق ہو گیا [illegible] اب ہم کبھی کسی [illegible] نہیں چھوڑے گا۔ [illegible] معاملہ میں حجاج نے سعید کی طرف توجہ کی۔ اور سعید نے [illegible] بیعت کا [illegible] عراقی [illegible] ان کا [illegible] بیٹے کے [illegible] تھا۔

سعید بن جبیر کے قتل کا حکم

اس جملہ کا مطلب [illegible] بات ہو گئی۔ اور اس کی [illegible] ایک [illegible] سے [illegible] اور کہنے لگا کہ اے سعید! [illegible] نے اس [illegible] قبول کیا اور [illegible] سے بیعت کی اور [illegible] سے امیر المومنین عبدالملک کے لیے بیعت لی۔ سعید نے ان تمام باتوں کا جواب اثبات میں دیا۔ حجاج یہی گفتگو کے طور پر جاری رکھے ہوئے کہنے لگا اور پھر جب [illegible] امیر المومنین کے لیے [illegible] بیعت لی اور خود تم سے بھی دوسری مرتبہ بیعت لی۔ سعید نے جواب دیا [illegible] یہی درست ہے۔ حجاج نے کہا کہ اب [illegible] تم نے دو بیعتوں کو پس پشت ڈال دیا اور اب جولاہے کے بیٹے کی بیعت کا اس قدر احترام کیا۔ اس کے بعد حجاج نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔

سعید بن جبیر کا قتل

بیان کیا گیا ہے کہ جب سعید حجاج کے سامنے لائے گئے تو حجاج اس وقت سواری کے لیے جا رہا تھا اور اس نے اپنا ایک پاؤں رکاب میں رکھ دیا تھا۔ سعید کو دیکھ کر کہنے لگا [illegible] جب تک میں تجھ سے [illegible] ۔ [illegible] اس کا سواری [illegible] ان کے قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔ سعید قبلہ رو ہو گئے [illegible] اس واقعہ کو دیکھ کر حجاج برہم ہوا اور اس کی شکل بگڑ گئی اور [illegible] یہ یہاں نصاریٰ کا قبلہ پایا [illegible] پھیرنے لگا۔ لوگوں نے ان کا منہ [illegible] کی طرف [illegible] ان کی طرف اشارہ کیا تو انہوں نے آدمی [illegible] کے پاس سے سعید کے پاؤں قلم کر کے [illegible] پاس لا دیا۔

قتل سعید پر حجاج کی پریشانی

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب سعید حجاج کے سامنے پیش کیے گئے تو حجاج نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کو کوئی خط لکھا ہے؟ سعید نے کہا کہ میں نے کبھی نہیں لکھا بلکہ مصعب نے مجھے لکھا ہے۔ حجاج کہنے لگا کہ خدا کی قسم تمہیں قتل کروں گا۔ اس پر سعید نے کہا تو پھر میں اسم کی بنا پر ہوں گا۔ غرض کہ حجاج نے انہیں قتل کر دیا۔ مگر اس کے بعد وہ صرف چالیس روز زندہ رہا۔ حجاج کی یہ حالت تھی کہ جب سوتا تو خواب میں دیکھتا کہ سعید اس کا دامن پکڑے کہہ رہے ہیں کہ اے دشمن خدا تو نے مجھے کیوں قتل کیا۔ اس پر حجاج کہا کرتا تھا کہ مجھ سے اور سعید کے درمیان کیا معاملہ ہے۔ میرے اور سعید کے درمیان کیا معاملہ ہے۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی وفات۔

اس سنہ میں مدینہ کے اکثر فقہا نے وفات پائی [illegible] ۔ اس سال کے شروع میں حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ پھر عروہ بن الزبیر پھر سعید بن المسیب اور ابو بکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہم یکے بعد دیگرے اس دنیائے فانی سے چل بسے۔ ولید نے سلیمان بن حبیب کو اس سال شام کا قاضی بنایا۔

امیر حج مسلمہ بن عبدالملک اور عمال

اس معاملہ میں ارباب سیر کا اختلاف ہے کہ اس سال حج کس نے کیا۔ [illegible] ذکر کرتے ہیں ابو احمد اسحاق بن عیسیٰ کی روایت ہے کہ

۹۴ ہجری میں مسلمہ بن عبدالملک نے [illegible] فتح کر لیا۔ الواقدی کہتے ہیں کہ اس سال عبدالعزیز بن ولید بن عبدالملک نے حج کروایا۔ اور [illegible] نے کہا ہے جب کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ۹۴ ہجری میں مسلمہ بن عبدالملک نے حج کیا۔

خالد بن عبداللہ القسری مکہ میں، عثمان بن حیان مدینہ میں [illegible] والی تھا۔ [illegible] کوفہ کے قاضی تھے۔ [illegible] بصرہ کے عامل اور عبدالرحمٰن بن اذینہ بصرہ کے قاضی تھے۔ قتیبہ بن مسلم خراسان کا گورنر تھا۔ اور قرہ بن شریک مصر کا گورنر تھا۔ [illegible]

۹۵ھ کے واقعات

اس سال عباس بن ولید بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقے میں جہاد کیا اور کئی قلعے فتح کیے۔ جن کے نام طولس، مرزبانین اور ہرقلہ ہیں۔

☆ اسی سال [illegible] کے علاقے فتح ہوئے۔

اسی سال کے آخر میں شہر واسط القصب تعمیر کیا گیا۔ اور موسیٰ بن نصیر اندلس سے [illegible] آیا۔ اور [illegible] سے ایک میل کے فاصلے پر [illegible]

☆ اسی سال میں قتیبہ نے علاقہ شاش پر فتح کر لی۔

قتیبہ کے لیے امدادی فوج:

حجاج نے عراق سے ایک فوج قتیبہ کی مدد کے لیے بھیجی تھی۔ وہ فوج ۹۵ھ میں [illegible] پہنچی۔ قتیبہ نے اس فوج کو [illegible] جب وہ شاش پہنچا [illegible] حجاج کے مرنے کی خبر ملی۔ [illegible] اس خبر سے قتیبہ [illegible] مرو کی طرف واپس [illegible] اور [illegible] پھر مرو چلا آیا۔

خطبہ قتیبہ

[illegible]

حجاج بن یوسف کا انتقال

اس سال حجاج نے شوال میں چون سال کی عمر میں وفات پائی۔ دوسرے بیان کے مطابق [illegible] یہ بھی بیان کیا گیا ہے [illegible] رمضان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں۔ [illegible]

موت کے وقت حجاج نے اپنے بیٹے عبداللہ [illegible] واقدی [illegible] کے مطابق حجاج

[illegible]

پڑھائی۔

ولید بن عبدالملک کی اولاد:

ولید کے انیس بیٹے تھے جن کے نام عبدالعزیز، محمد، عباس، ابراہیم، تمام، خالد، عبدالرحمن، مبشر، مسرور، ابوعبیدہ، صدقہ، منصور، مروان، عنبسہ، عمر، روح، بشر، یزید اور یحییٰ ہیں۔

عبدالعزیز اور محمد کی والدہ کا نام ام البنین ہے جو عبدالعزیز بن مروان کی لڑکی تھی۔ ابوعبیدہ کی ماں کا نام فزاریہ تھا اور باقی تمام متفرق بیویوں کے بطن سے تھے۔

ولید بن عبدالملک کی سیرت و کردار:

اہل شام ولید کو اپنے تمام خلفاء میں بہترین خلیفہ سمجھتے تھے۔ ولید نے بیت المقدس کی مسجد کی تعمیر کرائی۔ جامع دمشق اور مسجد مدینہ منورہ بنوائی اور مینار بنوائے۔ [illegible] جو لوگ کوڑھی تھے ان کے روزینے مقرر کر دیئے تھے اور انہیں لوگوں کے سامنے دست سوال پھیلانے کی ممانعت کر دی تھی۔ اسی طرح جس قدر اپاہج یا اندھے بوڑھے اور لولے تھے ان سب کی خدمت کے لیے ایک ایک خادم مقرر کر دیا تھا۔ جو ان کی خدمت گزاری کرتا تھا۔

عظیم الشان فتوحات کا دور:

ولید کے عہد خلافت میں مسلمانوں کو عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئیں۔ مغرب میں موسیٰ نے اندلس فتح کیا۔ شمال مشرق میں قتیبہ نے کاشغر فتح کیا۔ محمد بن القاسم ثقفی نے ہندوستان فتح کیا۔

ولید کا یہ قاعدہ تھا کہ اگر سبزی بیچنے والے کے پاس جاتا اور تھوڑی سی ترکاری اٹھا کر اس کی قیمت دریافت کرتا۔ بیچنے والا ایک پیسہ اس کی قیمت بتاتا۔ ولید کہتا کہ اس کی قیمت کچھ اور زیادہ کرو۔

بنو مخزوم کے ایک شخص نے ولید سے کہا کہ مجھ پر بہت سا قرضہ ہے آپ ادا کر دیجیے۔ ولید نے کہا کہ ہاں میں ادا کر دوں گا بشرطیکہ تم مستحق ثابت ہو جاؤ۔ سائل نے کہا کہ میری آپ کی قرابت ہے میں کیوں مستحق نہیں ہوں؟ ولید نے پوچھا کیا قرآن مجید پڑھا ہے؟ سائل نے کہا نہیں۔ ولید نے اسے اپنے قریب بلایا اور ایک سورت پڑھائی تو اس کے ساتھ ہی اس کا قرضہ ادا اور کچھ دیا۔ اس کے بعد ایک شخص سے کہا کہ اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور جب تک پورا قرآن نہ پڑھ لے اسے جدا نہ کرنا۔

عثمان بن یزید کے قرضہ کی ادائیگی:

اس واقعہ کو دیکھ کر عثمان بن یزید بن خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین میں بھی مقروض ہوں۔ ولید نے اس سے بھی پوچھا کہ تم نے قرآن پڑھا ہے؟ عثمان نے کہا جی ہاں۔ ولید نے اس سے سورۃ انفال اور سورۃ برأت کی ابتدائی آیتیں پڑھوائیں۔ عثمان نے پڑھ دیں۔ ولید نے کہا اچھا ہم تمہارا قرضہ ادا کر دیں گے اور اب تمہارا پورا خیال رکھیں گے۔

ولید کی موت اور جانشین:

حالت مرض میں ایک دن ولید پر ایسی بے ہوشی طاری ہوئی کہ تمام دن مردہ پڑا رہا۔ لوگوں نے رونا دھونا شروع کر دیا اور اس کی موت کی خبر پہنچانے کے لیے قاصد بھی روانہ کر دیئے گئے۔ جب حجاج کے پاس یہ قاصد پہنچے تو حجاج نے انا للہ وانا الیہ

دو نفلیں پڑھیں۔ ایک رسی منگوا کے اس کے ہاتھ بندھوائے اور اس کا ایک سرا ایک ستون میں باندھ دیا گیا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ خدایا تو مجھ پر اب ایسے شخص کو مسلط نہ کرنا جو رحم و کرم نہ جانتا ہو میں عرصہ دراز سے تجھ سے یہ دعا کیا مانگ رہا ہوں کہ اس کے مرنے سے پہلے تو مجھے موت دے دے۔ انہیں جملوں کے ساتھ جب حجاج نے خضوع و خشوع سے جناب باری میں دعا مانگنا شروع کی۔ ابھی وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ دوسرا قاصد ولید کے مرض کے افاقہ کی خوشخبری لے کر آیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی حجاج کے متعلق رائے:

ولید کی طبیعت جب ذرا سنبھل گئی تو کہنے لگا کہ میری صحت کی سب سے زیادہ خوشی حجاج کو ہوگی۔ اس پر عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عرض کی کہ جناب والا کی صحت ہمارے لیے خدا کی بہترین نعمت ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ کے پاس حجاج کا یہ خط آنے والا ہے کہ جب مجھے جناب والا کی صحت کا علم ہوا تو میں نے سجدہ شکر ادا کیا اور جس قدر لونڈی غلام میرے پاس تھے وہ سب آزاد کر دیے اور میں یہ ہندوستان کے بنے ہوئے مربے کے شیشے کے مرتبان آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ چنانچہ یہ بات کہے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے کہ اسی مضمون کا ایک خط حجاج کی جانب سے ولید کو وصول ہوا۔

ولید بن عبدالملک کی حجاج سے نفرت:

آخری زمانہ میں حجاج کا وجود ولید کو کھٹکنے لگا۔ اس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ ولید کا ایک خدمت گار بیان کرتا ہے کہ میں ایک روز صبح کے کھانے کے لیے ولید کا دستر خوان لا رہا تھا۔ ولید نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ میں نے اس پر پانی ڈالنا شروع کیا۔ ولید اس وقت کسی اور خیال میں تھے اب پانی ہے کہ بہتا چلا جا رہا ہے اور وہ منع نہیں کرتے مجھے کسی جرأت کہاں تھی کہ خود بولتا۔ پھر خود ولید نے میرے منہ پر تھپیڑ مارا اور کہا کیا تو اونگھ رہا ہے۔ اور سر اٹھا کر میری طرف دیکھ کر سوال کیا۔ کیا تو جانتا ہے کہ گذشتہ رات کیا خبر آئی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ ولید نے کہا بےوقوف تجھے معلوم نہیں۔ حجاج کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ ولید نے کہا۔ چپ رہ۔ اس خبر سے تیرے آقا کو خوشی ہوئی ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک سیب کے مانند تھا جسے وہ سونگھتا تھا۔

ولید کا تعمیرات سے غیر معمولی شوق:

ولید کو بڑی بڑی عمارتیں اور محلے بنانے کا بہت شوق تھا۔ اور نیز خدمت گاروں کے جمع کرنے کا بھی بہت شائق تھا۔ اس کے زمانہ میں یہ عالم تھا کہ جب لوگ آپس میں ملتے تھے تو عمارتوں اور محلوں کی تعمیر کا تذکرہ کرتے تھے۔ سلیمان کو کھانے اور نکاح کرنے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ اور لوگ بھی جب آپس میں ملتے شادی بیاہ اور لونڈیوں کا تذکرہ کرتے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور حکومت میں مذہبی رنگ غالب تھا۔ جب لوگ آپس میں ملتے تو پوچھتے کہ آج رات کو وظیفہ آپ پڑھیں گے۔ کتنا قرآن یاد کیا ہے ختم کب ہوگا اور آپ نے کب ختم کیا تھا۔ اور اس مہینے میں کتنے روزے آپ نے رکھے۔ غرض کہ اس قسم کے سوالات سے اس زمانہ کی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہر شخص پر مذہبی رنگ غالب تھا۔

محمد بن یوسف کے تحائف:

جب ولید حج کرنے گیا تو یمن سے محمد بن یوسف بھی حج کرنے کو آیا اور اپنے ساتھ ولید کے لیے بہت بیش بہا تحفے تحائف

بھی ملی۔ ام البنین نے ولید سے کہا کہ محمد بن یوسف جو تحائف آپ کے لیے لایا ہے آپ وہ مجھے دلوا دیجئے۔ ولید نے حکم دیا کہ وہ تحفے ام البنین کو دے دیے جائیں۔ ام البنین نے اس قسم کی طلب کے لیے اپنے آدمی محمد بن یوسف کے پاس بھیجے۔ محمد نے دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جب تک امیر المومنین ان چیزوں کو دیکھ نہ لیں گے میں کسی کو نہیں دوں گا۔ اس کے بعد ام البنین کو وہ تحائف بہت پسند تھے۔

ام البنین کی محمد بن یوسف سے خفگی اور شکایت

یہ تحائف بہت زیادہ تھے۔ محمد بن یوسف کا ام البنین کو انکار کرنا ناگوار ہوا۔ اس نے ولید سے کہا کہ امیر المومنین محمد بن یوسف کے تحائف مجھے دلوانے تھے مگر اب مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ ولید نے اس کی وجہ دریافت کی۔ ام البنین نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ چیزیں محمد بن یوسف نے لوگوں سے زبردستی چھین کر حاصل کی ہیں۔ علاوہ ازیں اس نے ان پر بہت سے ستم کر رکھے ہیں اور ان کی صوبہ داری سے انہیں ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرنا پڑی ہیں۔

محمد بن یوسف کی قسم

اب محمد تحائف لے کر ولید کے پاس آیا۔ ولید نے اس سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ تمام چیزیں تم نے ناجائز طور پر حاصل کی ہیں۔ محمد بن یوسف نے اس الزام سے صاف انکار کر دیا۔ ولید نے اس سے کہا کہ رکن اور مقام کے درمیان یہاں آ کر خدا کی قسم کھاؤ کہ تم نے یہ چیزیں زبردستی حاصل نہیں کی ہیں نہ کسی پر ظلم کیا ہے۔ بلکہ لوگوں کی رضا مندی اور خوشی سے حاصل کی ہیں۔ محمد نے حسب ارشاد قسمیں کھا لیں۔

محمد بن یوسف کا انجام

ولید نے تحفے قبول کر لیے اور پھر وہ سب کے سب ام البنین کو دے دیے۔ اس کے بعد ہی محمد بن یوسف کو یمن میں ایک ایسی بیماری ہوئی جس سے اس کا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اسی سے وہ مر گیا۔

عبدالعزیز کی ولی عہدی کی کوشش

اسی سنہ میں ولید نے ارادہ کیا کہ اپنے بھائی سلیمان سے جو ان کے باپ نے ان کو ولی عہدی دی تھی لے لے۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کے بعد بجائے سلیمان کے اس کا بیٹا عبدالعزیز خلیفہ ہو۔ ولید نے اس غرض کا ارادہ اپنے مرض الموت سے پہلے کیا تھا۔

ولید اور سلیمان دونوں عبدالملک کے ولی عہد تھے۔ جب ولید خلیفہ ہوا تو اس نے ارادہ کیا کہ سلیمان کو حق خلافت سے محروم کر کے ان کے بجائے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو ولی عہد بنائے مگر سلیمان نے اس تجویز کو منظور نہ کیا تو ولید نے اس بات کی کوشش کی کہ کم از کم سلیمان کے بعد عبدالعزیز خلافت کا حق دار تسلیم کر لیا جائے۔ مگر سلیمان نے اسے بھی نہ مانا۔ ولید نے اسے پھسلانے کی کوشش کی اور بہت سا روپیہ بھی پیش کیا۔ مگر سلیمان نے اسے بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جب اس طرح ولید کو اس مقصد میں کامیابی نہ ہوئی تو اب اس نے یہ چاہا کہ اپنے سرداروں اور دوسرے عمال کو لکھا کہ تم لوگ عبدالعزیز کی ولی عہدی کے لیے لوگوں سے بیعت لو۔ اس تجویز کو سوائے حجاج، قتیبہ اور بعض خاص لوگوں کے کسی نے پسند نہیں کیا۔ عباد بن زیاد نے ولید سے کہا کہ عام لوگ آپ کی اس تجویز کو کبھی نہیں مانیں گے اور اس وقت وہ مان بھی لیں گے تو آپ کو ان کے اعتبار پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے۔

بعد میں یہ آپ کے بیٹے کے لیے خلافت نہ بنا سکیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ سلیمان کو بلوائیں۔ وہ آپ کی بہت اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں۔ آپ ان کے سامنے اپنے اس ارادہ کو ظاہر کیجیے کہ ان کے بعد عبدالعزیز ولی عہد ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس صورت میں کہ جب وہ آپ کے پاس ہوں گے وہ اس تجویز کو رد نہ کر سکیں گے اور اگر ایسا کریں گے تو پھر تمام لوگ ان کے خلاف ہو جائیں گے۔

سلیمان بن عبدالملک کی طلبی:

چنانچہ ولید نے سلیمان کو لکھا کہ تم میرے پاس آؤ۔ سلیمان نے آنے میں دیر کی اور وہ ان کو برابر ٹالتا رہا۔ اس لیے اب خود ولید نے اس کے پاس جانے کا قصد کیا۔ اور سب تیاری بھی کر لی اور ارادہ کر لیا کہ اسے خلافت کے حق سے محروم کر دے۔ لوگوں کو حکم دیا کہ سفر کی تیاری شروع کر دیں خیمے نکلوائے گئے۔ ابھی چند دن سفر کی تیاری ہو رہی تھی کہ ولید بیمار پڑ گیا اور سلیمان کے پاس جانے کا ارادہ ہی تھا کہ خود ہی اس دار فانی سے چل بسا۔

عوث اشکری کا بیان:

عوث اشکری کہتے ہیں کہ ہم محمد بن القاسم کے ہمراہ ہندوستان میں تھے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہم داہر کو قتل کر چکے تھے۔ ہمارے پاس حجاج کا خط آیا کہ ہم خراسان سے ترک جہاد کر دیں۔ جب سلیمان خلیفہ ہوا تو اس نے ہمیں لکھا کہ سب لوگ وہیں کھیتی باڑی کریں اور ہمیں شام میں آنے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ ہم لوگ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دورِ خلافت تک ہندوستان ہی میں رہے اور آپ کے زمانہ میں پھر وطن واپس آئے۔

گرجا کا انہدام:

جب ولید نے جامع دمشق کی تعمیر کا ارادہ کیا کہ جہاں پہلے گرجا تھا تو اپنے تمام لوگوں سے کہا کہ ہر شخص ایک ایک اینٹ رکھ دے۔ ہر شخص ایک ایک اینٹ لایا مگر ایک عراقی صاحب دو اینٹیں لائے۔ ولید نے ان سے ان کا وطن دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ میں عراق کا رہنے والا ہوں۔ اس پر ولید کہنے لگا اے عراقیو! تم ہر بات میں حد سے تجاوز کر جاتے ہو یہاں تک کہ اطاعت میں بھی حد سے گزر جاتے ہو۔ پھر اس گرجا کو منہدم کر کے اس کی جگہ مسجد بنا دی گئی۔

گرجا کے انہدام کی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے شکایت:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دورِ خلافت میں عیسائیوں نے ان سے اس بات کی شکایت کی اور کہا گیا کہ شہر کے دوسرے تمام گرجا بھی بزورِ شمشیر فتح کر لیے گئے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا تو پھر ہم تمہارے گرجے کو تمہارے حوالے کیے دیتے ہیں مگر توما کے گرجے کو منہدم کر کے وہاں مسجد بنا دیتے ہیں کیونکہ اس پر تو بزورِ شمشیر قبضہ کیا گیا ہے۔ یہ سن کر عیسائی گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ بہتر یہ ہے کہ آپ اسی طرح رہنے دیجیے مگر توما کے گرجے کو منہدم نہ کیجیے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان کی درخواست منظور کر لی۔

قتیبہ بن مسلم کی چین پر فوج کشی:

اسی سنہ میں قتیبہ بن مسلم نے کاشغر فتح کیا اور چین پر حملہ کیا۔ ان واقعات کی تفصیل یہ ہے کہ ۹۶ھ میں قتیبہ جہاد کے لیے

روانہ ہوا۔ جس قدر فوج اس کے ساتھ تھی ان کے اہل و عیال کو بھی اپنے ساتھ لے گیا [illegible] کے خوف سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] قتیبہ نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

(یہ [illegible] [illegible] مسلمانوں کی حکومت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible])

ایاس بن زہیر [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ایاس بن زہیر کی واپسی

قتیبہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مرو واپس چلا آیا۔

قتیبہ نے [illegible] [illegible] [illegible] ان سب کے [illegible] دے دیئے۔ قتیبہ واپس [illegible] گیا [illegible] ولید کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی۔

شاہ چین کی [illegible] سے ملاقات کی خواہش

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

حاصل کرو۔ قتیبہ نے بارہ آدمی منتخب کیے۔

بارہ رکنی وفد کا انتخاب:

کچھ راویوں کا بیان ہے کہ دس آدمی منتخب کیے۔ یہ لوگ باعتبار اپنی ظاہری صورت و وجاہت، بال و قد، حسن، زبان، ثبوت اور فراست و ذکاوت کے اپنے اپنے قبیلے کے بہترین لوگ تھے۔ قتیبہ نے ان کے انتخاب میں بہت احتیاط سے کام لیا تھا۔ ہر شخص کے متعلق بار بار پوچھ کر دریافت کیا جب معلوم ہوا کہ یہ بھی اپنے اپنے قبیلے کے بہترین نمائندے ہیں تب ان کا انتخاب کیا۔ پھر ان سے خود گفتگو کی اور ان کی دانائی اور فراست کا امتحان لیا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ لوگ [illegible] اوصاف کے ساتھ ہی عقلی خوبیاں بھی رکھتے ہیں۔ جب ان کی ان طور پر تصدیق ہو گئی تو قتیبہ نے انہیں بہترین اسلحہ، عمدہ ریشمی لباس، مقیش باریک ململ کے تھان، جوتے اور عطر دیے اور انہیں اعلیٰ درجے کے ترکی چکلے اور دراز قامت گھوڑے دیے۔ جو لوگ ان کے ہمراہ تھے ان کے لیے دوسرے سواری کے گھوڑے ان کے علاوہ دیے تاکہ وہ ان پر سوار ہو کر سفر کریں۔

قتیبہ کی ہبیرہ بن مشمرج کو ہدایت:

ہبیرہ بن مشمرج الکلابی ایک بڑا مقرر، چرب زبان شخص تھا۔ قتیبہ نے اس سے کہا کہ اچھا تم وہاں جا کر کیا کرو گے۔ ہبیرہ نے عرض کی کہ جناب والا سے بہتر اور کون مجھے اچھی بات کی تلقین کر سکتا ہے۔ جیسا جناب والا مجھے ارشاد فرمائیں گے میں ویسا ہی کہوں گا اور اسی پر عمل کروں گا۔ قتیبہ نے کہا۔ خدا کی برکت اور اس کی توفیق تمہارے ساتھ ہو۔ تم جاؤ جب تک ان کے علاقہ میں نہ پہنچ جاؤ اپنے عمامے نہ اتارنا اور جب بادشاہ چین کے سامنے جاؤ تو اس سے کہہ دینا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں تمہارے علاقے پر قدم نہ رکھ لوں اور ان کے شہزادوں پر مہر نہ لگا دوں گا اور خراج نہ وصول کر لوں واپس نہ جاؤں گا۔

وفد کی شاہ چین سے پہلی ملاقات:

غرض یہ وفد ہبیرہ بن مشمرج کی زیر سرکردگی چین آیا۔ بادشاہ چین نے دربار میں آنے کے لیے انہیں دعوت دی۔ ان لوگوں نے حمام میں جا کر غسل کیا۔ اور سفید کپڑے پہنے۔ نیچے [illegible] کی طرح کا تیل لگایا۔ جوتے پہنے اور اوپر سے چادریں اوڑھیں اور بادشاہ چین کے دربار میں حاضر ہوئے۔ اس وقت دربار میں چین کے بڑے بڑے رئیس اور اعیان سلطنت موجود تھے۔ یہ لوگ بھی جا کر بیٹھ گئے مگر نہ بادشاہ نے کوئی بات چیت ان سے کی اور نہ دوسرے درباریوں نے کوئی گفتگو کی۔ مسلمان تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے گئے۔ ان کے چلے آنے کے بعد بادشاہ نے اپنے درباریوں سے پوچھا کہ ان لوگوں کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ سب نے کہا ہم کو تو یہ عورتیں معلوم ہوتی ہیں۔ جب ہماری نظر ان پر پڑی اور عود جیل کی خوشبو ہماری ناکوں میں آئی تو ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں بچا جس کے جذبات پر ہیجان نہ ہو گیا ہو۔

وفد کی شاہ چین سے دوسری ملاقات:

دوسرے دن پھر بادشاہ نے مسلمانوں کو دربار میں بلایا۔ آج انہوں نے جامہ وار پہنے۔ ریشم کے عمامے باندھے اوپر سے شالیں اوڑھیں اور صبح کے وقت دربار میں حاضر ہوئے۔ دربار میں حاضر ہونے کے بعد بادشاہ نے انہیں واپس جانے کا حکم دیا اور ان کے چلے جانے کے بعد اپنے امراء سے پھر ان کے متعلق دریافت کیا۔ اس مرتبہ سب نے کہا کہ آج جو وضع و ہیئت مردوں سے ملتی جلتی ہے اور اب یہ مرد معلوم ہوتے ہیں۔

وفد کی شاہ چین کے دربار میں تیسری مرتبہ باریابی:

غرض کہ اسی طرح تیسرے روز پھر شاہ چین نے انہیں دربار میں بلایا۔ آج مسلمانوں نے تمام ہتھیار زیب بدن کیے۔ دوہرے دوہرے خود پہنے تلواریں حمائل کیں نیزے ہاتھ میں لیے۔ کمانیں کندھوں پر ڈالیں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر شاہی دربار میں پہنچے۔ جب بادشاہ کی نظر ان پر پڑی تو اسے معلوم ہوا کہ گویا پہاڑ کے پہاڑ چلے آ رہے ہیں۔ جب یہ لوگ بادشاہ کے دربار کے قریب پہنچے تو اپنے نیزے زمین پر گاڑ دیے اور پھر قدم بڑھاتے ہوئے آگے بڑھے۔ مگر چونکہ تمام درباریوں کے دلوں پر ان کی ہیبت و دبدبے سے خوف طاری ہو گیا تھا اس لیے دربار میں آنے سے پہلے ہی واپسی کا حکم دے دیا گیا۔

شاہ چین کا وفد کے متعلق مشورہ:

مسلمان اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر آپس میں نیزوں کو لڑاتے ہوئے گھوڑوں کو اڑاتے ہوئے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ایک دوسرے سے مقابلہ کر رہے ہیں اپنے قیام گاہ کو واپس پہنچے۔ بادشاہ نے اپنے امراء سے اب پھر ان کے متعلق دریافت کیا۔ تمام درباریوں نے کہا کہ ہم نے ایسے لوگ کبھی نہیں دیکھے۔

مختلف لباس کے متعلق شاہ چین کا استفسار:

شام کے وقت بادشاہ نے مسلمانوں سے کہلا بھیجا کہ آپ لوگوں کا جو سردار سب سے بہتر اور معزز آدمی ہو اسے میرے پاس بھیج دیجیے۔ غرض کہ سب نے ہبیرہ کو بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ہبیرہ بادشاہ کے پاس آئے تو اس نے کہا کہ آپ نے میرے ملک کے درباروں کو دیکھ لیا ہے اب کوئی ایسا شخص نہیں جو میرے مقابلے میں آپ کو بچا سکے۔ حالانکہ آپ لوگ میرے علاقہ میں ہیں اور اس طرح میرے دست قدرت میں ہیں جس طرح کہ ہتھیلی پر انڈا ہو۔ میں تم سے ایک بات دریافت کرتا ہوں۔ اگر تم نے سچ سچ بیان نہیں کیا تو قتل کرا دوں گا۔ ہبیرہ نے کہا: آپ جو پوچھنا چاہتے ہیں پوچھئے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تینوں دنوں میں آپ لوگوں کے مختلف لباس پہننے کی کیا وجہ ہے؟ ہبیرہ نے کہا پہلے دن جو لباس ہم نے پہنا تھا وہ لباس تھا جو ہم اہل و عیال میں پہنتے ہیں اور خوشبو لگا کر ان کے پاس جاتے ہیں۔ دوسرے دن کا لباس وہ تھا جو اپنے امراء اور سرداروں کے پاس پہن کر جاتے ہیں۔ ہمارا تیسرے دن کا لباس دشمن کے مقابلے پر پہن کر جانے کا لباس تھا۔ جب کوئی خوف یا جنگ والی بات یا مصیبت پیش آتی ہے تو حال بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔

شاہ چین کی ہبیرہ کو دھمکی:

بادشاہ نے کہا حقیقت میں تم لوگ زمانہ کو خوب برتتے ہو۔ اچھا اب آپ اپنے امیر لشکر کے پاس واپس چلے جائیے اور کہہ دیجیے کہ وہ بھی میرے علاقہ سے واپس چلا جائے۔ کیونکہ میں اس کے ارادے، خیالات اور اس کے ساتھیوں کی قلت تعداد سے واقف ہوں۔ اگر وہ واپس نہ جائے گا تو اس کی تباہی کے لیے ایسی فوج مقابلہ کے لیے بھیجوں گا جو تمہیں اور اسے سب کو تباہ کر دے گی۔

شاہ چین کی صلح کی پیشکش:

ہبیرہ نے کہا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہیں کہ اس کے پاس فوج کی کمی ہے۔ ایسے شخص کو فوج کی کیا کمی ہو سکتی ہے جس کے

رسالہ کا اگلا حصہ آپ کے علاقہ میں ہے اور پچھلا حصہ ملک شام میں ہے۔ رہا یہ کہ آپ نے اسے احمق ہونے کا جو الزام لگایا ہے یہ بھی غلط بات ہے۔ بھلا وہ شخص کیونکر احمق ہو سکتا ہے جس نے دنیا کو لات ماردی اور تمہارے خلاف جہاد کرنے آیا ہے۔ جہاں تک اسے سب سے ... آپ نے ہمیں قتل کی دھمکی دی ہے یہ ڈرنے کی بات نہیں ہے جس سے ہم ڈریں ہماری زندگی ایک خاص مدت تک ہے جب وہ پوری ہو جائے گی ہم مر جائیں گے اور موت کا سب سے بہتر طریقہ خدا کی راہ میں شہادت ہے۔ نہ ہم اسے برا سمجھتے ہیں اور نہ اس سے ڈرتے ہیں۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ تمہارا کس بات سے تمہارے امیر خوش ہو سکتے ہیں؟ ہبیرہ نے کہا انہوں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک وہ تمہارے علاقے پر قدم نہیں رکھیں گے تمہارے بادشاہوں پر مہریں نہ لگا دیں گے اور جزیہ وصول نہ کر لیں گے یہاں سے نہیں لوٹیں گے۔

قتیبہ بن مسلم کے عہد کی تکمیل

بادشاہ نے کہا اچھا ہم ان کی قسم پوری کیے دیتے ہیں۔ اپنے علاقے کی مٹی بھیجے دیتے ہیں تاکہ وہ اس پر قدم رکھ لیں۔ کچھ اپنے شہزادے بھیج دیتے ہیں کہ وہ ان پر مہر ثبت کر دیں۔ اور اس قدر زر جزیہ دیئے دیتے ہیں جس سے وہ خوش ہو جائیں گے۔

چنانچہ بادشاہ نے سونے کی ایک تھالی میں مٹی بھری اور بہت سے ریشم کے تھان اور سونا جزیہ کے طور پر بھیجا اور چار شہزادے بھی ساتھ بھیج دیئے۔ علاوہ بریں اور بہت سے تحفے وغیرہ دے کر رخصت کیا۔ یہ تمام چیزیں لے کر یہ وفد قتیبہ کے پاس آئے۔ قتیبہ نے جزیہ قبول کر لیا۔ ان شہزادوں کے مہریں لگائیں اور واپس بھیج دیا۔ اور مٹی پر پاؤں رکھ دیا۔ قتیبہ نے ہبیرہ کو ولید کی خدمت میں بھیجا۔ مگر ہبیرہ راستے ہی میں فارس کے ایک گاؤں میں انتقال کر گئے۔

قتیبہ کی عادت۔

باہلی کہتے ہیں کہ قتیبہ کی یہ عادت تھی کہ جب وہ جنگ کے لئے آتا تو نہایت عمدہ بار برداری کے گھوڑے خرید لیتا۔ اس کے ساتھ ساتھ بار برداری کے لیے چار چار ہزار درہم میں بھی خرید لیتا۔ جہاد کے وقت تک ان کی خوب کھلائی پلائی ہوتی اور جب جہاد کا وقت آتا تیاری شروع ہوتی اور فوج کی آمد ہوتی اور جنگ قریب ہوتی تو ان گھوڑوں اور اونٹوں کو ... کر دیا جاتا۔ اور جب قتیبہ دریا کو عبور کرتا تو اس کے ساتھ کے یہ تمام گھوڑے سب سے پیچھے ہو جاتے اور ان پر وہ ان لوگوں کو سوار کرتا جو گرداوری کرنے کے لئے بھیجے جاتے تھے۔ نیز اس کام کے لیے قتیبہ ہمیشہ بڑے بڑے اشراف جوانمردوں کو بھیجا کرتا تھا۔ ان کے ساتھ کچھ اہل عجم بھی اونٹنیوں پر سوار ہوتے جو کہ جنگی امور میں مشورہ دیتے تھے۔

گرداوری کا قاعدہ:

نیز قتیبہ کا یہ قاعدہ تھا کہ جب گرداوری کرنے کے لیے کسی جماعت کو بھیجتا تو ایک تختی کندہ کرتا اس کے دو ٹکڑے کرتا۔ ایک اس جماعت کو دیتا اور ایک خود رکھ لیتا اور انہیں حکم دیتا کہ فلاں مقام پر یا فلاں درخت کے نیچے اسے دفن کر دینا۔ پھر بعد میں اور لوگوں کو بھیجتا جو اس جگہ سے اس تختی کو نکال لاتے تاکہ معلوم ہو جائے کہ طلیعہ نے اپنا کام پوری طرح انجام دیا ہے یا نہیں۔

باب ۱۶

سلیمان بن عبدالملک

بیعت خلافت:

۹۶ ہجری میں اسی روز کہ ولید نے وفات پائی سلیمان بن عبدالملک کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی۔ سلیمان اس وقت رملہ میں مقیم تھا۔

عثمان بن حیان کی معزولی:

نیز اسی سنہ میں سلیمان نے عثمان بن حیان کو مدینہ کی صوبہ داری سے معزول کر دیا۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ رمضان ختم ہونے میں سات راتیں باقی تھیں کہ جب عثمان موقوف کیا گیا۔ وہ دو تین سال مدینہ کا عامل رہا۔

ابوبکر بن محمد کی عثمان سے درخواست:

واقدی کہتے ہیں کہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے عثمان سے درخواست کی کہ چونکہ کل رات میں شب بیداری کرنا چاہتا ہوں اس لیے آپ مجھے کل کی چھٹی دے دیجیے کہ میں اجلاس نہ کروں اور دن کو سو رہوں۔ عثمان نے چھٹی دے دی۔ تب ابن حبیب المخزومی بھی اس وقت عثمان کے پاس تھا اس کے اور ابوبکر کے درمیان سخت رنجش و عداوت تھی ان کے جانے کے بعد ابن حبیب نے عثمان سے کہا کہ آپ ان کا مطلب سمجھے۔ یہ شخص بڑا ہوشیار ہے۔ عثمان کہنے لگے کہ ہاں میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں میں کل تمہی کو ان کے دیکھنے کے لیے بھیجوں گا۔ اور اگر معلوم ہوا کہ اجلاس نہیں کر رہے ہیں تو بخدا میں اپنے باپ کا بیٹا نہیں اگر ان کے سو درے نہ لگواؤں اور ان کی داڑھی اور سر نہ منڈوا دوں۔

امارت مدینہ پر ابوبکر بن محمد کا تقرر:

ابن حبیب کہتے ہیں کہ اس بات سے مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ ابوبکر کی بے عزتی کی جائے گی۔ چنانچہ میں تڑکے ہی سے ابوبکر کے مکان پر پہنچا۔ دیکھا کہ شمع روشن ہے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید عثمان کا قاصد اس قدر جلد پہنچ گیا ہوگا۔ جب آگے بڑھا تو معلوم ہوا کہ سلیمان کا قاصد عثمان کی برطرفی اور اس کی جگہ ابوبکر کی ترقی اور تقرر کا فرمان لے کر آیا ہے۔ پھر میں دارالامارۃ گیا۔ وہاں جا کر دیکھا کہ عثمان تو زمین پر بیٹھا ہوا ہے اور ابوبکر کرسی امارت پر متمکن ہے۔ سامنے ایک لوہار ہے اور آپ حکم دے رہے ہیں کہ اس شخص کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دو۔ عثمان نے اس وقت مجھے دیکھ کر یہ شعر پڑھا

> "وہی لوگ جن کی کامیابی اور نصرت کا یقین تھا ان موقعوں میں اپنے پیچھے مڑ کر بھاگے کہ وہ کھلے ہوئے اور ظاہر تھے۔
> اور حقیقت میں یہ اتفاقات کے بدلتے ہوئے پہلو دیکھ رہی تھی"۔

امارت عراق پر یزید بن مہلب کا تقرر:

اسی سال سلیمان نے یزید بن ابی مسلم کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر کے اس کی جگہ یزید بن المہلب کو مقرر کیا اور صالح بن عبدالرحمن کو عراق کا افسر مال و خراج مقرر کیا۔ حکم دیا کہ یزید بن المہلب کو مجبور کرو کہ ابی عقیل کے خاندان والوں کو قتل کر ڈالے اور

انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دے۔ غرض کہ صالح عراق کا افسر مال و خزانہ اور یزید بن المہلب سپہ سالار مقرر ہو کر عراق آئے یزید نے زیاد بن المہلب کو عمان کا والی مقرر کر کے بھیجا اور حکم دیا کہ صالح کو خط لکھتے رہنا۔ اور جب انہیں خط لکھو تو ان کے نام سے شروع کرنا۔

صالح نے حجاج کے تمام خاندان والوں کو گرفتار کر کے طرح طرح کی تکلیفیں دینا شروع کیں۔ عذاب دہی کی یہ خدمت عبدالملک بن المہلب کے سپرد تھی۔

اسی سال قتیبہ بن مسلم خراسان میں مارا گیا اس کے قتل کے اسباب و واقعات حسب ذیل ہیں

سلیمان اور قتیبہ میں کشیدگی کی وجہ:

اس کے قتل ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ولید نے بجائے سلیمان کے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو جب ولی عہد بنانا چاہا تو اعیان و ارکان دولت سے خفیہ طور پر سازش شروع کی۔ اور سب نے تو انکار کر دیا اور قتیبہ عبدالعزیز کو ولی عہد بنانے کے لیے راضی ہو گئے۔ ولید کے مرنے کے بعد جب سلیمان کا عہد خلافت شروع ہوا اسی وقت سے قتیبہ کو سلیمان کی جانب سے کھٹکا لگا ہوا تھا۔

سلیمان سے قتیبہ کو خدشہ:

جب قتیبہ کو ولید کی موت اور سلیمان کے خلیفہ ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو چونکہ اس نے حجاج کے ساتھ سلیمان کے خلاف عبدالعزیز بن الولید کے لیے بیعت لینے کی سازش کی تھی اس لیے اسے سلیمان کی طرف سے خوف پیدا ہو گیا۔ اور نیز یہ خطرہ ہوا کہ اب سلیمان یزید بن المہلب کو خراسان کا صوبہ دار بنا دے گا۔

قتیبہ کے سلیمان کے نام تین خط:

قتیبہ نے سلیمان کو ایک خط لکھا جس میں اس کے بر سر خلافت ہونے پر مبارک باد دی۔ ولید کی موت کی تعزیت کی اور کہا کہ میں نے عبدالملک اور ولید کے دور حکومت میں نہایت ہی تن دہی اور وفادارانہ طریقہ پر خلافت کی خدمتیں کی ہیں اور اگر آپ صوبہ خراسان کی صوبہ داری سے برطرف نہ کریں تو میں آپ کا ویسا ہی وفادار اور خیر خواہ رہوں گا جیسا کہ میں آپ کے اسلاف کا رہ چکا ہوں۔

قتیبہ نے ایک دوسرا خط بھی لکھا کہ جس میں اپنی فتوحات اور شوکت کا تذکرہ تھا اور بادشاہوں کے دلوں میں اپنی عظمت اور ہیبت اور رعب و داب کا ذکر تھا۔ نیز مہلب اور خاندان مہلب کی مذمت تھی اور یہ دھمکی بھی تھی کہ اگر آپ نے یزید بن المہلب کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا تو میں آپ کے خلاف ہو جاؤں گا اور ایک تیسرا خط بھی لکھا جس میں صاف صاف اپنی بغاوت اور مخالفت کا اعلان کر دیا یہ تینوں خط ایک ہی ساتھ قاصد کو دیئے اور حکم دیا کہ اول یہ پہلا خط سلیمان کو دینا۔ اگر یزید بن المہلب سلیمان کے پاس ہو اور اس خط کو پڑھ کر یزید کو دے دے تو دوسرا دینا اگر وہ اسے بھی پڑھ کر یزید کے حوالے کر دے پھر یہ تیسرا خط بھی دے دینا۔ اور اگر سلیمان پہلے خط کو پڑھ کر یزید کے حوالے نہ کرے تو پھر یہ دونوں دوسرے خط تم اپنے ہی پاس رہنے دینا۔

قتیبہ کے قاصد کی سلیمان کے دربار میں باریابی:

قتیبہ کا قاصد ان خطوط کو لے کر سلیمان کے دربار میں حاضر ہوا یزید بن المہلب بھی وہاں موجود تھا۔ قاصد نے پہلا خط سلیمان

کو دیں۔ سلیمان نے اسے پڑھ کر یزید کو دے دیا۔ قاصد نے دوسرا خط دیا۔ سلیمان نے اسے بھی پڑھ کر یزید کو دے دیا۔ قاصد نے تیسرا خط دیا اسے پڑھ کر سلیمان کا رنگ متغیر ہو گیا۔ مہر منگوا کر اسے مہر لگائی اور پھر اپنے ہی ہاتھ میں اسے رہنے دیا۔

ابو عبیدہ کی روایت:

ابو عبیدہ کی روایت اس واقعہ کے متعلق یہ ہے کہ پہلے خط میں یزید بن المہلب کی بغاوت، بد عہدی اور غداری کا تذکرہ تھا۔ دوسرے خط میں یزید کی تعریف تھی اور تیسرے میں یہ لکھا تھا کہ اگر آپ مجھے اس میرے عہدہ پر بحال نہ رکھیں گے اور مجھے امان نہ دیں گے تو میں آپ کی اطاعت کے جوئے کو اپنے کندھے سے اسی طرح اتار کر پھینک دوں گا جس طرح جوتا پاؤں سے نکال دیا جاتا ہے اور سوار و پیدل فوج کا ایک ٹڈی دل لے کر امنڈ آؤں گا۔

قتیبہ کو فرمان بحالی:

بہر حال اب سلیمان نے قتیبہ کے قاصد کو سرکاری مہمان خانہ میں ٹھہرانے کا حکم دیا۔ اور شام کے وقت بلا کر اشرفیوں کی ایک تھیلی اسے دی اور کہا کہ یہ تیرا انعام ہے۔ اور یہ تیرے آقا کا فرمان بحالی ہے یہ لے جا اور یہ میرا قاصد اس فرمان کو لے کر تیرے ساتھ جائے گا۔

سلیمان کے قاصد کی روانگی:

قتیبہ کا باہلی قاصد پھر خراسان آنے کے لیے روانہ ہوا۔ سلیمان نے اس کے ہمراہ قبیلہ عبدالقیس کے خاندان بنی لیث کے ایک شخص کو جس کا نام صعصعہ بن مصعب تھا روانہ کیا۔ جب حلوان پہنچا تو یہاں لوگوں نے اس سے کہا کہ قتیبہ نے تو بغاوت کر دی ہے۔ عبدی واپس پلٹا اور سلیمان کے فرمان کو قتیبہ کے قاصد کے حوالے کر دیا۔ قتیبہ نے بغاوت کر دی تھی اور ایک اہم کام کر چکا تھا۔ قاصد نے اس فرمان کو قتیبہ کے حوالے کر دیا۔ جب اس نے اپنے بھائیوں سے اس معاملہ میں مشورہ لیا تو سب نے کہا کہ اب آئندہ بھی سلیمان تجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا۔

ثوبہ بن ابی السید کا بیان:

ثوبہ بن ابی السید الحمیری راوی ہے کہ جب صالح عراق آیا تو اس نے مجھے قتیبہ کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ مجھے جس قدر سرکاری نقد و جنس اس کے پاس ہو اس کی مقدار بتا دے۔ ایک اسدی شخص بھی اس سفر میں میرے ہمراہ ہو گیا۔ اس نے مجھ سے میرے سفر کی غرض و غایت پوچھی۔ میں نے کوئی بات اس سے نہیں کی۔ ہم دونوں چلے جا رہے تھے کہ ایک شخص ہمارے بائیں پہلو کی جانب سے نکل کر مجھ سے دو چار ہوا۔ میرے رفیق سفر نے مجھے دیکھ کر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی اہم بات کے لیے جا رہے ہو اور مجھ سے پوشیدہ رکھتے ہو۔ خیر میں چلتا رہا اور جب حلوان پہنچا تو یہاں لوگوں نے آ کر مجھے قتیبہ کی اطلاع دی۔

قتیبہ کی بغاوت:

جب قتیبہ نے سلیمان سے بغاوت کرنے کا ارادہ کیا تو اس معاملہ میں اس نے اپنے بھائیوں سے مشورہ کیا۔ عبدالرحمن نے کہا کہ آپ ایک دستہ فوج کے علیحدہ انتخاب کا حکم دیجیے اور اس میں تمام ایسے لوگوں کو جن پر آپ کو اعتماد ہو بھرتی کر دیجیے اور اس فوج کو مرو بھیج دیجیے اور پھر خود آپ سمرقند چلیے۔ اور اپنے ہمراہیوں سے صاف صاف کہہ دیجیے کہ جو ہمارے ساتھ ٹھہرنا چاہے اس کے

ساتھ ہر قسم کا سلوک کیا جائے گا اور جو واپس جانا چاہے اسے واپس جانے کی خوشی سے اجازت دی جاتی ہے اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے گا۔ اس اعلان سے صرف وہی لوگ آپ کے ساتھ رہ جائیں گے جو دل سے آپ کے سچے خیر خواہ اور طرف دار ہیں۔ عبداللہ نے کہا کہ اس قدر طوالت کی کیا وجہ ہے آپ تو ابھی سلیمان سے اپنی بغاوت کا اعلان کر دیجیے اور لوگوں کو بھی اس کی دعوت دے دیجیے۔ شاید کوئی بھی آپ کی مخالفت نہ کرے گا۔ قتیبہ نے عبداللہ کی رائے کو پسند کیا۔ سلیمان سے اپنی بے تعلقی کا اظہار و اعلان کر دیا۔

قتیبہ کا سلیمان سے علیحدگی کا اعلان:

نیز اس نے اور لوگوں کو بھی سلیمان سے عہد وفاداری توڑنے کی دعوت دی۔ اور کہا کہ میں نے آپ لوگوں کو عین التمر اور فیض البحر سے جمع کیا ہے۔ بھائی کو بھائی سے اور بیٹے کو باپ سے ملایا ہے تمہارا مال غنیمت ملا کر آپ ہی میں تقسیم کر دیا تنخواہیں بلا روک ٹوک دینے میں کبھی کوئی جھگڑا نہیں کیا اور نہ تاخیر کی۔ مجھ سے پہلے جو اس علاقے کے حاکم مقرر ہو کر آئے ہیں آپ ان کا بھی تجربہ کر چکے ہیں امیہ آئے تو انہوں نے امیر المؤمنین کو لکھا کہ خراسان کی آمدنی میرے باورچی خانہ کی ضروریات کے لیے کافی نہیں ہوتی۔ پھر ابوسعید مہلب بن ابی صفرہ آئے۔ تین سال وہ بھی صوبہ دار رہے مگر آپ لوگ یہ بھی نہ معلوم کر سکے کہ آیا آپ اطاعت میں تھے یا معصیت میں نہ انہوں نے دشمن سے خراج وصول کیا اور نہ کوئی شکست دی۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے یزید صوبہ دار ہوئے ان کے دور حکومت میں عورتوں کا ایک تانتا تھا جو ان تک بندھا ہوا تھا اور اب حقیقت میں یہی صاحب اس وقت تمہارے خلیفہ ہیں۔

قتیبہ کی برہمی:

جب اس تقریر پر کسی نے لبیک نہیں کہا تو قتیبہ سخت برہم ہوا اور کہنے لگا۔ خدا کبھی اسے معزز نہ کرے جس کی تم لوگ امداد کرو۔ بخدا اگر تم سب کے سب ایک بکری پر جمع ہو جاؤ گے تو اس کا سینگ بھی نہ توڑ سکو گے میں تمہیں اہل العالیہ کہہ کر مخاطب کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ اہل السافلہ کہتا ہوں۔ اے صدقہ کے اوباشو! میں نے تمہیں اس طرح اکٹھا کیا ہے جس طرح صدقہ کے اونٹ ہر طرف سے جمع کیے جاتے ہیں۔ اے بکر بن وائل کے گروہ! تم لوگ بڑے سازشی جھوٹے اور بخیل ہو۔ تم اپنے کس دن پر فخر کر سکتے ہو لڑائی کے دن پر یا صلح کے دن پر؟ بخدا اے مسیلمہ کے ساتھیو! بنی ذمیم (میں تمہیں بنی تمیم نہیں کہنا چاہتا) میں تم سے زیادہ معزز ہوں تم لوگ بزدل مکار فریبی اور دغاباز ہو۔ تم لوگ ایام جاہلیت میں بدعہدی کو حسن تدبیر سمجھتے تھے۔ اے سخت دل رکھنے والے بنی عبدالقیس! تم لوگ کھجور کے مزارعی ہو تمہارا کام تو کھجور کے درخت کی دیکھ بھال اور اس کی پیوند بندی اور تراشنا تھا۔ تم لوگوں کو گھوڑوں کی باگوں سے کیا واسطہ؟ اسلام میں آکر بدعت کر رہے ہو۔ اور اگر تمہیں اپنے عرب ہونے پر کوئی فخر ہے تو عرب ہی کیا؟ خدا عربوں پر لعنت کرے۔ اے دونوں شہروں کے ذلیل ترین پیشہ والو! میں نے تمہیں ایسے مقامات پر سے جمع کیا جہاں معمولی گھاس پات پیدا ہوتی ہے۔ اور جزیرہ ابن کاوان سے جمع کیا جہاں تم بیلوں اور گدھوں پر سواری کیا کرتے تھے۔ پھر جب میں نے تمہیں اس طرح جمع کر لیا جس طرح کہ موسم خریف میں بادلوں کی ٹکڑیاں اڑا کر جمع کر دی جاتی ہیں تو اب تم باتیں بنانے لگے۔ یاد رکھو کہ میں اپنے باپ کا بیٹا اور اپنے بھائیوں کا بھائی ہوں اگر میں تمہیں اس طرح نہ چھانٹ دوں جس طرح خاردار درخت کا ٹہنا کاٹ دیا جاتا ہے۔ تمہاری مثال ایسی ہے جیسے جنگلی گدھوں کا گلہ صلیان کی جھاڑی کے گرد ہوتا ہے۔ اے خراسان کے باشندو! تم جانتے ہو کہ تمہارا سردار کون ہے۔ تمہارا حاکم یزید بن ثروان ہے اور مجھے یقین ہے کہ ایک جھوٹا، دغاباز اور مکار شخص تمہارا حاکم اعلیٰ ہونے والا ہے جو تمہاری تمام

کھیتی باڑی اور مال و جائیداد کو ضبط کر لے گا۔ یہ آئے باہلی ہے جو تم پر آری ہے۔ اس کا ہاتھ پکڑنے کے لیے جو ہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں بلکہ اپنے انتہائی مقصد کے حاصل کرنے کے لیے کوشش کرو۔ اور یزید بن المہلب ابو الحسن تمہارا خلیفہ بنا دیا گیا ہے جو شام کو بہت پسند کرتا ہے اور اس سے محبت رکھتا ہے۔ یہ شامیوں کو لے آئے گا اور تمہارے باغات اور مکانات پر قبضہ کر کے ان کے حوالے کر دے گا۔

اے خراسان کے باشندو! اب تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں تمہارا باپ اور ماں، سردار اور خواہشات اور خیالات عرض کر کے اقرار سے عراقی ہوں تو تم میں آئی تمام شہر جو سب پہلے ہی ہے۔ اللہ نے آخر کار ملک کو تمہارے ہاتھوں فتح کرا دیا۔ تمام راستے محفوظ ہو گئے کہ اب یہ حال ہے کہ مرو سے بلخ تک بغیر پروانہ راہداری کے مسافر بے خوف آ جا سکتا ہے۔ ان فتوحات پر اللہ کا شکر ادا کرو اور زیادت نعمت کے لیے اجابت شکر کی خدا سے درخواست کرو۔

قتیبہ کے اعلان علیحدگی کی مخالفت:

اس تقریر کے بعد قتیبہ اپنے مکان میں چلا آیا۔ اس کے خاندان والوں نے اس سے کہا کہ آج آپ نے کمال ہی کر دیا۔ آپ نے اہل العالیہ کی توہین کی حالت کر دی آپ کا مددگار تھا ہی بنی بکر کو آپ نے چھوڑ۔ حالانکہ وہ آپ کے موالی ہیں۔ اس پر بھی آپ نے کفایت نہیں کی اور بنی تمیم کی تحقیر کر کے ذلیل کیا حالانکہ وہ آپ کے بھائی ہیں اور یہاں تک کہ آپ نے بس نہیں کیا بلکہ ازد کو خوب ستایا حالانکہ وہ آپ کے دست و بازو ہیں۔

قتیبہ نے کہا کہ جب میں نے انہیں سلیمان کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کی دعوت دی تو ان لوگوں نے کوئی جواب نہیں دیا اور مجھے معلوم نہیں کہ میں نے کیا کیا ہے کہ بکر بن وائل کے اونٹوں کی طرح ہیں جنہیں میں نے ہر طرف سے جمع کیا ہے وہ بکر ایسے لوگ ہیں جو کسی کی حرمت نہیں کرتے اور بنی تمیم خارشی اونٹ کی طرح ہیں۔ رہے عبدالقیس تو بالکل بگڑے ہوئے ہیں اور بنی ازد نافرمان ہیں۔ تمام بنی نوع انسان میں بدترین قوم ہیں اگر میرا بس ان پر چلے تو سب کی بیخ کنی کر دوں۔

بنی ازد کی قتیبہ سے علیحدگی:

قتیبہ کی اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ تمام قبائل اس سے بگڑ گئے۔ سب سے پہلے ازد نے ... کا فیصلہ کیا اور حضین بن المنذر کے پاس آ کر ... پہنچے تو قتیبہ نے خلیفہ کے خلاف فتنہ فساد اور بغاوت کرنے کی دعوت دی کہ جس میں ہمارا سراسر دین و دنیا کا نقصان ہے۔ اس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ہماری اچھی طرح توہین و تذلیل کی اور ہمیں گالیاں دیں۔ اب ابو ساسان آپ کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے (ان کی کنیت ہلکے میں ابو ساسان تھی۔ کہا جاتا ہے حضین بن المنذر کی کنیت ابو محمد تھی) حضین نے کہا کہ بنی مضر اس وقت خراسان میں ہیں ان کی تعداد تمہارے ان تینوں دستوں کے برابر ہے بنی تمیم کی تعداد دو دستوں کے برابر ہے اور یہی خراسان کی اصل ہیں۔ شہسوار بھی ہیں۔ اس لیے یہ لوگ بھی اس بات کو پسند نہیں کریں گے کہ خراسان کی حکومت کسی غیر مضری کے قبضہ میں آ جائے۔ اس لیے اگر تم نے کسی مضری کو اپنا امیر بنایا تو بنی تمیم قتیبہ کا ساتھ دیں گے۔ ازدی کہنے لگے کہ قتیبہ نے بنی تمیم کے ابن الاہتم کو قتل کر کے انہیں اپنا مخالف بنا لیا ہے حضین نے کہا کہ اس بات پر نہ جاؤ۔ بنی تمیم بڑے پکے اور متعصب مضری ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جاتے تھے کہ ان کی زبان میں لکنت تھی۔

حیان کا وکیع سے معاہدہ:

حیان نے وکیع کو کہلا بھیجا کہ اگر آپ میرا یہ وعدہ کریں کہ دریائے بلخ کے کنارے کا خراج جب تک میں زندہ ہوں اور آپ والی رہیں مجھے دیں گے تو میں آپ کے مقابلے سے ہاتھ روک لوں گا اور آپ کی امداد کروں گا۔ وکیع نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ حیان نے موالیوں سے کہا کہ یہ جنگ تمہاری جنگ نہیں ہے۔ بلکہ آپس کی جنگ ہے جس میں ان میں قتل و غارت ہو گی۔ تم علیحدہ رہو۔ موالیوں نے بھی اس تجویز کو قبول کر لیا اور خفیہ طور پر وکیع کی بیعت بھی کر لی۔ ضرار بن حصین نے قتیبہ سے آکر بیان کیا کہ اس طرح تمام لوگ وکیع کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔ چونکہ وکیع عبداللہ بن مسلم الفقیر کے مکان میں آیا کرتا تھا اور وہ شراب پیتا تھا۔ اسی لیے عبداللہ نے اس بیان کی تردید کر کے کہا کہ ضرار نے وکیع کے متعلق جو بات بیان کی ہے یہ ان کے حسد کی وجہ سے ہے۔ وکیع تو میرے گھر میں بیٹھا ہوا شراب کے نشہ میں مست معمولی لباس پہنے پڑا ہوا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ لوگ اس کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔ وکیع نے بھی قتیبہ سے کہلا بھیجا کہ ضرار سے ہوشیار رہو کیونکہ مجھے اس کی جانب سے آپ کے لیے خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ مگر قتیبہ نے ضرار بن سنان الضبی کو چپکے سے خبر لانے کے لیے وکیع کے پاس بھیجا۔ ضرار نے اصل حقیقت دریافت کر لی کہ لوگ وکیع کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔ اب قتیبہ کو بھی حقیقت کا علم ہوا تو اس نے ضرار سے کہا کہ تم نے بالکل سچ کہا تھا۔ ضرار نے کہا کہ مجھے جو کچھ ٹھیک طور پر معلوم تھا اسی وجہ سے میں نے آپ سے بیان کیا تھا مگر اس وقت آپ نے میرے بیان کو محض حسد پر محمول کیا ہے۔ حالانکہ میں نے اپنا فرض ادا کیا تھا۔ قتیبہ نے کہا کہ ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔

وکیع کی طلبی

قتیبہ نے وکیع کو بلا بھیجا۔ قاصد نے آکر دیکھا کہ وکیع نے اپنے پاؤں پر مرہم لگا رکھا ہے اور اس کی پنڈلی پر قرمہ اس کے منکے بندھے ہوئے ہیں اور وہ کہہ رہا ہے کہ اس کے پاؤں پھولے جاتے ہیں۔ قاصد نے آکر کہا کہ آپ کو امیر یاد فرماتے ہیں۔ وکیع نے کہا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ میرے پاؤں کی کیا حالت ہے چلنے سے معذور ہوں۔ قاصد واپس قتیبہ کے پاس آیا۔ قتیبہ نے اسے پھر بھیجا اور کہلا بھیجا کہ چارپائی پر لیٹا کر لے آؤ۔ وکیع نے پھر بھی اپنی مجبوری کا عذر کیا۔ اب قتیبہ نے شریک بن صامت الباہلی (متعلقہ بنی باہلہ) کو جو عجمیوں کے کاشف دستہ کا سردار تھا اور شعبی نے ایک شخص کو حکم دیا کہ تم دونوں جاکر وکیع کو میرے پاس لے آؤ۔ اگر وہ آنے سے انکار کرے تو اس کی گردن مار دینا۔ قتیبہ نے ان کے ساتھ رسالہ کا ایک دستہ کر دیا تھا (یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خراسان میں قتیبہ کے کافقہ دستہ کا سردار رقبہ بن الحر العنبری تھا)۔

وکیع کی گرفتاری کا حکم:

ثمامہ بن ناجذ العدوی کہتا ہے کہ قتیبہ نے درباریوں سے پوچھا کہ تم میں سے کون شخص وکیع کو میرے پاس لا سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں لے آؤں گا۔ قتیبہ نے کہا اچھا جاؤ۔ لے آؤ۔ میں وکیع کے پاس گیا۔ وکیع کو میرے آنے سے پہلے ہی اس تمام گفتگو کی خبر مل چکی تھی۔ مجھے دیکھ کر وکیع نے مجھ سے کہا تھا کہ تم رکو۔ پھر اس نے اعلان کر دیا۔ میں نے اعلان کیا کہ جو سب سے پہلے میرے پاس آئے

سواروں کو لے کر وکیع کے پاس آ پہنچا۔ ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب قتیبہ نے وکیع کو بلایا تو بریم نے کہا کہ میں اسے لے آتا ہوں۔ قتیبہ نے کہا اچھا جاؤ اور لے آؤ۔ بریم اپنی سواری کے گھوڑے پر بیٹھ کر روانہ ہوا کہ مبادا قتیبہ کا ارادہ واپس ہو جائے اور جب وکیع کے پاس پہنچا تو اس وقت وکیع مقابلہ کے لیے آمادہ ہو چکا تھا۔

کلیب بن خلف کا بیان

کلیب بن خلف کہتا ہے کہ قتیبہ نے شعبہ بن ظہیر نہشلی بن شمر بن حنظلہ کو وکیع کے پاس بھیجا۔ وکیع نے شعبہ سے کہا اے ابن ظہیر تھوڑی دیر کی مہلت دو کہ ایک دوسرے سے دست و گریباں ہونے والے ہیں۔ پھر چھری منگوا کر اپنی پنڈلی کے گوشت کو کاٹ ڈالا اور مصلیٰ بچھایا اور گویا اپنے مکان سے باہر نکل آیا۔ بعض لوگوں نے دیکھ کر کہا کہ ابو مطرف تمہارا سامان جنگ میں جا رہا ہے۔ اسی اثناء میں بریم بن ابی نعیمہ پانچ سواروں کے ساتھ پہنچا۔ ان آنے والے شخصوں میں عمیر بن الیسع بھی تھا۔

جب وکیع باہر نکلا تو ایک شخص سے اس کی ملاقات ہوئی۔ وکیع نے اس کا قبیلہ دریافت کیا۔ اس نے کہا بنی اسد۔ پھر نام پوچھا۔ اس نے کہا ضرغامہ۔ پھر اس کے باپ کا نام پوچھا۔ اس نے بتایا لیث۔ وکیع نے کہا اچھا یہ جھنڈا تمہارے سپرد ہے۔

مفضل بن محمد الضبی بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے اپنا جھنڈا عقبہ بن شہاب المازنی کے حوالے کیا تھا۔

وکیع کی جنگ کی تیاری

قوم کی حالت سے نکلنے کے بعد وکیع نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ میرا تمام سامان و اسباب میرے ساتھ ہی ہے بعد میں لے جانے سے باقی غلاموں نے عرض کیا کہ ہمیں ان کے قیام کا معلوم نہیں کہاں لے جائیں؟ وکیع نے کہا کہ روانہ ہو جاؤ اور کچھ دور آگے میں ملتے ہو۔ دونوں اور ایک دوسرے کے ... اور ان دونوں سے ... ہوتی ہے۔ وہی میرے ... ہیں۔ اس وقت لشکر گاہ میں پانچ سو غلام تھے۔ وکیع نے عام طور پر اعلان کر دیا کہ میری اعانت کے لیے آؤ۔ چنانچہ ہر سمت سے لوگوں کے غول کے غول آنے شروع ہو گئے۔ دوسری جانب قتیبہ کے پاس بھی اس کی قوم کے تھوڑے سے خاص مصاحب اور متعلقین رہ گئے جن میں ایاس بن بیہس بن عمرو قتیبہ کے چچا زاد بھائی، عبدالعزیز بن الحارث اور بنی باہلہ کے خاندان کے لوگ تھے۔ ... حیان بن ایاس العدوی بھی ان آدمیوں کے ساتھ تھا ... عبدالعزیز بن الحارث بھی تھا۔ قتیبہ کے پاس آیا۔ ... ایک بڑا بہادر شخص تھا قتیبہ کے پاس آیا اور کہا اگر حکم ہو تو وکیع کا سر لے آؤں۔

بنی عامر کی قتیبہ سے علیحدگی

قتیبہ نے اپنے ... ایک شخص کو حکم دیا اور ایک دوسرے شخص کو حکم دیا کہ تمام لوگوں میں پکار کر کہو بنی عامر کہاں ہیں؟ اس شخص نے بنی عامر پر ظلم و زیادتی کی تھی اب پر محفن بن جزء الکلابی نے کہا کہ بنی عامر وہاں ہیں جہاں تم نے اس شخص کے ظلم کی تکمیل کی۔ چونکہ قتیبہ نے بنی عامر پر ظلم و زیادتی کی تھی اس پر محفن بن جزء الکلابی نے کہا کہ بنی عامر وہاں ہیں جہاں تم نے انہیں رکھا ہے۔ کہا کہ اب رشتہ قرابت کا ذکر کرتے ہو اسے تو تم نے پہلے ہی قطع کر دیا تھا۔ قتیبہ نے پھر قبیلہ سے کہا کہ ... اب تم سے بہت اچھا سلوک کروں گا۔ اس پر محفن ... اور شخص نے کہا ... آپ کی دعوت کو قبول کریں تو خدا کبھی ہماری خطا کو معاف نہ کرے۔

قتیبہ کا گھوڑا

قتیبہ کو اب اس جانب سے مایوسی ہو گئی۔ اس نے اپنی سواری کا گھوڑا طلب کیا۔ یہ گھوڑا نہایت ہی نازک موقعوں پر باندھا جاتا تھا۔ اور سواری کا سدھایا ہوا گھوڑا [illegible] ایسے موقعوں پر خود بخود قتیبہ کے پاس چلا جاتا تھا۔ مگر اب کے موقع پر جب سواری کے لیے اسے قتیبہ کے پاس لایا گیا تو اس نے ایسی کھلبلی مچائی اور اچھلنا کودنا شروع کر دیا کہ قتیبہ اس پر سوار ہونے سے عاجز آ گیا اور مجبوراً تخت پر جا بیٹھا۔ اور کہنے لگا کہ اس گھوڑے کو چھوڑ دو کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر سوار ہونا اس وقت مقدر ہی میں نہیں ہے۔

حیان النبطی کی قتیبہ سے علیحدگی:

حیان النبطی عجمیوں کا دستہ لے کر قتیبہ کے پاس آیا۔ قتیبہ اس پر غصہ ہو گیا۔ عبداللہ بن مسلم حیان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم [illegible] دشمن کی فوج پر حملہ کرو۔ حیان نے کہا کہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ حیان نے عبداللہ بن مسلم کو [illegible] لگے۔ حیان کہنے لگا یہ دن ان کے احتساب کا دن ہے۔

وکیع نے حیان سے کہلا بھیجا کہ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اس کا کیا ہوا؟ حیان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جب تم مجھے اپنی ٹوپی کو [illegible] ہوتے دیکھو اور وکیع کے لشکر کی طرف جاتے دیکھو تو تم عجمیوں کو لے کر میری طرف چلے آنا۔ اب حیان کا بیٹا اپنے عجمیوں کے ساتھ [illegible] جب حیان نے اپنی ٹوپی [illegible] وکیع کے لشکر کی طرف [illegible] اور عجمی [illegible] کے طرفداروں نے قتیبہ کو چھوڑ دیا۔

صالح بن مسلم پر حملہ:

قتیبہ نے اپنے بھائی صالح کو سمجھانے بجھانے کے لیے لوگوں کے پاس بھیجا۔ بنی ضبہ کے ایک شخص نے جس کا نام سلیمان [illegible] سے [illegible] کہتے ہیں [illegible] کہا جاتا ہے کہ قبیلہ [illegible] کے کسی شخص نے تیر مارا تھا۔ غرض کہ تیر صالح کے سر پر لگا [illegible] صالح کو قتیبہ کی طرف [illegible] قتیبہ تھوڑی دیر اس کے پاس آ کر بیٹھا اور پھر اپنے تخت پر آ کر بیٹھ گیا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ بنی ضبہ کے ایک شخص نے صالح کے تیر مارا جس سے وہ بیہوش ہو کر گر پڑا [illegible] تعلق [illegible] نے اس کے [illegible] وکیع کی فوج پر حملہ کیا اور [illegible] کے [illegible] سے ہلاک کیا اور [illegible] شعر پڑھتا [illegible] ایک کا [illegible] تھا۔

قتیبہ اور وکیع کی جنگ:

اب دونوں فریق ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ عبدالرحمن بن مسلم ان کے مقابلے پر جم کر [illegible] جن لوگوں نے قتیبہ سے [illegible] ان لوگوں نے [illegible] بنی قتیبہ کے [illegible] اور دوسرے [illegible] تھے اور اب قتیبہ کے پاس جا پہنچے۔ ایک [illegible] مدافعت [illegible] مگر قتیبہ نے ان سے کہا کہ تم [illegible] جاؤ [illegible] اگر تم نے ایسا کیا تو [illegible] ہو گی۔

وکیع کی پیش قدمی:

قتیبہ نے پھر سواری منگوائی تو پہلا گھوڑا منگوایا گیا مگر اس وقت بھی اس نے کسی طرح قتیبہ کو سوار ہونے نہیں دیا۔ قتیبہ نے کہا اس میں کوئی خاص راز ہے اور پھر آکر اپنے تخت پر بیٹھ گیا۔ لوگ بڑھتے بڑھتے اس کے خیمہ تک پہنچ گئے۔ ان لوگوں کے پہنچنے پر ایاس بن بیہس اور عبداللہ بن والان قتیبہ کو چھوڑ کر خیمہ سے نکل آئے۔ عبدالعزیز بن حارث اپنے بیٹے عمرو کو تلاش کرنے کے لیے نکل آیا۔ یہ بھی ملے کہ ایک شخص سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی مگر اس نے اسے بھگا دیا اور اپنے بیٹے کو جو گھوڑا لا رہا تھا اپنے پیچھے بٹھا لیا۔

حیان نبطی کی مخالفت:

قتیبہ کو جب معلوم ہوا کہ حیان نبطی بھی میرے خلاف عجمیوں کی امداد کر رہا ہے تو یہ شعر پڑھا:

اعلمه الرماية كل يوم   فلما اشتد ساعده رماني

ترجمہ: "میں روزانہ اسے تیر اندازی سکھاتا رہا جب اس کا بازو خوب مضبوط ہو گیا تو اس نے مجھ ہی کو تیر مارا"۔

قتیبہ اور اس کے عزیزوں کا قتل:

قتیبہ کے ساتھ اس کے بھائی عبدالرحمن، صالح، حصین اور عبدالکریم مسلم کے بیٹے، قتیبہ کا بیٹا کثیر اور اس کے خاندان کے اکثر لوگ مارے گئے۔ البتہ اس کا بیٹا عمر بچ گیا۔ اس کے ماموں آ گئے، انہوں نے اسے بچا لیا (اس کی ماں کا نام غرا تھا جو ضرار بن القعقاع بن معبد بن زرارہ کی لڑکی تھی) بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عبدالکریم بن مسلم قزوین میں مارا گیا۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے قتیبہ کو ۹۶ ہجری میں قتل کیا اور خاندان مسلم کے گیارہ آدمی مارے گئے۔ ان میں سات تو مسلم کے بیٹے اور چار پوتے تھے۔ وکیع نے ان سب کو سولی پر لٹکا دیا۔ ان کے نام یہ ہیں: قتیبہ، عبدالرحمن، عبداللہ، الحصین، عبیداللہ، صالح، بشار اور محمد تو مسلم کے بیٹے تھے۔ باقی کثیر بن قتیبہ اور مغلس بن عبدالرحمن مسلم کے پوتے تھے۔ ابن عمر بن مسلم کی کسی کی اولاد میں سے سوائے عمرو کے جو جوزجان کا عامل تھا، عمر کے کہ جس کی ماں غرا ضرار بن القعقاع بن معبد بن زرارہ کی بچی تھی اور کوئی نہیں بچا۔ عمر کے ماموں نے آکر اسے بچا لیا۔ مسلم بن عمرو کے بھتیجے ایاس بن بیہس الباہلی پر تلوار کا زخم لگا مگر بچ گیا۔

سعد کا قتل

جب لوگوں نے قتیبہ کے خیمہ کو گھیر لیا تو اس کی طنابیں کاٹ ڈالیں۔ جہم بن زحر نے سعد سے کہا کہ گھوڑے سے اتر پڑو۔ سعد پہلے ہی زخموں سے چور تھا۔ اترتے ہی اس کا سر کاٹ لیا گیا۔ سعد نے جہم سے کہا تھا کہ اگر میں اتر پڑوں گا تو مجھے خوف ہے کہ تم لوگ مجھے مار ڈالو گے۔ مگر جہم نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے میں جو تمہارے ساتھ ہوں۔ چنانچہ اسی بنا پر سعد گھوڑے سے اتر پڑا۔ قتیبہ کے قتل کا قصہ بیان ہو چکا اور پھر سعد کے عزیزوں نے کاٹ ڈالا۔

جہم بن زحر الجعفی کا انجام:

اس واقعے کے بہت زمانہ بعد مسلمہ نے یزید بن المہلب کو قتل کر ڈالا اور ان کی جگہ سعید خذینہ بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم بن ابی العاص کو عامل مقرر کیا تو خذینہ نے یزید کے مقرر کیے ہوئے تمام عاملوں کو قید کر دیا۔ ان میں جہم بن زحر الجعفی بھی تھا۔ خذینہ نے ایک باہلی کو جہم کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے کے لیے متعین کیا تھا جب اس باہلی نے کہا کہ تم نے ہی قتیبہ کو قتل کیا

تھا اس نے سخت تکلیفیں دے کر مجھ کو مار ڈالا۔ سعید نے اس کی اس حرکت پر اسے برا بھلا کہا پھر کلبی نے جواب دیا کہ صاحب الامیر نے تو مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں اس پر طرح طرح کی سختیاں کر کے کسی طرح روپیہ حاصل کروں۔ میں نے اس حکم کی تعمیل کی تو یہ مر گیا۔ اس کی موت آ گئی۔ اس میں میرا کیا قصور ہے۔

قتیبہ کی خوارزمی لونڈی:

قتیبہ جس وقت مارا گیا تو اس کی ایک خوارزمی لونڈی اسے بچانے کے لیے اس پر گر پڑی۔ جب قتیبہ کا کام تمام کر دیا گیا تو یہ بھی کچھ زخمی ہوئی۔ بعد میں اسے [illegible] بن المطلب نے اپنے حرم میں داخل کر لیا اور اس کے بطن سے عطیہ پیدا ہوئی۔

وکیع کا خطبہ:

قتیبہ کے قتل کے بعد [illegible] جمعہ آیا تو منبر پر خطبہ کے لیے چڑھا اور [illegible] کرتا رہا۔ وکیع نے تنگ آ کر کہا کہ اپنی بدزبانی کو چھوڑ دو۔ پھر وکیع نے تقریر شروع کی اور کہا کہ میری اور قتیبہ کی مثال اس شعر کے مضمون کے مطابق ہے

من ینک العیر ینک نیاکا

''جو شخص جنگلی گدھے[1] کو پچھاڑے گا وہ اپنے نفس کو بچھڑے [illegible] بڑی سخت دقتیں اٹھانے والا ہے۔''

قتیبہ نے مجھے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن میں بڑا ہی [illegible] اور جلاد [illegible] ہیں۔

جس وقت قتیبہ مارا گیا ہے اس روز وکیع منبر پر یہ شعر پڑھتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ ''خدا کی قسم میں ضرور ضرور قتل کروں گا۔ ضرور قتل کروں گا۔ اسے سولی پر لٹکاؤں گا [illegible] تمہارا [illegible] نے تم میں [illegible] کے ترک کر اس کو [illegible] ایک تیز [illegible] میں سے [illegible] بیچھا کر دوں گا۔ آپ سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں''۔ یہ کہہ کر وکیع منبر سے اتر آیا۔

قتیبہ کے سر کی طلبی:

وکیع نے قتیبہ کے سر اور اس کی مہر کی تلاش کرائی۔ معلوم ہوا کہ بنی ازد لے گئے ہیں۔ وہ دیتن کر اپنے قیام گاہ سے باہر آ گیا اور کہنے لگا کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جب تک میرے پاس قتیبہ کا سر نہیں آ جائے گا میں یہاں سے نہیں ٹلوں گا یا پھر میرا سر بھی اس کے سر کے ساتھ ہی جائے گا۔

اور پھر اپنے گھوڑے کے پاس آ کر کہنے لگا کہ اس گھوڑے کے لیے بھی تو ایک شہسوار کی ضرورت ہے جو [illegible] کی مدد کر دیں تو کیا کہیں گے۔ حضین نے آ کر اس سے کہا کہ آپ ذرا آرام کیجیے۔ قتیبہ کا سر آپ کی خدمت میں آیا جاتا ہے۔ وکیع خاموش ہو گیا۔ حضین نے بنی ازد سے آ کر کہا کہ تم لوگ احمق ہو گئے ہو کہ پہلے تو تم نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہم سب نے اس کو امیر بنایا اور اتنی جدوجہد کی۔ اس نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال دی اور پھر بھی تم نے قتیبہ کے سر پر قبضہ کر لیا۔ اس پر لعنت ہے اسے نکال دو۔

مقتولین کے سروں کی روانگی:

چنانچہ سر وکیع کے سامنے لایا گیا۔ حضین نے اس سے کہا کہ اس شخص نے اس سر کو دھڑ سے جدا کیا تھا۔ آپ اسے کچھ انعام دیجیے۔ وکیع نے کہا اچھا اور پھر قتیبہ کا سر [illegible] سے روانہ کیے۔ سلیمان بن عبدالکریم الحنفی اور دوسرے قبائل کے کچھ آدمیوں کے ساتھ

---

[1] ایک جانور ہے۔

اس بارے میں [illegible] وہ [illegible] ان کی خدمت کے بارے میں [illegible] تھے اور قتیبہ کا کوئی شخص اس میں نہ تھا۔ البتہ [illegible] حنظلہ [illegible] قتیبہ کے [illegible] ان کی خدمت [illegible] تھا۔ وکیع نے بیان [illegible] سے [illegible] جب قتیبہ [illegible] ان کے [illegible] لوگوں نے [illegible] سلیمان [illegible] انہوں نے [illegible] قتیبہ [illegible] وکیع [illegible] نے سلیمان سے درخواست کی کہ [illegible] سلیمان نے [illegible] حوالے کیں۔

قتیبہ کا مرتبہ

قتیبہ کی موت پر خراسان کے ایک عجمی شخص نے کہا کہ اے گروہ عرب تم نے قتیبہ کو قتل کر دیا۔ اگر قتیبہ ہم میں سے ہوتا اور ہم میں مرتا تو ہم اس کی لاش کو ایک تابوت میں رکھتے اور ہر جنگ میں اسے فتح کی برکت کے لیے ساتھ لے جاتے۔ خراسان [illegible] قتیبہ کے بعد ایسا کوئی نہ کر سکا۔ وہاں الجراح [illegible] نے اپنے [illegible] قتیبہ [illegible] نے اسے ظلم [illegible] اپنے [illegible] قتل کر دیا۔

اصبہبذ نے ایک عرب سے کہا کہ تم نے قتیبہ اور یزید [illegible] عرب نے اس سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک ان میں زیادہ کون عظیم القدر ہے اور آپ کے دلوں میں کس کی ہیبت زیادہ تھی۔ اصبہبذ نے کہا کہ اگر قتیبہ دنیا کے انتہائی کنارے میں زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوتا اور یزید ہمارے ہی علاقے میں ہمارا امیر ہوتا تب بھی یزید سے قتیبہ کا رعب [illegible] ہمارے دلوں میں زیادہ ہوتا [illegible] قتیبہ مارا گیا [illegible] ایک شخص نے [illegible] کہا [illegible] اور [illegible] قتیبہ [illegible] زیادہ [illegible] تھے۔ قتیبہ نے [illegible]

ابن عبید الجزری کا قتل

قتیبہ کے بعد وکیع نے [illegible] ابن عبید الجزری [illegible] وکیع [illegible] ابن عبید کو قتل کر دیا۔

ابن عبید الجزری کے قتل کی وجہ

اس واقعہ کے متعلق یہ بھی روایت ہے کہ ایک روز وکیع [illegible] کے لیے جا رہا تھا کہ [illegible] ابن عبید الجزری [illegible] وکیع نے اسے قتل کرا دیا [illegible] وکیع نے [illegible] جاتا ہوں۔

ہرکاروں کی تیز رفتاری

بہت سے خراسانیوں نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے کہ [illegible] ایک شخص [illegible] خبر لے کر [illegible] ہم نے اس سے پوچھا کہ [illegible] قتیبہ بن مسلم [illegible]

سخت تعجب ہوا۔ کیونکہ جہاں پر وہ سمجھتے تھے وہاں سے خراسان کا فاصلہ کم از کم [illegible] ہے)

جب اس نے دیکھا کہ ہم ان کی خبر کو تسلیم کرنے میں پس و پیش کر رہے ہیں تو [illegible] (قیس بیان) کرتے ہیں کہ وہ [illegible] بتاتا ہوا چلا جاتا ہے [illegible] تعجب ہوا [illegible] اس کے بیان کی تصدیق کر رہے [illegible] قتیبہ اور ان کی فوج [illegible] تھی۔

امارت مکہ پر طلحہ بن داؤد کا تقرر:

اس سال سلیمان نے خالد بن عبداللہ القسری کو مکہ کی صوبیداری سے معزول کر کے ان کی جگہ طلحہ بن داؤد الحضرمی کو مقرر کیا۔

قلعہ عوف کی فتح

مسلمہ بن عبدالملک نے موسم گرما میں رومیوں کے علاقے میں جہاد کیا اور قلعہ عوف فتح کیا۔ اسی سنہ میں قرہ بن شریک العبسی گورنر مصر نے بعض روایات کے مطابق ماہ صفر میں انتقال کیا۔ دوسرے ارباب سیر کا بیان ہے کہ انہوں نے ولید کی زندگی ہی میں ۹۵ ہجری میں انتقال کیا اور اسی ۹۵ھ میں حجاج نے بھی انتقال کیا۔

امیر حج ابوبکر بن محمد بن عمرو اور عمال:

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم الانصاری اس سال امیر حج تھے اور یہی اس سنہ میں مدینہ کے گورنر بھی تھے۔ اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کے عامل تھے۔ یزید بن المہلب عراق کے فوجی گورنر اور جنگی ناظم تھے۔ صالح بن عبدالرحمن امیر مال و خراج تھے اور یزید کی جانب سے سفیان بن عبداللہ الکندی بصرہ کے عامل تھے عبدالرحمن بن اذینہ بصرہ کے اور ابوبکر بن ابی موسیٰ کوفہ کے قاضی تھے۔ وکیع بن ابی سود خراسان کا فوجی گورنر تھا۔

۹۷ھ کے واقعات

قلعہ مراۃ کی فتح:

اسی سنہ میں سلیمان نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کرنے کے لیے فوجیں آراستہ کیں۔ اپنے بیٹے داؤد بن سلیمان کو موسم گرما کی مہم پر افسر مقرر کر کے رومیوں کے مقابلہ پر بھیجا۔ داؤد نے قلعہ مراۃ فتح کیا۔ واقدی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں مسلمہ بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں فوج کشی کر کے اس قلعہ کو فتح کیا تھا جسے وضاحیہ کے امیر وضاح نے فتح کیا تھا۔

رومیوں سے بحری جنگ:

عمر بن ہبیرہ الفزاری نے رومیوں کے علاقہ کے سمندر میں بحری جنگ کی اور سمندر ہی میں موسم سرما بسر کیا۔ اسی سنہ میں عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر اندلس میں مار ڈالا گیا اور حبیب بن ابی عبیدہ الفہری اس کے سر کو سلیمان کے پاس لایا۔ اسی سال سلیمان نے یزید بن المہلب کو خراسان کا گورنر مقرر کیا۔ یزید کے گورنر مقرر ہونے کے اسباب اور اس کے عہد صوبیداری کے واقعات کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

امارت عراق پر یزید بن المہلب کا تقرر:

جب سلیمان خلیفہ ہوا تو اس نے یزید کو عراق کا فوجی اور مالی دونوں محکموں کا افسر اور نماز کا امام مقرر کیا۔ مگر اپنے تقرر کے وقت یزید نے اپنے دل میں سوچا کہ عراق کی حالت کو حجاج نے خراب کر دیا ہے اور یہ لوگ سب کے سب حجاج کی بدسلوکیوں سے تنگ آ چکے ہیں اور اب سب کی نظریں مجھ پر لگی ہوئی ہیں۔ اگر عراق جا کر خراج کی وصولی کے معاملے میں نے بھی ان پر سختیاں کیں جو حجاج نے کی تھیں تو میں بھی حجاج کی طرح ان کی نظروں میں گر جاؤں گا اور قصور وار ٹھہروں گا۔ مجھے بھی ان کے خلاف اسی قسم کی کارروائیاں کرنا پڑیں گی اور ان سے جیل خانے بھرنے پڑیں گے جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اب نجات دی ہے اور اگر میں نے سلیمان کو عراق سے اس قدر خراج نہ بھیجا جو حجاج بھیجتا رہا ہے تو سلیمان مجھ سے ناراض ہو جائے گا اور قبول نہیں کرے گا۔ انہیں خیالات کو لے کر یزید سلیمان کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک ایسے شخص کا نام آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو مالی معاملات کے ماہر ہیں۔ بہتر ہو کہ آپ انہیں عراق کا امیر مال مقرر کر دیجیے اور مجھ سے آپ روپیہ طلب نہ کیجیے ان کا نام صالح بن عبدالرحمن ہے جو بنی تمیم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

سلیمان نے یزید کی رائے کو منظور کر لیا۔ اور اب یزید عراق روانہ ہوا۔ مگر یزید کے عراق آنے سے پہلے ہی صالح عراق آ گیا اور شہر واسط میں آ کر ٹھہر گیا۔

امیر مال صالح بن عبدالرحمن:

جب یزید عراق آیا تو لوگ اس کے استقبال کے لیے شہر سے باہر گئے۔ صالح کو بھی اس کے آنے کی خبر دی گئی۔ اور لوگ تو آگے بڑھ کر یزید کا استقبال کر رہے تھے مگر صالح صرف اس وقت یزید کے استقبال کو گیا جب کہ وہ شہر کے بالکل قریب آ گیا۔ صالح ایک معمولی قسم کا جبہ پہنے ہوئے تھے اور سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا عمامہ باندھے ہوئے استقبال کو آیا اس کے ساتھ چار سو سپاہی بھی تھے۔

صالح اور یزید بن مہلب کی ملاقات:

صالح نے یزید سے ملاقات کی اور ہمراہ ہو لیے۔ شہر واسط میں آیا۔ ایک مکان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں نے یہ مکان خالی کر دیا ہے آپ اس میں فروکش ہو جائیں۔ چنانچہ یزید اسی مکان میں ٹھہر گیا اور صالح ایک دوسرے مکان میں جا کر فروکش ہوا۔

یزید بن مہلب کی فضول خرچی:

مالی معاملات میں صالح نے یزید کو تنگ کر رکھا تھا اور کوئی بات اس کے اختیار میں نہ تھی۔ یزید نے لوگوں کو کھانا کھلانے کے لیے ہزار خوان خریدے تو صالح نے ان پر قبضہ کر لیا اس پر یزید نے اس سے کہا کہ ان کی قیمت آپ میرے حساب میں لکھ دیجیے میں ادا کر دوں گا۔ اسی طرح یزید نے اور بہت سی ضرورت کی چیزیں خریدیں اور ان کی رقم کے چیک صالح کے نام لکھ کر دے دیئے مگر صالح نے کسی چیک کو منظور نہیں کیا۔ جب معاملہ آگے بڑھا تو یزید برہم ہوا اور کہنے لگا کہ یہ سب تمہارا ہی کیا ہوا ہے۔

صالح بن عبدالرحمن کا یزید کو مشورہ:

تھوڑے دن ہوئے کے بعد صالح بھی یزید کے پاس آیا۔ یزید نے خود اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ صالح بیٹھ گیا اور یزید سے

کہنے لگا کہ تمام خراج کی رقم بھی ان ہنڈیوں کی ادائی کے لیے کافی نہیں ہو سکتی۔ جب سے آپ تشریف لائے ہیں میں ایک ماہ کو دو ماہ کے تک بے حال کر چکا ہوں۔ آپ کی تنخواہ اور الاؤنس وغیرہ بھی پیشگی دے چکا ہوں۔ فوجی اخراجات کے لیے آپ نے روپیہ طلب کیا وہ بھی میں نے دے دیا۔ مگر اب یہ مزید اخراجات برداشت نہیں کیے جا سکتے۔ اور نہ امیر المومنین اسے پسند فرمائیں گے بلکہ آپ ہی کو ان تمام اخراجات کا ذمہ دار ہونا پڑے گا۔

یزید نے اس سے کہا مہربانی فرما کر اس مرتبہ تو آپ ان چیزوں کو ادا کر دیجیے اور اس سے ہنسی مذاق کیا۔ پھر صالح نے کہا کہ بہتر ہے میں ان مطالبات کو ادا کیے دیتا ہوں مگر اب آئندہ خزانہ عامرہ پر زیادہ بوجھ نہ ڈالیے گا۔ یزید نے کہا بہتر ہے اب نہیں ڈالوں گا۔

امارت خراسان کے متعلق عبدالملک بن مہلب سے گفتگو:

سلیمان نے یزید کو صرف عراق کا گورنر مقرر کیا تھا۔ خراسان اس کے قبضے میں نہیں دیا تھا۔ ایک مرتبہ سلیمان نے عبدالملک بن مہلب سے جو اس وقت شام میں مقیم تھا (یزید اس زمانہ میں عراق میں تھا) کہا کہ اگر میں تمہیں خراسان کا گورنر مقرر کر دوں تو کس طرح اپنے فرائض انجام دو گے۔ عبدالملک نے کہا کہ میں جناب والا کے حسب دلخواہ کام کروں گا۔ مگر صرف اتنا پوچھنے کے بعد سلیمان خاموش ہو گیا اور پھر کبھی اس کا تذکرہ نہیں کیا۔

یزید بن مہلب کی عراق سے بیزاری:

عبدالملک بن مہلب نے جزیرہ بن یزید الجہنی اور بعض اپنے دوسرے خاص دوستوں کو لکھا کہ اس طرح امیر المومنین نے خراسان کی صوبہ داری میرے سامنے پیش کی ہے۔ اس کی خبر یزید کو بھی پہنچ گئی۔ چونکہ وہ خود عراق سے دل برداشتہ ہو گیا تھا اور صالح نے بھی اس کا ناک میں دم کر دیا تھا کہ کسی چیز پر اس کی دسترس نہ تھی اس لیے اس نے عبداللہ بن الاہتم کو بلایا اور کہا کہ میں آپ سے ایک خاص کام لینا چاہتا ہوں آپ اسے میری خاطر سے پورا کر دیجیے۔

یزید بن مہلب اور ابن الاہتم:

عبداللہ بن الاہتم نے کہا کہ فرمائیے میں حاضر ہوں۔ یزید کہنے لگا کہ عراق میں میں جن مشکلات میں ہوں۔ آپ اس سے واقف ہیں کہ میری طبیعت یہاں سے بیزار ہے۔ خراسان میں اس وقت کوئی ایسا شخص نہیں جو وہاں کے انتظام کو عمدگی اور دیانتداری سے چلا سکے۔ اور مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ امیر المومنین نے خراسان کی صوبہ داری کا تذکرہ عبدالملک سے کیا ہے۔ اب کہیے آپ کوئی کارگر تدبیر میرے لیے کر سکتے ہیں؟

عبداللہ کہنے لگے کہ کیوں نہیں! آپ مجھے امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دیجیے مجھے توقع ہے کہ میں آپ کے لیے خراسان کی صوبہ داری کا فرمان لے کر آ جاؤں گا۔ یزید نے کہا تو اچھا آپ اس بات کا کسی سے تذکرہ نہ کریں۔

یزید بن المہلب کا سلیمان کے نام خط:

یزید نے سلیمان کے نام دو خط لکھے ایک میں عراق کی حالت کا بیان ابن الاہتم کی تعریف اور عراق کی حالت سے ان کی باخبری کا تذکرہ تھا۔ یزید نے ابن الاہتم کو تیس ہزار درہم دیے اور سرکاری ڈاک کے گھوڑے پر انہیں روانہ کیا۔ سات روز کی

مسافت طے کرنے کے بعد ابن الاہتم یزید کا خط لے کر سلیمان کے پاس پہنچے۔ دربار میں حاضر ہوئے۔ سلیمان اس وقت دن کا کھانا کھا رہا تھا۔ ابن الاہتم ایک طرف کو ہٹ گئے۔ ان کے لیے بھی دو بھنی مرغیاں لائی گئیں اور انہوں نے کھا لیں۔

کھانے سے فارغ ہو کر ابن الاہتم سلیمان کے سامنے گئے۔ سلیمان نے کہا کہ اس وقت آپ سے ملاقات کا اچھا موقع نہیں ہے آپ سے پھر دوسرے کسی وقت بات چیت کروں گا۔ سہ پہر کے بعد سلیمان نے پھر ابن الاہتم کو بلایا اور ان سے کہا کہ یزید نے آپ کے متعلق مجھے ایک خط لکھا ہے۔ جس میں آپ کی عراق اور خراسان سے پوری واقفیت اور آپ کی عقل کا تذکرہ ہے اور نیز آپ کی بہت تعریف و توصیف کی ہے اب فرمائیے آپ وہاں کے حالات کیا جانتے ہیں؟

سلیمان بن عبدالملک کی ابن الاہتم سے گفتگو:

ابن الاہتم کہنے لگے کہ واقعی میں وہاں کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں کیونکہ وہیں پیدا ہوا اور وہیں نشو و نما پائی اس لیے میں خراسان کے متعلق پوری معلومات رکھتا ہوں۔ سلیمان نے کہا کہ واقعی تو مجھے آپ ایسے شخص سے اس معاملہ میں رائے اور مشورہ لینے کی سخت ضرورت تھی۔ آپ مجھے مشورہ دیجئے کہ میں کس شخص کو خراسان کا صوبیدار بناؤں۔ ابن الاہتم بولے کہ امیر المومنین جناب والا کسی شخص کا نام لیں جس کسی کا آپ نام لیں گے اس کے متعلق میں اپنی رائے ظاہر کروں گا کہ آیا اس شخص کا تقرر اس خدمت کے لیے موزوں اور مناسب ہوگا یا نہ ہوگا۔

ابن الاہتم کی تجویز:

سلیمان نے ایک قریشی کا نام پیش کیا۔ اس پر ابن الاہتم نے صرف یہی جواب دیا کہ ان صاحب کو خراسان کا مطلقاً تجربہ نہیں ہے۔ سلیمان نے عبدالملک بن المہلب کا نام لیا۔ ابن الاہتم نے کہا کہ نہیں یہ بھی مناسب نہیں۔ پھر سلیمان نے متعدد لوگوں کے نام لیے اور آخر میں وکیع بن سود کا نام پیش کیا۔ اس پر ابن الاہتم نے کہا کہ اگرچہ اس میں شک نہیں کہ وکیع نہایت ہی بہادر اور دلیر ہیں مگر صوبیداری کے اہل نہیں۔ علاوہ بریں انہیں جب کبھی تین سو آدمیوں کی قیادت ملی انہوں نے اپنے سپہ سالار سے بغاوت کی۔ سلیمان نے کہا کہ اب تم ہی کسی ایسے شخص کو ہم کو بتاؤ کہ جو اس خدمت کے لیے موزوں ہو۔ ابن الاہتم نے کہا کہ ہاں ایک اور صاحب ہیں جن کا نام آپ نے نہیں لیا ہے۔ سلیمان نے کہا تو تم ان کا نام بتاؤ۔ ابن الاہتم نے کہا کہ آپ اسے مجھ سے راز میں رکھیں گے اور اگر انہیں اس بات کا علم ہو جائے تو مجھے ان کی ناراضی سے محفوظ رکھیں گے تو میں ان کا نام بتا دیتا ہوں۔ سلیمان نے کہا اچھا بتاؤ وہ کون ہیں؟ ابن الاہتم نے یزید بن المہلب کا نام لیا۔ سلیمان نے کہا کہ وہ تو عراق میں ہیں اور خراسان کے مقابلہ میں وہ عراق میں رہنے کو بہت زیادہ پسند کرتے ہیں بھلا وہ کاہے کو اسے منظور کریں گے۔ ابن الاہتم نے کہا کہ ہاں میں خود اس بات سے واقف ہوں مگر آپ انہیں خراسان جانے کے لیے مجبور کریں۔ عراق پر ایک دوسرے شخص کو گورنر مقرر کریں اور انہیں خراسان بھیج دیں۔ سلیمان نے کہا کہ تمہاری رائے مناسب ہے میں ایسا ہی کروں گا۔

امارت خراسان پر یزید بن مہلب کا تقرر:

چنانچہ سلیمان نے خراسان کی گورنری پر یزید کے تقرر کا فرمان لکھوایا اور نیز ایک خط بھی اسے لکھا کہ میں نے ابن الاہتم کو عقل اور مشورہ میں ویسا ہی پایا جیسا کہ تم نے اپنے خط میں لکھا تھا۔ یہ خط اور فرمان تقرر دونوں ابن الاہتم کو دے دیے۔ ابن

الاہتم سات روز کی منزل طے کر کے پاس آئے۔ یزید نے پوچھا کیا کر کے آئے۔ ابن الاہتم نے وہ خط نکال کر دیا۔ یزید بولا۔ تجھ ہمارے فائدہ کی بھی بات ہو گئی۔ پھر ابن الاہتم نے فرمان تقرر ان کے حوالے کیا۔

مخلد بن یزید کی روانگی خراسان:

یزید نے اسی وقت سے سفر کی تیاری شروع کر دی۔ اپنے بیٹے مخلد کو اپنے آگے خراسان روانہ کیا۔ مخلد اسی روز خراسان روانہ ہو گیا۔ پھر یزید بھی چلا۔ واسط پر جراح بن عبداللہ حکمی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ عبداللہ بن ہلال الکلابی کو بصرہ کا عامل مقرر کیا اور مروان بن المہلب کو جس پر یزید اپنے تمام اور بھائیوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ اعتماد کرتا تھا۔ اپنی جائداد اور دوسرے مال و اسباب کے انتظام و نگرانی کے لیے بصرہ بھیجا۔

وکیع بن ابی سود کی قدر و منزلت:

اسی معاملے کے متعلق ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وکیع بن ابی سود نے قتیبہ کا سر سلیمان کے پاس بھیجا اور اس کے ساتھ ہی اپنی اطاعت کا یقین دلایا تو اس سے سلیمان کے دل میں اس کی خاص وقعت و منزلت ہو گئی۔ اسی وجہ سے یزید بن المہلب نے ابن الاہتم کو ایک اور مطلب سے کہ سلیمان کے پاس بھیجا تا کہ وہ وکیع کی جانب سے سلیمان کے خیالات بدل دے۔

ابن الاہتم کی وکیع کے خلاف شکایت:

ابن الاہتم نے سلیمان سے جا کر کہا کہ اگرچہ میرے دشمن کو قتل کر کے اور میرا بدلہ لے کر وکیع نے مجھ پر ایک ایسا احسان عظیم کیا ہے جس کا شکر اور اقرار مجھ پر ضروری ہے۔ مگر امیر المومنین کے احسانات مجھ پر اس سے بھی زیادہ ہیں اس لیے آپ کی خیر خواہی مجھے اس امر کے اظہار پر مجبور کرتی ہے کہ میں آپ کو بتا دوں کہ جب کبھی ایک چھوٹی سی جماعت بھی وکیع کے ماتحت ہوئی اس کے دل نے فوراً اسے بدعہدی کی سوجھی۔ جماعت ہمیشہ کے ساتھ ہو کر اس نے کوئی نمایاں کامیابی بھی حاصل نہیں کی البتہ غدر و بغاوت میں اس کی کارستانیاں خاص وقعت رکھتی ہیں۔

سلیمان کہنے لگا تو پھر یہ تو ایسا آدمی نہیں ہے کہ جس کی خدمات سے ہم کام لیا کریں۔

بنی قیس کا قتیبہ کے بارے میں بیان:

بنی قیس کہا کرتے تھے کہ قتیبہ نے کبھی خلیفۃ المسلمین سے بغاوت نہیں کی۔ اور جب سلیمان نے یزید کو عراق کا حاکم و گورنر مقرر کیا تو انہیں حکم دیا کہ جا کر دیکھو اگر بنی قیس اس بات کی دلیل پیش کریں کہ قتیبہ نے کبھی بغاوت نہیں کی اور نہ وہ ہماری اطاعت سے منحرف ہوا تو اس ثبوت کے ساتھ ہی وکیع کو قید کر دیا جائے۔ یزید نے اپنے بیٹے مخلد کو وکیع کی جانب اپنے آگے روانہ کیا۔

مخلد بن یزید کی مرو میں آمد:

مخلد جب مرو کے قریب پہنچا تو اس نے عمرو بن عبداللہ بن سنان العتکی ثم الصنابحی کو اپنے آگے بھیجا۔ عمرو نے مرو پہنچ کر وکیع سے کہا کہ مجھ سے آ کر ملو۔ وکیع نے انکار کر دیا۔ عمرو نے پھر بلا بھیجا کہ اے بیوقوف احمق اپنے امیر کا استقبال کر۔ سب مرو کے سردار آ گئے اور مخلد سے ملنے گئے مگر وکیع اب تک پیشوائی کے لیے لیت و لعل کرتا رہا۔ آخر کار عمرو العتکی نے اسے بھیجا۔ جب یہ سب لوگ مخلد کے پاس پہنچے اپنی سواریوں سے اتر پڑے۔ وکیع، محمد بن حمران السعدی اور عباد بن لقیط متعلق بنی قیس بن ثعلبہ

گھوڑوں سے [illegible] دیا۔

وکیع کی گرفتاری

[illegible]

[illegible] کیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی یزید پر نکتہ چینی

جب یزید نے اہل شام [illegible]

[illegible] ہیں۔

امیر حج سلیمان بن عبدالملک

یزید نے [illegible] عبدالملک [illegible] کر دیا۔

[illegible]

[illegible]

جگہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کو مکہ کا گورنر مقرر کیا۔ اس سنہ میں ان تمام علاقوں پر وہی لوگ والی تھے جو سنہ گزشتہ میں تھے۔ البتہ خراسان کا حاکم اس سال یزید تھا اور یزید کی جانب سے جہم بن زحر بن قیس الجعفی کو جرجان کا حاکم مقرر کیا۔ پھر یزید نے بشیر بن حسان النہدی کو کوفہ کا والی مقرر کر دیا۔

۹۸ھ کے واقعات۔

اس سنہ میں سلیمان نے اپنے بھائی کو قسطنطنیہ بھیجا اور حکم دیا کہ جب تک شہر اور لشکر ختم نہیں ہو جاتے بغیر فتح کیے واپس نہ آنا۔ مسلمہ نے موسم سرما اور گرما دونوں قسطنطنیہ کے سامنے ہی بسر کیے۔

مسلمہ بن عبدالملک کی قسطنطنیہ پر فوج کشی:

جب مسلمہ قسطنطنیہ کے قریب پہنچا تو اس نے اپنے تمام سواروں کو حکم دیا کہ وہ دو دو مد غلہ اپنے گھوڑوں کے پیچھے باندھ کر لے چلیں۔ قسطنطنیہ پہنچ کر حکم دیا کہ تمام غلہ ایک جگہ جمع کیا جائے۔ چنانچہ غلہ کا ایک انبار لگ گیا۔ پھر حکم دیا کہ اس غلہ میں سے کوئی نہ کھائے۔ دشمنوں کے علاقے میں غارت گری کرو اور زراعت کرو۔

مسلمہ بن عبدالملک کی حکمت عملی:

مسلمہ نے لکڑی کے مکانات بھی بنوا لیے۔ جن میں مسلمانوں نے جاڑا بسر کیا۔ لوگوں نے زراعت کی اور وہ غلہ جو ساتھ لائے تھے وہ بدستور کھلے میدان میں پڑا رہا [illegible]۔ پہلے تو لوٹ مار سے جو غلہ حاصل ہوا اسے لوگ کھاتے رہے پھر اپنی زراعت کی پیداوار پر گزر کرتے رہے۔ اس طرح مسلمہ قسطنطنیہ کے سامنے اس کے باشندوں پر پوری طاقت کا دباؤ رکھتے ہوئے اور ان کو تنگ کیے پڑا رہا۔ مسلمہ کے ساتھ شام کے بعض بڑے علمائے دین بھی تھے۔ جن میں خالد بن معدان، عبداللہ بن ابی زکریا الخزاعی اور مجاہد بن جبیر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ سب لوگ اسی طرح وہاں مقیم تھے کہ اتنے میں سلیمان بن عبدالملک کی موت کی خبر ان کو پہنچی۔ سلیمان نے خلیفہ ہونے کے بعد رومیوں سے جہاد کی ٹھانی۔ مقام دابق میں آ کر قیام کیا اور مسلمہ کو آگے بڑھایا۔ رومی اس سے ڈر کر بھاگے۔

الیون اور ابن ہبیرہ کی گفتگو:

لیون آرمینیا سے آیا۔ اس نے مسلمہ سے کہا کہ آپ میرے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجئے جو مجھ سے گفتگو کرے۔ مسلمہ نے ابن ہبیرہ کو بھیج دیا۔ ابن ہبیرہ نے الیون سے پوچھا کہ تم کسے احمق سمجھتے ہو؟ لیون نے کہا احمق وہ ہے جو اپنا پیٹ ہر اس چیز سے جو اسے ملے بھر لے۔ ابن ہبیرہ بولے کہ ہم ایک خاص مذہب کے پیرو ہیں اور ہمارے فرائض دینی میں امراء کی اطاعت بھی شامل ہے۔ الیون نے کہا کہ آپ ٹھیک فرماتے ہیں۔ اب تک تو ہم اور آپ اپنے مذہب کی خاطر ایک دوسرے سے برسر پیکار رہے ہیں۔ مگر آج ہماری اور آپ کی لڑائی محض ملک اور اقتدار کی خاطر ہے۔ ہم ایک آدمی کے عوض ایک ایک دینار دینے کے لیے تیار ہیں۔

ابن ہبیرہ دوسرے دن پھر رومیوں کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے مسلمہ سے آپ کا پیغام پہنچا دیا۔ مگر انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جب مسلمہ ان کے پاس گیا تو وہ خوب شکم سیر ہو کر ان کا کھانا کھا رہے تھے۔ جب وہ بیدار ہوئے تو غلہ کا ان پر غلبہ تھا اس لیے انہیں اسی طرح یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ کس سے کیا کہیں۔

الیون کی چال:

تمام رومی سرداروں نے الیون سے کہا کہ اگر تم مسلمہ کو کسی حیلے سے یہاں سے واپس جانے پر مجبور کر دو تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ بنا لیں گے۔ جب ان سرداروں سے اپنا عہد کا اس سے پوری طرح معاہدہ کر لیا۔ تو الیون مسلمہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ رومیوں کو یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ جب تک یہ سامان خوراک آپ کے پاس ہے آپ ان کے مقابلہ میں انتہائی شجاعت اور بہادری سے جنگ آزما رہیں گے اور اگر آپ ان غلے کے ذخیرہ کو جلا دیں تو وہ لوگ آپ کی سراطاعت خم کیے دیتے ہیں۔

سلیمان بن عبدالملک کا عہد

مسلمہ الیون کی باتوں میں آ گئے اور انہوں نے تمام غلہ کو آگ لگا دی۔ اب دشمن کی طاقت بڑھ گئی اور مسلمانوں کی حالت اس قدر سقیم ہو گئی کہ سب کے سب ہلاکت کے قریب پہنچ گئے۔ ابھی تک ان کی یہی حالت تھی کہ سلیمان نے دابق میں انتقال کیا۔

سلیمان نے دابق میں فروکش ہونے کے وقت اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ تاوقتیکہ فوج قسطنطنیہ میں داخل نہ ہو جائے گی۔ میں یہاں سے واپس پلٹ کر نہ جاؤں گا۔

قیصر روم کا انتقال:

اسی دوران میں قیصر روم بھی مر گیا۔ الیون مسلمہ کے پاس آیا اور قیصر کی موت کی خبر اسے سنائی اور وعدہ کیا کہ میں سلطنت روما کو تیرے حوالے کر دوں گا۔ مسلمہ اس کے ساتھ ہو لیے۔ قسطنطنیہ کے سامنے لشکر ڈال دیا۔ جس قدر سامان خوراک اس کے پاس تھا اس کے ساتھ تھا اسے [illegible] کر کے باشندگان قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا۔

الیون کا مسلمہ سے فریب:

الیون رومیوں کے پاس آیا۔ رومیوں نے اسی کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اب الیون نے مسلمہ کو خط کے ذریعہ [illegible] اور اس کے ساتھ یہ بھی درخواست کی کہ آپ اس قدر غلہ بھیج دیجیے جس سے کہ شہر کی آبادی زندہ رہ سکے تمام رومی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ میری اور آپ کی غرض و غایت ایک ہی ہے۔ نیز وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ہم بھوکے رہے تو غلام بنایا جائے گا اور مذبوح البحر یہ ہو جائے گا۔ ایک رات کے لیے آپ انہیں اجازت دے دیں کہ وہ آپ کے پاس سے غلہ خرید کر لے آئیں۔

مسلمہ بن عبدالملک کی حماقت:

الیون نے غلہ لے جانے کے لیے پہلے ہی سے بہت سی کشتیوں اور ملاحوں کا انتظام کر رکھا تھا۔ مسلمہ نے اس بات کی اجازت دے دی اور ایک ہی رات میں رومی اس قدر کثیر مقدار میں غلہ لے گئے کہ مسلمہ کے پاس کچھ نہ بچا۔ صبح ہوتے ہی الیون جنگ کی مسلمہ کے مقابلہ پر آ گیا۔ دھوکے سے ایسا احمق بنایا کہ اگر عورت بھی اس طرح احمق ہونے کے ایسا دھوکا کھاتی تو لوگ اسے بھی معیوب و ملزم ٹھیراتے۔ مسلمانوں کی فوج کو اس قدر تکلیف برداشت کرنی پڑی کہ جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی تھی۔ ان کو یہ حال ہو گیا کہ پڑاؤ کے باہر جانے سے ڈرتے تھے۔ تمام جانوران کے چمڑے درختوں کی جڑیں پتے اور [illegible] کے علاوہ جو کچھ سامنے آ گیا اسے کھا گئے۔ اگرچہ سلیمان بھی دابق ہی میں مقیم تھا مگر موسم سرما شروع ہو چکا تھا اور اس لیے وہ اس فوج کو کوئی امداد نہ پہنچا

ملا اسی سال میں سلیمان نے انتقال کیا۔

ایوب کی ولی عہدی کی بیعت

اسی سنہ میں سلیمان نے اپنے بیٹے ایوب کی ولی عہدی کے لیے لوگوں سے بیعت لی۔ اسی طرح عبدالملک نے ولید اور سلیمان سے اپنی زندگی میں [illegible] بیعت لی تھی [illegible] دونوں [illegible] کے بعد ان سے بیعت لے لی۔

ایوب بن سلیمان کا انتقال

اسی سال [illegible] سلیمان کے عہد خلافت میں جب کہ سلیمان [illegible] ایوب [illegible] وفات پائی۔ اس سے [illegible] سلیمان نے اپنے بیٹے ایوب کے لیے بیعت لے لی [illegible] اسی امید میں رہا کہ شاید موت ان کے قبضے سے مجھ کو بچا دے مگر خود ایوب سلیمان کے ولی عہد کی حیثیت میں [illegible] ہو گیا۔

صقالبہ کی فتح

اسی سنہ میں شہر صقالبہ [illegible] ۹۸ ہجری میں مسلمہ [illegible] اس وقت مسلمہ کے [illegible] بہت تھوڑی فوج تھی۔ سلیمان نے اس کی امداد کے لیے [illegible] قیس [illegible] فوج کے ساتھ بھیجا۔ [illegible] مسلمانوں کے خلاف صقالبہ کی جانب [illegible] نے انہیں شکست دی [illegible] کو شہید کر دیا۔

الولید بن ہشام و عمرو بن قیس کا جہاد

اسی سنہ میں الولید بن ہشام اور عمرو بن قیس نے جہاد کیا۔ [illegible] بہت سے [illegible] ولید نے رومیوں کے [illegible] بہت سے [illegible] کو قتل کر دیا [illegible]

اسی سنہ میں یزید بن المہلب نے [illegible] اور [illegible] پر چڑھائی کی۔

دہستان کا محاصرہ

[illegible] محمد بن [illegible] دہستان [illegible] آیا [illegible] اپنے بیٹے مخلد کو [illegible] حاکم بنا دیا [illegible] دہستان آیا [illegible] یزید نے [illegible] محاصرہ کر لیا۔ یزید کے ہمراہ [illegible] کی فوج تھی [illegible] اسی طرح [illegible] اور [illegible] ان کے [illegible] تھے۔

ترکوں سے جنگ

ترک اپنے شہر سے نکل کر مسلمانوں سے لڑتے مگر [illegible] پسپا کر دیتے [illegible] اپنے قلعہ میں جا چھپتے [illegible] میدان میں [illegible] دونوں حریفوں میں [illegible]

محمد بن عبدالرحمن بن ابی سبرہ

یزید کے [illegible] محمد بن عبدالرحمن بن ابی سبرہ [illegible] کے خاندان [illegible]

[illegible]

[illegible]

ابن ابی سرح [illegible] سے گفتگو

[illegible]

ابن ابی سرح کی شجاعت

[illegible]

بربریوں کا اچانک حملہ:

[illegible]

دہستان پر یزید بن مہلب کا قبضہ:

یزید نے محاصرہ قائم رکھا۔ شہر کے چاروں طرف فوجیں متعین کر دیں۔ سامان خوراک کی بہم رسانی مسدود کر دی۔ جب محاصرین کی تکلیفیں بڑھ گئیں۔ فاقے ہونے لگے اور مسلمانوں سے لڑنے کی طاقت نہ رہی تو دہستان کے رئیس نے یزید کے پاس صلح کی درخواست بھیجی اور یہ درخواست کی کہ میں اس شرط پر صلح کے لیے آمادہ ہوں کہ آپ مجھے میرے خاندان والوں کو امان دیجیے میرے مال و متاع پر ہاتھ نہ ڈالیے تو میں اس شہر اس کے باشندوں اور جو کچھ اس میں ہے سب کو آپ کے حوالے کیے دیتا ہوں۔

یزید نے یہ شرائط منظور کر کے صلح کر لی۔ اپنے وعدہ کا ایفا کیا۔ شہر میں داخل ہوا۔ بے انتہا مال و اسباب نقد و جنس اور لونڈی غلام وہاں سے اسے ملے کہ جن کا کوئی شمار نہ تھا۔ چودہ ہزار ترکوں کو تلوار سے قتل کر دیا اور سلیمان کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی۔

جرجان میں یزید کا استقبال:

یزید یہاں سے روانہ ہو کر جرجان آیا۔ اہل جرجان کبھی تو ایک لاکھ کبھی دو لاکھ اور کبھی تین لاکھ درہم دیا کرتے تھے اور اسی پر ان سے صلح کر لی تھی۔ جب یزید جرجان آیا تو اہل جرجان نے اس کا استقبال کیا اور صلح کی درخواست کی۔ اس سے خوف زدہ ہو کر خراج میں دونا زیادتی کر دی۔ یزید نے سعد بن عبداللہ الازدی کو جرجان پر اپنا قائم مقام بنایا اور اصبہبذ کے مقابلے کے لیے طبرستان چلا۔

اصبہبذ کا محاصرہ:

یزید کے ہمراہ مزدور بیلدار بھی تھے جو درختوں کو کاٹ کر ان کے لیے راستہ صاف کرتے جاتے تھے۔ آخرکار یزید اصبہبذ کے سامنے پہنچ گیا۔ اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے تمام علاقہ پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اصبہبذ یزید سے صلح کی درخواست کرتا رہا اور نیز اس نے زر خراج میں اضافہ کرنے کا اقرار کیا۔ مگر یزید نے اس امید میں کہ شہر فتح ہو جائے گا صلح کی درخواست منظور نہیں کی۔

سردار دیلم اور ابن ابی سبرہ کا مقابلہ:

ایک روز یزید نے اپنے بھائی ابو عیینہ کو اہل کوفہ و بصرہ کی ایک جماعت کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ ابو عیینہ دشمن کے دروں سے پہاڑ پر چڑھنے لگے۔ مگر اصبہبذ نے پہلے ہی دیلم سے کہلا بھیجا تھا کہ تم دشمن کی پیش قدمی میں مزاحمت کرنا۔ اہل دیلم نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ دونوں حریف گتھم گتھا ہو گئے۔ تھوڑی دیر تک مسلمانوں نے ان کو الجھائے رکھا اور پھر پسپا کر دیا۔ دیلم کے سردار نے مبارز طلبی کی۔ ابن ابی سبرہ اس کے مقابلے کے لیے نکلا۔ دونوں بہادروں میں تنہا جنگ ہوئی۔ ابن ابی سبرہ نے دیلم کے ایک سردار کو قتل کر دیا۔ اب دیلم شکست کھا کر بھاگے۔ مسلمان دروں کے دہانے تک پہنچ گئے اور اب ان میں سے آگے بڑھنے لگے۔

مسلمانوں کی پسپائی:

دشمن نے پہاڑوں کی چوٹیوں سے ان پر تیر اور پتھر برسانے شروع کیے۔ مسلمان دروں کے دہانے سے پسپا ہو گئے۔ مگر نہ کوئی زیادہ خون ریز جنگ یہاں ہوئی اور نہ دشمن نے ان کے تعاقب میں کوئی قابل تعریف بہادری یا جرأت کا اظہار کیا۔ البتہ خود مسلمان اس قدر بدحواسی سے پسپا ہوئے کہ ایک دوسرے پر چڑھے جاتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے پہاڑوں کے کھڈوں میں گر پڑے۔

اسی حالت میں خدا تعالیٰ کے [illegible] کے پڑاؤ میں پہنچ کر بھی ان لوگوں نے صبر [illegible] تھے۔

اصبہبذ کی اہل جرجان سے امداد طلبی:

یزید کی خبر سن کر [illegible] اصبہبذ نے اہل جرجان سے [illegible] مسلمانوں پر حملہ کر دو [illegible] جرجان میں چھوڑ آئے ہیں [illegible] مال لوٹ [illegible] قتل کر [illegible] تو بھی نہیں [illegible] کوئی [illegible] اہل جرجان [illegible] ہو گئے۔ اور ان مسلمانوں کو جو یزید اپنے پیچھے جرجان میں چھوڑ آیا تھا ان پر اچانک حملہ کر کے ان میں سے [illegible] شہید کر ڈالا۔ [illegible] نے ایک مقام پر پناہ لی [illegible] وقت میں [illegible] اس کی امداد کے لیے آ گیا۔

اصبہبذ سے مصالحت

یزید جب تک اصبہبذ کے علاقہ میں اس کے مقابلہ پر [illegible] تھا۔ پھر دونوں میں صلح ہو گئی [illegible] طے پائی کہ اصبہبذ [illegible] چار لاکھ [illegible] اور چار سو [illegible] زعفران کے [illegible] اس پر [illegible] ایک [illegible] اس سے پہلے مسلمانوں نے اصبہبذ سے صرف [illegible] پر صلح کی تھی۔

اب یزید اور اس کی فوج اصبہبذ کے علاقہ سے واپس ہوئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ شکست خوردہ فوج ہے مگر بات یہ ہے کہ اہل جرجان کی بد عہدی [illegible] فتح [illegible] اس طرح [illegible]۔

اہل جرجان کی بدعہدی:

یزید کی اہل جرجان سے صلح کرنے کے بارہ میں ایک روایت یہ ہے کہ سب سے پہلے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے اہل جرجان سے صلح کی تھی مگر پھر اہل جرجان نے اس معاہدہ کو پس پشت ڈال دیا اور صلح [illegible] سعید رضی اللہ عنہ کے بعد کسی نے جرجان کا رخ نہیں کیا۔ اہل جرجان نے اپنے علاقہ سے مسلمانوں کو گزرنے بھی نہ دیتے تھے [illegible] راستہ بند ہو گیا تھا [illegible] سب سے پہلے قتیبہ بن مسلم نے اپنے [illegible] کے جانے کے وقت قومس سے یہ راستہ طے کیا۔

وادی مصقلہ:

پھر جب معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مصقلہ نے دس ہزار فوج کے ساتھ طبرستان پر چڑھائی کی [illegible] اس کی [illegible] ان پر [illegible] کر دیا۔ اور سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ جس وادی میں مسلمانوں کی یہ فوج تباہ ہوئی اس کا نام وادی مصقلہ ہو گیا۔ اور اسی واقعہ سے یہ ضرب المثل بھی پیدا ہوئی۔ "حتی یرجع مصقلۃ من طبرستان" یعنی یہ کہ مصقلہ طبرستان سے واپس آ جائے یعنی کبھی نہیں۔

اہل جرجان کی اطاعت:

جب سعید رضی اللہ عنہ نے اہل جرجان سے صلح کی تو ان کے بعد اہل جرجان کبھی ایک [illegible] دیتے تھے اور کبھی [illegible] تھے [illegible]

انہوں نے سعید سے صلح کی تھی اور کبھی کبھی دو لاکھ اور تین لاکھ دے دیتے تھے کبھی اسے ادا کرتے تھے اور کبھی بالکل ہی نہیں دیتے تھے۔ آخر کار انہوں نے خراج دینا بند کر دیا اور معاہدے کی خلاف ورزی کی۔ جب یزید جرجان آیا تو کسی نے اس کے مقابلے میں ہتھیار نہیں اٹھائے اور جب اس نے صول سے صلح کر لی اور بحیرہ و دہستان فتح کر لیے تو اہل جرجان نے بھی انہیں شرائط پر صلح کر لی جن پر سعید بن العاص نے کی تھی۔

صول فیروز بن قول

صول ترکی دہستان اور بحیرہ میں آکر فروکش ہوا کرتا تھا (بحیرہ سمندر میں ایک جزیرہ تھا جو دہستان سے پانچ فرسخ کے فاصلہ پر تھا۔ یہ دونوں مقام جرجان سے متعلق ہیں اور خوارزم کے متصل واقع ہیں) صول فیروز بن قول جرجان کے تعلقہ دار کے سرحدی علاقہ پر غارت گری کرتا تھا۔ اور بحیرہ اور دہستان کو واپس آجاتا تھا۔

فیروز کی معزولی:

اسی اثنا میں فیروز اور اس کے چچیرے بھائی مرزبان کے درمیان کوئی تنازعہ پیدا ہوا۔ مرزبان نے فیروز کو معزول کر دیا۔ فیروز بیاسان چلا آیا اور اسے خوف ہے کہ صول یہاں آکر بھی مجھ پر غارت گری کرے گا۔ یہ خراسان میں یزید کے پاس چلا آیا۔ صول نے جرجان پر قبضہ کر لیا۔

فیروز اور یزید بن مہلب:

یزید نے فیروز سے اس کے پاس آنے کی وجہ دریافت کی۔ فیروز نے کہا کہ صول سے ڈر کر آپ کے پاس بھاگ آیا ہوں۔ یزید نے کہا اس سے مقابلہ کی کوئی تدبیر ہو سکتی ہے۔ فیروز نے کہا جی ہاں ایک ترکیب ہے کہ اگر آپ اس پر قابو پا گئے تو اسے قتل کر ڈالیں گے یا وہ ہتھیار ڈال دے گا۔ یزید نے کہا وہ تدبیر بتاؤ۔

فیروز کا یزید بن مہلب کو مشورہ

فیروز نے کہا کہ اگر صول جرجان سے نکل کر بحیرہ چلا جائے اور وہاں جم کر آپ اس کا محاصرہ کر لیں تو آپ ضرور فتح مند ہوں گے۔ آپ اصبہبذ کو ایک خط لکھیے اس میں یہ لکھیے کہ اس سے درخواست کیجیے کہ وہ کسی طرح صول کو جرجان میں روکے رہے اور مجھے یقین ہے کہ چونکہ اصبہبذ صول کی بہت تعظیم و توقیر کرتا ہے۔ اس لیے وہ ضرور اس خط کو بطور تقرب حاصل کرنے کے لیے صول کے پاس بھیج دے گا اور اس طرح ہمارا یہ مقصد حاصل ہو جائے گا کہ صول جرجان سے بحیرہ چلا جائے گا۔

یزید کا حاکم طبرستان کے نام خط

یزید نے حاکم طبرستان کو لکھا کہ میں صول پر چڑھائی کرنا چاہتا ہوں وہ اس وقت جرجان میں مقیم ہے مجھے یہ خوف ہوا کہ اگر میرے اس ارادے کا اسے علم ہو گا تو وہ فوراً بحیرہ چلا جائے گا اور وہ ایک مستحکم مقام ہے کہ وہاں ہم کسی طرح اس پر فتح نہ پا سکیں گے اور چونکہ وہ تمہاری بات مانتا ہے اور تم سے مشورہ لیتا ہے اس لیے اگر تم اسے جرجان میں روکے رکھو اور بحیرہ نہ جانے دو تو میں تمہارا بڑا احسان مند ہوں گا اب تم کسی نہ کسی طرح اسے جرجان ہی میں روکے رکھو تاکہ جب وہ جرجان میں ہو تو میں ضرور اس پر فتح پالوں گا۔

اصبہبد نے خود سمجھ لیں سے صول کے پاس بھیج دیا۔ صول نے بھی اطلاع پاتے ہی کہ یزید جرجان سے چل پڑے ہیں تیاری کا حکم دیا اور بحیرہ کے قلعہ میں بند ہو کر مقابلہ کی ٹھان لی۔ یہ سارا خزانہ بھی اپنے ساتھ لے گئے۔

فتح جرجان

یزید جب اس کام سے فارغ ہو گئے تو فوجوں کے ساتھ جرجان کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ قبیلہ [illegible] ان کے ہمراہ تھے۔ یزید نے اپنے بیٹے مخلد کو خراسان پر اپنا قائم مقام بنایا اور تیز رفتاری سے سفر کرتے ہوئے [illegible] طبرستان پر حاکم [illegible] جرجان آیا۔ اس زمانہ میں جرجان کوئی شہر نہ تھا بلکہ [illegible] ایک محدود علاقہ تھا جس کے چاروں طرف سے گھیرا تھا ان پر پہاڑوں کی دیواریں [illegible] تھے جن کے بالائی جانب پر بلکہ چوڑائی [illegible] اگر ایک شخص دروازے پر کھڑا ہو جائے تو کسی کی ہمت نہیں کہ اندر داخل ہو سکے۔

صول کا محاصرہ

غرض یزید بغیر کسی مقابلہ اور مزاحمت کے جرجان میں داخل ہو گئے۔ بہت سا مال غنیمت ان کے ہاتھ لگا اور مرزبان نے اطاعت قبول کی۔ اب یزید نے بحیرہ کا رخ کیا اور صول کا محاصرہ کر لیا۔ صول کئی دن تک محصور رہ کر نکل کر یزید سے لڑتا اور پھر قلعہ میں جا بیٹھتا۔ یزید کے ساتھ کوفہ اور بصرہ دونوں شہروں کی فوجیں تھیں۔

ابن ابی سبرہ پر ترکوں کا حملہ

اب یہاں اس روایت میں دو قصے اور جڑ جاتے ہیں۔ ایک محمد بن ابی سبرہ کا قصہ بیان کیا گیا ہے [illegible] ابن ابی سبرہ کے ترکوں پر حملہ آور ہونے کے سلسلہ میں بیان ہے [illegible] بیان کی گئی ہے کہ [illegible] ترک کی تلوار [illegible] روانہ ہوئی۔

ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ جرجان میں ترکوں سے مقابلہ ہوا تھا کہ بہت سے ترکوں نے انہیں گھیر لیا اور چاروں طرف سے تلواروں سے ان پر وار کرنے لگے۔ اس موقع پر ان کے ہاتھ میں [illegible] ٹوٹ گیا۔

صول کی امان طلبی:

جب حالت کا یہ حال ہو گیا تو ترک اپنے قلعہ سے نکل نکل کر مسلمانوں سے دو دو ہاتھ کر لیتے اور پھر قلعہ کے اندر جا کر پناہ لیتے۔ آخر کار ترکوں کو پانی پینے کا سامان [illegible] ختم ہو گیا تو صول صاحب کو ہوش آیا۔ اس نے صلح کی درخواست کی۔ یزید نے منظور کر لیا اور کہا کہ اسی وقت تک صلح کی جائے گی جب تک صول کی شرائط پورے ہوتے رہیں گے۔ صول نے اس شرط کی اطلاعت کا اظہار کیا البتہ یہ کہا کہ آپ مجھے میرے ذاتی مال و اسباب اور میرے خاندان اور رفقاء میں سے [illegible] کو امان دیں۔ [illegible] لے سکتے ہیں۔

مال غنیمت کی تقسیم:

یزید نے یہ شرط مان لی۔ صول نے تمام مال و متاع اور اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر یزید کے پاس چلا آیا۔ یزید نے چودہ ہزار ترکوں کو پکڑ کے قتل کر دیا اور باقیوں کو بیچ دیا۔

اس وقت فوج نے یزید سے اپنی تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ یزید نے ادریس بن حنظلہ العمی کو بلا کر کہا کہ شہر میں جس قدر روپیہ، اسباب ہو اس کی مجموعی تعداد و مقدار ہمیں بتاؤ تاکہ اس سے فوج کی تنخواہیں دی جائیں۔

ادریس شہر میں داخل ہوئے۔ اس قدر مال غنیمت وہاں سے ملا کہ جس کا وہ شمار و اندازہ نہ کر سکے۔ یزید سے آ کر کہا کہ اس قدر مال غنیمت شہر میں ہے کہ اس کا تفصیلی حساب تو نہیں ہو سکتا۔ البتہ چونکہ وہ بوروں میں بھرا ہوا ہے اس لیے ہم تمام بوریوں کو شمار کر لیتے ہیں اور اس طرح ہمیں مجموعی تعداد کا علم ہو جائے گا اور پھر ہم فوج سے کہہ دیں گے کہ وہ جتنا جی چاہے لے لے۔ اس طرح جو شخص کوئی شے لے گا ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ گیہوں، جو، چاول، تل اور شہد میں سے اس قدر خرچ ہوا ہے۔

یزید نے کہا اچھا مناسب ہے یہی کیجیے۔ لوگوں نے ہر قسم کی تمام بوریوں کا شمار کر لیا اور بتا دیا کہ اس بوری میں فلاں غلہ ہے اور فوج کو حکم دے دیا کہ جو چاہو لے لو۔ اب ہر شخص کپڑا، غلہ یا کوئی اور چیز لے کر نکلتا۔ اور محصل نے اس کا حساب لکھ لیا۔ اس طرح اس روز فوج والوں نے بہت سی چیزیں لے لیں۔

محمد بن واسع اور تاج کا واقعہ:

شہر بن حوشب یزید کا مہتمم خزانہ تھا۔ کسی شخص نے یزید سے اس کی شکایت کی کہ اس نے ایک چمڑے کا بیگ لے لیا ہے۔ یزید نے اس کے متعلق شہر سے دریافت کیا۔ شہر اس بیگ کو لے آئے۔ یزید نے اس شخص کو بلایا جس نے شکایت کی تھی اسے خوب گالیاں دیں اور شہر سے کہا کہ تم اس بیگ کو لے جاؤ۔ مگر اب شہر نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ یزید کو جرجان میں ایک مرصع تاج ملا۔ یزید نے اپنے لوگوں سے پوچھا کہ کیا کوئی ایسا ہے جو اس تاج کے لینے سے انکار کرے۔ سب نے جواب دیا کہ کوئی نہیں۔ یزید نے محمد بن واسع الازدی کو بلایا اور کہا کہ یہ تاج آپ کی نذر ہے۔ محمد بن واسع نے کہا کہ میں اسے لے کر کیا کروں گا۔ یزید نے کہا کہ میں نے تو اسے آپ کو دینے کا عزم کر لیا ہے۔ محمد نے تاج لے لیا اور باہر چلے آئے۔

یزید نے ایک شخص کو حکم دیا کہ تم دیکھتے رہو کہ محمد اس تاج کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ راستہ میں محمد کو ایک سائل ملا۔ محمد نے سائل کو وہ تاج دے دیا۔ اب اس شخص نے جسے یزید نے اسی بات کو دیکھنے کے لیے متعین کیا تھا سائل کو پکڑ لیا اور اسے یزید کے سامنے لایا۔ یزید نے اسے بہت سا روپیہ دے کر تاج واپس لے لیا۔

فتح جرجان کی اہمیت:

سلیمان کی یہ عادت تھی کہ جب قتیبہ کسی جگہ کو فتح کرتا تو وہ یزید سے کہتا کہ دیکھو خداوند عالم قتیبہ کے ہاتھوں کیسی کیسی فتوحات عطا کرتا ہے۔ یزید کہتا مگر آپ ابھی دیکھیے کہ جرجان نے کیا اودھم مچا رکھا ہے۔ شاہراہ اعظم کو آمد و رفت کے لیے مسدود کر دیا ہے جس کی وجہ سے قومس اور ابرشہر کی حالت بھی خطرناک ہو گئی ہے اور جرجان کے مقابلہ میں یہ فتوحات کوئی چیز نہیں ہیں۔ غرض کہ جب یزید کو خراسان عطا ہوا تو اس کا خاص مقصد یہی تھا کہ جس طرح ہو سکے جرجان کو فتح کروں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جرجان پر حملہ کرنے کے وقت یزید کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی جس میں ساٹھ ہزار شامی فوج تھی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کر لی ہے وہ اب اس قلعہ نے جو بحر کی طرف ہے، اپنی ساری جمعیت کو جمع کر کے قلعہ میں لے آیا اور مقابلے کے لیے تیار ہو گیا۔ خود یہ قلعہ اس قدر وسیع اور بڑا تھا کہ جو شخص قلعہ میں محصور ہوا ہے کھانے پینے کی کسی چیز کی باہر سے مہیا کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

قلعہ کے فتح کی راستے کی دریافت:

غرض کہ یزید نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے چاروں طرف نہایت گھنا جنگل تھا اور مسلمانوں کو قلعہ تک پہنچنے کا صرف ایک ہی راستہ معلوم تھا۔ سال بھر یوں ہی گزر گئے۔ قلعہ کو فتح نہ کر سکے۔ ترک یہ عادت تھے کہ ترکی کسی دن نکلتے باہر آ کر مسلمانوں سے لڑتے اور پھر قلعہ میں چلے جاتے۔ اسی اثناء میں خراسان کا ایک عجمی باشندہ جو یزید کے ہمراہ تھا شکار کے لیے نکلا۔ اس کے ہمراہ اس کا خدمت گار بھی تھا۔ ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ انہی سے کہا ایک شخص شکار کے لیے گیا تھا۔ بہر حال اس شخص نے ایک بکری کو پہاڑ پر چڑھتے دیکھا تو اس نے اس کا پیچھا کیا اور اپنے ساتھیوں کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ یہ شخص بکری کے پیچھے پیچھے لگا رہا چلتے چلتے پہاڑ پر بہت دور تک چڑھ گیا اور اچانک دشمن کے لشکر گاہ کے سامنے پہنچ گیا۔ یہ دیکھتے ہی وہ واپس لوٹا۔ وہ ڈرتا تھا اس طرف سے کہ پھر یہ راستہ بھول جائے گا۔ واپسی پر وہ جگہ جگہ اس کے ٹکڑے علامت کے لیے درختوں سے باندھتا آیا۔ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور پھر یہ ساری جماعت اپنی لشکر گاہ میں واپس آ گئی۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس شکاری کا نام ہیاج بن عبدالرحمن الازدی تھا۔ یہ طوس کا باشندہ اور شکار کا بڑا شائق تھا۔ لشکر گاہ میں آ کر یہ شخص عامر بن ایثم الواشجی یزید کے محافظ دستے کے افسر کے پاس آیا۔ عامر نے اسے اندر جانے سے روکا۔ اس نے زور سے چلا کر کہا کہ میں نہایت ہی مفید بات کہنا چاہتا ہوں۔

ہیاج بن عبدالرحمٰن کا انعام:

ابوالحسن کہتے ہیں کہ اس نے سب سے پہلے تو ابن قیس کے دونوں بیٹوں سے یہ واقعہ بیان کیا۔ وہ اسے یزید کے پاس لائے۔ اس نے یزید سے اپنے اس دشمن کے لشکر گاہ تک پہنچنے کا واقعہ بیان کیا۔ یزید نے کہا کہ اگر یہ بات سچ نکلی تو میں تمہیں اس قدر روپیہ انعام میں دوں گا۔ یزید نے اپنے وعدہ کے ایفا کے لیے اپنی اولاد جمیع کی ضمانت بھی دلا دی۔ مگر پہلے بیان کے سلسلے کے مطابق یزید نے اسے بلا کر پوچھا کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ دشمن کے قلعہ و جاہ میں بغیر لڑے بھڑے داخل ہو جاؤ؟ یزید نے کہا کیوں نہیں چاہتے؟ وہ شخص بولا تو پھر میرا انعام؟ یزید نے کہا کہ تم ہی بتاؤ کہ کتنا دینا چاہیے؟ اس نے کہا چار ہزار درہم۔

منتخب دستے کی روانگی:

یزید نے کہا کہ اس کے علاوہ تمہیں انعام بھی دیا جائے گا۔ وہ شخص کہنے لگا کہ پہلے آپ یہ چار ہزار تو دے دیجئے۔ پھر اس کے بعد جو چاہے دیجئے گا۔ چنانچہ اسے یزید نے چار ہزار درہم اسی وقت دلوا دیے اور لشکر میں اعلان کر دیا کہ جو شخص اس کے ہمراہ جانے کے لیے تیار ہو وہ مستعد ہو کر آ جائے۔ چنانچہ چودہ سو بہادر آدمی اس کے ساتھ چلنے آئے۔ مگر اس شخص نے کہا کہ چونکہ راستہ میں بہت گھنی جھاڑیاں ہیں۔ اس لیے اتنی بڑی فوج اس راستہ سے کسی طرح نہیں گزر سکتی۔ یزید نے چودہ سو میں سے صرف تین سو آدمی منتخب کیے۔ اور جہم بن زحر کو ان کا افسر مقرر کر کے اس شخص کے ہمراہ روانہ کیا۔

خالد بن یزید کو حکم

ہشام: [illegible] نے بیان کیا ہے کہ اس محاصرے میں یزید نے اپنے بیٹے خالد بن یزید کو [illegible] مقرر کیا تھا اور اس نے [illegible] [illegible] شکست کھا کر [illegible] یزید نے خالد [illegible] جنگ [illegible] ان کے قریب [illegible] کے درمیان [illegible] [illegible] کام [illegible]۔

یزید کا کفار پر حملہ

اس طرف یزید نے [illegible] صف آرا [illegible] لکڑی کے انباروں میں [illegible] آگ [illegible] جب آگ [illegible] آگ کے پہاڑ چاروں طرف نظر آنے لگے۔ اس [illegible] اور یزید کی جانب [illegible] زوال آفتاب کے بعد یزید نے [illegible] مسلمانوں نے [illegible] حملہ کیا اور اس [illegible] ہو گئے۔

خالد بن یزید کا قلعے پر حملہ

[illegible] مسلمانوں نے [illegible] [illegible] سب کے سب [illegible] مسلمانوں [illegible] یزید کے حوالے کر دیا۔

جرجان کا تاراج

یزید نے اس کے [illegible] [illegible] ان کے خون سے [illegible] پن چکی [illegible] اپنی قسم پوری کرنے کے لیے یزید نے [illegible] [illegible] جرجان [illegible] لیا۔

ہشام: [illegible] نے بیان کیا ہے کہ یزید نے [illegible] اس وقت [illegible] [illegible] جرجان [illegible] گیا۔

[illegible] اس واقعہ کے متعلق حسب ذیل روایت ہے۔

جرجان کے بارے میں ہشام کی روایت۔

وہ کہتے ہیں کہ یزید نے جہم بن زحر جعفی کو چار سو فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ لوگ اس مقام پر پہنچے جس کا راستہ انھیں بتایا گیا تھا۔ یزید نے انھیں یہ حکم دیا تھا کہ جب تم جرجان کی چار دیواری تک پہنچو تو صبح تک انتظار کرنا، پھر تکبیر کہتے ہوئے شہر کے دروازے پر آنا۔ ادھر میں اپنی ساری فوج کے ساتھ شہر کے دروازے کے سامنے موجود ہوں گا۔ غرض یہ کہ جب جہم شہر میں داخل ہو گئے تو اس وقت تک یہ چپ چاپ رہے جب تک وہ وقت نہ آ گیا جس میں کہ یزید نے دھاوا کرنے کا وعدہ لیا تھا۔ وقت مقررہ پر جہم نے تکبیر کہی۔ [illegible] جرجان والوں کو ایسا معلوم ہوا کہ موت کے منہ میں آ گئے۔ تکبیر کی آواز نے کفار پر ایسا خوف طاری کیا کہ جس کی کچھ حد نہیں۔ اس تمام کارروائی کی خبر ان کو اس وقت ہوئی جب کہ مسلمانوں نے ان میں تیغ زنی شروع کر دی۔ کفار کے ہوش اڑ گئے اور یزید کے لشکر نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا، نتیجہ یہ ہوا کہ جرجان کے عام لوگ جنگلوں کی طرف ادھر ادھر بھاگ گئے البتہ ایک تھوڑی سی جماعت نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور جہم کی طرف بڑھ کر جنگ ہوئی۔ اس میں جہم کا ایک ہاتھ زخمی ہو گیا۔ مگر وہ اور ان کے ساتھی برابر مقابلہ پر اڑے رہے اور تھوڑی ہی دیر میں کفار کی جماعت کا قلع قمع کر دیا۔

باہر کی طرف سے جب یزید نے شہر پر حملہ کیا تو [illegible] شہر کے دروازوں کی طرف بڑھا، اب یہاں کوئی روکنے والا موجود نہ تھا [illegible] اسی وقت یزید کی فوج [illegible] شہر میں داخل ہو گئی۔ جس قدر جنگجو اس میں تھے سب کو باہر نکال لائے۔ [illegible] دروازے پر ان کے لیے پھانسی کی لکڑیاں گاڑی گئی تھیں [illegible] مسلسل چار فرسخ تک ان کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ ان کے اہل و عیال کو یزید نے غلام بنا لیا۔ اور تمام مال و دولت پر قبضہ کر لیا۔

یزید بن مہلب کا سلیمان بن عبدالملک کے نام خط

یزید نے سلیمان بن عبدالملک کو یہ خط لکھا: اما بعد! اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک عظیم الشان فتح دے کر بڑا احسان کیا ہے اس لیے ہم اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں۔ آپ کی خلافت کے عہد میمون میں اللہ تعالیٰ نے جرجان اور طبرستان کو فتح کرایا [illegible] ان کے مقابلہ میں [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد جو اور خلیفہ ہوئے سب عاجز رہے اور فتح نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے عہد مبارک میں ان ممالک کو فتح کرایا اور یہاں کا [illegible] مال غنیمت تقسیم کر دینے کے بعد میرے پاس پانچ کروڑ بچا ہے۔

مغیرہ بن ابی قرہ کا یزید کو مشورہ

جب یہ خط لکھا جا رہا تھا تو یزید کے کاتب مغیرہ بن ابی قرہ بنی سدوس کے آزاد کردہ غلام نے کہا کہ آپ رقم نہ لکھیے [illegible] میں لکھیے [illegible] آپ کو مجبور کریں گے [illegible] جائیں گے اور [illegible] آپ کے [illegible]

گورنر آپ کے بعد آیا تو وہ اس کا آپ سے مطالبہ کرے گا اور اگر کوئی ایسا شخص ہوا جو آپ کا مخالف ہوا تو وہ اس کی کسی قیمت سے بھی راضی نہ ہوگا اس لیے بہتر یہ ہے کہ کسی خط کو آپ روانہ نہ کریں۔ بلکہ اپنے خط میں صرف فتح کی خبر دیں۔ اور دربار خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگیں اور پھر بالمشافہ تذکرہ جو آپ کرنا چاہیں کیجئے گا۔ اور جو کمی اس رقم کے زیادہ بتانے سے ہو گی آپ کے لیے زیادہ مناسب ہو گا مگر یزید نے اس بات کو نہ مانا اور وہی خط بھیج دیا۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ اس رقم کی تعداد چالیس لاکھ تھی۔

اسی سال ایوب بن سلیمان بن عبدالملک نے وفات پائی۔ شیوخ میں سے ایک ضعیف العمر شخص جنہوں نے یزید کو دیکھا تھا، بیان کرتے ہیں کہ جب جرجان فتح کر کے یزید روانہ ہوا تو اسے ایوب کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی۔ یزید بن المہلب الرے کے پاس ساغ کے باغ میں سیر کر رہے تھے کہ ایک شخص نے رجزیہ اشعار میں ایوب کی موت کی خبر یزید کو سنائی۔

مدینۃ الصقالبہ کی فتح:

اسی سال مدینۃ الصقالبہ فتح ہوا۔ اور داؤد بن سلیمان نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کر کے قلعہ مراۃ کو جو ملطیہ کے قریب واقع ہے فتح کیا۔

امیر حج عبدالعزیز بن عبداللہ، عمال:

عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کے گورنر اس سال امیر حج تھے۔ اس سنہ میں مختلف ممالک پر وہی لوگ عامل تھے جو ۹۷ ہجری میں تھے۔ البتہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ سفیان بن عبداللہ کندی اس سنہ میں یزید کی طرف سے بصرہ کے عامل تھے۔

۹۹ھ کے واقعات

سلیمان بن عبدالملک کی وفات:

اسی سال سلیمان نے شہر دابق واقع علاقہ قنسرین میں بروز جمعہ بتاریخ ۲۰ ماہ صفر انتقال کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سلیمان دو سال اور پانچ دن کم آٹھ ماہ خلیفہ رہا۔ بعض راویوں نے بیان کیا کہ دس صفر کو انتقال کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سلیمان دو سال سات ماہ خلیفہ رہا۔ یہ بھی روایت ہے کہ دو سال آٹھ ماہ اور پانچ دن سلیمان کی مدت خلافت ہے۔

مدت حکومت:

ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان نے ولید کے بعد تین سال خلافت کی۔ عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ سلیمان نے بروز جمعہ بتاریخ ۱۰ صفر انتقال کیا اور دو سال آٹھ ماہ اس کی مدت خلافت ہے۔

سلیمان بن عبدالملک کی سیرت و کردار:

لوگ کہا کرتے تھے کہ سلیمان کے خلیفہ ہوتے ہی ہمیں آرام و اطمینان نصیب ہوا۔ حجاج سے نجات ملی۔ سلیمان نے خلیفہ ہوتے ہی تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔ جو کچھ تھا وہ لوگوں سے سلوک کرتا تھا اور اسی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اپنے بعد اپنا

جاگیریں مقرر کر دی تھیں۔

مفضل بن المہلب کہتے ہیں کہ دابق میں ایک جمعہ کو میں سلیمان کے پاس گیا۔ سلیمان نے ایک نیا لباس زیب تن کیا ہوا تھا [illegible] عمدہ [illegible] سامنے [illegible] اور جبہ [illegible] نے ان کے لیے آئینہ اٹھوایا تھا۔ سلیمان نے عمامہ باندھا اور مجھ سے پوچھا کہ تمہیں یہ کیسا معلوم ہوتا ہے [illegible] سلیمان نے اپنے دونوں بازو ننگے کیے اور کہا کہ میں ایک [illegible] جوان بادشاہ ہوں [illegible] اس کے بعد [illegible] جمعہ [illegible] وفات [illegible]

اس کی عمر [illegible] خلافت [illegible]

بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ سلیمان نے ایک دفعہ آئینہ میں دیکھا [illegible] اپنی صورت کو [illegible] اچھی [illegible] اس کے بعد صرف ایک ہفتہ زندہ رہا۔

سلیمان کی لونڈی کے اشعار

ایک روز سلیمان کی ایک لونڈی نے ان کی طرف نظر کی۔ سلیمان نے پوچھا کیا دیکھتی ہے؟ تو لونڈی نے یہ دو شعر پڑھے

أنت نعم المتاع لو كنت تبقى   غير أن لا بقاء للإنسان

ليس فيما علمته فيك عيب   كان في الناس غير أنك فان

ترجمہ: "تو بہترین دولت ہے کاش تجھے بقا ہوتی مگر انسان کے لیے بقا نہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے تجھ میں کوئی عیب نہیں جو لوگوں میں ہوتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ تو فانی ہے۔"

محمد بن سیرین نے [illegible] سلیمان بن حبیب [illegible] سلیمان کے [illegible] تھے اور ان [illegible] خلاف کے تھے

اس سے بیان کرتے تھے۔

رومی قیدیوں کا قتل

روایت ہے کہ [illegible] جب سلیمان حج کرنے گیا تو [illegible] شعراء بھی ان کے ساتھ تھے [illegible] جب [illegible] حج کر کے [illegible] آئے تو چار سو رومی قیدی سلیمان کے سامنے پیش کیے گئے۔ اس وقت سلیمان نے [illegible] حضرت عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب [illegible] تشریف فرما تھے [illegible] رومی قیدیوں [illegible] سلیمان نے حضرت عبداللہ [illegible] آپ [illegible] قتل کیجئے [illegible] نے [illegible] تلوار [illegible] آخر [illegible] ایک [illegible] سلیمان نے اپنی تلوار انہیں دی [illegible] تلوار [illegible] کی [illegible] سے [illegible] سلیمان [illegible] بعد [illegible] وفات [illegible] قتل [illegible] اسی طرح ایک قیدی [illegible] جریر [illegible]

[illegible]

ایک رومی اسیر اور فرزدق:

جب فرزدق کی باری آئی۔ ایک قیدی اس کے بھی حوالے کیا گیا۔ کرتی اور تلوار اسے دی۔ عبسی نے اسکی ناکارہ تلوار سازش کر کے اسے دلوائی کہ فرزدق نے کئی وار کیے مگر اس کا بال بھی بیکا نہ کر سکا۔ اس پر سلیمان اور تمام لوگ ہنسنے لگے۔ خاص کر سلیمان کے ماموں بنو عبس نے اس کی اس ذلت پر خوب بغلیں بجائیں۔ فرزدق نے تلوار پھینک دی اور سلیمان سے معذرت کرنے لگا اور کہنے لگا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ورقاء کی تلوار بھی خالد کے سر سے اسی طرح اُچٹ گئی تھی۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ ورقاء بن زہیر بن جذیمہ عبسی نے خالد بن جعفر بن کلاب کے اس وقت تلوار ماری جب کہ خالد اس کے باپ زہیر پر چڑھا بیٹھا تھا اور اپنی تلوار سے اس کا کام تمام کر چکا تھا کہ اتنے میں ورقاء آ گیا اور اس نے خالد کے سر پر تلوار کا ہاتھ مارا مگر اس کا کچھ نہ کر سکا۔ اس حالت پر بھی ورقاء نے دو شعر بھی کہے تھے۔ اس طرح اس موقع پر فرزدق نے بھی کچھ شعر کہے۔

ایک روز سلیمان دابق میں کسی جنازہ میں شریک ہوا جو ایک باغ میں دفن کیا گیا۔ سلیمان نے اس جگہ کی مٹی ہاتھ میں اٹھائی اور کہنے لگا کہ یہ کس قدر عمدہ مٹی ہے۔ قدرت الٰہی دیکھئے کہ ایک جمعہ بھی مشکل سے گزرا تھا کہ سلیمان بھی اسی قبر کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔

* * *